مجالس صدوق

(ترجمہ امالی شیخ صدوق)

تالیف

الشیخ الصدوق ابن بابویہ

ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین القمی

متوفی سال ۳۸۱ ہجری

ناشر

ادارہ تعلیم وتربیت لاہور

پیش لفظ

زیرِنظرکتاب مجالس صدوق(رح). جناب ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی علیہ رحمہ کی شہرہ آفاق کتاب ''امالی'' کا اردو ترجمہ ہے یہ کتاب ۹۷ مجالس کا مجموعہ ہےجن میں احادیث و واقعات اور پند و نصائح کا ایک نادر و نایاب ذخیرہ موجود ہے جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے یہ جناب صدوق(رح) کی ذاتی قلمی تصنیف نہیں بلکہ ان کے اس فن خطابت کا اصل ہے جس کا اظہار انہوں نے مختلف مقامات اور مختلف اوقات و مواقع پر کیا اور جسے بعد میں جمع کرکے کتابی شکل دیدی گئی۔

دوران ترجمہ راقم الحروف کے مشاہدے میں آیا کہ ان ۹۷ مجالس کی تواریخ کے اندراج کے ساتھ ایام کی مطابقت نہیں ہے مثال کے طور پر اگر کسی مجلس کا بیان کردہ دن جمعہ تحریر کیا گیا ہے تو فوراً بعد کی مجلس جو چار دن بعد برپا کی گئی کی تاریخ کا یوم بھی جمعہ ہی تحریر کیا گیا اور اس تضاد کو دور کرنے کا نہ ہی کسی قسم کی سعی نہیں کی گئی۔ ان تمام مجالس میں چند ایک طوس۔ نیشاپور اور کربلا جیسے مقامات پربرپا کی گئیں اسی طرح اگر کربلا کے مقام پربرپا ہونےوالی دو مجالس (مجلس ۳۰ اور ۳۱) کے مضامین پر غور کیا جائے تو اندازہ ہوگا کہ ان دونوں مجالس میں سے ایک مجلس صبح کے وقت جب کہ دوسری شام کے وقت پڑھی گئی اور مجلس نمبر۹۳ بالحضوص دوران سفر اور عجلت میں بیان کی گئی ہے لہذا ان تمام عوامل نے راقم الحروف کے اس استنباط و تقویت بخشی کہ یہ کتاب صرف جناب صدوق(رح) کے شاگروں اور ان کے حلقہ درس سے مستقل فیض پانے والے افراد نے براہ راست جناب شیخ سے املاء نہیں کی بلکہ اس کے اجزاء عالمانہ اس سے بھی اکٹھے کرنے کے بعد ضبط تحریر میں لاکر اسے کتابی صورت دی گئی کیونکہ اگر جناب صدوق(رح) کا کوئی ایک شاگرد یا ان کے گرد جمع شدہ افراد کا ایک مخصوص

گروہ اس کتاب و مکمل طور پر مرتب کرتا تو نام و تواریخ کا تذکرہ نہ ہوتا۔ بصورت دیگر اس بات کا امکان بھی کم ہی دکھائی دیتا ہے کہ جناب صدوق(رح) کے ہمراہ چند مخصوص لوگ دوران سفر کتاب کی املاء ساتھ ہی ساتھ بروقت کرتے رہے ہوں اس موقع پر میں قارئین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نام تواریخ کے اس تضاد کے پیش نظر میں نے اس اردو ترجمے میں مجالس کے نام تحریر کرنے سے گریز کیا ہے اور صرف اندراج تواریخ پر ہی اکتفا کیا ہے۔

اس کتاب کا ایک بڑا حصہ احادیث پر مشتمل ہے جناب صدوق(رح) جہاں دلیل و مناظرہ کے میدان کے شہسوار ہیں وہیں روایات بیان کرنے کے سلسلے میں بھی امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور بذات خود ایک سند کی حیثیت رکھتے ہیں جناب صدوق(رح) کو اگر راہنمائے فقہا کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ مذہب امامیہ کی چار بڑی اور بنیادی کتب احادیث میں سے ایک (من لا یحضرہ الفقیہ) جناب صدوق(رح) ہی کی تالیف ہے جناب صدوق(رح) کی تصانیف کا درست شمار ممکن نہیں کیونکہ ظالم زمانہ نے جہاں دیگر علمی شہپاروں و ضائع کیا وہاں جناب صدوق(رح) کی تصانیف بھی زمانے کی دست برد سے محفوظ نہیں رہ سکیں اور اب صرف چند دستیاب شدہ کتب کے علاوہ شیخ کی تصانیف کا تذکرہ کتابوں اور فہرستوں میں ہی ملتا ہے۔

ابن ندیم وراق اپنی کتاب ''الفہرست'' میں جناب صدوق(رح) کی تین سو تصانیف شمار کرنے کے بعد ۴۰ سے زائد کتب کے نام بیان کرتا ہے۔

شیخ طوسی(رح) اپنی فہرست میں جناب صدوق(رح) کی تین سو تصانیف شمار کرنے کے بعد تقریبا ۴۰ کے نام بیان کرتے ہیں۔

علامہ حلی(رح) نے ان جناب صدوق(رح) کی تین سو تصانیف شمار کی ہیں۔

شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری(رح)۔ رجال نجاشی کے حوالے سے اپنی کتاب "مجالس المومنین" میں شیخ صدوق(رح) کی تصانیف کی تعداد تین سو کے قریب بیان کرتے ہیں اور ۲۰۳ کتب و رسائل کے نام درج کرتے ہیں۔

اسکے علاوہ جناب صدوق(رح) کے بارے میں ایک ایسی سعادت آئی ہے جو شاذ و نادر ہی کسی کو نصیب ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب صدوق(رح) کے والد گرامی نے امام زمانہ علیہ السلام کے نائب خاص جناب ابوالقاسم روح سے ملاقات کے دوران چند مسائل دریافت کیے اور پھر قم واپس جاکر علی بن جعفر بن اسود(رح) کی معرفت جناب ابوالقاسم روح(رح) کو ایک خط تحریر کیا جس میں انہوں نے جناب روح (رح) سے گذارش کی کہ میری درخواست جناب امام زمانہ علیہ السلام تک پہنچائیں کہ آنحضرت(ع) میرے حق میں اولاد نرینہ کے لیے دعا فرمائیں۔ اس خط کے جواب میں امام زمانہ علیہ السلام نے تحریر فرمایا کہ میں نے تمہارے حق میں دعا کردی ہے عنقریب تمہارے ہاں دو فرزند تولد ہونگے کہ جو کہ بہترین ہوں گے لہذا اسی سال جناب صدوق(رح) کی ولادت ہوئی۔

جناب صدوق(رح) کا سن ولادت جناب حسین بن روح(رح) کی نیابت کے پہلے سال کے بعد کا ہے چنانچہ اشارہ یہ ملتا ہے کہ شیخ کی ولادت ۳۰۶ھ کی ہے کہ امام زمانہ علیہ السلام کی غیبت صغری میں شیخ نے تقریبا ۲۰ سال گذارے اس کے بعد کا زمانہ غیبت کبری کا ہے جناب صدوق(رح) کا سن وفات ۳۸۱ھ بتایا جاتا ہے۔ تنگی قرطاس راقم الحروف کو اجازت نہیں دیتی کہ اس سے زیادہ آپ کے حالات زندگی بیان کیے جائیں۔ کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے والے پر عیاں ہوگا کہ اس کتاب میں شامل چند ایک روایات و احادیث، تعلیمات و عقائد

مذہب اہل بیت(ع) سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ میرے نزدیک ایسی ضعیف روایات کا کسی کتاب میں شامل ہونا اس لیے اہمیت کا حامل نہیں ہے کہ شیعیت کے ابتدائی ادوار نہایت کٹھن مراحل سے گذرے ہیں جب سلاطین کا مسلسل دباؤ راستہ دشوار۔ سہولیات نا پیدا اور اردگرد اغیار کی ایسی بھیڑ لگی ہو جس کا تقاضا تقیہ ہو تو ایسی چند ایک مجہول روایات کی دراندازی خاص اہمیت کی حامل نہیں ہوا کرتی اسلام کی ابتدائی تاریخ اور شیعیت کی نمو پر نظر رکھنے والے اہل قلم گزشتہ چودہ صدیوں سے قائم ناصبی اثرات کی شدت سے آگاہ ہیں۔ اس کے علاوہ عمدا اور سہوا غلطی کے احتمال سے صرف ذوات معصومین(ع) ہی مبرا ہوسکتی ہیں تمام انسان کا معیار اس سے مطابقت نہیں رکھتا دوم یہ کہ راقم الحروف کو ان مجہول روایات کی در اندازی میں بھی ایک مثبت پہلو نظر آتا ہے اور یہ کہ ہماری کتب تحریف سے پاک ہیں کیونکہ اگر ہم اس تحریف کے قائل ہوتے تو سب سے پہلے ایسی ہی روایات اپنی کتب سے خارج کرتے۔

اس ترجمے کی تیاری میں میں نے اس بات کا خیال رکھا ہے کہ میں سلیس انداز بیان اپناؤں تاکہ معاشرے کے تمام طبقات فکر اس ترجمے سے استفادہ حاصل کرسکیں۔ مگر ساتھ ہی اس بات کا اہتمام بھی کیا ہے کہ تاریخی واقعات کی بیان نگاری اپنی جاذبیت اور دلنشینی نہ کھوسکے۔ یہ بھی امر مسلمہ ہے کہ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی تصنیف کا ترجمہ بہر طور ایک پیچیدہ عمل ہے اور یہ اس صورت میں مزید پیچیدگی اختیار کر لیتا ہے کہ جب کوئی تصنیف پہلے عربی سے فارسی اور پھر فارسی سے اردو میں ترجمہ ہوئی ہو لہذا میری گذارش ہے کہ اس ترجمے کو ایک ادبی شہ پارہ کے طور پر دیکھنے کے بجائے محض تاریخ اور معاملات شرعی کی ایک سیدھی سادی کتاب تصور کیا جائے۔

زیر نظر کتاب ایک فارسی نسخے سے ترجمہ کی گئی ہے جو کہ کتب انوار الا یہ اج

سید محمد کتابچی تہران ایران کی مطبوعہ ہے۔ اس اردو ترجمے کی فہرست میں شامل عنوانات راقم الحروف کے بذات خود تحریر کردہ ہیں تاکہ اہم موضوعات کی طرف فورا رسائی ہو سکے۔

اس کتاب میں مندرج روایات و احادیث کے موازنہ و تحقیق کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں سے استفادہ حاصل کیا گیا۔

۱ - قرآن مجید ترجمہ: علامہ ذیشان حیدر جوادی (لکھنؤ)

۲ - قرآن مجید ترجمہ: امام احمد رضا خان بریلوی

۳ - قرآن مجید ترجمہ: مولانا مقبول احمد صاحب

۴ - نہج البلاغہ ترجمہ: مفتی جعفر حسین صاحب

۵ - صحیفہ کاملہ ترجمہ: مفتی جعفر حسین صاحب

۶-نخبۃالاسرار غلام حسین رضا آقا مجتہد(حیدر آباد دکن)

۷ - من لا یحضرہ الفقیہ شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۸ - اصول کافی ابو جعفر محمد بن یعقوب الکلینی ترجمہ جناب مولانا ظفر حسن امروہوی صاحب

۹ - وسائل الشیعہ شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۱۰ - علل شرائع شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۱۱ - عیون الاخبار الرضا(ع) شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۱۲- کتاب الخصال شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۱۳- کتاب التوحید شیخ صدوقؒ ابن بابویہ قمی(رح)

۱۴ - کمال الدین و تمام النعمہ شیخ صدوق ابن بابویہ قمی(رح)

۱۵ - حیات القلوب علامہ باقر مجلسی(رح) صاحب

۱۶- بحار الانوار علامہ باقر مجلسی(رح) صاحب

۱۷ - جلاء العیون علامہ باقر مجلسی(رح) صاحب

۱۸ - تہذیب الاسلام علامہ باقر مجلسی(رح) صاحب

۱۹ - روح الحیات علامہ باقر مجلسی(رح) صاحب

۲۰- مجالس المومنین شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری(رح)

۲۱ - احسن المقال شیخ عباس قمی(رح)

۲۲ - نفس المہموم شیخ عباس قمی(رح)

۲۳ - مفاتیح الجنان شیخ عباس قمی(رح)

۲۴ - مقتل ابی مخنف لوط بن یحیی ازدی

۲۵ - الفہرست محمد بن اسحاق ابن ندیم وراق

۲۶ -کتاب الارشاد شیخ مفید علیہ الرحمہ

۲۷ - جمال منتظر آیت اللہ العظمی صافی گلپائیگانی

۲۸ - صحیفہ کربلا حجت الاسلام علی منتظری نفرد

۲۹ - تفسیر امام علامہ فروغ علی کاظمی(لکھنو)

۳۰ - توضیح المسائل آیت اللہ العظمی سید علی سیستانی (نجف اشرف عراق)

۳۱ - توضیح المسائل آیت اللہ العظمی سید علی خامنہ ای (ایران)

۳۲ - توضیح المسائل آیت اللہ العظمی افظ بشیر حسین صاحب (نجف اشرف راق)

اس موقع پر میں ٖراوند کریم کا شکر ادا کرتا ہوں اور پنی اس حقیر کاوش و جناب امیر امو نین علیہ السلام کی ٖر ت میں پیش کرتا ہوں اور ان کی ذات مقدسہ سے رحمت و مدد کا خواستگار ہوں۔

میں دل کی گہرائیوں سے اپنے والد گرامی کا شکر گزار ہوں جن کی بدولت میں اس ٹن کام وانجام دینے کے قابل ہوا، ان کی راہنمائی کی ضرورت مجھے ہر موقع پر محسوس ہوئی اور انہوں نے مجھے ال شفقت سے نوازا۔

میں شکریہ ادا کرتا ہوں پنی والدہ محترمہ کا کہ جن کے بےپناہ محبت اور الفت کے کسی ایک لمحے کا عشر عشیر چکانے کس میں سکت نہیں رکھتا۔

میں ت دل سے مشکور ہوں پنی زوجہ کا، جس نے اس دوران میری ذمہ داریوں و بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھائے رکھا اور اس کتاب کی تحقیق و تیاری میں میری بھر پور م اونت کی۔

میں ممنون ہوں مولانا نذر عباس اصغر صاحب کا کہ نہوں نے اس ترجمے پر نظر ثانی فرمائی اور ایسے موقع پر اپنا قیمتی وقت میرے لیے مختص کیا جب بیشتر علما نے اس مسودے کی ضخا ت دیکھتے ہوئے اس سے صرف نظر کیا۔

آخر میں میں دعا گو ہوں کہ ٖراوند ت ال ہمیں اس کتاب سے استفادہ اصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

سید ذیشان حیدر زیدی

مجلس نمبر ا

(۱۸ رجب ۳۶۷ھ)

۱ - مرو بن خالد ابو حمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ امام زین العابدین(ع) نے فرمایا : خوش خلقی سے عزت میں اضافہ ہوتا ہے اور رزق وسیع ہوتا ہے۔ یہ موت و ٹال دیتی ہے خاندان میں محبت پیدا کرتی اور جنت میں داخل کرتی ہے۔

۲ - شہر بن حوشب کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا جو کوئی ۱۸ ذالحجہ کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے لیے خدا ۶۰ مہینوں کے روزوں کا ثواب درج کرتا ہے اور یہ دن غدیر خم کا دن کہ اس دن رسول خدا(ص) نے علی ابن ابی طالب(ع) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا میں مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ سب نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ پھر فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی(ع) مولا ہے پس عمر نے اس سے کہا مبارک ہو اے ابن ابی طالب(ع) تم میرے اور ہر مسلمان کے مولا ہو گئے پس اللہ عزوجل نے اس آیت کو نازل کیا '' الیوم اکملت لکم دینکم'' (مائدہ) کہ'' آج کے دن میں نے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے۔''

۳ - ابن عباس(رض) کہتے ہیں، رسول خدا(ص) نے فرمایا، علی(ع) میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

صلصال بن دلہمس

۴ - قیس بن عاصم کہتے ہیں کہ میں بنی تمیم کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت پیغمبر(ص) میں آیا جس وقت میں داخل ہوا اس وقت صلصال بن دلہمس آنحضرت(ص) کے پاس موجود تھا میں نے عرض کیا اے پیغمبر خدا(ص) ہمیں نصیحت کریں تاکہ ہم اس سے فائدہ حاصل کرسکیں رسول خدا(ص) نے فرمایا اے قیس بے شک عزت کے ساتھ ذلت ہے اور زندگی کے ساتھ موت ہے اور اس دنیا کے ساتھ آخرت ہے ہر چیز کے لیے حساب ہے اور ہر چیز عمل پائندہ ہے ہر نیک کام کا ثواب ہے اور ہر برے عمل کی سزا ہے۔ اور تمام مدت ختم ہونے والی ہے۔ اے قیس قبر میں تیرا دوست

ـتیرے ہمراہ ہوگا۔ وہ زندہ ہوگا جبکہ تم مردہ ہوگے۔ اگر وہ اچھا ہوگا تو تمہارے ہاتھ اچھائی آئے گی۔ اور اگر بـرا ہـوگا تـو تـم پست و زبوں ال ہوگے۔ اس کے علاوہ ـتیرے ساتھ کچھَ ں محشور نہ ہوگا او تمہارے ساتھ اس کے وا کچھَ ں بعـوث نہ ہوگا۔ اور تمہارا یہ دوست جز کردار صالح کے اور وئی نہیں۔ اگر یہ صالح ہوگا تو تو آرام میں ہوگا اور اگر فاسد ہوگا تو تجھے خـوف میں مبتلا رکھے گا۔ میں نے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) ـمیری گذارش ہے کہ آپ(ص) ان اقوال و نظم کی صورت میں بیان کریں تاکہ ہمیں ردیک ۔ یاد ریں او جب ہم واپس ائیں تو رب کے لوگوں و اسے بیان کـریں اور انہـیں خـوف کـی ترغیـب دیـں۔ پیغمبر(ص) نے حکم دیا کہ حسان(رض) و ـمیرے پاس بلایا ائے۔ اسی دوران یہ خیال وا کہ ان اقوال و مجھے خودَ ں اشـ ار مـیں ڈھالنے کی وشش کرنی اہئے۔ لہذا حسان(رض) کے آنے سےَ پہلے ں یہ کلام ـمیرے ذہن میں ترتیـب پا یـا۔ مـیں نے ر ـول را(ص) سے رض کیا۔ یا ر ول اللہ(ص) آپ(ص) کے اس فرمان کے مطابق ـمیرے ذہن میں چند اش ار ترتیـب پـائے ہیں۔ اگر آپ(ص) اجازت دیں تو رض کروں۔ آپ(ص) نے فرمایا: بیان کرو۔ میں نے رض کیا۔

اپنے کردار و اپنا ساتھی بنا۔

کیونکہ وہ قبر میں ـتیرے ہمنشین ہوگا۔

خود و موت کے بعد اس ـچیز کے لیے آمادہ رکھو۔

کہ سامنے سے جلد ں آواز آئے گی۔

اگر کسی ـچیز و دل نہ مانے تو نہ کرو۔

وائے اس کے کہ جس و را پسند کرے۔

تمہاری موت سےَ پہلے و بعد وئی شخص تمہیں فائدہ نہ دے گا۔ جز ـتیرے کردار کے کہ وئی دوست وائے اس کے فریاد سننے والا نہیں انسان رشتے داروں کے پاس مہمان ہے۔ وہ ان کے در یان رہا اور وچ کر ائے گا۔

۵ - قصی بن کلاب نے اپنے فرزندوں کو وصیت کی کہ فرزندان زیز کبھیَ ں رغبت نہ پینا اگرچہ یہ بـدنوں کـی اصـلاح (فربہ) کرتی ہے مگر ذہنوں (یعنی عقلوں) و فاسد کردیتی ہے۔

۶ - شعیب حداد کہتے یں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام بن محمد(ص) نے مجھ سے رفمایا ہماری ر... سخت اور ... ناہموار ہے اس

وزن و وئی نہیں اٹھا سکتا مگر مقرب فرشتہ یا پیغمبر مرسل یا وہ بندہ کہ جس کے دل کا ان کے ساتھ خدا نے امتحان لیا ہو

۔ یا شہر محرم مرو شاگرد شعیب نے اس شہر کا پوچھا تو اس نے کہا کہ امام صادق(ع) نے رفمایا ہے کہ یہ وہ شہر ہے جو دل میں

مجتمع ہوتا ہے۔(یعنی وہ دل جس و ہماری محبت نے محصور کر لیا ہو)

حضرت یوسف(ع) و زلیخا

۷ - وہب بن منبہ کہتے یں کہ میں نے خدا کی بعض کتابوں میں سے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ یوسف(ع) اپنے

لشکر کے ساتھ عزیز مصر کی بیوی(زلیخا) کے پاس سے گذرے وہ ایک کھنڈر پر بیٹھی تھیں اور کہتی تھی کہ حمد اس خدا

کے لیے زیبا ہے جو بادشاہوں و ان کے گناہوں کے سبب غلام بنا دیتا ہے اور غلاموں و ان کی اطاعت کے سبب بادشاہ قرار

دیتا ہے۔ میں محتاج ہو گئی ہوں مجھے کچھ صدقہ دیجئے یوسف(ع) نے کہا خدا کی نعمت و حقیر سمجھنا اور اس کا کفران کرنا بندے

کے لیے ہمیشہ کی رکاوٹ پیدا کر دیتا ہے لہذا خدا کی طرف بازگشت کرو تاکہ وہ گناہ کے دھبے تیری توبہ سے دھو دے بے شک

دعا کی قبولیت کے لیے دلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی نیکی اور صفائی شرط ہے زلیخا نے جواب میں کہا ابھی میں نے توجہ و انابت اور

گذشتہ غلطیوں کے تدارک سے فراغت نہیں پائی لہذا خدا سے شرم کرتی ہوں کہ عفو کے مقام میں آؤں اور اس ذات مقدس سے

طلب رحمت کروں کہ ابھی آنسو نہیں بہے ہیں اور دل سے اپنی ندامت کے حق کی ادائیگی نہیں ہوئی ہے اور اطاعت کی طرف سے

گداختہ نہیں ہوئی ہوں(پشیمان نہیں ہوئی ہوں) یوسف(ع) نے کہا توبہ کرو اور اسکی شرائط میں کوشش اور اہتمام کرو کیونکہ راہ

عمل کھلی ہوئی ہے اور دعا کا تیر قبولیت کے نشانے پر پہنچتا ہے قبل اس کے کہ موسم کے ایام اور گھڑیاں ختم ہوں اور حیات کی

مدت تمام ہو، زلیخا نے کہا میرا یہی عقیدہ ہے اگر آپ میرے بعد زندہ رہ گئے تو یہ عنقریب سن لیں گے یوسف(ع) نے

اپنے لشکر سے رفمایا کہ گائے کی کھال سونے سے بھر کر اس کو دے دو۔ زلیخا نے کہا روزی یقینا خدا کی جانب

سے مقرر ہے اور پہنچتی ہے رزق کی وسعت اور راحت و عیشِ زندگانی و اس وقت تک نہیں پاتی جب تک کہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوں۔ اس کے بعد یوسف(ع) کے بعض فرزندوں نے پوچھا کہ یہ عورت کون تھی جس کی باتوں سے ہمارا جگر پارہ پارہ ہو گیا اور دل شگفتہ ہو گیا، فرمایا یہ راحت و شادمانی کی داعیہ ہے جو اب دام انتقام الٰہی میں گرفتار ہے۔ پھر یوسف(ع) نے زلیخا کے ساتھ عقد کیا جب ان سے ہم بستر ہوئے تو ان کو دوشیزہ پایا پوچھا تم باکرہ کیونکر رہ گئیں حالانکہ مدتوں شوہر کے ساتھ زندگی بسر کی زلیخا نے کہا میرا شوہر نامرد تھا اور مقاربت پر قادر نہ تھا۔

مجلس نمبر ۲

(۷ رجب ۳۶۷ھ)

فضیلت رجب

۱ - ابو جعفر محمد بن باقر(ع) نے فرمایا جو کوئی ماہ رجب میں سے ایک دن کا روزہ رکھے شروع ماہ کا یا اوسط یا آخر ماہ کا تو خدا بہشت کو اس کے لیے کھول دیتا ہے اور روز قیامت وہ ہمارے ساتھ ہم درجہ ہوگا اور جو کوئی دو دن ماہ رجب کے روزے رکھے گا اس سے کہا جائے گا تیرا کردار (عمل) اس دہلیز پر پہنچا کہ خدا تمہارے گذشتہ تمام گناہ معاف کردے گا اور جو کوئی ماہ رجب کے تین روزے رکھے گا اس سے کہا جائے گا تیرے گذشتہ و آئندہ گناہ معاف ہوئے۔ لہذا اپنے گناہگار بھائیوں میں سے جس کی چاہو شفاعت کرو اور اپنے دوستوں میں سے جن جس کی چاہو شفاعت کرو اور جو کوئی سات دن ماہ رجب کا روزہ رکھے گا تو اس پر جہنم کے ساتوں دروازے بند کردیئے جائیں گے اور جو کوئی آٹھ دن ماہ رجب کے روزے رکھے گا اس کے لیے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جائیں گے کہ جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

۲ - امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا کہ مجھے اس شخص پر تعجب ہے جو چار چیزوں سے ڈرتا ہے تو وہ ان چار چیزوں سے کیوں مدد نہیں چاہتا؟ تعجب ہے کہ جو شخص خوف زدہ ہے اور وہ اللہ کے اس قول سے مدد کیوں نہیں لیتا "حسبنا اللہ و نعم الوکیل" (ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور کیا بہتر وکیل ہے) اس لیے کہ میں نے اس کے بعد یہ قول سنا ہے کہ

" فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَ فَضْلٍ لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوءٌ" (آل عمران، ۱۷۴)

" پھر چلے آئے مسلمان اللہ کے احسان اور فضل کے ساتھ کچھ نہ پہنچی ان کو برائی۔"

اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو کسی غم میں مبتلا ہے مگر وہ اللہ تعالی کے اس قول سے مدد نہیں لیتا۔

" لا إِلَهَ إِلاَّ أَنْتَ سُبْحانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ" (الانبیاء، ۸۷)" نہیں ہے کوئی خدا سوائے تیرے تو

۔ پاک ہے بے شک میں ظالموں (زیادتی کرنے والوں) میں سے ہوں" اس لیے میں نے اس کے بعد خدائے عزوجل کا یہ قول سنا ہے۔ "فَاسْتَجَبْنا لَهُ وَ نَجَّيْناهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنينَ" (الانبیاء، ۸۸)

پھر سن لی ہم نے اس کی فریاد اور نجات دی اس کو اس غم (گھٹن) سے اور اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں مومنین کو (ایمان والوں کو)۔"

اور مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کے ساتھ مکر و فریب کیا جائے وہ اللہ کے اس قول سے کیوں مدد نہیں طلب کرتا "وَ أُفَوِّضُ أَمْري إِلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بَصيرٌ بِالْعِبادِ" (غافر، ۴۴) میں حوالے کرتا ہوں اپنے کام کو اللہ کے بے شک سب بندے اللہ کی نگاہ میں ہیں" اس لیے کہ اس کے بعد میں نے اللہ کے اس قول کو سنا ہے کہ۔ " فَوَقاهُ اللَّهُ سَيِّئاتِ ما مَكَرُوا" (غافر، ۴۵) پھر انہوں نے بچا لیا ان تدبیروں کی برائیوں سے جو وہ کرتے تھے"۔

اور مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور اس کی آسائش چاہتا ہے وہ اللہ تعالی کے اس قول سے کیوں مدد نہیں لیتا" ما شاءَ اللَّهُ لا قُوَّةَ إِلاَّ بِاللَّهِ" (کہف، ۳۹) ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے نہیں ہے کوئی طاقت مگر خدا کی " اس لیے کہ میں نے اس کے بعد اللہ تعالی کا یہ قول سنا ہے " إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مالاً وَ وَلَداً فَعَسى رَبِّي أَنْ يُؤْتِيَنِ خَيْراً مِنْ جَنَّتِكَ" (کہف ، ۳۹۔۴۰) اگر تو دیکھتا ہے مجھ کو کہ میں کم ہوں تجھ سے مال اور اولاد میں تو مجھے امید ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر دیگا" اور یہاں عسی سے مراد لازمی ہے۔

۳۔ امام علی بن موسی رضا(ع) نے اپنے والد(ع) سے انہوں نے اپنے آباء(ع) سے اور انہوں نے امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے وہ بندہ مجھ پر ایمان نہیں رکھتا جو میرے کلام میں اپنی مرضی اختیار کرے اور وہ مجھے نہیں پہچانتا جو مجھے مخلوق کی طرح جانتا ہے وہ شخص میرے دین میں نہیں ہے کہ جو میرے احکام دین میں قیاس کو داخل کرتا ہے۔

۴۔ امام علی بن موسی رضا(ع) نے اپنے والد(ع) سے انہوں نے اپنے اجداد(ع) سے انہوں نے امیرالمومنین(ع) نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی میرے حوضِ کوثر کو معتقد نہیں اس کے لیے حوض تک جانے کا کوئی راستہ نہیں اور کوئی میرے شفاعت کا معتقد نہیں خدا اس کو میری

شفاعت نصیب نہیں کرے گا۔ پھر فرمایا بے شک میری شفاعت خاص الٰ ۔ ناہان کبیرہ کے لیے ہے جو میری ا ت سے ہیں اور میری ا ت کے نیک لوگوں کے لیے وئی وال نہیں کیا ائے گا۔ حسین بن الد راوی ہے کہتا ہے : میں نے امام علی رضا(ع) سے رض کیا یا ابن ر ول اللہ(ص) یہ قول دا اس صورت میں کیا معنی رکھتا ہے کہ شفاعت نہیں کرے گا مگر وہ کہ جس و دا پسند کرے گا(انبیاء ، ۲۸) امام(ع) نے فرمایا یعنی شفاعت نہیں کرے گا مگر وہ بندہ کہ جس کی دیانت و دا پسند کرے گا۔

۵- ابان احمر۔ امام جعفر صادق(ع) سے روایت کرتا ہے کہ ایک شخص آپ(ص) کی دمت میں اضر ہوا اور رض کیا مرے ماں باپ آپ(ع) پر قربان ہوں مجھے وئی نصیحت کیجیئے۔

آپ(ع) نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ ن رزق(روزی) کا کفیل (ضامن) ہے تو یہ غم (دوڑدھوپ) کس کے لیے ہے اور اگر رزق تقسیم ہوچکا ہے تو پھر تیرا لالچ کس لیے ہے اور اگر حساب درست ہے تو پھر مال جمع کرنا کس لیے ہے اور اگر بدلہ دا کی رف سے ملنا ہے تو یہ بخل کس لیے ہے اگر ثواب دا کی رف سے ہے یہ سستی کس لیے ہے اور اگر سزا دا کی رف سے دوزخ(جہنم) ہے تو یہ نافرمانی کس لیے ہے اور اگر موت برحق ہے تو پھر یہ خوشی کس لیے ہے اور اگر دا کے سامنے پیش ونا درست ہے تو یہ مکر و فریب کس لیے ہے اور اگر شیطان دشمن ہے تو پھر یہ غفلت کس لیے ہے اور اگر پل صراط سے گزرنا حق ہے تو یہ خودبینی (غرور، تکبر) کس لیے ہے اور اگر ہر چیز اللہ کی قضاء و قدر سے ہوتی ہے تو پھر یہ رنج و حزن و ملال کس لیے ہے او اگر دنیا فانی ہے تو پھر اس پر اعتماد و بھروسہ کس لیے ہے۔

فضائل علی(ع)

۶- جابر بن عبداللہ انصاری(رح) کہتے ہیں کہ رسول دا(ص) نے فرمایا علی بن ابی طالب(ع) میری ا ت میں سے پہلے اسلام لانے والے ہیں دانش میں وہ سب سے پہلے ہیں ان کا دین تمام سے زیادہ درست ہے اور ان کا یقین سب سے بلند ہے اور حلم میں طاقتور ہیں ان کا ہاتھ تمام سے زیادہ کھلا

ہے (سخی ہیں) اور سب سے زیادہ بہادر و شجاع ہیں اور وہ میرے بعد امام و خلیفہ ہیں۔

۷- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا علی(ع) آسمان ہفتم میں خورشید (سورج) کی طرح جیسا کہ وہ دن و روشن کرتا ہے روشن ہیں اور دنیا میں ایسے ہیں جیسے چاند رات و اس دنیا میں روشن کرتا ہے خدا نے علی(ع) و فضیلت کا وہ حصہ عطا کیا ہے کہ اگر اہل زمین میں تقسیم ہوتو یہ ان تمام و گھیرے ہوگا اور خدا نے انہیں فہم سے وہ حصہ دیا کہ اگر تمام اہل زمین میں تقسیم کیا جائے تو تمام و گھیرے ہوگا یہ لوط(ع) کی نرمی رکھتے ہیں اور خلق یحیی(ع) و زہد ایوب(ع) اور سخاوت میں ابراہیم(ع) کی مانند ہیں ان کی خوشی سلیمان(ع) بن داؤد(ع) کی خوشی کی طرح ہے ان کی طاقت داؤد(ع) کی طاقت کی طرح ہے ان کا نام تمام پردہ ہائے بہشت پر آویزاں ہے اور میرے پروردگار نے مجھے اس کے وجود کی خوشخبری دی ہے۔ یہ خوشخبری اس سے تھی جو میرے اور علی(ع) کے درمیان اللہ تعالی کے نزدیک قائم ہے اور فرشتوں کے نزدیک جو تزکیہ شدہ ہے وہ خاص میرا ہے اور میرا اعلان میرا چراغ ہے اور میری جنت اور میرا رفیق ہے۔ میرے رب نے مجھے ان سے مانوس کیا میں نے اس (خدا) سے درخواست کی کہ مجھ سے پہلے ان کی جان قبض نہ کرنا اور میں نے درخواست کی کہ میرے بعد فیض شہادت سے ان کی جان قبض کرنا اور جب میں بہشت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حور یان علی(ع) درختوں کے پتوں پر تکیہ کیے ہیں (یعنی درختوں کے پتوں کی طرح بے شمار ہیں) تصور علی(ع) (قصر کی جمع محلات۔ رہنے کے بہترین مقامات) تعداد انسان کے برابر ہیں علی(ع) مجھ سے ہیں۔ اور میں علی(ع) سے ہوں۔ جو کوئی ان کو دوست رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے۔ علی(ع) سے دوستی(محبت) اور انکی پیروی نعمت ہے یہ جان لو کہ فرشتے ان کے معتقد ہیں اور صالح جنات ان کے نزدیک ہیں۔ اور میرے بعد کوئی شخص اس زمین پر علی(ع) سے بہتر زندگی نہیں گزار رہا۔

وہ (علی(ع)) نہ سخت ہیں نہ آسان اور نہ جلد باز ان کی فضیلت کا انکار اور ان سے بغض و عناد تباہی ہے۔ زر اور زمین ان کو اٹھائے ہوئے اور عزیز رکھے ہوئے ہیں۔ خدا کے نزدیک میرے بعد ان سے زیادہ عزیز ترین کوئی پیدا نہیں ہوا۔ وہ جس جگہ اس زمین پر آئے ہیں(انہوں نے کہا) خدا نے اس جگہ کو جائے امن قرار دیا۔ خدا نے ان پر حکمت کا نازل کیا اور اس کے فہم و مکمل کیا۔ فرشتے

ان کے ہم نشین ہوئے نہیں وہ دیکھتا ہے اگر میرے بعد کسی آدمی و وں ہوئی تو وہ وں ان تک پہنچی ہے خدا نے ان کے وجود و زینت بخشی اور انہیں کی وجہ سے محفوظکو۔ خدا نے ان کے عساکر و گرامی رکھا اور ملک و ارزانی عطا کی۔ ان کی مثال انہ خدا(بیت الحرام) کی ہے۔ حج کی زیارت کے لیے ابا یا ابتا ہے اور کی اور کی زیارت و نہیں ابا یا ابتا۔ ان کی مثال پانسر کسی سی ہے کہ جب ں طوع ہوتا ہے ہر تاریکی پر چھاجاتا ہے جیسا کہ ورج جب طوع ہوتا ہے تو ہر چیز و روشن کردیتا ہے خدا نے اپنی کتاب میں انکا ذکر کیا اور دینی آیات میں انکی مدح کی اور ان کے و ف و بیان کیا اور ان کی نازل و باری رکھا وہ جب تک زندہ یں گرامی یں اور ان کارنامہ شہادت کے ساتھ ہے اور وہ ادت ہے۔

مجلس نمبر ۳

(۵ رجب سنہ۳۶۷ھ)

۱-	انس کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا(ص) سے سنا کہ جو کوئی ایک دن ماہ رجب کا روزہ عقیدت و بہ قصد قربت سے رکھے گا تو خدا اس کے اور دوزخ کے درمیان ستر خندقیں بنائے گا کہ ہر خندق کی چوڑائی زمین و آسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگی۔

۲-	امام علی بن موسی رضا(ع) نے فرمایا جو کوئی روز اول رجب کا روزہ رکھے گا ثواب کی رغبت سے تو خدا اس کے لئے بہشت واجب کرے گا اور جو کوئی وسط رجب کا روزہ رکھے گا تو اس کی شفاعت مانند دو قبیلہ ربیعہ و مضر کے برابر قبول کی جائے گی جو کوئی رجب کے آخر کا روزہ رکھے گا تو خدا اس کو بہشت کے بادشاہوں میں قرار دے گا اور اس کی شفاعت ماں، باپ، بیٹی، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی و دائی و خالہ ودوستوں اور ہمسائے کے بارے قبول ہوگی اگر چہ ان میں دوزخ کے مستحق کیوں نہ ہوں۔

حبِ علی(ع) کا فائدہ

۳-	جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا میری اور میرے خاندان کی محبت سات جگہ پر فائدہ مند ہے کہ ہر ایک جگہ پر سخت ترین خوف ہے (۱) موت کے وقت۔(۲)۔قبر میں (۳)۔قبر سے باہر نکلنے کے وقت۔(۴) نامہ اعمال کے وقت (۵) حساب کے نزدیک (۶)۔میزان کے پائے پر(۷) پل صراط پر۔

۴-	امام محمد بن علی باقر(ع) نے فرمایا کہ جنابِ رسول خدا(ص) سے پوچھا گیا کہ خدا کے بندوں میں بہترین بندے کون سے ہیں تو آپ(ص) نے فرمایا وہ ایسے ہیں کہ جب خوش خلقی کرتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں۔ جب بد کرداری کرتے ہیں تو مغفرت طلب کرتے ہیں جب عطاو بخشش پاتے ہیں تو شکر گزاری کرتے ہیں جب مصیبت میں گرفتار ہوتے ہیں تو شکیبا (صابر) ہوتے ہیں اور جب

انہیں غ ہ آتا ہے تو درگزر کرتے یں۔

۵- امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) و قول بیان رفماہ یا کہ جو مسافر ثواب کی نیت سے ۂ از جۂ ہ پڑے گا تو ۂ ا اس و و ۂ از جمہ قائم کرنے کا اجر دے گا۔

۶- ابن عباس(رض) فرماتے یں کہ ر ول ۂ ا(ص) نے رفماہ یا۔ میرے بعد علی ابن ابی طالب(ع) کا مخالف کافر ہے۔ اور اس کافر و مشرک سے محبت کرنے والا ۂ ن کافر ہے علی(ع) کا محب مومن اور علی(ع) کا دشمن ۂ منافق ہے علی(ع) سے جۂ کرنے والا دین سے خارج ہے۔ اس و رد کرنے والا ۂ ابود ہے۔ جو وئی اس (علی(ع)) کا پیرو ہے اس نے حق و ۂ پالیا۔ علی(ع) نورِ ۂ ا ہے اور اس کے شہر (زمین) میں اس کی حجت ہے اسکے بندوں پر علی(ع) ۂ ا کے دشمنوں کے لیے شمشیرِ ۂ ا (سیف اللہ) ہے وہ عمِ انبیاء(ع) کا وارث ہے علی(ع) ۂ ا کا بلند لمہ ہے اور اس کے دشمنوں کا لمہ سب سے پست ہے۔ علی(ع) سید اوصیا ہے اور وصی سید انبیاء ہے وہ امیرالمو منین(ع) ہے اور نورانی چہروں اور نورانی ہاتھوں والوں کا قائد ہے وہ مسلمانوں کا امام ہے۔ اس کی ولایت کا اقرار اور اس کی اطاعت کے بغیر ایمان ہرگز قبول نہیں ہوتا۔

۷- ایک دن ر ول ۂ ا(ص) نے اپنے ایک صحابی سے رفماہ یا: اے بندہ ۂ ا کسی سے دوستی رکھو تو ۂ ا کے لیے کسی سے دشمنی رکھو تو ۂ ا کے لیے۔ کسی سے مہر کرو تو اللہ کے لیے اور غ ہ کرو تو ۂ ا کے واسطے۔ کیونکہ اس کے علاوہ کسی و ۂ ا کی ولایت نہیں پہنچے گی اور وہ ایمان کی لذت و ۂ پائے گا چاہے کتنا ہی روزے رکھنے والا اور بے شمار نمازیں پڑھنے والا ن کیوں نہ ہو۔۔۔ تم میں وہ لوگ جو دنیا کی راہ میں لگے یں اور اس کے ۂ ارے (مال و آسائشات) سے محبت کرتے ہیں اور ۂ ا کے ۂ ارے (اس کے دین اور احکام) سے دشمنی کرتے یں ان کے لیے ۂ ا کے پاس فائدہ پہنچانے والی وئی چیز نہیں ہے اس صحابی نے آنحضرت(ص) سے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) کس رح معلوم ہو کہ ہماری دشمنی اور دوستی صرف ۂ ا کے لیے ہے اور ۂ ا کا محب(دوست) ون ہے تاکہ اس سے محبت کی جائے اور اس کا دشمن ون ہے تاکہ اس سے دشمنی کی جائے۔ ر سول ۂ ا(ص) نے علی(ع) کی رف اشارہ کیا اور رفماہ یا اس مرد و دیکھ رہے ہو رض کیا ہاں رفماہ یا اس و دوست ۂ ا کا دوست ہے اس سے محبت رکھو اس کا دشمن ۂ ا کا دشمن ہے اس کے دشمن و دشمن سمجھو اس کی محبت و اپنی محبت قرار دو۔ اگرچہ

یہ علی(ع) تیرے باپ کا قاتل ں کیوں نہ ہو اور اس کے دشمن و دشمن رکھ اگر چہ وہ تیرا باپ یا تیرا فرزند ں کیوں نہ ہو۔

۸- امام ابو عبداللہ صادق(ع) نے فرمایا میں تین آدمیوں و قابل رحم سمجھتا ہوں جو اس رحم کے حقدار ہیں وہ عزت کہ عزت کے بعد خوار ہو جائے۔ وہ غنی کہ جو محتاج ہو گیا ہو۔ وہ عالم کہ اس و اس کا خاندان اور جاہل لوگ خوار شمار کرتے ہوں۔

۹- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ لوگوں و تم مال کے ذریعے اپنی طرف مائل نہیں کر سکتے لیکن اپنے اچھے اخلاق سے ان و اپنی طرف مائل کر سکتے ہو۔

۱۰- امیرالمومنین(ع) نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا(ص) نے سنا اے علی(ع)! اس ذات کی قسم کہ جس نے دانے کا شگافتہ کیا اور ہر جاندار و پیدا کیا حق کے ساتھ تم میرے بعد بہترین خلیفہ ہو اے علی(ع) تم میرے وصی ہو اور میری امت کے امام ہو جو وئی تیری فرمانبرادری کرتا ہے وہ میری فرمانبرداری کرتا ہے اور جو وئی تیری نافرمانی کرتا ہے اس نے میری نافرمانی کی ہے۔

مجلس نمبر ۴

(سلخ رجب سنہ ۳۶۷ھ)

وصی پیغمبر (ص) کون ہے

۱- سلمان فارسی کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا(ص) سے پوچھا کہ آپ(ص) کی امت سے آپ کا وصی کون ہے کیونکہ کوئی پیغمبر مبعوث نہیں ہوا مگر یہ کہ اس نے اپنی امت سے وصی مقرر کیا ہے رسول خدا(ص) نے فرمایا ابھی تک میرے لیے یہ بیان نہیں ہوا سلمان کہتے ہیں میں کچھ مدت خدا سے درخواست کرتا رہا اور اشتیاق میں رہا پھر ایک دن میں مسجد میں آیا تو رسول خدا(ص) نے مجھے آواز دی اور فرمایا اے سلمان تم نے مجھ سے میرے وصی کے بارے میں پوچھا تھا تم جانتے ہو کہ وصی موسی(ع) کون تھے؟ میں نے کہا ان کے وصی یوشع بن نون(ع) تھے پیغمبر(ص) نے تھوڑا تامل کیا پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ انھوں نے یوشع کو اپنا وصی کیوں بنایا میں نے کہا خدا اور اس کا رسول اس کو زیادہ بہتر جانتے ہیں آپ(ص) نے فرمایا اس لیے وصی بنایا کیونکہ یوشع(ع)، موسی(ع) کے بعد ان کی امت کے سب سے بڑے عالم تھے اور میرا وصی اور میری امت کا عالم میرے بعد علی(ع) ابن ابی طالب(ع) ہے۔

۲- لیث بن سلیم بیان کرتے ہیں کہ جب میں جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ علی(ع)، فاطمہ(س)، حسین(ع) آپس میں یہ فرمارہے ہیں کہ ان میں سے کون جناب رسول خدا(ص) کے زیادہ نزدیک ہے۔ اسی اثناء میں جناب رسول خدا(ص) تشریف لائے، اور فاطمہ(س) کو آغوش میں لیا پھر علی(ع) کو اپنے قریب کیا اور حسن(ع) اور حسین(ع) کو دائیں اور بائیں کاندھے پر سوار کر کے فرمایا تم سب مجھ سے اور میں تم سے ہوں۔

۳- رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی جب بھی اپنے بستر پر سونے کے لیے جائے اور سورۃ "قل ہو اللہ" کو پڑھے تو خدا اس کے پچاس سال کے گناہ معاف کردیتا ہے۔

۴- ہارون بن حمزہ کہتے ہیں میں نے امام جعفر صادق(ع) سے سنا کہ اللہ نے چار ہزار فرشتے پیدا

کیئے جو گرد آلود حالت میں قیامت تک امام حسین(ع) کی قبر مبارک پر گریہ کرتے رہیں گے۔ جو زائر قبر امام حسین(ع) کی زیارت کے لیے جائے گا یہ فرشتے اس کی زیارت کریں گے اور اس زائر کی زیارت اس طرح قبول کی جائے گی گویا اس نے میری زیارت کی اگر وہ بیمار ہوگا تو اس کی عیادت کی جائے گی اگر مر جائے گا تو اس کا تشیع جنازہ کیا جائے گا اور وہ فرشتے قیامت تک اس کی مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

۵ - ابو حمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا کہ خدا سے اتنے زیادہ امیدوار مت ہو جاؤ کہ گناہوں پر دلیر ہو جاؤ اور نہ ہی اتنے خوف زدہ ہو جاؤ کہ اس کی رحمت سے مایوس ہو جاؤ۔

۶ - پیغمبر(ص) نے فرمایا۔ اے لوگو! بے شک اللہ نے میری اطاعت تم پر فرض کی ہے اور میری نافرمانی کرنے سے تم کو منع کیا ہے اور میرے امر کی پیروی کو تم پر واجب کیا ہے اور میرے بعد تم پر فرض کیا گیا ہے کہ علی(ع) کی اطاعت کرو جس طرح میری اطاعت فرض کی گئی ہے اور تم کو منع کیا گیا ہے علی(ع) کی نافرمانی سے جس طرح میری نافرمانی سے منع کیا گیا ہے۔ خدا نے اس کو میرا وزیر و وصی و وارث قرار دیا وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اس کی دوستی ایمان ہے اور اس کی دشمنی کفر ہے جو اس سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اس کا دشمن میرا دشمن ہے وہ مولا و آقا ہے ہر اس آدمی کا ہے کہ جس کا مولا و آقا میں ہوں اور میں ہر مسلمان مرد و عورت کا مولا ہوں میں اور وہ اس امت کے دو باپ ہیں۔

۷ - علی بن سالم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں امام صادق(ع) کی خدمت میں ماہِ رجب میں گیا کہ اس کے چند دن باقی تھے جب آپ(ع) نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے سالم اس مہینے کوئی روزہ رکھا ہے عرض کیا خدا نہیں اے ابن رسول اللہ(ص) فرمایا اس کے ثواب کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا تیرے ہاتھ سے اتنا ہوا یہ مہینہ ایسا ہے کہ خدا نے اس کو فضیلت دی ہے اور اس کے احترام کو عظیم کیا ہے اور اپنی کرامت کو اس کے روزہ دار کے لیے لازم کیا ہے میں نے عرض کیا اے ابن رسول اللہ جو کچھ اس ماہ میں باقی رہ گیا ہے اس کا روزہ رکھوں تو دیگر روزہ داروں کی

رح ثواب مل ﺑائے گا۔رفما یا اے سالم۔ جو وئی ایک دن اس ماہ کے آخر کا روزہ رکھتا ہے تو اس کے لیے امان ہے ۔ان دینے کی سختی میں اور امان ہے ہر خوف ناک موت سے اور زاب قبر سے اور جو وئی دو دن اس ماہ کے آخر کا روزہ رکھتا ہے وہ وسیلہ اس کا پل صراط سے گزرنے کا ہے اور جو وئی تین دن اس ماہ کے آخر کا روزہ رکھتا ہے تو روز قیا ت کی سختیوں اور دوزخ سے اسے نجات لے گی۔

۸ - ر ول ﺧﺪا(ص) نے علی(ع) سے رفما یا اے علی(ع)۔تیرے شیعہ روز قیا ت کا یاب یں جو وئی ان میں سے کسی ایک اہانت کرتا ہے اس نے تیری اہانت کی اور جو وئی تیری اہانت کرے اس نے میری اہانت کی ہے اور جو وئی میری اہانت کرتا ہے ﺧﺪا اس و آتش دوزخ میں گرادے گا۔ کہ ہمیشہ اس میں ریں گے اور یہ کیا براٹھکانہ ہے اے علی(ع) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے تمہاری روح میری روح ہے تمہاری طینت میری طینت سے ہے اور تمہارے شیعہ پیدا ہوئے ہماری اضافی طینت سے جو وئی ان و دوست رکھتا ہے ہم و دوست رکھتا ہے جو وئی ان و دشمن رکھتا ہے ہم و دشمن رکھتا ہے اور جو وئی ان سے پیار کرتا ہے وہ ہم سے پیار کرتا ہے اے علی(ع) ل میں مقام محمود پر کھڑا تمہارے شیعوں کی شفا ت کروں گا اے علی(ع) یہ خوشخبری ان و دے دو اے علی(ع) تمہارے شیعہ ﺧﺪا کے شیعہ یں اور تمہارے مددگار ﺧﺪا کے مددگار یں تمہارے دوست ﺧﺪا کے دوست یں تمہاری حزب ﺧﺪا کی حزب ہے اے علی(ع) سعادت مند ہے وہ بندہ جو تمہیں دوست رکھتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو تمہیں دشمن رکھتا ہے اے علی(ع) تمہارے لیے بہشت میں خزانہ ہے اور دونوں طرف سے اس پر تسلط رکھتے ہو حمد ہے اس پروردگار ہے اور رحمت ہو اس کی بہترین خلق محمد(ص) پر اور ان کی آل پاک پر اور ان کا کردار نیک و نجیب وخوش رفتار ہے۔

مجلس نمبر ۵

(۲ شعبان سنہ ۳۶۷ھ)

۱۔ امام جعفر صادق(ع) بن محمد(ع) نے فرمایا شعبان کا روزہ قیامت کے لیے ذخیرہ ہے جو بندہ شعبان میں روزہ رکھتا ہو خدا اس کی زندگی کے کاموں کی اصلاح کرے گا اور دشمن کے شر و اس سے دور کرے گا سب سے کمتر ثواب جو کوئی ایک دن شعبان کا روزہ رکھے گا اس کے لیے یہ ہے کہ بہشت اس پر واجب ہو جاتی ہے۔

۲۔ علی بن فضال اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے سنا علی بن موسیٰ رضا(ع) نے فرمایا جو کوئی مغفرت طلب کرتا ہے خدا سے شعبان میں تو خدا ستر بار اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اگرچہ وہ ستاروں کی گنتی کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

۳۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ روز قیامت خدا سے ملاقات کرے تو اسے چاہیے کہ وہ [illegible]، تہلیل، یگانہ پرستی، اور میری نبوت پر ایمان رکھے پھر آٹھ دروازے بہشت کے اس کے سامنے کھل جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا اے ولی خدا جس دروازے سے چاہو داخل ہو جاؤ جب صبح ہوگی تو وہ بندہ کہے گا حمد ہے اس خدا کی کہ جو تاریکی شب کو لے گیا اور اپنی رحمت سے دن کو لے آیا پھر اس سے کہا جائے گا اے نئی خلق خوش آمدید۔ خداوند نے تیرے دونوں کاتب تیرے محافظ زندہ رکھے ہیں۔ پھر پہلے دائیں طرف توجہ ہوگا اور پھر اپنے بائیں طرف اور کہے گا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" شروع کرتا ہوں اللہ کے نام کا جو سب کو فیض پہنچانے والا خاص فیض رساں ہے" بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود حق جز خدائے یگانہ کہ اس کا کوئی شریک نہیں محمد(ص) اس کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ وقت آنے والا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے اور خدا زندہ کرنے والا ہے ہر اس چیز کو جو قبروں میں ہے میں اس عقیدہ پر زندہ ہوں اور اسی پر مروں گا اور اسی پر اٹھایا جاؤں گا انشاء اللہ، پھر کہے یا میرا سلام محمد(ص) اور ان کی آل تک پہنچا دے۔

قیامت میں فاطمہ(س) کی سواری

۴- ابو جعفر محمدبن لئیؑ ۔ باقر(ع) فرماتے یں کہ ۔ابر بن عبداللہ انصاری(رح) بیان کـرتے ـیں کہ۔ یـہ ـاب ر ـول ـدا(ص) نے رفمایا جب قیات ت کا دن ہوگا تو ـمیری بیٹی فاطمہ(س) جنت کے ایک ـاقہ پر وار ہوکر یدانِ محشر میں آئے گی اس ـاقہ کے دونوں ـہلوؤں پر ریشم و دیباج کے جھول لٹک رہے ہوں گے اس کی مہار ـازہ موتیونکی اس کے پاروں پائے زمرد ـسبز کـے اسکی دم مشکِ اذفر کی اور اس کی آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی، اس کی پشت پر ایک قبہ (ہودج) نور کا ہوگا جس کا ظـاہر اس کے باطن سے نمایاں ہوگا ۔ باطن ظاہر سے نظر آئے گا اسکا ۔ باطن عفو الٰہی سے ممو ہوگا اور ظاہر رحمت الٰہی سے گھرا ہوا ہوگا ان(فاطمہ(س)) کے سر پر نور کا ایک ـاج ہوگا اس ـاج کے ستر رکن (گوشے) ہوں گے ہر رکن موتیوں اور ۔ یاقوت سے مرصع ہوگا اور یہ جوہرات یدان محشر میں یوں چمکتے ہوں گے جیسے آسمان پر ستارے چمکتے یں پھر ان کے دائیں طرف ستر ہزار فرشتے اور ۔ بائیںطرف ستر ہزار فرشتے ہونگے ـجبرائیل امین اس ـاقہ کی مہار و پکڑے ہوئے ہوں گے اور بلند آواز سے ندا دیں گے کہ اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کرلو ـاکہ فاطمہ(س) بنت محمد(ص) کی واری یدان محشر سے گزر جائے۔

اس دن وئی ر ول، نبی، وئی صدیق، اور وئی شہید ایسا نہ ہوگا جو اس اعلان و سن کر اپنی آنکھیں بند نہ کرے یہاں ـک کہ فاطمہ(س) گزر جائیں گی اور خود و رشِ پروردگا ـک پہنچا دیں گی پھر خود و ـاقہ سے گرا دیں گی اور رفو یاد کریں گی اے ـمیـرے اللہ ، اے ـمیرے ماک تو ـمیرے اورمجھ پر ظلم کرنے والوں کے درمیان فیصلہ کردے۔ یا ـمیرے اور ـمیرے بیٹـوں کـے قاتلوں کے درمیان فیصلہ کردے اس وقت ـدا کی طرف سے جواب آئے گا اے ـمیری حبیبہ اور اے ـمیرے حبیب(ص) کی بیٹی تـم جـو چاہو مانو میں تمہیں عطا کروں گا اور جس کی چاہو شفاعت کرو میں قبول کروں گا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ آج ـوئی ظالم مجھ سے نہیں بچ سکے گا، فاطمہ(س) عرض کریں گی اے ـمیرے اللہ اے ـمیرے ماک آج میں اپنی ذریت اپنے محبـوں اپنے شیعوں اور اپنی ذریت کے شیعوں کی

شفا ت کرتی ہوں پس اللہ کی رف سے آواز آئے گی کہاں ہے فاطمہ(س) کی اولاد، ان کے (فاطمہ(س) کے) شیر، ان کے محب، ان کی اولاد کے شیر، پس وہ لوگ اس شان سے آئیں گے کہ پاروں رف سے رحمت کے فرشتے حلقہ کیئے ہوں گے اور فاطمہ(س) ان کی ہو بر ہونگی یہاں تک کہ ان و دا ل بہشت کریں گی۔

۵- ر ول نرا(ص) نے رفما یا جو وئی پاہے کہ وہ نبات کی کشتی پر وار ہو، محکم حلقہ کے ساتھ ہو اور اللہ کی رسی و تھامے ہوئے ہو تو اسے پاہیے کہ میرے بعد علی(ع) کا حبدار ہو اس کے دشمن کا دشمن ہو اور پاہیے کہ ان اماموں کی اقتدا کرے جو اس کے فرزندوں سے یں کیونکہ یہ میرے خلفا و اولیا یں، حجت نرا یں اس کی مخلوق پر میرے بعد اور سردار یں میری ا ت کے اور پیشوا یں جنت کی رف ان کی حزب(جا ت) میری حزب ہے اور میری حزب نرا کی حزب ہے اور اس کے دشمنوں کی حزب شیطان کی حزب ہے۔

مجلس مۂ بر٦

(سات شعبان سنہ٣٦٧ھ)

١- جنابِ ر ول ُ ا(ص) نے رفماہ یا شؑ بان میرا مہینہ ہے اور رمضان ُ ا کا مہینہ ہے جو وئی ایک دن میرے مہینے کا روزہ رکھے گا میں روز قیا ت اس کا شفیع ہوں گا اور جو وئی دو دن میرے مہینے کا روزہ رکھے گا اس کے ۔ اہ م اف کردیئے بائیں گے اور جو وئی تین دن میرے مہینے کا روزہ رکھے گا تو اس سے کہا بائے گا تیرا مل مح م ہو یا ہے اور جو وئی ماہ رمضان کا روزہ رکھے گا اور پنز ان کی حفاظت کریگا اور لوگوں و تکلیف نہ دے گا ُ ا اس کے گزشتہ آئیندہ و ا ہوں و م اف کردے گا اور دوزخ سے اس و آزاد کرے گا اور اس و دار قرار میں لے آئے گا اور اس کی شفاعت ال توحید میں سے قبول کرے گا پاہے اس کے ۔ اہ ا راد رمل یا وہ عالج کے برابر ن کیوں نہ ہوں۔

٢- امام موسیٰ بن جعفر(ع) ہارون رشید کے ہاں پہنچے تو اس وقت وہ ایک آدمی پر ے ہو رہا تھا۔ آپ(ع) نے رفماہ یا بے شک تو اس پر ُ ا کے لیے ے ہو رہا ہے مگر تجھے اس پر اس کے علاوہ غ نہیں رکھنا پاہئے۔

٣- امام صادق(ع) نے اپنے ا براد(ع) سے روایت کیا ہے کہ ر ول ُ ا(ص) ایک د کچھ آد یوں کے پاس سے گزرے کہ وہ ایک پتھر و اوپر کی رف پھینک رہے تھے ۔(ور ۔ پاسنہ) اور ان کا یہ مل بار بار تھا اور آپ(ص) نے ان سے رفماہ یا یہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے ہنی کا یائی کی آزمائش کررہے یں آپ(ص) نے رفماہ یا کیا میں تم و کا یاب ترین آدمی سے آگاہ کروں؟ رض کرنے لگے کیوں نہیں یا ر ول اللہ(ص) آپ(ص) نے رفماہ یا طاقتور ترین اور کا یاب تر تم میں سے وہ بندہ ہے کہ جب وہ خوش ہو بائے تو اسکی خوشی اس و اہ و با ل کی رف نہ کھینچے اور جب غ کرے تو اپنے غ و فیار حق سے ختم کردے اور جب طاقتور ہو تو نا حق کسی پر ہاتھ نہ ڈالے۔

٤- یونس بن ظہبان کہتے یں امام جعفر بن محمد(ع) نے رفماہ یا کہ ہنی عبادت و مشتہر کرنے سے اس

کے خوص میں شک ہوتا ہے ۔میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے انہوں نے اپنے بزرگوار(ع) سے روایت کیا اور مجھے بتایا کہ رسول خدا(ص) نے رفماتیا سب سے بڑا عبادت گزار وہ آدمی ہے جو اپنے فرائض بجالائے سب سے بڑا سخی وہ آدمی ہے جو اپنے مال کی زکوۃ ادا کرے اورسب سے بڑا زاہد آدمی وہ ہے جو حرام سے اجتناب کرے سب سے بڑا صاحب تقوی (متقی) وہ ہے جو اپنے نفع و نقصان میں سچ ہے اور سب سے بڑا عقلمند وہ آدمی ہے۔ کہ لوگوں کے لیے وہی پسند کرے جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لیے ناپسند کرئے جو وہ اپنے لیے ناپسند کرتا ہے، سب سے زیادہ ہوشیار و عقلمند آدمی وہ ہے جو موت و شدت سے یاد کرے اور سب سے زیادہ رشک کے قابل وہ آدمی ہے جو زیر خاک چلا جائے اور عذاب و سزا سے محفوظ اور ثواب کی امید رکھتا ہو۔ سب سے بڑا غافل وہ ہے جو دنیا کے تغیرات(حالات) و بدلتا ہوئے دیکھے اور پھر اس سے نصیحت حاصل نہ کرے سب سے بڑا متکبر وہ ہے جو دنیا پر انحصار نہ کرے، اور سب سے بڑا عالم وہ ہے جس کے علم کے اندر تمام انسانوں کے علوم جمع ہو جائیں سب سے بڑاشجاع وہ آدمی ہے جو اپنی خواہشات نفس پر غالب آجائے جو آدمی علم میں سب سے بڑا ہے اس کی قیمت سب سے زیادہ ہے۔ اور سب سے کم قیمت وہ آدمی ہے جو سب سے کم علم ہو، اور سب سے کم لذت حاصل کرنے والا حاسد ہے سب سے کم راحت پانے والا بخیل ہے اور سب سے بڑا بخیل وہ آدمی ہے جو اس چیز میں بخل کرے جس و خدا نے اس پر واجب کیا ہے سب سے زیادہ حق کا سزاوار وہ آدمی ہے جو ان میں سب سے زیادہ صاحب علم ہو اور جان لو کہ سب سے کم حرمت و عزت والا آدمی فاسق ہے اور سب سے کم وفادار آدمی غلام ہے اور کم دوست رکھنے والا آدمی فقیر ہے سب سے زیادہ مفلس و فقیر لالچی(طمع کرنے والا) ہے جب کہ سب سے بڑا غنی وہ آدمی ہے جو حرص و اسیر(قیدی) نہ ہو،اور ایسا ان میں سب سے بلند ترین (افضل) وہ آدمی ہے جو بہتر۔ زیادہ خوش خلق ہو سب سے زیادہ مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ صاحب تقوی ہو اور قدر ومنزلت میں سب سے بڑا وہ آدمی ہے جو بے معنی و بے مطلب باتوں و ترک کردے سب سے زیادہ پرہیزگار آدمی وہ ہے جو دکھاوے کو چھوڑدے خواہ وہ اس کا حق رکھتا ہو سب سے کم مروت آدمی وہ ہے جو جھوٹ بولتا ہو اور بدبخت ترین آدمی وہ ہے جو (بدا ال) ن

کیوں نہ ہو۔ بادشاہ ہوتا ہے سب سے۔ یادہ قابل نفرت آدمی وہ ہے جو متکبر (غرور کرنے والا) ہو اور سب سے بڑا محروم وہ آدمی ہے جو گناہوں کو ترک کردے سب سے۔ یادہ رفتار آدمی وہ ہے جو گناہوں سے گریز کرے سب سے۔ یادہ سعادتمند آدمی وہ ہے جو مکرم لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک رکھے اور سب سے۔ یادہ عقلمند آدمی وہ ہے جو لوگوں سے۔ یادہ مدارات کرے سب سے۔ یادہ تہمت کا مستحق وہ آدمی ہے جو متہم (تہمت لگانے والے) لوگوں کا ہمنشین ہو اور سب سے بڑا سرکش وہ آدمی ہے جو اسے قتل کرے جس نے کوئی قتل نہ کیا ہو اور اس کو مارے جس نے کسی کو نہ مارا ہو۔ وہ آدمی دوسروں کو معاف کرنے کا زیادہ حق دار ہے جو سزا دینے پر قدرت رکھتا ہو۔ سب سے۔ یادہ گناہ کا سزا وار وہ ہے جو سامنے تعریف کرے اور پیٹھ پیچھے غیبت کرے سب سے۔ یادہ ذلیل آدمی وہ ہے جو لوگوں کی اہانت اور بے عزتی کرے اور سب سے۔ یادہ حزم و احتیاط والا آدمی وہ ہے جو اپنے غصے کو پی جائے سب سے زیادہ باصلاحیت آدمی وہ ہے جو لوگوں کے ساتھ صلح رکھے اور بہترین شخص وہ ہے جس سے دوسرے لوگ نفع حاصل کریں۔

۵- جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا بے شک خدا نے مجھے برگزیدہ کیا اور مجھے رسول(ص) بنایا اور کتابوں کی سردار کتاب مجھ پر نازل کی جب میں (رسول خدا(ص)) نے عرض کیا اے میرے مالک اے میرے معبود نے موسیٰ(ع) و فرعون کی طرف بھیجا تو اس نے تجھ سے چاہا کہ اس کے بھائی ہارون(ع) کو اس کے ساتھ کردے اور اس کا وزیر بنا دے اور اس کے بازو سے اسے قوت دے میرے مالک تو نے اس کی بات کی تصدیق کی میں بھی میرے مالک میرے معبود تجھ سے خواہش رکھتا ہوں کہ میرے خاندان سے میرے لیے وزیر مقرر کردے اور میرے بازو کو اس کے ذریعے قوی کردے تو خدا نے علی(ع) کو وزیر اور میرا بھائی بنایا اس کو امیر بنایا اور اس کی بیعت کو دل دشمن میں قرار دیا اور وہ اول بندہ ہے کہ جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی اور وہ اول بندہ ہے کہ جس نے میرے ساتھ یگانہ پرستی (خدائے واحد کی عبادت) کی میں نے اسے خدا سے مانگا اور خدا نے اس کو مجھے عطا کیا وہ سید اوصیاء ہے اور اس کا آنا سعادت ہے اس کی اطاعت میں موت شہادت ہے اس کا نام تورات میں میرے نام کے ساتھ ہے اس کی زوجہ

صدیقہ۔کبریٰ۔میری بیٹی ہے اور اس کے دو بیٹے اہلِ بہشت کے سردار ہیں اور یہ دونوں بیٹے۔میرے ہیں علی(ع) اور یہ۔ دونوں اور ۔ باقی امام(ع) خدا کی حجت ہیں اس کی مخلوق پر پیغمبروں کے بعد۔ اور علی(ع)۔میری امت میں علم کا در۔ یا ہیں جو کوئی ان کی ۔پیروی کرے گا بات ۔ پائے گا دوزخ سے اور جو کوئی ان کی اقتدار کرے گا تو یہ اسے صراط مستقیم کی رہبری کریں گے ۔ ان سے دوستی رکھنے والے شخص کو بہشت کے علاوہ کہیں اور داخل نہیں کرے گا۔

مجلس نمبر ۷

(دس شعبان سنہ ۳۶۷ھ)

فضائل شعبان

۱۔ ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے اس زمانے میں کہ ان کے پاس فضائل شعبان کا مذاکرہ کیا گیا فرمایا شعبان مبارک مہینہ ہے اور یہ میرا مہینہ ہے اور حاملان عرش اس ماہ کو بزرگ شمار کرتے ہیں اور اس کے حق کو پہچانتے ہیں یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں مومنین کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے جس طرح ماہ رمضان میں اضافہ ہوتا ہے اور جنت اس ماہ میں سجائی جاتی ہے اور اس کا نام شعبان اس لیے ہے کہ مومنین کا رزق اس میں منشعب (تقسیم) ہوتا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں کی گئی ایک نیکی ستر نیکیوں کے برابر ہے اس میں بدی ختم ہوتی اور گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور نیکی قبول ہوتی ہے خدائے جبار اس میں اپنے بندوں کی احتیاج رکھتا ہے اور اس میں روزہ رکھنے والوں اور رات کو جاگنے والوں پر نگاہ رکھتا ہے (ملائکہ) حاملان عرش اسی مقصد کیلیے قائم ہیں۔ پس علی(ع) بن ابی طالب(ع) اٹھے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ(ص) اس ماہ کے فضائل ہمارے لیے بیان کریں تاکہ شوق روزہ پیدا ہو اور اس ماہ میں ہماری عبادت میں اضافہ ہو اور رب جلیل کی رضا کے لیے اس ماہ میں کوشش کی جائے، پیغمبر(ص) نے فرمایا جو کوئی پہلی شعبان کو روزہ رکھے گا تو خدا اس کے لیے ستر نیکیاں لکھے گا جو عبادت کے برابر ہیں، جو کوئی دوسرے دن روزہ رکھے گا تو اس کے وہ گناہ جو ہلاک کر دینے والے ہیں مٹا دیئے جائیں گے جو کوئی تیسرے دن شعبان کا روزے رکھے گا ستر درجہ اس دروازے کے وجہ یاقوت کے ساتھ جنت میں مرصع ہے اس کے لیے بلند کرے گا، جو کوئی چوتھی شعبان کا روزہ رکھے گا تو اس کے رزق میں وسعت ہوگی جو کوئی پانچواں دن کا روزہ رکھے گا تو اس کے بندوں میں محبوب ہوگا۔ جو کوئی چھٹے دن کا روزہ رکھے گا تو ستر قسم کی بلائیں اس سے دور کی جائیں گی۔ جو کوئی ساتویں دن کا روزہ رکھے گا تو وہ ابلیس اور اس لشکر سے تمام عمر محفوظ رہے گا، جو کوئی آٹھویں دن کا روزہ رکھے گا تو دنیا سے ۔

بائے گا جب تک حوض ترس سے نوش نہیں کرلیتا جو وئی نویں دن کا روزہ رکھے گا تو جس وقت قبر میں نکر نیر سوالات کرتے یں نہیں کریں گے اور وہ مورد ا ف ٹہرا یا بائے گا۔ جو وئی د ویں دن شعبان کا روزہ رکھے گا تو ندا ستر ذراع اس کی قبر و وسعت دے گا، جو وئی یارہویں دن کا روزہ رکھے گا اس کی قبر میں یارہ چراغ نور کے روشن ہوں گے جو بارہویں دن کا روزہ رکھے گا اس ماہ میں تو ہر روز نوے ہزار فرشتے اس کی قبر میں اسے دیکھنے کے لیے آتے ریں گے یہاں تک کہ صورِ پھونکا بائے، جو وئی تیرہویں شعبان کا روزہ رکھے گا تو فرشتے سات آسمانوں کے فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے جو وئی چودہویں دن کا رزہ رکھے گا تو بانوروں اور درندوں و الہام ہوگا کہ اس کے لیے مغفرت طلب کریں یہاں تک جکہ دریا و مچھلیوں وَ بن اس سے مُرع کیا بائے گا۔ جو وئی اس ماہ کے پندرہویں دن کا روزہ رکھے گا۔ تو رب العزت اس و ندا دے گا کہ مجھے اپنی زت و جلال کی قسم میں تجھے آتشِ جہنم میں نہیں جلاؤں گا، جو وئی سولہویں دن کا روزہ رکھے گا تو اس کے لیے آگ کے ستر(۷۰)دریا بجھا دیئے بائیں گے جو وئی سترہویں دن کا روزہ رکھے گا تو اس پرَ بہشت کے تمام دروازے کھول دیئے بائیں گے جو وئی اٹھارہویں دن کا روزہ رکھے گا تو اس پر دوزخ کے دروازے بند کر دیئے بائیں گے جو وئی انیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ستر ہزار قصرِ بہشت ور اور یاقوت کے اس و عطا کیے بائیں گے جو وئی بیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ستر ہزارَ بہشت کی حوروں کے ساتھ اس کی تزویج کی بائے گی جو وئی اکیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو فرشتے اس و مرحبا کہیں گے اور اپنے بالوں و اس کے ساتھ س کرینگے جو بائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو سر ہزشارا حلہ سندس و استبرق اس و پہنائے بائیں گے جو وئی تیئسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ندا اسے ایک نوری وسیلہ حر ت عطا کرے گا تاکہ اپنی قبر سے بہشت میں پرواز کرے جو وئی چوبیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ندا ستر ہزار توحید پرستوں کے لیے اس کی شفا ت قبول کرے گا جو وئی پچیسویں دن کا روزہ رکھے گا وہ نفاق سے بری ہوگا جو وئی اس ماہ کے چھبیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ندا اسے پل صراط پر سے گزرنے کا ابرت نامہ عطا کرے گا۔ جو وئی اس کے ستائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو ندا برائت نامہ دوزخ اس کے لیے لکھ دے گا، جو وئی اس ماہ

کے اٹھائیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو روز قیامت اس کا چہرہ چمکتا ہوگا، اور جو کوئی اس ماہ کے انتیسویں دن کا روزہ رکھے گا تو اسے خدا کے رضوان اکبر کے ساتھ ملاقات نصیب ہو جائے گی۔ اور جو کوئی تیسویں دن ماہ شعبان کا روزہ رکھے گا تو جبرائیل عرش کے سامنے سے اس کو ندا دے گا کہ اے فلاں تم نے اپنے عمل کو مضبوط کر لیا ہے اور جو گناہ اس سے پہلے تجھ سے ہوئے اس معاف ہوئے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ اے میرے بندے! اگر تیرے گناہ آسمان کے ستاروں، بارش کے قطروں، درختوں کے پتوں، ریت اور خاک کے ذروں کے برابر اور ایام دنیا کے برابر ہی کیوں نہ ہوں میں نے وہ سب معاف کردیئے ہیں اور یہ خدا کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے اس کے بعد ماہِ رمضان ہے لہذا تم شعبان کا روزہ رکھو، ابن عباس(رض) کہا لوگو! یہ ہے شعبان کے مہینے کی فضیلت۔

۲۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ امیر المومنین(ع) ایک دن منبر کوفہ پر بیٹھے اور فرمایا میں اوصیاء کا سردار ہوں میں وصی سید الانبیاء ہوں۔ میں تمام مسلمانوں کا امام ہوں، میں متقیوں کا پیشوا ہوں، میں تمام عورتوں کی سردار کا شوہر ہوں، میں وہ ہوں جو دائیں ہاتھ میں انگشتری پہنتا ہے، میں وہ ہوں جو اپنی پیشانی کو خاک پر رکھتا ہے، میں وہ ہوں جس نے دو ہجرتیں کی ہیں اور دو بیعتیں کی ہیں،میں صاحبِ بدر و حنین ہوں میں دو تلواروں سے قتال کرنے والا ہوں، میں دو گھوڑوں پر بیٹھ کر جنگ کرنے والا ہوں، میں عالم اولین ہوں، میں عالمین پر پیغمبروں کے بعد خدا کی حجت ہوں اور محمد بن عبداللہ خاتم الانبیاء(ص) ہیں۔ میں ان کا دوست ہوں، مرحوم(رحمت کیا گیا) ہوں اور میرا دشمن ملعون ہے، میں رسول خدا(ص) کا خاص دوست ہوں، رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) تیری محبت تقویٰ و ایمان اور تیری دشمنی کفر و نفاق ہے میں (محمد(ص)) حکمت کا گھر ہوں اور تم (علی(ع)) اس کی چابی ہو وہ شخص جھوٹا ہے جو یہ گمان کرے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے مگر تیرا دشمن ہے، و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین۔ (جناب صدوق(رح) نے اسی دن مجلس کے بعد درج ذیل حدیث بیان فرمائی۔)

۳۔ عبدالرحمن بن سمرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) مجھے نجات کی خبر دیں فرمایا اے ابن سمرہ جس وقت خیالات مختلف اور رائیں متفرق ہو جائیں تو تم علی ابن ابی طالب(ع) کے

ساتھ ہوگا کیونکہ وہ امام ہے اورمیرے بعد تم پر خلیفہ ہے وہ فاروق ہے جو تشخیص کرتا ہے۔ حق و باطل کے درمیان اور جو
وئی اس سے وال پوچھے اس و جواب دیتا ہے جو وئی اس سے راہنمائی چاہے وہ اس کی راہنمائی کرتا ہے جو وئی اس سے حق
طلب کرے اس و دیتا ہے جو وئی اس سے ہدایت طلب کرے اسے ہدایت ملتی ہے جو بھی اس سے پناہ طلب کرے اس و پناہ
دیتا ہے اور جو وئی اس سے متمسک ہوتا ہے اس و نجات دیتا ہے جو وئی اس کی اقتدا کرتا ہے اس کی رہبری کرتا ہے، اے ابن
سمرہ وہ سلامت رہا جس نے اس و تسلیم کیا اور اس و دوست رکھا اور وہ ہلاک ہوا جس نے اس و رد کیا اور اسے دشمن رکھا اے
ابن سمرہ بیشک علی(ع) مجھ سے ہے اس کی روح میری روح ہے اس کی طینت میری طینت سے ہے وہ میرا بھائی ہے میں اس
کا بھائی ہوں وہ میری دختر فاطمہ(س) جو تمام عالمین کی عورتوں کی سردار ہے(جو اولین و آخرین میں سے ہیں) کا شوہر ہے اس
کے دو بیٹے میری امت کے امام ہیں یہ دونوں جوانان بہشت کے سردار ہیں او وہ حسن(ع) و حسین(ع) ہیں اور نو(۹) امام
حسین(ع) کے فرزندوں سے ہیں کہ ان کا نواں قائم ہے جو میری امت اور زمین و عدل و انصاف سے پر کردے گا جیسا کہ اس
سے پہلے ظلم و جور سے پر ہوچکی ہوگی۔

مجلس نمبر ۸

(۱۴ شعبان سنہ ۳۶۷ھ)

۱۔ علی بن فضال اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن موسی رضا(ع) سے نیمہ شعبان کی رات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ وہ رات ہے کہ اس میں خدا لوگوں کی گردنوں و دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور گناہانِ کبیرہ کو معاف کرتا ہے میں نے کہا کیا دوسری راتوں کی طرح اس رات کی کوئی عبادت ہے فرمایا اس میں کوئی وظیفہ نہیں لیکن اگر چاہو تو نافلہ پڑھ لو اور خدا کا ذکر اس رات زیادہ کرو اور نماز جعفر بن ابی طالب(ع) پڑھو زیادہ سے زیادہ استغفار کرو اور دعا مانگو کیونکہ میرے والد(ع) نے مجھ سے فرمایا کہ اس رات میں دعا مستجاب ہوتی ہے میں نے امام(ع) سے پوچھا کہ لوگ کہتے ہیں یہ رات شب برات ہے فرمایا یہ رات شب قدر کی رات کی طرح ہے جو ماہ رمضان میں ہے۔

۲۔ امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا ہے کہ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا تمام خیر تین خصلتوں میں جمع ہے نظر میں سکوت میں (خاموشی میں) اور کلام میں ہر وہ نظر جو سبق حاصل کرنے کے لیے نہ ہو وہ سہو ہے ہر وہ خاموشی جس میں غور و فکر نہ ہو غفلت ہے اور ہر وہ کلام جس میں ذکر خدا نہیں ہے وہ لغو ہے خوش قسمت ہے وہ آدمی جس کی نظر عبرت جس کی خاموشی غور و فکر اور جس کا کلام ذکر الہی ہو اور وہ اپنی خطا پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

زہد یحیی(ع)

۳۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا زہدِ یحیی بن زکریا(ع) اس درجہ بڑھا ہوا تھا کہ ایک دن بیت المقدس میں آئے تو وہاں علماء اور راہبوں کو دیکھا کہ اون کے پیراہن پہنے ہوئے اون کی ٹوپیاں سر پر رکھے ہوئے اور اپنے گلے میں زنجیریں ڈال کر مسجد کے ستونوں سے خود کو باندھے ہوئے ہیں یحیی(ع) نے جب اس حال میں ان کو دیکھا تو اپنی والدہ کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ مجھے بالوں والا پیراہن اور پشم کی ٹوپی بنا دیں تاکہ بیت المقدس میں جاکر خدا کی عبادت

زاہدوں اور راہبوں کے ساتھ کروں والدہ نے کہا ٹھہرو تمہارے والد پیغمبر خدا آجائیں تو ان سے مشورہ کرونگی جب حضرت زکریا(ع) گھر آئے تو مادرِ یحيي نے انکی بات ان کے سامنے پیش کیا زکریا(ع) نے فرمایا میرے پیارے بیٹے تم اس بات پر کیسے چھوٹے ہو کہ اس کام کو کرو۔

یحيي(ع) نے کہا بابا جان کیا آپ نے مجھے سے بہت کم عمر بچوں کو نہیں دیکھا کہ جن کو موت نے لے لیا ہے حضرت زکریا(ع) نے کہاہاں دیکھا ہے پھر ان کی والدہ سے کہا تم ان کو بالوں والا پیراہن اور پشم کی ٹوپی بنا دو ان کی والدہ نے یہ چیزوں بناکر انہیں دیں حضرت یحيي(ع) بالوں والا پیراہن اور پشم کی ٹوپی پہن کر بیت المقدس میں عبادت کرنے والوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ بالوں کے موٹے پیراہن نے آپ کے جسم مبارک کو گلا دیا ایک دن حضرت(ع) نے اپنے بدن کی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ان کا جسم بہت لاغر اور کمزور ہو گیا ہے تو رونے لگے تب خدا نے وحی کی اے یحيي(ع) کیا بدن کی کمزوری پر روتے ہو میں اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر جہنم کو ایک بار دیکھ لو تو لوہے کا پیراہن لوگے یہ سن کر حضرت یحيي(ع) اس قدر روئے کہ آپ کے رخسار مجروح ہوئے یہاں تک کہ دندان مبارک دکھائی دینے لگے جب یہ خبر ان کی والدہ کو پہنچی تو ان کو دیکھنے کے لیے گئیں جبکہ زکریا(ع) زاہدوں اور راہبوں کے پاس آئے اور یحيي(ع) کو خبر دی کہ آپ کا چہرہ بے حد زخمی ہے یحيي(ع) نے کہا مجھے اس کی خبر نہیں زکریا(ع) نے کہا اے میرے بیٹے کیوں اتنی مشقت کرتے ہو بے شک میں نے تیرے پیدا ہونے کی خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے اولاد صالح عطا کرے جو میرے لیے راحت اور مسرت کا سبب ہو۔

یحيي(ع) نے کہا بابا جان آپ نے خود ہی تو مجھے اس کا حکم دیا ہے زکریا(ع) نے کہا میں نے اس طرح کرنے کو کب کہا تھا یحيي(ع) نے کہا آپ نے یہ نہیں کہا تھا کہ بہشت اور دوزخ کے درمیان ایک گھاٹی ہے جس سے کوئی نہیں گزر سکے گا مگر وہ کہ جو خوفِ خدا سے بہت زیادہ ہو۔ کہا ہاں میں نے یہ کہا تھا اے فرزند کہ سعی و کوشش کر خدا کی بندگی میں کیونکہ تجھے کسی دوسرے امر کے واسطے پیدا کیا گیا ہے یحيي(ع) اٹھے اور اپنے پیراہن اتار دیا ان کی والدہ نے ان کو آغوش میں لیا اور کہا اے فرزند میں تمہارے دونمدے کے ٹکڑے بنا دوں کہ تم اپنے دونوں رخساروں پر رکھو جس سے تمہارے دانت چھپ جائیں اور وہ تمہارے

آنسوؤں وَ ٠ں ِبزب کر لیں تحيي(ع) نے کہا جو آپ بہتر سمجھ یں تو ان کی والدہ نے دوٹکڑے بنا دیۓ اور ان کں گالوں پر رکھ دیۓ تھوری ں دیر میں وہ نمدے ان کے آنسوؤں سے تر ہو ۓ کہ ان کے نچوڑنےسے ان کی انگلیوں پر پانی ِبارں ہو یا یہ ال زکریا(ع) نے دیکھا تو گریہ کناں ہوئے اور آسمان کی ِبانب چہرہ کر کے کہا اے رزاہ یا یہ میرا فرزند ہے اور یہ اس کے آنسو یں اور تو سب سنے یادہ رحم کرنے والا ہے۔

زکریا(ع) جب پاہتے کہ بنی اسرائیل و و ظ و نصیحت کریں تو دائیں بائیں نظر کرتے اگر تحيي(ع) موجود ہوتے تو بہشت دوزخ کا ِ نام نہ لیتے تھے۔ ایک دن زکریا(ع) نے خطبہ یا جبکہ تحيي(ع) موجود نہ تھے آپ نے وا ظ شروع کیا تو حضرت تحيي(ع) مجمع میں آئےسر لپیٹے ہوئے اور لوگوں کے در یان بیٹھ ۓ زکریا(ع) نے دائیں بائیں دیکھا اور کہنے لگے مجھے میرے حبیب جبرائیل(ع) نے یہ خبر دی کہ نزرا فرماتا ہے جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس و سکران کہتے یں اور اس پہاڑ کےنیچے ایک وادی ہے جس و غضبان کہتے یں کیونکہ وہ قہر و غضب نزرا کے سبب سے جلائی گئی ہے اس وادی میں ایک کنواں ہے جس گہرائی وسال کی راہ کے برابر ہے اس میں آگ کے ِ ت سے تابوت یں ان تابوتوں میں آگ کے ِ ت سے صندوق یں اور آگ کے لباس اور طوق و زنجیریں یں۔ تحيي(ع) نے سنا تھا سراٹھایا اور فریاد کی''واغفلتاہ'' کہ ہم کس ترر غافل یں پھر اٹھے اور ویرانہ کی طرف رخ کر ۓ زکریا(ع) مجلس سے اٹھ کر تحيي(ع) کی والدہ کے پاس آئے اور کہا تحيي(ع) کے پیچھے ِباؤ اور اسے تلاش کرو میں ڈرتا ہوں کہ اب اسے زندہ نہ دیکھوں گا ان کی والدہ اٹھیں اور ان کی تلاش میں نکلیں اور بنی اسرائیل کی ایک جما ت کے پاس پہنچیں ان لوگوں نے پوچھا آپ کہاں ِبارں یں کہا میں تحيي(ع) کی تلاش میں ِبارں ہوں کہ انہوں نے جہنم کی آگ کا تذکرہ سن لیا ہے اور خوف سے بیابان کی رف چلے ۓ یں وہ جوان انکی والدہ کے ہمراہ چل پڑے یہاں تک کہ ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی اسے ان کا حلیہ اور علامات بتائی ئیں تو اس نے کہا ہاں آپ و شاید تحيي(ع) کی تلاش ہے رفاہ یا ہاں وہ میرا بیٹا ہے اس کے سامنے دوزخ کا ذکر ہوا ہے اور وہ صحرا کی رف آیا ہے چرواہے نے کہا کہ میں نے انہیں فلاں جگہ پر اس ال دیکھا کہ ان کا تمام بدن آنسوؤں میں

وڈ با ہوا ہے۔اپنا سر آ ان کی رف اٹھا کر کہتے یں اے ۔میرے مالک۔تیری زت وجلال کی م میں اس وقت تک ٹ نڈا پانی

نہ پیئوں جب تک اپنی در ومنزلت اور اپنے مقام وہ تیرے نزدیک ہے نہ دیکھ لوں ان کی والدہ یہ سن کر ان کے پاس پہنچیں جب ان

کی نگاہ ماں پر پڑی اور ان و دیکھا تو خود و ان تک پہنچایا ان کی والدہ نے انہیں اپنے سینے سے لگایا اور م دے کر گھر چلیں

یحیی(ع) لباس بدل کر لیے ئے اور ا یں نیند آگئی یہاں تک کہ از کا وقت آ یا اور ابھی نہ ہوئے خواب میں ان و یہ آواز

آئی ''اے یحیی'' بن زکریا(ع) کیا ۔میرے گھر سے بہتر وئی اور گھر ہے یا مجھ سے بہتر وئی ہمسایہ پاتے ہو'' یہ سن کر نیند سے

بے دار ہوئے اور کہا اے ۔میرے بود مجھ پر نفرین ہے مجھے در گزر فرما۔تیری زت کی م تیرے بیت المقدس کے سایہ

کے علاوہ میں وئی اور سایہ نہیں پاتا پھر والدہ سے کہا ۔میرے بالوں کے مو ے کپڑے لا دیں ان کی والدہ نے کپڑے تو دے دیئے

مگر حضرت(ع) سے لپٹ ئیں اور نہ باہر جانے سے روکنے لگیں حضرت زکریا(ع) نے کہا اس و چھوڑ دو کیونکہ اس کے دل کے

پردے کھول دیئے ئے یں یہ دنیاوی راحت و آرام سے فائدہ نہیں اصل کرسکتا۔ یحیی(ع) اٹھے اور اپنے کپڑے بدلے اور بیت

المقدس میں جاکر زاہدوں اور راہبوں کے ساتھ عبادت میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

۴۔ ابن عباس(ع) کہتے یں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے لوگو ون ہے جو خدا سے صحیح واحسن اور سچی بات

کرنے والا ہے اے لوگو بے شک تمہارے رب جل جلالہ، نے مجھے حکم دیا ہے کہ علی(ع) و علم دے کر تمہارا امام اور خلیفہ اور

اپنا وصی بناؤں اور اس و اپنا بھائی اور وزیر مقرر کروں اے لوگوں! بے شک علی(ع) ۔میرے بعد باب ہدایت ہے اور ۔میرے رب

کی رف بلانے والا ہے وہ صالح المومنین ہے ون ہے اپنے قول میں بہتر اس بندے سے کہ جو خدا کی طرف بلانے والا ہے اور

عمل صالح بجالاتا ہے اور کہتا ہے کہ بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں،اے لوگو! بیشک علی(ع) مجھ سے ہے اور اس کے

فرزند ۔میرے فرزند یں اور وہ ۔میری حبیبہ(ع) کا شوہر ہے اس کا فرمان ۔میرا فرمان ہے۔ اس کی نہی ۔میری نہی ہے اس کی

مصیبت (نافرمانی) ۔میری معصیت ہے اے گروہ انس بیشک علی(ع) اس ا ت کا

صدیق ہے اس ا ت کا فاروق ہے اس ا ت کا محدث ہے وہ ہارون(ع) و آ ف(ع) و شمعون(ع)ہے اور . بـاب ح ـ ہے وہ کشتی حـ بات ہے وہ طالوت(ع) و ذوالقرنیں(ع) ہے اے لوگو!وہ وسیلہء آزمایشِ بشر ہے وہ حجت عظمی اور آیـت ـ کبـری ہے وہ امـام ال دنیا اور روہ الوثقی ہے اے لوگو! علی(ع) حق کے ساتھ اور حق علی(ع) کے ساتھ ہے اور یہ ہی سکز. بان سے . ـاری ہوتـا ہے اے لوگو! علی(ع) دوزخ و تقسیم کرنے والے ہیں ان کا محب دوزخ میں داخل نہیں ہوگا اور ان کا دشمن اس سے حـ بـات نہیں . پائے گا وہ بہشت کے تقسیم کرنے والے ہیں ان کا دشمن اس میں داخل نہیں ہوگا اور اس کا دوست اس سے محـروم نہیں ہـوگا اے ـمیرے اصحاب بے شک میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اپنے پروردگار کی رسالت تم تک پہنچاتا ہوں لیکن تـم نصیحت کـرنے والے و دوست نہیں رکتے ہو۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اللہ سے مغفرت طلب کرو اور میں . ی مغفرت طلب کرتا ہوں۔

مجلس مۂ بر۹

(سولہ شعبان سنہ۱۳۶۷ھ)

۱- جناب امیرالمو منین(ع) نے رفماہ یا سخی اس دنیا میں اور تقی آخرت میں لوگوں کے سردار یں۔

۲- ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا اللہ کی رف سے مومن پر مومن کے سات حق واجب کئے ئے اور ان کتے بارے میں نرا وال کرے گا (ا) اپنی نظر میں احترام رکے ا۔(۲) اپنے سینے (قلب) میں اس سے محبت رکھے ا۔(۳) اپنے مال میں اس کی مواسات رکے ا۔(۴) جو اپنے لیے پسند ہو اس کے لیے بھی وہی کچھ پسند رکے ا۔(۵) اس کی غیبت و حرام سمجھے ا۔(۶) بیماری میں اس کی عیادت کرے ا (۷) تشیع جنازہ رکے ا اور اس کی موت کے بعد اس کے تعلق اچھائی کے وا کچھ نہ کہے ا۔

۳- ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا علی ابن ابی طالب(ع) کی ولایت نرا کی ولایت ہے اس کی دوستی نرا کی دوستی ہے اس کی پیروی نرا کا فریضہ ہے اس کا دوست نرا کا دوست ہے اور اس کا دشمن نرا کا دشمن ہے اس کے ساتھ جنگ رکے ا نرا کے ساتھ جنگ رکے ا ہے اور اس کے ساتھ حرب نرا کے ساتھ حرب رکے ا ہے اور اس و لام رکے ا نرا و لام رکے ا ہے۔

۴- سلیمان بن جعفر جعفری کہتے یں کہ جناب موسیٰ بن جعفر(ع) نے رفماہ یا کہ میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے انھوں نے اپنے والد(ع) سے انھوں نے سید عابدین علی بن حسین(ع) سے اور انھوں نے سید الشہدا حسین بن علی ابی طالب(ع) سے روایت کہ امیرالمو منین علی بن ابی طالب(ع) ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو بے ہودہ اور فضول باتیں کر رہا تھا آپ ٹھہرے اور رفماہ یا اے فلاں یہ کیا عمل ہے جو تم انجام دے رہے ہو؟۔۔۔

بیشک تم جو اعمال و افعال انجام دیتے ہو تمہارے دونوں محافظ فرشتے اسکے نامہ بر یں لہذا خداوند کا ذکر کرو تاکہ تمہیں فائدہ ہو اور تم بے فائدہ بات سے رک جاؤ۔

جناب سلمان(رض) کا زندگی بھر کا روزہ

۵- ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے سنا کہ انہوں نے اپنے آباؤ(ع) سے روایت کیا کہ ایک دن رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ تم میں کون ہے جو تمام عمر روزہ رکھتا ہو سلمان نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ(ص) پھر فرمایا تم میں کون ہے جو ہمیشہ سے شب زندہ دار (راتوں کو جاگ کے عبادت کرتا) ہے سلمان(رض) نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ(ص) پھر فرمایا تم میں سے کون ہے۔ جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہو سلمان نے عرض کیا میں ہوں یا رسول اللہ(ص) ایک صحابی نے اس بات سے غصہ کیا اور کہا یا رسول اللہ(ص) یہ سلمان جو فارسی(عجمی) ہے چاہتا ہے کہ ہم قریشیوں پر فخر کرے آپ(ص) نے فرمایا ہے کہ تم میں کون ہے جو اپنی عمر بھر کا روزہ رکھے ہوتے ہیں میں نے اسے اکثر دن کے وقت دیکھا ہے کہ روزے سے نہ تھا کھاتا تھا پھر آپ(ص) نے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو عمر بھر سے شب زندہ دار ہے میں نے اسے اکثر دیکھا کہ راتوں کو سویا ہوتا ہے پھر آپ(ص) نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے جبکہ میں نے اکثر دیکھا کہ اس نے دن میں تلاوت نہیں کی پیغمبر(ص) نے فرمایا خاموش ہو جاؤ۔ تمہیں کیا معلوم کہ لقمان حکیم کی منزلت کیا ہے۔ سلمان کی مثال لقمان جیسی ہے۔ تم اپنے سوالات خود سلمان(رض) سے پوچھ لو۔ اس شخص نے سلمان(رض) سے کہا اے ابو عبداللہ کیا تم نے نہیں کہا کہ تم عمر بھر سے روزہ رکھے ہوئے ہو۔ جناب سلمان نے فرمایا درست ہے مگر جس طرح تو نے گمان کیا ہے ویسے نہیں میں ہر ماہ تین دن روزہ رکھتا ہوں۔ اور خدا فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی کرتا ہے میں اس کو دس گنا ثواب عطا کرتا ہوں۔ مزید یہ کہ میں ماہ شعبان کے دنوں روزرے رکھتا ہوں اور ماہ رمضان سے اس کو ملا دیتا ہوں اور یہ روزے پوری زندگی کے روزے بنتے ہیں اس شخص نے کہا کہ اے سلمان کیا تو یہ دعوی نہیں کرتا کہ تمام رات عبادت میں مشغول رہتا ہے جناب سلمان(رض) نے فرمایا ہاں مگر جیسے تو قیاس کررہا ہے ویسے نہیں۔ میں رسول خدا(ص) کا دوست ہوں اور میں نے ان سے یہ سنا ہے کہ جو شخص باوضو سوتا ہے اس نے گویا تمام رات عبادت میں گزاری اور ہمیشہ با وضو سوتا ہوں۔ اس شخص نے کہا اے سلمان کیا تو یہ نہیں کہتا کہ میں روزانہ ایک

قرآن تم کرتا ہوں جناب سلمان نے فرمایا کیوں نہیں مگر جس رح تو وچ رہاہے اس رح نہیں میں نے اپنے دوست رسول دا(ص) و علی(ع) سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ " اے علی (ع) تیری مثال اس امت میں ل ہو اللہ کی رح ہے جو کوئی اسے ایک مرتبہ پڑھے گا اس نے قرآن کا ایک ثلث پڑھا جو دو مرتبہ پڑھے اس نے دو تہائی قرآن پڑھا اور جو تین د ہ پڑھے گا اس نے تمام قرآن تم کیا۔ اے ابوالحسن(ع) جو شخص تمہیں زبان سے دوست رکھتا ہے اسے دو تہائی ایمان ملتا ہے اور جو شخص دل و زبان سے تمہیں دوست رکھے اوراپنے ہاتھوں سے تیری مدد کرے۔اس کا ایمان کامل ہوتا ہے۔ اے علی(ع) مجھے اس دا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بعوث کیا ہے۔ اگر اہلانِ زمین ن تمہیں اسی رح دوست رکھتے جس رح رش والے رکھتے ہیں تو دا کسی و جہنم میں نہ ڈالتا" لہذا اے بندے میں (سلمان) ہر روز تین مرتبہ ل ہو اللہ پڑھتا ہوں اور علی(ع) و ہر رح سے دوست رکھتا ہوں۔ یہ سن کر اعتراض کرنے والا ایسے اموش ہو گیا۔ جیسے اس کے نہ میں پتھر بھر گیا ہو۔

۶- امام صادق(ع) نے اپنے آباء سے روایت کیا کہ امیرالمو منین(ع) نے فرمایا۔ فقہاء اور حکما کا یہ ریقہ رہا ہے کہ اپنی نگارشات کے لیے تین چیزوں کے علاوہ کچھ نہ لکھتے تھے۔

۱- جو وئی خود و اپنی آخرت کے لیے وقف کردے تو دا ن دنیا میں اس کی کفالت کرے گا۔

۲- جو وئی اپنے و ن کی اصلاح کرتے تو دا اس کے ظاہر کی اصلاح کرے گا۔

۳- جو وئی اپنے اور دا کے در یان اصلاح کرے گا تو دا اس کے اورخلق کے در یان اصلاح کرے گا۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا موت کے بعد اجر کسی کے پیچھے نہیں جاتا مگر یہ کہ تین مل کیئے ہوں۔ (۱) صدقہ جاریہ (۲) ہدایت کا ریقہ جاری کیا ہو اور اس کی موت کے بعد اس پر مل ہورہا ہو۔(۳) فرزند صالح جو کہ اس کے لیے مغفرت طلب کرتا ہو۔

۸- ابوالحسن اسدی کہتے ہیں امام صادق(ع) نے مجھے خبر دی ہے کہ دا کے ہاں ایک جگہ ہے جس کا نام تقمہ ہے جہاں مرنے کے بعد اس شخص و چھوڑدیا جاتا ہے کہ جس و دا مال و دولت دے

اور وہ اس مال و زرا کی راہ میں خرچ کرنے سے ہاتھ روک لے۔

جناب علی(ع) کی فضیلت

۹۔ نعمان بن سعد کہتے ہیں امیرالمومنین (ع) نے فرمایا میں حجت اللہ ، خلیفہ اللہ، باب اللہ ہوں میں خزانہ دار علم خدا ہوں اور میں امین راز ہوں میں امام خلق ہوں اور نبی رحمت (ص) کے بعد بہترین بندہ ہوں۔

۱۰۔ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا میں مسجد قبا میں زیارت پیغمبر(ص) میں حاضر ہوا تو کچھ اصحاب آپ(ص) کے پاس بیٹھے تھے جب آپ(ص) نے مجھے دیکھا تو آپ(ص) کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور آپ(ص) کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آگئی آپ(ص) کے دانتوں کی سفیدی مثل برق نظر آتی تھی پھر آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) میرے نزدیک تشریف لاؤ پھر مجھے اس قدر نزدیک کیا کہ میری ران آپ کی ران سے مس ہوگئی پھر اپنے اصحاب کی طرف چہرہ کر کے فرمایا اے میرے اصحاب میرے بھائی علی(ع) کا اس وقت یہاں آنا ایسا ہے جیسے رحمت خداوندی نے ادھر رخ کیا ہے بیشک علی(ع) مجھ سے ہے اور میں علی(ع) سے ہوں اس کی جان میری جان سے ہے اس کی طینت میری طینت سے ہے یہ میرا بھائی اور میرا وصی وخلیفہ ہے میری زندگی میں اور میری موت کے بعد بھی لہذا جو کوئی اس کا حکم مانے اس نے میرا حکم مانا جو اس سے موافقت کرے اس نے مجھ سے موافقت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی۔

۱۱۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی خواہش رکھتا ہو کہ میری زندگی کی مانند زندگی گزارے ایمان کامل کے ساتھ) اور جب موت آئے تو میری موت کی مانند اور جنت عدن میں میرے مقام پر آئے (میرا ہمسایہ ہو) تو اسے چاہئے کہ خدا کی قضاء کے ساتھ تمسک رکھے علی ابن ابی طالب(ع) کو دوست رکھے اور اس کے فرزندوں (ائمہ(ع)) اور اس کے اوصیاء کی پیروی کرے کیونکہ وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا کیئے گئے ہیں۔ میں ان کے دشمنوں کی شکایت خدا سے کرتا ہوں۔ کیوں کہ وہ ان (ائمہ(ع)) کے منکر ہیں اور ان (ائمہ(ع)) سے صلہ رحمی نہیں کرتے خدا کی قسم میرے بعد میرا فرزند حسین(ع) شہید کیا جائے گا اور خدا اس کے قاتلوں سے میری شفاعت کو ہٹائے ہوئے ہے۔

مجلس نمبر ۱۰

(بیس شعبان سنہ ۱۳۶۷ھ)

۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جب آدمی چالیس سال کا ہوجاتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں کو وحی کرتا ہے کہ میں نے اپنے اس بندے کو جو یہ عمر دی ہے اس نے مشکل سے گزاری ہے۔ اس کا خیال رکھو اور اس کے تمام چھوٹے بڑے اعمال درج کرتے رہو امام صادق(ع) سے جب اس آیت کی تفسیر کا پوچھا گیا کہ "کیا میں نے تم کو عمر نہ دی تاکہ تم اس سے نصیحت حاصل کرو اور متذکر رہو" (فاطر، ۳۷) تو آپ نے فرمایا سرزنش کے لیے ہے۔

۲۔ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جب کسی بوڑھے آدمی کو روز قیامت حساب کے لیے بلایا جائے گا اور اس کا نامہ اعمال کہ جس کا ظاہر بدی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ دیا جائے گا تو وہ شخص ناگواری محسوس کرے گا اور فریاد کرے گا کہ اے خدا میرے اس نامہ اعمال کی وجہ سے مجھے دوزخ میں جلدی بھیج تاکہ میں یہاں سے جلد فارغ ہوجاؤں تب خداوند عالم اس پر رحم کرے گا اور کہے گا کہ اے بوڑھے شخص میں تیری گناہوں کی وجہ سے تجھے معاف کرتا ہوں اور حکم دے گا کہ اس کو بہشت میں لے جاؤ۔

۳۔ انس بن مالک کہتے ہیں رسول خدا(ص) نے فرمایا ایسا مومن جب مرجائے کہ جس کے علم کی باتیں ایک ورق پر لکھی ہوں تو وہ کاغذ روز قیامت اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک پردہ کی طرح حائل ہوجائے گا۔ اور خدا اس کے لکھے ہوئے ورق کے ایک لفظ کے بدلے اس کا ایک شہر عطا کرے گا جس کی وسعت سات دنیاؤں کے برابر ہوگی اور جو مومن ایک ساعت کے لیے کسی عالم کے پاس بیٹھ کر فیض پائے گا تو اس کا پروردگار اسے ندا دے گا کہ اے فلاں تم میرے حبیب(ص) کے پاس آکر بیٹھو مجھے میرے عزت و جلال کی قسم تجھے اس کے ساتھ بہشت میں ساکن کرونگا اور یہ میرے لیے کچھ مشکل نہیں۔

۴۔ یونس بن ظبیان کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا، لوگ تین وجوہات کی بنا پر خدا کی

عبادت کرتے ہیں۔ (اول) ایک طبقہ رغبتِ ثواب کی خاطر عبادت کرتا ہے اور یہ عبادت لالچ کی عبادت ہے۔ (دوئم) طمع کے لالچ میں یعنی جنت کے لیے اور یہ تجارتی عبادت ہے (سوئم) دوزخ کے خوف کی عبادت ہے۔ مگر میں اس کی عبادت اس لیے کرتا ہوں کہ وہ لائق عبادت ہے یہ عبادت کریم کی عبادت ہے۔ اور قول خدا یہ ہے کہ " اگر تم چاہتے ہو کہ خدا تم سے محبت کرے تو تم اس کی پیروی کرو وہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔" اور جو کوئی خدا سے محبت کرتا ہے تو خدا بھی اس کا جواب اسی طرح دیتا ہے اور جان لو کہ جس سے خدا محبت کرتا ہے وہی امن میں ہے۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ مومن کے لیے خدا کی یہی مدد کافی ہے کہ جب بھی وہ (مومن) اپنے دشمن کو دیکھتا ہے تو اس کو خدا کی نافرمانی میں مصروف پاتا ہے۔

۶- اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا میں رسول خدا(ص) کا خلیفہ ہوں ان کا وزیر اور ان کا وارث ہوں میں رسول خدا(ص) کا بھائی ان کا وصی اور ان کا حبیب ہوں میں رسول اللہ(ص) کا برگزیدہ نفس ہوں میں رسول خدا(ص) کا چچازاد بھائی، ان کی بیٹی کا شوہر ان کے فرزندوں کا باپ ہوں میں سید اوصیاء ہوں اور وصی سید انبیاء(ص) ہوں میں حجت عظمی و آیت کبری و مثل باب پیغمبر ہوں میں عروۃ الوثقی اور کلمۃ تقوی ہوں میں امین خدا اور اہل دنیا پر حجت خدا ہوں۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جب فاسق اپنے فسق کو ظاہر کرے دے تو پھر اس کی کوئی حرمت نہیں اور نہ ہی اس کی غیبت ہے۔ (یعنی اس فاسق کے فسق کے بارے گفتگو غیبت کے زمرے میں نہیں آئے گی)۔

۸- طلحہ بن زید کہتے ہیں امام صادق(ع) نے اپنے آباء سے روایت کی کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ جبرائیل خدائے جلیل کی طرف سے میرے پاس آئے اور کہا اے محمد خدا جل جلالہ تم کو سلام کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ اپنے بھائی علی(ع) کو خوشخبری دے دو کہ جو کوئی اس کو دوست رکھتا ہے میں اس کو عذاب نہ دوں گا اور جو کوئی اس کو دشمن رکھتا ہے میں اس پر رحم نہیں کروں گا۔

۹- رسول خدا(ص) نے فرمایا روزِ قیامت جب تک بندہ ان چار سوالات کے جواب نہ دے

گا اس وقت تک وہ اپنے قدم نہیں اٹھائے گا (۱) عمر کے متعلق کہ اس کو کہاں فنا کیا۔(۲) جوانی کے متعلق کہ یہ کیسے گزاری (۳) مال کے متعلق کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا (۴) اور محبت اہل بیت(ع) کے متعلق پوچھا جائے گا۔

۱۰- حضرت عائشہ کہتی ہیں میں رسول خدا(ص) کے پاس تھی کہ علی ابن ابی طالب(ع) آئے اور آنحضرت(ص) نے فرمایا یہ عرب کا سید ہے میں نے کہا آپ عرب کے سید نہیں ہیں؟ فرمایا میں سید اولادِ آدم ہوں اور علی(ع) سید عرب ہے میں (عائشہ) نے کہا کہ آپ کی اس جگہ سید کیا مراد ہے تو آپ(ص) نے فرمایا کہ جس طرح میری فرض ہے کہ اسی طرح اس کی اطاعت بھی فرض ہے۔

۱۱- معمر کہتے ہیں میں امام جعفر صادق(ع) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ زید " زید علی(ع) بن حسین(ع) آئے اور لکڑی کے دروازے کے دونوں پٹ پکڑ کر کھڑے ہوئے امام صادق(ع) نے فرمایا میرے چچا میں تجھے خدا کی پناہ میں دیتا ہوں کہ تمہیں اسی دار پر لٹکایا جائے گا زید کی ماں نے ان سے کہا خدا کی قسم تیری اس بات میں حسد ہے جو تو نے میرے بیٹے کے بارے میں کہی ہے۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کاش حسد ہوتا کاش حسد ہوتا پھر فرمایا میرے والد(ع) نے میرے دادا(ع) سے یہ روایت کی ہے کہ ان کی اولاد سے زید نامی خروج کرے گا وفہ میں قتل ہوگا اور دار پر لٹکایا جائے گا اسے قبر سے نکال لیا جائے گا اور اس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھل جائیں گے اہل آسمان اس سے خوش ہو جائیں گے اور اس کی روح و جنت کے ایک طائر (پرندے) میں ڈالا جائے گا تاکہ بہشت میں ہر جگہ آزادانہ آ جا سکے۔

۱۲- جابر جعفی کہتے ہیں کہ میں ابو جعفر محمد بن علی(ع) کی خدمت میں حاضر ہوتو آپکا بھائی زید(رح) آپ کی خدمت میں موجود تھا پھر معروف بن خربوز مکی بھی وہاں حاضر ہو امام ابوجعفر(ع) نے فرمایا اے معروف جو شعر تمہارے پاس ہیں انہیں میرے لیے بیان کرو تو معروف نے یہ شعر بیان کیا۔

ابو مالک تیری جان ناتواں نہیں ہے۔ ضعیفی و سستی دوسروں کی طرح نہیں ہے اس کے

قول میں بعناد نہیں ہے۔ اس کی حکمت سے دشمنی نہ کر جب وہ منع کردے ۔ لیکن وہ بہت بابرکت ہے بلند ہیبت رکھنے والا اور شیرین خرد، وہ حاکم ہے اس کا فرمان تیرے لیے ہے۔ وہ تیرے ہر کام میں کفالت کرتا ہے۔ محمد بن علی(ع) نے اپنا ہاتھ زید(رح) کے شانہ پر رکھا اور فرمایا اے ابوالحسن(ع) یہ صفت تیرے لیے ہے۔

مجلس مۂ بر۱۱

(ماہ رمضان سے ایک ہفتہ قبل سنہ۳۶۷ھ)

استقبال رمضان

۱۔ ابو جعفر امام محمّ ۔ باقر(ع) نے اپنے آ۔ بائے طاہرین کی سند سے روایت کیا ہے کہ ر سول ۔ سدا(ص) نے شعبان کے آخری ج ۔ میں لوگوں و خطبہ۔ یا۔ سدا کی حمد وثناء کی پھر رفماہ یا اے لوگو! ایک ایسا مہینہ تم پر سایہ فگن ہونے والا ہے جس کی ایک رات شب قدر ہے اور وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے وہ مہینہ رمضان ہے اور سدا نے اس کے روزوں و تم پر فرض کیا ہے اس کی رات کے نوافل و مستحب ۔ یا ہے اس مہینہ کی ایک رات کے نوافل کاثواب ۔ باقی مہینوں کی ستر راتوں کے برابر ہے۔

جو اس مہینہ میں اپنی خوشی سے مستحب ا ال کرے گا تووگ یا اس نے اللہ کے فرائض میں سے وئی فرض ادا۔ یا ہے اور جو وئی اس ماہ میں کا ایک فرض ادا کرے گا تووگ یا اس نے دوسرے مہینے کے ستر فرائض اداکیئے ہیں یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کی جزا بہشت ہے یہ ہمدردی کا مہینہ ہے اور اس ماہ اللہ مومن کا رزق اضافہ کرتا ہے جو شخص اس ماہ میں کسی مومن روزہ دار کا روزہ انطار کرائے گا تو سدا کے نزدیک اس کا ثواب ایسا ہے کہ جیسے اس نے ایک غلام آزاد کی اہو اس کے گذشتہ ۔ ماہ م اف ہو جاتے ہیں آنحضرت(ص) سے (صحابہ نے) رض اکیا یا ر ول اللہ(ص) ہم سب یہ استطاعت نہیں رکھتے کہ۔ روزہ دار کا روزہ انطار کرائیں تو آپ(ص) نے رفماہ یا اللہ بڑا کریم ہے یہ تمام ثواب تم و عطا کرے گا، جو انطاری کے لیے دودھ کے ایک گھونٹ سے زیادہ کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ اسی سے اس کا روزہ انطار کرادے یا میٹھے کا ایک گھونٹ یا کچھ کھجوریں ن روزہ دار و لا کر انطار کرادے تو۔ ن وہ اس ثواب کا حق دار بن جائے گا اور جو وئی اس مہینے میں اپنے مملوک سے تھوڑا کام لے تو سدا روز قیامت اس کے حساب میں کمی کردے گا یہ اللہ کا مہینہ ہے اس مہینہ کی ابتداء رحمت اس کا درمیان مغفرت اس کا آخری حصہ قبولیت اور دوزخ سے آزادی ہے اس مہینے

میں پار خ لتوں کے وا تمہیں حاجات نہیں مل سکتی دو کے ذریعہ سے اللہ و راضی کرو اور دو کے بغیر تمہارا گزارا نہیں ہوسکے گا جو دو چیزیں اللہ کے راضی کرنے کا ذریعہ ہیں وہ یہ گواہی ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک میں اللہ کا رسول(ص) ہوں اور وہ دو چیزیں کہ جن کے بغیر تمہارا گزارا نہیں یہ ہے کہ تم خدا سے اپنی حاجات اور جنت طلب کرو اور خدا سے مغفرت چاہو اور آتش جہنم سے پناہ مانو۔

۲۔ حمزہ بن محمد کہتے ہیں امام حسن عسکری(ع) و میں نے لکھا کہ خدا نے روزہ کیوں واجب کیا ہے انہوں نے جواب میں لکھا " اس لیے تاکہ امیر و توانگر بھوک کے درد و چکھیں اور غریب و فقیری و درویش و عطا کریں۔"

جوان تائب کا قصہ

۳۔ عبدالرحمن بن غنم دوسی کہتے ہیں کہ ایک دن معاذ بن جبل روتے ہوئے رسول اللہ(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا آپ(ص) نے سلام وجواب دیا اور پوچھا کہ کس وجہ سے روئے ہو معاذ عرض کرنے لگے میں نے ایک جوان جو نہایت خوبصورت ہے و دیکھا جو دروازے پر کھڑا اپنی جوانی پر رو رہا ہے جیسے وہ ماں روتی ہے جس کا جوان بیٹا مر گیا ہو وہ آپ(ص) کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے معاذ اس جوان و میرے پاس لے آؤ۔ وہ اس و لے کر داخل ہوئے اس نے سلام کیا آپ(ص) نے جواب دیا اور پھر فرمایا اے جوان تو کس وجہ سے روتا ہے اس نے کہا میں ایسے گناہوں کا مرتکب ہوا ہوں کہ اگر خدا مجھے ان سے چند ایک پر بھی سزا دے تو یقیناً مجھے جہنم میں ڈال دے گا اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ عنقریب خدا اس پر میرا مواخذہ کرے گا اور مجھے ہرگز معاف نہیں کرے گا رسول خدا(ص) نے فرمایا کیا کسی و خدا کا شریک قرار دیا ہے اس نے کہا میں اس سے خدا کی پناہ مانتا ہوں کہ اس کے ساتھ کسی و شریک قرار دوں آپ(ص) نے فرمایا کیا کسی ایسے شخص و قتل کیا ہے جس کا قتل خدا نے حرام قرار دیا ہے کہا نہیں پیغمبر(ص) نے فرمایا کہ اگر تیرے گناہ اس زمین پر گڑے بلند پہاڑوں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں خدا معاف کردے گا اس جوان نے

کہا میرے ۔ ناہ ان بلند پہاڑوں سے ں بڑے ہیں ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا اگر تیرے ۔ ناہ سات زمینوں ور ۔ یاؤں ریگستانوں اور درختوں اور جو کچھ ان میں مخلوقات ہیں کے برابر ہوں تو ں نرا م اف کردے گا، اس نے کہا میرے ۔ ناہ ان تمام چیزوں سے بڑے ہیں ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا اگر سات آسمانوں ستاروں اور رش و کرسی کے برابر ں تیرے ۔ ناہ ہوں تو تو نرا وہ ں م اف کردے گا اس نے کہا میرے ۔ ناہ اس سے ں بڑے ہیں ر ول نرا(ص) نے نے کی نظر سے اس کی رف دیکھا اور رفماہ یا اے جوان وائے ہو تم پر تیرے ۔ ناہ بڑے ہیں یا تیرا پروردگار وہ جوان سجدے میں گر یا اور کہنے لگا میرا ماک اس بات سے منزہ و مبرا ہے کہ وئی چیز اس سے بڑی ہو یقینا میرا پروردگار ں بڑا ہے ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا بڑے ۔ ناہوں و نرا کے علاوہ وئی م اف کرسکتا ہے؟ جوان نے کہا نہیں نرا کی قسم یا ر ول اللہ(ص)، ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا وائے ہو تجھ پر اے جوان کیا تو وئی ایک ۔ ناہ اپنے ۔ ناہوں سے مجھے بتا نہیں سکتا؟ کہا کیوں نہیں میں رض کرتا ہوں، میں سات سال سے قبروں و اکھاڑتا اور مردوں و ۔ باہر نکال کے ان کے کفن اتار لیتا تھا ایک مرتبہ انصار کی ایک لڑکی نے وفات ۔ پائی اور جب وہ اسے دفن کرکے اور واپس چلے ئے اور رات ہوگئی تو میں نے اس کی قبر کھو دی اس و ۔ باہر نکالا اس کا کفن اتارا اور اسے برہنہ قبر کے کنارے چھوڑ یا جب واپس لوٹا تو شیطان نے مجھے وسوسہ ڈالا اور اس لڑکی و میرے تخیلات میں مزین کیا اور کہا کہ کیا تم اس کے سفید جسم و نہیں دیکھتے کہ کس رح حسین ہے میں واپس ہوا اس کے ساتھ زنا کیا اور اسے وہیں چھوڑ کر چلا تو اچانک پیچھے سے یہ آواز سنائی دی'' اے جوان وائے ہو تجھ پر قیامت کے دن جزا دینے والے کی رف سے ان مردوں کے لشکر کے درمیان تو مجھے برہنہ چھوڑے جارہا ہے اور مجھے قبر سے باہر نکال کر میرا کفن لیے جارہا ہے اور مجھے اس حالت میں چھوڑے جارہا ہے کہ قیامت کے دن میں جنابت کے ساتھ اٹھوں گی وائے ہو تیری جوانی پر جہنم کی آگ سے'' یا ر ول اللہ(ص) اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ میں کبھی ں جنت کی بو نہیں سونگھوں گا یا ر ول اللہ(ص) میرے بارے میں آپ(ص) کی کیا رائے ہے ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا اے بدکردار مجھ سے دور ہو جا میں ڈرتا ہوں کہیں تیری آگ میں میں نہ جل جاؤں کیونکہ تو جہنم کی آگ کے بہت قریب ہوچکا ہے کہ ں رگتا ہے آپ(ص) یہ فرماتے جاتے

اور ہاتھ سے دور ہونے کا اشارہ کرتے تھے، یہاں تک کہ وہ آپ(ص) کے سامنے سے دور ہو گیا پھر اس نے کچھ توشہ لیا اور مدینہ کے پہاڑ کی طرف چلا گیا جہاں وہ عبادت کرتا تھا اور ٹاٹ پہنے رہتا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ گردن کے ساتھ باندھے رہتا تھا اور کہتا تھا اے مالک اے میرے رب یہ تیرا بندہ بہلول ہے جس نے تیرے سامنے اپنے ہاتھ گردن سے باندھ رکھے ہیں۔ اے میرے رب تو مجھے پہچانتا ہے اور میرے گناہوں کو جانتا ہے اے میرے مالک میں پشیمان ہوں اور توبہ کرنے کے لیے تیرے پیغمبر(ص) کے پاس گیا انہوں نے مجھے اپنے دروازے سے دور کردیا ہے۔ اور میرے خوف کو بڑھادیا ہے میں تجھے تیرے نام اور جلال و عظمت و سلطنت کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اپنی رحمت سے ناامید نہ کر اے میرے رب میری دعا کو باطل قرار نہ دے اور مجھے اپنی شفقت سے مایوس نہ کر یہاں تک کہ چالیس شب و روز وہ یہی دعا کرتا رہا یہاں تک کہ روتا رہا درندے اور وحشی جانور بھی اس کے گریہ میں شامل ہوئے جب چالیس شب و روز پورے ہوئے تو اس نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہنے لگا خدایا میرے معاملے میں تو نے کیا حکم صادر فرمایا ہے اگر میری دعا قبول کر لی ہے اور میری خطا معاف کردی ہے تو پھر اپنے نبی(ص) کی طرف وحی نازل فرما کہ مجھے معلوم ہو اور اگر میری دعا قبول نہیں ہوئی اور مجھے معاف نہیں کرتا اور مجھے عذاب کرنا چاہتا ہے تو ایک آگ بھیج جو مجھے جلادے یا دنیا میں کسی عذاب میں مجھے مبتلا کردے جو روز قیامت کی رسوائی سے مجھے بچالے پس خدا نے یہ آیت نازل فرمائی '' اور وہ لوگ جو کوئی برا فعل کرتے ہیں یعنی زنا یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں زنا سے بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں جو کہ قبر کھود کر کفن چرانا ہے اور خدا کو یاد کرتے ہیں پس اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں گناہوں کو اللہ کے علاوہ کون بخش سکتا ہے۔'' (آل عمران، ۱۳۵)

پھر خدا نے فرمایا۔ اے میرے حبیب(ص) میرا یہ بندہ تیرے پاس آیا تھا اور تونے اس کو اپنے دروازے سے لوٹا دیا اگر یہ تیرے پاس نہ آتا تو کہاں جاتا۔ تب آپ(ص) نے کہا کہ اے خداوندا جو کچھ میں گزرا اس کا مجھے علم ہے خداوندا تو مجھے اس کی بازپرس سے محفوظ رکھ۔ تیرے اس بندے نے جو عمل کیا (قبر کھود کر کفن چرانا) اسکی مغفرت تیری ہی ذات سے وابستہ ہے۔ اور بہشت میں

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ تیرے سوا حکم کس کا ہے اور انہیں کے لئے بخشش ہے اور وہ ابدی ہیں اور کیا خوب جزا ہے ان لوگوں کے لیے جو عملِ صالح کرتے ہیں۔

جب آیت مذکورہ نازل ہوئی تو آپ(ص) خوش ہوئے اور مسکراتے ہوئے باہر نکلے اور اپنے صحابہ سے کہا تم میں سے کون ہے جو مجھے اس جوان کی طرف راہنمائی کرے ایک شخص جس کا نام معاذ تھا کہنے لگا کہ یا رسول اللہ(ص) مجھے خبر ملی ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے رسول خدا(ص) اپنے اصحاب کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے یہاں تک کہ اس پہاڑ کے نزدیک پہنچے اور اس کی تلاش میں پہاڑ کے اوپر گئے پھر اس جوان کو وہاں دیکھا کہ دو پتھروں کے درمیان کھڑا ہے اور اس نے اپنے ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھ رکھا ہے اور اس کا چہرہ سورج کی گرمی کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے اس کی آنکھوں کی پلکیں رو رو کر جھڑ چکی ہیں اور اسکے باوجود کہہ رہا ہے اے میرے آقا تو نے مجھے کتنا اچھا خلق کیا میرا چہرہ خوبصورت بنایا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے بارے میں تیرا کیا ارادہ ہے کیا تو مجھے آگ میں جلائے گا یا اپنی رحمت سے معاف کردے گا اور یا تو نے مجھ پر احسان کیا اور نعمت فراواں مجھے دی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا انجام کیا ہے بہشت یا دوزخ۔ یا میرا گناہ آسمانوں اور زمین سے بڑا ہے کرسی و عرشِ عظیم سے بڑا ہے اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تو میرے گناہوں کو معاف کردے گا یا انکی وجہ سے روز قیامت مجھے رسوا وذلیل کرے گا۔ وہ اس طرح مغفرت طلب کرتا اور روتا تھا اور اپنے سر پر خاک ڈالتا تھا درندے اس کے پاس جمع تھے پرندے اس کے سر کے اوپر صف بستہ تھے اور اس کے رونے کی وجہ سے وہ سب روتے تھے رسول خدا(ص) اس کے قریب گئے اور اس کے ہاتھ اس کی گردن سے کھولے اس کے سر سے خاک صاف کی اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے تھے اے بہلول تجھے بشارت ہو کہ تم جہنم سے خدا کے آزاد کردہ ہو پھر اپنے اصحاب سے فرمایا تم اپنے گناہوں کا تدارک اس طرح کیا کرو کہ جس طرح بہلول نے کیا ہے پھر جو کچھ خدا نے نازل کیا تھا اس کی تلاوت کی اور بہلول کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دی۔

۴- امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے انہوں نے اپنے آباء(ع) سے نقل کیا کہ رسول خدا(ص) نے جنابِ علی ابن ابی طالب(ع) سے فرمایا اے علی(ع) تیری منزلت میرے ساتھ ایسی ہے جیسے بیتہ اللہ کی آدم(ع) سے تھی جیسے سام(ع) کی نوح(ع) کے ساتھ تھی جس طرح اسحق(ع) کی منزلت ابراہیم(ع) کے ساتھ اور ہارون(ع) کی

منزلت موسی(ع) کے ساتھ تھی اور جیسی منزلت ہارون(ع) کی عیسی(ع) کے ساتھ تھی والے اس کے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اے علی(ع) تم میرے وصی و خلیفہ ہو جو کوئی تمہاری وصایت و خلافت کا منکر ہوگا وہ مجھ سے نہیں ہے اور میں اس سے نہیں ہوں میں روز قیامت اس کا دشمن ہوں گا اے علی(ع) تم فضل میں میری تمام امت سے افضل ہو اور اسلام میں سب سے پہلے ہو سب سے زیادہ حلیم سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی ہو اے علی(ع) میرے بعد تم امام ہو امیر ہو صاحب امر، ہو اور سردار ہو، میرے وزیر ہو اور میری امت میں تیرے مثل کوئی نہیں اے علی(ع) تم جنت اور دوزخ کے تقسیم کرنے والے ہو۔ تمہاری محبت نیک و فاجر کی پہچان کرواتی ہے۔ اچھوں اور بروں میں تمیز سکھاتی ہے۔ نیک اور بد کی شناخت کرواتی ہے اسی سے مومن اور کافر جدا ہوتے ہیں۔ (پہچانے جاتے ہیں)

مجلس نمبر ۱۲

(ماہ رمضان سے ۳ روز قبل سنہ ۳۶۷ھ)

ماہ رمضان

۱۔ جابر(رض) کہتے ہیں ابو جعفر محمد باقر(ع) نے فرمایا کہ جب رسول خدا(ص) ماہ رمضان کا چاند دیکھتے تو فوراً اپنا چہرہ قبلہ رخ کرلیتے پھر یہ کہتے خدایا اس نئے چاند کو امن و ایمان، سلامتی اسلام اور پوری عافیت اور وسعتِ رزق کے ساتھ ہم لوگوں پر طلوع فرما اور ہماری بیماریوں کو دور فرما، تلاوت قرآن کی توفیق دے ، روزے اور نماز میں ہماری مدد فرما، خدایا ہم کو ماہ رمضان کی عبادت کے لیے صحیح و سلامت رکھ ہمیں شکوک و شبہات سے بچا اور ہم لوگوں کی عبادتوں کو قبول فرما یہاں تک کہ ماہ رمضان بحفاظت گزر جائے خدایا اس ماہ میں ہم لوگوں کی مغفرت فرما، پھر اپنا چہرہ لوگوں کی طرف کرتے اور فرماتے اے گروہ مسلمین جب ہلال رمضان طلوع ہوتا ہے تو سرکش و نافرمان شیطان کو قید کردیا جاتا ہے اور آسمان کو بہشت اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں دعائیں مستجاب ہوتی ہیں اور اللہ کے لیے یہ لازم ہوتا ہے کہ وہ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کردے۔ ماہ رمضان کی ہر شب کو منادی ندا دیتا ہے کہ کیا کوئی ایسا خواہشمند ہے جو وہ اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور توبہ کرے اے اللہ! ہر راہ خدا میں خرچ کرنے والے کو دنیا و آخرت میں اس کا اجر دے اور ہر ممسک اور بخیل کو تلف کردے اور جب ماہ شوال کا ہلال طلوع ہوتا ہے تو مومنین کو ندا دی جاتی ہے کہ کل آنے والے دن میں اپنے انعامات لینے کو چلو اور کل آنے والا دن انعامات کی تقسیم کا دن ہے پھر امام باقر(ع) نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ انعام درہم و دینار یا سونے چاندی کی شکل میں نہیں ہوتا۔

ثوابِ ماہِ رمضان

۲- سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے کہا کہ اس آدمی کے لیے کیا ثواب ہے جو ماہِ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے حق کو پہچانتا ہو انھوں نے کہا اے ابن جبیر تیار ہو جاؤ تاکہ تمہیں ایسی بات سناؤں جو تیرے کان نے کبھی نہ سنی اور نہ ہی تیرے دل میں گزری ہے جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے یہ علم اولین اور علم آخرین ہے سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں اس وقت ان کے پاس سے چلا گیا اور خود کو دوسرے دن کے لیے آمادہ کیا جب صبح کی سفیدی ظاہر ہوئی تو میں ان کے پاس گیا اور صبح کی نماز ان کے ساتھ ادا کی پھر اس حدیث کے متعلق ان سے دریافت کیا انھوں نے میری طرف رخ کیا اور کہا سنو جو بیان کرتا ہوں میں نے اسے رسول خدا(ص) سے سنا ہے کہ اگر تم یہ جان لو کہ ماہ رمضان میں تمہارے لیے کیا کچھ موجود ہے اللہ تعالی کا بہت زیادہ شکر ادا کرتے (ماہ رمضان کے روزوں کا ثواب اس طرح ہے جو جنابِ رسول خدا(ص) کی زبان مبارک سے بیان ہوا ہے۔)

پہلے دن: خدا میری امت کے تمام گناہوں کو جو ظاہر اور پوشیدہ ہوں معاف کردے گا اور تمہارے لیے ہزار درجات بلند کرے گا اور پچاس شہر تمہارے لیے بنائے گا۔ (بہشت میں)۔

دوسرے دن: جو کوئی بھی اس دن ایک قدم اٹھا کر دوسری جگہ رکھتا ہے تو خدا ایک سال کی عبادت، ایک پیغمبر کے اعمال کا ثواب اور ایک سال کے روزوں کا اجر اس کے لیے لکھ دیتا ہے۔

تیسرے دن: انسان کے بدن کے جتنے بال ہیں ان کے برابر فردوس میں اس کے لیے (نبد) قبہ بناتا ہے سفید در سے کہ اس کے دروازے بارہ ہزار اور اس کے نشیب میں بارہ ہزار گھر نور کے تم کو عطا کرے گا کہ ہر گھر میں ہزار تخت ہو گے اور ہر تخت پر حوریہ ہوگی اور ہر روز ہزار فرشتے تمہارے پاس آئیں گے اور ہر فرشتے کے پاس تمہارے لیے ہدیہ ہوگا۔

چوتھے دن: خدا تجھے بہشتِ خلد میں ستر ہزار قصر دے گا ہر قصر میں ستر ہزار گھر ہوں گے اور ہر گھر میں پچاس ہزار تخت ہوں گے ہر تخت پر حور ہوگی اور ہر حور کے سامنے ایک ہزار کنیزیں

ہونگی کہ ہر کنیز تمام دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے بہتر ہے۔

پانچواں دن : خدا تجھے جنت ماوی میں ایک لاکھ شہر دے گا کہ ہر شہر میں ستر ہزار گھر ہونگے ہر گھر میں ستر ہزار خوان ہوں گے ہر خوان پر ستر ہزار کاسے ہوں گے اور اس میں ساٹھ ہزار مختلف رنگ کی خوراک ہوگی۔

چھٹے دن : خدا تجھے دارالسلام میں سو ہزار(ایک لاکھ) شہر دے گا کہ ہر شہر میں سو ہزار گھر ہوں گے ہر گھر میں سو ہزار تخت ہونے کے کہ جن کا طول ہزار ذراع کا ہوگا اور ہر تخت پر حورالعین سے ایک عورت ہوگی کہ اس کے تیس ہزار گیسو ہوں گے وجہ یاقوت کے ہوں گے اور ہر گیسو کو دو ہزار کنیز اٹھائے ہوگی۔

ساتویں دن : خدا جنت نعیم میں چالیس ہزار شہدا اور چالیس ہزار صادقین کا ثواب عطا کرے گا۔

آٹھویں دن : خدا تجھے تیرے عمل کا بدلہ ساٹھ ہزار عابدوں اور ساٹھ ہزار زاہدوں کے برابر دے گا۔

نویں دن : خدا تجھے ہزار متکلف اور ہزار مرابط کے برابر ثواب عطا کرے گا۔

دسویں دن : خدا تمہاری ستر ہزار حاجتیں پوری کرے گا اور سورج ، چاند ستارے، بادل، پرندے، پتھر، خشک و ترو دریا کی مچھلیاں، درختوں کے پتے اور خدا کی کتابیں تمہارے لیے مغفرت طلب کریں گے۔

گیارہویں دن : چار حج و عمرہ جیسا کہ ہر حج پیغمبر(ص) کے ساتھ ادا کیا گیا ہو اور ہر عمرہ جو کسی صدیق کے ساتھ کیا گیا شہید کے ساتھ انجام دیا گیا ہوگا۔ کا ثواب خدا تمہیں عطا کرے گا۔

بارہویں دن : خدا تمہاری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا اور ہر نیکی کے بدلے ہزار نیکیاں لکھے گا۔

تیرہویں دن : خدا تجھے اہل مکہ و مدینہ کے ثواب عطا کرے گا اور ہر پتھر اور مٹی کا ڈھیلہ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے کی شفاعت کا حق تجھے دے گا۔

جودھویں دن : وگ یا اس نے آدم(ع) و نوح(ع) و ابراہیم(ع) و موسی(ع)، حضرت داؤد(ع) اور حضرت سلیمان(ع) و دیکھا ہے یہاں تک کہ وگ یا اس نے ہر پیغمبر کے ساتھ دو وسال ذرا کی عبادت کی ہے۔ کا اجر عطا کرے گا۔

پندرھویں دن : ذرا تمہاری دنیا و آخرت کی ابات پوری کرے گا اور تمہیں وہ کچھ عطا کرے گا جو کچھ اس نے حضرت ایوب(ع) و عطا کیا، املین رش تمہارے لیے مغفرت کرینگے اور ذرا روز قیا ت تمہیں پالیس نور عطا کرے گا ک ہر سمت سے دس دس نور تمہیں ملیں گے۔

سولویں دن : اوع جس وقت تم قبر سے نکالے باؤ گے تو ذرا تم کے ساٹھ کے عطا کرے گا جو تمہیں پہنائے بائیں گے، تمہیں ناقہ پر وار کیا بائے گا اورکیں بادل اس دن کی گرمی سے چ پانے کے لیے تم پر سایہ فن ہو گا۔

ترہویں دن : ذرا روزہ دار و فرماتا ہے کہ میں نے تمہارے ابراد و م اف کیا اور روز قیا ت کی سختیوں و ان سے اٹھالیا ہے۔

اٹھارویں دن : اللہ ت الی جبرائیل(ع)، یکائیل(ع) و اسرافیل(ع) اور املین رش و کربین و حم دیتا ہے کہ وہ ا ت محمد(ص) کے لیے الے سال تک مغفرت طلب کرتے رہے اور ال بدر کے ثواب کے برابر تمہیں عطا کرتا ہے۔

انیسویں دن : وئی فرشتہ زمینوں اور آسمانوں میں ایسا نہیں رہتا جو اللہ ت الی کی ابازت سے ہر روز ہدیہ اور دودھ سفید شربت لے کر تمہاری وقبر کی زیارت کرنے نہ آتا ہو۔

بیسویں دن : اللہ ت الی ستر ہزار فرشتے بھیجتا ہے جو تمہاری ہر شیطان رجیم سے حفاظت کرتے ہیں ذرا ہر دن کے بدلے میں و سال کے روزوں کا ثواب تمہارے لیے لکھ دیتا ہے تمہارے اور آگ(جہنم) کے در یان خندق کھود دیتا ہے اور تجھے اس بندے کے برابر ثواب عطا کرتا ہے کہ جس نے توریت و انجیل و زبور و فرقان کی تلاوت کی ہو اور جبرائیل(ع) کے پروں کے برابر تیری عبادت کا ثواب دیتا ہے اور ثوابِ تسبیح رش و کرسی تجھے دیتا ہے اللہ ت الی قرآن مجید کی ہر آیت کے بدلے ہزار حوروں کے ساتھ تیری تزویج کرے گا۔

اکیسویں دن : ہزار فرسخ اس کی قبر و کشادہ کیا جائے گا ظلمت و وحشت اس سے ہٹادی جائے گی اور اس کی قبر شہدا کی قبر کی مانند کر دی جائے گی اور اس کے چہرہ و یوسف بن یعقوب(ع) کے چہرے کی طرح رکھا جائے گا۔

بائیسویں دن : ملک الموت کو بشارت انبیاء(ع) کی طرح بھیجا جائے گا اور تم سے نکر و منکیر اور آخرت کے عذاب کے خوف ہٹا دیا جائے گا۔

تیئسویں دن : پیغمبروں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ تجھے پل صراط سے گزارا جائے گا اور تو اس طرح ہو گا کہ جیسے تو نے میری امت کے کسی پیغمبر کو سیر کیا ہے اور میری امت کے ہر برہنہ کو لباس پہنایا ہے۔

چوبیسویں دن : وہ شخص اس وقت تک دنیا سے نہ جائے گا جب تک کہ اپنے مقام کو بہشت میں آنکھوں سے نہ دیکھ لے اور ثواب ہزار بیمار کا اور ہزار غریب کا کہ جو راہ خدا میں غریب ہوتا ہے عطا کرے گا اور ایسا ثواب کہ جیسے اس نے ہزار غلاموں کو اولاد اسماعیل(ع) میں سے آزاد کیا ہے عطا کرے گا۔

پچیسویں دن : خدا تمہارے لیے تحت العرش میں ایک ایسی بنیاد بنائے گا جس کے ہزار گنبد ہوں گے اور ہر گنبد کے خیمہ کے کنارے نور ہو گا خدا فرمائے گا اے محمد(ص) کی امت میں تمہارا پروردگار ہوں اور تم میرے بندے اور کنیزیں ہو تم اس نور کے میرے عرش کے سائے میں رہو اور دودھ سے سفید کھانے کھاؤ اور شربت پیئو تم پر کوئی خوف اور غم نہیں ہے اے امت محمد(ص) مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تمہیں اسی طرح بہشت میں داخل کروں گا کہ جس طرح اولین اور آخرین کو کیا ہے۔ اور عجائب و غرائب میرے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے ۔ خدا ہر طرف سے تجھے ہزار تاج نور کے عطا کرے گا اور ہر طرف سے تجھے ناقہ پر سوار کیا جائے گا جو نور سے خلق ہو اور نور کی مہار رکھتا ہو گا اور اس مہار میں ہزار حلقے سونے کے ہوں گے اور ہر حلقے پر ایک فرشتہ ہو گا کہ وہ نور کے عمود کو ہاتھ میں لیے ہو گا یہاں تک کہ بغیر حساب بہشت میں داخل ہو گا۔

چھبیسویں دن: خدا اس کی طرف نظر رحمت کرے گا اور اس کے تمام گناہ وائے قتل نفس

اور مال کی برائی کے م اف کردے گا اور ہر روز کی ستر مرتبہ کی گئی غیبت و جھوٹھ ٗ بہتان سے اس و ۔ پاک کردے گا۔

ستائیسویں دن : تمام مومن مرد اور مومن عورتوں کی مدد کی ۔ائے گا اور ستر ہزار برہنہ و اس کی رف سے لب اس ٗ پہنانے کا اجر دیا ۔ائے اور ہزار مرابط کی ۔رت کا اس و ثواب لے گا اور ہر وہ کتاب کہ جو ۔را نے نازل کی ہے کے پڑھنے کا ثواب دے گا۔

اٹھائیسویں دن : ۔را تجھے ٗ بہشتِ خلد میں و ہزار شہر نور کے عطا کرے گا اور جنت ماوی میں و ہزار قصر چاندی کے عطا کرے گا اور جنت الفردوس میں و ہزار شہر دے گا اور ہر شہر میں و ہزار ۔نبر مشک کے ہوں گے ہر ۔نبر کے ہزار گھر زعفران سے بنے ہوں گے ہر گھر میں ہزار تخت در ۔یاقوت کے بنے ہوں گے اور ہر تخت پر حور العین میں سے اس کی ہمسر (زوجہ) بیٹھی ہوگی۔

انتیسویں دن : ۔را ہزار ہزار محلے دے گا ہر محلہ میں سفید نبد ہوگا اور ہر نبد کا نور سفید سے بنا ہوگا اس تخت پر ہزار بستر سندس سبز کے ہوں گے اور ہر بستر پر حور ہوگی اور جو ستر ہزار حلے ٗ پہنے ہوگی اس کے سر پر اسی ہزار شقہ یسو ہوں گے اور ہر شقہ درِ مکلل و یاقوت کا ہوگا۔

تیسویں دن : ۔را تمہارے لیے لکھے گا کہ جو دن تم سے گزر یا ہے ۔ اس میں ہزار صدیقوں اور ہزار شہیدوں کا ثواب تمہارے لیے ہے اس ہر دن (ماہ رمضان) کے روزے کا ثواب دو ہزار دن کے برابر ہے یہ بندہ جس ترر چلا (میری رف) یوں سمجھے کہ دریا ئے نیل پر چلا۔ اے شخص ۔رانے تیرے درجات اس ترر بلند کرے گا کہ تیرے لیے دوزخ سے آزادی۔ زاب سے امان اور پل صراط سے گزرنے کا اجازت ۔ نامہ عطا کرے گا اور ٗ بہشت کا ایک دروازہ جس کا ۔ نام ۔یان ہے۔ قیامت سے ٗ پہلے نہیں کھولا ۔ائے گا مگر وہ مرد اور عورتیں جنہوں نے روزے رکھے ہوں گے کے لیے یہ دروازہ کھولا ۔یا ۔ائے گا اور یہ مرد اور عورتیں ۔میری امت سے ہوں گے۔ ۔ازنِ ٗ بہشت ''رضوان'' ندا دیں گے کہ اے امت محمد(ص) ۔یان کی رف آؤ۔ اور ۔میری امت اس دروازے سے ٗ بہشت میں داخل ہوگی اور جس کے ماہ رمضان میں ۔ناہ م اف ۔نہ ہوں تو اور کس مہینے میں م اف ہوں گے؟ وئی طاقت ۔را کے وا نہیں ہے۔ ہمارے لیے ۔را ہی کافی ہے۔ اور ہمارے

لیے خدا کیسا بہترین وکیل ہے۔

(جناب شیخ صدوق(رح) نے اسی دن مجلس کے بعد مندرجہ ذیل روایت بیان کیا)

۳- جندب بن جنادہ(رح) جناب ابوذر(رح)) کہتے ہیں، میں نے جناب رسول خدا(ص) و علی(ع) سے تین جملے کہتے ہوئے سنا۔ کہ اگر ان تین میں سے میرے لیے ایک بھی کہا ہوتا تو مجھے اس دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے سے زیادہ محبوب ہوتا۔ میں نے سنا رسول خدا(ص) نے فرمایا : اے رب! میں تجھ سے اس (علی(ع)) کی مدد چاہتا ہوں، میں تجھ سے اس کی دوستی چاہتا ہوں۔ کیونکہ وہ تیرا بندہ اور تیرے رسول(ص) کا بھائی ہے۔

جناب ابوذر فرماتے ہیں کہ میں نے علی(ع) کی ولایت ، ان کے اخی ہونے اور ان کے وصی ہونے کی گواہی دیتا ہوں۔

کربذہ بن صالح (راوی روایت) نے ابوذر سے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ سلمان فارسی(رح)، مقداد(رح) عمار(رح) جابر بن عبداللہ انصاری(رح) ابو الہیثم تیہان(رح) خزیمہ بن ثابت(ذوالشہادتین(رح)) ابوایوب(رح) (میزبان پیغمبر(ص)) اور ہاشم بن عتبہ مرقال(رض) نے بھی علی(ع) کے بارے یہی گواہی دی ہے اور یہ تمام بلند مرتبہ اصحاب رسول(ص) ہیں۔

والحمد للہ رب العالمین

مجلس نمبر ۱۳

(اول ماہ رمضان سنہ ۳۶۷ھ)

ماہ رمضان کا اجر

۱۔ ابوجعفر محمد بن علیؑ باقر(ع) نے فرمایا بیشک خدا کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو روزہ داروں کے موکل ہیں کہ ہر دن ماہ رمضان سے اس کے آخر تک ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں اور روزہ کے افطار کے وقت روزہ داروں کو آواز دیتے ہیں کہ تم کو خوشخبری ہو اے خدا کے بندو تم نے بھوک کو برداشت کیا ہے بہت جلد تمہیں سیر کیا جائے گا تمہیں مبارک ہو، وہ یہ مبارک دیتے ہیں یہاں تک کہ شبِ آخر ماہ رمضان ان کو ندا کی جاتی ہے خوشخبری ہو اللہ کے بندو خدا نے تمہارے گناہوں کو معاف کردیا ہے تمہاری توبہ کو قبول کر لیا ہے اور خیال رکھو کہ آئندہ تم کس طرح زندگی گزارو گے۔

۲۔ ابوالحسن علی بن موسی الرضا(ع) نے اپنے آباؤ اجداد(ع) نے روایت کیا ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا ماہ رمضان ماہ بزرگ ہے کہ خدا نیکیوں کو اس مہینے میں دوگناہ کردیتا ہے۔ گناہوں کو اس مہینہ میں مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند کرتا ہے جو کوئی اس ماہ میں صدقہ دے خدا اس کو معاف کردیتا ہے جو کوئی اس مہینہ میں احسان کرے اپنے غلاموں پر تو خدا اس کو معاف کردیتا ہے اور جو کوئی اس ماہ میں خوش خلقی سے پیش آتا ہے تو خدا اس کو معاف کردیتا ہے جو کوئی اپنا غصہ پی جاتا ہے تو خدا اس کو معاف کر دیتا ہے جو کوئی صلہ رحم کرتا ہے تو خدا اس کو معاف کردیتا ہے پھر فرمایا بیشک یہ مہینہ تمہارے کسے دوسرے مہینوں کی طرح نہیں ہے۔ بیشک جب کہ یہ مہینہ تمہاری طرف آتا ہے تو برکت و رحمت لے کر آتا ہے اور جب یہ مہینہ تم سے واپس جاتا ہے تو تمہارے گناہوں کو معاف کر کے جاتا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ اس میں نیکیاں اور دوہری ہوتی ہیں اور اعمال خیر اس میں قبول ہوتے ہیں جو کوئی اس ماہ میں خدا کی رضا کے لیے دو رکعت نماز نافلہ پڑھے گا تو خدا اس کو معاف کردے گا پھر فرمایا بدبخت

ہے وہ بندہ کہ جو اس ماہ و ۔ پائے اور اس کے ۔ اہ مُ اف ۔ ہوں یہاس کے لیے نقصان دہ ہے او ر اچھے کردار والے ۔س ا پنے رب کریم کے ہاں کا یاب ہوتے ۔یں۔

۳- امام صادق(ع) نے اپنے ا ۔راد(ع) سے روایت کیا ہے کہ جو بندہ شام کے وقت ۔و تکبیر (اللہ اکبر) ۔ ہے وہ اس آدمی کی ۔رح ہوگا کہ جس نے ایک ۔و غلاموں ۔و آزاد کیا ہو۔

۴- امام صادق(ع) نے رفماہ ۔یا کہ جو وئی ہر روز ۔ ۔ ۔ار ۔را کی تسبیح (سبحان اللہ) بیان کرے گا تو ۔را اس سے س۔تر ۔م کی بلاؤں ۔و دور کرے گا اور ان میں سے سب سے چھوٹی ۔قر ہے۔

جنابِ رسول خدا(ص) اور شیبہ ہذلی

۵- ابوجعفر امام باقر(ع) نے رفماہ ۔یا کہ ایک شخص ر ۔ول ۔را(ص) کے پاس آ۔ یا ۔ج کا ۔ ۔ام ش۔یبہ ہ۔زلی تھا اس نے ۔رض کیا میں بوڑھا ہو ۔یا ہوں اور ۔ ۔از و روزہ و حج و جہاد ۔و ادا کرنے کے لیے طاقت نہیں ر ۔ ۔ا ۔یا ر ۔ول اللہ(ص) مجھے ایسا ک۔لام تعلیم کریں جو مختصر ہو حضرت(ص) نے ۔فرمایا دو۔ ۔ارہ کہو اس نے دو۔ ۔ارہ کہا پھر رفماہ ۔یا پھر کہو اس نے ۔ پھر کہا ت۔و ر ۔۔ول اللہ(ص) نے رفماہ ۔یا، درخت، پتھر اور در ۔ ۔یا سب ۔ ۔تیری ۔ ۔یفی پر اللہ کی رحمت طلب کرنے کے لیے گریہ کرتے ۔یں اور جب ۔ ۔از صبح پ۔ڑھ لو تو دس ۔ار کہو۔

"سبحان اللہ العظیم و بحمدہ ولا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم"

"۔ ۔پاک ہے اللہ جو ۔ ۔یم ہے اور اسی کی حمد ہے اور ۔وئی ۔ ۔ ۔ن توت ۔و طاقت نہیں مگر صرف اللہ کے لیے جو ۔ ۔یم ہے"

بے شک ۔را اس کے ذر ۔ ۔ ۔ سے تجھے ۔ ۔ابینا پن دیوانگی، جزام، برص وفالج ۔و ۔فقرو ۔ ۔یرہ سے محفوظ رکھے گا اس نے ۔ ۔رض کیا ۔ ۔ ۔یا ر ۔ول اللہ(ص) یہ تو دنیا کے لیے ہے آخرت کے لیے کیا ہے، رفماہ ۔یا ہر ۔ ۔از کے ۔عد یہ کہا کرو۔

" اللھم اھدنی من عندک واقض علی من فضلک وانشر علی من رحمتک وانزل علی من برکاتک"

"۔ ۔ ۔ ۔یا ۔میری ۔پنی ۔ ۔رف سے راہ۔ ۔ ۔ائی کر اور اپنے ۔ ۔ضل کا مجھ پر اضافہ کر اور ۔پنی رحمت ۔و

مجھ پر نازل فرمائی" آپ(ص) یہ کہتے جاتے تھے اور یہ مرد ہاتھوں کی انگلیوں سے اس کو گنتی کرتا جاتا تھا۔ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا یہ کیسا محکم عمل ہے کہ جسے پیغمبر(ص) نے فرمایا ہے اگر ان آیات کی تلاوت جاری رکھی جائے اور "ہمیشہ" اس کو ترک نہ کیا جائے تو بہشت کے آٹھ دروازے اس کے سامنے کھول دیئے جائیں گے کہ جس دروازے سے وہ چاہے داخل بہشت ہوگا۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی اپنے روزے کو اچھی بات یا اچھے عمل سے ختم کرے گا تو خدا اس کے روزے کو قبول کرے گا ان سے عرض کیا گیا یا ابن رسول اللہ(ص) کردار صالح کیا ہے امام(ع) نے کہا یہ شہادت دینا خدا کی وحدانیت کی اور کردار صالح کا فطرہ ادا کرنا ہے۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی ہمیں کسی مجالس میں عیب دار کرے یا ہمارے دشمن کی تعریف کرے یا ہم سے قطع شدہ کو ہمارے ساتھ جوڑے اور ہمارے ساتھ جوڑے ہوؤں کو ہم سے قطع کرے یا ہمارے دشمنوں سے دوستی کرے اور ہمارے دوستوں سے دشمنی کرے وہ کافر ہے اور جان لے کہ اللہ نے سبع مثانی اور قرآن عظیم کو نازل کیا ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ(ص) نے فرمایا خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کی عمر طولانی ہے اور اس کا کردار اور اس کی آخرت بہتر ہے اس لیے کی اس کا پروردگار اس سے راضی ہے اور اس بندہ پر وائے ہو جس کی عمر طولانی ہے لیکن اس کی آخرت بری ہے کہ اس پر اس کا پروردگار غضب ناک ہے۔

۹- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) نے روایت کیا ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جس بندے کی جتنی عمر باقی رہتی ہے اگر وہ احسن طریقے سے اس کا گزارے گا تو اس سے گذشتہ کے بارے میں موازنہ نہ ہوگا اگر جتنی عمر اس کی باقی رہتی ہے بدکردار ہوگا تو اس کے اول سے لے کر آخر تک کے بارے میں موازنہ کیا جائے گا۔

۱۰- ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا علی(ع) میرا وصی اور خلیفہ ہے اور فاطمہ(س) کا شوہر ہے جو عالمین کی عورتوں کی سردار ہے وہ میری بیٹی ہے اور حسن اور حسین(ع) دونوں جوانان بہشت کے سردار ہیں یہ دونوں میرے فرزند ہیں اور جو کوئی ان کو دوست رکھتا ہے وہ مجھے دوست رکھتا ہے جو

وئی ان و دشمن رکھتا ہے مجھے دشمن رکھتا ہے جو وئی ان سے دوری رکھتا ہے اس نے مجھ سے دوری رکھی جو وئی ان کے ساتھ جفا کرتا ہے اس نے مجھ سے جفا کی ہے اور جو وئی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے وہ میرے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور خدا اس و خود سے دور ہٹادے گا جو ان کی مدد کرے گا۔ خدا اس کی مدد کرے گا جو ان و چھوڑدے گا خدا بھی اس و چھوڑ دے گا اے میرے اللہ جیسے تیرے انبیاء(ع) و رسول(ص) اور ان کا خاندان تیرے ثقل(زمین کے خزانے) یں اسی طرح علی(ع) و فاطمہ(س) و حسن(ع) و حسین(ع) میرے ثقل یں دور کر ان سے نجاست و اور پاک رکھ ان و جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔

مجلس نمبر ۱۴

(پانچ رمضان سنہ ۳٦٧ ھ)

ماہ رمضان کی فضیلت

۱- امام صادق(ع) جعفر بن محمد(ع) نے فرمایا بیشک اللہ نے مقرر فرمایا ہے کہ ماہ رمضان کی ہر رات میں آزاد ہونے والے اور رہا ہونے والے دوزخ سے رہائی پاتے ہیں مگر وہ لوگ جو نشہ آور چیز سے افطار کریں اس رحمت سے مستثنی ہیں اور شب آخر میں اسی گنتی سے جو کچھ اس (خدا) نے اس ماہ میں آزاد کیا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا آزاد کرے گا۔ (یعنی اتنے بندے کو اسی گنتی شمار سے رحمتیں اور نعمتیں عطا کرے گا۔)

۲- ابو جعفر باقر(ع) نے فرمایا کہ جب ماہ رمضان آپہنچا اور شعبان کے تین دن باقی رہ گئے تو پیغمبر(ص) نے بلال کو حکم دیا کہ تم اعلان کردو تاکہ لوگ جمع ہو جائیں، جب لوگ جمع ہوئے تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و ثنائے پروردگار بیان کی پھر فرمایا اے لوگو! اب وہ مہینہ آرہا ہے جو تمام مہینوں کا سردار ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس میں دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور بہشت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں لہذا جو کوئی اس ماہ کو پالے اور اس کی مغفرت نہ ہو تو خدا اس کو نابود کردے گا اور جو کوئی اپنے ماں اور باپ کو پائے (یعنی والدین زندہ ہوں) اور پھر اس کی مغفرت نہ ہو تو اس کو خدا اپنے پاس سے دور کردے گا اور جو کوئی میرا نام سنے اور مجھ پر درود نہ بھیجے تو خدا اس کو نیست و نابود کردے گا۔

۳- ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) کا طریقہ یہ تھا کہ جب ماہ رمضان آجاتا تو ہر قیدی کو آزاد کردیتے اور ہر سوال کرنے والے کو عطا کرتے تھے۔

۴- حسن(ع) بن علی(ع) کہتے ہیں میں نے رسول خدا(ص) سے عرض کیا بابا جان اس بندے کی جزا کیا ہے جو آپ(ص) کی زیارت کرے، فرمایا جو کوئی میری یا تیرے بھائی کی زیارت کرے وہ مجھ پر یہ حق

رکھتا ہے کہ روز قیامت میں اس کی زیارت کروں یہاں تک کہ اس کے تمام ماہ ختم ہو جائیں۔

۵- جناب ابو جعفر باقر(ع) نے فرمایا بیشک ہر چیز کی بہار ہے اور قرآن کی بہار ماہ رمضان ہے۔

۶- امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا حافظ قرآن اور عامل قرآن کے ساتھ یہ قرآن ان کے سفر کا بہترین ساتھی ہوگا۔

فضائل قاری قرآن

۷- جناب ابو جعفر باقر(ع) نے اپنے آباؤاجداد(ع) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی ایک رات میں دس آیات کی قرائت کرے گا وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا اور جو کوئی پچاس آیات کی تلاوت کرے گا تو وہ ذاکروں میں لکھا جائے گا جو کوئی سو آیات کی تلاوت کرے گا تو وہ عابدوں میں لکھا جائے گا جو کوئی دو سو آیات پڑھے گا تو خاشعین میں لکھا جائے گا جو کوئی تین سو آیات پڑھے گا تو کامیابوں میں لکھا جائے گا اور جو کوئی پانچ سو آیات پڑھے گا تو مجتہدوں میں لکھا جائے گا اور جو کوئی ہزار آیات پڑھے گا تو اس کے لیے ایک قنطار (گائے کا چمڑا جس میں سونا بھر دیا جائے) لکھا جائیگا اور ایک قنطار پچاس ہزار مثقال سونے کے برابر ہے اور ہر مثقال چوبیس قیراط کا ہے اور اس کا سب سے چھوٹا حصہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے اور اس کا بڑا حصہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔

۸- جناب ابوجعفر باقر(ع) نے فرمایا جو کوئی وتر میں معوذتین اور قل ہواللہ کو پڑھے گا تو اس سے کہا جائے گا اے بندہ خدا تجھے خوشخبری دی جاتی ہے کہ خدا نے تیرے وتر کو قبول کر لیا ہے۔

۹- امام صادق(ع) اپنے آباؤاجداد(ع) نے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے تو خدا اسے بہشت کے راستے پر لے جاتا ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائے کیونکہ فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کے لیے بچھا دیتے ہیں اور اسے پسند کرتے ہیں اور بیشک طالب علم کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں جو کچھ آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ دریائی مچھلیاں بھی اس کے لیے مغفرت کرتی ہیں عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح

چودھویں کے چاند کی رات و دیگر راتوں پر ہوتی ہے۔ اور بیشک علماء پیغمبروں کے وارث ہیں کیوں کہ پیغمبر علماء کے لیے درہم اور دینار و وارثت میں نہیں دیتے بلکہ علم و وراثت میں دیتے ہیں اور جو کوئی ان سے حاصل کرے گا حظ فراواں پائے گا۔

۱۰۔ امام صادق(ع) نے فرمایا ، میرے ابا(ع) نے روایت کیا کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا اہل دین کی مجلس دنیا و آخرت کا شرف ہے۔

۱۱۔ جناب علی ابن موسی رضا(ع) نے فرمایا : میرے ابا(ع) نے روایت کیا ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا، اے علی(ع) تم میرے بھائی میرے وزیر میرے پرچم و اٹھانے والے ہو دنیا و آخرت میں، اور تم صاحب حوض ہو جو کوئی تجھے دوست رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے اور جو کوئی تجھے دشمن رکھتا ہے وہ میرا دشمن ہے۔

مجلس نمبر ۱۵

(آٹھ رمضان سنہ ۳٦٧ھ)

مذمتِ شیطان

۱- امام صادق(ع) نے فرمایا میرے آباء(ع) نے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات نہ بتاؤں کہ اگر تم لوگ اس پر عمل کرو شیطان تم سے اتنا دور ہو جائے گا جتنا مشرق سے مغرب ہے انھوں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے فرمایا روزہ شیطان کے منہ کو سیاہ کردیتا ہے اور صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور اللہ سے محبت اور عمل صالح میں مداومت اس کی بیخ کنی کرتی ہے، استغفار اس کے دل کی رگیں کاٹ دیتا ہے۔ ہر شے کی زکوۃ ہے لہذا بدن کی زکوۃ روزہ ہے۔

۲- امیرالمومنین (ع) نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ ماہ رمضان میں کثرت سے استغفار اور دعا کرو کیونکہ دعا بلا کے دفع کرنے کا وسیلہ ہے اور استغفار تمہارے گناہوں کے ختم ہونے کا وسیلہ ہے۔

۳- رسول خدا(ص) نے فرمایا بے شک اللہ تعالی چھ باتوں کو میرے لیے برا سمجھتا ہے اور میں بھی ان اپنے اوصیاء (جو میرے فرزندوں میں سے ہیں اور جو ان کی پیروی کرتے ہیں) کے لیے ان باتوں کو برا سمجھتا ہوں، نماز کی حالت میں فضول کام کرنا۔ روزہ کی حالت میں عورت سے جماع کرنا، صدقہ دینے کے بعد احسان جتانا، جنابت کی حالت میں مساجد میں جانا، گھروں میں جاکر لوگوں کی تفتیش کرنا اور قبروں کے درمیان ہنسنا۔

۴- جناب جعفر بن محمد صادق(ع) نے فرمایا ، مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ ہے یہ کتاب خدا میں اس دن سے لکھا ہوا ہے جس دن آسمان و زمین پیدا ہوئے لہذا ان مہینوں میں روشن و افضل مہینہ خدا کا مہینہ ہے اور وہ ماہِ رمضان ہے اور ماہ رمضان کا قرآن کے ساتھ استقبال کرو۔(تکمیل قرآن شب قدر میں ہوئی ہے۔)

۵- جعفر بن غیاث کہتے یں میں نے امام جعفر صادق(ع) سے رض کیا کہ مجھے بتائیں اس قول ٰرا کے بارے میں کہ " یہ قرآن ماہ رمضان میں نازل ہوا" جب کہ بیشک قرآن اول سے آخر تک بیس سال کی مدت میں نازل ہوا ہے امام نے رفماہ یا تمام قرآن ماہِ رمضان میں بیت المعمور پر نازل ہوا اور بیس سال کی مدت میں بیت المعمور سے نازل ہوا ہے۔

۶- جنابِ ر ول ٰرا(ص) نے رفماہ یا یقیناً میرے بدن کا ایک ٹکڑا سر زمین خراسان میں دفن ہوگا اور جو مومن اس کی زیارت کرے گا ٰرا بہشت و اس پر واجب کرے گا اور اس کے بدن پر دوزخ حرام کرے گا۔

۷- جنابِ ابوالحسن علی بن موسیٰ رضا(ع) نے رفماہ یا بیشک خراسان میں ایک بقعہ ہے جو آئیندہ زمانے میں فرشتوں کے آنے جانے کا مقام ہوگا گروہ در گروہ فرشتے آسمان سے نیچے آئیں گے اور گروہ در گروہ اوپر جائیں گے یہ صورَ پھونکے جانے تک ہوتا رہے گا ان سے رض وہ یا ابن ر ول اللہ وہ ون سا بقعہ ہے، رفماہ یا، وہ سر زمین طوس ہے اور ٰرا کی قسم وہ بہشت کے باغوں سے ایک باغ ہے جو وئی اس بقعہ کی زیارت کرے گا وہ اس رح کا ہوگا کہ اس نے ر ول ٰرا(ص) کی زیارت کی ہے اور ٰرا اس کے لیے ہزار حج قبول شدہ اور ہزار مرہ قبول شدہ کا ثواب لکھے گا میں اور میرے باپ دادا(ع) روز قیامت اس کے شفیع ہوں گے۔

۸- عبدالسلام بن صالح ہروی کہتے یں میں نے امام رضا(ع) سے سنا کہ ٰرا کی قسم ہم آئمہ(ع) میں سے ہر وئی مقتول اور شہید ہے میں نے ان سے رض کیا یا ابن ر ول اللہ کیا آپ و قتل کیا جائے گا رفماہ یا بدترین خلق ٰرا میرے زمانے میں مجھے زہر سے شہید کرے گا اورَ پھر مجھے زیر معروف گھر میں عالم غربت میں دفن کردے گا آگاہ ہو جاؤکہ جو وئی میری عالم غربت میں زیارت کرے گا تو ٰرا اس کے لیے و ہزار (ایک لاکھ) شہید اور و ہزار صدیق اور و ہزار حج و مرہ کا ثواب لکھے گا اور ایک لاکھ مجاہدوں کا ثواب عطا کرے گا اور وہ ہمارے گروہ میں محشور ہوگا اور جنت کے بلند درجات میں ہمارا رفیق ہوگا۔

۹- ابو نصر بزنطی کہتے یں کہ میں نے کتابِ ابوالحسن رضا(ع) میں پڑھا کہ میرے شیعوں تک یہ

۔ بات َ چھپا دو کہ ۔میری ۔ یارت رک۔۱۰ ۔را کے نزدیک ہزار حج کے برابر ہے میں نے امام ُ م (محمد تقی(ع)) سے رض کیا کہ۔ ہزار حج؟ رفلمہ یا ہاں ۔را کی ٓ م ہزار ہزار حج ہے اس بندہ کے لیے جو ان کی معرفت کے ساتھ ان کی ز۔ یارت کرے۔

۱۰- ابوالحسن علی بن موسی رضا(ع) نے رفلمہ یا کہ ایک شخص نے جوکہ ال خراسان سے تھا مجھ سے کہا اے ابن ر ول اللہ میں نے ر ول ۔را(ص) و خواب میں دیکھا کہ جیسے وہ مجھ سے فرمارہے یں کہ اس وقت تمہارا ال کیا ہوگا جب ۔میرا ایک لخت جگر تمہاری زمین میں دفن ہوگا اور ۔میرے بدن کی امانت تمہارے ۔سپرد ہوگی اور تمہاری زمین میں ۔میرا ستارہ ۔روب ہو ۔ائے گا امام رضا(ع) نے رفلمہ یا تمہاری زمین کا وہ مدفون میں ہوں اور میں تمہارے نبی(ص) کے بدن کا ٹکڑا ہوں میں ں وہ امانت ہوں اور میں ں ہوں وہ ستارہ، آگاہ رہو کہ جو شخص ۃ ارے اس حق(ولایت) وَ پہچانتے ہوئے جو اللہ کی رف سے واجب ہے اور ۔میری اطا ت کا دمَ بھرتے ہوئے ۔میری برقِ کی ز۔ یارت کرے گا ۔میرے آ۔ بائے کرام(ع) روزِ قیا ت اس کی شفا ت کرنے وا لے ہوں گے اور جس شخص کے ہم شفیع ہوں گے وہ نجات ۔ پائے گا اگرچہ اس کے ۔ اہ جن وانس کی تعداد کے برابر ں کیوں ۔ ہوں سنو ۔میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے انہوں نے اپنے والد(ع) سے روایت کیا ہے کہ۔ ر سول ۔را(ص) نے رفلمہ یا جو وئی مجھے اپنے خواب میں دیکھے اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا ہے کیونکہ شیطان ۔میری صورت میں نہیں آسکتا اور ۔ ۔ ں ۔میرے اوصیاء(ع) کی صورت میں آسکتا ہے اور ۔ ۔ ں ان اوصیاء(ع) کے شیعوں کی صورت میں آسکتا ہے بیشک سچا خواب نبوت کےستر حصوں میں سے ایک ح ۔ ہے۔

جنابِ علی(ع) کی شہادت کی پیشگوئی

۱۱- ابن عباس کہتے یں ر ول ۔را(ص) ۔ نبر پر تشریف لے ئے اور انہوں نے خطبہ پڑھا جب لوگ ان کے پاس جمع ہوئے تو رفلمہ یا اے مو نین کے گروہ بیشک ۔را نے مجھے وی کی ہے کہ میں پنی ۔ان اللہ کے حوالے کردوں ۔میرے بعد ۔میرے چچا کا بیٹا علی(ع) قتل کیا ۔ائے گا اے لوگو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ اگر تم نے اس کے راستے و اختیار کیا تو سلا ت رہو گے اور اگر اس و چھوڑ۔ یا تو

لاک ہو جاؤ گے بیشک میرے چچا کا بیٹا علی(ع) میرا بھائی ، وزیر اور میرے خلیفہ ہے وہ میری رف سے تبلیغ کرنے والا ہے اور متقیوں کا امام ہے وہ نورانی ہاتھوں اور نورانی چہرے والوں کا قائد ہے اگر اس سے ہدایت طلب کرو گے تو وہ تمہاری راہنمائی کرے گا اور اگر اس کی پیروی کرو گے تو تمہیں نجات دے گا اگر اس کی مخالفت کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے اور اگر اس کی اطاعت کرو گے تو سمجھو خدا کی اطاعت کی ہے اگر اس کی نافرمانی کرو گے تو سمجھو خدا کی نافرمانی کی ہے اور اگر اس کی بیعت کرو گے تو سمجھو خدا کی بیعت کی ہے اگر اس کی بیعت توڑ دو گے تو سمجھو خدا کی بیعت توڑ دی ہے بیشک خدا نے مجھ پر قرآن نازل کیا ہے اور یہ وہ ہے کہ جو بھی اس کی مخالفت کرے گا گمراہ ہوگا اور جو کوئی اپنے لیے علم و علی(ع) کے علاوہ کسی اور سے طلب کرے گا لاک ہوگا اے لوگو میری بات سنو اور میری اس نصیحت کو پہچانو، تم میرے اہل بیت(ع) کی مخالفت نہ کرنا میرے بعد میرے اہل بیت(ع) کے ساتھ رہنا میں تمہیں ان کی حفاظت کا حکم دیتا ہوں تم میرے اس حکم پر عمل کرو کیونکہ یہ میرا حوض، میرے امی، میرے رشتہ دار، میرے بھائی اور میرے فرزند ہیں جب تم اکٹھے کیے جاؤ گے تو ثقلین کے بارے تم سے پوچھا جائے گا میں دیکھتا ہوں کہ تم میرے بعد ان کے ساتھ کیا کروگے بیشک یہ میرے اہل بیت(ع) ہیں جو کوئی ان کو آزار دیتا ہے مجھے آزار دیتا ہے جو ان پر ستم کرے گا اس نے مجھ پر ستم کیا جو کوئی ان کو خوار کرے اس نے مجھے خوار کیا اور جو کوئی ان کو عزیز رکھتا ہے اس نے مجھے عزیز رکھا جو کوئی اپنے ہاتھ کو ان سے اٹھاتا ہے (مدد نہیں کرتا) اس نے اپنے ہاتھ کو مجھ سے اٹھایا جس نے ان کے علاوہ کسی اور سے ہدایت طلب کی اس نے میری تکذیب کی اے لوگو! اللہ سے ڈرو اور غور کرو کہ میں نے تم سے کیا کہا ہے جس وقت تم خدا سے ملاقات کرو گے تو میں ہر اس بندے کا دشمن ہوں گا کہ جس نے ان کو آزار دیا ہوگا اور جس کا میں دشمن ہوں گا اس کو مغلوب بنادوں گا، یہ بات میں نے تم سے بیان کردی ہے میں خدا سے اپنے اور تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

مجلس مۂ بر۱۲

(۹ باره رمضان سنہ۳۶۷ھ)

یصبر کا ثواب

۱- انس بن ماک بیان کرتے یں کہ ؓثان بن مظعون کا بیٹا مر یا اور اس پر غم چھا یا اس کے گھر میں لوگ اس رح جمع ہوئے جیسے مسجد میں عبادت کرنے کے لیے جمع ہوتے یں یہ خبر ر ول ؐ را(ص) یہ خبر ر ول ؐ را (ص) و َ پہنچی تو ر ول ؐ را(ص) نے اس سے رفماہ یا اے ؓثان بیشک اللہ ؔ الی نے ہم پر رہبانیت اور ترک دنیا و نہیں لکھا ہے بیشک میری ا ت کی رہبانیت اللہ کی راہ میں جہاد ہے اے ؓثان بن مظعون َ بہشت کے آٹھ دروازے یں اور دوزخ کے سات دروازے یں کیا یہ خوشی کی ۔ بات نہیں کہ َ بہشت کے ہر دروازے سے تیرا بیٹا آئے گا وہ تیرے َ پہلو میں ہو گا اور تیرا دامن پکڑے ہوئے رۂ کی ۔ بارگاہ میں تم سے شفاعت طلب کرے گا کہا کیوں نہیں یا ر ول اللہ(ص) مسلمان کہنے لگے یا ر ول اللہ(ص) کیا ہم َ ن اپنے گزرے ہوؤں کی موت میں ؓثان جیسے اجر و رکتے یں؟ رفماہ یا یہاں جو َ ن تم میں سے ۔ بر کرے اور اپنے حساب و ؐ را پر چھوڑ دے اس کے لیے ایسا ں ہے َ پھر رفماہ یا اے ؓثان جو وئی ٔ از صبح و ۔ باج ا ت ادا کرے گا اور َ پھر بیٹھ کر ذکرِ ؐ را کرے گا یہاں تک کہ ورج طوع ہو بائے تو اس کے لیے فردوس میں ستر درجے ہوں گے کہ ان کے در یان بہ اندازہ ستر سال پتلس کمر وا لے جیب النسل گھوڑوں کے دوڑنے کے برابر فا لہ ہے اور جو وئی ٔ ازِ ظہر و ۔ باج ا ت پڑے گا تو اس کے لیے جنت رن میں پاس درجے ہوں گے کہ ہر ایک کا دوسرے سے فا لہ پاس سال گھوڑا دوڑنے کے برابر ہے اور جو وئی ٔ از عصر و ۔ با ج ا ت ادا کرے گا تو اسے اولاد اسما عیل(ع) کے آٹھ قیدیوں و آزاد کرنے کے برابر ثواب لے گا پاہے اس کا وئی ؐ اندان ہو ن س ہو۔ (یعنی اگر ؐ اندان رکھتا ہوگا ثلا بیوی، اولاد، بھائی َ ۔ ن و ٔیرہ تو وہ َ ن اس ثواب میں شریک ہوں گے۔) اور جو وئی ٔ ازِ مغرب و ۔ با ج ا ت پڑے گا تو اس کا ثواب ایک حج مبرور اور مرہ مقبول کے

برابر لے گا اور جو وئی ٰ از عشاءو ۔ اجٓ ا ت پڑے گا تو شب ترر کے قیام کے برابرواب ۔ پائے گا۔

سخائیل فرشتہ

۲- ابن عباس کہتے یں کہ ر ول ٰرا(ص) نے رفماہ یا ٰرا کا ایک فرشتہ سخ کا ۔ ام سخائیل ہے وہ ہر ٰ از کے وقت ٰ از گزاروں کے لیے ٰرا رب اا المین سے برائت طلب رکہتا ہے صبح کے وقت جو مو نین اٹُتے اور وضو کرتے یں اور ٰ از فجر ادا کرتے یں۔ سخائیل ٰرا سے ان کے لیے برائت امہ لیتا ہے جس میں لکھا وہتا ہے کہ میں ٰرا ہوں اور تم میرے بندے اورری کنیزیں ہو اور میں تمہیں اپنی پناہ میں رکھے ہوئے ہوں، میں نے تمہیں اپنے زیر سایہ کیا ہوا ہے مجھے اپنی زت کی م میں تم سے برا نہیں ہوں گا میں نے تمہارے ۔ اہ م اف کردیئے، پھر یہاں تک کہ ظہر ہو اتی ہے اور جب مو نین ظہر کے لیے اٹُتے یں اور وضو کرتے اور ٰ ازجا بلاتے یں تو برائت دوم ٰرا سے ان کےلیے لیتا ہے جس میں لکھا وہتا ہے کہ میں طاقتور ٰرا ہوں تم میرے بندے اور کنیزیں ہو میں نے تمہاری برائیوں و اچھائیوں میں تبدیل رکہ یا ہے تمہارے ۔ اہوں و م اف رکہ یا ہے اور میں تمہیں اپنے جلال میں دا ل رکہ یا ہے، پھر عصر کے وقت مو نین جب وضو کر کے ٰ از پڑھتے یں تو تیسری برائت و ٰرا سے ان کے لیے لیتا ہے جس میں لکھا وہتا ہے کہ میں ٰرائے جلیل ہوں اور ع یم سلطان ہوں تم میرے بندے اور کنیزیں ہو اور اپنی رحمت سے میں نے شر و تم سے دوررکہ یا اور مومن جب ٰ از مغرب و ادا رکہتا ہے تو ٰرا سے چوتی برائت ملتی ہے جس میں لکھا وہتا ہے کہ میں ٰرائے جبار وکبیر ت ال ہوں اور یہ میرے بندے اور کنیزیں یں میرے فرشتے میری رضا سے اوپر آتے یں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم و خشنود کروں اور روزِ قیا ت تمہاری آرزو و پورا کروں، پھر جب مومن عشا کے وقت وضو کر کے ٰ ازجا بلاتا ہے تو برائت پنجم ٰرا کی رف سے ان کے لیے ملتی ہے اس میں لکھا وہتا ہے کہ بے شک میں ہی ٰرا ہوں میرے وا وئی م بود نہیں اور پروردگار میرے وا وئی نہیں یہ سب میرے بندے اور میری کنیزیں یں، تمہارے گھروں میں تمہاری تطہیر کردی گئی، اب تم میرے گھر میں آئے ہو اور میرے ذکر میں شامل ہوئے ہو، تم نے

میرے حق کو پورا کیا ہے اور میرے فرائض و ادا کیا ہے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں اے سخائیل دوسرے فرشتوں کے ساتھ کہ میں ان(مومنین) سے راضی ہوں۔رسول خدا(ص) فرماتے ہیں کہ سخائیل ہر شب نماز عشاء کے بعد تین دفعہ ندا کرتا ہے کہ اے خدا کے فرشتو بیشک خدا نماز ادا کرنے والوں کی تمام خطائیں معاف کرتا ہے لہذا اس عمل کے ساتھ دعا کرو کہ جو بندہ اور جو کنیز خدا نماز شب کو ادا کرے خدا کے لیے روئے اخلاص و وضو کامل کے ساتھ تو خدا اس کی نیت درست، دل سالم، تن خاشع اور چشم گریاں کے ساتھ ادا کی گئی نماز کو قبول کرے گا اور خدا اس کے پیچھے ملائکہ کی نو(۹)صفیں قائم کرے گا کہ جن کی تعداد سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اس صف کا ایک سرا مشرق تک ہوگا اور دوسرا سرا مغرب تک اور جب وہ مومن فارغ ہوگا تو ان فرشتوں کی تعداد کے برابر درجات اس مومن کے لیے لکھے جائیں گے منصور ایک راوی نے کہا ہے کہ جب ربیع بن بدر نے اس روایت کو نقل کیا تو کہا اے غافل تم کہاں ہو اس کرم الہی کے پانے سے اور تم کہاں ہوں اس رات کے قیام و نماز پڑھنے سے یہ ثواب جزیل ہے، کرامت ہے۔

ولی عہدی امام علی رضا(ع)

۳۔ابو صلت ہروی(رض) کہتے ہیں کہ ماموں رشید نے حضرت علی بن موسی رضا(ع) سے کہا کہ اے فرزند رسول(ص) میں آپکے علم و فضل، زہد و تقوی اور آپ کی عبادت کا معترف ہو گیا ہوں اور میری رائے میں آپ مجھ سے زیادہ اس خلافت کے حق دار ہیں، حضرت نے فرمایا میں اللہ کی عبادت پر فخر کرتا ہوں اور اپنے زہد سے امید نجات رکھتا ہوں وہ دنیا کے شر سے محفوظ رہوں گا، تقوی و ورع کی وجہ سے محرمات سے احتراز کو میں بڑی کامیابی سمجھتا ہوں اور تواضع سے دنیا میں امید رفعت و بلندی رکھتا ہوں اور خدا کی درگاہ میں مجھے اس کی امید ہے مامون نے کہا میں یہ خیال رکھتا ہوں کہ خود کو خلافت سے سبک دوش کردوں اور اس خلافت کو آپکے حوالے کردوں اور آپکی بیعت کروں امام رضا(ع) نے فرمایا اگر یہ خلافت تیرا حق ہے اور پھر خدا نے تجھے دی ہے تو یہ جائز نہیں کہ جو خلعتِ خلافت خدا نے تم کو پہنایا ہے تم اس کو اتار کر کسی دوسرے کو پہنا دو یہ خلافت تم سے نہیں ہے اور یہ جائز نہیں کہ جو چیز تمہاری نہیں ہے تم وہ مجھے بخش دو مامون نے کہا یا ابن رسول اللہ(ص) تمہیں

یہ خلافت اب تو ناچار قبول کرنی ہی پڑے گی امام رضا(ع) نے فرمایا زبردستی اور بات ہے ورنہ اپنی خوشی سے تو میں اسے کبھی قبول نہ کرونگا، مامون کچھ دنوں تک اصرار کرتا رہا آخر جب نا امید ہوا کہ وہ قبول نہیں کرتے تو کہا کہ اگر آپ خلافت قبول نہیں کرتے اور آپ کو یہ پسند نہیں کہ میں آپ کی بیعت کروں تو آپ میرے ولی عہد بن جائیں تاکہ میرے بعد یہ خلافت آپ کو مل جائے امام رضا(ع) نے فرمایا خدا کی قسم میرے والد(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ میں تجھ (مامون) سے پہلے زہر کے ذریعے قتل ہوکر اس دنیا سے کوچ کر جاؤنگا مظلومانہ طور پر اور آسمان و زمین کے فرشتے مجھ پر گریہ کرینگے اور عالم غربت میں میں ہارون رشید کے پہلو میں دفن کیا جاؤں گا، یہ سن کر مامون رونے لگا اور کہنے لگا فرزند رسول(ص) جب تک میں زندہ ہوں کس کی یہ جرائت ہے کہ آپ(ع) کو قتل کرے اور کس کی یہ جرائت ہے کہ آپکے ساتھ برائی کا ارادہ کرے امام رضا(ع) نے کہا اگر میں چاہوں تو یہ بتا سکتا ہوں کہ کون مجھے قتل کرے گا، مامون نے کہا اے فرزند رسول(ص) یہ باتیں کہنے سے آپکا مقصد یہ ہے کہ آپ بار خلافت اٹھانا نہیں چاہتے اور یہ خلافت قبول نہیں کرنا چاہتے تاکہ لوگ یہ کہیں کہ آپ(ع) زاہد ہیں، امام رضا(ع) نے فرمایا سنو خدا کی قسم جب سے میرے رب نے مجھے پیدا کیا ہے میں نے آج تک کبھی جھوٹ نہیں کہا ہے، مامون نے کہا اچھا تو پھر بتائیے کہ خلافت پیش کرنے کا میرا مقصد کیا ہے فرمایا اگر میں سچ کہوں تو مجھے جان کی امان ہے؟ اس نے کہا، امان ہے، فرمایا تیرا مقصد اس سے یہ ہے کہ لوگ یہ کہیں کہ علی بن موسی رضا(ع) خود زاہد نہ تھے بلکہ دنیا ان کی طرف سے بے رغبت تھی اور جب خلافت کے لالچ میں ولی عہد ملی تو انھوں نے قبول کرلی، یہ سن کر مامون کو غصہ آ گیا اور کہا تم ہمیشہ میرے بارے میں ایسی ہی باتیں کرتے ہو جو مجھے ناپسند ہوتی ہیں یہ میری ڈھیل اور رعایت کا نتیجہ ہے خدا کی قسم اگر تم نے ولی عہدی قبول نہ کی تو میں مجبور کردوں گا کہ اسے قبول کرو اور اگر پھر بھی قبول نہ کی تو آپکی گردن اڑادوں گا، امام رضا(ع) نے فرمایا خدا نے مجھے منع کیا ہے کہ میں اپنے آپکو ہلاکت میں نہ گراؤں لہذا اگر یہ بات ہے تو تیرا جو دل چاہے وہ کر اسے قبول کرلونگا مگر اس شرط پر کہ نہ میں کسی کو مقرر کروں گا اور نہ کسی کو معزول کروں گا اور نہ کوئی دستور اور نہ کوئی قانون منسوخ کروں گا اور دور ہی دور سے خلافت کے بارے میں تجھے مشورہ دیتا رہوں گا مامون اس پر راضی ہو گیا اور آپ(ع) کو نہ چاہنے کے باوجود ولی عہد نامزد کیا گیا۔

مجلسمۂ بر ۱۷

(پندرہ رمضان سنہ۳۶۷ھ)

۱- امام صادق(ع) جعفر بن محمد(ع) نے اپنے ا براد(ع) سے روایت کیا ہے جنابِ علی ابن ابی طالب(ع) نے رفماہ یا کہ چند فقراء ر ول ذا(ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے یا ر ول اللہ(ص) امیر لوگ یہ استطاعت رکھتے یں کہ کسی غلام کو آزاد کرادیں مگر ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے وہ حج کرنے کی استطاعت رکھتے یں لیکن ہم نہیں رکھتے وہ صدقہ دے سکتے یں مگر ہم اس سے قاصر وہ جہاد کی طاقت رکھتے یں اور ہم نہیں رکھتے، آپ(ص) نے رفماہ یا جو وئی ور ۔ بار اللہ اکبر ہے تو یہ غلاموں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے اور جو وئی و۔ بار اللہ کی تسبیح(سبحان اللہ) کرے تو یہ و اونٹوں کی رقو بانی سے بہتر ہے۔ جو وئی و ذ ر ذا کی حمد(الحمد للہ) کرے تو یہ و گھوڑوں و زین وگام کے ساتھ آراستہ کر کے ذا کی راہ میں جہاد کے لیے وقف کرنے سے بہتر ہے اور جو وئی و ۔ بار" لا الہ الا اللہ) ہے تو اس دن کا اس کا کردار تمام لوگوں سے بہتر ہوگا مگر یہ کہ وئی بندہ اس سے زیادہ ذکر کرے جب یہ خبر امیروں کو پہنچی اور انہوں نے بھی ل کیا تو فقراء پھر پیغمبر(ص) کے پاس واپس آئے اور کہنے لگے یا ر ول اللہ(ص) جو ۔ بات کا آپ(ص) نے ہمیں حکم دیا ہے وہ امیروں کو بھی پہنچ گئی ہے اور وہ اس کا ورد کرتے ہیں آپ(ص) نے رفماہ یا یہ ذا کا فضل ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

اسم محمد(ص)

۲- ابوجعفر امام محمد ۔ باقر(ع) نے رفماہ یا ۔ یا ر ول اللہ(ص) زا کا ۔ نام صحفِ ابراہیم(ع) میں ماں ہے توریت موسی(ع) میں احید انجیل عیسی(ع) میں احمد(ص) اور فرقان میں محمد(ص) ہے پھر رفماہ یا کہ ماں کا م لب ۔ شان و ازلام اور دیگر بتوں و ختم کرنے والا ہے۔ لائق عبادت صرف ذرائے وا ر ہے۔ جب آپ(ص) (امام باقر(ع)) سے پوچھا یا کہ احید(ص) کے کیا معنی ہیں تو رفماہ یا کہ ہر اس بندے کے ساتھ ۔ بارزہ کرنے والا جو ذا اور (ذا) اس کے دین کا مذاق اڑئے یا شرک کرے پھر پوچھا ۔ یا کہ احمد(ص) کے بارے میں

وضاحت کریں تو آپ(ع) نے رفماد یا احمد(ص) سے مراد وہ ہے کہ جسے تمام کتابوں میں تعریف سے بیان کیا یا ہو پھر دریافت کیا یا کہ محمد(ص) کے کیا معنی یں تو رفماد یا وہ کہ جس کی نرا اور ملائکہ، اس کے تمام پیغمبر و ر ول اور ان کی ا تیں تمجید کریں اور درود ن یجیں۔ آپ(ص) کا نام رش پر محمد ر ول اللہ(ص) لکھا ہوا ہے۔ ر دیگر میں آنحضرت(ص) کی اشیاء بارکہ کی تفصیل کچھ یوں ہے آپ(ص) یمنی ٹوپی اوڑھا کرتے اور دوران جنگ دو کانوں والی ٹوپی سے سر ڈھانپا کرتے تھے جو کہ '' مغربہ '' کہلاتی تھی۔ عیدین کے دوران ن سر بارک پر ٹوپی اور ہاتھ میں عصا ہوتا تھا او عشائوں پر پادر، آپ(ص) دو رد گھوڑے ن س رکتے تھے جب کے نام مرتجز اور سکب تھے اس کے علاوہ دو رد خچر بنام '' دلدل اور شہبا'' ن ملکیت میں تھے آپ(ص) کے پاس دو رد اونٹنیاں تھیں جن کا نام غضباء اور جزعاء تھا۔ آپ(ص) کے پاس پار تلواریں تھیں جن کے نام مجذم، ر سوم، ع ون اور ذوالفقار تھے۔ ایک ردد گدھا ن رکتے تھے جن کا نام یعفور تھا آپ(ص) کے اے کا نام سحاب تھا۔ زرہ بارکہ جو کہ ذات الفضول نامی تھی کے تین رد حلقے تھے جو کہ پاندی کے تھے ایک حلقہ سامنے اور دو پیچھے کیطرف تھے آپ(ص) کے عَلم کا نام عقاب تھا جو دیباج کا بنا ہوا تھا جس و دو او اٹھایا کرتے تھے۔ ی تمام اشیاء بارکہ آپ(ص) نے بوقت وصال جناب امیر المو منین(ع) و دے دیں تھیں۔ نیز اپنی انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اتار کر جناب امیر کی انگلی میں ڈال دی تھی۔ جناب امیر(ع) فرماتے یں کہ آنحضرت(ص) کی ایک تلوار کے قائمہ میں سے مجھے ایک صحیفہ ملا جس میں بے شمار علوم تھے اس میں یہ تین باتیں ن س درج تھیں۔ ا- ہمیشہ سچ کہو بے شک تمہیں اس سے کتنا ہی نقصان کیوں نہ ہو۔ ۲- جو ن تم سے بری کرے اس کا جواب اچھائی سے دو۔ ۳- اور جو تم سے قطع تعلق کرے اس کے ساتھ تعلق قائم کرو۔

ر دیگر میں ر ول نرا(ص) نے فرمایا پانچ باتیں میں موت آنے تک ترک نہیں کروں گا۔(ا) غلاموں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا (۲) جانور کی برہنہ پشت پر واری (۳) اپنے ہاتھ سے جوتیاں ٹانکنا اور (۴) بچوں و لام کرنا، تاکہ یہ طریقہ میرے بعد قائم رہے۔

۳- ر یان بن لت کہتے یں میں امام رضا(ع) کی رت میں اضر ہوا اور میں نے ان سے

رض کیا کہ اے فرزند ر ول(ص) لوگ کہتے یں کہ آپ(ع) نے ولی ہدی قبول کرلی ہے؟ آنحضرت(ع) نے رفما یا اللہ ہتر جانتا ہے کہ میں نے اس و ناپسندیدگی کے ساتھ قبول کیا ہے کہ جب مجھ سے کہا یا کہ یا تو میں اسے قبول کروں یا اپنا قتل وجانا تو میں نے اپنے قتل ہونے کے بدلے میں ولی ہدی و قبول کر لیا اور مجھے لوگوں پر بے ر انسوس ہے کیا وہ نہیں جانتے یں کہ یوسف(ع) پیغمبر و نبی و ر ول تھے مگر جب ضرورت نے مجبور کیا کہ زیز مصر کے خزانہ دار(خزانچی) بن جائیں تو انہوں نے کہا تھا کہ زمین کے خزانوں ومیرے حوالے کردو میں ان کی حفاظت کروں گا اور میں جانتا ہوں کہ ان کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے لہذا میں نے ں اسی رح مجبور ہو کر اسے قبول کیا کیوں کہ مجھ پر انتہا جبر کیا یا کہ لات سامنے نظر آر ں تھی لہذا میں نے اسے اس رح قبول کیا کہ مجھے اس سے وئی سروکار نہ ہوگا میں اللہ سے رفو یاد رکرتا ہوں اور وں میری مدد کرنے والا ہے۔

۴- علی بن حسن بن علی بن نضال کہتے یں کہ امام رضا(ع) نے رفما یا جو وئی ہماری مصیبت و یاد کرے اور اس پر گریہ کرے گا تو روز قیامت ہمارے ساتھ درجہ میں ہوگا اور جو وئی ں ہماری مصیبت و یاد کر کے روئے اور دوسروں و رلائے تو اس کی آنکھیں اس دن نہ روئیں گی کہ جس دن باقی سب آنکھیں روئی ہوں گی اور جو شخص کسی ایسی مجلس میں بیٹھ کر کہ جس میں ہمارے امر و زندہ کیا جاتا ہے زندہ کرے گا تو اس دن اس کا دل مردہ نہ ہوگا کہ جس دن باقی لوگوں کے دل مردہ ہوں گے امام رضا(ع) نے رفما یا قول خدا ہے کہ "اگر بہتر کرو تو تمہارے لیۓ بہتر ہے اور برا کرو تو یہ تمہاری رف سے ہے اگر بہتر (اچھا) کرو تو تمہیں اچھائی لے گی اگر برا کرو گے تو تمہارا خدا تمہیں معاف کرے گا چشم پوشی کرو بہتر چشم پوشی" پھر آپ(ع) نے رفما یا عفو بغیر عتاب سے ہے اور قول خدا ہے کہ" تم و ڈرانے کے لیے اور امیدوار کرنے کے لیے بجلی دکھلاتا ہے۔(روم، ۲۴) پھر رفما یا خوف مسافر کی نسبت سے اور امید مقیم ہونے کی نسبت سے ہے جو وئی اپنے گناہوں کے کفارے کی طاقت نہیں رکھتا تو بہت زیادہ محمد و آل محمد(ص) پر درود بھیجے تاکہ اس کے گناہوں و ختم رکر یا جائے اور صلوات بر محمد و آل محمد(ص) ، خدا کے نزدیک تسبیح و تہلیل و تکبیر کے برابر ہے۔

معاویہ اور عمرو العاص

۵- ری بن ارطات کہتا ہے کہ ایک دن معاویہ نے مرو بن عاص سے کہا اے ابو عبداللہ ہم میں سے زیادہ عقل رنا اور زیادہ سیاست دان کون ہے مرو نے کہا۔ "مرو یہ" جب کہ تم پالباز ہو معاویہ نے کہا اگر چہ تو نے میرے فائدہ میں بات کی مگر میں بدیہ (لفاظی) میں بھی تم سے زیادہ عبور رکھتا ہوں مرو نے کہا تیری یہ عقلمندی تحکیم کے دن کہاں تھی معاویہ نے کہا اس معاملے میں مجھ پر غلبہ پایا لیکن اس میں پایا ہوں کہ وجہ بات میں تجھ سے پوچھوں تو اس کا جواب سچ سچ دے مرو نے کہا پوچھ معاویہ نے کہا کہ پتا جس دن سے تو میرے ساتھ شامل ہوا ہے کس کس کے ساتھ دھوکا کیا ہے مرو نے کہا چونکہ تو نے عہد لیا ہے تو سن اور یاد کر وہ دن جب علی(ع) سے مجھے میدان میں طلب کیا تھا (تحکیم دوران جنگ صفین) تو میں نے میدان میں جانے سے پہلے تجھ سے مشورہ کیا تھا۔ اور رائے طلب کی تھی تو نے مجھے کہا تھا کہ ہوشیار رہنا اسکا ہمسر کریم ہے تو اسے اچھی طرح جانتا ہے لہذا جب میں (مرو) میدان میں گیا تو میں نے اس کے ساتھ دھوکا کیا پھر جب علی(ع) نے مبارزہ طلبی کی اور کہا تھا کہ آؤ ہم دونوں فیصلہ کر لیں یا میں شہید ہو جاؤں یا تو مارا جائے، یا تو اپنے شرف و زیادہ کرے یا میں اپنے شرف و زیادہ کرلوں یا تو اپنی سلطنت میں بے رقیب ہوا یا میں آ جا کہ ہم آپس میں فیصلہ کرلیں تو تب میں نے دھوکا دیا تھا معاویہ نے کہا ذرا کی تم یہ دوسرا دھوکا پہلے سے بدتر تھا میں جانتا تھا کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو بھی دوزخ میں جاؤں گا اور اگر وہ قتل ہو جائے تو بھی دوزخ میں جاؤں گا مرو نے معاویہ سے کہا تو نے علی(ع) سے جنگ کیوں مول لی معاویہ نے کہا یہ راز کی بات ہے اسے کسی سے نہ کہنا میں نے علی(ع) سے اس عظیم سلطنت و اصل کرنے کے لیے جنگ کی۔

۶- رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی میرے دین کو قائم رکھتا ہے اور میرے راستے پر چلتا ہے اور میرے قانون کا پیرو کار ہے اسے چاہیے کہ وہ فضیلتِ ائمہ اہل بیت(ع) کا معترف ہو، دیگر امتوں کی نسبت اس امت میں ان کی مثال باب حطہ کی سی ہے جس طرح اسرائیل میں باب حطہ تھا۔

۷- جابر جعفی بیان کرتے ہیں کہ امام باقر(ع) نے فرمایا کہ خدا نے جنابِ رسول خدا(ص) کو وحی کی کہ میں جعفر بن ابی طالب کو اس کی چار خصلتوں کی وجہ سے عزیز رکھتا ہوں۔

اس وحی کے بعد جنابِ رسول خدا(ص) نے جنابِ جعفر بن ابی طالب(ع) کو طلب کیا اور ان سے ان کی چار خصلتوں کے بارے میں دریافت کیا۔

جعفر(ع) نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ(ص) اگر آپ کو خدا نے اس کی اطلاع نہ دی ہوتی تو میں اپنی یہ خصلتیں آپ(ص) سے بیان نہ کرتا۔

اول : میں نے کبھی شراب نہیں پی کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ یہ عقلوں کو فاسد و زائل کرتی ہے۔

دوم : میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ جھوٹ مروت کو ختم کرتا ہے۔

سوئم : میں نے کبھی زنا نہیں کیا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ یہ عمل میرے ساتھ کبھی دہرایا جاسکتا ہے۔

چہارم : میں نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی کیونکہ میں جانتا ہوں کہ نہ تو یہ کسی کو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نقصان۔

جنابِ رسول خدا(ص) نے یہ سنا تو جنابِ جعفر(ع) کے کندے کو تھپتھپا کر فرمایا۔ خدا نے تیرے لیے دو پروں کا انتظام مقرر فرمایا ہے جن کے ذریعے تو جنت میں فرشتوں کے ہمراہ پرواز کرئے گا۔

مجلس نمبر ۱۸

(۱۹ رمضان سنہ ۳۶۷ھ)

علی (ع)۔خیرالبشر

۱۔ ابر(رض) کہتے ہیں کہ ر ول ُدا(ص) نے رفما یا بہشت کے دروزاہ پر لکھا ہوا ہے" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی اخو رسول اللہ" اللہ کے وا وئی عبادت کے لائق نہیں محمد(ص) اللہ کے ر ول ہیں اور علی(ع) ر ول ُدا(ص) کے بھائی ہیں زمین و آسمان کی پیدایش سے دو ہزار سال پہلے سے۔

۲۔ ابن عباس کہتے ہیں، میں نے پیغمبر(ص) نے ان کلمات کے بارے میں پوچھا جو آدم(ع) نے اپنے رب سے ورد یافت کیئے اور ان کی توبہ قبول ہوئی آنحضرت(ص) نے رفما یا کہ آدم(ع) نے جب کہا اے رب یا تو حق محمد(ص) و علی(ع) و فاطمہ(س) و حسن(ع) و حسین(ع)۔میری توبہ قبول کر لے تو ُدا نے ان کی توبہ قبول کی۔

۳۔ عطاء کہتے ہیں کہ میں نے عائشہ سے علی(ع) بن ابی طالب(ع) کے بارے میں پوچھا تو کہا آنحضرت علی۔خیرالبشر ہیں اور اس میں وئی شک نہیں کرتا مگر کافر۔

۴۔ ُربی کہتے ہیں کہ حزیفہ(رض) سے علی بن ابی طالب(ع) کے بارے میں وال ہوا انہوں نے کہا وہ حضرت(ع)۔خیرالبشر ہیں اور اس میں وئی شک نہیں کرتا مگر وہ جو منافق ہے۔

۵۔ ازیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ پیغمبر نے رفما یا کہ علی ابن ابی طالب۔خیرالبشر ہے اور جو ُن اسکے سر کشی کرے گا وہ کافر ہے۔

۶۔ ابوذبیر مکی کہتے ہیں میں نے جابر و دیکھا کہ اپنے عصا و پکڑے ہوئے وچہ انصار کی ایک مجلس کے اندر ہیں اور کہتے ہیں کہ علی۔خیرالبشر ہے اور جو وئی ُن اس سے سرکشی کرے گا وہ کافر ہے اے گروہ انصار اپنی اولاد و محبت علی ابن ابی طالب پر ورش کرو اور جو وئی اس معاملے میں سر کشی کرے اس کی ماں کے بارے میں نظر کی جائے گی(یعنی اس کے نطفہ میں شک ہے)

۷۔ امام رضا(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) سے روایت کی ہے کہ علی ابن ابی طالب(ع) نے رفما یا کہ

پیغمبر(ص) نے مجھ سے فرمایا تم خیرالبشر ہو اور شک نہیں کرتا تیرے بارے میں مگر وہ جو کافر ہے۔

۸- زید بن علی(ع) نے اپنے اباد(ع) سے روایت کیا کہ علی(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) کی طرف سے مجھے دس چیزیں دی گئی ہیں جو کسی کو مجھ سے پہلے نہیں دی گئیں اور کسی بندے کو میرے بعد نہیں دی جائیں گی، آنحضرت(ص) نے فرمایا اے علی(ع) تم میرے بھائی ہو دنیا میں اور آخرت میں بہشت میں برابر ہوگی جیسے کہ دو بھائیوں کی ہوتی ہے، تم حق ہو، تم ولی ہو، تم وزیر ہو، تیرا دشمن میرا دشمن ہے اور میرا دشمن ہے اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے، تیرا دوست میرا دوست ہے اور میرا دوست خدا کا دوست ہے۔

علی(ع) کی عبادت

۹- عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ ہم مسجد رسول خدا(ص) میں جمع ہوکر مجلس کی شکل میں بیٹھے تھے اور اہل بدر اور اصحاب بیعت رضوان کے اعمال کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابودردا(رض) نے کہا اے لوگو کیا میں تمہیں ایسے بندے سے آگاہ کروں کہ جس کا مال تمام سے کمتر ہے اور اس کی ورع سب سے افضل اور اس کی کوشش عبادت میں سب سے زیادہ ہے، ہم نے کہا وہ کون ہے کہا علی(ع) بن ابی طالب(ع) تو خدا کی قسم جو کوئی اس محفل میں تھا اس نے یہ سن کر منہ پھیر لیا ایک انصاری نے ابو دردا(رض) سے کہا اے عویمر تم نے ایسی بات کی ہے کہ کسی نے تیری موافقت نہیں کی ابو دردا(رض) نے کہا کہ اے لوگو! میں نے جو کچھ دیکھا ہے وہی کچھ کہا اور تم کو بھی چاہیے کہ جو کچھ دیکھو وہی کہو میں نے خود علی(ع) بن ابی طالب(ع) کو بازار میں دیکھا کہ اپنے موالی سے علیحدہ ہوئے اور دور کھجور کے درختوں کے جھنڈ کے پیچھے غائب ہوئے اور میری نظروں سے اوجھل ہوئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید گھر تشریف لے گئے ہیں۔ ناگاہ ایک دردناک گریہ کی آواز اس جھنڈ سے آتی ہوئی محسوس ہوئی میں معلوم کرنے کے لیے بڑھا کہ یہ کون ہے جو گریہ کر رہا ہے جب قریب پہنچا تو آواز آنے لگی، اے خداوند تیرا کرم ہے کہ میری ورگاہیوں کو تو نے نظر انداز کیا اور مجھے عظیم نعمتوں سے نوازا اور اپنے کشف کی بزرگی عنایت کی۔ بار الہا میں اپنے گناہوں کے سلسلے میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ

وئی آرزو نہیں رکھتا اور وائے تیری رضا کے میں کچھ نہیں چاہتا۔ میں (ابو دردا) یہ جملے سن کر آگے بڑھا تو دیکھا کہ علی(ع) ہیں میں نے خود و درختوں میں پوشیدہ کر لیا۔ جناب امیر(ع) نے اپنی مناجات کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے کہا اے خداوندا تو ماضی کا ال بتا ہے تو بتا ہے کہ میرے دل و تیرے خوف نے جکڑ لیا ہے۔ خداوندا میں اس وقت سے پناہ مانگتا ہوں جب نامہء ا ال سامنے آئے گا بار الہا میں اس نامہء ا ال کے عشر عیشہ کا بار اٹھانے کے قابل ں نہیں مجھے اس بار سے محفوظ رکھ مجھے اس بار سے محفوظ رکھ۔ جس و اٹھانے کی طاقت ایک پورا قبیلہ ں نہیں رکھتا۔ یا اللہ مجھے اس آگ سے محفوظ رکھ جو بدنوں و اس رح جلائے گی جیسے آگ پر بانور و جھونا جاتا ہے جو لیجے اور دل و ایسے جلا دے گی جیسے وئلہ دہکتا ہے یہ فرما کر آپ(ع) نے بے ر گریہ کیا اور اس قدر غلبہ خوف آپ کے جسم پر طاری ہو یا کہ آپ بالکل سا ت اور بے حس و حر ت ہو کر گر ئے۔ جب اس الت میں بہت دیر گزر گئی تو میں نے وچا کہ یہ اس الت میں کافی دیر سے ہیں انہیں نماز کے لیے اٹھانا چاہئے لہذا جب میں نے انہیں چھو کر دیکھا تو علم ہوا کہ آپ(ع) ایک خشک لکڑی کی مانند پڑے ہیں۔ اور اٹھنے بیٹھنے کی قوت سے عاری ہیں۔ تو میری زبان سے بے اختیار "انا للہ و انا الیہ راجعون" جاری ہو یا۔ خدا کی قسم ایسا معلوم ہوا جیسے علی بن ابی طالب(ع) دنیا سے رخصت ہوئے ہیں پھر میں وہاں سے ان کے گھر کی رف چلا کہ ان کی موت کی خبر فاطمہ(س) و پہنچادوں ۔ جب میں نے ان سے ذکر کیا تو جناب فاطمہ(س) نے فرمایا اے ابو دردا(رض) خدا کی قسم یہ وہ غشی ہے جو خوف خدا کے دل میں گھر کر لینے سے انہیں ہوتی ہے۔ لہذا جب علی(ع) کے چہرے پر پانی چھڑ کا یا تو وہ ہوش میں آ ئے اور مجھے گریہ کرتے دیکھ کر فرمایا اے ابو دردا تم سے اس وقت کیسے برداشت ہوگا جب دیکھو گے کہ مجھے حساب کے لیے بلایا یا ہے اور سخت گیر فرشتے مجھ سے والات کر رہے ہوں گے اور تند خو جہنمی ں اس یدان میں موجود ہوں گے وہ وقت ایسا ہوگا کہ ا پنے ں ہاتھ کھینچ لیں گے لہذا یہی چیزیں میرے خوف اور اس کیفیت کا باعث ہیں اے ابو دردا جان لو کہ خدا سے وئی پردہ نہیں۔ حضرت ابودردا فرماتے ہیں، خدا کی قسم علی(ع) جیسی الت میں نے کسی صحابی کی نہیں دیکھی۔

مغرب کا وقت

۱۰- داؤد بن فرقد کہتے ہیں کہ میرے باپ نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ مغرب کا وقت کب تصور کیا جائے۔ آپ(ع) نے فرمایا جب سورج کی سرخی آنکھوں سے غائب ہو جائے۔ (سورج مکمل غروب ہو جائے اور سیاہی پھیلنے لگے) تب وقتِ مغرب ہو گا۔

۱۱- داؤد بن ابو زید کہتے ہیں امام صادق(ع) نے فرمایا جس وقت سورج غائب ہو جائے تو مغرب کا وقت ہو جاتا ہے۔

۱۲- ابو اسامہ زید شحام یا کسی اور سے روایت ہے کہ وہ ایک دن کوہ ابو قیس پر گیا اس نے دیکھا کہ سورج پہاڑ کی اوٹ میں چھپ چکا ہے اور کچھ لوگ مغرب پڑھ رہے ہیں میں نے اس مسئلے کو امام صادق(ع) سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ سورج مکمل طور پر غروب ہوچکا ہے اور اب وقتِ مغرب شروع ہو گیا ہے اس مسئلہ کو مت کرو بادلوں میں سورج کے چھپنے کی بنا پر کیونکہ نماز مغرب نہیں ہوگی اور بے شک دین کے احکامات میں کوئی بحث نہیں ہے۔

۱۳- جابر بن مہران کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے مغرب کے وقت کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا بعض دن ہم نماز مغرب پڑھتے اور خوف رکھتے ہیں کہ سورج پہاڑ کے پیچھے ہوگا یا پہاڑ نے اس کو ہماری نظروں سے غائب رکھا ہے فرمایا تم پر یہ لازم نہیں ہے کہ تم پہاڑ پر چڑھ کر دیکھو۔

۱۴- محمد بن یحیی خثعمی بیان کرتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) جب نماز مغرب کو انصار کے قبیلہ بنو سلمیٰ جن کے گھر نصف میل دور تھے کے ساتھ ادا کرتے تو واپسی پر رات کی سیاہی پھیل چکی ہوتی۔

۱۵- عبید بن زرارہ کہتے ہیں امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک شخص میرے ساتھ تھا کہ اس نے رات ہونے تک نمازِ مغرب میں تاخیر کی اور نماز فجر کو اندھیرے میں پڑھا اور میں نے مغرب کے منتظر سورج کے پوشیدہ ہونے پر پڑھا اور فجر کو روشنی کے سپیدہ میں، اس شخص نے مجھ سے کہا کہ تو

نے اس رح کیوں نہ کیا جیسے کہ میں کررہا تھا کیا ورج ہ ارے سامنے طوع و نروب نہیں ہوتا ؟ میں نے کہا یہ ٹ-ط یت-وں ہے کہ ورج جب نروب ہو بائے تو نماز مغرب و ادا کریں اور جب سپیدہ ظاہر ہو بائے تو فجر پڑھیں، ہم پسر یہ نہ لاگو-و اور لازم ہے کہ ورج کے طوع و نروب کا خیال رکھ کر نماز ادا کریں۔

۱۶- ا بان بن تغلب و ربیع بن سلیمان ا بان بن ارقم اور دوسروں نے روایت کیا ہے کہ ہم مکہ سے آرہے تھے وادی اجفر میں پہنچ کر دیکھا کہ دور ایک آدمی نماز پڑھ رہا ہے دیکھا کہ آپ ان پر تھوڑی سی نہ باقی تھی ہم نے وپا کہ شاید یہ نوجوان مدینے کا ہے ہ ارے قریب بانے تک وہ جوان ایک رکعت ادا کرچکا تھا۔ جب ہم نزدیک پہنچ گئے تو دیکھا کہ امام صادق(ع) ہیں ہم وار یوں سے نیچے اترے اور ان کے ساتھ نماز ادا کی جب نماز ادا کرچکے تو پوچھا کہ مغرب کا وقت کیا ہے تو انہوں نے فرمایا جب آفتاب نروب ہو بائے تو اس کا وقت آپہنچتا ہے۔

مجلس نمبر ۱۹

(۲۲ رمضان سنہ ۱۳۶۷ھ)

ام ایمن کا خواب

۱۔ عبداللہ بن سنان کہتے ہیں امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک دن ام ایمن کے ہمسائے رسول اللہ(ص) کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ام ایمن پچھلی رات نہیں سوئیں اور لگاتار روتی رہیں یہاں تک کہ صبح ہوگئی رسول خدا(ص) نے ایک شخص کو بھیجا کہ ام ایمن کو میرے پاس لاؤ جب وہ آئیں تو فرمایا اے ام ایمن خدا تیری آنکھوں کو کبھی نہ رلائے یہ تیرے ہمسائے میرے پاس آئے ہیں اور مجھے تیرے گریہ کرنے کے بارے میں بتایا ہے ام ایمن نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں ساری رات روتی رہی ہوں رسول خدا(ص) نے فرمایا اپنا خواب مجھ سے بیان کرو کہ جس کی تعبیر خدا اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں کہا میرے لیے یہ سخت اور گراں ہے اور ہمت نہیں کہ میں اپنے خواب کو بیان کروں آپ(ص) نے فرمایا تمہارے خواب کی تعبیر اس طرح نہیں جیسا کہ تم نے اس کو دیکھا لہذا اسے بیان کرو ام ایمن نے کہا میں نے اس شب خواب میں دیکھا کہ آپ(ص) کے بدن کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں پڑا ہے، رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ام ایمن اللہ تمہاری آنکھوں کو روشنی نصیب کرے فاطمہ(س) کے یہاں حسین(ع) پیدا ہونے والے ہیں اور تم حسین(ع) کی پرورش کرو گی اور ان کو آغوش میں لوگی اس مناسبت سے میرے بدن کا ایک ٹکڑا تیرے گھر میں ہوگا پس جب فاطمہ(س) کے ہاں حسین(ع) پیدا ہوئے تو ساتویں دن رسول خدا(ص) نے حکم دیا کہ اس بچہ کا سر منڈوا دو اور بالوں کے وزن کے برابر چاندی تصدق کر دو اور ان کا عقیقہ کرو پھر ام ایمن نے ان کو تیار کیا اور ایک چادر میں لپیٹا اور رسول خدا(ص) کی خدمت پیش کیا رسول خدا(ص) نے فرمایا مرحبا اس بچہ کو لے آؤ جب لایا گیا تو رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ام ایمن یہ تیرے اس خواب کی تاویل ہے جو تم نے دیکھا تھا۔

فرزندان مسلم بن عقیل(ع)

۲- حمران بن اعین کہتے ہیں کہ شیخ ابو محمد کوفی نے روایت کیا کہ جب حسین بن علی (ع) کو قتل کر دیا گیا تو دو بچوں کو حضرت(ع) کے لشکر سے قید کر کے ابن زیاد کے پاس لے جایا گیا اس ملعون نے اس دونوں کو قیدخانے میں بھیجا اور محافظِ زندان کو طلب کر کے کہا کہ اچھی خوراک اور ٹھنڈا پانی ان کو نہ دینا اور ان پر سختی کرنا، یہ دونوں بچے روزہ رکھتے تھے اور بوقت شب دو روٹیاں جو کی اور ایک کوزہ پانی ان کے لیے لایا جاتا تھا یہاں تک ایک سال گزر گیا ایک دن کم سن بھائی نے دوسرے سے کہا اے بھائی ایک مدت سے ہم اس زندان میں ہیں اور ہماری عمر ختم ہونے والی ہے قریب ہے کہ ہماری زندگی اسی غم میں ختم ہو جائے لہذا زندان کے نگران کو اپنے مقام و حسب ونسب سے آگاہ کردیں اور جو قربت ہم رسول (ص) سے رکھتے ہیں اس پر ظاہر کردیں شاید اس کو ہمارے حال پر رحم آ جائے لہذا جب وہ خوراک اور پانی کا کوزہ لایا تو چھوٹے نے کہا اے شیخ کیا تو محمد(ص) کو پہچانتا ہے کہا اس نے کیوں نہیں پہچانتا وہ میرا پیغمبر(ص) ہے کہا جعفر بن ابی طالب(ع) کو بھی پہچانتے ہو کہا کیوں نہیں پہچانتا خدا نے انہیں دو پر عطا کیے ہیں کہ وہ بہشت میں فرشتوں کے ساتھ جہاں چاہیں پرواز کرتے ہیں کہا علی ابن ابی طالب(ع) کو پہچانتے ہو کہا کیوں نہیں پہچانتا وہ رسول (ص) کے چچا کا بیٹا ہے اور میرے نبی کا بھائی ہے بچوں نے کہا اے شیخ ہم تیرے نبی(ص) کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ان کی عترت ہیں مسلم بن عقیل بن ابی طالب(ع) کے بیٹے ہیں اور تیرے ہاتھوں اسیر ہوئے ہیں۔ تم نے اچھی خوراک و ٹھنڈا پانی ہمیں نہ دیا اور ہمیں زندان میں سخت تنگ کیا ہے وہ شیخ گر پڑا اور ان کے پاؤں کے بوسے لینے لگا اور کہا کہ میری جان آپ پر قربان اے عترتِ رسول اللہ(ص) یہ زندان کا دروازہ کھلا ہے جہاں چاہو چلے جاؤ پھر دو روٹیاں اور پانی کا کوزہ دیا اور انہیں راستہ بتا دیا اور کہا راتوں کو سفر کرنا اور دن کو چھپ جانا یہاں تک کہ خدا تمہارے لیے وسعت پیدا کردے لہذا وہ دونوں بوقتِ شب روانہ ہوئے اور کچھ دور جا کر ایک ضعیفہ کے مکان پر پہنچے وہاں اور اس سے کہا کہ ہم پریشان حال و آوارہ وطن ہیں جب کہ رات کا وقت ہے آج رات ہمیں اپنا مہمان رکھ لے ہم صبح ہوتے ہی چلے جائیں گے، اس نے کہا تم کون ہو کہ تمہارے بدن سے عطر سے زیادہ خوشبو آتی ہے

بچے کہنے لگے ہم اولادِ ر ول(ص) سے یں اور زندان ابن ز یاد سے نکلے یں تاکہ وہ ہمیں قتل نہ کردے اس بوڑھی عورت نے کہا اے میرے زیزو میرا ایک داماد ہے جو بدکردار ہے اور عبیداللہ ابن زیاد کے ساتھ واقعہ کربلا کے وقت موجود تھا ڈرتی ہوں کہ کہیں وہ یہاں آکر تم و رفتار نہ کرلے اور قتل کردے کہنے لگے ہم صرف آج کی رات ہی یہاں ٹہریں گے اور صبح اپنی راہ چلے جائیں گے عورت نے کہا اچھا میں تمہارے لیے شام کا کھانا لاتی ہوں وہ کھانا لائی انہوں نے کھانا کھایا پانی پیا اور وئے چھوٹے نے بڑے سے کہا بھائی برادر مجھے امید ہے کہ آج رات آرام کی رات ہوگی آؤ بغل گیر ہوکر و جائیں اور ایک دوسرے کے بوسے لے لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ موت ہم دونوں و جدا کردے لہذا دونوں بغل گیر ہو کر وئے جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو اس عورت کا داماد فاسق آیا اور دروازہ کھٹکھٹایا بوڑھی عورت نے پوچھا ون ہے اس نے کہا فلاں ہوں کہا کیوں بے وقت آئے ہو وہ باہر سے کہنے گا وائے ہو تجھ پر میں سخت بدحواس ہوں قبل اس کے کہ میری عقل چلی جائے دروازہ کھول میں سخت مایوس ہوں عورت نے کہا وائے ہو تم پر ونسی مصیبت میں گرفتار ہو اس نے کہا کہ دو بچے لشکر عبیداللہ لعین سے نکل گئے یں اور امیر نے اعلان کیا ہے کہ جو وئی ان دونوں میں سے کسی ایک کا بھی سر لائے گا اسے ایک ہزار درہم انعام دوں گا اور جو وئی ان دونوں کا سر لائے گا اسے دو ہزار درہم انعام دوں گا مجھے یہ رنج ہے کہ میرے ہاتھ نہیں آئے بوڑھی عورت نے کہا اس بات سے ڈرو کہ روز قیامت محمد(ص) تیرے دشمن ہوں وہ کہنے گا وائے ہو تم پر میں دنیا ہاتھ میں لینا چاہتا ہوں اور تو آخرت کی بات کرتی ہو عورت نے کہا وہ دنیا جو آخرت کے بغیر ہو تجھے کیا کام دے گی اس نے کہا تم ان کی طرف داری کیوں کرتی ہو کیا تجھے ان کی خبر ہے چل میں تجھے اپنے امیر کے پاس لے چلتا ہوں تاکہ وہ تجھ سے پوچھے وہ کہنے لگی امیر مجھ بوڑھی عورت سے جو گوشہ نشین ہے کیا چاہے گا اس نے کہا اچھا دروازہ کھولو تاکہ آرام کروں اور وچوں کہ صبح کس راستہ پر ان کے پیچھے جاؤں عورت نے دروازہ کھولا اور اس کو کھانا دیا آدھی رات و اس نے بچوں کے سانس لینے کی آواز سنی تو وہ نہایت خشمناک اٹھا اور اندھیرے میں دیوار کا سہارا لے کر کمرے کی جانب چلا یہاں تک کہ چھوٹے بچے کے پہلو پر ہاتھ پڑا بچے نے کہا ون ہے اس نے کہا میں اندر ہوں تم ون ہو چھوٹے نے بڑے و ہلایا اور کہا اٹھو اور جان لو کہ جس چیز سے ڈرتے

تھے سی میں گرفتار ہوئے اس نے کہا تم کن ہو کہنے لگےاگر چ کہیں تو امان دوگے کہا ہاں کہنے لگے اے شیخ ۰ ـرا، ر ـول(ص)
اور ان کے مرتبے کا واسہ . کیا ہمیں امان دو گے کہنے گا ہاں امان ہے تو بچے کہنے لگے محمد بن عبداللہ گواہ ہے امان دوگے اس نے
کہا ہاں ۰پوں نے کہا کیا ۰را اس پر گواہ اور وکیل ہے کہ جو کچھ ہد کررہا ہے دیوار کرے گا کہا ہاں کہنے لگے اے شیخ ہمـم ـیـرے
نبی(ص) نے ۰اندان سے تعلق رکھتے یں اس کی ترت یں اور زندان عبیداللہ زیاد لعین سے .ان کے خوف سے نکلے ـیں اس
نے کہا موت سے ڈرتے ہو مگر موت میں گرفتار ہوئے ہو حمد اس ۰را کی جس نے تم و ـمیرے قابو میں یـا ہے وہ اٹھـا اور ان
و ، باندھ یا ۰پوں نے تمام شب بندے ہوئے گزاری جب سفیدی ظاہر ہوئی تو اس نے ایک غلام وحج کا ۰ام خلیج تھا بلایا اور کہـا
کہ ان دونوں ۰پوں کےور یائے فرات کےک۰ارے لے ۔اؤ اور ان کی گردنیں کاٹ دو اور ان کے سروں و ـمیرے پاس لے آؤ گے
کیا جب گھر سے کچھ دور ہوئے تو ایک بچے نے کہا الشیخ (حبشی) تم بلال موذن ر ول(ص) کی مانند ہو ہم پر رحـم کـرو اس نے
کہا ـمیرے آقا نے مجھے حکم یا ہے کہ تمہاری گردنوں و کاٹ دوں مگر یہ بتاؤ کہ تم ون ہو کہنے لگے ہم ـتیرے نبی محمد(ص) کـی
ترت یں اور .ان کے خوف سے لئے زیاد کے زندان سے نکلے یں اس بوڑھی عورت نے ہمیں مہمان رکھا لیکن ـتیرا آقا چاہتا ہے
کہ ہمیں قتل کرے اس حبشی غلام نے ان کے پاؤں کے بوسے لیے اور کہا ـمیری .ان تم پر ۰را اے ترت مصطفی(ص) ۰را کـی
تم میں نہیں چاہتا کہ محمد(ص) بروز قیامت ـمیرے دشمن ہوں پھر تلوار و دور پھینکا اور خود و فرات میں گرا یا اور دریـا عبـور
کر یا اس کے آقا نے آواز دی کہ تم نے ـمیری ۰افرمانی کی ہے اس نے کہا میں ـتیرا اس وقت فرمانبردار ہوں جب ـتک تمـم ۰ـرا
کے فرمانبردار ہو اب جبکہ تم نے را کی ۰افرمانی کی تو میں دنیا و آخرت میں تجھ سے بیزار ہوں پھر اس شقی نے اپنے بیٹے و بلایا
اور کہا میں نے ـتیرے لیے حلال و حرام و جمع یا میں چاہتا ہوں کہ انعام وصول کروں تو ان دو ۰پوں و فرات کےک۰ارے لے
.ا اور ان کی گردنوں کا کاٹ دے اور ان کے سر ـمیرے پاس لے آ تاکہ میں عبیداللہ کے پاس لے .اؤں اور دو ہزار درہم م او ۰
لے آؤں اس نے تلوار لی اور ۰پوں کے لے کر چلا کچھ دور .ا کر ان دونوں ۰پوں میں سے ایک نے کہـا اے جـوان مـیں ـتـیـرے
دوزخ میں .انے سے

خوف محسوس کرتا ہوں اس لڑکے نے کہا اے عزیز تم کون ہو وہ کہنے لگے ہم تیرے نبی(ص) کی عترت سے ہیں اور تیرا باپ ہمیں قتل کرنا چاہتا ہے یہ سن کر اس ملعون کا بیٹا ان کے قدموں پر گر پڑا اور ان کے بوسے لیے اور انہی الفاظ کو دوہرایا جو حبشی غلام نے کہا تھا پھر تلوار کو دور پھینکا اور خود کو فرات میں پھینک لانے لگا اس کے باپ نے آواز دی کہ تو میری نافرمانی کر رہا ہے اس نے کہا کہ خدا کا حکم تیرے حکم پر مقدم ہے اس شقی نے کہا اب وائے میرے کوئی دوسرا ان کو قتل نہ کرے گا لہذا تلوار لی اور ان کو آگے کیا اور فرات کے کنارے تلوار نیام سے نکالی جب بچوں کی نظر تلوار پر پڑھی تو رونے لگے اور کہنے لگے اے شیخ ہمیں بازار میں فروخت کردے اور روز قیامت محمد(ص) کی دشمنی کو اپنے سر نہ لے اس نے کہا میں تمہارے سر کو ابن زیاد کے پاس لے جاؤں گا اور مال و انعام حاصل کروں گا بچے کہنے لگے تو ہمارے رشتہ رسول(ص) کا احترام نہیں کرتا اس نے کہا تمہارا رسول اللہ(ص) کے ساتھ کوئی رشتہ واسطہ نہیں ہے۔ کہنے لگے اے شیخ تو ہم کو عبیداللہ کے پاس لے جا تاکہ وہ خود ہمارے بارے میں کوئی حکم دے کہا میں تمہارے خون کے بدلے اسکا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں بچے کہنے لگے اے شیخ کیا تجھے ہمارے کمسن ہونے پر رحم نہیں آتا اس نے کہا خدا نے میرے دل میں رحم پیدا نہیں کیا کہنے لگے پھر ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم چند رکعت نماز پڑھ لیں اس نے کہا اگر نماز تمہیں کوئی فائدہ دیتی ہے تو جس طرح چاہو نماز پڑھو پھر ان بچوں نے چار رکعت نماز پڑھی پھر ہاتھ اٹھائے اور اپنی نظروں کو آسمان کی طرف کر کے فریاد کی "یا حی یا حکیم یا احکم الحاکمین" ہمارے اور اس کے درمیان حق کا فیصلہ کردے" یہ شقی اٹھا اور اس نے بڑے کی گردن کاٹ دی اور اسکے سر کو توبرہ (تھیلا) میں رکھا، چھوٹا بھائی غم سے نڈھال اپنے برادر کے خون میں لوٹ پوٹ ہو گیا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنے بھائی کے خون میں رنگین ہوکر رسول خدا(ص) سے ملاقات کروں اس ملعون نے کہا دیر نہیں تجھے بھی اس کے پاس پہنچاتا ہوں، پھر چھوٹے کو بھی قتل کر دیا اور اس کے سر کو بھی توبرہ میں رکھا اور دونوں کے بدنوں کو دریا کے پانی میں پھینک دیا پھر ان کے سروں کو ابن زیاد کے پاس لے گیا وہ تخت پر بیٹھا تھا اور ایک چھڑی اس کے ہاتھ میں تھی اس شخص نے ان کے سروں کو اس کے سامنے رکھا جب اس لعین کی نظر ان پر پڑی تو تین بار اٹھا اور تین بار بیٹھا اور وہ لعین بولا ای وائے ہو تم پر ان کو تم نے کہاں سے پایا کہا بوڑھی عورت جو

ہ ارے ناندان سے ی اس نے ان و مہ ان رکھا تھا۔ ابن زیاد نے کہا کیا توع نے یہ حق مہ ان نوازی ادا کیا ہے؟ کیا ان
نپوں نے رفو یاد نہیں کی ی؟ اس شخص نے کہا کہ ان نپوں نے مجھ سے اس بات کا تقاضہ کیا تھا کہ ہمیں بازار میں فروخت
کر کے رقم وصول کر لے اور محمد(ص) و روز قیامت اپنا دشمن بنا۔ ابن زیاد نے کہا تو پھر تو نے کیا کیا اس شخص نے کہا
کہ میں نے ان نپوں سے کہا تھا کہ میں تمہارے سر ابن زیاد کے پاس لے کر کر م اور وصول کروں گا۔ ابن زیاد نے پوچھا اس
علاوہ انہوں نے اور کیا بات کی ی اس نے بتایا کہ نپوں نے رفو یاد کی ی کہ ہمیں ابن زیاد کے پاس لے چل تاکہ وہ خود ہ ارے
بارے میں وئی فیصلہ کرے۔ ابن زیادہ نے پوچھا پھر تو نے ان سے کیا کہ اس نے بتایا کہ میں نے ان سے کہا میں تمہارے سر ابن
زیاد کو دے کر اس کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ ابن زیاد نے اس شخص سے کہا کہ جب انہوں نے رفو یاد کی ی تو انہیں لے
کر تو میرے پاس کیوں نہیں آیا میں تجھے ان کے بدلے پار ہزار درہم دیتا اس شخص نے کہا کہ مجھے یقین تھا کہ ان کی زندہ
گرفتاری پر زیادہ انعام لے گا۔ ابن زیاد نے پوچھا کہ یہ بتا جب تو انہیں قتل کرنے لگا تھا تو انہوں نے تجھے کیا کہا تھا۔ اس نے
بتایا کہ جب میں انہیں قتل کرنے لگا تو انہوں نے کہا اے شیخ کیا تجھے رسول خدا(ص) سے شرم نہیں آتی کیا تو ہمیں بچہ سمجھ
کر ن رحم نہیں کرتا کیا تو ہمیں تھوڑی مہلت دے گا کہ ہم نماز پڑھ لیں یہ سن کر میں نے نپوں سے کہا کہ اگر تمہیں نماز
اس وقت فائدہ دیتی ہے تو پڑھ لو لہذا انہوں نے پار رکعت نماز پڑھی اور نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اس طرح دعا مانگی۔"یا حی یا
حکیم یا احکم الحاکمین تو ہ ارے اور اس کے در یان فیصلہ کردے" اس کے بعد میں نے انہیں قتل کردیا۔ ابن زیاد نے یہ سن
کر کہا خدا نے تیرے اور ان کے در یان فیصلہ کردیا پھر حکم دیا کہ کون ہے جو اسے ٹھکانے لگائے گا ایک شامی اٹھا ابن زیاد نے
اسے کہا کہ اس کو وہیں لے جاؤ جہاں اس نے ان نپوں کو قتل کیا ہے مگر اس کا خون ان کے خون سے نہ ملنے پائے وہ شامی اسے
لے کر فرات کے کنارے آیا اور اس کا سر تن سے جدا کردیا۔ اور پھر اس کے سر کو ایک نیزے پر آویزاں کردیا۔ لوگ اس کے
سر کو دیکھتے اور حقارت سے ڈھیلے اور پتھر مارتے تھے کہ اس نے ذریت رسول(ص) کو شہید کیا ہے۔

مجلس مۂ بر۲۰

(۲۶ ماہ رمضان سنہ۳۶۷ھ)

۱- ابر بن عبداللہ انصاری(رض) بیان کرتے یں کہ میں نے ر ول ۔را(ص) و علی(ع) کے بارے میں فرماتے سہ ا

کہ بے شک اللہ نے علی(ع) و چند نضائل ایسے عطا کیے یں کہ ان میں سے ایک ن اس تہ ام دنیا کے انسانوں کی ضیلت سے

بڑھ کر پھر ر ول اللہ(ص) نے رفماہ یا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی(ع) مولا ہے۔ علی(ع) کی نسبت مجھ سے ایسی ہے جیسے

ہارون(ع) کی موسیٰ(ع) سے ی وہ مجھ سے اور میں اس سے ہوں وہ میری .ان ہے اس کی اطا ت میری اطا ت ہے اس کی

.افرمانی میری .افرمانی ہے علی(ع) سے جن ۔را سے جن ہے۔ اس سے ح ۔را سے ح ہے علی(ع) کا دوست ۔را کا دوست اور

علی(ع) کا د شن ۔را کا د شن ہے۔ وہ بندوں پر ۔را کی حجت اور ۔را کا خلیفہ ہے۔ علی(ع) کی محبت ی ان اور اس سے بغض

کفر ہے۔ علی(ع) کا گروہ ۔را کا گروہ اور اس کے دشمنوں کا گروہ شیطان کا گروہ ہے علی(ع) حق کے ساتھ اور حق علی(ع) کے

ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے .را ۔ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ وثر پر پہنچ .ائیں جو وئی علی(ع) سے

.را ہوا وہ مجھ سے .را ہے اور جو وئی مجھ سے .را ہو وہ اللہ سے .را ہے اور علی(ع) اور اس کے شیعہ س قیا ت کے دن

کا یاب یں۔

۲- انس بن ماک کہتے یں کہ ر ول ۔را(ص) نے رفماہ یا تم میرے لیے چھ صفتوں و پناؤ میں تمہارے لیے جنت

کا و رہ کرہتا ہوں، جھوٹ ۔ بولو، جب و رہ کرو تو اس کے خلاف ۔ کرو امانت میں خیانت ۔ کرو، اپنی نظریں نیچے رکھو، اپنی شرم

گاہوں کی حفا ت کرو، اپنے ہاتھ اور زب .ان و روکے رکھو۔

عصمتِ انبیاء(ع)

۳- ابو لت ہروی کہتے یں کہ جب مامون نے ال ا لام و غیر ا لام اور یہود و نصاری و مجوس و صائبین میں سے

ال نظر اور دوسرے تکلمین و جمع کیا تاکہ وہ جناب علی بن موسیٰ رضا(ع) کے

ساتھ باحثہ کریں تو جو وئی ٰحث کے لیے کھ ا ہوجاتا تو آپ اس و محکوم کردیتےوگا یا اس کے نہ میں پتھر رکھدیا۔ یا یا ہے اس سلسلے میں علی بن محمد بن ٰم سامنےآیا اور اس نے رض کیا اے فرزند ر ول(ص) آپ عصمت انبیاء(ع) کے قائل یں فرمایا یں ہاں اس نے کہا مگر کیا کریں کہ ٰدا کہتا ہے"آدم(ع) نے نافرمانی کی اور گمراہ ہوا" (طہ، ۱۲۱) اس کے علاوہ ٰدا کہتا ہے" اور ذوالنون نے جب کہ وہ غضبناک ہوکر چلا یا تو اس وُ یقین تھا کہ ہم ہرگز اس پر روزی تن ٰ ہ کریں گے" (انبیاء، ۸۷) اور اس (ٰدا) کا قول یوسف(ع) کے بارے میں ہے کہ " یقینا (زلیخا) نے اس (یوسف(ع)) سے ارادہ کر ں لیا اور وہَ ٰں ارادہ کرلیتا" (یوسف، ۲۴) اور اس قول داؤد(ع) کے بارے میں "کہ اس نے گ ان کیاکہ ما واے اس کے ہم نے اس کا امتحان لیا ہے"(ص، ۲۵) اور اپنے نبی کے بارے میں ٰدا فرماتا ہے" تم اپنے دل میںوہ ٰ بات چ پائے ہوئے تھے جس کا اللہ ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے الانکہ اللہ انبیات کا ز یادہ ٰ تق ہے" (احزاب، ۳۷)

ہ ارے مولا امام رضا(ع) نے اس کے جواب میں فرمایا وائے ہو تم پر اے علی بن ٰم ٰدا سے ڈرو اور پیغمبران ٰدا کے ٰ بارے میں ہرزہ سرائی ت کرو اور کتاب ٰدا کی اپنی رائے سے تفسیر ت بیان کرو ٰدا فرماتا ہے وئی نہیں جانتا اس کی تاویل ٰز ٰدا کے اور وہ جو ٰم میں راسخ یں۔ َ پھر یہ کہ ٰدانے فرمایا" آدم(ع) نے اپنے پروردگا کی ٰ نافرمانی کی اور گمراہ ہوا بیشک ٰدا نے آدم(ع) و زمین میں حجت اور اپنےبندوں پر خلیفہ پیدا کیا اس وَ بہشت کے لیے پیدا ٰ نہ کیا" اور آدم(ع) کی ٰ نافرمانیَ بہشت میں تھی ٰ نہ کہ زمین میں اس لیےتاکہ مقدرات امر ٰدا کامل ہوجائیںَ پھر جب انہیں زمین پر اتارا تو وہ حجت و خلیفہ ہوئے اور معصوم تھے اس کی دلیل ٰدا کا قول ہے" بیشک ٰدا نے برگزیدہ کیا آدم(ع) و اور نوح(ع) و اور آل ابراہیم(ع) و اور آل ٰمران(ع) و تمام عالمین" پر اورَ پھر یہ فرمایا ٰدا کہ " ذوالنون(ع) جس وقت غضبناک ہوکر ٰ یا اور اس نے گ ان کیا کہ اس پر قادر نہیں ہے" تو مراد یہ ہے کہ ہم روزی و اس پر تن   کریں گے مگر تم نے اس قول ٰدا و نہیں سنا"(فجر) اورَ پھر جب اس کے ٰدانے آزمای اور تن   ہوگئی اسکی روزی اس پر اور اگر گ ان کیا ہوتا کہ ٰدا اس پر طاقت نہیں رکھتا تو کافر ہو جاتا " اور آیت" وَ لَقَدْ هَمَّتْ بِهِ وَ هَمَّ بِهَا " مراد یہ ہے کہ زلیخا نے ٰ ر معصیت کیا

اور یوسف نے اس کے قتل کا ت ر کیا اور یہ اس لیے تھا کہ زلیخا نے یوسف و معصیت کے لیے اتنا مجبور کیا کہ انہیں غ ہ آ یا اور انہوں نے زلیخا کے قتل کا اردہ کر لیا لیکن خدا تعالی نے اس صورت ال و بدل دیا اب تم یہ بتاؤ کہ حضرت داؤد(ع) کے بارے میں لوگ کیا کہتے ہیں علی بن جہم نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ داؤد(ع) محرابِ عبادت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک شیطان ایک خوبصورت پرندے کی شکل میں ظاہر ہوا داؤد(ع) نے اپنی نماز قطع کردی اور پرندے و پکڑنے کی وشش کرنے لگے وہ پرندہ اڑ گیا اور ان کے مکان پر جا بیٹھا آپ بھی اس کے پیچھے گئے اور یا کی بیوی و دیکھا جو برہنہ غسل کررہی تھیں۔ حضرت داؤد(ع) نے ان و دیکھا تو ان پر عاشق ہوئے داؤد(ع) نے اوریا و کسی جنگ پر بھیجا ہوا تھا لہذا آپ(ع) نے اپنے سپہ سالار و حکم دیا کہ اوریا و مقابلے کے لیے مخالف کے سامنے کرو مگر اوریا فتح یاب ہوئے اور مشرکین پر غلبہ حاصل کر لیا یہ دیکھ کر سپہ سالار نے دوبارہ انہیں میدان جنگ میں بھیجا اور اس مرتبہ وہ قتل ہوئے۔ اس کے بعد داؤد(ع) نے ان کی بیوی سے شادی کر لی امام رضا(ع) نے جب یہ سنا تو ماتھے پر ہاتھ مار کر بولے'' إِنَّا لِلَّهِ وَ إِنَّا إِلَيْهِ راجِعُونَ'' تم لوگ ایک پیغمبر و ایسی نسبت دیتے ہو کہ اس نے نماز و حقیر سمجھا اور ایک پرندے لے لیے نماز قطع کردی اور ایک عورت پر عاشق ہوئے اور ایک بے گناہ کے قتل کا اہتمام کیا علی جہم نے عرض کیا اے فرزند رسول(ص) ان (داؤد(ع)) کی غلطی کیا تھی امام(ع) نے فرمایا تم پر وائے ہو داؤد و گمان ہوا کہ خدا نے ان سے زیادہ عقلمند اور سمجھدار کسی اور و پیدا نہیں کیا تو خدا نے دو فرشتوں و ان کے پاس بھیجا جو کہ ان کے گھر کی دیوار سے گزر کر ان کے پاس پہنچے۔ اور ان (داؤد(ع)) سے کہا کہ ہم ایک فیصلہ کروانے کے لیے آپ کے پاس آئے ہیں داؤد(ع) نے کہا کرو تو فرشتے نے(جو کہ شکل انسان میں موجود تھا) کہا اے داؤد(ع) ہمارا فرمانا یہ ہے کہ ہمارے درمیان حق کا فیصلہ کرو اور خلاف نہ کرو اور ہم و راہ حق کی راہنمائی کرو۔میرے اس بھائی کے پاس نو(۹) دنبیاں ہیں جب کہ میں ایک رکھتا ہوں اور میرا یہ بھائی ۔میری ایک دنبی بھی مجھ سے لینا چاہتا ہے داؤد(ع) نے اس کی بات سن کر جلد بازی سے فیصلہ سنا دیا اور اس مسئلہ پر گواہ بھی طلب نہ کیے اور نہ ہی دوسرے فریق کا موقف سنا بس یہ داؤد(ع) کی خطا

ؤں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے داؤد(ع) بیشک ہم نے تم کو زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے درمیان حق و انصاف سے فیصلہ کرو" علی بن جہم نے کہا پھر اور بتائیے کیا ہے امام(ع) نے فرمایا داؤد(ع) کے زمانے میں قانون شریعت تھا کہ کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو وہ دوسری شادی نہیں کر سکتی تھی اور ایک بیوی وہ پہلی عورت تھیں جو داؤد کی موت کے بعد داؤد(ع) کے لیے حلال کی گئی۔اور محمد(ص) کے بارے میں خدا فرماتا ہے "اور تم اپنے دل میں وہ بات چھپائے ہوئے تھے کہ جس کو خدا ظاہر کرنے والا تھا اور تم لوگوں سے ڈرتے تھے حالانکہ خدا اس بات کا زیادہ مستحق ہے"(احزاب، ۳۷) موضوع یہ ہے کہ خدا نے اپنے پیغمبر کو ان کی بیویوں کے نام عرش اور فرش پر اعلان فرمادیے تھے اور فرمایا کہ یہ تمام ام المومنین ہیں اور انہیں میں سے ایک زینت بن جحش تھیں وہ زید بن حارثہ کی بیوی تھیں پیغمبر(ص) نے ان کے نام کو پوشیدہ رکھا تاکہ منافقین طعنہ نہ دیں کہ دوسروں کی بیوی کا اپنی بیوی کے طور پر نام لیتے ہیں اور ام المومنین شمار کرتے ہیں لہذا پیغمبر(ص) نے منافقین کا جو خوف محسوس کیا تھا تو اس پر خدا نے فرمایا کہ تم خدا کے علاوہ کسی کا خوف دل میں مت رکھو، اور خدا نے آدم(ع) کی تزویج حوا سے محمد(ص) کی تزویج زینب سے اور علی(ع) کی تزویج فاطمہ(س) سے کا ذمہ خود لیا اور مخلوق کو اس کا حق نہیں دیا یہ سن کر علی بن جہم نے ندامت سے گریہ کیا میں توبہ کرتا ہوں اور خدا سے اپنے اس عمل کی مغفرت چاہتا ہوں۔

ثواب افطار اور فضیلت علی(ع)

۴۔ امام رضا(ع) نے اپنے آباء طاہرین سے روایت کیا کہ امیر المومنین علی بن ابی طالب(ع) نے کہا کہ ایک دن رسول خدا(ص) نے ہم سے یہ خطبہ بیان فرمایا:

اے لوگو تمہاری طرف رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ آرہا ہے جس میں گناہ معاف ہوتے ہیں یہ مہینہ خدا کے ہاں سارے مہینوں سے افضل و بہتر ہے جس کے دن دوسرے دنوں سے بہتر ہیں جس کی گھڑیاں دوسرے مہینوں کی گھڑیوں سے بہتر ہیں یہ وہ مہینہ ہے جس میں خدا نے تمہیں اپنی مہمان نوازی میں بلایا اور اس مہینے میں خدا نے تمہیں اہل کرامت بنایا ہے، اس میں تمہارا

سانس لینا تسبیح اور تمہارا سونا عبادت ، تمہارا کردار (عمل) اس میں مقبول اور تمہاری دعائیں مستجاب ، تم اچھی نیت لیے اور بری باتوں سے پاک دلوں سے خدا سے سوال کرو تم اس ماہ میں روزہ رکھو اور قرآن کی تلاوت کرو اللہ تمہیں اس کی توفیق دے بدبخت ہے وہ بندہ جس کی مغفرت اس ماہ میں نہ ہو اور وہ محروم رہے، اس ماہ میں اپنی بھوک پیاس و محسوس کر کے قیامت کی بھوک پیاس و تصور کرو اور فقرا اور مساکین و صدقہ دو بزرگوں و احترام کرو اور چھوٹوں پر رحم کرو اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو زبانوں کی حفاظت و اور جس چیز کا دیکھنا حلال نہیں کیا یا اس سے اپنی نگاہوں و بچائے رکھو اور جن چیزوں کا سننا تمہارے لیے حلال نہیں کیا یا ان سے اپنے کانوں و بند رکھو دوسرے لوگوں کے یتیموں پر رحم و محبت کرو تاکہ تمہارے یتیموں پر رحم و محبت کی جائے اپنے گناہوں سے توبہ کرو اور نمازوں کے اوقات میں اپنے ہاتھوں و بلند کرو(تکبیر برائے نماز) کہ یہ بہترین گھڑیاں ہیں جن میں خدا نے اپنے بندوں کی طرف نظرِ رحمت والی ہے اور کرم کرتا ہے انکی مناجات کا جواب دیتا ہے اور ان کی پکار پر لبیک کہتا ہے تو اس وقت درخواست کرو تاکہ وہ تمہاری دعائیں مستجاب کرے اے لوگو تمہاری جانیں تمہارے کردار کی وجہ سے گروی ہیں انہیں استغفار کے ذریعہ آزاد کراؤ تمہارے دوش (کندے) تمہارے گناہوں کی وجہ سے بہت زیادہ سخت بوجھ اٹھائے ہوئے ہیں تم طول سجدہ سے انہیں ہلکا کرو اور جان لو کہ خدا نے اپنی عزت کی قسم کھا رکھی ہے کہ نماز پڑھنے والوں اور سجدہ کرنے والوں و عذاب نہ کرے گا اور ان و روز قیامت دوزخ کا خوف نہ دلائے گا اے لوگو کوئی شخص خواہ ایک روز دار کا روزہ افطار کرائے تو خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دے گا اور اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ(ص) ہم تمام مہینہ تو اس کی استطاعت نہیں رکھتے فرمایا خدا سے ڈرو اگر چہ نصف کھجور سے ہو یا شربت پانی کے ایک گھونٹ سے اور خود و جہنم کی آگ سے بچاؤ، اے لوگو! جو شخص اس مہینے میں خوش خلقی کرے گا تو یہ اس کے پل صراط سے گزرنے کا پروانہ ہوگا اس دن کے لیے کہ تمام لوگوں کے قدم لغزش میں ہوں گے اور جو شخص اس مہینے میں اپنے مملوکوں (غلاموں) سے کام لینے میں کمی کرے گا تو خدا اس کے حساب میں کمی کردے گا اور جو کوئی خود و شر سے باز رکھے گا خدا اپنے

نے و اس پر سے ہٹائے رہے گا اس دن کہ جس دن نرا سے ملاقات کرے گا، اور جو وئی کسی یتیم و گرامی رکھے گا تو نرا اس روز کہ جس روز اس سے ملاقات ہوگی اس و گرامی رکھے گا اور جو شخص اس مہینے اپنے رشتہ داروں سے لہ رحم کرے گا تو روزِ قیامت نرا اس سے لہ رحمی کرے گا اور اپنی رحمت سے ملادے گا جو وئی اپنے رشتہ داروں سے قطع رحم کرے گا تو نرا روزِ ملاقات اس سے اپنی رحمت و ہٹالے گا اور جو وئی اس مہینے نمازِ مستحب و پڑے گا تو نرا برائت جہنم اس کے لیے لکھے گا اور جو وئی اس مہینے واجبات ادا کرے گا اور تو اس کا ثواب ستر(۷۰) واجب بہ نسبت دوسرے مہینوں کے ادا کیا جائے گا اور جو وئی مجھ پر بہت زیادہ وات بھیجے گا تو نرا اس دن کہ جب اس کی میزان ہلکی ہوگی اسے بھاری کردے گا اور جو وئی ایک آیتِ قرآن اس مہینہ میں پڑے گا تو وہ اس شخص جیسا ہوگا کہ جس نے مکمل قرآن ختم کیا ہے اے لوگو! اس مہینہ میں بہشت کے دروازے کھلے ہیں نرا سے دعاکرو کہ وہ ان کو تم پر بند نہ کرے اور اس نے اس مہینے دوزخ کے دروازے بند کر دیئے ہیں اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ پھر ان کو نہ کھولے اور شیاطین اس مہینہ میں قید کردیئے گئے ہیں اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ پھر وہ تم پر مسلط نہ ہوں امیرالمومنین (ع) فرماتے ہیں میں اٹھا اور عرض کیا یا رسول اللہ(ص) و ن سا عمل اس ماہ میں بہتر ہے فرمایا اے ابو الحسن(ع) بہترین عمل اس مہینے میں نرا کی حرام کی گئی اشیاء سے پرہیز ہے پھر آپ(ص) نے گریہ کیا، میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ(ص) آپ کیوں مو گریہ ہیں۔ آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) مجھے اس امر نے غمزدہ کیا ہے جو اس ماہ میں تمہارے بارے میں وقوع پذیر ہوگا اے علی(ع) میں دیکھ رہا ہوں کہ جس طرح ایک شقی ازلی نے ناقہ صالح(ع) کے پاؤں قطع کیے تھے بالکل اسی طرح ایک بدبخت دوران نماز تیرے سر پر تلوار سے ضرب لگائے گا اور تیرے سر اور ڈاڑھی کو تیرے خون سے رنگین کردے گا، امیرالمومنین(ع) نے عرض کیا، یا رسول اللہ(ص) اس صورت میں میرا دین سالم ہوگا آپ(ص) نے فرمایا ہاں اے علی(ع) ہوگا پھر فرمایا اے علی(ع) جس نے تجھے قتل کیا اس نے مجھے قتل کیا اور جس نے تجھے دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا جو وئی تجھے دشنام دیتا ہے وہ مجھے دشنام دیتا ہے کیونکہ تیری جان میری جان اور تیری روح میری روح ہے اور تیری طینت میری طینت سے ہے بیشک نرا نے مجھے تیرے ساتھ برگزیدہ کیا مجھے نبوت کے لیے منتخب کیا

اور تجھے امامت کے لیے مقرر کیا جو کوئی تیری امامت کا منکر ہے وہ میری نبوت کا منکر ہے اے علی(ع) تم میرے وصی میرے بیٹوں کے باپ میری بیٹی کے شوہر اور میری امت پر میرے خلیفہ ہو میری زندگی میں بھی اور میرے مرنے کے بعد بھی تیرا فرمان میرا فرمان اور تیری نہی میری نہی ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے لیے اختیار کیا اور بہترین خلق بنایا تم اسکی خلق پر اسکی حجت ہو اور امین ہو اس کے رازوں کے اور اس کے بندوں پر اس کے خلیفہ ہو۔

مجلس نمبر ۲۱

(سلخ ماہ رمضان سنہ ۱۳۶۷ھ)

فتح خیبر کے بعد فضیلتِ علی(ع)

۱- جابر بن عبداللہ انصاری(رح) کہتے ہیں کہ جب فتح خیبر کی خوشخبری رسول خدا(ص) کو سنائی گئی تو آپ(ص) نے علی(ع) سے فرمایا کہ اگر مجھے اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ میری امت میں سے ایک جماعت تیرے بارے میں وہی خیال رکھے گی جو نصاری، عیسی بن مریم(ع) کے بارے میں رکھتے ہیں (معاذ اللہ ابن خدا) تو میں تیرے بارے میں وہ چیز بیان کرتا کہ لوگ تیرے پاؤں کی مٹی اٹھا کر آنکھوں کو لگاتے اور تیرے وضو کے پانی سے شفا حاصل کرتے مگر اے علی(ع) تیرے لیے یہی فضیلت کافی ہے کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں، تم میرے وارث ہو اور میں تمہارا وارث ہوں، تیری وراثت میری وراثت ہے، تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو موسی(ع) و ہارون(ع) سے ہے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور نہ ہوگا تم میری پیروی اور میری روش پر تم جنگ کرو گے (حق اور باطل کے درمیان) اور کل تم حوض کوثر پر میرے خلیفہ ہوگے اور تم وہ پہلے آدمی ہو جو حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچو گے، تم وہ ہو جو میرے ساتھ لباس پہنو گے، تم اول ہو جو میری امت میں سب سے پہلے بہشت میں داخل ہوگے، تیرے شیعہ منبر ہائے نور پر سفید چہروں کے ساتھ میرے گرد ہونگے اور میں ان کی شفاعت کروں گا اور وہ کل بہشت میں میرے پڑوسی ہونگے اور بیشک تیرے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ ہے، تیرے ساتھ سازش میرے ساتھ سازش ہے، تیرا راز میرا راز اور تیرا ظاہر میرا ظاہر ہے اور تیرے سینہ کا راز میرے سینے کا راز کی طرح ہے، تیرے فرزند میرے فرزند ہیں، تم ہی میرے وعدے پر عمل کرو گے، حق تیرے ساتھ ہے اور تیری زبان پر جاری ہے اور تیرے دل پر اور دو آنکھوں کے درمیان ہے ایمان کا نور ہے اور تیرے گوشت اور تیرے خون کے ساتھ ملا ہوا ہے جیسا کہ میرے

گوشت اور خون کے ساتھ ملا ہوا ہے اور تیرا دشمن حوض پر میرے پاس داخل نہ ہوگا اور تیرا دوست پوشیدہ نہ ہوگا یہاں تک کہ تیرے ساتھ حوض پر آئے گا یہ سن کر علی(ع) نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا حمد ہے اس خدا کی کہ جس نے مجھے نعمت دینی عطا کی اور مجھے قرآن کی تعلیم دی مجھے خاتم النبیین کے ساتھ خیر سے خلق کیا اور اپنے احسان و فضل و مجھے عطا کیا، پیغمبر(ص) نے فرمایا اگر تم نہ ہوتے تو مومنین میرے بعد پہچانے نہ جاتے۔

۲- ابن عباس(رض) ایک مجلس قریش کے پاس سے گزرے انھوں نے دیکھا کہ وہ لوگ علی(ع) کو برا بھلا کہہ رہے ہیں ابن عباس(رض) نے ان کے قائد سے کہا یہ کیا کہتے ہیں اس نے کہا یہ علی(ع) کو دشنام دیتے ہیں ابن عباس(رض) نے کہا مجھے ان کے پاس لے چلو، جس وقت ان کے پاس جا کر کھڑے ہوئے تو کہا تم میں سے کون ہے جو خدا کو دشنام دیتا ہے کہنے لگے وائے ہو۔ باللہ کون دشنام دے سکتا ہے کہ اس نے خدا کا شریک بنایا ابن عباس نے کہا تم میں سے کون ہے جو رسول خدا(ص) کو دشنام دیتا ہے وہ کہنے لگے کہ جو کوئی رسول خدا(ص) کو دشنام دے وہ کافر ہے ابن عباس(رض) نے کہا کون ہے تم میں سے جو علی بن ابی طالب(ع) کو دشنام دیتا ہے وہ کہنے لگے کہ ہم میں بعض ایسا کرتے ہیں ابن عباس نے فرمایا میں خدا کو گواہ کرتا ہوں اور اس کے لیے ادائے شہادت کرتا ہوں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی علی(ع) کو دشنام دے اس نے مجھے دشنام دی اور جو کوئی مجھے دشنام دے اس نے خدا کو دشنام دی۔ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ جب آپ نے ان لوگوں کو یہ بتایا تو انہوں نے کیا جواب دیا ابن عباس فرماتے ہیں کہ انھوں نے کوئی رد عمل زبانی طور پر ظاہر نہیں کیا مگر سرخ آنکھوں سے اس طرح گھورتے تھے جیسے قصاب جانور کو ذبح کرنے سے پہلے دیکھتا ہے ان کے ابرو تنے ہوئے گردن اکڑی ہوئی اور نگاہوں میں قہر تھا۔ اس کے بعد ابن عباس(رض) خود فرماتے ہیں کہ جب تک یہ لوگ زندہ ہیں ان کی زندگی باعث ننگ دعا رہوگی اور مرنے کے بعد رسوائی ان کا مقدر اور باقی ان کی رسوائی رہے گی۔

۳- ابو بصیر کہتے ہیں کہ انھوں نے امام صادق(ع) سے سنا کہ جو کوئی چار رکعت نماز پڑھے اور اس میں دو سو دفعہ "قل ہو اللہ" پڑھے (ہر رکعت میں پچاس دفعہ) تو خدا اس کے تمام گناہ جو کہ اس سے سرزد ہوئے ہوں گے معاف کردے گا۔

۴- زید ابن شحام کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی سات بار یہ پڑھے گا'' اسئل للہ الجنة واعوذ باللہ من النار'' اے اللہ میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس کے سوا اور کچھ نہیں'' تو آگ کہے گی پروردگارا اس کو مجھ سے پناہ میں رکھ۔

۵- معاذ بن مسلم کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا، نعمت کے دشمنوں (حسد کرنے والوں) پر صبر کرو کیوں کہ بہترین جواب اس بندہ کو تیرے لیے یہ ہے کہ وہ خدا کی معصیت کرے'' اور تم ان کے حسد کرنے پر خدا کی اطاعت کرو۔

۶- عمرو بن ابومقدام کہتے ہیں، امام باقر(ع) نے فرمایا جو کوئی کئی بار'' آیت الکرسی'' پڑھے تو خدا اس کی ہزار برائی دنیا اور ہزار برائی آخرت کی ہٹادے گا اور دنیا کی مشکلات میں سے آسان ترین فقر ہے اور آخرت کی مشکلات میں سے آسان ترین عذابِ قبر ہے۔

۷- مدرک بن عزیز کہتے ہیں امام صادق(ع) نے فرمایا اے مدرک خدا رحمت کرے گا اس بندے پر کہ جو لوگوں کی محبت کو ہماری طرف کھینچ لائے جو کچھ ہم سے سمجھے ان کے لیے بیان کرے اور اگر کسی کو منکر پائے تو اس کو چھوڑ دے۔

۸- ہشام بن سالم نے کہا کہ امام صادق(ع) نے فرمایا، ایک دن داؤد(ع) باہر گئے اور زبور کو پڑھا جب تک وہ زبور پڑھتے رہے، پہاڑ و پتھر اور پرندے درندہ کوئی ایسا نہ تھا کہ وہ جو ان کے ساتھ ہم آواز نہ ہوا ہو داؤد(ع) اسی طرح پڑھتے گئے یہاں تک کہ ایک پہاڑ کے پاس پہنچ گئے اس پہاڑ پر ایک پیغمبر جن کا نام حزقیل(ع) تھا کا مکان تھا جب انہوں نے پتھروں، پہاڑوں پرندوں اور درندوں کی آوازوں کو سنا تو جان گئے کہ داؤد(ع) ہیں داؤد(ع) نے کہا اے حزقیل(ع) کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہاڑ پر تمہارے پاس آؤں کہا نہیں یہ سن کر داؤد(ع) نے گریہ کیا خدا نے حزقیل(ع) کو وحی کی، اے حزقیل(ع) داؤد(ع) کی سرزنش نہ کرو اور مجھ سے عافیت طلب کرو، حزقیل(ع) اٹھے اور حضرت داؤد(ع) کا ہاتھ پکڑا اور ان کو اوپر لے گئے حزقیل(ع) نے کہا داؤد(ع) کیا تم نے کبھی خطا کیا ہے نہیں کہا کیا عبادت کے دوران خود بینی میں مبتلا ہوئے، کہا نہیں، کہا تو کیا دل دنیا کے حوالے کیا اور اس سے شہوت و لذت چاہتے ہو کہا ہاں یہ بات میرے دل میں گزری ہے، حزقیل(ع) نے کہا کہ جب اس خیال نے تم پر غلبہ کیا تو تم نے

کیا، کیا داؤد(ع) نے کہا کہ مجھ پر جب یہ کیفیت طاری ہوئی تو میں ایک پہاڑی درے میں یا اور جو وہاں دیکھا اس سے مجھے

۔ برت اصل ہوئی میں نے وہاں دیکھا کہ لوہے کے ایک تخت پر ایک کھوپڑی اور کچھ بوسیدہ ہڈیاں پڑی ہوئی یں اس تخت پر یہ

تحریر کھدی ہوئی تی کہ میں اروی سم کا بیٹا ہوں میں نے ہزار سال حکو ت کی اور ہزاروں شہر آ باد کیے ہزاروں عورتوں سے

مقاربت کی مگر میری مر میرے بستر پر اک ہوگئی اب میرے سرہانے پتھر یں جن کا میں ہم نشین ہوں لہذا نیک و بد جو س

مجھے دیکھے دنیا کے فریب میں نہ آئے۔

۹۔ امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی اپنے روزے و قول صالح کے ساتھ یا مل صالح کے ساتھ تم کرے تو سرا

اس کا روزہ قبول کرے گا رض کیا ا یہ یا بن(ع) ر ول اللہ(ص) قول صالح کیا ہے رفما یا " لا الہ الا اللہ کی گواہی اور مل صالح

اخراج نطرہ ہے۔

۱۰۔ امام صادق(ع) نے روایت کیا اپنے آ باء(ع) سے کہ امیر المو منین(ع) نے بروز عیدالفطر لوگوں و خطبہ دیا اور

رفما یا اے لوگو! آج تمہارا محسن تمہیں ثواب دے گا اور بدکاروں و نقصان، یہ دن قیا ت کے دن سے متشابہ ہے اس دن تم

گھروں سے اس رح باہر آتے ہو جس رح قیا ت کے دن قبروں سے باہر آؤ گے اور اپنے پروردگار کے سامنے اس رح اضر

ہوگے جیسے کہ آج ہو پس آج کے دن خود و اسی رح اس کے حضور میں اضر سمجھو اور یاد کرو اس وقت و جب تم پلٹ ائے

جاؤ گے اپنی منزل بہشت یا دوزخ کی رف، اور جان لو اے ندا کے بندو کہ روزہ دار مرد وزن کے لیے سب سے چھوٹا انعام یہ

ہے کہ ایک فرشتہ انہیں ندا دے گا کہ اے بندو خوشخبری لے لو تمہارے تمام گناہ معاف کردیے ئے اور قائم ہو جاؤ کہ تم آیندہ

شاد رہوگے امام صادق(ع) نے اپنے اصحاب میں سے ایک سے رفما یا جب شب عیدالفطر ہو تو نماز مغرب و پڑھو اور سجدہ کرو اور

اس میں کہو" یا ذالطول یا ذالحول یا مصطفيٰ محمد و ناصره صل علىٰ محمد وآل محمد و اغفرلی کل ذنب اذنبتة

انا وهو فی کتاب مبین" اے فضل و بخشش والے قدرت و اختیار والے اے محمد(ص) و منتخب کرنے والے اور ان کے مددگار

تو محمد(ص) و آل محمد(ص) پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور میرے گناہ بخش دے جو میں نے کیے اور میں بھول یا مگر تیرے پاس

کھلی و روشن

کتاب میں درج ہیں" پھر و ۔ بار کہو" واتوب الی اللہ" میں اللہ کی رف توبہ کرتا ہوں مغرب و عشاء کے بعد اور نماز عید

انہی تکبیرات ایام تشریق و پڑھو کہو" اللہاکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ اکبر والحمد اللہ علی ماھدانا والحمد

للہ علی ما ابلانا" اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے نہیں وئی م بود مگر اللہ اور اللہ سب سے بڑا ہے اللہ اس کے

لیے حمد ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اس بات پر کہ اس نے ہماری ہدایت کی اور اس کی حمد ہے کہ اس نے ہم لوگوں کو

آزمایا اور اس میں یہ نہ کہو" ورزقنا من بھیمۃ الانعام" ہم لوگوں ورزق دیا جائے چوپائے جانوروں کا "کیونکہ یہ عبادت

مخصوص ایام تشریق کی ہے(یعنی ١١-١٢-١٣ ذالحجہ)

مجلس نمبر ۲۲

(یوم عید الفطر یکم شوال سنہ ۱۳۶۷ھ)

۱۔ امام صادق(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) سے روایت کیا کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے، اے میرے بندو تم تمام گمراہ ہو بجز اس کے کہ جس کی میں رہنمائی کرتا ہوں اور تم تمام فقیر ہوتے مگر یہ کہ میں نے تمہیں بے نیاز کیا اور تمام گناہ گار ہوتے مگر یہ میں نے تمہاری حفاظت کی ہے۔

اعرابی اور طلبِ قیمتِ اونٹ

۲۔ امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی رسول خدا(ص) کے پاس آیا اور آپ(ص) سے کہا کہ مجھے میرے اونٹ کی قیمت جو کہ ستر(۷۰) درہم ہے ادا کردیں رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ اے اعرابی کیا میں تجھے رقم ادا نہیں کرچکا، اس نے انکار کیا۔ آپ(ص) نے پھر فرمایا کہ وہ میں تجھے ادا کرچکا ہوں۔ اس نے کہا کہ اس بات کا فیصلہ میں لوگوں (کسی منصف) سے کرواؤں گا۔ آپ(ص) اس کے ساتھ قریش کے ایک فرد کے پاس گئے اس قریشی نے طرفین کے بیانات سنے اور کہا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) اقرار کرتے ہیں کہ آپ(ص) نے اونٹ خریدا اور ادائگی کردی تھی ہم آپ(ص) رقم کی ادائگی کے سلسلے میں دو گواہ پیش کریں یا پھر ستر(۷۰) درہم اس اعرابی کو ادا کردیں۔ پیغمبر(ص) یہ سن کر غضبناک ہوئے اور اپنی ردا کو کھینچتے ہوئے فرمایا خدا کی قسم اب میں اس شخص کے پاس تجھے لے کر جاؤں گا جو ہمارے درمیان حکم خدا کے مطابق فیصلہ کرے گا،لہذا آپ(ص) اسے لے کر امیرالمومنین علی بن ابی طالب(ع) کے پاس فیصلے کے لیے آئے علی(ع) نے اعرابی سے پوچھا کہ تیرا مدعا کیا ہے اس نے کہا کہ ستر درہم اونٹ کی قیمت جو کہ میں ان کے ہاتھ فروخت کیا تھا۔ علی(ع) نے پوچھا رسول خدا(ص) آپ کیا فرماتے ہیں آپ(ص) نے فرمایا کہ میں نے اس کو ادا کردیے تھے۔ علی(ع) نے کہا اے اعرابی کیا یہ سچ نہیں کہتے اعرابی نے کہا یہ ٹھیک نہیں ہے میں نے وصول نہیں کیے ۔ علی(ع) نے تلوار نکالی اور اس کا سر اڑادیا رسول خدا(ص) نے فرمایا علی(ع) یہ کیا،کیا جناب امیرالمومنین(ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) اس نے آپ(ص) کی تکذیب کی اور جو کوئی

آپ(ص) کی تکذیب کرے اسکا خون حلال ہے پیغمبر(ص) نے رفماد یا اے علی(ع) .ان لو کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بعوث کیا تیرا فیہ لہ حکم ...را کے مطابق ہے لیکن دو. بارہ ایسا ت رکہ .ا.

امام صادق(ع) اور عصمتِ انبیاء(ع)

۳- علقمہ کہتے یں کہ میں نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ کس کی گو ن وول کی .ائے ور کس کی گو ن تول نہکی .ائے ، امام(ع) نے رفماد یا اے علقمہ جو شخص نظرت ا لام پر ہو اس کی گواں قبول کی .ا سق ہے علقمہ کہتے یں میں نے پوچھا کیا. ..اہ گار کی گوانَ ..ن قابل قبول ہے تو رفماد یا اگر قبول نہیں کرو گے تو َ پھر صرف انبیاء(ع) اور اوصیا(ع) ں گواں دیں گے جو کہ معصوم یں اور جب تک .. ..اہ گار کے .. ..اہ و آنکھوں سے وذ .. .. دیکھو ل. یا دو ایسے آدمی جوکہ ال رالت اور آبرو.رن ہوں گواہ .. .. دیں ُ یقین ت کرو ور وہ شخص جسکا.. ..اہ چ پا ہوا ہے(یعنی اس کے .. ..اہ کے گواہ نہیں) کے .. ..اہ کی غیبت جو وئَ .. س کرے .. ..اہ گار ہے اور ..را سے یا ہےاور شیطان سے پیوستہ ہے .میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے روا.ت کیا اور مجھ سے بیان کیا کہ ر ول ..را(ص) نے رفماد یا جو وئی کسی مومن کی غیبت کرے گا تو ..را ان دونوں وَ .ہشت میں اک ٹا نہیں کرے گا اور جو وئی کسی ایسی برائی و کسی مومن کی رف منسوب کرے جو اس میں .. ہو تو ان دونوں کے در یان سے عصمت قطع ہو .ائے گی یہ غیبت کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور یہ کیا براءا ..ام ہے، علقمہ نے کہا اے فرزند ر ول(ص) لوگ ہمیں بڑے .. ..اہوں سے منسوب کرتے یں ہ ارے دل ان سے تنگ یں،رفماد یا اے علقمہ لوگوں کی پسند و پنی کمزوری سمجھ اور ..رو ..ان و کمزوری کی وجہ سے ضبط کر تم کس رح بچ سکتے ہو اس چیز سے کہ جس سے پیغمبران را .. .. بچ سکےور .. .. اس کے ر سول اور .. .. اس کی جحتیں کیا یوسف(ع) و ز.. ا سے متہم نہیں کیا یا، اور کیا ایوب(ع) و مصیبت میں مبتلا ہونے پر .. ..اہ سے متہم نہیں کیا یا، داؤد(ع) و متہم .. کیا یا کہ ایک پرندے کے پیچھے ئے یہاں تک ..کاور.. یا کی بیوی و دیکھا اور اس کے عاشق ہوئے اور اس کے شوہر و تابوت کے آگےَ بھیجا یہاں تک کہ قتل ہوئے اور اس کی بیوی سے شادی کرلی کیا موسی(ع) و متہم .. .. کیا کہ عنین .. (نامرد) ہے اور ان و آزار د.. یا مگر ..را نے انکو ان تہام سے بری کیا یہ تمام پیغمبر

ٰدرا کے نزدیک آبرو ند تھے لیکن کیا ان تمام انبیاء(ع) و متہم نہ کیا یا کہ جادوگر ہیں دنیا طلب ہیں مریم بنت عمران(ع) و

متہم نہ کیا کہ ایک نجارے مرد یوسف سے حاملہ ہوئی ہے ہمارے پیغمبر(ص) و متہم نہ کیا یہ کہ شاعر و دیوانہ ہے، کیا

آپ(ص) و متہم نہ کیا یا کہ زید بن حارثہ کی بیوی کا عاشق ہوا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کو اپنے نکاح میں لے آئے، کیا

روزِ بدر آپ و متہم نہ کیا یا کہ ایک چادر سرخ کو اپنے لیے غنیمت سے لیا یہاں تک کہ خدا نے اس مخمل کی چادر کو عیاں کیا

اور ان کو بری کیا خیانت سے اور قرآن میں نازل کیا کہ وہ پیغمبر نہیں ہے کہ جو غنیمت سے چوری کرے جو کوئی غنیمت سے

چوری کرے گا وہ روزِ قیامت اسی میں جکڑا ہوا ہوگا کیا متہم نہ کیا کہ ابن عم علی(ع) کے بارے میں ہوائے نفس سے بات کرتا

ہے یہاں تک کہ خدا نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا ''کہ وہ ہوائے نفس سے بات نہیں کرتا بیشک وہ وہی ہوتی ہے جو اس کو

پہنچتی ہے(نجم) اور اس کو متہم نہ کیا کہ یہ اپنے جھوٹ سے رسول خدا(ص) کو جھوٹا جانتے ہیں یہاں تک کہ خدا نے ان کو وحی

بھیجی'' کہ تم سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی اور انہوں نے اپنی تکذیب پر صبر کیا اور آزردہ ہوئے یہاں تک کہ ان کو خدا

کی مدد آپہنچی'' (انعام، ۳۴) اور جب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ مجھے کل رات خدا آسمان پر لے گیا تو کہا گیا کہ تمام رات یہ

اپنے بستر سے تو اٹھے نہیں پھر کیسے آسمان پر گئے ہیں، اور اب جو کچھ اوصیاء کے بارے میں کہتے ہیں، کیا اس سے پہلے سید

الاوصیاء کو متہم نہیں کرتے رہے کہ اپنی ۱۰ ہزار لوگوں کا خون گرارہے ہیں(جمل و صفین) جب کہ چاہتا ہے کہ ابوجہل کی بیٹی کو

فاطمہ(س) پر سوتن لے آئے۔ تو رسول خدا(ص) نے ان لوگوں کی تکذیب میں کہا کہ فاطمہ(س) میرے بدن کا ٹکڑا ہے جو کوئی

اس کو آزار دے گا اس نے مجھے آزار دیا جو کوئی اس کو غضبناک کرے گا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

پھر امام صادق(ع) نے فرمایا اے علقمہ لوگ کیسی کیسی عجیب باتیں علی(ع) کے بارے میں کرتے ہیں ایک گروہ ان کو معبود جانتا

ہے تو دوسرا ناہ گار، معبود رکھنے اور ان (علی(ع)) پر ربوبیت کی تہمت سننا زیادہ آسان ان کی معصیت ہے۔ اے علقمہ وہ

(لوگ) عقیدہ تثلیث کے قائل تو نہیں ہیں مگر ان (علی(ع)) کو خلق بھی نہیں مانتے کبھی کہتے ہیں کہ وہ اللہ کا جسم ہیں، کبھی

انہیں آسمان

کہتے ہیں ، کہیں کہتے ہیں کہ صورت ہے۔ اے علقمہ اللہ کی ذات ان تمام سے نہایت بلند ہے۔ جو لوگ خدا ولائق نہیں جانتے وہ تیری عزت کیسے کریں گے۔ بس تم یہ کرو کہ جس چیز کو تم برا جانتے ہو اس سے دور رہو خدا سے مدد طلب کرو اور صابر رہو بے شک یہ زمین خدا کی ہے اور وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اس کا وارث بناتا ہے عافیت متقیوں کے لیے ہی ہے، بنی اسرائیل نے موسیٰ(ع) سے کہا تھا کہ تم سے پہلے بھی ہم مصیبت میں تھے اور اب بھی مصیبت میں ہیں خدا فرماتا ہے'' کہو اے موسیٰ(ع) امید ہے (خدا) دشمنوں کو نابود کردے اور تم کو زمین میں اس کی جگہ لے آئے اور دیکھے کہ تم کیا کام کرتے ہو''۔

آنحضرت(ص) کے قتل کا منصوبہ

۴۔ امام علی بن حسین(ع) نے فرمایا کہ ایک دن رسول خدا(ص) گھر سے باہر تشریف لائے اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد فرمایا مجھے خبر ملی ہے کہ تین اشخاص نے میرے قتل کے لیے لات و عزی کی قسم کھائی ہے رب کعبہ کی قسم وہ جھوٹے ہیں۔اے لوگو تم میں سے کوئی ہے جو ان سے میرا دفاع کرے کسی طرف سے جواب نہ پاکر رسول خدا(ص) نے علی(ع) کو طلب کیا جو کہ بخار کی وجہ سے گھر میں استراحت فرمارہے تھے عامر بن قتادہ گئے اور انہیں بلا لائے۔ امیرالمومنین(ع) اس طرح تشریف لائے کہ ایک چادر جس کے دو گوشے تھے گردن میں حمائل تھا علی(ع) نے رسول خدا(ص) سے پوچھا یا رسول اللہ(ص) یہ کیسی خبر ہے، جو میں سن رہا ہوں آپ(ص) نے فرمایا یا علی مجھے خدا کے پیامبر(جبریل(ع)) نے اس کی خبر دی ہے۔ علی(ع) نے فرمایا یا رسول اللہ(ص) مجھے اجازت دیں میں تنہا ان کے سامنے جاؤنگا۔ رسول خدا(ص) نے اپنی زرہ علی(ع) کو پہنائی اپنی تلوار ان کے آراستہ کی اپنی پوشاک ان کو زیب تن کروائی اور اپنا عمامہ ان کے سر پر رکھ کر اپنے گھوڑے پر ان کو سوار کروایا۔ امیرالمومنین(ع) گئے تین دن تک ان کی کوئی خبر نہ آئی یہاں تک کہ جبرائیل(ع) بھی ان کی کوئی خبر نہ لائے فاطمہ(س) دونوں بیٹوں حسن(ع) اور حسین(ع) کو ساتھ لے کر رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کہا یا کیا یہ دونوں بچے یتیم باپ کے ہوئے ہیں یہ سن کر پیغمبر(ص) کی آنکھوں سے اشک جاری ہوئے اور فرمایا جو کوئی مجھے علی(ع) کی خبر دے گا میری طرف

سے اسے بہشت کی بشارت ہے۔ یہ سن کر لوگوں و بر ر کا راستہ ملا چل پڑے یہاں تک کہ پیغمبر(ص) و سزدہ دیکھ کر بوڑھی عورتیں ن علی(ع) و ڈھونڈنے نکل ئیں۔

اسی اثناء میں عامر بن قتادہ واپس آئے اور آنحضرت(ص) و علی(ع) کی واپسی کی خوشخبری سنائی جب کہ اسی دوران جبرائیل(ع) ن حضور(ص) و اطلاع پہنچا چکے تھے۔ لہذا امیرالمو نین(ع) تین اونٹوں دو گھوڑوں اور دو اسیروں و ساتھ لے کر پہنچ ن ئے ر ول را(ص) نے استقبال کے بعد فرمایا اے علی(ع) تمہاری غیر اضری میں منافقین نے آزار دینے والی باتیں پ یلائی ہیں لہذا جو بیتی ہے وہ تم خود سناؤ تاکہ یہ لوگ گواہ رہیں۔ عل(ع) نے بیان کیا یا ر ول اللہ(ص) جب میں آپ(ص) کے پاس سے روانہ ہو کران کی وادی میں پہنچا تو دیکھا کہ یہ تینوں اونٹوں پر وار ہیں انہوں نے مجھے آوازدی کہ تم و ن ہو میں نے انہیں بتایا میں علی ابن ابی طالب(ع) برادر ر ول را(ص) ہوں یہ کہنے لگے کہ ہم کسی ر ول و نہیں جانتے تیرا قتل اور محمد(ص) کا قتل ہ ارے لیے برابر ہے۔ یا ر ول اللہ(ص) یہ جو اشخاص میں اپنے ہمراہ لایا ہوں ان میں سے ایک کے ساتھ میرا بارزہ شروع ہو یا۔ اس کے اور میرے در یان چند داؤ پیچ کا رد و بدل ہوا تھا کہ یکا یک ایک سرخ آندھی نے ہمیں آگیرا اس آندھی سے آواز سنائی دی وجہ یا ر ول اللہ(ص) آپ(ص) کی تھی کہ اے علی(ع) میں نے اس کی زرہ کا گریبان پکڑ رکھا ہے تم اس کے بازو اور اس کے شانے پر ضرب لگاؤ۔ میں نے ایسا ہی کیا مگر اس ضرب کا اس پر وئی اثر نہیں ہوا اس کے بعد یکا یک سرخ آندھی تھم کر زرد آندھی چلنا شروع ہوگئی اور آپ(ص) کی آواز مجھے پھر سنائی دی کہ اس کی ران پر سے زرہ اتار کر مارو میں نے ایسا ہی کیا اور اس ضرب سے ان کی ران و قطع کر دیا۔ اسے حملے میں میں نے اس کا سر قلم کر دیا اور اس کے جسم سے دور پھینک دیا۔ باقی دو مردوں نے مجھ سے کہا کہ جنگ روک دو ہم نے سنا ہے کہ تمہارا رفیق مہربان و دلسوز ہے۔ ہمیں اس کے پاس لے چلو اور ہ ارے قتل میں جلدی نہ کرو جس و تونے قتل کیا ہے ہ ارا سردار تھا اور ایک ہزار پہلوانوں پر بھاری تھا لہذا یا ر سول اللہ(ص) میں انہیں لے کر آ یا ہوں۔

ر ول را(ص) نے یہ سننے کے بعد فرمایا اے علی(ع) آندھی کے دوران جو پہلی آواز تم نے سنی وہ جبرائیل(ع) کی تھی اور دوسری یکائیل کی تھی ان دونوں مردوں میں سے ایک و آگے کرو جب وہ آگے

بڑھا تو ر ول اللہ(ص) نے رفماہ یا کہو لا الہ الا اللہ اور ہمیری رسالت کی گواں دو وہ بولا وہ ابوقبیس و کھود ڈالنا آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ یہ ا تراف کروں کہ آپ(ص) نے علی(ع) و حکم یا کہ اس کی گردن اڑا دو مگر قبل اس کے دوسرے و پیش کرو جب وہ آ یا تو اسے ں یہی کہا یا مگر اس نے ں انکار کیا، علی انہیں لے کر پیچھے چلے تاکہ حکم ر ول(ص) ان کی گردنیں اڑا دیں تو جبرائیل تشریف لائے اور تایا کہ اے محمد(ص) دراوند آپ و لام فرماتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ان و قتل نہ کرو کیونکہ یہ اپنے قبیلے میں خوش خلق اور سخی یں آپ(ص) نے علی(ع) و روکد یا ان اشخاص نے ر ول دا(ص) سے کہا کہ یا یہ خبر آپ(ص) و آپ(ص) کے درا نے پہنچائی ہے کہ ہم سخی و خوش خلق یں، آپ(ص) نے رفماہ یا ہاں یہ سن کر وہ نہایت متاثر ہوئے اور قبول ا لام کے بعد انہوں نے ر ول اللہ(ص) تایا کہ اپنے بھائی کے مقابلے میں ہم ایک درہم کی وقعت ں س نہ رکھتے تھے اور یہ کہ جب عبوس ہم نے نہیں کی امام علی بن حسین(ع) نے اس کے بعد رفماہ یا کہ یہ حسن خلق اور سخاوت س تی جو ان و بہشت کی رف کھینچ لائی۔

مجلس نمبر۲۳

(۳ شوال کی شب سنہ۳۶۷ھ)

۱:-امام صادق(ع) نے اپنے آباء سے روایت کی ہے کہ جب امیرالمومنین(ع) ایک قبرستان سے گزرے تو فرمایا اے وحشتناک (ال تربت) اے آوارگان(ال غربت) دوسرے لوگ تمہارے گھروں و استعمال میں لے آئے ہیں اور انہوں نے تمہاری عورتوں سے شادیاں کرلی ہیں اور تمہارے اموال تقسیم کرلیے ہیں یہ ہیں خبریں ہمارے پاس تمہارے پاس ہمارے لیے کیا خبریں ہیں پھر نہ اپنے اصحاب کی طرف رخ کرکے فرمایا اگر یہ بات کرنے کی اجازت رکھتے تو تم وہ خبر دیتے کہ بہترین توشہ تقوی ہے۔

۲- امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا کہ حضرت علی(ع) نے فرمایا کوئی دن اولادِ آدم(ع) پر ایسا نہیں گزرتا کہ جب وہ نہ کہتا ہو کہ اے پسر آدم میں نیا دن ہوں، اور تم پر گواہ ہوں مجھ میں بہتر کہو اور بہتر کرو تاکہ روزِ قیامت تمہارے لیے گواہی دوں میرے جانے کے بعد تم ہرگز مجھے نہیں دیکھو گے۔

۳- جنابِ علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا مسلمان تین دوست رکھتا ہے ایک اس سے کہتا ہے کہ میں تیری زندگی اور موت میں تیرے ساتھ ہوں اور وہ اس کا عمل ہے، دوسرا کہتا ہے کہ تیری موت کے وقت تک تیرے ساتھ ہوں وہ اس کا مال ہے کہ جب انسان مر گیا تو اس کے مال کا وارث کوئی اور ہے، تیسرا کہتا ہے میں تیرے ساتھ صرف قبر تک ہوں اور پھر تجھے چھوڑ دوں گا وہ اس کا فرزند ہے۔

۴- جنابِ علی(ع) نے فرمایا کوئی شخص اپنی موت و حق کیساتھ نہیں پہچانتا اس لیے کہ اسے علم نہیں کہ موت کے بعد زندگی کے بارے میں کیسا حساب ہونے والا ہے۔

۵- جناب امیرالمومنین(ع) نے بصرہ میں خطبہ پڑھا خدا کی حمد و ستائش اور نبی(ص) پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا! چاہے کسی کی عمر طویل ہو یا مختصر زندگی کے لیے عبرت ہے اور مردہ کی نصیحت زندہ شخص کے لیے یہ ہے کہ جو دن گزر گیا وہ واپس نہیں آئے گا اور جو آنے والا ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ ماضی حال اور مستقبل جو کہ ایک دوسرے کے ساتھ پیوستہ ہیں روزِ حساب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے موت تمام پر غالب ہے اس دن تمام اعمال سامنے لائے جائیں گے اور مال اور اولاد

سے اس دن فائدہ نہیں پہنچا سکے گا سوائے اس کے کہ نیک اعمال انجام دیئے جائیں، پھر آپ(ص) نے فرمایا اے میرے شیعو۔ بہرحال اس کردار پر کہ نیکی کر کے اس کے ثواب سے بے نیاز ہو جاؤ کہ ایسے پر عذاب نہیں ہے۔ اطاعت الٰہی بہرحال آسان تر ہے بہ نسبت اس کے کہ عذاب کے خوف پر صبر کر لیا جائے۔ جان لو کہ انسان کی عمر محدود ہے مگر وہ اپنی آرزوئیں بلند رکھتا ہے اور اپنے نفس کے تابع ہے اور جان لو کہ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اس کی زندگی ناداری میں بسر ہوتی ہے یہ فرما کر جناب امیر (ع) کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آپ(ع) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی " اور بیشک محافظ تم پر نگران ہیں کراما کاتبین کہ وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو"

۶- امیرالمومنین(ع) نے فرمایا تمام خیر تین خصلتوں میں جمع ہے نظر میں سکوت میں اور کلام میں، ہر وہ نظر جو بے عبرت ہو سہو ہے، ہر وہ خاموشی جو بے فکر ہو وہ غفلت ہے اور ہر وہ بات جس میں ذکر خدا نہ ہو لغو ہے، خوش قسمت ہے وہ بندہ جس کی نظر میں عبرت اور جس کی خاموشی میں فکر اور سخن کی بات میں ذکر خدا ہو جو اپنے گناہوں پر گریہ کرے اور لوگ اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

۷- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا پانچ مواقع پر دعا کو غنیمت سمجھو، قرآن پڑھنے کے وقت، اذان کے وقت اور بارش آنے کے وقت اور دشمن پر حملہ کے وقت جب دونوں طرف سے صفیں قائم ہوں تو بر شہادت کے لیے (حق و باطل کی معرکہ آرائی کے وقت) اور اس وقت کہ جب مظلوم پکارے۔ ان اوقات میں دعا سیدھی پردہ عرش تک جاتی ہے۔

۸- جناب امیر(ع) نے فرمایا غفلت زدہ انسان لباس خریدتے ہیں کہ اس کو زیب تن کریں جب کہ اصل لباس کفن ہے، بہترین گھر بناتے ہیں تاکہ اس میں رہیں جبکہ اصل گھر قبر ہے آپ(ع) سے پوچھا گیا کہ ایسی کیا چیز ہے جو موت کا خوف نہیں رہنے دیتی ، آپ(ع) نے فرمایا حرام سے کنارہ کشی اور اعمال صالح کو انجام دینے سے موت کو خوف نہیں رہتا پھر فرمایا کہ خدا کی قسم ابن ابی طالب(ع) کو کوئی پرواہ نہیں کہ موت اس پر آپڑے یا وہ موت کو جالے جناب امیر(ع) نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا اے لوگو! بیشک دنیا نہ رہنے والا گھر ہے جبکہ آخرت زندگی کا گھر ہے اپنی گذرگاہ کے لیے توشہ لے لو اور کسی کے راز کو جو تمہارے سینے میں ہے عیاں نہ کرو اپنے دلوں کو دنیا سے جدا رکھو اس سے پہلے کہ یہ تمہیں تنہا و جدا کردے (دین سے) اور تم محتاج ہو جاؤ ، تم آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو دنیا زہر کی طرح ہے کہ بندہ اس کو کھاتا ہے مگر پہچانتا نہیں اور موت آ گیرتی ہے فرشتے کہتے ہیں کہ تم نے آگے کیا بھیجا جب کہ تم کہتے ہو کہ تم نے پیچھے کیا چھوڑا اپنے کاموں عیش سے تو بھرو اور برائی کو نظر انداز مت کرو کہ تمہارے نقصان دہ ہے محروم وہ بندہ ہے کہ جس نے راہ صراط کو چھوڑ دیا ہو تم

اس بندے پر رشک کرو، جس نے اپنے مال سے صدقات اور راہ خدا میں خرچ کیا اور جس کا بستر بہشت میں گا ہے۔

۹- رسول خدا(ص) نے فرمایا امام میرے بعد بارہ ہوں گے کہ پہلے اے علی(ع) تم ہو اور آخری امام قائم ہے کہ خدا اس کے ہاتھ پر مشرق و مغرب کی زمینوں و فتح کرے گا۔

۱۰- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ لوگوں نے جناب رسول خدا(ص) کے اس فرمان کو بھلا دیا جو کہ انہوں نے جناب امیر(ع) کے بارے میں اس وقت ارشاد فرمایا تھا جب کہ آپ(ع) حجرہ ام ابراہیم میں تشریف فرما تھے۔ اور یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح غدیر خم کے فرمان کو بھلا دیا ہے۔

امام(ع) نے فرمایا کہ آنحضرت(ص) حجرہ ام ابراہیم میں تشریف فرما تھے اور اصحاب بھی آپ(ص) کے ساتھ موجود تھے۔ ناگاہ جناب امیر المومنین(ع) تشریف لائے تو اصحاب نے جناب امیر(ع) کے لیے جگہ نہ چھوڑی، جناب رسول خدا(ص) نے یہ ماجرا دیکھا تو فرمایا۔ اے لوگو! یہ میرے اہل بیت(ع) ہیں جب کہ تم انہیں احترام دینے میں مانع ہو۔ میں ابھی زندہ ہوں اور تمہارے درمیان موجود ہوں۔ تم آگاہ ہو جاؤ کہ خدا کی قسم اگر میں تمہارے درمیان نہ بھی رہوں تب بھی خدا تو موجود ہوگا وہ تمہیں دیکھ رہا ہوگا ۔ تہنیت و بشارت اس بندے کے لیے ہے جو علی(ع) کی پیروی کرئے گا۔ اس سے محبت رکھے گا اور اس کی اولاد میں سے (منصوص) اوصیاء(ع) کے سامنے سر تسلیم خم کردے گا۔ یہ مجھ پر واجب ہے کہ میں ایسے بندے و اپنی شفاعت میں داخل کروں۔ ایسا بندہ جو علی(ع) اور اولاد علی(ع) کے اوصیاء(ع) کی پیروی و اتباع کرے گا وہ یوں شمار ہوگا کہ گویا اس نے میری پیروی و اتباع کی وہ بندہ یقینا مجھ سے ہے۔ یہ سنت ابراہیم(ع) ہے جو کہ ہمارے لیے قائم کی گئی ہے۔ میں ابراہیم سے ہوں اور ابراہیم مجھ سے ہیں میرا فضل ان کا فضل اور انکی فضیلت ہے جبکہ میں ان (ابراہیم(ع)) سے افضل ہوں جس کی تصدیق یہ قول خدا ہے کہ "بعض بعض کی ذریت سے ہیں اور خدا سننے والا اور علم رکھنے والا ہے۔" (آل عمران، ۳۳)

امام(ع) فرماتے ہیں کہ آنحضرت(ص) کی حجرہ ام ابراہیم میں تشریف فرما ہونے کا سبب یہ تھا کہ آپ(ص) کے پاؤں مبارک پر زخم آیا تھا جب کہ ہڈی کو کوئی گزند نہ پہنچا تھا اور اس وقت لوگ آپ کی عیادت کی غرض سے جمع تھے۔

وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد وآل الطیبین الطاهرین

مجلس نمبر ۲۴

(۴ شوال سنہ ۱۳۶۷ھ)

شہادت حسین(ع) کی خبر

۱- ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو عرش رب العالمین و ہر زینت دینے والی چیز سے زینت دی جائے گی اور اسے آراستہ کیا جائے گا اور نور کے دو منبر لائے جائیں گے کہ ہر ایک کا طول سو میل ہوگا ایک کو عرش کے دائیں طرف رکھا جائے اور دوسرے کو عرش کے بائیں طرف پھر حسن(ع) ایک منبر تشریف فرما ہوں گے اور حسین(ع) دوسرے پر تشریف رکھیں گے پروردگار اپنے عرش کو ان سے زینت دے گا جیسا کہ عورت اپنے دونوں کانوں میں گوشوارے پہن لیتی ہے۔

۲- ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا(ص) کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ امام حسن(ع) آئے رسول خدا(ص) نے جب ان کو دیکھا تو گریہ کیا اور پھر فرمایا میرے پاس آؤ اے میرے بیٹے پھر ان کو اپنے نزدیک کیا اور اپنے دائیں زانو پر بٹھا دیا پھر حسین(ع) آئے حضرت(ص) نے جب ان کو دیکھا تو گریہ کیا اور کہا آؤ آؤ میری جان میرے بیٹے ان کو اپنے نزدیک بلایا اور بائیں زانو پر بٹھایا پھر جناب فاطمہ(س) آئیں جب انہیں دیکھا تو گریہ کیا پھر انہیں اپنے برابر بٹھا دیا اور پھر امیر المومنین(ع) آئے ان کو جب دیکھا تو گریہ کیا ان کو اپنے پاس طلب کیا اور اپنے دائیں پہلو میں بٹھایا ابن عباس کہتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ(ص) آپ نے ان میں سے جس کسی کو دیکھا گریہ کیا کیا آپ(ص) کے لیے ان میں سے کوئی ایسا نہ تھا کہ آپ جو دیکھ کر خوش ہوتے، فرمایا خدا کی قسم کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ نبوت عطا کی اور تمام لوگوں پر مجھے برگزیدہ کیا یہ سب گرامی ترین خلق ہیں خدا نزدیک اور روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں ہے کہ ان سے زیادہ میرا محبوب ہو علی ابن ابی طالب(ع) میرا بھائی ہے میرا مددگار ہے اور میرے بعد صاحب امر ہے۔ میرے لوا کو اٹھانے والا ہے

اور دنیا و آخرت میں میرے حوض کا صاحب اور ہر مسلمان کا مولی و سردار ہے ہر مومن کا امام ہے اور ہر متقی کا قائد ہے وہ میرا وصی و خلیفہ میرے خاندان اور میری امت پر ہے میری زندگی میں اور میری موت کے بعد جس نے اس کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا ہے اس کا محب میرا محب ہے اس کا دشمن میرا دشمن ہے اس کی ولایت سے میری امت رحمت میں ہے اور جو کوئی اس کا مخالف ہے وہ ملعون ہے اور جب یہ (علی(ع)) آئے تو میں نے اس لیے گریہ کیا کہ مجھے یاد آیا کہ میرے بعد میری امت اس کے ساتھ غداری ودغا و مکر کرے گا اور اس کو مسند خلافت سے ہٹایا جائے گا جس کے لیے میں نے اس کو مقرر کیا ہے میرے بعد لوگ انہیں مصیبت میں گرفتار کردینگے یہانتک کہ اس کے سر میں تلوار سے ضرب لگائی جائے گی اور ان کی ڈاڑھی خون سے خضاب و رنگین ہوجائے گی اس بہترین مہینہ کے اندر جس کو ماہ رمضان کہتے ہیں جبکہ خدا نے اس مہینہ میں قرآن کا نازل کیا ہے لوگوں کی ہدایت کے لیے اور یہ کھلی گواہی(دلیل) ہے حق و باطل میں فرق کرنے کےلیے اور میری بیٹی فاطمہ(س) جو اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہے اور میرے بدن کاٹکڑا ہے اور میری آنکھوں کا نور ہے اور میرے دل کا ثمر ہے اور میری روح ہے، میرا مرکز ہے میرا پہلو ہے، حوریہ انسیہ ہے، اور ہر وقت محراب عبادت میں اپنے پروردگار کے سامنے کھڑی رہتی ہے اس کا نور آسمان کے فرشتوں کو روشن کردیتا ہے جس طرح چاند ستاروں کا نور زمین کو روشن کرتا ہے اور خدا اپنے فرشتوں کو فرماتا ہے میرے فرشتو میری کنیز فاطمہ(س) کو دیکھو کہ میرے سامنے کھڑی ہے اس کا دل میرے خوف سے لرزتا ہے اور میری عبادت میں مصروف ہے گواہ رہو کہ اس کے شیعوں کو میں نے دوزخ سے امان دی ہے لہذا جب میں (محمد(ص)) نے اس کو دیکھا تو مجھےیاد آیا کہ میرے بعد امت کے لوگ اس کے ساتھ کیا سلوک کریں گے اس کے گھر کو گرائیں گے اس کی حرمت کو پامال کریں گے اس کے حق کو غصب کیا جائیگا اس کی وراثت کو ممنوع رکھا جائے گا اس کا پہلو شکستہ کیا جائیگا یہاں تک کہ اس کا جنین ساقط ہوجائے گا یہ فریاد کرے گی یا محمداہ مگر اس کو جواب نہیں لے گا یہ استغاثہ کرے گی مگر کوئی اس کی مدد نہیں کرے گا میرے بعد یہ ہمیشہ پریشان اور غم زدہ رہے گی اور مصیبت میں گرفتار روتی رہے گی اسکو یاد آئے گا کہ وحی اس کے گھر سے منقطع ہوگئی ہے، میری جدائی کے

صدمے سے یہ خوف زدہ ہوجایا کرے گی اور مجھ جیسے شفیق باپ جس کا یہ مرکز تھی و یاد کرکے غمزدہ ہو جائے گی تب خداوند اس کے ساتھ فرشتوں و مانوس کرے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ مریم بنت عمران و ندا کرتے تھے کہیں گے کہ فاطمہ(س) خدا نے تجھے برگزیدہ کیا تمام عالمین کی عورتوں سے اور تجھے پاک کیا اے فاطمہ(س) قنوت پڑھو اور رکوع و سجود کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو، اس کے بعد اس کی بیماری کا آغاز ہوگا تب خدا مریم بنت عمران و بھیجے گا جو بیماری میں ان کی انیس ہوں گی اور ان کی تیمارداری کریں گی فاطمہ(س) اس مقام پر کہیں گی اے پروردگار میں اس زندگی سے تنگ آگئی ہوں اور اہل دنیا سے ملول ہوں مجھے میرے والد(ص) تک پہنچا دے یا اے خداوندا انہیں مجھ تک پہنچا دے یہ وہ پہلی فرد ہوں گی جو میرے دنیا سے جانے کے بعد میرے خاندان سے مجھے آکر ملیں گی اور اس حال میں کہ محزون و گرفتار بلا اور شہید مجھ تک وارد ہوں گی اس وقت میں خدا سے درخواست کروں گا کہ خدایا لعنت کر اس شخص پر کہ جس نے اس پر ظلم کیا ہے اور سزا دے پر اس شخص و کہ جس نے ان کا حق غصب کیا ہے اور خوار کر اس بندے و جس نے ان و خوار کای ہے اور اسے ہمیشہ کے لیے جہنم رسید کردے جنہوں نے اس کے پہلو پر دروازہ گرایا ہے جس سے اس کا جنین ساقط ہوا ہے میری اس دعا پر ملائکہ آمین کہیں گے پھر حسن(ع) یہ میرا بیٹا میرا فرزند ہے یہ میرے بدن کا ٹکڑا اور میری آنکھوں کا نور، میرے دل و روشنی اور میرے دل کا ثمر (میوہ) ہے وہ جوانان بہشت کا سردار ہے اور خدا کی حجت ہے میری بات پر اس کا امر میرا امر ہے اور اس کا قول میرا قول ہے جو کوئی اس کی پیروی کرے گا اس نے میری پیروی کی جو کوئی نافرمانی کرے گا گویا اس نے میری نافرمانی کی جب میں نے اس و دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد اس کی اہانت کی جائے گی میں دیکھتا ہوں کہ لوگ اس پر کھلم کھلا ستم کریں گے اور اس کے دشمن اس و قتل کردیں گے اس وقت سات آسمانوں کے فرشتے اس کی موت پر گریہ کریں گے اور تمام چیزیں یہاں تک کہ پرندے اور دریا کی مچھلیاں بھی اس پر گریہ کریں گی جو آنکھ اس پر گریہ کرے گی وہ اس دن اندھی نہ ہوگی کہ جس دن دوسری آنکھیں اندھی ہوں گی اور جو کوئی اس پر محزون ہوگا تو اس دن جس دن تمام دل محزون ہون گے وہ محزون نہ ہوگا اور جو کوئی بقیع میں اس کی زیارت کرے گا تو اس کے قدم پل صراط

پر مضبوط ہوں گے۔ اس دن کہ جس دن تمام لغزش کھا رہے ہوں گے اور اس کے بعد حسین(ع)، حسین(ع) مجھ سے ہے اور میرا فرزند ہے اور بہترین خلق ہے اپنے بھائی کے بعد مسلمانوں کا امام ہے اور مومنین کا ولی ہے اور عالمین پر خدا کا خلیفہ ہے وہ غیاث المستغیثین و امان طلب کرنے والوں کی پناہ اور تمام خلق پر خدا کی حجت ہے۔ وہ جوانان بہشت کا سردار اور جنت کا دروازہ ہے اس کا امر میرا امر ہے اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے جو اس کی پیروی کرتا ہے اس نے میری پیروی کی ہے اور جوئی اس کی نافرمانی کرے اس نے میری نافرمانی کی جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھے یاد آیا کہ میرے بعد اس کے ساتھ کیا کیا جائے گا میں دیکھتا ہوں کہ میں جو اپنے حرم اور اپنے قرب میں لوگوں کو پناہ دینے والا ہوں اسی کے فرزند کو پناہ نہ دی جائے گی۔

میں اس کو خواب میں اپنی آغوش میں لوں گا اور اپنے سینے سے لگاؤں گا اور حکم دوں گا کہ میرے گھر سے ہجرت کر لیں میں اس کو شہادت کی بشارت دوں گا کہ اس جگہ سے کوچ کریں اس زمین کی طرف جو کہ اس کی قتل گاہ ہے، زمین کرب و بلا و قتل و رنج جہاں ایک گروہ مسلمین اس کی مدد کرے گا یہ سردار شہداء امت ہے ، روز قیامت میں اس کو ایسے دیکھتا ہوں کہ تیر کھانے کے بعد اپنے گھوڑے سے زمین پر گرا ہے اور جیسے گوسفند کے سر کو ظلم سے کاٹا جاتا ہے اس کا سر کاٹ دیا جائے گا، پھر رسول خدا(ص) نے گریہ کیا اور وہ تمام بندے جو آپ کے پاس جمع تھے رونے لگے اور صدائے شیون بلند ہو گئی آنحضرت(ص) اٹھے اور فرمایا خدایا میں تجھ سے شکایت کرتا ہوں اس کی جو میرے اہل بیت(ع) سے میرے بعد کیا جائے گا اور پھر اپنے گھر کے اندر تشریف لے گئے۔

۳- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ ان کے جد(ع) نے فرمایا کہ ایک دن حسین بن علی(ع) امام حسن(ع) کے پاس تشریف لے گئے اور گریہ کیا امام حسن(ع) نے فرمایا اے ابو عبداللہ(ع) تم کو کیا چیز رلاتی ہے امام حسین(ع) نے فرمایا برادر میں اس پر گریہ کرتا ہوں جو کہ آپ کے ساتھ روا رکھا جائے گا امام حسن(ع) نے فرمایا میرے ساتھ جو ہوگا وہ زہر ہے کہ جس کو میرے حلق سے نیچے اتارا جائے گا اور میں قتل کر دیا جاؤں گا مگر اے ابو عبداللہ(ع) (حسین(ع)) میں اس دن کو نہیں دیکھ رہا ہوں کہ جس دن تیس ہزار مرد جو کہ ہمارے جد(ص) کی امت ہونے کا دعوی کریں گے تیرے گرد گھیرا ڈال لیں

گے اور تیرے قتل کے لیے اور تیرا خون گرانے، تیری حرمت کی ہتک کرنے، تیری ذریت کو اسیر کرنے اور تیرا مال لوٹنے

کے لیے تجھ سے جنگ کریں گے بنی امیہ لعنت کی مستحق ٹھہرائی جائے گی آسمان راکھ اور خون برسائے گا اور ہر چیز آپ(ع) پر

گریہ کرے گی یہاں تک کہ بیابان کے وحشی جانور اور دریا کی مچھلیاں بھی آپ پر گریہ کناں ہونگے۔

توضیح وسیلہ

۴۔ ابو سعید خدری(رض) کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جب بھی خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو اس سے

وسیلے کا واسطہ دے کر کرو، پوچھا گیا پیغمبر(ص) سے کہ وسیلہ کیا ہے فرمایا وہ درجہ ہے جو کہ میں بہشت میں رکھتا ہوں کہ اس

کے ہزار درجے ہیں اور ہر دو درجوں کے درمیان ایک مہینہ گھوڑا دوڑنے کی راہ کا فاصلہ ہے اور یہ درجے گوہر، زبرجد، یاقوت اور

سونے چاندی کے ہیں، ان کو قیامت میں لایا جائے گا اور میرے برابر میں رکھدیا جائے گا اور یہ جیسا کہ چاند روشن ہوتا ہے

روشن ہوں گے، اس دن کوئی پیغمبر و صدیق و شہید نہ ہوگا کہ جو کہے گا، خوش قسمت ہے وہ بندہ جو یہ درجہ رکھتا ہے تو خدا

کی طرف سے ندا آئے گی کہ تمام پیغمبر اور تمام خلائق سن لو کہ یہ درجہ محمد(ص) کا ہے پھر میں آؤں گا اور نور کی قبا دوش

پر رکھوں گا اور تاج ملک وا کلیل کرامت علی بن ابی طالب(ع) کے سر پر ہوگا پھر لوا حمد کو میرے آگے رکھا جائے گا اس پر لکھا

ہوگا'' لا الہ الا اللہ'' اور کامیاب ہیں کہ جو خدا کو پہنچ گئے۔ جب پیغمبر(ص) گزریں گے تو کہیں گے کیا یہ مقرب فرشتے ہیں

کہ ہم ان کو نہیں پہچانتے اور ہم نے ان کو نہیں دیکھا اور جب فرشتے گزریں گے۔ تو کہیں گے کہ کیا یہ دونوں پیغمبر مرسل

ہیں یہاں تک کہ میں اس درجے سے اوپر جاؤں گا اور علی(ع) میرے پیچھے آئیں گے اور یہاں تک کہ میں سب سے بلند مقام پر

آؤں گا اور علی(ع) مجھ سے ایک درجہ نیچے ہوگا اس دن کوئی پیغمبر و صدیق و شہید نہ ہوگا کہ کہے گا، خوش قسمت ہیں یہ دو

بندے خدا کے نزدیک کہ کیسے گرامی ہیں پھر خدا کی طرف سے ندا آئے گی۔ کہ تمام پیغمبر و صدیق وشہید و مومنین یہ سن لیں

کہ یہ میرے حبیب محمد(ص) ہیں اور یہ میرا ولی علی(ع) ہے اور خوش قسمت ہے وہ شخص جو انہیں دوست رکھتا ہے اور اس

کے لیے آج کا دن نہایت برا ہے

جو ان کا دشمن ہے اس کے بعد رسول خدا(ص) نے فرمایا اس دن تیرے دوست خوش و خرم ہوں گے اور ان کے چہرے نورانی اور دل شاد ہوں گے اور وہ لوگ جو تجھے دوست نہیں رکھتے ان کے چہرے اس دن سیاہ اور ترم لرزاں ہوں گے پھر ان کے درمیان سے دو فرشتے بر آمد ہوں گے اور میرے سامنے آئیں گے ایک رضوان، کلید دار بہشت اور دوسرا مالک، کلید دار دوزخ ہوگا، رضوان میرے نزدیک ہوگا اور کہے گا میں کلید دار بہشت ہوں یہ جنت کی کنجیاں ہیں جو کہ رب العزت نے آپ(ص) کے لیے بھیجی ہیں لہذا اے احمد(ص) ان کو لے لو میں کہوں گا حمد ہے اس خدا کی جس نے مجھ پر اپنا فضل کیا میں نے اپنے پروردگار سے انہیں قبول کیا پھر یہ کنجیاں میں اپنے بھائی علی(ع) کے سپرد کروں گا پھر مالک دوزخ میرے سامنے آئے گا اور کہے گا میں کلید دار جہنم ہوں یہ دوزخ کی کنجیاں ہیں جو کہ رب العزت نے آپ(ص) کے لیے بھیجی ہیں انہیں قبول فرمائیں، میں یہ کنجیاں بن علی(ع) کو دے دونگا اور پھر میں اس مقام پر کھڑا ہوں گا جہاں گناہ گاروں کو جہنم رسید کیا جائے گا (داخل جہنم) اس جگہ جہنم کے شرارے اٹھ رہے ہوں گے علی(ع) جہنم کی مہار تھامے ہوں گے اور دوزخ علی(ع) سے فرماتی ہوگی کہ مجھے چھوڑ دو کہ تمہارے نور سے میری آگ سرد ہوئی جاتی ہے علی(ع) فرمائینگے کہ زرا ٹھہر جا اے دوزخ اور کہیں گے کہ فلاں شخص کو پکڑ لے یہ میرا دشمن ہے اور فلاں کو چھوڑ دے کہ یہ میرا دوست ہے۔ رسول خدا(ص) فرماتے ہیں کہ دوزخ اس دن علی(ع) کے لیے اتنی فرمانبردار اور مطیع ہوگی اور کہ جیسے ایک غلام اپنے آقا کے لیے فرمانبردار ہوتا ہے کہ آقا جیسے چاہے اسے دائیں بائیں کھینچ لے۔ اس دن بہشت بن علی(ع) کے لیے مطیع تر ہوگی کہ اسے اپنے دوستوں کے لیے جو بن حکم دیں گے وہ عمل کرے گی۔

صلی اللہ علیٰ سیدنا خیر خلقه محمد وآل محمدوآله اجمعین

مجلس نمبر ۲۵

(۱۷ ذالحجہ سنہ۳۶۷ھ)

(یہ مجلس طوس میں زیارت حضرت رضا(ع) پر پڑھی گئی)

ثواب زیارت

۱۔ حسین بن یزید کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ میرے فرزند موسی(ع) سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو کہ جناب امیر(ع) کا ہم نام ہوگا وہ زمین طوس خراسان میں زہر سے قتل کیا جائے گا اور اسی جگہ اس کی تدفین نہایت غربت کے عالم میں ہوگی تم میں سے جو کوئی بھی اس کے مقام (عظمت) کو پہچانتے ہوئے اس کی زیارت کرے گا تو خدا اسے فتح مکہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور جہاد کرنے کے برابر اجر دے گا۔

۲۔ جابر جعفی نے کہا کہ ابوجعفر(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کیا کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا میرے بدن کا ایک ٹکڑا خراسان میں دفن ہوگا اور جو کوئی اس کی زیارت کرے گا تو خدا اس کی مصیبت کو اس سے دور کرے گا اور اس کا گناہ باقی نہ رہے گا اور خدا تمام گناہ معاف کردے گا۔

۳۔ ابو نصر بزنطی کہتے ہیں میں ابوالحسن رضا(ع) کا خط پڑھا جس میں درج تھا کہ میرے شیعوں کو یہ پیغام دو کہ جو کوئی میری زیارت کرے گا تو یہ خدا کے نزدیک ایک ہزار حج کے برابر ہے آپ کے فرزند ابوجعفر(ع) نے کہا ہزار حج کے برابر فرمایا ہاں پھر فرمایا خدا کی قسم دو ہزار(ایک لاکھ) حج اس کے لیے ہے جو ہماری معرفت حق کے ساتھ زیارت کرے۔ (یعنی ہمارے مقام کی معرفت رکھتے ہوئے)

۴۔ ابونصر بزنطی کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) سے سنا کہ جو کوئی میری زیارت کرے گا معرفتِ حق کے ساتھ تو اس کی شفاعت قیامت کے دن قبول ہوگی۔

۵۔ نعمان بن سعد کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا ، ایک فرزند میرے فرزندوں میں

سے

مجلس مۂ بر۲۶

(٦ . تام مشہدِ رضا(ع) روز نریر نم ۱۸ ذالحجہ سنہ۳٦۷ھ)

جنابِ امیر(ع) کا خ بہء نریر پر شہادت طلبہء ۱۰

۱- جابر بن عبداللہ انصاری(رض) کہتے یں کہ امیر المو منین(ع) نے ہمیں ایک خطبہء یا پہلے نرا کی حمد و ثنائش کی اور پھر رفماہ یا اے لوگو! اس منبر کے سامنے ر ول نرا(ص) کے پار بزرگ صحابی موجود یں انس بن ماک، برائن عازب انصاری ۔ اشعث بن قیس کندی۔ خالد بن یزید بجلی پھر آپ(ع) نے انس بن ماک کی رف رخ کیا اور کہا اے انس تم نے ر سول نرا(ص) کا یہ فرمان کہ جس کسی کا میں مولا و آقا ہوں اس اس کے آقا و مولا علی(ع) یں سنا ہے لہذا اگر تونے آج میری ولایت کی گواہی نہ دی تو نرا تجھے اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک تو برص کے مرض میں مبتلا نہ ہو جائے کہ جس کو تیرا امہ ن نہ چ پاسکے پھر آپ(ع) نے اشعث سے رفماہ یا اے اشعث اگر تونے ر ول نرا (ص) سے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا، اس اس کا علی(ع) مولا ہے رنہ یا تو اس و دوست رکھ جو علی (ع) و دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی(ع) سے دشمن رکھے تو تو (اشعث) اس کی گواہی دے ورنہ نرا تجھے اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک کہ تیری دونوں آنکھوں کی بینائی ختم نہ کرے پھر خالد سے رفماہ یا کہ اے خالد اگر تونے ر ول نرا(ص) سے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا اس اس کا علی(ع) مولا رنہ یا اس و دوست رکھ جو علی(ع) و دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی(ع) و دشمن رکھے تو اس کی گواہی دے نہیں تو نرا تجھے اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک تیری موت جاہلیت کے رطریقے پر نہ ہو جائے پھر آپ نے براابن عازب سے رفماہ یا کہ اے برا بن عازب اگر تو نے ر ول نرا(ص) سے سنا ہے کہ جس جس کا میں مولا ہوں اس اس کا علی(ع) مولا ہے رنہ یا تو اسے دوست رکھ جو علی(ع) و دوست رکھے اور اسے دشمن رکھ جو علی(ع) و دشمن رکھے تو اسے بیان رکو ورنہ اے براابن عازب نرا تجھے اس وقت تک موت نہیں دے گا جب تک تو یہاں سے رجت نہ کر جائے جابر بن عبداللہ انصاری(رض) کہتے یں نرا کی قسم میں نے دیکھا کہ انس بن ماک

برص کے مرض میں مبتلا ہو یا ہے جس و وہ اپنے اے سے چ اپتا ہے مگر نہیں چ پتا اشعث ۔و دیکھا ک۔ اس کی دونوں آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہے اور اسے یہ کہتے سنا کہ حمد ہے اس ۔ا کی، علی(ع) نے صرف مجھے دنیا میں اندھا کر دیا کہیں آخرت کے بارے میں نفرین کردیتے تو زاب کاشکار ہوتا ۔الد بن یزید جب مرا تو اس کے گھر والوں نے اسے گھر میں گڑھا کھود کر دفن دیا جب اس کے قبیلے والوں و پتا چلا تو وہ اونٹوں اور گھوڑوں پر وار ہو کر آئے، گھر میں گھس کر گڑھا کھودا اور اس کی لاش نکال کر ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور اہلیت کے دستور کے مطابق اس کی لاش و دروازے پر لٹکا یا ، براابن عازب جرت کر کے ۔ن چلا یا جہاں م اویہ نے اسے ۔ن کا والی بنا دیا اور ویں اس کی موت ہوئی۔

۲- ابو اسحاق کہتے یں میں نے علی بن حسین(ع) سے پوچھا کہ فرمان ر ول ۔را(ص) "من کنت مولاہ فعلی مولا" کے کیا معنی یں تو فرما یا کہ ر ول(ص) نے علی(ع) و خبر دی تھی کہ وہ میرے بعد امام یں۔

۳- علی بن ہاشم بن یزید کہتے یں کہ میرے باپ نے زید بن علی سے پوچھا کہ قول ر ول ۔را(ص) "من کنت مولا فعلی مولا" سے کیا مراد ہے تو فرما یا کہ اس قول و ہدایت کی علا ت مقرر کیا یا ہے تاکہ حزبِ ۔را موقع اختلاف میں ہو تو اس قول کے وسیلے سے حق کا تعین کر لے۔

۴- ابو جارود کہتے یں کہ ابوجعفر امام باقر(ع) نے قولِ ۔را" بیشک تمہارا ولی ۔را ہے اور اس کا ر ول ہے اور وہ یں وجا ۔ ان رکتے یں... آخر۔ " (مائدہ، ۵۵)کی تفسیر کی سلسلے میں فرما یا کہ کچھ یہودی جیسا کہ عبداللہ بن لام ، اسد، ثعلبہ، لام ، یامین او ابن وریا، ر ول ۔را(ص) کے پاس آئے اور کہنے لگے یا نبی اللہ(ص) موسی(ع) نے یوشع بن نون(ع) و اپنا وصی بنا یا تھا آپ کا وصی ون ہے اور ون آپ(ص) کے بعد ا ت کا سرپرست ہے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ " تمہارا ولی تمہارا ۔را ہے اور تمہارا ر ول اور وہ بندے یں وجا ۔ ان والے یں اور نماز قائم کرتے یں اور ر وع میں یں اور ز واۃ ادا کرتے یں" پھر ر ول ۔را(ص) نے فرما یا اٹھو وہ تمام یہودی اٹھے اور ر ول(ص) کے ساتھ چل پڑے ر ول ۔را(ص) مسجد میں آئے ناگاہ ایک سائل مسجد میں داخل ہوا آپ(ص) نے اس سے پوچھا کہ کیا کسی نے تجھے وئی چیز دی ہے ۔ اس نے کہا کہ ہاں ایک شخص نے مجھے یہ انگوٹھی دی

ہے آپ(ص) نے رفماہ یا کس الت میں دی ہے تو سائل نے وہب دہ یا کہ الت رکوع میں، پیغمبر(ص) اور تمام حاضرین مسجد نے تکبیر کہی۔ رسول خدا(ص) نے رفماہ یا میرے بعد علی ابن ابی طالب(ع) تمہارا ولی ہے لوگوں نے خوش ہو کر کہا کہ ہم اپنے پروردگار سے خوش ہیں، دین اسلام سے شاد، اور محمد(ص) کی نبوت اور علی(ع) کی ولایت پر راضی اور مسرور ہیں اس وقت خدا نے اس آیت کو نازل کیا" کہ جو کوئی تولی رکھے اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کو جو ایمان والے ہیں تو بیشک اللہ کا گروہ ہی غالب رہنے والا ہے۔" (مائدہ، ۵۶) عمر بن خطاب سے روایت ہوا کہ میں نے الت رکوع میں چالیس انگوٹھیاں تصدق کیں میرے بارے میں کوئی کچھ اس طرح کا نازل ہو مگر یہ رتبہ صرف علی(ع) کو ہی ملا۔

۵- جابر بن عبداللہ انصاری(رض) کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے علی بن ابی طالب(ع) سے رفماہ یا ، اے علی تم میرے بھائی اور میرے وصی و وارث و خلیفہ ہو میری حیات پر میری زندگی میں بھی اور میری موت کے بعد بھی تیرا دوست میرا دوست ہے تیرا دشمن میرا دشمن ہے تیرا بد خواہ میرا بد خواہ اور تیرا پیرو میرا پیرو ہے۔

۶- ابن عباس کہتے ہیں، رسول خدا(ص) نے رفماہ یا بیشک خدا نے سات آسمانوں پر میرے اور علی(ع) بن ابی طالب(ع) کے درمیان برادری قائم کی اور میری دختر کی اس کی زوجیت میں دیا اور اپنے مقرب فرشتوں کو اس کا گواہ بنایا اور اس کو میرا وصی و خلیفہ بنایا، علی مجھ سے ہے اور میں علی(ع) سے ہوں اس کا دوست میرا دوست اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے فرشتے اس کی دوستی سے خود کو مقربین خدا بناتے ہیں۔

۷- حسن بن زیاد کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ قولِ رسول خدا(ص) کہ " فاطمہ(س) اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہے" سے کیا مراد ہے کیا وہ صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں تو امام(ع) نے رفماہ یا وہ تو مریم(ع) ہیں، فاطمہ(س) تو تمام اولین و آخریں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ حسن بن زیاد کہتے ہیں میں نے پھر پوچھا کہ کیا قولِ رسول خدا(ص) کہ حسن(ع) و حسین(ع) دونوں جوانانِ بہشت کے سردار ہیں کیا یہی مراد ہے تو آپ نے رفماہ یا ہاں وہ بھی اولین و آخرین کے تمام مردوں کے سید و سردار ہیں۔

عیدِ غدیر

۸- عبداللہ بن فضل ہاشمی کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ میری امت کی بہترین عیدوں میں سے ایک عید غدیر خم ہے اور یہ دن ہے جس دن خدا نے مجھے حکم دیا کہ میں اپنے بھائی علی بن ابی طالب(ع) کو نصب کروں اپنی امت کی امامت کے لیے تاکہ میرے بعد اس کو رہبر کیا جائے، اور یہ وہ دن ہے کہ خدا نے دین کو اس میں کامل کیا اور تمام کیں اس میں نعمتیں میری امت پر اور اسلام کو ان کے لیے دین بنایا پھر فرمایا اے لوگو! بے شک علی(ع) مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، علی (ع) میری طینت سے خلق ہوا ہے اور میرے بعد خلق کا امام ہے جب میری سنت میں اختلاف پیدا ہو تو اس سے بیان کرو وہ امیرالمومنین(ع) اور سفید ہاتھوں اور چہروں والوں کے قائد رہبر ہیں، یعسوب المومنین اور بہترین وصی و شوہر سیدۃ نساء العالمین ہیں۔ اماموں کے والد و رہبر ہیں۔ اے لوگو جو کوئی علی(ع) کو دوست رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے اور جو کوئی علی(ع) کو دشمن رکھتا ہے وہ مجھے دشمن رکھتا ہے، کوئی علی (ع) کے ساتھ پیوستہ ہے میں اس کے ساتھ پیوستہ ہوں جو علی(ع) سے دوستی کرتا ہے وہ مجھ سے دوستی کرتا ہے اور جو کوئی علی(ع) سے عداوت رکھتا ہے میں اس سے عداوت رکھتا ہوں، اے لوگو میں حکمت کا شہر ہوں اور علی (ع) ابن ابی طالب(ع) اس کا دروازہ ہے اور دروازے سے گذرے بغیر کوئی شخص شہر میں داخل نہیں ہوسکتا وہ بندہ جھوٹ کہتا ہے جو یہ خیال کرتا ہے کہ مجھے دوست رکھتا ہے مگر علی کا دشمن ہے، اے لوگو جانو کہ خدا نے مجھے نبوت سے سرفراز کیا اور تمام خلق پر برگزیدہ کیا ، میں نے علی(ع) کو اپنی طرف سے زمین میں خلیفہ نہیں بنایا بلکہ خدا نے اس کے نام کو آسمانوں میں بلند کیا اور اس کی ولایت کو ملائکہ پر واجب کیا اور تمام تعریفیں اللہ کی ہیں جو عالمین کا رب ہے اور درود ہو اس کی بہترین مخلوق محمد و آل محمد(ص) پر۔

مجلس نمبر ۲۷

(اول محرم سنہ۱۳۶۷ھ مشہد سے واپس آنے کے بعد)

۱- جبلہ مکیہ کہتے ہیں کہ میں نے میثم تمار رحمہ اللہ سے سنا کہ خدا کی قسم یہ امت اپنے نبی(ص) کے بیٹے کو دہم محرم کے روز قتل کرے گا اور دشمنان خدا اس دن کو روز برکت کہیں گے لہذا یہ عمل وقوع پذیر ہونے والا اور علم خدا میں ہے اور میں اس بات کو اس لیے جانتا ہوں کہ میرے مولا علی(ع) نے مجھے اس کی وصیت کی تھی، اور مجھے خبر دی تھی کہ تمام چیزیں آنحضرت(ع) (امام حسین(ع)) پر گریہ کریں گی یہاں تک کہ دریا میں ان کے وحشی جانور دریا کی مچھلیاں، ہوا میں پرواز کرنے والے پرندے سورج و چاند و ستارے و آسمان و زمین و مومنین انس و جن، تمام آسمانوں کے فرشتے، رضوان اور مالک و حاملان عرش اس پر گریہ کرینگے اور آسمان راکھ و خون برسائے گا پھر فرمایا قاتلانِ حسین(ع) پر لعنت واجب ہے جیسا کہ مشرکین پر واجب ہے جو کہ خدائے معبود کے ساتھ دوسرا معبود قرار دیتے ہیں اور جیسا کہ یہود و نصاری و مجوس پر واجب ہے جبلہ کہتے ہیں میں نے کہا اے میثم کس طرح لوگ اس دن کو جس دن حسین(ع) قتل ہوں گے روز برکت قرار دیں گے۔ میثم نے گریہ کیا اور کہا کہ لوگوں کا خیال ہے(حالانکہ یہ روایت مجہول ہے) کہ اس دن خدا نے آدم(ع) کی توبہ قبول کیا حالانکہ خدا نے ان کی توبہ ذالحجہ میں قبول کی اور خیال کرتے ہیں کہ اس دن یونس کو شکم مچھلی سے باہر نکالا گیا تھا حالانکہ خدانے یونس(ع) کو ذالقعدہ میں شکم مچھلی سے نکالا تھا اور خیال کرینگے کہ یہ دن ہے کہ کشتی نوح(ع) اس دن کوہ جودی پر استوار ہوئی تھی حالانکہ وہ دن اٹھارہ ذالحجہ تھا کہ جس دن کشتی جودی پر ٹھہری اور گمان کریں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ خدا نے دریا کو بنی اسرائیل کے لیے شگافتہ کیا تھا حالانکہ یہ ماہ ربیع الاول میں ہوا، پھر کہا اے جبلہ جان لو کہ حسین بن علی(ع) روزِ قیامت سید شہداء ہیں اور اس کے مددگار دوسرے شہیدوں سے ایک درجہ بلند رکھتے ہیں۔ اور جبلہ جب تم دیکھو کہ سورج تازہ خون کی مانند سرخ ہو گیا تو جان لینا کہ تمہارا آقا حسین(ع) شہید کر دیا گیا۔

جبلہ کہتے یں کہ ایک دن میں گھر سے باہر نکلا تو دیکھا کہ آفتاب کی روشنی گھروں کی دیواروں پر زعفرانی۔کپ ے کی رنگت کس مانند شیون کررہی ہے یہ دیکھ کر میں نے گریہ کیا اور کہا ذرا کی تم ہ ارا آقا حسین(ع) قتل رکد یا یا۔

۲- ابراہیم بن ابو محمود کہتے یں امام رضا(ع) نے رفاد یا ماہ محرم وہ مہینہ تھا کہ ال ِ اہلبیت ن اس م یں جن رکو حرام باتے تھے مگر ہ ارے خون و اس میں حلال سمجھا یا اور ہ اری ہتک حر ت کی گئی اور ہ اری ذریت وعورتوں و اسیر کیا یا اور ہ ارے نیموں وآگ لاگائی گئی اور جو ن مال و تاع تھا اسے لوٹ لیا یا، او ہ اری ر ول ذرا(ص) کے ساتھ نسبت اور انکس ذریت ہونے کے باوجود ہم سے وئی رعایت نہ برتی گئی پھر روزِ شہادت حسین(ع) ہ اری نظروں کے سامنے تازہ ڈاڑ یں ال نو ائی ئیں اور ہ اری آنکھوں سے آنسو اری کروائے ئے، ہ ارے زیزوں و زمین کربلا میں ذلیل و خوار اور مصیبت و بلا سے ہمیں دوچار کیا یا ، تمہیں پاہئے کہ تم روزِقیا ت تک حسین(ع) پر گریہ کرو یہ گریہ بڑے اہوں و دھوتا ہے پھر رفاد یا میرے والد(ع) کا یہ طریقہ تھا کہ جب محرم آتا تو مسکرا تم ہوا تا اور اندوہِ غم ان پر غالب ہو اتا تھا روز دہم تک مصیبت و حزن و گریہ ان کا شیوہ رہتا تھا اور فرماتے کہ اس دن حسین(ع) کردیئے ئے۔

۳- ابن عباس کہتے یں کہ علی(ع) نے ر ول ذرا(ص) سے کہا کہ آپ عقیل و بت دوست رکتے یں؟رفاد یا ہاں ذرا کی تم میں اس سے دو محبتیں رکتا ہوں ایک اسکی خوبی کی وجہ سے اور دوسری اس لیے کہ ابوطالب(ع) اس سے محبت کرتے تھے اور یہ کہ اس کا فرزند تیرے بیٹے کی محبت میں قتل ہوگا اور مو نین کی آنکیں اس پر گریہ کریں گی اور مقرب فرشتے اس پر درود بیجیں گے پھر ر ول ذرا(ص) نے گریہ کیا یہاں تک کہ آپ(ص) کے آنسو آپ کے سینے پر اری ہوئے پھر رفاد یا میں ذرا سے اس کی شکایت رکتا ہوں کہ جو مصیبتیں میرے بعد میرے اندان و ترت و ال بیت(ع) پر ہوں گی۔

۴- علی بن حسن بن علی بن نضال نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ ابوالحسن علی بن موسی (امام رضا)(ع) نے رفاد یا کہ جو شخص روزِ عاشور اپنے کاموں سے چ ٹی کرے تو ذرا اس کی دنیا و آخرت میں ا ات پوری کرے گا اور جو وئی روزِ عاشور و حزن و گریہ میں بسر کرے گا تو ذرا روزِ قیا ت

اس کے لیے خرسندی و شادی عطا کرے گا اور بہشت میں اس کی آنکھیں ہمارے درجے سے روشن ہوں گی اور جو کوئی روزِ عاشور و روزِ برکت بنائے گا اور اپنے گھر میں مال کا ذخیرہ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور روز قیامت یزید لعین و عبیداللہ ابن زیاد لعین و عمر بن سعد لعین کے ساتھ دوزخ کے سب سے نچلے طبقے اسفل میں محشور ہوگا۔

۵ ریان بن شبیب کہتے ہیں میں روزِ اول ماہ محرم حضرت امام رضا(ع) میں گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے ابن شبیب کیا روزہ رکھے ہوئے ہو میں نے کہا نہیں تو فرمایا یہ وہ دن ہے کہ زکریا(ع) نے اپنے پروردگار کی بارگاہ میں دعا کی تھی اور کہا تھا کہ اے پروردگار مجھے عطا کر اپنے پاس سے ایک فرزند پاک کیونکہ تو دعا و سننے والا ہے خدا نے ان کی دعا قبول کیا اور فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ زکریا(ع) کو آواز دے کہ خدا تجھے یحیی(ع) کی بشارت دیتا ہے اور جو کوئی اس دن روزہ رکھے اور پھر بارگاہ خدا میں دعا کرے تو خدا اسے مستجاب کرتا ہے، پھر کہا اے پسر شبیب محرم وہ مہینہ ہے کہ اہل جاہلیت زمانہ گزشتہ میں ظلم و قتال و اس کے احترام کی خاطر اس میں حرام جانتے تھے مگر اس امت نے اس مہینے کی حرمت نہ کی اور نہ اپنے پیغمبر(ص) کی حرمت کا خیال کیا اس مہینہ میں ان کی ذریت کو قتل کیا ان کی عورتوں کو اسیر کیا ان کے مال و اسباب کو غارت کیا اور لوٹ لیا خدا ہرگز ان کے اس گناہ کو معاف نہ کرے گا اے پسر شبیب اگر کسی چیز نے گریہ کیا تو اس نے حسین(ع) کے لیے گریہ کیا کہ گوسفند کی طرح انکے سر مبارک کو کاٹا گیا اور اٹھارہ بندے ان کے خاندان کے ان کے ساتھ قتل ہوئے کہ روئے زمین پر ان کی مانند کوئی نہ تھا، آسمان ہائے ہفتم و زمین نے ان کے قتل ہونے پر گریہ کیا اور چار ہزار فرشتے ان کی مدد کے لیے زمین پر آئے مگر انہوں نے دیکھا کہ حسین(ع) قتل کر دیئے گئے ہیں وہ آپ کی قبر کے سرہانے پریشان حال و خاک آلودہ رہیں گے یہاں تک کہ قائم آل محمد(ص) ظہور کریں گے اور وہ فرشتے ان کی مدد کریں گے ۔ ان فرشتوں کا شعار "یا لثارات الحسین" (حسین کے خون ناحق کا بدلہ طلب کرنا) ہے ۔ اے پسر شبیب میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے اور انہوں نے اپنے جد(ع) سے روایت کی اور مجھ سے فرمایا کہ جب میرے جد حسین(ع) قتل ہوئے تو آسمان نے خون و خاکِ سرخ برسائی اے پسر شبیب اگر تم حسین(ع) پر اتنا گریہ کرو

جو تمہارے چہرے پر بہ اری ہو بائے تو جو بہ اہ تم نے کیا صغیرہ کبیرہ کمیا زیادہ و نزدا م اف کردے گا۔ اے ابنشبیب اگر تو نزدا سے ملاقات رکھنا پاہے اورتیرا وئی اہ ہ باقی نہ رہے تو حسین(ع) کی تربت کی زیارت کرا اے ابن شبیب اگر تو پاہے کہ نرفہء بہشت میں پیغمبر(ص) کے ساتھ ساکن ہو تو قاتلان حسین(ع) پر لعنت کرے ابن شبیب اگر تم پاہے کہ حسین(ع) کے شہید اصحاب(رح) کے برابر ثواب بپائے تو جس وقت بھی ان و یاد یہ کہ کاش میں بھی ان کے ساتھ ہوتا اور نوز عظیم و پہنچ اپتا اے ابن شبیب اگر تم پاہے کہ ہمارے ساتھ بہشت میں بلند درجات پائے تو ہمارے لیے محزون رہ اور ہماری (خوشی) سے خوش رہ اور ہماری ولایت سے متمسک رہ یاد رکھو کہ اگر وئی بندہ پتھر و بھی دوست رکھتا ہے اور اس سے محبت رکھتا ہے تو روز قیامت اسی کے ساتھ محشور ہوگا۔

٦- بنی سلیم کے بزرگوں سے نقل ہوا ہے کہ ہم ملک روم میں جہاد کرنے تو وہاں ایک لیسا میں اس تحریر و پایا "اترجو امۃ قتلوا حسینا شفاعۃ جدہ یوم الحساب" کہ کیا وہ لوگ جنہوں نے حسین(ع) و قتل کیا ہے، یہ امید رکھتے ہیں کہ ان (حسین(ع)) کے جد(ص) روزِ قیامت ان(قاتلوں) کی شفاعت کریں گے جب ان لیسا والوں سے پوچھا یا کہ یہ تحریر کب سے اس لیسا میں موجود ہے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے پیغمبر(ص) کے مبعوث ہونے تین سو سال پہلے سے یہ تحریر یہاں موجود ہے۔

٧- امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے نقل کیا کہ حسین(ع) بن علی(ع) کی دو انگوٹھیاں تھیں، ایک کا نقش "لا الہ الا اللہ عدہ لقاء اللہ" اور دوسری کا "ان اللہ بالغ امرہ" اور علی بن حسین(ع) کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا "خزی و شقی قاتل الحسین بن علی(ع)" کہ حسین بن علی(ع) و قتل کرنے والا رسوا بد بخت ہے۔

٨- جناب علی بن حسین(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت علی(ع) کی خدمت میں آیا اور کہا کہ کیا آپ ہی و امیر المومنین(ع) کہتے ہیں اور آپ و کس نے امیر مقرر کیا ہے؟ حضرت علی(ع) نے فرمایا کہ مجھے خدا نے ان کا امیر مقرر فرمایا ہے وہ شخص رسول خدا کے پاس یا اور کہا یا رسول اللہ(ص) کیا علی(ع) سچ کہتے ہیں کہ خدا نے اپنی مخلوق پر انہیں امیر بنایا ہے پیغمبر(ع) و یہ سن کر غصہ آیا

اور آپ نے اس سے فرمایا بیشک علی(ع) ولایتِ خدا (کی رو) سے اس مخلوق پر امیر ہے خدا نے علی(ع) کو ولی مقرر کرنے کی تقریب و عرش پر منعقد کیا اور ملائکہ کو گواہ کیا ہے کہ علی خلیفۃ اللہ اور حجت اللہ وامام المسلمین ہیں ان کی اطاعت میری اطاعت خدا ہے اور جس نے اسے نہیں پہچانا ، اس نے مجھے نہیں پہچانا جو کوئی اس کی امامت کا منکر ہے وہ میری نبوت کا منکر ہے جو کوئی اس کی امیری سے انکار کرے اس نے میری امیری کیا جو کوئی اس کے فضل و ہٹائے اس نے میرے فضل و ہٹایا، جو کوئی اس سے جنگ کرے اس نے میرے ساتھ جنگ کی، جو کوئی اسے دشنام دے اس نے مجھے دشنام دی، کیونکہ علی(ع) مجھ سے ہے اور میری طینت سے خلق ہوا ہے وہ میری دختر فاطمہ(س) کا شوہر ہے اور میرے دو فرزندوں حسن(ع) اور حسین(ع) کا والد ہے، پھر رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ میں علی(ع)، حسن(ع) و حسین(ع) اور حسین(ع) کے نو فرزند اس مخلوق پر خدا کی حجت ہیں ہمارے دشمن خدا کے دشمن اور ہمارے دوست خدا کے دوست ہیں۔

ولادتِ علی(ع)

۹- یزید بن قلنب کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ تھا اور قبیلہ عبدالعزاء خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے کہ فاطمہ(س) بنت اسد، مادر امیر المومنین(ع) جو کہ نو ماہ کی حاملہ تھیں خانہ کعبہ تشریف لائیں انہیں دردِ زہ تھا، انہوں نے کہا خدایا میں تم پر ایمان رکھتی ہوں تیرے ہر رسول و کتاب پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے جد ابراہیم(ع) خلیل اللہ کی تصدیق کرتی ہوں اور یہ (ابراہیم) وہ ہیں کہ جنہوں نے بیت عتیق بنایا تجھے ان کے حق کا واسطہ کہ انہوں نے اس گھر بنایا تجھے اس مولود کے حق کا واسطہ جو میرے شکم میں ہے جس کو لے کر میں تیرے پاس آئی ہوں، اس کی ولادت مجھ پر آسان کردے یزید بن قلنب بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا کا گھر (خانہ کعبہ) پشت سے شگافتہ ہوا اور فاطمہ بنت اسد اس کے اندر چلی گئیں اور ہماری نظروں سے پوشیدہ ہو گئیں پھر دیوار باہم مل گئی ہم نے چاہا کہ خانہ کعبہ کا تالا کھولیں لیکن کوشش کے باوجود نہ کھل سکا ہم جان گئے کہ یہ امر خدا کی طرف سے ہے پھر وہ چار دنوں کے بعد

۔ باہر آئیں اور امیرالمومنین(ع) و ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے تھیں باہر آکر انہوں نے فرمایا میں تمام گذشتہ عورتوں پر اس وجہ سے فضیلت رکھتی ہوں کہ آسیہ بن مزاحم و یہاں رکھا گیا تھا جو خدا کی پرستش و عبادت کرتی تھیں اور ۔ناپاری کی وجہ سے بہتر محسوس نہ کرتی تھیں اور مریم بنت عمران مجبوری کی حالت میں بیابان میں چلی گئیں تھیں اور بھوک کی حالت میں تھیں تو انہوں نے کھجور کے خشک درخت و ہلایا تو اس نے سرسبز ہو کر خرمے گرائے تھے جبکہ مجھے خانۂ خدا میں داخل کیا گیا اور بہشت سے میوہ جات لائے گئے، جب میں نے چاہا کہ میں باہر آؤں تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ اے فاطمہ بنت اسد اس طفل کا نام علی(ع) رکھ دو کیوں کہ خدا اعلیٰ ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اس کے نام و اپنے نام سے مختص کیا ہے اور قدرت اور عزت وجلال سے اسے (علی و) خلق کیا ہے اپنے آداب حسنہ سے آراستہ کیا ہے اور اپنے مخصوص علم سے اس و تعلیم دی ہے، یہ وہ ہے جو میرے گھر (کعبہ) سے بتوں و پاک کرے گا اور اس میں اذان دے گا، خوش قسمت ہے وہ بندہ جو اس و دوست رکھتا ہے اور اس کا فرمانبردار ہے اور لعنت ہو اس پر جو ان سے دشمنی رکھتا ہے اور نافرمانی کرتا ہے اور صلوات ہو اللہ کی ہمارے نبی محمد(ص) کی آل پر جو طیب و طاہر ہیں۔

مجلس مۂ بر۲۸

(پانچ محرم سنہ۳۶۷ھ)

شہادت حسین(ع) و مقتلِ حسین(ع) کی خبر

۱- اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن امیرالمومنین(ع) نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا "سلونی قبل ان تفقدونی" کہ "پوچھ لو مجھ سے اس سے قبل کہ میں تم میں نہ رہوں" اگر تم چاہو تو خدا کی قسم میں تمہیں گزشتہ اور آئندہ کے بارے میں خبر دوں سعد بن ابن وقاص نے پوچھا اے امیر المومنین(ع) مجھے بتائیں کہ میرے سر اور ڈاڑھی میں کتنے بال ہیں امیرالمومنین(ع) نے فرمایا اے سعد خدا کی قسم تو نے جو سوال کیا ہے اس کی خبر مجھے رسول خدا(ص) نے دے دی تھی کہ تم یہ پوچھو گے تیرے سر اور ڈاڑھی میں ہر بال ایسا نہیں ہے کہ جس پر ایک شیطان نہ بیٹھا ہو اور تیرے گھر میں تیرا ایک بچہ ہے جو میرے بیٹے حسین(ع) کو قتل کرے گا کہا جاتا ہے کہ یہ تب کی بات ہے جب عمر ابن سعد لعین گھٹنوں کے بل چلتا تھا۔

۲- محمد بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں، علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا کہ میں، (علی(ع)) فاطمہ(س) اور حسن(ع) و حسین(ع) رسول خدا(ص) کے پاس تھے رسول خدا (ص) نے ہمیں دیکھا اور گریہ کرنا شروع کردیا میں(علی(ع)) نے آپ(ص) نے اس گریہ کا سبب دریافت کیا تو آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) میں تمہارے متعلق اس امر کے بارے میں گریہ کرتا ہوں جو وقوع پذیر ہوگا میں(علی(ع)) نے پوچھا یا رسول اللہ(ص) مجھے اس کے متعلق بتائیں، آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) تمہارے سر پر ضربت لگائی جائے گی اور فاطمہ(س) پر دروازہ گرایا جائیگا حسن(ع) کی ران میں نیزہ مارا جائیگا اور زہر سے قتل کیا جائیگا اور حسین(ع) کی شہادت اس طرح ہوگی کہ تمام اہل بیت(ع) اس پر گریہ کرینگے۔

امیرالمومنین(ع) نے فرمایا یا رسول اللہ(ص) خداوند کریم نے ہم اہل بیت(ع) کا امتحان بلا و مصیبت رکھا ہے آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ جو تمہیں دوست رکھتا ہے وہ مومن ہوگا اور تجھے دشمن جاننے والا منافق ہوگا

۳- زید بن علی(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت کیا ہے کہ امام علی(ع) بن حسین(ع) نے فرمایا: جب بی بی فاطمہ(س) سے امام حسن(ع) کی پیدائش ہوئی تو انہوں نے علی(ع) سے کہا کہ بچے کا نام رکھ دیں علی(ع) نے فرمایا کہ میں اس معاملے میں رسول خدا(ص) پر سبقت نہیں لے جانا چاہتا اتنے میں رسول خدا(ص) تشریف لائے اور فرمایا کہ بچے کو لاؤ جب حسن(ع) کو لایا گیا تو آپ(ص) نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ اس کو زرد کپڑے میں لپیٹا کرو۔ پھر رسول خدا(ص) نے پوچھا کہ ان کا نام کیا رکھا ہے تو علی(ع) نے فرمایا: یا رسول اللہ(ص) میں آپ پر سبقت نہیں لے جانا چاہتا تھا، آپ(ص) نے فرمایا اس معاملے میں میں خدا پر سبقت نہیں لے جانا چاہتا اسی اثناء میں جبرائیل(ع) تشریف لائے اور فرمایا کہ خداوند نے مجھے ارشاد کیا ہے کہ محمد(ص) کا بیٹا پیدا ہوا ہے تم جاؤ اور انہیں سلام کے بعد تہنیت پہنچاؤ اور کہو کہ آپ(ص) و علی(ع) سے وہی نسبت ہے جو موسی کی ہارون کے ساتھ تھی لہذا اس بچے کا نام ہارون(ع) کے فرزند کے نام پر شبر رکھ دیں، رسول خدا(ص) نے فرمایا اے جبرائیل ہماری زبان عربی ہے اس میں شبر کو کیا کہیں جبرائیل نے فرمایا آپ(ص) انہیں حسن(ع) کے نام سے پکاریں جناب رسول خدا(ص) نے امام عالی مقام کا نام بہ ہدایت خدا حسن(ع) رکھ دیا اسی طرح جب حسین(ع) تولد ہوئے تو جبرائیل(ع) پیغام خداوندی لے کر دوبارہ آئے کہ یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) ان کا نام ہارون(ع) کے دوسرے فرزند کے نام شبیر رکھ دیں اور عربی زبان میں انہیں حسین(ع) پکاریں تو امام(ع) کا نام حسین(ع) رکھا گیا۔

۴- جابر بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا(ص) کی وفات سے تین دن پہلے ان کو یہ فرماتے سنا کہ علی(ع) سے فرماتے ہیں اے علی(ع) تم پر درود و سلام ہو تم میرے دو پھولوں کے باپ ہو میں تم سے اپنے ان دو پھولوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ عنقریب ان کے دوست ویران ہو جائیں گے اے علی(ع) میں اور فاطمہ(س) تمہارے دو ستون ہیں اور میرے بعد تمہارا نگران خدا ہے لہذا جب رسول خدا(ص) کی وفات ہوئی تو علی(ع) نے فرمایا کہ یہ میرا ستون تھے اور جب فاطمہ(س) رحلت فرما گئیں تو علی(ع) نے فرمایا کہ یہ میرا دوسرا ستون تھیں۔

۵- صفیہ دختر عبدالمطلب کہتی ہیں کہ جب حسین(ع) پیدا ہوئے تو میں پاس ہی تھی رسول خدا(ص)

نے رفمای یا اے پھوپی میرے بیٹے و میرے پاس لے آئیں میں نے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) میں نے ان بچے کا پاک نہیں کیا ہے(غسل نہیں دیا ہے) رفمای یا اے پھوپی آپ ان و پاک رکی پاہتی یں جبکہ دا رب العزت نے ان و پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے صفیہ فرماتی یں کہ جب حسین(ع) و جناب ر ول دا(ص) و دیا یا تو ان و ر ول دا(ص) نے گود میں لے کر چو نا شروع رکدیا اور دی زبان بارک حسین(ع) کے دہن میں دے دی جسے وہ ایسے چوسنے لگے جیسے ر ول (ص) شہد دے رہے ہوں اس کے بعد پیغمبر(ص) نے حسین(ع) و میری گود میں دیا اور ان کی آنکھوں کے در یان بوسہ دے کر گریہ کیا اور رفمای دا ت میرے قاتل پر لعنت کرے تو میں (صفیہ) نے اکہ یا ر ول اللہ(ص) اس کا قاتل ون ہے تو رفمای یا کہ بنی امیہ کا ایک گمراہ گروہ اسے قتل کرے گا۔

۶۔ ہرثمہ بن ابو مسلم کہتا ہے کہ میں علی(ع) کے ساتھ جنگ صفین میں گیا، جب ہم واپس آرہے تھے تو راستے میں کربلا میں پڑاؤ کیا اور وہاں نماز فجر ادا کی پھر جناب امیر(ع) نے کربلا کی خاک و ہاتھ میں اٹھا کر رفمای یا اے پاک مٹی تو خوش قسمت ہے کہ تجھ میں ایک قوم محشور ہوگی جو بغیر حساب بہشت میں جائے گی ہرثمہ نے واپس آکر اپنی بیوی سے اس واقعہ و بیان کیا، ہرثمہ کی بیوی شیعیان علی(ع) میں سے تھی اس نے کہا، اے ہرثمہ میرے مولا ابوالحسن(ع) امیرالمومنین(ع) سچ کے علاوہ کچھ ارشاد نہیں فرماتے ، ہرثمہ کہتا ہے کہ جب امام حسین(ع) کربلا میں تشریف لائے تو اس وقت میں (ہرثمہ) لشکر ابن زیاد میں تھا میں نے جب اس مقام (کربلا) و دیکھا تو مجھے علی(ع) کی وہ بات یاد آئی۔ میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا اور امام (ع) کی خدمت میں گیا اور سلام کیا اور جو کچھ ان کے والد(ع) سے سنا تھا انہیں بیان کیا امام عالی مقام(ع) نے یہ سب سن کر کہا کہ کیا تو ہمارے ساتھ ہے یا مخالف میں نے کہا کہ نہ ادھر نہ ادھر کیونکہ میں پیچھے اپنے ال و عیال چھوڑ آیا ہوں جن کے بارے میں مجھے عبیداللہ ابن زیاد لعین سے خوف محسوس ہوتا ہے۔امام عالی مقام(ع) نے رفمای یا ہرثمہ تم واپس چلے جاؤ اور میرے قتل کی دیکھو اور میرا استغاثہ سنو قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں حسین(ع) کی جان ہے اگر آج کسی نے ہمارے استغاثہ کے بعد ہماری مدد نہ کی رب العزت اسے منہ کے بل جہنم میں گرادے گا۔

۷۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے سنا ہے کہ حسین(ع) نے رفمای یا میں قتیل عبرت

ہوں اور مومن مجھ پر گریہ کیے بغیر یاد نہ کرے گا۔

واقعہ فطرس

۸- شعیب میثمی کہتے ہیں، امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جب حسین بن علی(ع) متولد ہوئے تو خدا نے ایک ہزار فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ زمین پر جائیں اور رسول خدا(ص) کو تہنیت پیش کریں، جناب جبرائیل جب اس سلسلے میں زمین پر آرہے تھے تو تجھ ایک جزیرے کے قریب سے گزرتے وقت انہوں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ سجدہ کا ہے نام فطرس تھا جو حاملان عرش سے تھا اور خدا نے اس کے پر توڑ کر اس کو اس جزیرہ میں پھینک دیا تھا، وہ اس جزیرے پر سات سو سال سے عبادت میں مشغول تھا اور طالب بخشش تھا، اس نے جبرائیل(ع) سے دریافت کیا، اے جبرائیل(ع) کہاں جاتے ہو انہوں نے اسے کہا کہ خدا رب العزت نے محمد(ص) کو نعمت عطا کی ہے اور ہم انہیں خدا اور اپنی طرف سے تہنیت پیش کرنے جارہے ہیں، فطرس نے درخواست کی کہ مجھے اپنے ساتھ لے جائیں تاکہ محمد میرے لیے دعا کریں جبرائیل اسے اپنے ساتھ لے کر محمد(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے، جب مبارک باد سے فارغ ہوچکے تھے تو جبرائیل(ع) نے فطرس کی درخواست رسول خدا(ص) کو پہنچائی، پیغمبر(ص) نے فطرس سے فرمایا خود کو اس بچے سے مس کر اور اپنے مقام پر واپس چلا جا فطرس نے حکم رسول ایسا ہی کیا اور جب ایسا کیا تو اس کا مقام واپس مل گیا فطرس رسول خدا(ص) سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ(ص) آپ کا یہ ولی (حسین(ع)) شہید کردیا جائے گا اور آپ کے اس احسان جو کہ مجھ پر کیا ہے کا بدلہ میں اس طرح دونگا کہ جو کوئی آپ(ص) کے اس فرزند کی زیارت کرے گا اس کی زیارت کرونگا جو کوئی آپ کے اس فرزند پر درود بھیجے گا میں اس کی زیارت کروں گا جو کوئی اس کے لیے رحمت طلب کرے گا میں اس کی زیارت کروں گا اس کے بعد فطرس واپس عرش کی جانب پرواز کر گیا۔

۹- محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا خدا نے میرے بھائی علی بن ابی طالب(ع) کے لیے بے شمار فضائل مقرر کیے ہیں اور جو کوئی اس کی ایک فضیلت کا اس کے اعتراف کے ساتھ ذکر کرے گا تو جان لو کہ خدا اس کے

گذشتہ آئندہ۔ ناہ م اف کردے گا ۔ پاہے وہ (بندہ) تہ ام جن و انس کے۔ ناہ کے ساتھ محشر یں آئے اور جہو ہوئی اس کی ایک نضیلت و لکھے گا تو جب تک یہ تحریر۔ باقی رہے گی فرشتے اس کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور جو وئی اس کی نضیلت و اپنے کان سے سنے گا تو نرا اس کے کانوں کے۔ ناہ م اف کردے گا اور جو وئی اس کی ایک نضیلت پنی آنکھوں سے دیکھے گا تو نرا اس کی آنکھوں کے۔ ناہ و م اف کردے گا۔ پھر ر ول نرا(ص) نے رفما یا ،علی بن ابی طالب(ع) و دیکھ نا عبادت ہے اور اس و ۔ یادرکھ نا عبادت ہے اور کسی بندے کا ا ۔ ان قبول نہیں مگر اس کی ولایت کے ساتھ اور اس کے دشمنوں سے برائت کے ساتھ اور وات ہو نبی(ص) پر اور ان کے آل اجمعین(ع) پر۔

مجلس نمبر ۲۹

(۸ محرم سنہ۱۳۶۸ھ)

تعزیتِ حسین(ع)

۱۔ وہب بن وہب کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کی ہے کہ بی بی ام سلمہ(رض) ایک دن گریہ وزاری کرنا شروع کیا تو ان سے اس کا سبب دریافت کیا گیا انہوں نے بیان کیا کہ میرا فرزند حسین(ع) قتل کردیا گیا ہے میں نے رسول خدا(ص) کی وفات سے لے کر اب تک آنحضرت(ص) کو خواب میں نہیں دیکھا تھا۔ آج رات وہ میرے خواب میں تشریف لائے اور میں نے انہیں اس حال میں دیکھا کہ ان کے بال بکھرے ہوئے ہیں اور وہ پریشان حال گریہ کرتے ہیں میں نے جب اس حالت کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اول شب سے لے کر اب تک حسین(ع) اور اس کے اصحاب کی قبریں بناتا رہا ہوں۔

۲۔ حبیب بن ابو ثابت کہتے ہیں کہ ام سلمہ(رض) زوجہ رسول خدا(ص) نے کہا کہ رسول خدا(ص) کی وفات سے لے کر آج تک میں نے جنوں کے نوحے کو نہیں سنا تھا مگر آج میں نے جنوں کے نوحے کو سنا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ میرے فرزند حسین(ع) کو شہید کردیا گیا ہے بی بی فرماتی ہیں کہ ایک جنیہ آئی اور یوں کہا

"آگاہ ہوجا اے آنکھ اور خوب گریہ کر کہ میرے بعد اس وقت شہیدوں پر کون روئے گا۔ یہ وہ گروہ ہے کہ موت ان کو ایک ظالم کے پاس غلام کی سلطنت میں لے کر جارہی ہے"۔

۳۔ ابو جارود امام باقر(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا(ص) بی بی ام سلمہ(رض) کے گھر میں تھے اور بی بی(رض) کو حکم دیا ہوا تھا کہ کوئی میرے پاس نہ آئے ناگاہ حسین(ع) آئے اور رسول خدا(ص) کے سینے پر سوار ہوئے بی بی سلمہ(رض) حسین(ع) کو روکنے کے لیے ان کے پیچھے گئیں اور دیکھا کہ رسول خدا(ص) کے ہاتھ میں کوئی چیز ہے جسے دیکھ کر رسول خدا(ص) گریہ فرماتے ہیں بی بی ام سلمہ(رض) نے جب اس گریہ کا سبب دریافت

کیا تو آپ(ص) نے فرمایا کہ مجھے جبرائیل(ع) نے خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسین(ع) کربلا میں شہید ہو جائے گا یہ وہاں کی خاک ہے اے ام سلمہ(رض) یہ واقعہ تمہاری زندگی میں وقوع پذیر ہوگا یہ خاک تم اپنے پاس رکھنا جب یہ خاک خون میں تبدیل ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا قتل ہو گیا ہے بی بی(رض) نے کہا کہ یا رسول اللہ(ص)، آپ(ص) خدا سے درخواست کریں کہ وہ اس واقعے کو روک دے آپ نے فرمایا اے ام سلمہ میں نے یہ درخواست کی ہے لیکن ارشاد رب العزت ہے کہ اس (حسین(ع)) کا وہ درجہ ہوگا جو کہ اس کی مخلوق میں کسی کو نہ مل سکے گا یہ اپنے شیعوں کی شفاعت کرے گا جو کہ قبول ہوگی اور بیشک مہدی(ع) کے اس کے فرزندوں میں سے ہوگا خوش قسمت ہے وہ بندہ جو حسین(ع) کے اولیاء میں سے ہوگا اور اس کے شیعہ روزِ قیامت کامیاب ہوں گے۔

۴- کعب الاحبار بیان کرتا کہ ہماری کتاب میں ہے کہ فرزندان محمد(ص) سے ایک فرد ایسا قتل ہوگا کہ اس کے مددگاروں کے گھوڑوں کا پسینہ ابھی خشک بھی نہیں ہوا ہوگا کہ وہ بہشت میں پہنچ چکے ہوں گے اور حورالعین کے ہم آغوش ہونگے اس وقت امام حسن(ع) کا گذر وہاں سے ہوا کعب سے یہ پوچھا گیا کہ کیا وہ مقتول یہی ہیں اس نے کہا نہیں پھر جب حسین(ع) گذرے تو اس نے گواہی دی کہ وہ یہی ہیں۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ بہت زیادہ گریہ کرنے والے پانچ ہیں آدم(ع)، یعقوب(ع)، یوسف(ع)، فاطمہ(س) بنت محمد(ص)، و علی(ع) بن حسین(ع)، آدم(ع) فراق جنت میں اس قدر روے کہ ان کے رخساروں پر نہروں کی طرح گڑھے بن گئے، یعقوب(ع) نے یوسف(ع) پر اتنا گریہ کیا کہ ان کی آنکھوں کی بصارت جاتی رہی تھی یہاں تک کہ کہنے والوں نے کہا(جیساکہ قرآن مجید میں ہے) '' آپ تو ہمیشہ یوسف کو ہی یاد کرتے رہیں گے اور یہاں تک کہ بیمار ہو جائیں یا جان ہی دے دیں گے'' (یوسف، ۸۵) اور یوسف(ع) نے یعقوب(ع) پر اتنا گریہ کیا کہ زندان کے قیدیوں کو ان کے رونے سے شدید اذیت پہنچی اور انہوں نے کہا آپ دن میں روئیں اور رات کو آرام کریں یا رات میں گریہ کریں اور ہم دن میں آرام کریں لہذا یوسف(ع) ان کے ساتھ کسی ایک بات پر متفق ہوئے۔

اور پھر فاطمہ(س) بن محمد(ص) نے رسول خدا(ص) پر اتنا گریہ کیا کہ مدینہ کے لوگوں کو سخت اذیت ہوئی

یہاں تک کہ انہوں نے کہا آپ دن یا رات میں کسی ایک وقت گریہ کریں ہم آپ کے گریہ کی وجہ سے پریشان ہیں چنانچہ فاطمہ(س) مقابر شہدا پر جاکر گریہ کرتی تھیں اور پھر علی بن حسین(ع) نے بیس سال سے لے کر اپنی چالیس سالہ عمر تک حسین(ع) پر گریہ کیا جب بھی ان کے سامنے کھانا رکھا جاتا یا پانی ملایا جاتا آپ(ع) گریہ کرتے یہاں تک کہ آپ(ع) کے غلام نے کہا یا ابن رسول اللہ(ص) میں ڈرتا ہوں کہ کہیں روتے روتے آپ(ع) کی جان نہ چلی جائے۔ تو آپ(ع) نے اسے جواب دیا کہ میں اپنے غم اور ہم پر ہونے والے مظالم کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور خدا کی طرف سے جو کچھ میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے جس وقت مجھے قتل گاہ اولادِ فاطمہ(س) یاد آتا ہے تو مجھے غم اور گریہ گھیر لیتا ہے۔

۶- ابو ہارون شاعر کہتے ہیں کہ امام ابو عبداللہ صادق(ع) نے مجھ سے کہا اے ابو ہارون میرے لیے امام حسین(ع) کے بارے میں شعر بیان کرو لہذا میں پڑھتا رہا اور آپ(ع) گریہ کرتے رہے یہاں تک کہ اس گھر میں ہر طرف گریہ شروع ہو گیا جب میں فارغ ہوا تو فرمایا اے ابو ہارون جو کوئی حسین(ع) کے لیے نوحہ پڑھتا اور پچاس آدمیوں کو رلاتا ہے وہ مستحق بہشت ہوتا ہے اور جو کوئی نوحہ پڑھے اور تیس آدمیوں کو رلائے تو مستحق بہشت ہے اور جو کوئی نوحہ پڑھے اور بیس آدمیوں کو رلائے تو وہ مستحق بہشت ہے اور جو دس آدمیوں کو رلائے وہ بھی مستحق بہشت ہے اور اگر ایک آدمی کو بھی رلائے تو بھی مستحق بہشت ہے اور جو نوحہ بھی پڑھے اور خود بھی روئے وہ بھی مستحق بہشت ہے اور اگر کوئی اپنی شکل رونے والی بنائے تو اس کے لیے بھی بہشت ہے۔

۷- داؤد بن کثیر کہتے ہیں میں حضرت امام صادق(ع) میں تھا کہ آپ نے پانی طلب کیا جب آپ(ع) نے پانی پیا تو گریہ کیا اور آپ(ع) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے پھر فرمایا اے داؤد خدا لعنت کرے قاتل حسین(ع) پر کہ قتل حسین(ع) کی یاد ہماری زندگی کو ناگوار بنا گئی ہے اے داؤد میں ٹھنڈا پانی نہیں پیتا کیونکہ یادِ حسین(ع) تنگ کرتی ہے یاد رکھو کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ وہ پانی پی کر حسین(ع) کو یاد کرے اور اس کے قاتل پر لعنت کرے اور خدا اس کو اس کا اجر نہ دے خدا ایسے شخص کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے ایک لاکھ درجات بلند کرتا ہے اور یہ ایسے ہے کہ گویا اس شخص نے ایک لاکھ غلام آزاد کیے یقینا وہ قیامت کے دن درخشان چہرے و پیشانی کے ساتھ محشور ہوگا۔

۸- ہارون بن خارجہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر(ع) (ابو عبداللہ) سے سنا کہ خدا نے قبرِ حسین(ع) پر چار ہزار فرشتوں کو معمور کیا ہے جو آزردہ حال اور خاک آلود حالت میں قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے۔ جو کوئی حسین(ع) کے حق(امامت و شہادت) کی معرفت کے ساتھ ان کی تربت کی زیارت کرے گا تو یہ فرشتے اس کو وداع کرنے اس کے وطن تک جائیں گے اگر وہ بیمار ہوگا تو اس کی عیادت کریں گے اور اگر مر جائے تو اس کے جنازے میں آئیں گے اور قیامت تک اس کی مغفرت طلب کرتے رہیں گے۔

۹- فائد حناط کہتے ہیں کہ ابوالحسن موسی بن جعفر(ع) نے فرمایا کہ جو کوئی قبرِ حسین(ع) کی زیارت کرے ان کے حق(امامت) کی معرفت کے ساتھ تو خدا اس کے گذشتہ وآیندہ گناہ معاف کردے گا۔

۱۰- محمد بن مسلم کہتے ہیں کہ امام باقر(ع) نے حکم دیا کہ ہمارے شیعوں کو چاہیے کہ وہ حسین(ع) کی زیارت کریں کیوں کہ زیارت کرنے والا کبھی آگ میں جل کر نہیں مرے گا اس کی موت کسی چیز کے نیچے دبنے سے نہیں ہوگی وہ کبھی ڈوب کر یا غرق ہو کر نہیں مرے گا اور اسے کبھی درندے نہیں پھاڑ کھائیں گے اے محمد بن مسلم حسین(ع) کی زیارت ہر اس بندے پر لازم ہے جو خدا کی طرف سے ان کی امامت کا قائل ہو۔

۱۱- بشیر دھان کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ کبھی کبھی روزِ عرفہ امام حسین(ع) کی تربت پر گزارنے کہ وجہ سے مجھ حج چھوٹ جاتا ہے آپ(ع) نے فرمایا اے بشیر اگر کوئی مومن عام دنوں میں قبرِ حسین(ع) پر ان کے حق کی معرفت رکھے ہوئے آئے گا تو خداوند اس کو پیغمبر مرسل و امام عادل کے ہمراہ کیے گئے بیس جہاد بیس عمرے اور بیس حج جو تمام قبول کیے گئے ہوں کے برابر ثواب عطا کرے گا۔ اور اگر کوئی مومن روزِ عید تربتِ امام پر آئے گا تو خداوند اس کو سو حج و جہاد اور سو عمرے ہمراہ پیغمبرِ مرسل و امام عادل کے برابر ثواب عطا کرے گا اور جو کوئی روزِ عرفہ زیارت کے لیے آئے تو اس کے لیے ایک ہزار حج ایک ہزار جہاد اور ایک ہزار عمرے ہمراہ پیغمبر مرسل اور امام عادل کے برابر ثواب عطا کرے گا بشیر کہتے ہیں میں نے امام سے دریافت کیا کہ

۔ یا امام(ع) یہ کیسے ممکن ہے کہ وئی لرف کی ز۔یارت و موقوف کرے اور ۔ٰرا اس و۔ا۔ثواب عطا کرے تو امام صادق(ع) نے ۔میری رف نے سے دیکھا اور رفایا بیشک یہ ممکن ہے کہ مومن روزِ رفہ غسل کرے اور ز۔یارت امام حسین(ع) و آئے تو ۔ٰرا تم ام۔ا ک کے ساتھ ادا شدہ حج کا ثواب عطا کرتا ہے اور ۔یہی مجھے یا یا ہے اور مجھے اس میں جہاد کے ثواب کی شمولیت کی ں۔خبر دی گئی ہے۔

۱۲۔ ابن ابو نعیم کہتے یں میں ابن مر کے پاس تھا کہ ایک مرد نے مچھر و مارنے کے بارے میں ابن مر سے پوچھا تو انہوں نے کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو اس نے کہا میں سر زمین راق سے ہوں اس پر ابن مر نے کہا دیکھو یہ شخص مجھ مچھر کے خون کے بارے میں وال کرتا ہے الانکہ یہی ال راق ر ول ۔ٰرا(ص) کے بیٹے و قتل کردیں گے جن کے تعلق ر ول ۔ٰرا(ص) سے میں نے سنا ہے کہ حسن(ع) اور حسین(ع) ۔میرے دو پھول یں۔

۱۳۔ محمد بن مسلم کہتے یں کہ میں نے امام صادق(ع) سے رض کیا کہ یا امام(ع)، میں نے سنا ہے کہ امام حسین(ع) کی انگوٹھی دوسرے اموال کے ساتھ لوٹ لی گئی تھی، آپ(ع) نے فرمائیں کیا ایسا ں ہے اور اگر نہیں تو وہ اس وقت کہاں ہے آپ(ع) نے رفایا اے محمد بن مسلم یہ اس رح نہیں ہے جیسے تیرا خیال ہے حسین(ع) نے شہادت سے قبل اپنے بیٹے علی بن حسین(ع) و کارِ امامت و۔ د۔یا انہیں وصیت کی اور اپنی انگوٹھی و ان کے انلی میں ڈالا۔ یا تھ بالکل اسی رح جس رح ر ول ۔ٰرا(ص) نے جنابِ امیر المومنین(ع) کے لیے کیا تھا، پھر جنابِ امیر(ع) نے امام حسن(ع) سے اور امام حسن(ع) نے امام حسین(ع) سے اسی رح کیا تھا پھر یہ انگوٹھی ۔میرے دادا(ع) سے ۔میرے والد(ع) اور پھر مجھ تک پہنچی جو میں جمعے کے روز پہن کر نماز پڑھتا ہوں محمد بن مسلم کہتے یں کہ میں نے جمعے تک انتظار کیا اور بروزِ جمعہ ان کے پاس۔ پس نماز سے فارغ ہونے کے بعد امام عالی مقام(ع) نے اپنا ہاتھ ۔میری رف بڑھایا اور میں نے اس انگوٹھی کی ز۔یارت کی اس انگوٹھی کا نقش ''لا الہ الا اللہ رۃ للقاء اللہ'' تھا امام عالی مقام(ع) نے رفایا یہ ۔میرے ۔ر حسین(ع) کی انگوٹھی ہے۔

۱۴۔ اسماعیل بن ولاز۔یاد سکونی کہتے یں کہ امام صادق(ع) نے اپنے دادا(ع) سے نقل کیا ہے کہ ر ول ۔ٰرا ہر روز فجر کے وقت علی(ع) و فاطمہ(س) کے دروازے پر کھڑے ہوتے اور فرماتے، حمد ہے اس ۔ٰرا کی

کہ جس نے اعمال صالح وطعام دینے کے بعد اپنی نعمت سے فضیلت بخشی اور حمد ہے اس خدا کی جو سمیع و سامع ہے جس نے حسن آزمایش کی نعمت ہم پر تمام کی میں صبح و شام دوزخ سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں، اے اہل بیت(ع) تم پر واقف ہو کہ خدا نے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ہر قسم کی پلیدی وخباست کو تم سے دور کرے اور بہتر طریقے سے تم کو پاکیزہ کرے۔(احزاب، ۳۳)

(مندرجہ ذیل اخبار بطور اضافہ اٹھائیسویں مجلس کے بعد بیان ہوئی ہیں۔)

۱۵ - محمد بن قاسم نوفلی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ بعض مومن خواب دیکھتے ہیں جن کا کوئی نتیجہ (تعبیر) برآمد نہیں ہوتا جبکہ بعض خواب اپنی تعبیریں رکھتے ہیں ایسا کیوں ہے، امام عالی مقام نے فرمایا کہ جب مومن سوتا ہے کہ تو اس کی روح آسمان تک حرکت کرتی ہے اور جو کچھ وہاں آسمان میں موجود اس کی تقدیر و تدبیر سے واقف ہوتا ہے وہ حق ہے اور اس کی تعبیر وہاں بر آمد ہوتی ہے اس کے برعکس جو کچھ وہاں زمین پر اس کے بارے میں موجود ہوتا ہے کہ خواب میں دیکھتا ہے تو ایسے خواب بے تعبیر کے ہوتے ہیں، قاسم کہتے ہیں میں نے پوچھا دریافت کیا کہ اگر روح آسمان تک جاتی ہے تو مومن کے بدن میں اس وقت کیا باقی رہ جاتا ہے امام عالی مقام(ع) نے فرمایا کہ اگر یہ تمام کی تمام آسمان پر چلی جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے کیا تم سورج کو نہیں دیکھتے کہ وہ اپنی جگہ پر قائم ہوتا ہے جب کہ اس کی روشنی اور حرارت زمین میں موجود ہوتے ہیں بالکل اس طرح سورج کی مانند روح جسم میں رہتی ہے جب کہ اس کا پرتو متحرک ہوتا ہے۔

۱۶- معاویہ بن ... ار کہتے ہیں کہ امام ابو جعفر باقر(ع) نے فرمایا کہ جب بندگان خدا الت نیند میں ہوتے ہیں تو ان کی روحیں آسمان پر جاتی ہیں جس کسی کی روح آسمان میں موجود جو کچھ دیکھتی ہے حق ہے اور جو کچھ اسے راستے میں نظر آتا ہے باطل ہے آگاہ رہو کہ ارواح کا ایک لشکر رواں ہوتا ہے (زمین سے آسمان کی طرف) جو کہ باہم تعارف سے ایک دوسرے سے آشنا ہو جاتا ہے یہ ارواح جو کہ آسمان پر ایک دوسرے سے تعارف حاصل کرلیتی ہیں وہ زمین پر بھی ایک دوسرے سے تعارف ہوتی ہیں۔ اور جن ارواح کا تعارف آسمان میں نہیں ہوتا وہ زمین پر بھی ایک دوسرے کو نہیں جانتیں۔

۱۷- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے رفقا یا- میں نے رسول خدا(ص) سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) انسان خواب دیکھتا ہے جن سے کچھ حق ہوتے ہیں اور کچھ باطل ایسا کیوں ہے۔ رسول خدا(ص) نے جواب دیا، کہ اے علی(ع) آدمی جب سوتا ہے تو اسکی روح پروردگار کی طرف پرواز کرتی ہے وہ جو کچھ عرش پر دیکھتی ہے وہ حق ہوتا ہے(اس کی تعبیر ہوتی ہے) جب رب العزت حکم دیتا ہے تو یہ ارواح اپنے بدن میں واپس آجاتی ہیں جب کہ زمین و آسمان کی سیر میں یہ جو کچھ راستے میں دیکھتی ہے۔ باطل ہوتا ہے (بغیر تعبیر کے ہوتا ہے)

۱۸- ابو بصیر کہتے ہیں کہ میں نے امام باقر(ع) سے سنا کہ ابلیس شیاطین کا ایک دستہ رکھتا ہے جس کا نام ہزع ہے جس کی تعداد مشرق و مغرب کے درمیانی فاصلے کو پر کرتی ہے جب یہ شیاطین لوگوں کے خوابوں میں آتے ہیں تو لوگ پریشان خواب دیکھتے ہیں۔

فضل بن ربیع

۱- احمد بن عبداللہ فروی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں (احمد کا والد) ایک دن فضل بن ربیع کے گھر گیا اور دیکھا کہ وہ ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے مجھے دیکھا تو کہا کہ آؤ میرے پاس بیٹھو جب بیٹھ گیا تو مجھ سے کہا ادھر دیکھو جب میں نے اس جانب دیکھا تو پوچھا کہ کیا نظر آیا میں نے کہا ایک کپڑا ہے جو زمین پر پڑا ہے۔کہا کہ غور سے دیکھو میں نے کچھ تامل کیا اور پھر دیکھا کہ ایک شخص سجدے میں ہے فضل نے پوچھا کیا انہیں پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں کہنے لگے یہ تیرے مولا و آقا ہیں میں نے کہا کون ہیں؟ فضل کہنے لگے خود کو انجان ظاہر کرتے ہو تو میں نے کہا کہ نہیں میرا مولا کوئی نہیں ہے فضل بن ربیع نے کہا یہ ابوالحسن موسی بن جعفر(ع) ہیں میں شب و روز مشاہدہ کرتا ہوں کہ یہ اسی حالت میں ہوتے ہیں وہ نماز فجر ادا کرتے ہیں اور پھر تعقیبات میں مشغول ہو جاتے ہیں کہ اسی حال میں سورج طلوع ہوجاتا ہے پھر یہ سجدے میں چلے جاتے ہیں اور ظہر تک سجدے میں رہتے ہیں میں (فضل) کسی اور شخص کو نہیں جانتا جو زوال تک ایسا کرتا ہو پھر غلام آتا ہے اور کہتا ہے کہ وقت ظہر آ گیا تو یہ اپنی نماز ظہر شروع کردیتے ہیں نماز ظہر کے لیے انہیں

تجدید وضو کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے کہ یہ دوران رہتے نہ وتے یں اور نہ ں بے ہوش ہوتے یں پھر یہ عصر ادا کرتے یں اور تعقیبات نماز کے بعد دوبارہ سجدے میں چلے جاتے یں یہاں تک کہ غروب آفتاب ہو جاتا ہے سجدہ سے اٹھتے یں او نماز تجدید وضو کے یہ نماز مغرب، اس کی تعقیبات اور پھر عشاء ادا کرتے یں اس کے بعد میں ان کے لیے کھانا لاتا ہوں یہ افطار کرتے یں اور پھر تجدید وضو کر کے سجدے میں چلے جاتے یں پھر سجدے سے سر اٹھاتے یں اور کچھ دیر استراحت فرماتے یں پھر اٹھ کر وضو کرتے یں اور نماز شب کے لیے کھڑے ہو جاتے یں یہاں تک کہ صبح کی سفیدی نمودار ہوتی ہے مجھے نہیں معلوم کہ ان کا غلام ان کو کس وقت طلوع فجر کی اطلاع کرتا ہے کہ وہ پھر نماز کے لیے کھڑے ہوتے یں جب سے وہ میری تحویل میں دیئے گئے یں میں ان کا یہی طریقہ دیکھ رہا ہوں۔

احمد بن عبداللہ فروی کے والد نے فضل بن ربیع سے کہا کہ خدا سے ڈرو ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچانا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بات تمہارے لیے باعث زوالِ نعمت ہو جائے کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس کسی نے ان کے ساتھ بدی کی اس سے خدا کی نعمتیں چھین گئیں فضل نے کہا کہ مجھے بارہا ان کے قتل کا حکم دیا گیا اور یہ کہا گیا کہ اگر تم نے انہیں قتل نہ کیا تو تمہیں قتل کر دیا جائے گا لیکن میں نے اس بات کو قبول نہیں کیا۔

اس کے بعد امام عالی مقام(ع) کو فضل بن یحیی برمکی کی تحویل میں دے دیا گیا۔ زندان برمکی میں ان کے لیے کھانا فضل بن ربیع کے گھر سے لایا جاتا رہا یہاں تک کہ تین دن و رات گزرے چوتھے دن کھانا یحیی برمکی نے بھیجا امام عالی مقام(ع) نے کھانا دیکھا تو فرمایا خدا تو جانتا ہے کہ اگر اس سے پہلے میں اس طرح کا کھانا کھاتا تو موت یقینی تھی یہ کہہ کر آپ(ع) نے کھانا تناول فرما لیا اور بیمار ہوئے(زہر کے اثر سے) صبح ایک طبیب کو ان کے پاس ان کی حالت دریافت کرنے بھیجا گیا طبیب نے پوچھا کہ آپ کے درد کا کیا سبب ہے آپ(ع) خاموش رہے طبیب نے دوبارہ دریافت کیا تو امام عالی مقام(ع) نے اپنے ہاتھ اس کے سامنے بلند کر کے دکھائے ہاتھ کی ہتھیلی میں سبز نشان دیکھ کر طبیب باہر آیا اس سے دریافت کیا گیا کہ ان(امام) کی حالت کیسی ہے طبیب نے کہا جو کچھ ان کے

ساتھ کیا یا ہے اور جو ان کی الت ہے اسے نرا ح بہتر بتا ہے، اسی الت میں امام عالی مقام(ع) کی شہادت ہوگئی۔

۲- علی بن یقطین کہتے یں کہ ہارون رشید نے اپنے کیا درء باری سے کہا کہ کچھ ایسا کر جس سے امام موسی بن جعفر(ع) کے ام امات و غلط ثابت کرنے میں مدد مل سکے اور ان کا اثر و نفوذ تم ہو ائے، اس درء باری نے ایک ادوگر کا انتظام کیا جب وہ آ یا تو ایک دستر خوان بچھایا یا اور امام موسی بن جعفر(ع) و بلایا یا جب ادم ، ابوالحسن(ع) کے لیے روٹی لایا تو اس ادوگر نے کرتب سے روٹی آپ(ع) کے آگے سے کھینچ لی۔ یہ دیکھ کر ہارون نسا اور اپنی جگہ سے اٹھا۔ امام عالی مقام(ع) نے درء بار پر نظر دوڑائی اور درء بار میں لگی ہوئی شیر کی تصویر جو کہ کپڑے پر بنی ہوئی تی و حکم دیا کہ اس دشمن و نگل لے تصویر کا شیر مجسم ہوا اور ادوگر و نگل یا ہارون اور اس کے درء باریوں سے جب یہ معجزہ دیکھا تو خوف سے غش کھا کر گر پڑے جب کافی دیر کے بعد ہوش میں آئے تو امام عالی مقام(ع) سے گذارش کی کہ ہم آپ(ع) و آپ(ع) کے حق کا واسطہ دے کر کہتے یں کہ اس شیر و حکم دیں کہ اس ادوگر و واپس اگل دے امام عالی مقام(ع) نے رفمایا اگر عصائے موسی(ع) نے لکڑی اور رسی سے بنے سانپوں و اگلا دیا ہوتا یہ شیر ی ویسا ی کرتا کہا اتا ہے کہ آنحضرت(ع) کا یہ معجزہ ان کے قتل کا موثر ترین ذریعہ بن یا (کیونکہ یہ معجزہ دیکھنے کے بعد ہارون کے دل میں حضرت(ع) کے لیے زیادہ بغض بھر یا تھا۔)

۳- حسن بن محمد بشار، یہ الربیع سے راویت کرتے یں (جو کہ عامہ اس میں مقبول اور دانا سمجھا اتا تھا) کہ میں نے اندان ر ول نرا(ص) کے بعض ال فضل و دیکھا ہے مگر عبادات و فضیلت میں جیسے موسی بن جعفر(ع) پایا کسی و نہیں پایا میں (حسن بن بشار) نے پوچھا کہ یہ تم پر کس رح عیاں ہوا اس نے ا یا کہ یہ مجھ پر سندی بن شاہک کے زندان میں قید کے دوران عیاں ہوا اس نے ا یا کہ جب امام عالی مقام(ع) سندی بن شاہک کے زندان میں قید تھے تو اس نے اسی(۸۰) رؤسا شہر و اکٹھا کیا اور زندان میں جناب موسی بن جعفر(ع) کے پاس لے کر یا میں ی ان رؤسا کے ہمراہ تھا پھر ہمیں مخاطب کر کے امام (ع) کی رف اشارہ کیا اور کہا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ان پر سختی کی ا ری ہے حالانکہ ان کی منزل یہ ہے پھر ی انہیں یہاں بستر فراہم کیا یا ہے اور کسی تم

کی سختی نہیں کی گئی اور امیرالمو منین(ع) (ہارون رشید) کا ارادہ ان کے ساتھ برائی کا نہیں ہے ہمیں ان کی قدر و منزلت اور فضیلت سے کسی طرح کا خوف نہیں بلکہ ان کے بارے میں بادشاہ سے کام لیتے ہیں اس پر امام عالی مقام(ع) نے اپنے سر کو اٹھایا اور فرمایا کہ جو کچھ میری فضیلت و کرامت کے بارے میں کہا ہے حق ہے میں تمہیں اس کی پہلے سے اطلاع دیتا ہوں کہ مجھے فرمایا انور کے نو دانوں میں زہر ڈال کر دیا جائے گا جس کے کھانے سے اگلے روز میرے جسم کی رنگت سبز ہو جائے گی اور پھر اس سے اگلے روز میں وفات پا جاؤں گا یہ سن کر سندی بن شاہک خوف سے کانپنے لگا اور اس طرح مضطرب ہو گیا جیسے درخت کی شاخیں ہوا میں مضطرب ہو جاتی ہیں۔

۴۔ ثابت بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے امام زین العابدین(ع) سے خدا کے بارے میں دریافت کیا کہ کیا خدا مکان رکھتا ہے تو امام(ع) نے فرمایا اس سے بلندتر ہے ثابت کہتے ہیں میں نے پوچھا کہ پھر کیوں اپنے نبی کو آسمان پر لے گیا فرمایا تاکہ جو کچھ عجائبات ہیں وہ ان کا مشاہدہ کریں اور ملائکہ سے ملیں ثابت بن دینار کہتے ہیں،میں نے پوچھا تو پھر خدا کے اس قول کے کیا معنی ہوئے'' کہ وہ اس قدر نزدیک ہوا کہ با اندازہ دو کمانوں کا فاصلہ تھا'' امام(ع) نے فرمایا اس سے مراد یہ ہے کہ رسول خدا(ص) پردۂ نور کے اسقدر نزدیک ہوئے کہ فرشتوں کے رہنے کی جگہ کو دیکھا اور بادشاہی دیکھی اور زمین اور عرش کی بادشاہی کے درمیان فاصلے کا خود مشاہدہ کیا۔

صلوات ہو ہمارے نبی(ص) پر اور ان کی آل(ع) پر۔

مجلس نمبر ۳۰

(دس محرم الحرام سنہ ۳۶۸ھ)

(یہ مجلس جنابِ صدوق مقتلِ حسین(ع) میں پ ں)

مجلس اشور

۱- امام علی بن حسین(ع) نے رفاہ یا کہ جب م اویہ کی موت کا وقت آ یا تو اس نے اپنے بیٹے یزید و بلایا اور کہا کہ میں نے اس وسیع و ر سلطنت پر تیری حکو ت و مضبوط کرنے کے تمام اسباب فراہم کردئے یں اور تمام رکاوٹوں و دور کر دیا ہے تمام شہر اس وقت تیری حکو ت کے لیے آمادہ یں۔ مگر میں تین اشخاص سے خوف زدہ ہوں کہ یہ تیری مخالفت کریں گے اور ان میں سے ایک عبداللہ بن مر خطاب دوسرے عبداللہ بن زبیر اور تیسرے حسین بن علی(ع) یں۔

اے یزید سن اگر تو عبداللہ بن مر سے اچھے ریقے سے پیش آیا اور اس کی ر مدارت کرتا رہا تو اس کا دل تیرے ساتھ رہے گا اس لیے اس کی ر مدارت سے ہاتھ ت اٹھانا، عبداللہ بن زبیر اگر جن کے لیے آمادہ ہو تو اس کے ٹکڑے کر دینا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ تیری گھات میں رہے گا اور در پردہ کاروائیاں کرتا رہے گا۔ حسین بن علی(ع) و تم جانتے ہو کہ ان کی ر ول اللہ(ص) کے ساتھ کیا نسبت ہے ان کا اور ر ول(ص) کا گوشت اور خون ایک ہے میں جانتا ہوں کہ راق کے لوگ ان و شورش کے لیے بلائیں گے، خود و قابو میں رکھنا اور کسی م کی غلط کاروائی ت رکھنا اور ان کی توا نع رکھنا اگر تم ان پر قابو پالو تو ان کے حق و پہچاننا اور ر ول خدا(ص) سے نسبت کی وجہ سے ان سے رعایت رکھنا اور مواخذہ نہ رکھنا، جو روابط میں نے اس رصے میں ان سے استوار کرنے کی وشش کہ ہے انہیں نقطع نہ کردینا کہیں یہ نہ ہو کہ تم ان سے برائی کر بیٹھو۔

جب م اویہ مر یا اور یزید بن م اویہ لعین تخت خلافت پر بیٹھا تو اپنے چچا عتبہ بن ابو سفیان اور دوسری روایت کے مطابق ولید بن عتبہ و اکم مدینہ مقرر کیا عتبہ نے مروان بن حکم جو کہ م اویہ کی

رف سے مدینے کا حاکم تھا و معزول کر دیا اور حکم یزید کے تحت مدینے کی گورنری سنبھال لی۔ مروان بن حکم فرار ہو گیا اور اسے گرفتار نہ کیا جا سکا۔ عتبہ نے اسکے بعد حسین بن علی(ع) و طلب کیا اور ان سے یزید بن معاویہ کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ امام عالی مقام(ع) نے ارشاد فرمایا اے عتبہ تو جانتا ہے کہ ہم اہل بیت(ع) ، معدن رسالت ہیں اور علم خدا کے عالم ہیں خدا نے حق و ہمارے سپرد کیا ہے اور ہماری زبانوں پر اسے جاری کیا ہے۔ میں (حسین(ع)) خدا کے اذن سے گویا ہوں میں نے اپنے جد رسول خدا(ص) سے سنا ہے کہ خلافت فرزندانِ ابو سفیان پر حرام ہے اور جن کے لیے رسول خدا(ص) کا یہ صریح حکم موجود ہو میں اس کی بیعت کیسے کر سکتا ہوں۔ عتبہ نے جب امام عالی مقام(ع) کا یہ جواب سنا تو یزید و خط لکھا۔

امیر المومنین یزید(لعین) کے لیے عتبہ بن ابوسفیان کی طرف سے آگاہ ہو جا کہ حسین(ع) بن علی(ع) تیری خلافت اور تیری بیعت کے معتقد نہیں ہیں اس بارے میں جو تیری حکم ہو وہ صادر کر والسلام۔

یہ خط جب یزید لعین و پہنچا تو اس نے جواب لکھا۔ جب میرا یہ خط تجھ تک پہنچے تو اس وضاحت کے ساتھ مجھے فوراً جوابی خط لکھ کہ کون کون میرا مطیع و فرمانبردار اور کون میرا مخالف ہے اور تیرے جوابی خط کے ساتھ حسین بن علی(ع) کا سر بھی ہونا چاہیے۔

جب یہ خبر امام عالی مقام(ع) تک پہنچی تو انہوں نے سفر کی تیاری شروع کر دی اور رات و مسجد نبوی میں آئے تاکہ رسول خدا(ص) سے وداع ہو لیں جب قبرِ مبارک پر پہنچے تو دیکھا کہ قبرِ مبارک سے نور نکل رہا ہے آپ(ع)(حسین(ع)) واپس ہو لیے دوسری شب پھر رسول خدا(ص) و الوداع کہنے کے لیے تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور سجدہ و طول دیا یہاں تک کہ آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ رسول خدا(ص) تشریف لائے ہیں اور سینے سے لگا کر آنکھوں کے بوسے لیتے ہیں اور فرماتے ہیں میرے ماں باپ تجھ پر قربان میں تمہیں خون میں لت پت دیکھ رہا ہوں اس حالت میں کہ میری امت کے دعوی کرنے والے لوگوں کا جم غفیر تیرے گرد ہو گا اور ان کے لیے میری شفاعت میں سے کوئی حصہ نہیں ہے اے میرے بیٹے تم اپنے ماں(ع)، باپ(ع) اور بھائی(ع) کے پاس آ جاؤ کہ وہ سب تم سے ملنے کے مشتاق

یں۔ میرے فرزند جان لو کہ تم بہشت میں بہت بلند درجات رکھتے ہو جو تمہیں بغیر شہادت نہیں مل سکتے ۔

حسین(ع) روتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنے خاندان کے پاس واپس آئے اور ان سے اپنے خواب وبیان کیا پھر اپنے برادر زادوں اور مخدرات عصمت و طہارت سواریوں پر سوار کرایا اور اپنے اکیس(۲۱) اصحاب اور اہل بیت(ع) کے ساتھ پیچھے رہ جانے والوں سے الوداع کہ امام(ع) کے ساتھ جانے والوں میں اہل بیت(ع) کے ان افراد نے شمولیت کی جناب قاسم بن حسن(ع)، جناب ابوبکر بن علی(ع)، محمد بن علی(ع) عثمان بن علی(ع) عباس بن علی(ع) عبداللہ بن مسلم بن عقیل(ع)، علی بن حسین اکبر(ع) علی بن حسین(ع) اصغر(ع) ۔ جب امام (ع) کے کوچ کی خبر عبداللہ بن مطیع کو ملی تو وہ امام عالی مقام(ع) کے پیچھے گئے اور ایک منزل پر جاکر ان سے ملاقات کی اور عرض کیا، یا رسول اللہ(ص) کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں جواب ملا عراق کا عبداللہ بن مطیع نے کہا میری گزارش ہے کہ آپ(ع) یہ ارادہ ترک کر کے واپس اپنے نانا(ص) کے حرم کی طرف مدینہ لوٹ جائیں امام عالی مقام(ع) نے انکار کیا تو عبداللہ بن مطیع نے کہا کہ مجھے وہ جگہ دکھائیں جہاں رسول خدا(ص) آپ(ع) کے بوسے لیا کرتے تھے امام (ع) نے انہیں بتایا تو عبداللہ بن مطیع نے اس جگہ کا تین دفعہ بوسہ لیا اور گریہ کیا اور کہا یا ابن رسول اللہ(ص) میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں آپ اس سفر میں شہید کردئیے جائیں گے۔

امام عالی مقام(ع) اور آپ(ع) کے صاحب دوبارہ چل پڑے مقام ثعلبہ میں ایک شخص جس کا نام بشیر بن غالب تھا امام(ع) کے پاس آیا اور عرض کی یا بن رسول اللہ(ص) مجھے خدا کے اس قول کہ'' اس دن ہر ایک کو اک امام کے ساتھ بلایا جائے گا۔(اسراء ، ۷۱) کی وضاحت فرمائیں۔ امام عالی مقام(ع) نے فرمایا وہ امام جوکہ حق کی طرف دعوت کرئے اوروہ دعوت کس جائے اور وہ امام جو گمراہی کی طرف دعوت دے اور وہ بھی قبول کی جائے تو یہ پہلا گروہ بہشت اور دوسرا دوزخ میں جائے گا اور یہ جو فرمایا ہے کہ'' ایک گروہ بہشت میں اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔ '' (شوری، ۷) یہ کہہ کر آپ(ص) روانہ ہوئے اور زبیب کی منزل پر پڑاؤ کیا یہاں نصف دن استراحت فرمایا جب نیند سے بیدار ہوئے تو گریہ فرماتے ہوئے اٹھے آپ(ع) کے فرزند نے دریافت کیا بابا یہ گریہ کس لیے

ہے تو امام (ع) نے رفماہ یا اے فرزند یہ وہ وقت ہے کہ جب ن وخب ۔ با ل نہیں ورہتا خواب مجھ سے کہا یہا ہے کہ تم بانے میں جلدی کرو کیونکہ موت تمہیں بہشت میں لے بائے گی۔

پھر امام (ع) عالی مقام(ع) نے وہاں سے وچ کیا اور مقام رہیمیہ میں قیام رفماہ یا یہاں آپ کی ملاقا بامرم امی شخص سے ہوئی جو کہ وفہ باشندہ تھا اس نے امام(ع) سے ریافت کیا کہ اے ابن ر ول(ص) اس ال میں آپ(ع) کیوں مدینہ چھوڑ کر نکلے یں امام(ع) نے رفماہ یا اے بامرم تم پر وائے ہو تم مجھے دشنام دیتے ہو میں الت بر میں ہوں اور اس الت میں س بر کروں گا جب میرا مال لوٹا بائے گا اور میرا خون رگہ یا بائے گا زرا کی تم مجھے قتل رکہ یا بائے گا اور رب العزت ان لوگوں و خوار کرئے گا اور ایک شمیشیر و ان پر مسلط کردے گا جو ان سے میرا انتقام لے گی اور ان پر ایک ایسے مرد و مسلط کردے گا جو ان و ذلیل و خوار کرے گا۔

جب یہ خبر عبیداللہ ز یاد لعین و پہنچی کہ حسین(ع) رہیمیہ کی منزل تک پہنچ ئے یں تو اس نے حر ابن یزیدر یاں کی سر کردگی میں ایک ہزار واروں کا دستہ ھیجا ، حر جب رھیمیہ پہنچا تو آگے بڑھتا کہ امام سے ملاقات کرے تو اس نے تین بار اس آواز و سنا کہ اے حر تجھے جنت کی بشارت ہو حر نے جب پیچھے مڑ کر آواز دینے والے و دیکھ نا پایا اور کسی و وہاں پایا تو وپا کہ ہم ر ول زرا(ص) کے فرزند کے خلاف یں پھر بہشت میں کیسے بائیں گے۔ از ظہر کے وقت حر امام عالی مقام(ع) کی زرت میں اضر ہوا امام عالی مقام(ع) نے اپنے فرزند و حکم یا کہ وہ اذان و اقا ت کہیں پھر امام (ع) کی اما ت مین دونوں گروہوں نے از پڑھی۔

بعد از از حر زرتِ امام(ع) میں اضر ہوا اور رض کہ یا السلام علیک یا بن ر ول اللہ(ص) ، امام عالی مقام(ع) نے رفماہ یا و علیک السلام تم ون ہو اے زرا کے بندے حر نے جواب د یا میں حر بن یزیدر یاں ہوں۔ امام(ع) نے رفماہ یا، حر ہمارے ساتھ جنگ کرنے آئے ہو یا ہماری مدد کرنے۔ حر نے کہا مجھے آپ(ع) کے ساتھ جنگ کرنے ھیجا یا ہے مگر یا بن ر ول اللہ(ص) میں زرا کی پناہ مانگتا ہوں کہ جب میں قبر سے نکلوں تو میرے پاؤں میرے سر کے بالوں سے بندھے ہوں اور میرے ہاتھ میری گردن کے ساتھ اور مجھے لے با کر جہنم میں رگہ د یا بائے اور یا ابن ر ول اللہ(ص) میرا مشورہ آپ(ع) و یہ

ہے کہ آپ(ع) اپنے بر کے حرم مدینہ لوٹ جائیں ورنہ یہ لوگ آپ و قتل کردیں گےامام عالی مقام(ع) نے وجب دیا کہ
عنقریب میں اپنے بر ر ول ا(ص) سے ملاقات کروں گا اور بہادر کےلیے موت سے وئی خوف نہیں جب کہ اس کی نیت حق
ہو اور وہ مسلمان ہو کر جہاد کرئے اور اپنے ذریعے سے نیک لوگوں کی مدد کرے اور لاک ہونے والوں سے الگ ہو اور برائی کے
خلاف ہو۔ پس اگر میں زندہ رہ یا تو میرے لیے وئی ندامت و پریشانی نہیں اور اگر مر یا تو مجھے موت سے وئی تکلیف نہیں
لیکن تیری ذلت کے لیے اتنا کافی ہے کہ تو زندہ رہے اور تیری ناک رگڑی جائے۔

پھر امام عالی مقام(ع) نے رھیمیہ سے وچ کیا اور قطانیہ میں پڑا ڈالا وہاں کچھ دور لگے خیموں کو دیکھ کر امام(ع) نے
دریافت کیا کہ یہ خیمے کس کے ہیں آپ(ع) و مطلع کیا یا کہ یہ خیمے عبیداللہ بن حر جعفی کے ہیں۔ امام(ع) نے اس کو طلب
کیا اور فرمایا کہ تو ایک گناہ گار اور خطا کار انسان ہے دھو ڈالے تو اپنے گناہوں کی رب العزت سے معافی مانگ اور میری مدد کر
میرے بر ر ول ا(ص) بارگاہ رب العزت میں تیری شفاعت کریں گے عبیداللہ جعفی نے کہا یا امام اگر میں نے آپ(ع) کے
لشکر میں شمولیت اختیار کر لی تو میں وہ پہلا شخص ہوں گا جسے یہ قتل کریں گے مگر میں آپ و اپنا گھوڑا پیش کرتا ہوں ا کی
قسم میں نے جب ن پر وار ہو کر اسے ایڑ لگائی ہے وئی اس کی گرد و ی پاسکا اور میں نرغے میں نہیں آیا آپ(ع) یہ گھوڑا
لے لیں۔

امام(ع) نے اپنا چہرہ اس سے دوسری رف پھیر لیا اور فرمایا ہمیں تیرے گھوڑے سے نہیں تجھ سے غرض ہے۔ میں ظالم کی
مدد و اپنے لیے قبول نہیں کرتا تو ایسا کر کہ کہ یہاں سے بہت دور چلا جا نہ ہمارے ساتھ رہ اور نہ ہمارے خلاف ہو کیونکہ
جب میں نے استغاثہ بلند کیا تو پھر ہر سننے والے پر لازم ہے کہ وہ ہماری مدد کرے اگر اس نے ایسا نہ کیا تو ا اسے جہنم
میں گرائے گا۔

یہ کہ کر امام نے وچ کیا اور کربلا آ پہنچے۔ کربلا پہنچ کر امام(ع) نے دریافت کیا کہ یہ ونسی جگہ ہے کہ آپ و بتایا یا کہ یہ
کربلا ہے آپ(ع) نے ارشاد فرمایا ا کی قسم آج گرفتاری و بلا کا روز ہے اسی جگہ ہمارا خون بہایا جائیگا اور ہماری حرمت کو
پامال کیا جائیگا۔

عبیداللہ ابن زیاد لعین نے عمر ابن سعد لعین کو چار ہزار سوار دے کر حسین(ع) کے مقابلے کے لیے روانہ کیا اس کے علاوہ عبداللہ بن حصین لعین کو ایک ہزار سوار، شیث بن ربعی لعین کو ایک ہزار سوار اور محمد بن قیس کندی لعین کو بھی ایک ہزار سوار دے کر عمر سعد لعین کے پیچھے روانہ کیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ عمر سعد لعین کی سرکردگی میں جنگ لڑیں گے عبیداللہ بن زیاد لعین کو جب یہ خبر دی گئی کہ عمر سعد لعین نے حسین(ع) کے ساتھ رات کی تاریکی میں گفتگو کی ہے تو اس نے شمر بن ذی الجوشن لعین کو چار ہزار کی فوج دے کر روانہ کیا اور عمر سعد لعین کو احکامات جاری کیے کہ جب میرا یہ حکم نامہ تجھ تک پہنچے تو حسین بن علی(ع) کو مزید مہلت مت دے اور انہیں گردن سے دبوچ لے اور ان پر اس طرح سے پانی بند کردے جس طرح یوم دار عثمان پر پانی بند کردیا گیا تھا جب یہ خط عمر سعد کو پہنچا تو اس نے منادی کروا دی کہ حسین(ع) اور ان کے اصحاب کے لیے ایک دن اور ایک رات کی مہلت ہے۔

جب یہ آواز امام(ع) کے اعزاؤ و اصحاب کے کانوں میں پڑی تو انہیں نہایت ناگوار گزرا امام عالی مقام(ع) کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ کسی کو میرے اصحاب سے زیادہ باوفا اور میرے اہل بیت(ع) سے زیادہ فرمانبردار اور صلہ رحم کے زیادہ پابند اہل بیت(ع) ملے ہوں میں جانتا ہوں کہ مجھ پر وہ وقت آگیا ہے لہذا میں تمہیں اپنی بیعت سے آزاد کرتا ہوں۔ اور تمہیں اس ذمہ داری سے بری کرتا ہوں اس وقت رات کی تاریکی ہے تم اس کا فائدہ اٹھاؤ اور اطراف سے نکل جاؤ کیونکہ یہ قوم صرف میرے ہی خون کی پیاسی ہے یہ صرف میرا ہی تعاقب کریں گے اور اگر مجھے پالیں گے تو کسی اور کے پیچھے نہیں جائیں گے۔ عبداللہ بن مسلم بن عقیل(ع) کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا ابن رسول اللہ(ص) لوگ کیا کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ و آقا اور آقازادے کو اور اپنے پیغمبر(ص) کے فرزند کو دشمنوں کے نرغے میں چھوڑ دیا ہے اور دشمن پر اپنے نیزہ و شمشیر سے حملہ نہیں کیا۔ یا ابن رسول اللہ(ص) خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے جب تک ہم آپ(ع) کے ساتھ ہیں ہم اپنا خون اور اپنی جان آپ پر نچھاور کردیں گے یہاں تک کہ جو آپ کی طرف سے ہم پر واجب ہے وہ ادا ہو جائے اور جو وعدہ کیا ہے وہ پورا ہو جائے پھر زہیر بن قین بجلی کھڑے ہوئے اور کہا یا ابن رسول اللہ(ص) میں اس چیز کو دوست رکھتا ہوں کہ آپ(ع) کی مدد کرتا ہوا دس بار قتل ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر

قتل ہو جاؤں میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے وجود کی وجہ سے ان لعینوں کو آپ(ع) کے خاندان سے دور کر دے ہم تمام اصحاب کے لیے یہ جزائے خیر ہے۔ اس کے بعد امام عالی مقام(ع) نے فرمایا کہ خیام کے چاروں طرف خندق کھودیں اور لکڑیوں سے اسے پر کر دیں پھر امام نے اپنے فرزند علی اکبر(ع) بیس بہادر اور تیس سوار دے کر حکم دیا کہ وہ جائیں اور پانی لے کر آئیں علی اکبر(ع) گئے اور خفیہ طریقے سے پانی لے آئے انکی زبان پر اس وقت یہ اشعار جاری تھے۔

'' اے زمانے تف ہے تجھ پر تو کتنا برا دوست ہے کہ ہر صبح و شام کتنے ساتھی و طلب گار مقتول ہوتے ہیں جب کہ تو تبادلے پر قناعت نہیں کرتا اور حکم اور امر تو جلیل کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ رہنے والا میرے راستے پر چلنے والا ہے'' اس کے بعد امام(ع) نے اپنے اصحاب سے فرمایا اٹھو اور پانی پیو کہ یہ تمہارا آخری توشہ ہے اور وضو و غسل کرو اور اپنے کپڑوں میں خوشبو لگا کر انہیں کفن بنا لو۔ بالاخر نماز فجر ادا کی گئی اور اس کے بعد اصحاب و جنگ کے لیے صف آرا کیا گیا اور حکم دیا گیا کہ خندق کی لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے تاکہ دشمن کا لشکر صرف ایک طرف سے حملہ آور ہو سکے۔

دشمن کے لشکر کی طرف سے ابن ابی جویریہ نامی ایک شخص نے جب خندق میں آگ روشن ہوتے دیکھی تو اس نے آگے بڑھ کر آگ لگانے والے کو مخاطب کیا اور کہا کہ وائے ہو تم پر تم دنیا میں ہی آگ کا مزہ چکھنا چاہتے ہو۔ امام عالی مقام(ع) نے جب اس کی یہ آواز سنی جو ارشاد فرمایا کہ یہ کون ہے۔ آپ(ع) کو عرض کیا گیا کہ یہ ابن ابی جویریہ نامی شخص ہے امام نے فرمایا خدایا اس کو دنیا میں ہی آگ کا مزہ چکھا دے امام(ع) کی دعا کا ختم ہونا تھا کہ اس لعین کا گھوڑا بدکا اور اسے سیدھا خندق میں گرا دیا جس سے وہ (ابن ابی جویریہ) زندہ آگ میں جل کر مر گیا۔

اسکے بعد عمر سعد لعین کے لشکر سے تمیم بن حصین فزاری نامی شخص سے پکارا کر کہا اے حسین(ع) اور اصحاب حسین(ع) دریائے فرات کو دیکھو کہ اس میں مچھلیاں تیر رہی ہیں اور سیراب ہو رہی ہیں مگر خدا کی قسم تمہیں اس کے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیا جائے گا یہاں تک کہ تم پیاس کی حالت میں جان دیدو۔ امام عالی مقام(ع) نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے بتایا گیا یہ تمیم بن حصین فزاری ہے آپ(ع) نے

ارشاد فرمایا کہ یہ اور اس کا ۔ باپ ال دوزخ میں سے یں ۔پھر دعا فرمائی کہ اے رب العزت آج اس و پیاس میں مبتلا کردے آپ(ع) کا یہ کہنا تھا کہ اس و شدید پیاس نے آ گیرا وہ اضطراب کی الت میں گھوڑے سے نیچے گر یا اور اسی کے گھوڑے نے اس و اپنے سموں تلے روند دیا۔

اس کے بعد لشکر مر سعد لعین سے محمد بن اشعث کندی لعین سامنے آیا اور کہنے لگا اے حسین(ع) بن فاطمہ(س) تم ر ول(ص) کی رف سے ایسی ونسی حر ت رکھتے ہو جو دوسرے نہیں رکھتے امام(ع) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، بے شک نرا نے آدم و نوح اور آل ابراہیم اور آل مران و چنا عالمین سے اور بعض بعض کی ذریت یں"(آل مران، ۳۳) اور پھر رفرمایا کہ نرا کی تم محمد(ص) آل ابراہیم(ع) سے یں اورہم اندان محمد(ص) کی و بر ترت یں۔ اس کے بعد آپ(ع) نے دریافت کیا کہ یہ مرد ون ہے بتایا یا کہ اس کا نام محمد بن اشعث بن قیس کندی ہے امام عالی مقام(ع) نے سر و آسمان کی رف بلند کیا اور کہا رنرایا اس شخص و ایک ایسی خواری دے کہ اس کی بعد اقت نہ رہے امام عالی مقام(ع) کا یہ رفرمانا تھا کہ یکایک محمد بن اشعث و ایک ایسا عارضہ ہوا کہ وہ تضائے اجت کے لیے بھاگا یا اور جب بیٹھا تو نرا نے ایک بچھو و اس پر مسلط کر دیا جس کے ڈنک مارنے سے یہ شخص برہنہ الت میں اپنی غلاظت میں گر کر مر یا۔

جب امام کے اصحاب پر پیاس نے غلبہ کیا تو بریر بن حصین ہمدانی(راوی ریر ابراہیم بن عبداللہ کہتے یں کہ بریر ابو اسحاق کے ماموں یں) امام عالی مقام(ع) کی ن رت میں اضر ہوئے اور رض کی، یا ابن ر ول اللہ(ص) اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ان سے بات کروں اور پانی لانے کی وشش کروں۔ امام نے اجازت دی وہ مر سعد لعین کے لشکر کے پاس ئے اور رفرمایا اے لوگو بے شک نرا نے محمد(ص) و چنا جو کہ بشیر و نذیر اور نرا کی اجازت سے لوگوں و اپنی رف بلانے والے یں وہ روشن چراغ تھے راہ ہدایت تھے یہ رفلت کا پانی جس و بلاد یت کی پی رہے یں تم نے اولاد ر ول (ص) پر بند کر دیا ہے جواب میں مر سعد لعین کے لشکریوں نے کہا اے بریر تم و کافی طول دے دیا ہے تم اتنی بات و کافی جانو کہ ہم یہ چاہتے یں کہ حسین(ع) اسی رح پیاسا قتل ہو جائے۔ جس رح ایک شخص (ثمان) پہلے ن قتل ہوچکا ہے ۔ امام حسین(ع) نے رفرمایا بریر بیٹھ جاؤ

پھر امام اپنی جا سے اٹھے اور تلوار کا سہارا لیکر کھڑے ہوئے اور با آواز بلند فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ کیا تم مجھے پہچانتے ہو، جواب ملا ہاں تم رسول کے فرزند ہو امام نے فرمایا جانتے ہو کہ میرے نانا رسول خدا(ص) ہیں، جواب ملا ہاں پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم کیا تم جانتے ہو کہ میری ماں فاطمہ(س) بنت محمد(ص) ہین جواب ملا ہاں جانتے ہیں پھر فرمایا تمہیں خدا کی قسم کیا جانتے ہو کہ میرے والد علی بن ابی طالب(ع) ہیں جواب ملا خدا کی قسم جانتے ہیں، پھر فرمایا کہ کیا جانتے ہو کہ میری نانی خدیجہ بنت خویلد اسلام لانے والی پہلی خاتون ہیں۔ جواب ملا جانتے ہیں، آپ نے پھر فرمایا تمہیں قسم ہے کیا تم جانتے ہو کہ سید الشہداء حمزہ(ع) میرے والد کے چچا ہیں، جواب ملا ہاں ہم جانتے ہیں، آپ(ع) نے پھر فرمایا کیا یہ بھی جانتے ہو کہ جعفر طیار(ع) جو بہشت میں ہیں میرے چچا ہیں۔ جواب ملا خدا کی قسم ہم یہ بھی جانتے ہیں، آپ(ع) نے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں بتاؤ کیا یہ جانتے ہو کہ یہ تلوار رسولِ خدا(ص) کی ہے جو اس وقت میری کمر کے ساتھ آراستہ ہے، جواب ملا ہاں جانتے ہیں، پھر فرمایا کہ تمہیں خدا کی قسم بتاؤ کیا یہ عمامہ رسول خدا(ص) کا نہیں جو میرے سر پر ہے، جواب ملا ہاں جانتے ہیں انہیں کا ہے، پھر آپ(ع) نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ علی(ع) سب سے پہلے ایمان لائے وہ علم و حلم میں سب سے برتر ہیں اورہر مومن اور مومنہ کے ولی ہیں، جواب ملا ہاں جانتے ہیں۔ امام عالی مقام(ع) نے فرمایا پھر کس لیے تم میرے خون کو حلال جانتے ہو کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ میرے والد(ع) روزِ قیامت حوض کوثر کے کنارے کھڑے ہوں گے اور لوگوں کے ایک گروہ (گناہ گاروں) کو اونٹوں کی طرح ہانک رہے ہوں گے جیسے پانی پینے کے وقت ہانکا جاتا ہے۔ اور لواء حمد اس روز میرے جد(ص) کے ہاتھ میں ہوگا۔ عمر سعد لعین کے لشکریوں کی طرف سے جواب آیا کہ ہم یہ سب جانتے ہیں مگر ہم تم سے کوئی رعایت نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم پیاس سے مر جاؤ۔ امام عالی مقام(ع) کی عمر اس وقت ۵۷ سال تھی، امام نے ان کو جو لائی کیطرف دعوت دینے کی خاطر فرمایا۔ کہ رب العزت نے الیہود پر اس وقت غضب فرمایا جب انہوں نے کہا کہ عزیز(ع) خدا کا بیٹا ہے۔ پھر رب العزت نے ال نصاری پر اس وقت شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا جب انہوں نے مسیح(ع) کو خدا کا بیٹا کہا اور پھر وہ اہل مجوس پر اس وقت غضب میں آیا اور جب انہوں نے آگ کو اپنا خدا مان لیا اور جان لو کہ خدا

کا زاب ان لوگوں کے لیے سخت تر ہے جنہوں نے اپنے پیغمبر(ص) و قتل کیا اور وہ یت جو اپنے پیغمبر(ص) کے فرزند و قتل رکہ نا پاہتی ہے کے لیے زا کا زاب شدید تر ہوگا۔ یہ سن کر حر بن یزیدر یاں لشکر مر سعد لعین سے نکل کر امام عالی مقام(ع) کے پاس آئے اور کہنے لگے۔ رہ یا میں تیری رف پلٹ آیا ہوں میری توبہ قبول کر لے کہ میرے دل میں اس وقت تیرے صالح بندوں تیرے دوستوں اور تیرے پیغمبر(ص) کی اولاد کی حرمت باگزین ہے ۔ پھر حر(رض) نے امام(ع) سے کہا۔ یا بن رسول اللہ(ص) مجھے اجازت دیں کہ میں آپ(ع) کی رف سے آپ کے دشمنوں کے خلاف جنگ کروں۔ امام نے ان کو اجازت دی حر یدان میں ئے اور رجز پڑھا کہ میں اپنی تلوار سے تمہارا سر جدا کردوں گا اور مجھ سے بہتر تلوار چلانے والا پورے راق میں وئی نہیں یہ کہ کر حر نے حملہ رکہ یا اور اٹھارہ لعینوں و واصل جہنم کیا اور شہید ہوئے۔ امام عالی مقام(ع) ، حر(رض) کی رف بڑے جب حر کے سرہانے پہنچے تو دیکھا کہ ان کے جسم سے خون فوارے کے رح نکل رہا ہے یہ دیکھ کر امام نے رفمایا تجھے بارک ہو، بارک ہو، اے حر کہ اپنے نام کی رح تم دنیا اور آخرت دونوں میں حر(رح) (آزاد) ہو پھر امام عالی مقام(ع) حر کے سرہانے کھڑے ہوکر یہ شرع پڑے کیسا خوش قسمت حر ریاں ت صابر وشکر گزار ہے اور حر کیسا خوش قسمت نیزہ باز ہے کہ اس نے کہا واحسینا اور اپنی جان مجھ پر زا کردی۔

پھر زہیر بن قین بجلی یدان میں آئے اور امام نے ارشاد رفمایا '' الیوم نلقی جدک النبیاءو حسنا والمرتضی علیا'' زہیر نے جنگ کے دوران ولہ(۱۶) لعینوں و واصل جہنم کیا جنگ کے دوران زہیر کہتے جاتے تھے کہ میں زہیر ہوں ابن قیس ہوں میں تمہیں اپنی تلوار سے قتل کردوں گا میں حسین(ع) کے ساتھ ہوں۔

پھر زہیر کی شہادت کے بعد حبیب بن مظاہر اسدی(رح) یدان میں ئے اور رجز پڑھا '' میں حبیب ابن مظاہر ہوں ہم اور تم ایک جیسے کس رح ہوسکتے ہیں'' ہطرہ ناصر خیر مالناس حین یذکر'' جناب حبیب(رح) اکتیس(۳۱) لعینوں کو ٹھکانے لگایا اور شہادت کے رتبے پر فائز ہوئے۔

پھر عبداللہ بن ابی روہ غفاری(رح) یدان میں ئے اور لعینوں سے کہا'' جانتے ہو بنو غفاری حق کے ساتھ

یں اور مددگاروان امام یں میں اپنی تلوار کے ذریعے تم سے انتقام لوں گا ر ۔ بدکاروں و تر تیب کروں گا جناب عبداللہ بن عمروہ نے جنگ کی اور (۲۰) بیس لعینوں و واصل جہنم کیا اور شہید ہوئے۔

ان کے بعد بریربن خفیر ہمدانی(رح) جو قاری قرآن تھے میدان میں ئے اور یہ رجز پڑھا'' میں بریر ہوں اورمیرے والد خفیر یں اور اس میں خیر نہیں ورنا جس میں شر ہو۔ '' جناب بریر(رح) نے جنگ کی اور تیس(۳۰) لعینوں و کیفر کردار تک پہنچایا۔

پھر مالک بن انس کاہلی میدان میں آئے اور رفرمایا '' جانتے ہو کہ میرا قبیلہ اورمیری قوم اپنی بہادری کی وجہ سے حریف کے لیے آفت ہے ہم سواروں کے سردار یں جان لو کہ آل علی(ع) شیریان رحمان یں جب کہ آل حرب(بنی امیہ) شیریان شیطان یں جناب مالک نے جنگ کے دوران اٹھارہ(۱۸) آدمیوں و جہنم رسید کیا اور شہید ہوئے۔

ان کے بعد زیاد بن مہاجر کندی میدان میں آئے اور رفرمایا میں زیاد ہوں اور میرے والد مہاجر یں میں شیر دل شجاع ہوں اے کافر و خدا نے مجھے حسین(ع) کی نصرت کے لیے مقرر کیا ہے میں ابن سعد لعین سے نفرت کرتا ہوں اس کے بعد جناب زیاد بن مہاجر(رح) نے جنگ کی اور نو(۹) جہنمیوں و ٹھکانے لگا کر شہید ہوئے۔

پھر وہب بن وہب میدان میں ئے (وہب ایک نصرانی تھے جو کہ بدستِ امام مسلمان ہوئے تھے اور اپنی والدہ کے ہمراہ امام عالی مقام(ع) کے پاس کربلا میں حاضر ہوئے تھے۔) آپ نے خیمے کے بانس(ستون) کے ساتھ جنگ کی اور سات (۷) یا آٹھ(۸) لعینوں و واصل جہنم کیا اور اسیر ہوئے انہیں پکڑ کر عمر سعد لعین کے پاس لایا گیا اس نے حکم دیا کہ ان کا سر کاٹ کر حسین(ع) کی جانب پھینک دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب وہب کی والدہ نے یہ دیکھا تو انہوں نے ایک تلوار اٹھائی اور میدان میں آ گئیں۔ امام عالی مقام(ع) نے جب یہ دیکھا تو وہب کی والدہ سے مخاطب ہو کر رفرمایا اے مادر وہب رک جاؤ اور اپنی جگہ پر واپس چلی جاؤ خدا نے عورتوں سے جہاد کی تکلیف و اٹھا رکھا ہے تم اور تمہارا بیٹا میرے جد محمد(ص) کے ساتھ بہشت میں محشور ہوگے۔

اس کے بعد ہلال بن حجاج میدان میں ئے اور یوں رجز پڑھا '' میں اپنے دشمن کے

نشانے مارتا ہوں انہیں کوئی فائدہ نہیں دیتا اور انہیں خوف میں مبتلا رکھتا ہوں" آپ نے جنگ کی اور تیرہ (۱۳) لعینوں کو
واصل جہنم کیا اور شہید ہوئے۔

ان کے بعد عبداللہ بن مسلم بن عقیل(ع) میدان میں آئے اور دشمنوں سے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں کہ میرا خاتمہ آزادی کی
موت کے علاوہ نہیں ہوگا اور موت ایک تلخ حقیقت ہے میں اس چیز کو بہت برا محسوس کرتا ہوں کہ خوف کھانے والا کہلایا جاؤں
اور بزدلی میرے لیے بہت برا ہے کہ میں تمہارے قتل سے گریز کروں پھر آپ نے جنگ کی اور (۳) تین ناریوں کو واصل
جہنم کیا اور شہید ہوئے۔ پھر علی بن حسین(ع) (اکبر(ع)) میدان میں گئے جب آپ دشمن کے سامنے گئے تو امام عالی مقام(ع)
کی آنکھوں سے اشک جاری ہوئے اور فرمایا اے اللہ تو گواہ ہے کہ رسول کے بیٹے کا بیٹا جس کا چہرہ حسین و جمیل ہے اور جو ہم شکل
پیغمبر(ص) ہے ان لوگوں کے سامنے ہے۔ جناب علی بن حسین(ع) (اکبر) نے فوج اشقیاء کے سامنے پہنچ کر رجز پڑھا" میں علی
بن حسین(ع) ہوں خدا کی قسم ہم نبی(ص) کے گھرانے کے اعلیٰ ترین فرد ہیں آج میں اپنے والد(ع) کے آس پاس سے تم
برے لوگوں کو دور کردوں گا پھر جنگ شروع کی اور دس ناریوں کو ہلاک کر کے واپس امام عالی مقام(ع) کی خدمت میں حاضر
ہوئے اور عرض کیا بابا جان میں پیاسا ہوں امام نے فرمایا بیٹا صبر کرو تمہارے نانا کچھ ہی دیر میں تمہیں بھرپور سیراب کریں
گے پھر جناب علی اکبر(ع) دوبارہ میدان میں آئے اور بھرپور جنگ کی اور چوالیس (۴۴) ناریوں کو واصل جہنم کیا اور شہادت کے
مرتبے پر فائز ہوئے۔

پھر قاسم بن حسن(ع) میدان میں آئے امام عالی مقام(ع) نے ان سے فرمایا میری جان تم بے تاب نہ ہو، ہر چیز فانی ہے۔ آج
بہشت خلد سے تمہیں رزق پہنچایا جائیگا۔ جناب قاسم نے بھرپور جنگ کی اور شہید ہوئے۔

پھر امام حسین(ع) بنفس نفیس میدان جنگ میں گئے اور تین(۳) آدمیوں کو قتل کیا پھر آپ(ع) اس قدر زخمی ہوئے کہ
گھوڑے کی پشت پر قائم نہ رہ سکے اور زمین پر تشریف لے آئے امام عالی مقام(ع) نے جب دائیں اور بائیں کسی کو موجود نہ پایا
تو سر مبارک آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا اے اللہ تو دیکھ رہا ہے کہ لوگوں نے پیغمبر(ص) زادے کے ساتھ کیا سلوک کیا
ہے نبو کلاب نے رفقت کا پانی اس

پر بندرکردیا ہے۔تیروں سے اسے چھلنی کررہے ہیں۔ اور اسے گھوڑے سے نیچے رگرادیا ہے اسی اثناء میں ایک تیر آپ(ع) کی گردن میں آکر پیوست ہو گیا۔ امام عالی مقام(ع) نے اس تیر کو کھینچ کر نکالا اور بہتے ہوئے خون کو روکنے کے لیے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی اس پر رکھی جب ہتھیلی خون سے تر ہوگئی تو اس خون کو اپنے چہرے اور ڈاڑھی پر مل لیا اور فرمایا میں اسی ستم رسیدہ و خون آلودہ حالت میں اپنے پروردگار سے ملاقات کروں گا۔ پھر زخموں سے چور امام نے اپنے چہرہ مبارک کو بائیں طرف سے زمین پر رکھدیا امام(ع)عالی مقام(ع) کی یہ حالت دیکھ کر دشمنان خدا سنان بن انس لعین اور شمر ذی الجوشن عامری لعین شامیوں کا ایک لشکر لے کر امام کے پاس آئے اور سرہانے کھڑے ہوکر ایک دوسرے سے کہا اب کس بات کا انتظار ہے کیا اس(امام عالی مقام(ع)) کو راحت پہنچانے کا ارادہ ہے یہ سن کر سنان بن انس لعین آگے بڑھا اور امام عالی مقام(ع) کی ڈاڑھی کو پکڑ کر ان کی گردن پر تلوار سے وار کرتا جاتا اور کہتا جاتا خدا کی قسم میں تیری گردن جدا کردوں گا میں جانتا ہوں کہ رسول خدا(ص) کا بیٹا ہے۔ بہترین بندہ ہے اور بہترین ماں باپ کی نسل ہے۔ امام عالی مقام(ع) کو اس حالت میں دیکھ کر امام کا گھوڑا امام کی طرف آیا اور اپنی پیشانی کو امام(ع) عالی مقام کے خون سے تر کر کے سرپٹ خیام کی طرف دوڑا اور بلند آواز سے ہنہنانے لگا دختران حسین(ع) اور مخدراتِ عصمت نے جب اس کی آواز سنی تو خیام سے باہر تشریف لائیں اور گھوڑے کی خالی زین اور خون آلودہ پیشانی دیکھ کر واویلا کرنا شروع کیا اور یہ جان لیا کہ حسین(ع) شہید ہوئے ہیں۔ بی بی ام کلثوم(س) بنت حسین(ع) نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر با آواز بلند گریہ کیا اور ہاتھ اپنے سر پر مار مار کر کہا وا محمداہ(ص) یہ حسین(ع) ہیں جو بیابان میں شہید ہوئے ہیں جن کی ردا اور عمامہ لوٹ لیا گیا ہے۔ پھر سنان لعین امام عالی مقام(ع) کے سر کو عبیداللہ ابن زیاد لعین کے پاس لے کر گیا اور کہنے لگا میں خیرالبشر اور دو جہاں کے شہنشاہ کا قاتل ہوں میں اس کا قاتل ہوں۔ جو حسب ونسب میں تمام لوگوں سے برتر تھا مجھے اونٹوں پر سونا اور چاندی لاد کر انعام میں دے۔ عبید اللہ لعین نے کہا تم پر وائے ہو۔ اگر تم جانتے تھے کہ یہ حسب و نسب میں سب سے بہتر ہے تو اسے قتل کیوں کیا یہ کہہ کر اس نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور اس طرح یہ لعین واصل جہنم ہو گیا۔

اس کے بعد عبیداللہ ابن زیاد لعین نے ایک قاصد بی بی ام کلثوم بنت حسین(ع) کے پاس بھیجا جس نے انہیں ابن زیاد لعین کا یہ پیغام پڑھ کر سنایا۔ حمد اس خدا کی جس نے تمہارے مردوں کو قتل کیا یہ جو کچھ بھی تمہارے ساتھ ہوا ہے اسکے بارے میں تیرا کیا خیال ہے، بی بی(س) نے جواب میں فرمایا ۔ اے ابن زیاد لعین اگر تیری آنکھیں حسین(ع) کے قتل سے روشن ہوئی ہیں تو جان لے کہ میرے بابا محمد مصطفی(ص) کی آنکھیں ان کے دیدار سے روشن ہوتی تھیں رسول خدا(ص) انہیں بوسہ دیا کرتے اور ان کے لیے سواری بن کر انہیں اپنے شانوں اپنے پر سوار کیا کرتے تھے تو ان کے نانا کے لیے اپنا جواب تیار رکھ اس لیے کہ کل تیرے لیے دن ایسا ہے۔

خدا امام عالی مقام اور ان کے جانثاروں اور ان کی عترت طاہرہ(ع) اور مخدرات عصمت کے بلند مقامات کے طفیل ہمیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور قاتلان حسین(ع) پر اپنا سخت ترین عذاب مسلط فرمائے ۔ آمین۔

”لعنت بر آل معاویہ و یزید لعین۔“

مجلس نمبر ۳۱ (بقیہ مجلس ۳۰)

(روز عاشورا محرم سنہ ۱۳۶۸ھ)

شام غریبان

۱۔ بی بی فاطمہ بنت حسین(س) نے فرمایا کہ جب کربلا میں ہمارے خیام کے گرد لوٹنے والوں کا ہجوم تھا تب میں چھوٹی بچی (کم عمر) تھی ان لعینوں میں سے ایک نے میرے کانوں سے گوشوارے جو کہ سونے کے تھے کھینچ لیے اور ساتھ ساتھ وہ رونے لگا میں (فاطمہ بنت حسین(ع)) نے اس لعین سے کہا اے دشمن خدا روتا کیوں ہے اس نے لعین نے کہا کہ روؤں کیوں نہ کہ میں نے دخترِ رسول(ص) کو تکلیف دی ہے بی بی فرماتی ہیں مین نے کہا کہ پھر ایسا کیوں کرتا ہے تو کہنے لگا، مجھے یہ خوف ہے کہ اگر یہ گوشوارے میں نے نہ لیئے تو کوئی دوسرا ان کو لےلے گا بی بی(س) فرماتی ہیں ہمارے خیموں میں جو کچھ بھی تھا لوٹ لیا گیا اور ہمارے سروں سے چادریں تک اتروالی گئیں۔

۲۔ عبیداللہ ابن زیاد لعین کے ایک محافظ نے روایت کیا ہے کہ جب امام عالی مقام(ع) کا سر مبارک، ابن زیاد لعین کے پاس لایا گیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کو سونے کے طشت میں رکھ کر میرے سامنے پیش کیا جائے جب سر مبارک کو طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا تو اس لعین نے لکڑی کی ایک چھڑی کو آنحضرت(ع) کے دندان مبارک پر مار کر گستاخی کی اور بولا اے ابا عبداللہ تم جلد بوڑھے ہوئے ہو۔ اس کے دربار میں سے ایک آدمی کھڑا ہو اور ابن زیاد لعین سے کہنے لگا جہاں تو نے چھڑی رکھی ہوئی ہے وہاں پر میں نے رسول خدا(ص) کو حسین(ع) کے بوسے لیتے دیکھا ہے اس لعین نے جواب دیا یہ روز بدر کا بدلہ ہے پھر حکم دیا کہ علی بن حسین(ع) کو طوق پہنایا جائے اور عورتوں اور بچوں کو قید کر کے زندان میں ڈالا جائے عبیداللہ ابن زیاد لعین کا محافظ کہتا ہے کہ میں جس گلی کوچے میں گیا میں

نے دیکھا کہ ہر طرف گریہ و ماتم بپا تھا۔ ابن زیاد لعین کا یہ محافظ کہتا ہے جب ابن زیاد لعین نے علی بن حسین(ع) اور دیگر مخدرات عصمتِ و امام حسین(ع) کے سر مبارک کے ساتھ حاضر کیا تو زینب بنت علی(س) بھی ان ہمراہ تھیں۔ ابن زیاد لعین نے کہا میں خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے تمہیں رسوا کیا اور تمہاری احادیث کو جھوٹا کر دیا اس پر جنابِ زینب(س) نے فرمایا میں اس خدا کی حمد کرتی ہوں جس نے اپنے رسول محمد(ص) کے سبب سے ہمیں گرامی رکھا اور بہتر طریقے سے پاک و پاکیزہ کیا۔ بے شک فاجر، جھوٹ کہنے والا اور فاسق، رسوا ہوتا ہے ابن زیاد لعین نے کہا خدا نے تمہارے گھرانے کے ساتھ یہ کیا کیا ہے بی بی(س) نے فرمایا شہادت ان کا مقدر تھی اور یقیناً خدا تم و روزِ قیامت ان کے سامنے پیش کرے گا اور اس کے ہاں تمہارا محاکمہ ہوگا۔ یہ سن کر ابن زیاد لعین و غضب آیا اور اس نے ارادہ کیا کہ بی بی(س) کے قتل کا حکم دے مگر عمرو بن حریث نے اس کو ایسا کرنے سے باز رکھا اس کے بعد بی بی(س) نے فرمایا اے ابن زیاد تو نے جو کچھ ہمارے ساتھ کیا ہے کیا وہ کم ہے، تو نے ہمارے مردوں و قتل کر دیا اور ہمارے شیرازے و بکھیر دیا ہے، تو نے ہماری خواتین و اسیر کیا ہمارے بچوں پر ظلم ڈھایا اور ہماری حرمت و مباح ابنا ہے اگر اس سے تیرا مقصد اپنے دل و راحت دینا تھا تو تو نے اسے کافی راحت پہنچا چکا۔ اسکے بعد ابن زیاد لعین نے حکم دیا کہ امام عالی مقام(ع) کے سر کے ہمراہ اسیروں و شام روانہ کیا جائے ابن زیاد لعین کا محافظ کہتا ہے، رات و ہم نے سنا کہ جنات امام عالی مقام پر نوحہ خوانی کر رہے ہیں۔

قافلہ جب شام پہنچا تو قیدیوں اور بی بیوں و بے پردہ شہر میں داخل کیا گیا اہل شام نے جب قیدیوں و دیکھا تو کہنے لگے آج سے پہلے ہم نے اس طرح کے نورانی چہروں والے معزز قیدی نہیں دیکھے، اہل شام نے قیدیوں سے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو سکینہ بنت حسین(ع) نے انہیں جواب دیا کہ ہم خاندان رسالت(ص) سے تعلق رکھتے ہیں۔

پھر قیدیوں و شہر کے دروازے پر روک دیا گیا تب امام علی(ع) بن حسین(ع)(زین العابدین(ع)) کے پاس ایک شامی شخص آیا اور کہنے لگا حمد اس خدا کی جس نے تمہارے مردوں و قتل کیا اور فتنہ و خاموش کیا اور اس کے علاوہ جس قدر برا بھلا کہہ سکتا تھا اس نے کہا جب وہ یہ سب کہہ کر خاموش ہو گیا

تو امام علی بن حسین(ع) نے فرمایا کیا تو قرآن نہیں پڑھتا اس نے کہا ہاں پڑھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی کہ" میں تم سے جز نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے خاندان اور میرے رشتے داروں سے محبت کرو" (شورا، ۲۳)

وہ شامی کہنے لگا ہاں میں نے پڑھی ہے پھر آپ(ع) نے فرمایا کہ کیا یہ آیت پڑھی ہے" اپنے ذولقربی کا حق ان کو دیدو" کہنے لگا ہاں آپ(ع) نے فرمایا کہ وہ رشتے دار اور ذوالقربی ہم ہیں آپ(ع) نے پھر اس سے فرمایا کیا تو نے یہ آیت پڑھی ہے" بیشک خدا نے چاہا اے اہل بیت(ع) کہ پلیدی کو تم سے ہٹا دے اور تم کو نہایت پاک کردے" (احزاب، ۳۳)

کہنے لگا ہاں یہ بھی پڑھی ہے آپ(ع) نے فرمایا کہ اہل بیت(ع) ہم ہیں اس شامی نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا خدایا میں تیری بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، خدایا میں دشمنان اہل بیت(ع) اور قاتلان آل محمد(ص) سے بیزار ہوں، خدایا میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں قرآن پڑھتا تھا اور ان آیات سے واقف نہ تھا۔

جب تمام اسیران اور مخدرات عصمت کو دربار یزید لعین میں لے جایا گیا اور امام عالی مقام(ع) کے سر مبارک کو یزید لعین کے سامنے رکھا گیا تب یزید کے حرم میں موجود خواتین نے واویلا و گریہ کیا۔ یزید لعین نے کہا کاش آج مقتولین بدر موجود ہوتے تو دیکھتے کہ ہماری شمشیر نے ان کا بدلہ کس طرح لیا ہے کہ پھر اس لعین نے حکم دیا کہ امام کے سر مبارک کے مسجد دمشق کے دروازے پر لٹکایا جائے۔

بی بی فاطمہ بنت حسین(ع) سے روایت ہوا ہے کہ جب ہمیں دربار یزید لعین میں لے جا کر بٹھایا گیا تو ایک رقت طاری ہوگئی اور تب ایک شامی جسکی رنگت سرخ تھی اٹھا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین(لعین) اس بچی کو مجھے دیدو اس کا چہرہ کتنا خوبصورت ہے میں اس کو اپنے پاس رکھوں گا بی بی فاطمہ بنت حسین(ع) فرماتی ہیں مجھے خوف محسوس ہوا کہ مجھے اسے دیدیا جائے گا تو مین نے اپنی ایک بڑی اور سمجھدار بہن کا دامن پکڑ لیا، اس بی بی نے اس شامی سے کہا اے ملعون تو جھوٹ بکتا ہے نہ تیرا اس امر کا حق تجھے ہے اور نہ ہی تیرے امیر کو اس پر یزید لعین نے غصہ کیا اور کہا خدا کی قسم میں

ایسا کرسکتا ہوں ، اگر میں چاہتا ہوں بی بی(س) نے فرمایا خدا کی قسم تجھے اس کا اختیار نہیں ہے مگر یہ کہ تو ہمارے دین اور ملت سے باہر نکل جائے یزید لعین نے سے کہا کہ تو مجھ سے اس لہجے میں بات کرتی ہے، میں نہیں بلکہ تیرا باپ اور تیرا بھائی دین سے باہر نکل گئے ہیں بی بی(س) نے فرمایا کہ میرے باپ اور میرے بھائی نے اس دین کے ذریعے سے ہدایت دی ہے یزید لعین نے کہا اے دشمن خدا تم جھوٹ کہتی ہو بی بی(س) نے فرمایا لوگو اس امیر کو دیکھو کہ یہ دشنام دیتا ہے اور ظالم ہے اور اپنی سلطنت پر مغرور ہو گیا ہے یہ سن کر یزید کو شرم محسوس ہوئی اور وہ خاموش ہو گیا۔ یہ دیکھ کر اس شامی نے دوبارہ بات دہرائی کہ اس بچی کو مجھے دے دیا جائے یہ سن کر یزید نے اس سے کہا خدا تجھے موت دے خاموش ہو جا تو وہ خاموش ہو گیا۔

بی بی(س) فاطمہ بنت حسین(ع) فرماتی ہیں کہ پھر حکم یزید لعین پر عورتوں اور بچوں کو بیمار امام کے ساتھ زندان میں قید رکھا گیا جہاں سردی اور گرمی سے بچنے کا کوئی انتظام نہیں تھا یہاں تک کہ ہمارے چہروں کا گوشت موسموں کی سختی کی وجہ سے چھل گیا اور اس روز بیت المقدس میں کوئی پتھر ایسا نہ تھا کہ جس کے نیچے سے تازہ خون نہ جاری ہوا ہو لوگ سورج کی روشنی کو دیواروں پر رنگین پتوں کی مانند سرخ دیکھتے تھے پھر ایک مدت کے بعد ہم عورتوں اور بچوں کو امام علی بن حسین(ع) کے ساتھ باہر نکالا گیا اور امام عالی مقام(ع) سب کے سر مبارک کو واپس کربلا پہنچایا گیا۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جب لعین تلوار سے حسین بن علی(ع) کو شہید کرنے کے بعد فارغ ہوئے اور امام عالی مقام(ع) کے سرِ مبارک کے لے گئے تو رب العزت کی طرف سے عرش کے درمیان سے ندا دی گئی کہ اے جابر و ظالم امت نبی (ص) کے ال بیت(ع) کے ساتھ تمہارے اس ستم کے بعد خدا تمہیں ہرگز توفیق نہ دے گا کہ تم عیدا لاضحیٰ اور عید الفطر کی مناسکو(تمہیں خوشی نصیب نہیں ہوگی) پھر امام صادق(ع) نے فرمایا کہ یہ لعین خدا کے اس حکم کی رو سے کبھی اس قابل نہ ہوئے اور نہ کبھی ہوں گے یہاں تک کہ خدا خونِ حسین(ع) کا بدلہ لینے والے (امام منتظر(ع) کا قیام نہ کردے۔

مجلس نمبر ۳۲

(شب بارہ محرم سنہ ۳۶۸ھ)

۱- امام صادق(ع) نے فرمایا روزِ قیامت خدا لوگوں کو ایک سرزمین میں جمع کرے گا اور میزان رکھی جائے گی اور خونِ شہدا و علماء کے قلم سے وزن کیا جائے گا اور علماء کے قلم کی سیاہی خونِ شہداء سے زیادہ وزنی ہوگی۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا چھ چیزیں ہیں جو کہ مومن کی موت کے بعد اس کو فائدہ دیتی ہیں فرزند صالح جو اس کے لیے مغفرت طلب کرے ، قرآن جو اس کے لیے پڑھا جائے ،کنواں جو کھودا گیا ہوا اور درخت جو لگایا گیا ہو۔ اور صدقہ پانی جو جاری ہو اور نیکی کا طریقہ جس پر اس کے بعد عمل ہوتا ہو۔

۳- مالک بن انس فقیہ مدینہ (مالکی فقہ کے بانی) کہتے ہیں کہ میں امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا وہ میرے نزدیک ہوئے میرا احترام کیا اور فرمایا اے مالک میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ میں (مالک) ان الفاظ کو سن کر بہت خوش ہوا اور خدا کی حمد کی، مالک کہتے ہیں جب میں آپ(ع) کی خدمت میں گیا آپ تین کاموں میں سے ایک میں مصروف پایا جاتا تو آپ روزہ رکھے ہوتے۔ یا آپ نماز پڑھ رہے ہوتے یا پھر ذکر الہیٰ میں مشغول ہوتے آپ(ع) نے خدا کے بزرگ اور صالح ترین بندوں سے تھے اور خدا سے بہت زیادہ ڈرتے اور حدیث بہت زیادہ بیان فرماتے تھے۔ مجلس کی رونق ان سے ہوا کرتی۔ رہتیں اور ہر وقت لوگوں کو ان سے فیض پہنچتا رہتا ۔ احکام دین اور حدیث بیان کرتے وقت خوف خدا دل کو گرفت کر لیتا اور اس وقت آپ(ع) کے چہرے کی رنگت زرد ہو جاتی اور مضطرب ہو جاتے یہاں تک کہ پہچانے نہ جاتے ایک دفعہ میں ان کے ساتھ حج پر گیا اور احرام کے بعد جب تلبیہ کہنے لگے تو آپ کے حلق میں آواز پھنس گئی اور یہ حالت ہوگئی کہ جیسے ابھی اپنی سواری سے گر جائیں گے، میں نے کہا اے فرزند رسول (ص) میں بھی آپ کے ہمراہ تلبیہ کہوں فرمایا اے ابو عامر کے بیٹے کہو۔ لیکن پھر میں نے کہا اے فرزند رسول(ص) مجھ میں یہ کہنے کی جرات نہیں

ہے ڈرتا ہوں کہ کہیں میں کہوں " لبیک اللّٰھم لبیک" اور جواب میں خدا مجھے " لا لبیک ولا سعدیک " کہہ دے۔

۴۔ امام صادق(ع) نے فرمایا میں ایسے شخص پر تعجب کرتا ہوں جو کہ دنیا کے مال میں بخل سے کام لیتا ہے جب کہ دنیا اپنے اندر دوزخ رکھتی ہے۔ اگر تم اس کی طرف پشت کر لو گے تو اس کے خرچ کا بار تم پر نہیں ہوگا اس طرح یہ تمہیں نقصان نہیں پہنچائے گی۔

مالک بن انس کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے سنا کہ امیرالمومنین(ع) سے پوچھا گیا کہ آپ(ع) عمدہ اور قیمتی گھوڑا کیوں نہیں خرید فرماتے آپ نے جواب دیا مجھے اس کی ضرورت نہیں کیونکہ نہ تو میں کبھی دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگا ہوں اور نہ ہی میدان میں بھاگنے والوں کا تعاقب کرتا ہوں۔

۵۔ امام باقر(ع) نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی کہ" ہم نے ہر چیز کا احصا (شمار) ایک جگہ پر جمع کر کے امام مبین میں رکھ دیا ہے" (یٰسین) تو مجلس میں بیٹھے ہوئے اصحاب نے رسول خدا(ص) سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) کیا امام مبین سے مراد قرآن ہے تو جواب ملا نہیں پھر پوچھا گیا کہ کیا توریت ہے تو آپ نے جواب دیا نہیں پھر پوچھا گیا کہ انجیل ہے تو آپ(ص) نے فرمایا نہیں اسی اثناء میں جناب امیرالمومنین(ع) تشریف لائے تو رسول اللہ(ص) نے فرمایا بیشک وہ امام مبین یہ ہے کہ جس کے لیے خدا نے علوم اور ہر شے کا شمار کیا ہے۔

سفرِ ذوالقرنین(ع)

۱۔ وہب کہتے ہیں کہ میں نے خدا کی کتابوں میں سے ایک کتاب میں پڑھا کہ جب ذوالقرنین دیوار کی تعمیر سے فارغ ہوئے اور اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے تو ان کی ملاقات ایک بوڑھے آدمی سے ہوئی جو نماز میں مشغول تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو ذوالقرنین(ع) نے اس سے پوچھا کہ کیا تمہیں میرے لشکر سے خوف محسوس نہیں ہوا تھا۔ اس بوڑھے آدمی نے کہا میں اس سے مناجات کررہا تھا جس کا لشکر تیرے لشکر سے زیادہ قوی ہے جس کی سلطنت تجھ سے زیادہ غالب ہے اور جس کی طاقت کا اندازہ ممکن نہیں ہے۔ اگر میں اپنا رخ تیری طرف کر لیتا تو اس سے اپنی

اجت طلب نہ کرسکتا۔ ذوالقرنین(ع) نے اس سے کہا تم ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ میں تمہیں اپنے ملک میں برابر کا شریک کروں گا اور اپنے کاموں میں تجھ سے مشورے لیا کرونگا اس بوڑھے شخص نے کہا میری چار (۴) شرایط ہیں ذوالقرنین(ع) نے کہا بیان کر اس نے کہا مجھے ایسی نعمت دے جس کو زوال نہ آئے، ایسی صحت و تندرستی دے جس میں بیماری نہ ہو، ایسی جوانی مجھے عطا کر جس میں بڑھاپا نہ ہو، اور مجھے ایسی زندگی دے جس کو موت نہ آئے۔

ذوالقرنین نے کہا ایسی کونسی مخلوق ہے جس کے اختیار میں یہ سب کچھ ہو اس نے کہا کہ میں اس کے ساتھ ہوں جو ان سب پر قوت تم پر طاقت رکھتا ہے

پھر ذوالقرنین آگے بڑھے اور ایک دانشمند سے ان کی ملاقات ہوئی اس نے ذوالقرنین(ع) سے کہا کہ مجھے بتائیں وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو پیدا ہونے سے لے کر اب تک قائم ہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو آتی جاتی رہتی ہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو ایک دوسرے کی دشمن ہیں اور وہ دو چیزیں کونسی ہیں جو اپنی پیدائش سے لےکر اب تک جاری ہیں۔

ذوالقرنین(ع) نے جواب دیا کہوہ دو چیزیں جو اپنی پیدایش سے لے کر اب تک قائم ہیں زمین اور آسمان ہیں۔ جو دو چیزیں آتی رہتی ہیں وہ دن اور رات ہیں، وہ دو چیزیں جو ایک دوسرے کی دشمن ہیں زندگی اور موت ہیں اور وہ دو چیزیں جو اپنی پیدائش سے لے کر اب تک جاری ہیں سورج اور چاند ہیں اس شخص نے کہا تو امتحان میں کامیاب رہا واقعی تو دانشمند ہے۔

پھر ذوالقرنین یہاں سے روانہ ہوئے وہ ایک شہر میں گھوم رہے تھے ایک بوڑھے شخص سے ان کی ملاقات ہوئی جس کے پاس مختلف کھوپڑیاں جمع تھیں وہ ان کو اٹھا کر گھما گھما کر دیکھتا تھا۔ ذوالقرنین(ع) یہ دیکھ کر رک گئے اور اس آدمی سے کہا تو کس لیے یہ انسانی کھوپڑیاں جمع کر کے بیٹھا ہے اور انہیں اٹھا کر گھما گھما کر دیکھتا ہے اس نے جواب دیا میں یہ اس لیے کررہا ہوں کہ جان سکوں کہ ان میں کون معزز تھا کون کم درجہ دار اور کون شریف تھا، کون غنی اور کون فقیر تھا اور میں بیس (۲۰) سال سے اسی کام میں مشغول ہوں۔ لیکن میں اس فرق کو جان نہیں سکا ذوالقرنین(ع) نے کہا بس میں جان گیا کہ تیرا مقصد مجھے نصیحت کرنا تھا۔

پھر ذوالقرنین یہاں سے آگے روانہ ہوئے اور ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں انہیں قوم موسی(ع) کے دانشمندوں کا ایک گروہ ملا جو حق کی ہدایت کے ساتھ انصاف کرتے تھے ذوالقرنین(ع) نے جب انہیں دیکھا تو کہا کہ اپنے حالات مجھ سے بیان کرو میں نے اس ساری زمین کا چکر لگایا ہے مشرق سے مغرب تک کا سفر کیا ہے صحراؤں، پہاڑوں میدانوں، روشنی اور تاریکی میں سفر کیا ہے مگر تمہارے جیسا کسی کو نہیں پایا مجھے بتاؤ کہ تم نے اپنے مردوں کی قبریں اپنے گھروں کے دروازوں پر کیوں بنائی ہوئی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے یہ اس لیے کیا ہے تاکہ موت ہمیں ہر وقت یاد رہے، ذوالقرنین(ع) نے پوچھا کہ تمہارے گھروں کے دروازے کیوں نہیں ہیں، انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے درمیان چور اور بددیانت لوگ نہیں ہیں سب امانتدار ہیں، پوچھا تم میں قاضی کیوں نہیں ہیں، انہوں نے کہا کہ ہم ایک دوسرے پر ظلم نہیں کرتے۔ ذوالقرنین(ع) نے پوچھا تم میں حاکم کیوں نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہ ہم آپس میں جھگڑتے ہیں اور نہ ہماری ایک دوسرے سے دشمنی ہے، پھر پوچھا کہ تمہارا کوئی بادشاہ ہے، تو انہوں نے جواب دیا نہیں ہے کیونکہ ہم زیادہ (اکرام واکرام) کی توقع نہیں رکھتے پھر پوچھا کہ تم سب لوگوں کے وسائل برابر ہیں اور ان میں فرق نہیں ہے بتایا کہ ہم ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور مساوات سے رہتے ہیں۔ ذوالقرنین(ع) نے پوچھا تم میں نزع و اختلاف نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے جواب ملا ہم میں دلی اتحاد ہے ہم ایک دوسرے کو برا نہیں کہتے اور قتل نہیں کرتے اور فساد برپا نہیں کرتے پوچھا کہ تم ایک دوسرے پر نفرین نہیں کرتے، انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے ارادوں پر ہماری طبع کی نرمی غالب ہے ہم اپنے نفسوں کی اصلاح حلم و بردباری سے کرتے ہیں، پھر پوچھا کہ تم لوگ ایک ہی قول پر متحد رہتے ہو (ہم خیال ہو اور ہم زبان ہو) وہ کہنے لگے ہم جھوٹ نہیں بولتے ایک دوسرے کو فریب نہیں دیتے ایک دوسرے کی بدگوئی نہیں کرتے ذوالقرنین(ع) نے پوچھا تم میں گداگر و بھکاری کیوں نہیں ہیں، انہوں نے جواب دیا ہم اپنے اموال کو ایک دوسرے پر برابر تقسیم کردیتے ہیں، پھر پوچھا کہ تم میں بد خلق اور سخت گیر لوگ موجود نہیں ہیں اس کی کیا وجہ ہے، کہنے لگے کہ ہم عاجزی اور فروتنی رکھتے ہیں۔ ذوالقرنین(ع) نے پوچھا تمہاری لمبی عمروں کا راز کیا ہے، تو بتایا

کہ ہم حق پر عمل کرتے ہیں اور حق کے ساتھ انصاف کرتے ہیں، پھر پوچھا کہ میں نے تم میں سے کسی کو متکبر نہیں دیکھا اس کی کیا وجہ ہے، جواب ملا کہ جب ہم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو ہم صبر اور شکر کرتے ہیں۔ پوچھا کیا تم پر قحط نہیں پڑتا اس کی کیا وجہ ہے، جواب ملا ہم ہر وقت توبہ و استغفار کرتے رہتے ہیں ذوالقرنین(ع) نے ان سے سوال کیا کہ تم لوگ آفات سے محفوظ رہتے اور عذاب کا شکار نہیں ہوتے اسکے بارے میں بتاؤ تو بتایا کہ ہم غیر خداؤں ستاروں (شرک) ان نہیں رکھتے ستاروں و بلاؤں کا سبب نہیں سمجھتے اور نہ ہی ان سے بارش طلب کرتے ہیں، ذوالقرنین(ع) نے کہا اے لوگو مجھے بتاؤ کہ کیا تم نے اپنے آباء و اجداد کو بھی ایسا ہی پایا اور کیا وہ بھی ایسے ہی اعمال انجام دیا کرتے تھے انہوں نے کہا ہمارے اجداد کا طریقہ یہ تھا کہ وہ مسکین کے ساتھ ہمدردی کرتے فقیر کے ساتھ رحم روا رکھتے کوئی ظلم و ستم کرتا تو اسے معاف کردیتے اور اگر کوئی ان کے ساتھ برائی کرتا تو اس کے بدلے اچھائی کرتے۔ بدکاروں کے لیے استغفار کرتے اور صلہ رحم سے کام لیتے اور کبھی جھوٹ نہ بولتے خدا ان کے اس امر کے سبب ان پر نزولِ رحمت کرتا۔ذوالقرنین(ع) اپنی موت کے آنے تک ان کے ساتھ رہے آپ نے پانچ سو سال عمر پائی۔

فتح

۷- محمد بن مسلم کہتے ہیں امام باقر(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) نے خالد بن ولید کو ایک قبیلہ بنی مصطلق کی طرف بھیجا جو قبیلہ بنی خزیمہ سے تھے اور ان میں اور بنی مخزوم جو کہ خالد کا قبیلہ تھا کے درمیان زمانہ جاہلیت سے عداوت چلی آرہی تھی، جب خالد وہاں پہنچا تو انہوں نے اپنے اسلام کا اظہار کیا کیونکہ ان میں سے اکثر لوگ آنحضرت(ص) کی خدمت میں آکر اسلام قبول کرچکے تھے اور رسول خدا(ص) سے امان نامہ حاصل کر چکے تھے۔ خالد نے منادی کو حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان دے۔ اذان کی آواز سن کر وہ لوگ امان نامے کے بھروسے اپنے ہتھیار اتار کر نماز کے لیے کھڑے ہوئے نماز سے فارغ ہوئے تو خالد کے حکم پر خالد کے لشکرے نے ان پر حملہ کردیا اور ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کردیا اور ان کا مال و متاع لوٹ لیا اور جو عہد کرنے کا جو حکم رسول خدا(ص) نے دیا تھا

اسے توڑدیا اس قبیلہ کے باقی بچ جانے والے لوگ امان نامہ لیے رسول خدا(ص) کی خدمت میں آئے اور ان سے خالد کے مظالم بیان کیے حضرت(ص) یہ داستانِ ظلم سن کر روبہ قبلہ ہوئے اور عرض کی خدایا خداوندا میں تجھ سے خالد کے مظالم سے پناہ مانگتا ہوں اور جو کچھ اس نے کیا ہے میں اس سے بیزار ہوں اسی اثناء میں خالد آنحضرت(ص) کے لیے وہ مال غنیمت لوٹا ہوا سامان اور وہ مال لے کر آیا آپ(ص) نے وہ تمام سامان اور وہ مال لے کر امیرالمومنین(ع) کے حوالے کیا اور فرمایا اے علی(ع) یہ بنی مصطلق کے پاس لے جاؤ اور ان کو راضی کرو پھر اپنا پیر اٹھا کر فرمایا کہ طریقہ جاہلیت کو اپنے پاؤں کے نیچے اس طرح کچل دو اور حکم خدا کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرو۔ لہذا جناب امیر(ع) ان کے درمیان تمام سامان لے کر پہنچے اور خدا کے حکم کے مطابق فیصلہ کر کے واپس پلٹے جب واپس آئے تو آنحضرت(ص) نے پوچھا اے علی(ع) کیا کر آئے؟ جنابِ امیر(ع) نے فرمایا یا رسول اللہ(ص) پہلے ہر ایک کا خون بہا ادا کیا اور ہر بچے کے عوض جو کہ شکم مادر میں ضائع ہوا تھا ایک کنیز یا غلام دیا اور ان کے ہر مال کا نقصان ادا کیا پھر جو مال میرے پاس بچا وہ میں نے ان کے وہ ظروف جن میں ان کے جانور پانی پیتے تھے کے عوض دیا پھر جو مال اس کے بعد میرے پاس بچا وہ میں نے ان کے ان نقصانات کے بدلے ادا کیا جس کو وہ شمار نہ کرسکے تھے اور آخر میں میرے پاس جو کچھ بچا وہ سب میں نے ان میں اس نیت سے تقسیم کر دیا کہ وہ خلوص دل سے آپ(ص) سے راضی ہو جائیں۔

جنابِ رسول خدا(ص) نے یہ سن کر فرمایا اے علی(ع) تم نے جو کچھ بھی کیا تھا وہ سب ان میں اس نیت سے تقسیم کر دیا کہ وہ مجھ سے راضی و خوش ہو جائیں لہذا خدا تم سے راضی و خوشنود ہو تم میرے نزدیک مثل ہارون(ع) ہو جو موسیٰ(ع) کے وصی تھے ۔ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہو گا۔

مجلس نمبر ۳۳

(۱۵ محرم سنہ۱۳۶۸ھ)

فاتحہ الکتاب

۱۔ حضرت امیرالمومنین(ع)، جنابِ رسول خدا(ص) سے روایت کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے فاتحہ الکتاب(سورۃ الفاتحہ) کو میں نے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، ایک حصہ اپنے بندوں کے درمیان تقسیم کیا ہے اور ایک حصہ مجھ (خدا) سے ہے اس حصے سے جو میرے بندے کا ہے وہ جو کچھ بھی خواہش کرتا ہے پوری ہوتی ہے۔ جس وقت بندہ کہتا ہے'' بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' تو خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میرے نام سے آغاز کیا ہے اور مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کی حاجات کو پورا کروں پھر جب بندہ کہتا ہے '' الحمد للہ رب العالمین'' تو خدا فرماتا ہے میرے بندے نے میری حمد کی ہے اور اسے پتا ہے کہ میں ہر نعمت رکھتا ہوں۔ میں اپنے بندے کی ہر بلا کو اس سے ہٹا دوں گا اور اس پر اپنا فضل کروں گا تم گواہ رہو کہ میں دنیا کی نعمتوں کے ساتھ اسے آخرت کی نعمتیں بھی عطا کروں گا اور اس پر سے عذاب کو ہٹا دونگا بالکل اسی طرح سے جس طرح میں نے دنیا کی مصیبتیں اس سے دور کردیں۔ پھر جب بندہ کہتا ہے'' الرحمٰن الرحیم'' تو خداوند تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے اس بندے نے گواہی دی کہ میں رحمٰن ہوں اور رحیم ہوں تو گواہ رہو کہ میں اس کو اپنی رحمت اور شان سے وافر حصہ عطا کروں گا پھر جب بندہ کہتا ہے '' مالک یوم الدین'' تو خدا کہتا ہے گواہ رہو میرے بندے نے اعتراف کیا ہے کہ میں مالک روزِ جزا ہوں میں اس کے حساب کو آسان کردوں گا اس کی نیکیاں قبول کروں گا اور اسکی برائیوں سے در گزر کروں گا پھر جب بندہ کہتا ہے ''ایاک نعبد'' تو خدا فرماتا ہے میرے اس بندے نے سچ کہا ہے عبادت صرف میرے لیے ہے میں اس کو اس کی عبادت کا ثواب دوں گا اور جو کوئی میرے خلاف عبادت کرے گا وہ اس بندے پر رشک کرے گا جب کہتا ہے ''وایاک نستعین'' تو خدا فرماتاہے اس نے مجھ سے مدد

مانگی ہے اور پناہ پاتا ہے گواہ رہو میں اس کے کاموں میں اس کی مدد کروں گا اور سختیوں میں اس کی فریاد سنوں گا جب بندہ کہتا ہے "اہدنا الصراط المستقیم۔۔۔" آخر تک " تو فرماتا ہے یہ میرے بندے کی طرف سے ہے اور میرا بندہ جو کچھ بھی طلب کرے گا اسے لے گا اور اپنے بندے کی دعا قبول فرماتا ہے اور کہتا ہے جو بھی تیری آرزو ہے میں اسے پورا کروں گا اور جس کسی کا بھی اسے خوف ہے اس کو اس سے دور کروں گا۔ جناب امیر المومنین(ع) سے عرض ہوا اے آقا ہمیں بتائیے کہ کیا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سبع مثانی(سات آیات) ، فاتحہ الکتاب، کا جزہے ۔ انہیں آپ(ع) نے وضاحت فرمائی کہ ہاں پیغمبر(ص) نے بسم اللہ کو اس کی ساتویں آیت شمار کرتے تھے اور پڑھتے تھے پھر فرمایا کہ فاتحہ الکتاب ہی سبع مثانی(سات آیات پر مشتمل سورہ) ہے۔

۲- جناب امیرالمومنین(ع) نے فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" سورہ حمد کی ایک آیت ہے۔ اور اس کا متن ہے میں (علی(ع)) نے رسول خدا(ص) سے سنا کہ خدا نے فرمایا اے محمد(ص) میں نے تم کو سبع مثانی دی اور تمام کتابوں کی بزرگ کتاب قرآن دیا اور سبع مثانی کو مجھے خدا عطا کیا اور اپنی تمام خلق کے سامنے اسے خزانہ عرش میں سے معزز ترین قرار دیا۔ اور مجھے شعراف عطا کی۔ میرے علاوہ کسی پیغمبر کو اس میں شریک نہیں کیا سوائے سلیمان(ع) کے کہ صرف "بسم اللہ الرحمن الرحیم" انہیں عطا نہیں کی گئی کہ اس کا ذکر داستانِ بلقیس میں آیا ہے(سبع مثانی میں بسم اللہ شامل کر کے جناب سلیمان(ع) کو نہیں دی گئی)

پھر جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ مجھ تک ایک گراں قدر خط پہنچایا گیا ہے جو کہ جناب سلیمان(ع) کی طرف سے ارسال کیا گیا ہے اور اس میں لکھا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ جو کوئی اس کو محمد(ص) و آل محمد(ع) کی پیروی اور دوستی کے ساتھ پڑھے گا اور ان کے امر کا مطیع ، ظاہری اور باطنی طور پر ہوگا تو خدا ہر حرف بدلے اس کو ایسی نیکی عطا کرے گا جو تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگی اور جب کوئی اس کو پڑھ رہا ہوگا تو سننے والے کو بہترین انواع اور اموال بخشش کیے جائیں گے اور چاہئے کہ جس طرف سے بھی یہ خیر آئے اسے حاصل کر لو کہ اس کے پڑھنے کا بے حد ثواب ہے اور غنیمت ہے کہ تمہارے پاس ابھی موقع ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وقت گذر جائے

اور تم دل میں حسرت لیے رہ جاؤ۔

۳- امام باقر(ع) نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی کہ " اس دن جہنم کو لایا جائے گا" (فجر، ۲۳) تو رسول خدا(ص) سے اس کی تفسیر دریافت کی گئی آپ(ص) نے فرمایا روح الامین نے مجھے اس کی خبر دی ہے کہ خدائے واحد جب اولین و آخرین کو روزِ حساب جمع کرے گا تو دوزخ کو حاضر کیا جائیگا اور اسے کھینچ کر لانے کے لیے ایک ہزار مہاریں ڈالی جائیں گی ہر مہار کو ایک لاکھ فرشتے کھینچ رہے ہوں گے اور فرشتوں کو آگ سے محفوظ رکھنے کے لیے پروردگار خاص انتقام کرے گا دوزخ سے اس وقت آگ کی مہیب لپٹیں نکل رہی ہوں گی اس وقت لوگوں کو اس سے بے اندازہ دور رکھا جائیگا۔ ورنہ سب کے سب ہلاک ہو جائیں گے۔ پھر آگ کی ایک ایسی مہیب زبان اس سے برآمد ہوگی جو کہ سب گناہ گاروں کی اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور اس قدر خوف ناک ہوگی کہ فرشتے اور پیغمبر خدا(ص) سے فریاد کرینگے کہ ہمیں اس سے بچا اس وقت میں (محمد(ص)) خدا سے گذارش کرونگا کہ رب العزت میری امت کو اس سے بچا۔ پھر پل صراط لایا جائیگا جو کہ شمشیر سے زیادہ تیز ہوگا۔ اس پر تین گذر گاہیں ہوں گی ایک امانت و رحم کے لیے دوسری نمازیوں اور تیسری رب العالمین کے لیے میزان عدل ہوگی اس رب العالمین کے لیے کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں لوگوں کو اس تیسری گزرگاہ میزان عدل سے گزرنے میں تکلیف ہوگی۔ اگر لوگ امانت اور رحم کی گزرگاہ سے گذر جائے تو پھر نماز کی گذر گاہ سے گزرنا ہوگا اگر اس سے نجات پائے تو پھر اس دنیا کے بارے میں محاسبہ ہوگا پھر رسول خدا(ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی " بیشک تیرا پروردگار کمین گاہ میں ہے" (فجر) پھر فرمایا لوگ پل صراط پر اس حال میں ہوں گے کہ بعض آویزاں ہوں گے اور بعض لرزاں، لوگوں کے گروہ کے گرد اس وقت فرشتے جمع ہو جائیں گے اور آواز دیں گے اے حلیم ان کو معاف فرمادے ان کو سالم رکھ اور درگزر فرما پھر لوگوں کو پروانے دیئے جائیں گے جو لوگ نجات پا جائینگے خداوند ان پر نظر رحم کرے گا لوگ اس کا شکر بجا لائیں گے اور رب العزت کی حمد کریں گے کہ اس نے ہمیں عذاب سے نجات دی اور اس حال سے کہ جس سے ہم نا امید ہوئے تھے ہم پر اپنا فضل کیا۔ بے شک پروردگار معاف کرنے والا اور شکر گزار ہے۔

۴- امام صادق(ع) نے رفمایا مختلف طبقات کےلوگ پل صراط سے گذریں گے۔ صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ بعض لوگ اس پر برق کی مانند گزریں گے۔ بعض اس طرح گذریں گے جیسے تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوں۔ کچھ اس طرح گذرینگے جیسے پیدل چلا جاتا ہے۔ بعض گھٹنوں کے بل اور بعض اس کےساتھ آویزاں ہوں گے کہ لوگ ان کو جلاتی ہوگی۔

۵- امام صادق(ع) نے رفمایا جب خدا چاہتا ہے کہ خلق کو مبعوث کرئے تو چالیس (۴۰)روز تک آسمان سے زمین پر بارش برسایا جاتا ہے۔ پھر خلق کے لیے اجزا کو لے لیا جاتا ہے۔

۶- ریان بن صلت کہتے ہیں کہ امام رضا(ع) نے اپنے اباواد(ع) سے نقل کیا کہ امیرالمومنین(ع) نے اپنے ایک صحابی کو عمر دراز کے بعد دیکھا جو کہ بوڑھا ہوچکا تھا آپ(ع) نے اس سے رفمایا اے بندہ خدا تم عمر رسیدہ ہوئے ہو۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین(ع) یہ بڑھاپا آپ(ع) کی اطاعت میں آیا ہے۔ پھر آپ(ع) نے رفمایا یہ عصا راستہ چلنے کے لیے ہاتھ میں پکڑا ہے؟ اس نے کہا یہ آپ کے دشمنوں کی وجہ سے ساتھ رکھا ہے امیرالمومنین(ع) نے رفمایا تم میں کون طاقت باقی ہے؟ اس نے کہا یہ آپ کے آستانے کی برکت کی وجہ سے ہے۔ریان بن صلت کہتے ہیں کہ امام رضا(ع) نے میرے لیے جناب عبدالمطلب(ع) کے اشعار بیان فرمائے۔ ہم سب لوگ زمانے کو عیب لگاتے ہیں حالانکہ زمانے میں کوئی عیب نہیں اگر عیب ہے تو وہ ہم ہیں جس سے جو اس کے دامن کا دھبہ ہیں۔ در اصل عیب ہم لوگوں میں ہے مگر ہم ہیں کہ زمانے کو عیب گردانتے ہیں اگر(اللہ) زمانے کو گویائی دیتا تو یقین ہے کہ وہ ہماری ہجو کرتا۔ غور کرو تو ایک بھیڑیا دوسرے بھیڑیے کا گوشت نہیں کھاتا۔ یہ ہم ہی ہیں کہ کھلے عام ایک دوسرے کو کھائے جاتے ہیں۔

۷- جناب علی بن ابی طالب(ع) نےفرمایا ناامیدی میں امید زیادہ ہوتی ہے۔ موسی بن عمران(ع) جب اپنے خاندان کے لیے آگ لینے گئے تو خدا ان سے ہم کلام ہوا اور موسیٰ(ع) نبوت کے ساتھ واپس ہوئے۔ ملکہ سبا اپنے ملک سے باہر گئیں اور مشرف باسلام ہوئی اور سلیمان(ع) کی زوجیت میں آگئی اور فرعون کی عزت بڑھانے کی خاطر جادوگر جب مصر سے آئے تو ایمان کی دولت انہیں مل گئی۔

۸- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے رفمایا میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت

کیا ہے کہ حسن بن علی بن ابی طالب(ع) الزمانہ میں سب سے زیادہ عابد و زاہد اور افضل تھے آپ(ع) ہمیشہ حج ادا کیا کرتے تھے اور اکثر پیدل برہنہ پاؤں حج پر جایا کرتے تھے۔ ہمیشہ جب موت و یاد کرتے تو گریہ کرتے تھے جب روز محشر و قیامت و یاد کرتے تو گریہ فرماتے تھے جب پل صراط پر سے گزرنے و یاد کرتے ملاقاتِ خدا کی یاد آتی تو زبردست گریہ کرتے کہ بے ہوش ہو جاتے آپ(ع) جب نماز کے لیے خدا کے حضور کھڑے ہوتے تو بدن کانپنے لگتا اور لرزتا تھا کہ آپ(ع) گر پڑیں گے اور گر جاتے جب یادِ بہشت و دوزخ آتی ہو پریشان ہو جاتے اور خدا سے بہشت طلب کرتے اور دوزخ سے پناہ مانگتے ۔ اور ہمیشہ قرآن سے یہ آیت پڑھتے " یا ایھا الذین آمنوا "تو ہم یہ کہتے " لبیک اللّٰہم لبیک" جب بھی نظر آتے ذکرِ خدا میں مشغول نظر آتے اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سچی بات کرنے والے تھے۔

ایک دن معاویہ نے کہا کہ حسن(ع) بن علی بن ابی طالب(ع) و منبر پر بلایا جائے اور خطبہ دلایا جائے تاکہ اس میں سے نقص نکال کر ان کی فضیلت کم کی جاسکے۔ جب آپ(ع) تشریف لائے تو آپ(ع) سے کہا گیا کہ منبر پر جائیں اور خطبہ دیں اور ہم کو نصیحت کریں۔ آپ(ع) اٹھے اور منبر پر تشریف لے گئے اور خدا کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے لوگو جو کوئی مجھے پہچانتا ہے اور جو کوئی مجھے نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں حسن بن علی بن ابی طالب(ع) ہوں میں عالمین کی تمام عورتوں کی سردار فاطمہ بنت رسول اللہ(ص) کا بیٹا ہوں میں خدا کی بہترین خلق کا بیٹا ہوں میں رسول خدا(ص) کا فرزند ہوں میں وہ ہوں جس سے اس کا حق چھین لیا گیا۔ میں صاحب فضائل ہوں میں صاحب معجزات و دلائل ہوں میں امیرالمومنین(ع) کا بیٹا ہوں میں مکہ ومنی کا بیٹا ہوں میں مشعر(خبر دینے والا رقوبانی دینے کہ جگہ کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے) و عرفات کا بیٹا ہوں معاویہ نے کہا اے ابو محمد(ع) اس بات و چھوڑو اور خرمہ (کھجور) کی تعریف بیان کرو آپ(ع) نے فرمایا اس و گرمی بار آور کرتی ہے اور پکاتی ہے اور رات کی خنکی اس میں ٹھنڈک پیدا کرتی ہے۔ پھر آپ(ع) دوبارہ اپنے کلام کی طرف پلٹے اور فرمایا میں خلق خدا کا امام ہوں اور رسول خدا(ص) کا بیٹا ہوں معاویہ و خوف پیدا ہوا کہ کہیں اس کلام سے شورش برپا نہ ہو جائے وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آپ کے خطبے و قطع کر دیا اور کہا اے ابو محمد(ع) جو کچھ آپ(ع) کہہ چکے وہ کافی ہے آپ(ع) منبر سے نیچے اتر آئیں، آنحضرت(ع) منبر سے نیچے اتر آئے۔

مجلس نمبر ۳۴

(۱۹ محرم سنہ۱۳۶۸ھ)

۱-   جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا تم میں سے جو کوئی مسجد میں جاروب کشی کرے گا تو خدا اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا کرئے گا جو کہ نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور جو کوئی مسجد میں سے کوڑا کرکٹ باہر کرے بیشک وہ آنکھ میں گرجانے والے کسی تنکے کے برابر ہی کیوں نہ ہو تو خدا تعالی ایسے شخص کو اپنی رحمت میں سے دو حصے عطا کرے گا۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا موسی بن عمران(ع) سے رب العزت نے فرمایا میں ہرگز (نافرمان و گنہگار) لوگوں کو سایہ عرش تلے جگہ نہیں دوں گا۔ جنابِ موسیٰ(ع) نے خداوند عالم سے عرض کیو بارِ الہا پھر تیرے عرش تلے کون ہو گا تو ارشاد ہواکہ وہ لوگ جو اپنے ماں باپ سے اچھے کردار سے پیش آتے ہیں اور ان پر نکتہ چینی نہیں کرتے۔

۳- جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا وہ شخص عجیب ہے جو بیماری کے خوف سے کھانے میں تو پرہیز کرتا ہے مگر دوزخ کے خوف سے گناہوں میں پرہیز نہیں کرتا۔

۴- جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا بارالہا میرے خلیفہ پر رحم کر۔ میرے خلیفہ پر رحم کر۔ میرے خلیفہ پر رحم کر۔ آپ(ص) سے دریافت کیا گیا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) کا خلیفہ کون ہے تو ارشاد فرمایا وہ بندہ ہے جو کہ میری حدیث و سنت کی تبلیغ کرتا ہے جس پر میری امت عمل کرتی ہے۔

۵-   امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک بار عیسی بن مریم(ع) اپنے تین اصحاب کے ساتھ کسی ضرورت کی غرض سے نکلے راستے میں ایک جگہ انہیں سونے کی تین اینٹیں پڑی نظر آئیں جنابِ عیسی(ع) نے فرمایا یہ لوگوں کو مار ڈالیں گی یہ کہہ کر آپ(ع) آگے روانہ ہوئے جب کچھ دور نکل آئے تو ان کے ہمراہ تین آدمیوں میں سے ایک نے بہانہ کیا اور واپس ہو گیا اس کی دیکھا دیکھی بقیہ دونے بھی بہانے سے واپسی کا راستہ لیا۔ جب یہ تینوں ان اینٹوں تک پہنچے تو ان میں سے دو آدمیوں نے ایک سے کہا کہ تم جاؤ اور سب کے لیے کھانا خرید لاؤ اس شخص نے جاکر کھانا خریدا اور اس میں زہر ملا دیا اور لے

آ۔ یا یتا کہ ُ بقیہ دونوں و قتل کر کے اکیلا ں تینوں اینٹوں کا ماک بن بائے اد ر پیچھے رہ بانے والے دونوں آدمں یہ۔ سازش کررہے تھے کہ جب وہ کھنا لے کر واپس آئے تو اسے قتل رکہ یا بائے اور ان اینٹوں و آپس میں دو حصوں میں تقیم کر لیا بائے جب وہ شخص کھنا لے کر واپ آ۔ یا تو ان دونوں نے مل کر اسے قتل رکہ یا اور اس کے بعد کھنا کھانے بیٹھ ئے۔ کچھ دیر بعد زہر آلود کھنا کھانے سے ان دونوں کی موت ں واقع ہوگئ اور جب عیسی بن مریم(ع) واپس آئے اور تینوں و مرا ہو دیکھا تو اذنِ رنا سے انہیں وہ بارہ زندہ کیا اور ان کی سرزنش کرتے ہوئے رفما یا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ یہ (دولت) لوگوں و قتل کردے گی (لہذا ایسا ں ہوا)

۶- علی بن سری کہتے یں کہ امام صادق(ع) نے رفما یا رنا مو نین و ایسی جہ سے روزی عطا کرتا ہے جہاں سے وہ گ ان ں نہیں کرسکتے اور یہ اس لیے ہے کہ انسان اپنی روزی کے وسیلے کا ادراک نہ رکنے کی وجہ سے بہت زیادہ دعا کرتا ہے۔

۷- امام صادق(ع) نے رفما یا کہ ایک درہم کا سود لینے کا گناہ ں رنا کے ہاں ایسا ہے جیسا کہ انسان محرمات(ماں، خالہ، پھوپی وغیرہ) سے تیس (۳۰)بار زنا کرئے۔

۸- سیدۃ النساء فاطمہ(س) بن محمد(ص) نے رفما یا کہ ایک بار ر ول رنا(ص) شب رفہ ہمارے گھر تشریف لائے اورہم سے رفما یا بیشک رنا تم پر مباہات کرتا ہے اس نے تم سب اور علی بن ابی طالب(ع) کی مغفرت قبول کی اور معاف کیا اور یہ خبر میں تمہیں دوستی و رشتے داری کی بنیاد پر نہیں بلکہ رنا کا ر ول ہونے کے ناطے دے رہا ہوں اور یہ جبرائیل(ع) ہے جس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ بندہ سعادت مند اور کامل ہے جو علی(ع) سے دوستی کرئے اور اس سے محبت رکھے اس کی زندگی میں اور زندگی کے بعد ں، اور کامل ترین شقی وہ شخص ہے جو علی(ع) کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد ں اس سے دشمنی رکھتا ہو۔

۹- انس بن ماک اپنی والدہ سے نقل کرتے یں اور کہ فاطمہ بنت ر ول(ص) حیض و نفاس سے بالکل مبرا تھیں۔

۱۰- امام باقر(ع) نے رفما یا کہ جب میرے والد(ع) کا وقتِ رحلت قریب آ۔ یا تو مجھے سینے سے گا کر رفما یا میرے بیٹے میں تجھے وصیت کرتا ہوں جیسے کہ میرے والد(ع) نے مجھے اور ان کے والد(ع) نے ان

سے کی تن کہ رزا ۔ ۔ کرئے تم کسی پر ظم کرو تو پھر اس سلسلے میں رزا کے وا وئی مددگار نہیں ہے(یعنی صرف ۔ را س بخشش فرماسکتا ہے)

۱۱- حرث بن مزیرہ نصری کہتے یں کہ امام صادق(ع) نے رفرما یا جو وئی واجب ماز و ادا کرنے کے بعد دعا سے پہلے پڑھ لے ۔ ۔ار ہے"" سبحان اللہ والحمداللہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر"" تو رب العزت سے جو ن طلب کرے گا اسے عطا کیا جائے گا۔

۱۲- ابو سعید خدری(رح) کہتے یں کہ ر ول زا(ص) نے رفرما یا، جس رات مجھے معراج پر لے جایا یا تو جبرائیل(ع) نے میرا ہاتھ پکڑا اور بہشت میں لے ئے مجھے ایک مسند پر بٹھایا اور ایک انار دیا جب میں نے اسے دو ٹکڑے کیا تو اس میں سے ایک نوارانی حور نکلی جس کی آنکھیں انتہائی بڑی بڑی تیں اس نے مجھے تہنیت پیش کی اور خوشخبری سنائی کہ درود ہو آپ(ص) پر اے احمد(ص) و ر ول زا(ص)، اے محمد(ص) میں آپ(ص) کے بھائی آپ(ص) کے وصی اور آپ(ص) کے وزیر علی ابن ابی طالب(ع) کے لیے پیدا کی گئی ہوں زائے جبار نے مجھے تین جنسوں سے پیدا کیا ہے۔ میرا زیریں حصہ مشک کا ہے اور درمیانی عنبر کا جبکہ بالائی حصہ کافور سے بنا یا ہے میں آب زندگی سے خمیر کی گئی ہوں اور زائے جلیل نے جب کہا ہو جا تو میں خلق ہوگئی ر ول زا(ص) فرماتے یں میں نے اس سے پوچھا کہ تو ون ہے (تیرا نام کیا ہے) تو اس نے جواب دیا میں راضیہ مرضیہ ہوں۔

۱۳-امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت کی ہے کہ ایک دن ر ول زا(ص) سیاہ عبا پہنے ہوئے گھر سے برآمد ہوئے پھر اپنی اس عبا و علی بن ابی طالب(ع) و پہنا یا۔ اور رفرما یا میں اسے دوست رکھتا ہوں یہ مجھ سے مخصوص ہے اور میرا خاص الخاص ہے۔ یہ زا کا برگزیدہ بندہ ہے۔ اس لیے کہ یہ میری رف سے (حق) ادا کرنے والا ہے، یہ میرا وصی اور وارث ہے یہ روز اول سے مسلمان ہے اور ان میں سب سے زیادہ مخلص ہے۔ سب سے زیادہ سخی ہے، میرے بعد سید بشر ہے، اور نورانی ہاتھوں اور نورانی چہرے والوں کا قائد ہے، یہ ال زمین کا امام ہے یہ علی بن ابی طالب(ع) ہے یہ فرما کر آپ(ص) نے گریہ رفرما یا۔

صفین میں چشمے کا پھوٹنا

۱۴۔ حبیب بن جم کہتے ہیں کہ جب امیرالمومنین(ع) ہمیں لے کر صفین کو چلے تو بلقاء نامی جگہ پر ہم نے قیام کیا جو کہ ایک بے آب و گیاہ میدان تھا مالک بن اشتر(رح) نے آنحضرت(ع) سے عرض کیا، یا امیرالمومنین(ع) یہ ایسی جگہ ہے کہ جہاں پانی میسر نہیں ہے یہ سن کر جنابِ امیر(ع) نے فرمایا اے مالک بے شک ذرا ہم لوگوں کو بہت جلد یہاں شکر سے زیادہ میٹھا برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شفاف و بوریں پانی عطا کرے گا اور جو کہ یاقوت کی طرح مقطر ہوگا مالک کہتے ہیں۔ اس جگہ محل وقوع دیکھ کر ہمیں تیج و شیریں پانی کی دستیابی پر حیرت ہوئی اور مگر ہمیں جنابِ امیر(ع) کے کلام میں کوئی شک نہیں تھا۔ پھر جنابِ امیر(ع) نے دوش مبارک سے ردا و ابتاری اور اپنی تلوار ہاتھ میں لی پھر اس میدان کے ایک انتہائی سخت ٹکڑے کی طرف آئے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا اے مالک اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس جگہ کو کھودو، جب ہم نے اس جگہ کو کھودا تو ایک بڑا سا سیاہ پتھر نمودار ہوا جو کہ چمکیلا تھا آپ(ع) نے فرمایا اس کو یہاں سے ہٹاؤ ہم سو(۱۰۰) آدمیوں نے مل کر زور لگایا مگر اس پتھر کو ہلانے میں کامیاب نہ ہوسکے یہ دیکھ کر جنابِ امیر(ع) نزدیک آئے اور اپنے ہاتھ دعا کے لیے بلند کیئے اور فرمایا" طاب طاب مربا عالم طیبو ثاتو به شتما کو باحه حانو ثانو دیثا بر حوثا آمین آمین رب العالمین رب موسی و رب هارون" اور پھر اکیلے ہی اس پتھر کو اٹھا کر چالیس(۴۰) گز دور پھینک دیا مالک بن حارث اشتر(رح) کہتے ہیں کہ اس جگہ سے پانی کا ایک چشمہ جاری ہوا جو پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا، شہد سے زیادہ میٹھا اور یاقوت سے زیادہ شفاف و مقطر تھا ہم سب اس چشمے سے خوب سیراب ہوئے اور اپنے مشکیزے اس کے پانی سے بھر لیئے جب ہم سیرابی آب سے فارغ ہوئے تو جنابِ امیر(ع) نے حکم دیا کہ اس چشمے کو مٹی ڈال کر بند کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا پھر ہم اس جگہ سے کوچ کر گئے کچھ دور جا کر جنابِ امیر(ع) نے ہم سے دریافت کیا کہ تم میں سے کون اس چشمے کے مقام کو جانتا ہے سب نے کہا کہ ہم جانتے ہیں وہ چشمہ کہاں سے برآمد ہوا تھا یہ سن کر جنابِ امیر(ع) نے واپس پلٹنے کا حکم دیا جب واپس اس مقام پر

آئے تو کسی چشمے آبِ شیریں نہ ملے ہم نے تلاش شروع کی کہ دیکھیں چشمہ کہاں سے برآمد ہوا تھا مگر ہزار کوشش کے باوجود اس جگہ کو تلاش نہ کر سکے۔ پھر ہم اس جگہ ہماری ملاقات ایک نصرانی راہب سے ہوئی جس کا نام صعومہ تھا جو اس قدر ضعیف تھا کہ اس کے آبرؤ اس کی آنکھوں پر گرے ہوئے تھے ہم نے اس راہب سے کہا، اے راہب اگر تیرے پاس پانی ہے تو ہمیں دے تاکہ ہم اپنے مولا و آقا کو پلائیں (کیونکہ دوبارہ اس جگہ واپس لانے پر ہمیں یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ شاید جناب امیر (ع) پر پیاس کا غلبہ ہوا ہے) اس راہب نے کہا میرے پاس پانی موجود ہے جو کہ میں نے دو روز قبل بھر تھا جب ہم نے اس پانی کو اس راہب سے لیا تو اسے بدمزہ و تلخ پایا ہم نے اس سے پوچھا کہ تو نے یہ پانی کہاں سے حاصل کیا ہے اس نے بتایا کہ یہ ایک چشمے کا پانی ہے اور اس پانی کو میں نے شیرین کرنے کی کوشش کی ہے لیکن پھر بھی تلخ ہے ہم نے اس سے کہا کہ کاش تو نے وہ پانی پیا ہوتا جو ہمارے سرور نے ہمیں مہیا کیا تھا اور پھر اس واقعے (دستیابی آب) کو اس راہب سے بیان کیا اس نے دریافت کیا کہ کیا تمہارے سرور (ع) کوئی پیغمبر ہیں ہم نے جواب دیا نہیں وصی پیغمبر (ص) ہیں اس راہب نے درخواست کی کہ مجھے ان کے پاس لے چلو جب وہ جناب امیر المومنین (ع) کی خدمت میں حاضر ہوا تو جناب امیر (ع) نے اسے دیکھ کر فرمایا تم شمعون ہو اس نے کہا ہاں میں شمعون ہوں، آپ (ع) نے یہ کیسے جانا کہ میرا نام شمعون ہے جب کہ میرا یہ نام میری ماں نے رکھا تھا اور میرے اور میرے خدا کے علاوہ اس کا کسی کو علم نہیں ہے، آپ (ع) نے فرمایا کہ یہ میرے علم امامت نے مجھے بتایا اس نے کہا کہ آپ (ع) اس چشمے کی بابت مجھے مطلع کریں تاکہ میں اپنے ایمان کو کامل کروں، آپ (ع) نے اس چشمے کی دریافت کا واقعہ اس سے بیان کیا اور فرمایا کہ اس چشمے کا نام حومہ ہے اور بہشت کے چشموں میں سے ایک ہے اور تین سو تیرہ (۳۱۳) اوصیاء (ع) سیراب ہو چکے ہیں اور میں آخری وصی ہوں جو کہ اس سے سیراب ہوا اس راہب نے کہا میں نے تمام کتابوں اور انجیل میں من و عن یہ واقعہ رقم پایا ہے پھر اس نے راہب نے گواہی دی اور کہا "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ و انک" اے وصی محمد (ص) میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود جز خدا کے نہیں اور محمد (ص) اللہ کے رسول ہیں اور آپ (ع) وصی (ع) محمد (ص) ہیں۔ پھر اس راہب نے جناب امیر (ع) کے ساتھ کوچ کیا اور صفین کے مقام پر آیا اور جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو وہ پہلا شخص تھا

جس نے جام شہادت نوش کیا جناب امیرالمومنین(ع) اس کے سرہانے آئے۔ آپ(ع) کی آنکھوں سے اشک جاری تھے اور فرماتے تھے کہ جو بندہ جس کے ساتھ ہو اسے وہ دوست رکھتا ہے یہ راہب روز قیامت بہشت میں میرا رفیق ہوگا۔

۱۵- امام صادق(ع) اپنے اجداد(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا (ائمہ ء ال بیت(ع)) مسلمانوں کے امام ہیں، زمین پر خدا کی حجت ہیں، مومنین کے سردار اور نورانی ہاتھوں اور نورانی چہرے والوں اور اہل جنت کے سردار ہیں، ہم اہل زمین کے لیے امان ہیں کہ جس طرح ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہیں، خداوند کریم نے ہمارے ذریعے سے آسمان کو قائم کیا ہے، یہ اس کی اجازت کے بغیر نہیں برستا کہ اہل پر موجب ضرر ہو (خداوند کریم کے حکم سے آسمان اعتدال میں برستا ہے تاکہ بارشِ رحمت رہے مگر جب کبھی رب العزت بندوں کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو پھر یہ کھل کر برستا ہے اور طوفان کی موجیں ہر شے کو غرقاب کردیتی ہے جیسا کہ طوفان نوح(ع)۔ ہماری وجہ سے بارش برستی ہے اور رب العزت اپنی رحمت نشر کرتا ہے اور زمین اپنی برکات باہر نکالتی ہے اگر امام کا وجود زمین میں نہ ہوتو زمین اپنے بسنے والوں کو نگل جائے، پھر آپ(ع) نے فرمایا جس دن خدا نے آدم(ع) کو پیدا کیا اس دن سے زمین حجت خدا سے خالی نہیں رہی چاہے وہ ظاہر ہو یا غائب و مستور۔ وہ خدا کی حجت ہے اور اگر اس طرح نہ ہوتا تو خدا کی عبادت نہ کی جاتی۔ سلیمان راوی ہیں کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) سے پوچھا گیا کہ لوگ امام غائب سے کس طرح بہرہ مند ہوتے ہیں تو آپ(ع) نے فرمایا کہ جس طرح بادلوں کے پیچھے آفتاب سے ہوتے ہیں جناب شیخ صدوق(رح) کے شاگرد بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد جناب شیخ نے یہ نظمیہ اشعار بیان فرمائے جو کہ امام منتظر(عج) کی شان میں کہے گئے تھے۔

عقل رکھنے والا خود سے موجود ہے

اور اپنی جنسِ علم سے مستغنی ہے

اور اس سے دوسروں کو گرامی رکھے ہوئے ہے

اور اندازہ کرنا مشکل ہے کہ خود کس حال میں ہے۔(کہاں ہے)

مجلس نمبر ۳۵

(۲۲ محرم سنہ۱۳۶۸ھ)

یہودی کے سوالات اور رسولِ خدا(ص) کے جوابات

۱۔ امام حسن(ع) بن علی(ع) بن ابی طالب(ع) سے روایت ہوا ہے کہ کچھ یہودی رسولِ خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے، اے محمد(ص) آپ دعوی کرتے ہیں کہ آپ(ص) خدا کے رسول ہیں کیا آپ(ص) پر بھی اسی طرح وحی ہوتی ہے جس طرح موسی بن عمران(ع) پر وحی ہوتی تھی آپ(ص) نے توقف کیا اور فرمایا ہاں میں اولادِ آدم(ع) کا سردار ہوں اور میں اس پر فخر نہیں کرتا۔ میں خاتم النبیین(ص) ہوں، متقیوں کا امام اور رب العالمین کا رسول(ص) ہوں، یہ سن کر یہودی کہنے لگے آپ(ص) کن لوگوں پر رسول بنا کر بھیجا گیا ہے عربیوں پر عجمیوں پر، یا ہم یہودیوں پر تو خدا نے اس آیت کو نازل کیا۔

"اے محمد(ص) ان سے کہہ دو کہ میں تمہاری طرف اور تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں" (اعراف، ۱۵۸)

یہ سن کر ان یہودیوں میں موجود ان کے بڑے عالم نے جنابِ رسول خدا(ص) سے سوال کیا کہ مجھے آپ سے وہ دس کلمات پوچھنے ہیں جو خدا نے بوقتِ مناجات بقعہء مبارک میں حضرت موسی بن عمران(ع) کو عطا کیے تھے اور سوائے خدا کے مقرب فرشتے یا اس کے پیغمبر مرسل کے کوئی نہیں جانتا۔ رسول خدا(ص) نے اس یہودی سے فرمایا کیا تجھے اس کے علاوہ بھی کچھ پوچھنا ہے اس نے کہا کہ جب آدم(ع) نے خانہ کعبہ کو بنایا اور خدا نے ان کو برگزیدہ کیا تو اس وقت آدم(ع) کے کیا کلمات تھے۔

رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ وہ کلمات " سُبْحَانَ اللَّهِ وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ وَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ اللَّهُ أَكْبَرُ " تھے اس یہودی نے کہا کہ آدم(ع) نے خانہ کعبہ کو چار کونوں والا کیوں بنایا، آپ(ص) نے جواب دیا کہ انہیں چار کلمات کی وجہ سے، یہودی نے کہا اس کا نام کعبہ کیوں رکھا آپ(ص) نے جواب دیا کیوں کہ یہ دنیا کا وسط (مرکز) تھا۔ یہودی نے کہا مجھے ان کلمات کی تفسیر بتائیں آپ(ص) نے ارشاد فرمایا۔ خدا جانتا ہے کہ انسان اس (خدا) کے بارے میں جھوٹ بولتے ہیں "سُبْحَانَ اللَّهِ" ایسے

لوگوں کے قول سے۔ بیزاری کے لیے ہے'' وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ'' اس لیے ہے کہ وہ (ﷲ) بتاتا ہے کہ اس کے بندے اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہ کریں گے اس لیے اس نے نعمتوں کے تشکر کے لیے خود و مرکزقرار دیا تاکہ اس کا شکر ادا کیا جائے اور صرف اسی کی تعریف کی جائے۔ اور یہ اول کلام ہے اگر یہ (وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ) نہ ہوتا تو ﷲ کسی بندے و نعمت نہ دیتا اور لمہ'' لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' توحید پرستی ہے جان لو کہ روزِ قیامت ﷲ میزان وسخت تر کردے گا (یعنی توحید کے ن میں سخت حساب ہوگا) اس کے بعد لمہ '' وَ اللَّهُ أَكْبَرُ'' کہ یہ ﷲ کے نزدیک برترین اور محبوب ترین لمہ ہے یعنی یہ کہ مجھ (ﷲ) سے بڑا وئی نہیں۔ نماز اس کے بغیر شروع نہیں ہوتی بڑائی کا مقام صرف ﷲ کے ہاں ہے اور یہ نام اس کے اکرام کا ہے، یہودی نے کہا کہ آپ(ص) نے بالکل سچ فرمایا اے محمد(ص) یہ بتائیے کہ اس و پڑھنے والے و کی جزا کیا ہے آپ(ص) نے فرمایا جب بندہ کہتا ہے'' سُبْحَانَ اللَّهِ'' تو زیرِ عرش جو کچھ بھی ہے اس کے ساتھ تسبیح کرتا ہے اور رب العزت اس کے پڑھنے والے و دس گنا ثواب عطا کرتا ہے جب بندہ کہتا ہے'' وَ الْحَمْدُ لِلَّهِ'' تو ﷲ اس پر دنیا اور آخرت کی نعمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے اور اس کا ثواب اس و عطا کرتا ہے یہ وہ لمہ ہے کہ بہشت جس وقت داخل بہشت ہوں گے تو اسی لمے و کہتے ہوں گے انسان جو بات بھی دنیا میں ادا کرتا رہا ہے وہ اس وقت منقطع ہو جائیں گے مگر'' الْحَمْدُ لِلَّهِ'' باقی رہے گا یہ لمہ ﷲ کا لمہ ہے بہشتی لوگ بہشت میں دعا اس و ادا کریں گے اور یہ کلامِ ملاقات کے طور پر بھی استعمال ہوگا اور اس دعا کا آخری یہ ہوگا'' ہر طرح کی حمد تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے ہے'' (یونس، ۱۰) پھر آپ(ص) نے فرمایا'' لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' کی جزا بہشت ہے قول ﷲ ہے'' کیا نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ اور ہوسکتا ہے'' آپ(ص) نے فرمایا کیا'' لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ'' کی جزا بہشت کے علاوہ کچھ اور بھی ہوسکتی ہے، یہودی نے کہا آپ(ص) نے سچ فرمایا میرے ایک مسئلہ کا جواب تو آپ(ص) نے دے دیا اب اجازت دیں کہ دوسرا مسئلہ دریافت کروں۔ آپ(ص) نے فرمایا جو چاہتا ہے پوچھ لے، امام حسن(ع) فرماتے ہیں کہ رسول ﷲ(ص) کے دائیں طرف اس وقت جبرائیل(ع) اور بائیں طرف میکائیل(ع) تھے جو کہ وحی بات میں آپ(ص) کی مدد فرمارہے تھے، یہودی نے کہا کہ آپ(ص) و محمد(ص) کا نام کس وجہ سے دیا اور احمد(ص) اور ابوالقاسم(ص) و بشیر و نذیر اور داعی(ص) کس لیے پکارا جاتا ہے

پیغمبر(ص) نے رفماں یا مجھے محمد(ص)کا ۔ ںام اس لیےں یا یا کہ میں زمین میں اس (ںرا) کی حمد کرنے والا ہوں احمد(ص) اس لیےں یا یا کہ میں آسمانوں میں اس کی حمد کرنے والا ہوں ابوالقاسم(ص) اس لیے کہ ںرا روز قیا ت دوزخ و جنت و تقسیم کرے گا اور جو وئی اولین وآخرین میں سے ںمیری حیثیت کا نکر (کافر) ہے وہ دوزخ میں اور جو وئی ںمیری نبوت کا اقرار کرتا ہے وہ ںہشت میں ںائے گا(یعنی جنت و دوزخ کی تقسیم آنحضرت(ص) سے ہوگی) اور داعی(ص) اس لیے کہا اہتا ہے کہ میں اپنے رب کے دین کے رف دعوت دیتا ہوں نذیر(ص) کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جو وئی ں ںمیری ںافرمائی کرے گا میں اسے دوزخ سے ڈراؤں گا اور بشیر(ص) اس لیے کہ جو وئی ں ںمیری پیروی کرے اسے ںہشت کی نوید دوں ںہودی کہنے گا آپ(ص) نے بالکل صحیح کہا اب مجھے ں ع فرمائیں کہ ںرا نے آپ(ص) کی ا ت پر ںانچ(۵) ںمازیں کیوں فرض کی گی یں آپ(ص) نے رفماں یا جس وقت آفتاب زوال و پہنچے تو حلقہ ںاتا ہے ںاکہ اس کے اندر آںائے اور زوال شروع ہو ںائے یہ وہ وقت ہے کہ زیر رش ہر چیز تسبیح کرتی ہے، ںرا کی حمد کرتی ہے اور اس وقت مجھ پر ں ں درود ںھیںا ںاتا ہے لہذا اس وقت ںمیرے رب نے مجھ پر اور ںمیری ا ت پر ںماز فرض کی ہے ںرا ں الی فرماتا ہے۔

"أَقِمِ الصَّلاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلى غَسَقِ اللَّيْلِ" (بنی اسرائیل، ۷۸)

"یعنی ںماز قائم کرو زوال آفتاب سے سرں شب ںک" یہ وہ سا ت ہے کہ جب روز قیا ت اس وقت دوزخ و ںلایا ںائیگا، تو وہ مومن جو رںں یا روع کی الت میں رہا ہوگا(ںماز ادا کرتا رہا ہوگا) ںرا اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا پھر ںرا نے ںماز عصر کا حکم ایسے وقت میں یا کہ جب آدم(ع) نے درخت سے ں ل کھایا اورں ور سزا انہیں ںہشت سے نکالں یا یا تو ان کی ذریت و قیا ت ںک اس وقت ںماز پڑھنے کا حکم یا یا اور اسی ںماز اور اسی وقت و ںمیری ا ت کے لیے منتخب کیا یا، یہ محبوب ترین ںماز ہے اور ںرا نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں در یان کی ںمازوں کی حفا ت کروں۔

ںماز مغرب ایسے وقت میں ہے کہ ںراوند ں الی نے آدم(ع) کی توبہ قبول کی اور آدم(ع) کے ں ل کھانے سے لے کر توبہ قبول ہونے ںک تین و سال(۳۰۰) کا فا لہ ہے جو دنیا کے وقت کے مطابق ہے جب کہ آخرت کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے ں یہی فا لہ مغرب سے عشا کا ہے لہذا

آدم(ع) نے تین رکعت ۂ از ادا کی ایک رکعت اپنے گناہ کے بدلے اور ایک رکعت حوا کی غلطی کے ازالے کے طور پر اور ایک رکعت مغفرت کرنے کے واسطے، خداوند تعالی نے ان تین رکعات کو میری امت پر فرض کردیا اور یہ وہ وقت ہے کہ اس وقت دعائیں مستجاب ہوتی ہیں میرے پروردگار کا مجھ سے وعدہ ہے کہ جو کوئی بھی اس وقت دعا کی جائے گی وہ قبول کرے گا پس یہ ہیں وہ ۂ ازیں جن کا خدا نے مجھے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے ’’ پس تم اللہ کی تسبیح کیا کرو جب صبح کرو اور جب تم شام کرو ‘‘ (روم،۱۷)

اور ۂ از عشاء اس لیے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے کہ قبر تاریک ہے اور قیامت بھی تاریکی رکھتی ہے تو یہ ۂ از اس بندے (پڑھنے والے) کی قبر کو روشن کرے گی اور پل صراط پر انہیں نور عطا کیا جائے گا۔ خدا کے بندے جب بھی ۂ از عشاء قائم کرتے ہیں خدا ان کے بدنوں پر آگ حرام کردیتا ہے۔ یہ ۂ از خداوند تعالی نے مجھ سے پہلے رسولوں پر بھی فرض کی تھی۔

ۂ از فجر اس لیے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ کہ آفتاب کے ظاہر ہوتے ہی شیطان بھی ظاہر ہوتا ہے۔ یہ ۂ از اس کے ظاہر ہونے سے پہلے ادا کی جاتی ہے اور اس سے قبل کہ کافر اس (شیطان) کے لیے سجدہ کرے خدا کے بندے خدا کو سجدہ کر لیں اس ۂ از میں جلدی خدا کے ہاں محبوب ترین ہے یہ وہ ۂ از ہے کہ فرشتے اس پر شب و روز گواہ ہیں۔

یہودی نے کہا کہ اے محمد(ص) آپ نے درست فرمایا۔ اب آپ(ص) مجھے بتائیں کہ ۂ از سے قبل بدن کے صرف چار حصوں کو ہی پاکیزہ کرنے کا کیوں حکم دیا گیا ہے۔(وضو)

آپ(ص) نے فرمایا کہ جب شیطان نے آدم(ع) کو وسوسے میں ڈال کر بہکایا اور وہ درخت کے قریب جاکر پھل توڑ کر کھانے لگے تو ان کی توقیر میں کمی کردی گئی اور ان کے جسموں سے لباس اور زیور اتروا لیے گئے آدم(ع) نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر گریہ کیا۔ جب خدا نے ان کی توبہ قبول کیا تو بدن کے ان چار اعضاء کا وضو ان کی امت پر فرض کیا اول یہ کہ چہرے کو دھوئیں کہ جس چہرے سے آدم(ع) نے درخت کو دیکھا تھا۔ دوئم یہ کہ ان ہاتھوں کو دھوئیں کہ جو آدم(ع) نے درخت کی طرف پھل توڑنے کے لیے بڑھائے تھے۔ سوئم یہ کہ سر کا مسح کریں کیونکہ آدم(ع) نے بہ حالت پشیمانی اپنا ہاتھ سر پر رکھا تھا۔

اور چہارم یہ کہ پاؤں کا مسح کریں کیوں کہ انہیں پاؤں پر چل کر وہ شجر ممنوعہ کی طرف گئے تھے۔ اور میری امت پر منہ میں پانی ڈالنے (کلی کرنے) کو سنت قرار دیا تاکہ دل حرام سے پاک ہو اور ناک میں پانی ڈالنا اس لیے قرار دیا تاکہ روز قیامت دوزخ گندگی اور بد بو سے محفوظ رہ سکیں۔ یہودی نے کہا اے محمد(ص) آپ نے بالکل ٹھیک کہا۔ آپ(ص) یہ فرمائیں کہ وضو کا فائدہ کیا ہے۔ آپ(ص) نے فرمایا جب ہاتھ پر پانی ڈالا جاتا ہے تو شیطان دور ہو جاتا ہے جب منہ میں پانی ڈالتے ہیں تو خدا دل و زبان کو نور حکمت سے منور کر دیتا ہے۔ جب وضو کا پانی ناک میں ڈالا جاتا ہے تو خدا اسے دوزخ سے امان دیتا ہے اور جنت کی خوشبو اس کے لیے مخصوص فرما دیتا ہے جب اپنا چہرہ دھوتا ہے تو خدا اس کا چہرہ روشن کر دیتا ہے اور روز قیامت کچھ لوگ روشن چہروں والے اور کچھ سیاہ چہروں والے ہوں گے، جب دونوں ہاتھ دھوئے جاتے ہیں تو خدا آگ کی تپش کو اس پر حرام کر دیتا ہے اور جب پاؤں کا مسح کیا جاتا ہے تو اس دن کہ جب قدموں میں لغزش ہوگی خداوند کریم اس کو پل صراط عبور کروا دے گا۔ یہودی نے کہا اے محمد(ص) آپ نے بالکل ٹھیک فرمایا اب آپ(ص) فرمائیں کہ غسل کو صرف جنابت کی صورت میں ہی کیوں واجب کیا گیا جب کہ پیشاب اور پاخانہ کے بعد کیوں فرض نہیں ہے۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا جب آدم(ع) نے درخت سے پھل کھایا تو اس کا اثر ان کے بدن کے رگ و پے میں آ گیا اور جب انہوں نے اپنی زوجہ سے مقاربت کی تو یہ اثر ان کے نطفے میں منتقل و شامل ہو گیا تو خدا نے واجب قرار دیا کہ قیامت تک جنابت کے بعد غسل کیا جائے لیکن پیشاب پینے والی اشیاء کا فضلہ ہے اور خوراک کا فضلہ پاخانہ ہے اس لیے صرف اس پر وضو کو لازم قرار دیا اور واجب کیا۔

یہودی نے یہ سن کر رسول خدا(ص) سے کہا کہ آپ(ص) نے درست فرمایا اے محمد(ص) یہ بتائیں کہ وہ شخص جو حلال جنابت کے بعد غسل کرے کے لیے کیا اجر رکھا گیا ہے۔

جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ جب مومن اپنی زوجہ سے جماع کرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے اس پر اپنے پر کھول کر رحمت نچھاور کرتے ہیں اور جب غسل کرتا ہے تو اس پانی کے ہر ایک قطرے سے اس کے لیے بہشت میں گھر بناتے ہیں اور غسلِ جنابت خدا اور بندے کے درمیان ایک راز

ہے۔ یہودی نے کہا اے محمد(ص) آپ نے بالکل سچ فرمایا اب میرے چھٹے سوال کا جواب دیں کہ وہ کونسی پانچ چیزیں ہیں جو

توریت میں مندرج ہیں جن کے بارے میں خدا نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ موسی بن عمران(ع) کی طرف ان کی پیروی کریں۔

جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ اگر میں نے تمہیں ان کے متعلق بتادیا تو کیا میرا اعتراف

کر لوگے (میری نبوت تسلیم کر لو گے) یہودی نے اقرار کیا تو آپ(ص) نے فرمایا توریت میں لکھا ہے محمد(ص) اللہ کے

رسول ہیں (عبرانی)۔ ان میں میرے لیے لفظ طاب استعمال ہوا تھا اس کے بعد آپ(ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی، " جیسے

لکھا ہوا پائیں گے اپنے ہاں توریت اور انجیل میں" (اعراف، ۱۵۷) ایک رسول کی بشارت دینے والا کیوں کہ میرے بعد جو آئے گا

اس کا نام احمد(ص) ہوگا" (صف) اس کے بعد آپ(ص) نے فرمایا دوسری چیز جو توریت میں لکھی ہے وہ یہ ہے کہ میرے

وصی کا نام علی ابن ابی طالب(ع) ہے سوئم اور چہارم یہ کہ میرے فرزندان حسن(ع) اور حسین(ع) اور پنجم یہ کہ ان کی ماں

فاطمہ(س) ہے جو کہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہے توریت میں میرا نام طاب(ص) میرے وصی کا ایلیا(ع) میرے دونوں سبط

یشبر(ع) اور یشمیر(ع) کے نام سے پکارے گئے ہیں یہ دونوں فاطمہ(س) کے نور ہیں۔

یہودی نے کہا آپ(ص) نے بالکل درست فرمایا آپ(ص) بتائیں کہ اہل بیت(ع) کی فضیلت کیا ہے آپ(ص) نے جواب دیا،

میں تمام انبیاء(ع) پر برتری رکھتا ہوں ہر نبی نے اپنی قوم کے لیے دعا کی ہے جب کہ میں نے اپنی دعا و آخرت کے لیے رکھ

چھوڑا ہے اور میں اپنی امت کی شفاعت روزِ قیامت کروں گا اور میرے اہل بیت(ع) اور ان کی ذریت(ع) کی فضیلت اس طرح کی

ہے جس طرح پانی کی فضیلت دوسری اشیاء پر ہے کہ اس سے زندگی کا وجود ہے۔ اور محبت اہل بیت(ع) کمال دین ہے۔ پھر

آپ(ص) نے یہ آیت تلاوت فرمائیں۔

""آج میں نے دین کو تمہارے لیے کامل کردیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا ہے اور اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا ہے۔۔۔

تاآخر (مائدہ، ۳)

یہودی نے کہا اے محمد(ص) آپ نے بالکل سچ بیان فرمایا اب مجھے یہ بتائیں کہ مردوں کو

عورتوں پر کیا برتری ہے۔ آپ(ص) نے رفما یا جس رح آسمان کی برتری زمین پر اور پانی کی برتری مٹی پر ہے کہ پانی سے ں زمین کی زندگی ہے۔ اسی رح مردوں سے عورتیں زندہ یں اگر وہ نہ ہوتے تو عورتیں پیدا نہ کی جاتیں خدا فرماتا ہے۔ " مرد عورتوں کے سرپرست یں" (نساء، ۳۴) اسی لیے خدا نے بعض کو بعض دوسروں پر برتری دی ہے۔ پھر یہودی نے دریافت کیا ، کہ خدا نے یہ کس لیے رفما یا کہ آدم(ع) و یں(مٹی) سے پیدا کیا اور باقی مٹی سے حوا و خلق کیا جبکہ اول بندہ جس نے عورت کی پیروی کی وہ آدم(ع) تھے کیا یہ بات صرف ان کے لیے تو نہیں۔ آپ(ص) نے ارشاد رفما یا کیا تم نہیں دیکھتے کہ کس رح عورتوں و حیض آتا ہے اور انہیں اس حالت میں عبادات سے روکا یا ہے جب کہ مردوں کے لیے حیض نہیں ہے۔

یہودی نے کہا بالکل درست رفما یا آپ(ص) نے اے محمد(ص) ۔ اب مجھے بتائیں کہ آپ(ص) کی امت پر خدا نے تیس روزے فرض کیے یں جبکہ پچھلی امتوں پر تیس(۳۰) سے زیادہ واجب کیے ئے۔ رسول خدا(ص) نے رفما یا کہ جب آدم(ع) نے شجر ممنوعہ سے پھل توڑکر کھایا تو وہ ان کے شکم میں تیس (۳۰) دن رہا۔ خدا تعالی نے اس کے بدلے ان کی نسل پر تیس (۳۰) روز کی بھوک اور پیاس و فرض کیا۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے رات کو کھانے کی اجازت دی اس لیے یہی آدم(ع) پر فرض ہوا اور میری امت پر بھی پھر رسول خدا(ص) نے اس آیت کی تلاوت فرمائی " تم پر روزے لکھ دیئے ئے یں جس رح تم سے پہلے جو گزرے ان پر بھی فرض تھے شاید کہ تم تقوی اختیار کرو یہ چند روز کی زندگی ہے۔"(بقرہ، ۱۸۳)

یہودی نے کہا آپ(ص) نے سچ کہا یہ بتائیے کہ روزے کی جزا خدا کیا دیتا ہے آپ(ص) نے جواب دیا جو مومن خدا کے فرمان کے مطابق روزہ رکھتا ہے تو خدا اس کے سات اجر عطا کرتا ہے۔

اول :- اس کے بدن سے حرام و ہلا دیتا ہے۔

دوم :- اللہ کی رحمت کے قریب ہوجاتا ہے۔

وم :- اس کے باپ آدم(ع) کے گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے۔

چہارم :- موت کے وقت جان کنی کی تکلیف اس پر آسان کردیتا ہے۔

پنجم :۔ قیا ت کے دن کیؒ بھوک اور پیاس سے امان دیتا ہے۔

ششم :۔ ٰراوند کریم اس و دوزخ کی آگ سے برائت ٰامہ عطا کرتا ہے۔

ہفتم :۔ اور اس و جنت کےؒ پ ل ک لاتا ہے۔

ؒ یہودی نے اقرار کیا کہ یہ چ ہےؒ پھر آپ(ص) سے کہا، مجھے بتائیں کہ ٰرا نے وتوف رفات کا حکم عصر کے بعد کیوںد یا؟

آپ(ص) نے رفمایا ۔ عصر ں وہ سا ت ہے جب آدم(ع) نے غلں کی اس لیے ٰرا نے رفو یاد گذاری کے لیے اس وقت ںو ؒ بہترین جو ر پر رقرد دیا اور جس وقت لوگ یدان رفات سے واپس ہوئے وہ ضامنؒ بہشت ہوائ یہی وہ سات ہے جب ٰرا نے آدم(ع) و ات تعلیم کیے تھے ان و توبہ قبول کی تں اور یہ کہ وہ توبہ و قبول کرنے والا اورہرم بان ہےؒ پھر پیغمبر(ص) نے رفمایا تم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بشیر و نذیر بعوث کیا ٰرا نے کچھ باب(دروازے) مقرر فرمائے ہیں جو کہ آسان میں یں باب رحمت۔ باب توبہ۔ بابِ ابات۔ بابِ تفضل۔ بابِ احسان۔ بابِ جود و کرم اور ۔ بابِ عفو جو وئیؒ ں اس وقت رفات میں جمع ہو اس پر یہ دروازے کھول دیئے جاتے یں رب العزت وا دو لاکھ فرشتوں ںو معمور فرماتا ہے کہ ا ل رفات پر رحمتؒ یجیں اور جب وہ فرشتے واپس ہوتے یں تو ٰرا ان و ال رفات پر گواہ کرتا ہے کہ یہ دوزخ سے ہٹادیئے ئے اورؒ بہشت ان پر واجب کردی گئی ہےؒ پھر ہاتف اس وقت ندا دیتا ہے کہ تمہیں م اف کردیا یا ہے اور تم نے جس طرح مجھے (ٰرا و) خوشنود کیا ہے میں تمہیں خوشنود کرتا ہوںؒ یہودی نے کہا آپ(ص) نے بالکل چ رفمایا اب آپ(ص) میرے آخری وال کی وضاحت فرما دیجئے کہ وہ سات خصوصیات کیا یں جو آپ(ص) و باقی انبیاء(ع) سے مختلف عطا کی گئی ہیں اور آپ(ص) کی ا ت و دیگر ا توں کی نسبت بخشی گئی یں۔

ر ول ٰرا(ص) نے ارشاد رفمایا۔ ٰرا نے مجھے اور میری ا ت و جو سات خصوصیات دی یں وہ یہ یں۔

اول :۔ فاتحہ الکتاب۔

دوم :۔ مسجد میں اذان و جما ت

وم :۔ جم ہ کے روز نماز (نماز جم ہ)

چہارم:۔ تین نمازوں میں جہر قرآئت (اونچی آواز سے قرآئت رکھا)

پنجم :۔ بیماری اور سفر کی حالت میں عبادت سے رخصت

ششم:۔ نمازِ میت

ہفتم:۔ اہل کبائر کی شفاعت

یہودی نے کہا آپ(ص)نے بالکل ٹھیک فرمایا اب یہ بتائیے کہ فاتحہ الکتاب و پڑھنے کا اجر کیا ہے۔ جنابِ رسول خدا(ص)نے فرمایا جو کوئی فاتحہ الکتاب (سورہ فاتحہ) پڑھے گا تو خدا ہر اس آیت کا ثواب جو کہ آسمان سے نازل ہوئی ہے اس کو عطا کرے گا اور اذان دینے کا ثواب یہ ہے کہ موذن ، انبیاء و صدّیقین، صالحین اور شہدا کے ساتھ محشور ہوگا۔

اور نمازِ جماعت ادا کرنے کا ثواب یہ ہے کہ میری امت کی صفیں ملائکہ کی صفوں کے برابر ہونگی جو کہ آسمان میں قائم کی جاتی ہیں کہ جس کی ایک رکعت چوبیس رکعتوں کے برابر اجر و ثواب رکھتی ہے اور خدا کے نزدیک محبوب ترین رکعت اور چالیس سال کی عبادت کے برابر ثواب رکھتی ہے روزِ قیامت جب اولین و آخرین اکٹھے ہوں گے تو جو مومن بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا رہا ہوگا اللہ جل جلالہ اس کے خوف کو کم کردے گا جو کہ اس دن سے متعلق وہ (بندہ) رکھتا ہوگا اور اس بندے کے لیے خدا بہشت کا حکم دے گا جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے۔

دوران نماز قرائت بالجہر کرنے سے دوزخ کے شعلے اس سے اتنے دور کردئیے جائیں گے کہ جہاں تک اس کی آواز جاتی رہی وہ بندہ خوش ہوکر پل صراط سے گذرے گا اور جنت میں داخل ہوگا جس کسی نے بھی خدا کے لیے نماز پڑھی ہوتو خدا اس پر بہشت واجب کردے گا مگر یہ کہ وہ منافق اور والدین کا عاق شدہ نہ ہو۔ اور میری شفاعت میری امت کے لیے ہے مگر یہ کہ وہ مشرک اور ظلم کرنے والا نہ ہو۔ یہودی نے کہا آپ(ص) نے بالکل سچ بیان فرمایا اے محمد(ص) میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ(ص) اس کے بندے اور رسول اور خاتم الانبیاء اور امامِ المتقین(ص) ہیں جب یہ یہودی مسلمان ہو گیا۔ تو اس نے آنحضرت(ص) کی خدمت میں ایک سفید کاغذ پیش کیا جس پر وہ سب کچھ لکھا تھا جو کہ جنابِ رسول خدا(ص) نے بیان فرمایا تھا یہودی نے کہا یا رسول اللہ(ص) تمام

ہے اس ۰را کی جس نے آپ(ص) و حق کے ساتھ بعوث رفما یا ہے یہ نسخہ میں نے ان الواح سے نقل کیا ہے جن و ۰ سرا نے موسی بن مران(ع) رپہ ۰ازل کیا۔ میں نے آپ(ص) کی نضیلت و توریت میں پڑھا تھا مگر اس میں یک رکیتا تھا پ ۔الیس(۴۰) سال یک میں آپ(ص) کے ۰ام و توریت میں سے اٹیتا رہا مگر جب دوسرے دن دیکیتا تو اسی جہ لکھا ہوا پاتا اور توریت میں یہ۔ ۰ی پڑ ہتا کہ ان مسائل کا جواب آپ(ص) کے علاوہ وئی اور نہیں دے سکے گا اور اس وقت سے کہ جب سے میں یہاں آ یا ہوں ۔جبرائیل(ع) و آپ(ص) کے دائیں یکائیل(ع) و بائیں اور آپ(ص) کے وصی(ع) و آپ(ص) کے سامنے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں۔

جناب ر ول ۰را(ص) نے رفما یا تو نے بالکل چ کہا ہے ۔جبرائیل(ع) ۔میرے دائیں رف اور یکائیل(ع) ۔میرے بائیں رف یں اور یہ ۔میرے وصی علی بن ابی طالب(ع) یں پس وہ یہودی ای ان ملایا اور بہترین ا لام پر تھا۔

مجلس نمبر۳۶

(۲۹ محرم سنہ۱۳۶۸ھ)

خدا اور داؤد(ع)

۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ خدا نے داؤد(ع) کو وحی کی کہ اے داؤد(ع) میں دیکھتا ہوں کہ تم تنہائی میں گزر اوقات کررہے ہو۔ داؤد(ع) نے عرض کیا بار الہا میں نے تیری خاطر لوگوں کو چھوڑ رکھا ہےاور انہوں نے مجھے، پھر ارشاد ہوا کہ کیا بات ہے تم خاموش کیوں رہتے ہو داؤد(ع) نے کہا رب العزت تیرے خوف سے میں خاموش رہتا ہوں، پھر فرمایا، تم اس قدر رنج و غم میں کیوں مبتلا ہو کہا تیری محبت نے مجھے رنج میں مبتلا کر دیا ہے، پھر فرمایا کیا تم فقیر کیوں بنے ہوئے ہو حالانکہ میں نے تمہیں مالِ کثیر عنایت کیا ہے، داؤد(ع) نے عرض کیا بار الہا تیرے حق کو قائم کرنے کی خاطر میں فقیر ہو گیا ہوں، ارشاد رب العزت ہوا میں تمہیں خواری میں دیکھ رہا ہوں کیا وجہ ہے، کہا تیرے جلال اور تیری عظمت جو کہ تیری بلند صفت ہے کے سامنے میں بے حیثیت ہوں، تو فرمان خدا آیا تجھے خوشخبری ہو میرے فضل کی کہ اس دن جس دن مجھ سے ملاقات کرو گے تمہیں ملے گا جو چاہو گے اور برے اخلاق و اعمال سے دور رہو تاکہ روزِ قیامت جو چاہتے ہو اس تک پہنچ جاؤ۔

امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ خدا نے داؤد(ع) کو وحی کی کہ اے داؤد(ع) مجھ سے خوش رہو اور میری یاد سے لذت طلب کرو، مجھ سے مناجات کی نعمت طلب کرو، میں جلد ان گھروں کو فاسقین سے خالی کردوں گا اور میری لعنت ظالموں پر ہے۔

۲۔ امام صادق(ع) نے امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جب خدا نے چاہا کہ ابراہیم(ع) کی روح قبض کرے تو ملک الموت کو بھیجا، ملک الموت نےابراہیم(ع) سے کہا آپ(ع) پر درود ہو۔ ابراہیم(ع) نے کہا دعوت کے لیے آئے ہو یا موت کے لیے ملک الموت نے جواب دیا موت کے واسطے اور چاہئے کہ آپ اس کو قبول کریں۔ ابراہیم(ع) نے کہا کیا دوست کسی کبھی دوست کو موت دیتا ہے۔ ملک

الموت واپس ہوئے اور خدا کے سامنے جاکر عرض کیا ۔ رب العزت آپ نے سنا ابراہیم(ع) نے کیا کہا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوا دوبارہ جاؤ اور ابراہیم(ع) سے کہو تم اس دوست کو دیکھو جو دوست سے دوست کی ملاقات کو چاہتا ہے۔(روح قبض کرتا ہے) بلکہ اس دوست کو دیکھو جو تم سے ملاقات کا خواہش مند ہے اور وہی تمہارا دوست ہے۔

۳- حذیفہ بن اسید غفاری کہتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے حذیفہ بیشک میرے بعد تم پر علی ابن ابی طالب(ع) خدا کی حجت ہے اس کی حیثیت کا انکار خدا کا انکار ہے اس کے ساتھ شرک خدا کے ساتھ شرک ہے اس کے بارے میں شک کرنا خدا کے بارے میں شک کرنا ہے اس سے الحاد خدا کے ساتھ الحاد ہے اس سے کفر خدا سے کفر ہے اس پر ایمان خدا پر ایمان ہے کیونکہ وہ برادر رسول خدا(ص) ہے اس (خدا) کے رسول کا وصی اس کی امت کا امام اور سردار ہے وہ حبل اللہ المتین و عروۃ الوثقی ہے۔ دو قسم کے بندے اس کے بارے میں ہلاکت کا شکار ہوں گے وہ دوست جو غلو کرے وہ مقصر ہے جبکہ علی تقصیر نہیں رکھتا اور دوم وہ جو اس سے بغض رکھے۔ اے حذیفہ کبھی علی(ع) سے جدا مت ہونا کہ کہیں مجھ سے جدا ہو جاؤ۔ کبھی اس کی مخالفت مت کرنا کہ کہیں میرے مخالف ہو جاؤ علی(ع) مجھ سے ہے اور میں علی(ع) سے ہوں جس کسی نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس کسی نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔

۴- امام باقر(ع) نے فرمایا موسی بن عمران(ع) نے خدا تعالی سے عرض کیا بارالہا مجھے اپنی اس حکمت کے بارے میں بتا کہ بڑوں کو موت دیتا ہے اور بچوں کو چھوڑ دیتا ہے، رب العزت نے فرمایا اے موسی(ع) کیا تمہیں یہ پسند نہیں کہ میں انہیں(بچوں کو)خود رزق دیتا ہوں اور ان کی کفالت کرتا ہوں موسی(ع) نے کہاکیوں نہیں پروردگار تو کیسا بہترین وکیل اور کفالت کرنے والا ہے۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ خدا بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر پر وحی کی کہ اگر مجھے دوست رکھتے ہو اور چاہتے ہو کہ کل حظیرہ قدس میں مجھ سے ملاقات کرو تو دنیا میں تنہا غریب اور محزون و وحشت ناک رہو اس وحشت ناک پرندے کی طرح جو لوگوں سے وحشت زدہ اور اجاڑ بیابان میں زندگی بسر کرئے اور درختوں کے پتے کھاے اور چشمے کا پانی پیئے، رات کو تنہا ہوئے

اور پرندوں کے ساتھ پرواز نہ کرے ان سے نہ خوف کھائے اور اپنے پروردگار سے محبت کرے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا جو بندہ آرام کے وقت اپنے بستر پر ۱۰۰ بار لا الہ الا اللہ ہے تو خدا اس کے لیے بہشت میں گھر بناتا ہے اور جو کوئی اس وقت ۱۰۰ بار استغفار کرے تو اس کے گناہوں کو اس طرح اس سے گرا دیا جاتا ہے کہ جس طرح درخت کے پتے خزاں میں گرتے ہیں۔

۷- انس بن مالک نے پیغمبر(ص) سے "کل جبار عنید" کی تفسیر کو نقل کیا ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ بندہ ہے جو کہنے سے انکار کرتا ہو" لا الہ الا اللہ"۔

۸- امام باقر(ع) نے فرمایا ایک فرشتہ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جو اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا تھا فرشتے نے اس آدمی سے پوچھا اے بندہ خدا اپنے گھر کے دروازے پر کس لیے کھڑے ہو اس شخص نے جواب دیا میرا ایک بھائی ہے جو کہ ابھی یہاں سے گذرے گا میں چاہتا ہوں کہ اس کو سلام کروں فرشتے نے پوچھا کہ وہ رشتے میں تمہارا بھائی ہے یا اس کے ساتھ کوئی کام ہے اس شخص نے کہا نہ وہ میرا حقیقی بھائی ہے اور نہ مجھے اس سے کوئی کام ہے وہ میرا دینی بھائی ہے اور اس کے احترام کی خاطر میں اسے سلام کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی احوال پرسی کروں اور خدا تعالی کے واسطے (فرمانِ ربی کے مطابق) اسے سلام کروں۔

فرشتے نے یہ سن کر کہا میں خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہوں وہ (خدا) تمہیں سلام بھیجتا ہے اور فرماتا ہے بیشک تونے مجھے چاہا اور مجھے تلاش کیا میں تجھ پر بہشت واجب کردی، تجھے معاف کیا اور دوزخ سے امان دی۔

۹- رسول خدا(ص) نے فرمایا جب رب العزت دیکھتا ہے کہ کسی قریہ (قوم) کے لوگ نافرمانی میں حد سے گزر گئے ہیں یہاں تک کہ صرف تین(۳) مومن اس پورے قریہ میں باقی رہ گئے ہیں تو وہ ندا دیتا ہے اور فرماتا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے۔ اگر تمہارے درمیان یہ دوست دار مومن نہ ہوتے جو میرے عذاب کے خوف سے میری زمین اور مساجد کو اپنی نماز سے آباد کرتے ہیں اور بوقتِ سحر مغفرت طلب کرتے ہیں تو میں تمہیں نیچے لے جاتا (غرق کردیتا۔ دفن کردیتا) اور مجھے اس کی کوئی پروا نہ ہوتی۔

۱۰- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی اپنے گناہوں پر نادم اور ثواب پر شاد ہو تو ایسا بندہ مومن ہے۔

۱۱- رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی مجھ پر درود بھیجے مگر میری آل پر نہ بھیجے تو ہو بہشت کی خوشبو نہ سونگھ سکے گا جب کہ بہشت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت جتنی دوری سے آتی ہے۔

۱۲- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے نقل کیا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور آنحضرت(ص) کو ایک گل رنگ عبا پیش کی۔ جو آپ(ص) نے قبول کر لی آپ(ص) نے اس عربی جوان کو مخاطب کیا تو اس عربی نے آپ(ص) سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) خود کو کون جوان کہہ کر مخاطب کرتے ہیں جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا ہاں میں جوان ابن جوان برادر جوان ہوں عربی نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) خود کو جوان کہیں تو یہ درست ہے مگر ابن جوان اور برادر جوان کیوں کہتے ہیں آپ(ص) نے فرمایا کیا تم نے قول خدا نہیں سنا کہ وہ ابراہیم(ع) کو جوان کہہ کر یاد کرتا ہے میں ابن ابراہیم(ع) ہوں اس لیے ابنِ جوان ہوں اور برادر جوان اس لیے کہ بروز احد منادی نے آسمان سے ندا دی "لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار" کوئی شمشیر ذوالفقار جیسی اور کوئی جوان علی(ع) جیسا نہیں ہیں میں برادرِ علی(ع) ہوں اس لیے برادرِ جوان ہوں۔

۱۳- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک شخص نے حسین(ع) بن علی(ع) کو لکھا کہ مجھے دنیا اور آخرت سے آگاہ کریں امام عالی(ع) مقام نے جواب میں لکھا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" اما بعد جو کوئی نے کی حالت میں خدا کی رضا کا طالب ہو تو خدا اس کے امور کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی نے کی حالت میں لوگوں کی رضا طلب کرئے تو خدا اسے لوگوں کے درمیان چھوڑ دیتا ہے۔ والسلام۔

۱۴- جناب حسین(ع) بن علی(ع) فرماتے ہیں میرے نانا رسول خدا(ص) نے مجھ سے فرمایا واجبات خدا پر عمل کرو تاکہ تمہارا شمار سب سے زیادہ پرہیزگار لوگوں میں ہو۔ جو کچھ خدا نے تقسیم کیا اس پر راضی رہو تاکہ اس کے وہ بندے کہلاؤ جو تونگری میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ محرمات خدا سے خود کو بچائے رکھو تاکہ صاحب تقوی کہلاؤ بہترین ہمسائے بن جاؤ تاکہ مومن بندوں میں تمہارا شمار

ہو ۔ اور اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آؤ تاکہ مسلمان رہو۔

۱۵۔ عبدالرزاق روایت کرتا ہے کہ امام چہارم(ع) کی ایک کنیز آپ(ع) کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہی تھی کہ آپ وضو فرمالیں۔ اچانک پانی کا برتن اس کنیز کے ہاتھوں سے چھوٹ کر امام(ع) کے لگا اور آپ(ع) زخمی ہوئے۔ آپ(ع) نے اس کنیز کی طرف دیکھا تو اس نے کہا '' والکاظمین الغیظ'' کہ وہ لوگ جو خدا کے لیے اپنے غصے کو ضبط کرلیتے ہیں'' امام(ع) نے یہ سن کر فرمایا کہ میں نے اپنا غصہ ضبط کر لیا وہ پھر بولی'' وہ لوگ جو خدا کی رضا کی خاطر تجھے معاف کیا اس کنیز نے پھر کہا '' خدا احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔'' امام(ع) نے فرمایا جا میں نے تجھے راہ خدا میں آزاد کیا۔

۱۶۔ ابن عباس(رض) فرماتے ہیں جب شیطان نے سونے اور چاندی سے بنائے گئے سکے اس دنیا میں دیکھے تو انہیں اٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا تم دونوں میرے نورِ نظر ہو۔ میرے دل کا میوہ ہو۔ پھر ان سکوں سے کہا میں اس کے علاوہ کوئی اور غرض نہیں رکھتا کہ بنی آدم ایک بت بنا کر اس کی پرستش کریں اور اسے دوست رکھیں اور دوئم یہ کہ وہ تمہیں دوست و عزیز رکھیں۔

۱۷۔ امام باقر(ع) نے فرمایا قرآن پڑھنے والے تین قسم کے لوگ ہیں۔

اول:۔ وہ بندے جو قرآن پڑھیں اور اسے کمائی کا ذریعہ بنائیں اور سلاطین و حکام کے چکر کاٹیں تاکہ وہ ان کی طرف متوجہ ہوں اور یہ (قاری) دوسرے لوگوں پر غلبہ حاصل کریں۔

دوئم:۔ وہ لوگ جو قرآن کو پڑھیں اور اس کی حفاظت کریں مگر اس کی مقرر کردہ حدوں کا احترام نہ کریں اور ان پر عمل نہ کریں۔

سوئم:۔ وہ لوگ ہیں جو قرآن پڑھیں اور اسے اپنے مرضِ دل کا علاج قرار دیں۔ راتوں کو بیدار (عبادت کے لیے) اور دن میں بھوکے رہیں مساجد میں اس کی قرآئت سے قیام کریں اور تلاوتِ قرآن کے باعث اپنے بستروں سے دور رہیں ایسے لوگوں سے خدا بلائیں دور رکھتا ہے اور ان کے دشمنوں کی سر کوبی کرتا ہے ان ہی کی وجہ سے آسمان سے بارش برساتا ہے۔ خدا کی قسم اس طرح قرآن پڑھنے والے کبریتِ احمر(سرخ گندھک) سے کہیں زیادہ معدوم و کمیاب اور عزیزترین ہیں۔

۱۸- امام باقر(ع) نے اپنے ابراد(ع) سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا(ص) کا گزر ایک ایسے آدمی کے پاس سے ہوا جو ایک درخت کاٹ رہا تھا آپ(ص) نے اسے دیکھ کر فرمایا کیا میں تجھے ایک ایسے درخت کے متعلق نہ بتاؤں جس کا بیج بہترین، جس کا وجود زیادہ رس دار اور خوش ذائقہ ہے اور زیادہ منفعت بخش ہے اس شخص نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) مجھے مطلع کیجئے۔ آپ(ص) نے فرمایا صبح و شام " سبحان اللہ والحمدللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر" کہا کرو، اسکی ہر تسبیح پر بہشت میں انواع و اقسام کے میوہ جات کے رس درخت اس بندے کے لیے مختص کیے جاتے ہیں اور یہ باقیات الصالحات (وہ چیزیں یا اعمال و نیکیاں جو مرنے کے بعد ملیں گی) ہیں اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) گواہ رہیں میں اپنے اس باغ و فقراء صفہ جو کہ مسلمان ہیں کے لیے وقف کرتا ہوں اس وقت رب العزت نے یہ آیت نازل فرمائی" تو وہ جس نے دیا اور پرہیزگاری کی اور سب سے اچھی (بات) کو سچ مانا تو بہت جلد ہم اسے آسانی مہیا کردیں گے۔ (لیل، ۵تا ۷)

۱۹- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا علی بن ابی طالب(ع) خلیفہ خدا و خلیفہ رسول(ص)، حجت خدا و حجت رسول خدا(ص) ہے وہ صفی خدا و صفی رسول خدا(ص) ہے وہ خلیل خدا اور خلیل رسول(ص) ہے، شمشیر خدا اور شمشیر رسول(ص) ہے۔ وہ میرا رفیق میرا وزیر اور وصی ہے اس کا دوست میرا دوست اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے اسکے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ ہے اس کے خلاف سازش میرے خلاف سازش ہے ۔ اس کی بات میری بات اور اس کا فرمان میرا فرمان ہے اس کی ہمسر میری دختر(س) ہے۔ اس کے فرزند(ع) میرے فرزند(ع) ہیں۔ علی(ع) سید اوصیاء ہے اور میری امت میں سب سے بہترین ہے۔

مجلس مۂ بر ۳۷

(سلخ محرم سنہ ۱۳۶۸ھ)

بعثتِ عیسیٰ(ع)

۱۔ ابن عباس(رض) کہتے یں۔ جب عیسیٰ(ع) کی مر تیس (۳۰) سال ہوگئی تو ۔را نے انہیں بنی اسرائیل کی ۔رف بعوث کیا۔ عیسیٰ(ع) ایک روز بیت المقدس کے عقبہ(گھاٹی) میں حج کا ۔ام رفیق تھا موجود تھے تو ابلیس نے وہاں آپ(ع) ۔و دیکھا اور ہ کلام ہوا اور کہنے گا اے عیسیٰ(ع) کیا وہ تم ں ہو جس و ۔را نے بغ ۔ باپ کے پیدا کیا ہے۔ عیسیٰ(ع) نے رفما یا وہ بزرگ تر ہے جس نے مجھے اس ۔رح پیدا کیا جیسے آدم(ع) و حوا(ع) و پیدا کیا تھا۔ ابلیس نے کہا کیا وہ تم ں ہو جس کی ۔ ۔رائی ۔ ت بلند ہے کہ گہوارے میں کلام کرتا ہے آپ(ع) نے رفما یا یہ صرف اسی کی عظمت ہے جس نے مجھے شیر خواری میں ۔وت ویا ئی عطا کی اور اگر وہ چاہتا تو میری قوت ویا ئی سلب کر سکتا تھا، ابلیس نے کہا کیا تم وں ۔را ہو جو مٹی کے پرن۔رے ب۔ا کر انہیں پرواز کرواتا ہے عیسیٰ(ع) نے واب د۔ یا یہ اسی کی عظمت کے بدولت ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور انہیں (مٹی کے پرن۔روں و) میرے لیے مسخر کیا۔ ابلیس نے کہا کیا تم وں ہو جو اپنی ربوبیت سے بیماروں و شفا دیتا ہے عیسیٰ(ع) نے واب د۔ یا یہ اس کی بزرگی ہے کہ اس نے اپنے بندے و یہ شرف بخشا کہ وہ بیماروں و شفا دے۔ر ۔ وہ چاہتا تو مجھے ں بیمار کرسکتا تھا، ابلیس نے کہا کیا تم وں ہو جو اپنی ۔رائی سے مردوں و زندہ کرتا ہے آپ(ع)نے واب د۔ یا یہ اس رب العزت کی بزرگی ہے کہ اس نے مجھے اجازت دی کہ میں انہیں زندہ کروں۔ر ۔ اگر وہ مجھے زندگی دے سکتا ہے تو مار ں سکتا ہے ، ابلیس نے کہا تم اپنی ۔رائی سے دری یا عبور کرتے ہو جب کہ تمہارے پاؤں ں ۔ پانی سے تر نہیں ہوتے عیسیٰ(ع) نے رفما یا یہ میرا ۔را ں ہے جس نے د۔ریا و میرے لیے رام رکھ۔ یا اگر وہ چاہتے تو مجھے غرق ں کرسکتا ہے ابلیس نے پھر بھکایا اور کہا ایک دن آئے گا کہ ج۔و کچھ زمین و آس۔ان میں ہے سب تیرے قدموں کے نیچے ہوگا تمام تدابیرِ عمل تمہارے لیے ہوں گی

اور تم ں رزق تقسیم کرو گے عیسیٰ(ع) نے ابلیس کی ان باتوں پر نہایت سخت ردِ عمل کا اظہار کیا اور ابلیس سے فرمایا خدا ان تمام باتوں سے منزہ ہے جو تو کہتا ہے اگر میں اس کی پاکیزگی بیان کرنے جاؤں تو زمین و آسمان بھر جائیں اور وہ روشنائی جس سے اس کے علوم لکھے جائیں عرش کے وزن کے برابر ہو جائے اور وہ راضی ہو جائے، جب ابلیس لعین نے یہ سنا تو بد حواس ہو کر وہاں سے بھاگا۔ اور دریائے خضرا میں جا گرا ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ اس دریا میں سے ایک جنیہ عورت باہر نکلی اور دریا کے کنارے چلنے لگی ناگاہ اس کی نظر ابلیس پر پڑی جو ایک پتھر پر سجدہ کی حالت میں تھا اور اس کی آنکھوں سے اشک جاری تھے اس جنیہ نے تعجب سے پوچھا وائے ہو تجھ پر اے ابلیس تو اتنے لمبے سجدے سے کیا امید رکھتا ہے ابلیس نے کہا اے عورت میں اس دن کی امید میں ہوں جب خدا اپنی قسم پوری کرے گا اور میرے اعمال کے بدلے مجھے دوزخ میں ڈالے گا میں امید رکھتا ہوں کہ اس دن کی رحمت سے میں دوزخ سے چھٹکارا پاؤں گا۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا روزِ قیامت خدا اپنی رحمت کو اس طرح پھیلا دے گا کہ ابلیس بھی اس رحمت کی طمع کرے گا۔

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا تم میں سے جو کوئی بھی بد خلقی کرے گا تو وہ جان لے کہ اس نے خود کو عذاب میں مبتلا کر لیا۔

۴- امام باقر(ع) نے فرمایا جو کوئی بے خلقی اختیار کیے ہوئے ہے اس کا ایمان اس سے منقطع ہے۔

۵- ابو سخیلہ کہتے ہیں میں حضرت ابوذر(رح) کے پاس گیا اور ان سے کہا، اے ابو ذر(رح) میں دیکھتا ہوں کہ اختلاف نے سر اُبھار لیا ہے آپ کا اس بارے کیا خیال ہے ابوذر(رح) نے کہا تم ان دو کو مضبوطی سے تھام لو کتاب خدا اور دوئم استادِ محترم علی بن ابی طالب(ع) کیوں کہ میں نے جنابِ رسول خدا(ص) کو فرماتے سنا ہے کہ علی(ع) وہ اول بندہ ہیں جو مجھ پر ایمان لائے اور وہ اول بندہ ہیں جن کا ہاتھ روزِ قیامت میرے ہاتھ میں ہوگا وہ فاروق و صدیق اکبر ہیں جو حق و باطل سے جدا کرتا ہے۔

۶- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کی ہے کہ ایک مرد اپنی عورت کی شکایت لے کر امیرالمومنین(ع) کے پاس آیا امیرالمومنین(ع) نے اس کی شکایت سن کر فرمایا اے لوگو کسی بھی وجہ سے عورتوں

کے مطیع ت بن اہ نا ان و اپنے مال کا امین ت ہ بنا دینا، اپنے عیال کی سرپرستی ت و ہ ملیور ہ اپنی مرضی کے مطابق ان کی پرورش کریں گی اور ماک کے دستور سے تجاوز کریں گی کیونکہ ہم دیکھتے یں یہ وقتِ ضرورت پرہیز نہیں کرتیں اور شہوت پر صبر نہیں کرتیں۔ حیض و بڑھاپے تک تم اور خود بینی و ترک نہیں کرتیں پاہے ماں بننے کے قابل ن ہ ر ہیں۔ اور کفران نعمت کی برائی و ترک نہیں کرتیں اور خوبیوں و بھولی جاتیں یں۔ یہ بہتان گانے میں جلدی کرتی ہیں اور طغیانی و سرکشی میں سبقت کرتی یں اور شیطان کر اتباع کرنے میں دیر نہیں گاتیں۔ تم ان کے ساتھ حسنِ سوک کرو شاید یہ اچھا کردار اپنا لیں۔

۷۔ ابن عباس(رض) کہتے یں کہ ایک دن ر ول خدا(ص) نے علی ابن ابی طالب(ع) کا ہاتھ پکڑا اور باہر تشریف لے ئے اور رفمایا اے معظشرِ (گروہ) انصار، اے م شرِ بنی ہاشم، اے م شرِ فرزندان عبدا لب، میں محمد ر ول اللہ(ص) ہوں آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے رحمت سے خلق کیا یا ہے اور میرے خاندان کے چار افرادِ اسی طینت پر پیدا کیے ئے یں ایک میں خود دوسرے علی ابن ابی طالب(ع) تیسرے حمزہ(رض) اور چوتھے جعفر(رض) ایک شخص نے وال کیا، یا ر ول اللہ(ص) کیا یہ سب روزِ قیامت آپ کے ساتھ موجود ہوں گے۔ آپ(ص) نے رفمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے اس دن جز ان کے کوئی سوار نہ ہوگا میں(ص) اور علی(ع) و فاطمہ(س) اور پیغمبر حضرت صالح(ع) اس دن واریوں پر وار ہوں گے فاطمہ(س) اس دن میرے ناقہ غضباء بیٹی ہونگی، جنابِ صالح(ع) اس اونٹنی پر موجود ہوں گے جس کی ٹانگیں کاٹ دی گی تیں، علی(ع) بہشت کی ایک ایسی اونٹنی پر بیٹھے ہوں گے کہ جس پر دو سبز حلے اور جسکی مہار یاقوت کی ہوگی اور بہشت اور دوزخ کے در یان کھ ے ہوں گے اس وقت لوگوں کے بدنوں پر مہاروں کی مانند پسینے کی لمبی لمبی دھاریں ج ری ہوں گی یکایک رش کی رف سے ہوا چلے گی اور لوگوں کا پسینہ خشک کردے گی اس وقت صدیقین اور مقرب فرشتے کہیں گے یہ ون ہے کہ یا وئی مقرب فرشتہ ہے یا وئی پیغمبر مرسل ہے کہ جس کے آنے سے یہ ہوا چلی ہے تو منادی ندا دے گا یہ علی بن ابی طالب(ع) ولیِ خدا اور دنیا اور آخرت میں برادر ر ول(ص) یں۔

جنابِ موسیٰ(ع) کی خدا سے گفتگو

۸- عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی نے جنابِ موسیٰ(ع) کی خدا سے گفتگو و امام دہم جنابِ علی بن محمد (امام علی نقی(ع)) سے نقل کیا ہے۔

امام(ع) نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران(ع) نے خدا سے کہا یا رب العزت اس بندے کو کیا اجر لے گا جو میری نبوت کی گواہی دے گا اور اقرار کرے گا، خدا نے فرمایا ایسے بندے کی موت کے وقت جب اسے فرشتے لینے آئیں گے تو اسے نویدِ جنت دیں گے موسیٰ(ع) نے دریافت کیا اس بندے کو کیا اجر لے گا جو نماز ادا کرے گا، ارشاد باری تعالیٰ ہوا ایسا بندہ جب حالت رکوع و سجود میں ہوتا ہے تو میں اپنے ملائکہ کے ساتھ اس پر فخر کرتا ہوں اور جو کوئی اس طرح کرے گا میں اسے عذاب نہ دوں گا۔ موسیٰ(ع) نے دریافت کیا صلہء رحمی کرنے والے بندے کی اجر کیا ہے ارشاد ہوا میں اسے طویل عمر عطا کروں گا اور سکرات موت (جانکنی کی حالت) کو اس پر آسان کروں گا جنت کے خازن اسے آواز دیں گے اور اپنی طرف جلد آنے کے لیے پکاریں گے وہ جہاں سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا موسیٰ(ع) نے پوچھ پروردگارا ایسے بندے کو کیا صلہ لے گا جو لوگوں کو تکلیف نہیں دیتا اور ان سے اچھائی سے پیش آتا ہے فرمایا روز قیامت دوزخ اسے پکار رہی ہے گی کہ تیرا راستہ میری طرف نہیں آتا موسیٰ(ع) نے دریافت کیا رب العزت اس بندے کے لیے کیا انعام ہے جو دل و زبان سے تجھے یاد کرتا ہے جواب ملا۔ اس کو قیامت کے دن سایہ عرش میں جگہ دوں گا اور اپنی پناہ میں رکھوں گا۔ موسیٰ(ع) نے پوچھا اس بندے کے لیے کیا اکرام ہے جو تیری کتابِ حکمت کی ظاہرہ و پوشیدہ طور پر تلاوت کرے ارشاد ہوا وہ پل صراط سے برق کی طرح گزر جائے گا موسیٰ(ع) نے عرض کیا یا رب العزت ایسے شخص کو کیا اجر لے گا جو اکیلا تیری رضا کی خاطر لوگوں کے ظلم و آزار سہتا ہے اور صبر کرتا ہے، خداوند کریم نے فرمایا ایسے کے لیے روزِ قیامت کے خوف کم دیئے جائینگے، موسیٰ(ع) نے سوال کیا، ایسے بندے کو کیا اجر لے گا جس کی آنکھیں تیرے ڈر سے اشکبار رہتی ہیں، ارشاد ہوا ایسے چہرے کو میں دوزخ کی گرمی سے بچاؤں گا اور قیامت کے سخت خوف

سے امان بخشوں گا، موسی(ع) نے عرض کیا بارالہا جو شخص تجھ سے شرم محسوس کرے اور خیانت ترک کردے اسے کیا اجر ملے گا۔ فرمایا روز قیامت اس کو امان دوں گا۔ پھر موسی(ع) نے دریافت کیا یا خدا ایسے شخص کو کیا سزا ملے گی جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کردے جواب ملا قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہیں کروں گا اور اس کی لغزش معاف نہیں کروں گا۔ پھر موسی(ع) نے پوچھا جو بندہ کسی کافر کو اسلام کی دعوت دے اس کا اجر کیا ہے، ارشاد ہوا کہ اسے اجازت ہوگی کہ جس کی چاہے شفاعت کرے۔ پھر دریافت کیا کہ یا خداوند ایسے شخص کا کیا انعام ہے جو اپنی نمازیں وقت پر ادا کرے۔ جواب آیا جس چیز کا سوال کرئے اسے عطا کروں گا اور اپنی جنت کو اس پر مباح کردوں گا، موسی(ع) نے دریافت کیا کہ ایسے بندے کو کیا ملے گا جو تیرے خوف سے اپنا وضو مکمل کرتا ہے، فرمایا جب اس کو روز قیامت مبعوث کروں گا تو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ایک نور روشن کردوں گا جس سے روشنی خارج ہوگی، موسی(ع) نے پھر سوال کیا اے رب العزت ایسے آدمی کے لیے کیا اجر ہے جو ماہ رمضان کے روزے تیری خاطر رکھتا ہے، ارشاد خداوندی ہوا کہ میں اس بندے کو روز قیامت ایک ایسی جگہ کھڑا کروں گا جہاں اسے کوئی خوف نہ ہوگا اور جو دنیا کو دکھانے کے واسطے روزے رکھتا ہے اس کا روزہ ایسا ہے کہ جیسے نہیں رکھا۔

۹۔ نوف بکالی کہتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں آیا تو امیرالمومنین(ع) پر نظر پڑی اور انہیں سلام پیش کیا آنحضرت(ع) نے جواب میں وعلیک السلام یا نوف و رحمتہ اللہ برکاتہ کہا، میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین(ع) مجھے کچھ نصیحت فرمائیں۔ آپ(ع) نے فرمایا اچھائی کرو تاکہ تمہارے ساتھ اچھائی ہو میں نے کہا یا امیرالمومنین(ع) کچھ اور بیان فرمائیں تو آپ(ع) نے فرمایا بہتر کرو تاکہ تمہیں اچھائی سے یاد کیا جائے غیبت سے بچے رہو کہ اس کی خوارک دوزخ کی مانند ہے اے نوف وہ بندہ جو غیبت کی وجہ سے لوگوں کا گوشت کھاتا ہے اور خود کو حلال زادہ کہتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے(کہ وہ حلال زادہ ہے) اور جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ حلال زادہ ہے جب کہ میرا اور میری اولاد میں سے (منصوص) اماموں کا دشمن ہے وہ جھوٹا ہے اور وہ بندہ جھوٹا ہے جو خود کو حلال زادہ کہتا ہے مگر زنا کو پسند کرتا ہے اور خدا کی نافرمانی پر شب و روز مصر ہوا ہے۔ پھر فرمایا اے نوف میری اس وصیت

و قبول کرو، کہ راہِ ہدایت س ت ہٹو اور ‌ٰرا کی دشمنی ت مول لو لہ رحمی رکو ہتا کہ ‌ٰرا تمہاری مر دراز کرے اور خوش خق رو ہتاکہ تمہارے حساب میں کمی واقع ہو اے نوف اگر پاہو کہ تم روز قیا ت ‌میرے ساتھ محشور ہو تو ظالمین کی‌ردو ‌‌ ‌ ‌ کرو اے نوف جو وئی مجھے دوست رکیتا ہے وہ روز قیا ت ‌میرے ساتھ ہو گا کیونکہ اگر وئی شخص کسی پتھر وَ ‌ن دوست رکیتا ہے تو وہ اسی پتھر کے ساتھ محشور ہو گا اے نوف کہیں ‌یہ ‌ ہو کہ تم ‌زور میں آباؤ اور را کی ‌ ‌افرمانی کرنے لو کہ وہ اس دن تمہیں ر وا کرے گا جب تم اس سے ملاقات کرو گے اے نوف جو کچھ میں نے تم سے کہا اس کی حفاظت رکو ہتاکہ دنیا اور آخرت میں ‌یخر ‌ پاؤ۔

۱۰- انس بن ماک ر ول ‌ٰرا(ص) سے روایت کرتے یں کہ آنحضرت(ص) نے رفماہ یا‌خیر اوصیاء اور سیدالشہدا میں سے وہ بندہ تم پر آئے گا کہ جس کا مقام ‌میرے نزدیک انبیاء سے ‌ن برتر ہے اسی اثناء میں علی ابن ابی طالب(ع) تشریف لائے اور اکہہ یا ر ول اللہ(ص) ایسا ت فرمائیں جناب ر ول ‌ٰرا(ص) نے رفماہ یا اے ابوالحسن(ع) میں کیوں اس رح ‌ ‌ کہوں جب کہ تم وفا کرنے والے اور صاحبِ حوض ہو اور ‌میرے اس ہد (فرض) کے ادا کرنے والے ہو جو ‌میرے ذے ہے۔

مجلس نمبر ۳۸

(چار صفر سنہ ۳۶۸ھ)

فضائل اذان اور بلال(رح)

۱۔ عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں اپنا زاد راہ لیئے بصرہ سے مصر کی طرف سفر کر رہا تھا کہ مجھے راستے میں ایک بزرگ دکھائی دیئے جن کی رنگت گندمی اور سر کے بال سفید تھے انہوں نے دو زرد لباس۔ ایک سیاہ اور ایک سفید اٹھائے ہوئے تھے۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں، مجھے بتایا گیا کہ یہ رسول خدا(ص) کے موذن بلال(رح) ہیں۔

ہم نے اپنا سامان سمیٹا اور ان کے پاس چلے گئے اور سلام پیش کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا میں نے انہیں کہا یا شیخ آپ نے جو کچھ رسول خدا(ص) سے سنا ہے وہ ہمیں تعلیم فرمائیں انہوں نے کہا تمہیں کیا پتہ میں کون ہوں۔ میں نے انہیں عرض کیا کہ وہ مؤذن رسول خدا(ص) بلال(رح) ہیں تو انہوں نے یہ سن کر گریہ کیا انہیں دیکھ کر میری آنکھیں بھی اشکبار ہو گئیں ہمیں گریہ کرتا دیکھ کر وہ لوگ جو دور تھے قریب آئے اور ہمارے حزن میں شامل ہوئے کچھ دیر بعد جنابِ بلال(رح) نے کہا بیٹا تم کہاں کے رہنے والے ہو میں نے بتایا کہ میں عراق کا رہنے والا ہوں یہ سن کر انہوں نے کہا مبارک ہو مبارک ہو۔ میرے بیٹے جو میں تمہیں تعلیم کروں اسے لکھ لو۔ پھر فرمایا" بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے جنابِ رسول خدا(ص) نے سنا کہ اذان دینے والے لوگ لوگوں کے روزوں ان کے گوشت اور ان کے خون کے امین ہیں وہ خدا سے جو اس کے کچھ نہیں چاہتے کہ انہیں شفاعت عطا ہو۔ اور ان کی شفاعت قبول ہوگی میں نے جناب بلال(رح) سے کہا مجھے کچھ اور زیادہ تعلیم کریں۔

جنابِ بلال(رح) نے کہا لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے رسول خدا(ص) سے سنا جو کوئی چالیس(۴۰) سال اذان دے گا تو خدا اس کے کردار و روزِ قیامت چالیس خوش

کردار صدیقین جن کے ا ال قبول شدہ ہوں گے کے برابر کردے گا یہ سن کر میں نے کہا " رحمک اللہ" بلال(رح) نے رفاہ یا مزید لکھو۔ پھر رفاہ یا " بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے جناب ر ول ا(ص) نے سنا جو وئی بیس سال تک اذان دے گا تو ا اس و روز قیا ت ایک ایسے نور کے ساتھ محشور کرے گا جو کہ زمین و آ ان کے نور کے برابر ہوگا، میں نے کہا مزید پائیں کہا لکھو" بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے ر ول ا(ص) سے سنا ہے کہ وئی دس سال اذان ہے گا تو ا اس و ۔ بہشت میں حضرت ابراہیم(ع) کے ساتھ نبد میں ٹہرائے گا اور ان (ابراہیم(ع)) کے درجے کے برابر سکونت عطا کرے گا۔

میں نے بلال(رح) سے گذارش کی کہ مجھے کچھ اسکے علاوہ ں پائیں انہوں نے کہا لکھو " بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے جناب ر ول ا(ص) سے سنا کہ جو وئی ں ایک سال اذان دے گا تو ا روزِ قیا ت اسے اس رح محشور کرے گا جیسے کہ اس کے تمام اہ م اف کردیئے ئے ہوں بیشک وہ وہ ا ر کے برابر ں کیوں نہ ہوں۔ میں نے کہا مزید بیان کریں بلال(رح) نے کہا اس کی حفاظت کرو اس پر مل کرو اور اسے سمجھو کہ میں نے ر ول ا(ص) سے سنا جو وئی راہِ ا میں ایک نماز و از روے ا یان اور حکم ا کے مطابق ادا کرے گا اور تقریب حق کے لیے اذان دے گا تو ا اس کے گذشتہ اہوں و م اف فرمادے گا اور آیندہ مر کے لیے اس کی حفاظت کرے گا اور بہشت میں اسے شہیدوں کے در یان رکھے گا میں نے بلال(رح) سے کہا ا آپ پر رحمت نازل کرے آپ نے جو بہترین چیز ر ول ا(ص) سے سنی وہ مجھ سے بیان فرمائیں، بلال(رح) نے کہا وا ے ہو تم پر اے پسر کہ تم نے میرا دل کاٹ کر رکھدیا ہے پھر گریہ کرنے لگے ان کے ساتھ میں ں گریہ کرنے لگا یہاں تک کہ ان کا حزن اور میرا حزن ایک ہو یا کچھ دیر بعد بلال(رح) نے کہا " بسم اللہ الرحمن الرحیم" روز قیا ت ا لوگوں و ایک زمین میں جمع کرے گا تو نورانی فرشتوں و کہ جن کے پاس گھوڑے ہوں گے ؤذنوں کے پاس بھیجے گا ان فرشتوں کے پاس نور کے پرچم ہونگے اور جو گھوڑے وہ لائے ہوں گے ان کی لگامیں سبز زبرجد کی اور خورجین ترک اور مشک اذفر کی ہوں گی ان گھوڑوں پر ؤذن وار ہوں گے اور بلند آواز میں اذان دیں گے پھر وہ فرشتے ان

گھوڑوں کی گامیں پہنچیں گے اور وہ سرپٹ بھاگنا شروع ہو جائیں گے اس کے بلال(رح) نے شدید گریہ رفاہ یا یہاں تک کہ بے

ال ہو گئے۔ جب انہیں کچھ سکون ہوا تو میں نے گریہ کا سبب دریافت کیا انہوں نے کہا وائے ہو تم پر مجھے کچھ یاد آ گیا ہے

جو میں نے اپنے دوست جناب رسول خدا(ص) سے سنا تھا آپ(ص) فرماتے تھے کہ قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے مجھے حق

کے ساتھ مبعوث کیا بیشک جب موذن ان گھوڑوں پر سوار ہو کر دوڑاتے ہوئے لوگوں کے پاس سے گزریں گے تو کہیں گے"

اللہ اکبر اللہ اکبر" میری امت کے لوگ یہ سن کر پکارنے لگیں گے۔ اس وقت اسامہ بن زید(رض) نے رسول خدا(ص) سے

دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) وہ پکار کیا ہوگی رفاہ یا وہ پکار تسبیح و تہلیل اور خدا کی حمد ہوگی۔ جب مؤذن کہے گا" أَشْهَدُ أَنْ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ " تو میری امت جواب میں کہے گی اس کی دنیا میں عبادت کے لیے یہ کافی ہے تو جواب ملے گا سچ کہا جب

مؤذن کہیں گے "أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ " تو میری امت جواب دے گی کہ یہ(محمد(ص)) ہمارے پروردگار کی طرف

سے رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور ہم بن دیکھے ان پر ایمان لائے تو جواب آئے گا سچ ہے اور وہی ہے جو تمہیں رسالت

ادا کرتا ہے تم اس کے مومن ہوئے اب یہ خدا پر تمہارا حق ہے کہ وہ تمہیں تمہارے پیغمبر(ص) کے ساتھ رکھے اور اس منزل

پر پہنچا دے جہاں ہر وہ چیز ہے جسے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کا دل اس کا ادراک

کرسکا پھر بلال(رح) نے میری (عبداللہ) طرف دیکھا اور کہا وہ مؤذن کہ جس نے خدا کے حکم کے مطابق عمل کیا اسے خدا کے سوا

کوئی موت نہیں دیتا۔

عبداللہ بن علی کہتے ہیں کہ میں نے کہا آپ(بلال(رح)) پر اللہ کی رحمت ہو مجھ پر تفضل کریں اور اس کے علاوہ بھی کچھ

بتائیں اور جو کچھ آپ نے رسول خدا(ص) سے بہشت کے بارے میں سنا وہ بتائیں کیوں کہ آپ کی ملاقات رسول خدا(ص) سے

رہی ہے جبکہ میں نے انہیں نہیں دیکھا بلال(رض) نے کہا لکھ" بسم اللہ الرحمن الرحیم" میں نے رسول خدا(ص) سے سنا

ہے کہ بہشت کی اینٹیں سونے، چاندی اور یاقوت سے بنائی گئی ہیں اس کے کنگرے سبز، سرخ اور زرد یاقوت کے ہیں یہ سن کر

میں نے اپنا ہاتھ بلال(رح) پر رکھا تو انہوں نے کہا وائے ہو تم پر اپنا ہاتھ ہٹا مجھے تکلیف پہنچ رہی ہے میں نے کہا جب تک آپ

مجھے بتائیں گے نہیں کہ بہشت کا حلقہ کیا ہے میں اپنا ہاتھ آپ پر

سے نہیں ہٹاؤں گا مجھے بتائیں کہ جناب ر ول ٰدا(ص) نے اس بارے میں کیا بتا یا ہے بلال(رح) نے کہا " بسم اللہ الرحمن الرحیم" بہشت کے کچھ دروازوں میں ایک دروازہ بر ہ نامکا ہے اور ہ یاقوت سرخ کا بنا ہوا ہے یہ دروازہ حلقہ نہیں رکھتا اور پھر شکر کے دروازے ہیں جو کہ سفید یاقوت سے بنائے گئے ہیں ان دونوں دروازوں کے درمیان پانچ سو (۵۰۰) سال کی مسافت کا فاصلہ ہے یہ بوقتِ بلا(غم) نالہ و غوغا کیا کرتے ہیں اور رب العزت انہیں قوتِ گویائی عطا کرتا ہے ، میں نے بلال(رح) سے پوچھا بلا کیا ہے تو انہوں نے بتایا بلا سے مراد مصائب بیماریاں درد و غم ہیں میں نے پوچھا کیا ۔ بر کون بلا رکھتا ہے کہا نہیں ۔ بر بلا نہیں رکھتا ۔ اس کے علاوہ یاقوت زرد کا بھی ایک دروازہ ہے۔ اور بہت کم لوگ ہوں گے جو اس دروازے سے گزریں گے میں نے بلال(رح) سے کہا ٰدا آپ پر رحمت کرے اس بارے میں مزید بیان کریں اور مجھ پر فضل کریں میں نے ان باتوں میں آپ کا محتاج ہوں بلال(رح) نے کہا تم مجھ سے اپنا ہاتھ نہیں ہٹاتے اور تکلیف پہنچاتے ہو۔ یہ دروازہ باب اعظم ہے اس میں سے صالح بندے داخل ہوں گے کہ جن کے مشتاق ٰدا اور اہل زہد ہیں میں نے پوچھا ٰدا آپ پر رحمت کرے جس وقت وہ بہشت میں آئیں گے کیا کرینگے، بلال(رح) نے جواب دیا جس وقت وہ بہشت میں داخل ہوں گے وہ کشتیوں پر سوار ہوں گے اور لولو کی نہروں میں سیر کریں گے ان کشتیوں میں ان کے ساتھ نور کے فرشتے موجود ہوں گے جو بے تحاشہ نورانی لباس اٹھائے ہوئے ہوں گے، میں نے پوچھا آپ پر ٰدا کی رحمت ہو کیا نور سبز بھی ہوتا ہے بلال(رح) نے جواب دیا وہ سبز نورانی لباس پہنے ہوں گے اور نور رب العالمین کا پرتو ہے۔ میں نے پھر پوچھا یہ نہر کیا ہے تو بلال نے بتایا کہ یہ جنت الماوی ہے میں نے پوچھا کیا اس کے درمیان کوئی اور چیز بھی ہے انہوں نے بتایا کہ اس کے درمیان جنت عدن ہے جو کہ تمام بہشتوں کا عین وسط ہے اور جنت عدن چہرہ بھی رکھتی ہے جو کہ سرخ یاقوت اور لولو کا ہے پھر میں نے بلال(رح) سے پوچھا کیا اس کے درمیان کچھ اور بھی ہے تو کہا ہاں جنتِ فردوس ہے میں نے پوچھا وہ کس طرح کی ہے تو کہنے لگے وائے ہو تم پر تم نے مجھے سرگرداں رکھا ہے، میں نے کہا آپ نے مجھے سرگرداں رکھا ہے میں اپنا ہاتھ اس وقت تک آپ سے نہیں ہٹاؤں گا جب تک آپ مجھے اس کے بارے میں

مکمل معلومات فراہم نہیں کردیتے مجھے جنت الفردوس کے بارے میں بتائیں بلال(رح) نے کہا اس کا چہرہ نور کا ہے میں نے پوچھا زرفہ اسی میں ہے کہا کہ وہ نور رب العالمین ہے میں نے کہا مزید بیان کریں تو کہا وائے ہو تم پر خدا تم پر رحم کرے رسول خدا(ص) نے فرمایا ہے وہ بندہ خوش قسمت ہے کہ بیان کردہ اوصاف میں سے اگر اس سے کچھ بیان ہوا ہے تو ان پر اعتقاد رکھے اور ایمان لائے اور یہ باور کرے کہ یہ حقیقت ہے لہذا دنیا کے مال و دولت کی رغبت نہ رکھے اور اپنے حساب کی حفاظت کرے میں نے کہا میں اس کا اعتقاد رکھتا ہوں، بلال(رح) نے کہا تم سچ کہتے ہو خود کو اس کے نزدیک کرو اور محکم بنیاد ایمان پر قائم رہو عمل کرو اور تقصیر نہ کرو اور خوف خدا رکھو پھر بلال(رح) نے تین مرتبہ آہ و زاری کی اور یوں محسوس ہوا اور کہ بے جان ہوئے ہیں پھر کچھ دیر بعد مجھ سے فرمایا میرے ماں باپ تجھ پر قربان اگر محمد(ص) تمہیں دیکھتے تو ان کی آنکھیں روشن ہوتیں کہ تم نے ان اوصاف کے بارے سوال کیے ہیں پھر کہنے لگے نجات نجات جلدی جلدی کوچ کوچ عمل عمل دیکھنا کہیں تقصیر نہ کر بیٹھنا پھر جو کچھ مجھے وداع کرتے وقت فرمایا وہ یہ تھا کہ خدا سے ڈرنا اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہ امت محمد(ص) تک پہنچا دو۔ میں نے کہا میں آپ کی ہدایت پر عمل کروں گا انشاء اللہ، بلال(رح) نے کہا میں تیرے دین اور تیری امانت کو خدا کے حوالے کرتا ہوں خدا اپنی چاہت سے تمہیں توشہ تقوی عطا کرے اور تم اس(خدا) کی اطاعت کرتے رہو۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا تم جب مؤذن کو کہتے سنو" أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ " تو جو کوئی یہ سن کر اقرار کرے کہ میں نے مان لیا اور قبول کرتا ہوں کہ معبود صرف خدا ہے اسکے علاوہ کوئی اور نہیں اور محمد(ص) خدا کے رسول ہیں اور میرے لیے یہ بات فائدہ مند ہے اور جو کوئی اس کا منکر ہو اقرار کرے کہ میں اس کی مدد کرتا ہوں اور دھوکے باز کا انکار کرتا ہوں وہ تمام منکر و معاند اور تابعین و مومنین کی تعداد کے برابر ثواب پائے گا۔

۳- رسول خدا(ص) نے فرمایا عرش پر لکھا ہے"انا الله لَاإِلَه ِإِلَّااناوَحْدَی لَاشَرِيكَ لی وَمُحَمَّدٌعَبْدِيَ وَرَسُولِي أَيَّدْتُهُ بِعَلِيٍ "میں خدا ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میرا کوئی شریک نہیں محمد(ص) میرا رسول ہے اور میرا بندہ ہے۔ میں نے اسکی مدد علی(ع) کے ذریعے کی۔ جناب رسول

۔ُدا(ص) فرماتے یں کہ اسی ُ ن میں ۔ُدا نے اس آیت و ۔ ازل کیا ۔

''هُوَ الَّذي أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَ بِالْمُؤْمِنينَ''

(انفال ، ۶۲)اور وہ ہے کہ جس نے تیری تائید و مدد اپنے مو منین کے ذریعے سے کی۔

نصر سے مراد علی(ع) ہے اور مو منین میں َ ی دا ل یں اس لیے دونوں لحاظ سے اس آیت کے مورد علی(ع) یں۔

۴- ابو حمزہ ثُ الی کہتے یں کہ امام باقر(ع) نے رفمای ا اے ابو حمزہ علی(ع) و اس مقام سے نیچے ت کرو جو ۔ ُدا نے انہیں ی ا ہے اور ۔ ہ ی اس سے برتر کرو علی(ع) کے لیئ یہی کافی ہے کہ وہ ال زمین (۔ ا فقین و کفار) سے جن ک رتے یں اور الَ بہشت کی تزویج کرتے یں۔

۵- ر ول ۔ُدا(ص) نے رفمای ا شب معراج، میں نے ر ش کے ایک ستون پر لکھا ہوا دیکھا

''انا الله لَاإِلَهَ إِلّاانَاوَحْدَی خَلَقت جَنّته عَدن وَمُحَمَّدٌصَفوَتی أَيَّدْتُهُ بِعَلِیِ و نَصَرتُه بِعَلِی''

میں ۔ُدا ہوں میرے علاوہ وئی م بود نہیں میں وا ر ہوں میں نے بہشت ر و اپنے ہاتھ سے خ ق کیا محمد(ص) میری برگزیدہ خ ق یں اور ان کی تائید اور مدد علی(ع) کے ذریعے سے کی گئی۔''

۶- جناب ِ ر ول ۔ُدا(ص) نے رفمای ا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی یں جو مجھ سے َ پہلے کسی و نہیں دی ئیں۔

اول :- میرے لیے زمین و مسجد طہور مقرر کیا یا۔

دوم :- غنیمت مجھ پر حلال کی گئی۔

وم :- میری مدد خوف سے کی گئی۔

چہارم :- ا ات پر معنی عطا کیے ئے۔

پنجم :- اور مجھے شفاعت عطا کی گئی۔

۷- امام محمد ۔ باقر(ع) اپنے ا براد(ع) سے روایت کرتے یں کہ ر ول ۔ُدا(ص) نے رفمای ا لوگو علی(ع) کا دامن پکڑ لو کیونکہ و صدیق اکبر اور فاروق اعظم یں جو حق اور ۔ ا ل کے در یان فرق معلوم کرواتا ہے جو

وئی اس و دوست رکھتا ہے خدا اس شخص کی ہدایت فرماتا ہے جو وئی اسے دشمن رکھے تو خدا ن اسے دشمن رکھتا ہے جو وئی اس سے اختلاف رکھے گا خدا اس و نابود کردے گا اس کے دو فرزند اس امت کے سردار ہیں یہ دونوں حسن(ع) اور حسین(ع) ہیں اور میرے بیٹے ہیں حسین(ع) کی نسل سے نو بر آئمہ(ع) ہیں کہ خدا نے انہیں میرا علم و فہم عطا کیا ہے تم انہیں دوست رکھنا اور پیچھے نہ رہنا کہ خدا کے عذاب کا شکار ہو جاؤ اور جو وئی خطا کرے گا وہ اپنے پروردگار کے غضب کا شکار ہو یا ہے یہ زندگی اس دنیا کے لیے نہیں اور مال و دولت جو دنیا میں ہے وہ فریب ہے۔

مجلس نمبر ۳۹

(بروز جمعہ سات صفر سنہ ۳۶۸ھ)

۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی شیعہ مومن انتقال کر جائے اور دفن ہو جائے تو خدا ستر ہزار فرشتے معمور کرتا ہے جو اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور جب وہ اپنی قبر سے باہر نکلے تو اس کی مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

۲۔ امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت کی ہے کہ جو کوئی نماز گزار فوت ہو جائے وہ اہل قبلہ سے ہے اور اس کا حساب خدا پر ہے۔

۳۔ امام باقر(ع) نے فرمایا تم میں سے جو کوئی کسی مسلمان کا تشییع جنازہ ادا کرے تو ایسے شخص کو روزِ قیامت چار شفاعتیں عطا کی جائیں گی اور فرشتے اس سے کہیں گے کہ یہ تیرے اس عمل (تشییع جنازے) کے واسطے ہیں۔

۴۔ معمر بن راشد کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے سنا کہ ایک یہودی جنابِ رسول خدا(ص) کی خدمت میں آیا اور آنحضرت(ص) کو سخت نظروں سے دیکھا۔ رسول خدا(ص) نے اس سے دریافت کیا کہ اے یہودی کیا حاجت رکھتے ہو؟ اس نے پوچھا مجھے بتاؤ تم افضل ہو یا موسی(ع) بن عمران(ع) جب کہ اس نے خدا سے کلام کیا اور اسے توریت و عصا دیا اور دریا کو اس کے واسطے شگافتہ کیا اور بادل ہمیشہ اس کے سر پر سایہ فگن رہتا تھا جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے شخص یہ بہتر نہیں کہ اپنی تعریف خود کی جائے لیکن تمہیں بتانے کے واسطے میں کہتا ہوں کہ جب آدم(ع) نے گناہ کیا تو خدا سے توبہ کرنے لیے انہوں نے کہا خدایا میں تجھے محمد و آل محمد(ص) کے حق کا واسطہ دیتا ہوں میری توبہ قبول فرما لے تو خدا نے ان کی توبہ قبول کرلی۔

جب نوح(ع) کشتی پر سوار ہوئے اور غرق ہونے کے خوف میں مبتلا ہوئے تو یوں کہا خدایا بحق محمد(ص) و آل محمد(ص) مجھے غرق ہونے سے بچالے اور خدا نے انہیں بچالیا۔

جب ابراہیم(ع) کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے خدا کے حضور یہ کہا خدایا تجھے محمد(ص) و آل محمد(ص) کے حق کا

واسطہ دے کر مجھے اس آگ سے بچا یا تو رب العزت نے آگ سرد کردی اور انہیں بچالیا اور سلامت رکھا۔

جب موسی(ع) نے اپنا عصا پھینکا اور ڈرنے لگے تو خدا کو واسطہ دیا کہ خدایا میں تجھے محمد و آل محمد(ص) کے حق کا واسطہ دیتا ہوں مجھے ان سے امان دے تو خدا نے موسی(ع) سے فرمایا: مت ڈرو اور انہیں امان دی۔ اے یہودی تم مجھ سے میری فضیلت پوچھتے ہو۔ اگر موسی(ع) مجھے پالیتے اور مجھ پر ایمان نہ لاتے تو انہیں ان کا ایمان اور ان کی نبوت کوئی فائدہ نہ پہنچاتی۔ اے یہودی میری ذریت میں سے میرے ایک فرزند مہدی(عج) ہیں جب وہ ظہور فرمائیں گے تو عیسی بن مریم(ع) ان کی مدد کے لیے اتریں گے اور میرے فرزند کی امامت میں نماز ادا کریں گے۔

عبادتِ حضرت سجاد(ع)

۵- طاوس یمانی کہتے ہیں ایک دن میرا گزر ایک ایسے پتھر کے پاس سے ہوا جس پر ایک شخص سجدے کی حالت میں عبادت کررہا ہے میں رک گیا اور چاہا کہ انہیں شناخت کروں تو کیا دیکھا کہ وہ امام سجاد(ع) ہیں مجھے خیال آیا کہ یہ اہل بیت(ع) نبوت(ص) سے ہیں اور خدا کے صالح بندے ہیں اور ان سے اپنے حق میں دعا کروانا غنیمت ہے میں انتظار کرنے لگا جب امام(ع) نے نماز تمام کی تو بارگاہ رب العزت میں دعا کے لیے ہاتھ بلند کیے اور فرمایا سرداروں کے سردار میں اپنے گناہ گار ہاتھ تیری بارگاہ میں لیے کھڑا ہوں۔ میری دونوں آنکھیں تجھ سے خیر کی امید لیے ہوئے ہیں اور میں خوار اور پشیمان حالت میں تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں بارالہا تو حق رکھتا ہے کہ فضل و کرم سے اس کا جواب دے کہ تو نے مجھے بدبخت پیدا کیا ہے کہ میں ہمیشہ گریہ کروں یا خوش بخت کہ تجھ سے بخشش کی امید رکھوں بارالہا میں بخشش کی خوشخبری کی امید رکھتا ہوں میرے آقا میرے اعضاء گرز کھانے کے واسطے بنے ہیں اور ڈرتا ہوں جب تو جہنم کے ذریعے مجھے حمیم پلائے گا میرے آقا اگر بندے کو یہ طاقت نصیب ہوتی کہ وہ تیری بادشاہی سے دور بھاگ جائے تو سب سے پہلے میں تیرے عذاب کے خوف سے راہ فرار اختیار کرتا لیکن میں جانتا ہوں کہ تیری سلطنت میں تیرے

شکنجے سے بچ کر میں کہیں نہیں جا سکتا اس واسطے میں تجھ سے صبر کا خواستگار ہوں کہ تجھ سے راہ فرار نہیں ہے میرے آقا میں تیرا مطیع ہوں اور تیری اطاعت میں ہوں اور تیرے حکم کی نافرمانی کی تاب نہیں رکھتا میرے مالک میں یہ اعتبار رکھتا ہوں کہ تو اپنے فضل سے مجھے بخش دے گا یا تجھے تیری آبرو کا واسطہ مجھ سے در گزر فرما۔ اے میرے سردار مجھ پر رحم فرما اس سے پہلے کہ میں اپنے بستر پر پڑا ہوں اور دوستوں کے ہاتھوں پہلو بہ پہلو ہو رہا ہوں اور قبل اس کے کہ میں پتھر کی سل پر گرا ہوا ہوں اور میرے نیک ہمسائے مجھے غسل دے رہے ہوں۔ مجھ پر رحم کر قبل اس کے کہ میرا جنازہ میرے رشتہ داروں کے کندھوں پر ہو اور میرا گھر کیے تاریک قبر ہو میری وحشت و غربت اور تنہایی پر رحم کر۔

طاوس یمانی کہتے ہیں کہ یہ سن کر میں نے گریہ کیا کہ میرا گلا رندھ گیا تو آنحضرت(ع) نے میری طرف توجہ کی اور فرمایا اے یمانی کیوں گریہ کرتے ہو کیا یہ موقع گناہ گاروں کا نہیں میں نے کہا میرے حبیب خدا کی قسم یہ حق ہے کہ ہو (خدا) آپ کو رد نہ کرے کہ آپ(ع) کے جد رسول خدا(ص) ہیں۔

اس وقت کافی لوگ آنحضرت(ع) کے پاس جمع ہوئے جناب سجاد(ع) نے اپنا رخ لوگوں کی طرف کیا اور فرمایا اے لوگو میں تمہیں آخرت کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ تم دنیا کے بارے میں جانتے ہو۔ جان لو کہ دنیا کا لالچ رکھنے والا پکڑا جائے گا اے میرے دوستو دنیا ایک گزر گاہ ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے والا گھر ہے اپنی اس گزرگاہ سے آخرت میں آسائش گاہ کے لیے توشہ لیے رکھو اور جو تمہارے رازوں سے آگاہ ہے اس سے اپنے راز پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرو، اپنے دل دنیا سے جدا رکھو اس سے پہلے کہ تمہیں اس سے تنہا و جدا کیا جائے کیا تم سنتے اور دیکھتے نہیں ہو کہ تم سے پہلی امتوں کے لوگ جو اس زمانے کے طلب گار تھے آج کس طرح رسوا ہوئے ہیں اور زندگی کی خوشی آج کس طرح غم میں بدل گئی ہے اور وہ درد و بلا کا شکار ہوئے ہیں آج وہ دوسروں کے لیے عبرت بن گئے ہیں۔ بس تم اپنے اور میرے لیے مغفرت طلب کرتے رہو۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا، مدینے میں ایک مسخرہ رہتا تھا جو لوگوں کو ہنسایا کرتا تھا ایک دن امام سجاد(ع) ، جناب علی بن حسین(ع) کا گزر اس کے پاس سے ہوا آپ(ع) اپنے دو غلاموں کے ہمراہ تھے،

جب اس مسخرے کی نظر آپ(ع) پر پڑی تو لوگوں سے کہنے لگا مجھ میں یہ طاقت نہیں کہ انہیں ہنسا سکوں۔تاہم یہ کہہ کر اس نے تمسخر کی خاطر آپ(ع) کے دوش مبارک سے آپ(ع) کی ردا کھینچ لی امام سجاد(ع) نے اس کے اس عمل پر کوئی توجہ نہ دی لوگوں نے یہ دیکھا تو اس مسخرے سے چادر واپس لی اور امام سجاد(ع) کے دوش مبارک پر ڈال دی۔ امام عالی مقام(ع) نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ شخص کون ہے۔ لوگوں نے بتایا یہ ایک مسخرہ ہے جولوگوں کو ہنساتا ہے۔ امام عالی مقام(ع) نے فرمایا اس سے کہو خدا کی طرف سے ایک دن مقرر ہے جس میں بے ہودہ حرکتیں کرنے والے نقصان میں رہیں گے۔

۷- جناب امیرالمومنین (ع) نے فرمایا اہل دین نشانیاں رکھتے ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں ان کے کلام میں سچ، ان میں امانت داری، وفائے عہد، کمزور پر صلہ رحمی، عورتوں سے اچھا سلوک، خوش خلقی، والدین کی فرمانبرداری ، علم کی پیروی، خدا کا قرب حاصل کرنا، اور نیکی ان کا شعار ہے، پس ان لوگوں کو طوبیٰ ان سے ہے، طوبیٰ بہشت کا ایک درخت ہے کہ جس کی جڑیں پیغمبر(ص) میں ہیں اور ہر مومن کے گھر میں اس کی ایک شاخ ہے یہ شاخ اتنی وسیع ہے کہ اگر اس کی سیر کرنا چاہو تو ایک تیز رفتار گھوڑا جو سو سال اس کے سائے میں دوڑے تو اس کے سائے سے باہر نہ نکل سکے گا پس آگاہ رہو اور اس نعمت کے لیے رغبت کرو۔ مومن نیکیوں میں مشغول ہے کہ لوگ اس سے آرام پاتے ہیں جب رات ہوتی ہے تو وہ (مومن) اپنے چہرے و ناک پر رکھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور ان اعضاء کے ساتھ اس کا شکر بجا لاتا ہے جو اس کے لیے محترم ہیں اور اسے آزادی کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا خدا نے اپنے حبیب و مخصوص مکارم اخلاق سے مزین کیا جو کہ یقین، قناعت، صبر، شکر، حلم، حسنِ خلق، سخاوت، غیرت، شجاعت اور مروت ہیں لہذا اے لوگو اگر تم ان مکارم و اپنے اندر موجود پاؤ تو خدا کی حمد اور اس کاشکر ادا کرو اور خدا سے ان میں اضافے کی دعا کرو۔

۹- امام رضا(ع) نے اپنے اجداد(ع) نے نقل کیا ہے کہ جب امام حسن مجتبیٰ(ع) کا وقت رحلت قریب آیا تو وہ رونے لگے ان سے پوچھا گیا آپ(ع) رسول خدا(ص) سے اتنا قریبی رشتہ رکھنے کے باوجود کیوں گریہ

فرمارہے یں جبکہ آپ(ع) کے بارے میں ب ت سی ا اد و اقوال ن ہے ئے یں آپ(ع) نے بیس (۲۰) حج ا پیادہ انجام دیئے یں اور اپنے مال یہاں تک کہ اپنی نعلیں و ن راہ ا میں تقسیم رکھ یا ہے امام(ع) نے رفاہ یا میرا گریہ دو سبب سے ہے ایک ا سے ملاقات کا خوف اور دوسرا میرے دوستوں سے میری دوری۔

۱۰- جناب ر ول ا(ص) سے جبرائیل(ع) ، ان سے یکائیل(ع) ، ان سے اسرافیل(ع)،اور ان سے ا نے رفاہ یا میں ا ہوں میرے علاوہ وئی م بود نہیں میں نے اپنی طاقت سے خلق و پیدا کیا اور جس و پیغمبر(ص) ا یا پایا اس و چن لیا اور ان ں میں سے میں نے اپنے صفی و خلیل اپنے حبیب محمد(ص) و چنا ہے اور اس و خلق پر بعوث کیا ہے اور اس کے بعد علی(ع) و اس کے لیے چنا اس و اس کا برادر۔ وصی۔ وزیز اور(حق) ادا کرنے والا خلیفہ اپنے بندوں پر قرار یا تاکہ میرے قرآن و ا ت کے سامنے بیاں کرئے اور ان و تبلیغ کرے اور ان کی گمراہی میں ر بر بنے۔ میں نے اسے اپنا باب قرار دیا اور جو وئی اس میں گزرے دوزخ سے امان پائے وہ میرا قلعہ ہے جو وئی اس میں آئے پناہ میں ہے وہ آسمانوں اور زمین میں میری حجت ہے۔ اسکی ولایت اور میرے ر ول احمد(ص) کی نبوت کا اقرار کیئے بغیر میں اپنی مخلوق کے کسی مل و ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ علی(ع) وہ ہے کہ جس کے دونوں ہاتھ میرے بندوں پر کھلے یں وہ جن نعمتوں و دوست رکھتا ہے وہ اسے عطا کی گئی یں وہ ولی ہے اور پیشوا ہے۔ میری مخلوق میں سے جو وئی ن اس کی ولایت سے روگرداں اور اسکی پہچان نہیں رکھتا اور اس سے دشمنی رکھتا ہے مجھے اپنی زت وجلال کی قسم ہے میں ن اس کا دشمن ہوں اور اسے دوزخ میں ڈالوں گا اور یہ کیسا برا انجام ہے۔ اور جو وئی جہاں کہیں ن اس سے محبت کرے گا میں اسے بہشت عطا کروں گا اور دوزخ سے پناہ دوں گا۔

مجلس نمبر ۴۰

(سب ۱۱ صفر سنہ۳۶۸ھ)

۱۔ جناب علی بن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے مجھے طلب کیا اور فرمایا اے علی(ع) تم یمن جاکر لوگوں کی اصلاح کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ(ص) وہ لوگ تعداد میں بہت زیادہ ہیں اور ان میں سے کچھ مجھ سے زیادہ عمر کے بزرگ بھی ہیں جب کہ میں جوان ہوں جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے میرے رفیق علی(ع) جب تم ان کے نزدیک پہنچ جاؤ تو با آواز بلند یہ کہنا اے شجر اے پتھرو۔ اے مٹی کے ڈھیلو۔ رسول خدا(ص) تمہیں درود و سلام کہتے ہیں۔ جناب امیر(ع) فرماتے ہیں جب میں یمن پہنچا اور ان لوگوں کے درمیان آیا تو ان لوگوں نے مجھے دیکھ کر اپنے ہتھیار نکال لیئے اور برہنہ تلواروں اور اپنے نیزوں و تیروں کا رخ میری طرف کر لیا۔ یہ دیکھ کر میں نے بہ ہدایت رسول خدا (ص) بلند آواز سے کہا اے شجر۔ اے پتھرو۔ اے مٹی کے ڈھیلو تمہیں رسول خدا(ص) درود و سلام کہتے ہیں۔ جناب امیر(ع) فرماتے ہیں اس آواز کا بلند ہونا تھا کہ وہاں سے درخت پتھر مٹی کے ڈھیلے وغیرہ سب کے سب غائب ہوئے یہ دیکھ کر وہ تمام لوگ نہایت پریشان ہوئے اور ان کے ہتھیار ان کے ہاتھوں سے گر گئے ان کے قلب و جسم لرزنے لگے اور وہ جلدی سے میرے گرد اکٹھے ہوئے میں نے بحکم خدا اور رسول(ص) ان کی اصلاح کی اور واپس چلا آیا۔

زہر سے قتلِ محمد(ص) کا منصوبہ

۲۔ جناب امیر(ع) فرماتے ہیں کچھ یہودی ایک یہودیہ کے پاس آئے جس کا نام عبدہ تھا اور اس سے کہا تو جانتی ہے کہ محمد(ص) نے بنی اسرائیل کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے اور یہودیت و ویران کر کے رکھ دیا ہے لہذا ہم یہ بیش قیمت زہر لے کر تمہارے پاس آئے ہیں جسے تمام اشراف یہود نے مل کر خریدا ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ تو کسی طرح محمد(ص) کو یہ زہر دے دے اگر تو نے ایسا کر لیا تو ہم تجھے منہ مانگا انعام دیں گے اس عورت عبدہ نے وہ زہر ان سے لے لیا اور ایک گوسفند کے گوشت و

بھون کر تمام رؤسائے یہود کو دعوت دی اور پھر آنحضرت(ص) کی خدمت میں جا کر انہیں کہا، اے محمد(ص) آپ جانتے ہیں کہ میں کس لیے حاضر ہوئی ہوں آپ(ص) اپنے اصحاب سمیت میرے گھر پر دعوت قبول فرمائیں اور مجھے سرفراز فرمائیں رسول خدا(ص) اپنے اصحاب جن میں جناب امیر(ع) ابو دجانہ، ابو ایوب، سہل بن حنیف، اور دیگر انصاران دین تھے کے ہمراہ اس کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ تمام یہودی کھڑے ہیں آپ(ص) نے فرمایا بیٹھ جاؤ تو کہنے لگے ہمیں یہ زیب نہیں دیتا کہ خدا کے رسول (ص) سے پہلے بیٹھیں، پھر وہ عورت بھنا ہوا گوسفند لائی اور سامنے رکھ دیا حضرت خدا سے گوسفند کے شانے کا گوشت دے دیا گیا ہوا اور رسول خدا(ص) سے کہا یا رسول اللہ(ص) مجھے مت کھائیں مجھے مسموم(زہر آلود) کر دیا گیا ہے۔ رسول خدا(ص) نے عبدہ(زن یہودیہ) کو بلایا اور اس سے فرمایا اے عورت تو کس کی خاطر ایسے کام کی مرتکب ہوئی۔ وہ عورت کہنے لگی میں یہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اگر آپ(ص) خدا کے رسول(ص) ہیں تو یہ زہر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور اگر آپ(ص) (نعوذ باللہ) جھوٹے ہیں یا جادوگر ہیں تو اپنی قوم کو آپ(ص) سے نجات دلاؤں گی۔

اسی وقت جبرائیل(ع) نازل ہوئے اور رسول خدا(ص) سے فرمایا خدا آپ(ص) کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ کہو'' بسم اللہ الشافی بسم اللہ الکافی بسم اللہ المعافی بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء ولا داء فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم والاملاک'' اے محمد(ص) یہ وہ نام ہے کہ ہر مومن اسے جان لے گا تو یہی ہے گا اور جان لو کہ ہر مومن عزیز ہے اور اس (خدا) کے نور سے آسمان و زمین منور ہیں اور ہر شیطان مردود کا سر اس کے سامنے جھکتا ہے ہر قسم کے شر۔ زہر، بیماری اور ہر بدی میں یہ کلمہ '' بسم اللہ والاملاک'' پکارتا ہے اور جز اس خدا کے کوئی معبود حق نہیں اس نے قرآن میں سے جو کچھ بھیجا ہے مومنین کے لیے رحمت وشفا ہے اور ستم گاروں کے لیے نقصان ہے۔ پیغمبر(ص) نے اس کلمہ کی تلقین اپنے اصحاب کو بیان فرمائی، پھر فرمایا اگر سب لوگوں نے کھا لیا ہو تو چھوڑو اور اپنے سر منڈھا ڈالو۔

آواز ناقوس

۳۔ حارث اعور کہتے ہیں ہم امیرالمومنین(ع) کے ساتھ حیرہ کے مقام پر گئے اور وہاں دیکھا

کہ ایک ویرانی(گرجے یا کلیسا کا اہل کار) ناقوس بجا رہا ہے جناب امیر(ع) نے فرمایا اے حارث جانتے ہو یہ ناقوس کیا کہہ رہا ہے میں نے کہا امیر(ع) خدا بہتر جانتا ہے ۔ یا خدا کا رسول(ص)، یا پھر اس کے چچا کا بیٹا، جناب امیر نے فرمایا یہ کہتا ہے اس دنیا کی مثال ویرانی جیسی ہے اور کہتا ہے'' لا الہ الا اللہ'' حقا حقا صدقا صدقا'' بیشک دنیا نے ہم کو فریب دیا اور ہمیں سرگرم کیا۔ ہمارے دل کو اچک لیا اور ہمیں گمراہ کیا اے دنیا کے بیٹے ٹھہر ٹھہر۔ اے دنیا کے بیٹے مار مار، اے دنیا کے بیٹے جمع کر جمع کر،دنیا فانی ہے صدی بہ صدی کوئی دن ایسا نہیں گزرتا جب ہمارا کوئی رکن سست ہوجاتا ہے(مرجاتا ہے) اور اس نے ضائع کیا ہمیشہ رہنے والے گھر کو اور فانی جگہ کو وطن بنایا۔ اور ہم نہیں جانتے کہ ہم نے اس میں کیا تقصیر کی ہے مگر یہ کہ مرنے کے بعد اس کا پتہ چلتا ہے۔

میں(حارث) نے کہا یاامیرالمومنین(ع) کیا نصاری کو یہ بات معلوم ہے تو جواب میں فرمایا اگر جانتے تو خدا کے مقابلے میں عیسی(ع) کی عبادت نہ کرتے۔

حارث کہتے ہیں میں اس ویرانی(گرجے کے اہلکار) کے پاس گیا اور کہا تجھے مسیح کی قسم یہ ناقوس جو کچھ کہہ رہا ہے تجھے علم ہے اس نے کہا مجھے بتاؤ تب میں نے اسے کلمہ بہ کلمہ جناب امیر(ع) کا بیان بتایا اس ویرانی نے مجھے کہا تجھے تیرے پیغمبر(ص) کی قسم اس بات کی اطلاع تجھے کس نے دی ہے میں نے کہا اس مرد نے جو کل میرے ساتھ تھا اس نے پوچھا کیا تمہارے پیغمبر(ص) اور اس کے درمیان کوئی رشتہ داری ہے میں کہا ہاں وہ ہمارے پیغمبر(ص) کے چچا کے بیٹے ہیں اس نے کہا تجھے تیرے پیغمبر(ص) کا واسطہ مجھے بتا، کیا اس بات کو انہوں نے اپنے پیغمبر(ص) سے سنا ہے میں نے اثبات میں جواب دیا تو وہ ویرانی مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا میں نے توریت میں پڑھا تھا کہ ایک آخری نبی(ص) آئے گا جو ناقوس کی آواز کی تفسیر بتائے گا۔

۴۔ انس کہتے ہیں کہ کہ ایک تاریک شب میں میں دو آدمیوں کے ساتھ جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا جناب رسول خدا(ص) نے ہمیں فرمایا علی(ع) کے گھر جاؤ ہم علی(ع) کے گھر گئے اور آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا علی(ع) ایک اونی ردا شانوں پر ڈالے اور رسول خدا(ص) کی شمشیر کی مانند ایک شمشیر ہاتھ میں لیے باہر تشریف لائے اور فرمایا کیا بات ہے جو اس وقت آئے ہو۔خیریت ہے، ہم نے کہا

ہمیں ر ول ۔زا(ص) نے آپ(ص) کے ہاں آنے کا حکم دیا ہے اور وہ خود بھی تشریف لارہے ہیں ا تنے میں ر سول ۔زا(ص) بھی تشریف لے آئے اور فرمایا اے علی(ع)، جناب امیر (ع) نے کہا لبیک ۔ یا ر ول اللہ(ص) فرمایا جو کچھ گذشتہ شب تمہارے ساتھ پیش آیا ہے اس کی خبر میرے اصحاب کو دو۔ جناب امیر(ع) نے فرمایا ۔ یا ر ول اللہ(ص) مجھے بتاتے ہوئے حجاب محسوس ہوتی ہے ر ول ۔زا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) ۔زا و حق بات کرنے سے شرم نہیں آتی لہذا تم بھی شرم محسوس نہ کرو، جناب امیر(ع) نے فرمایا ۔ یا ر ول اللہ(ص) گذشتہ شب مجھے غسل کی حاجت ہوئی تو میں نے گھر میں پانی تلاش کیا کہ غسل کروں جب نہ ملا تو حسن(ع) کو ایک طرف بھیجا اور حسین(ع) کو دوسری طرف بھیجا۔ پانی تلاش کریں جب انہیں آنے میں دیر ہوگئی تو میں پشت کے بل لیٹ گیا کہ تاریکی شب میں یکا یک ہاتف غیبی کی آواز سنائی دی کہ اے علی(ع) اٹھو اور اس پانی کے برتن کو لے لو اور غسل کرو میں نے وہ برتن لیا اور غسل کر لیا پھر سندس کا وہ غلاف جو اس برتن کے اوپر تھا اسے اس برتن میں رکھ دیا اس وقت اس برتن کو ہوانے اوپر اٹھایا تب اس برتن میں سے ایک گھونٹ میری پیشانی اور میرے سر پر گرا جس کی خنکی میرے دل و جسم کو خنک کر گئی۔

جناب ر ول(ص) ۔زا نے فرمایا اے علی(ع) مبارک ہو مبارک ہو کہ تم نے اس طرح خبر کی کہ جبرائیل(ع) تمہارا خادم تھا اور وہ پانی نہر کوثر اور برتن بہشت کا تھا پھر آپ(ص) نے تین بار فرمایا کہ مجھے جبرائیل(ع) نے اس کی خبر دی ہے۔

۵- جناب ر ول ۔زا(ص) نے فرمایا اپنے بھائی کی شماتت (مذاق اڑانا۔ نقصان پر خوش ہونا) ظاہرا ت کرو کہ ۔زا اس پر رحم کردے اور کہیں تمہیں بلا میں مبتلا نہ کردے۔

۶- ابوذر(رح) کہتے ہیں کہ میں نے ر ول ۔زا(ص) سے پوچھا یا ر ول اللہ(ص) ایک آدمی اپنے لیے کام کرتا ہے اور لوگ اسے دوست رکھتے ہیں ر ول ۔زا(ص) نے فرمایا مو منین کےلیے یہ فوری اور نزدیکی خوشخبری ہے۔

۷- جناب ر ول ۔زا(ص) نے فرمایا میری امت کے زہد و یقین رکھنے والوں کے لیے نیکی و بھلائی ہے جبکہ بخل اور آرزو رکھنے والوں کےلیے ہلاکت ہے۔

۸- اصبغ ابن نباتہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں امیرالمومنین(ع) کے ساتھ مسجد کوفہ میں موجود تھا اس وقت جناب امیر(ع) نے فرمایا۔ اے اہل کوفہ خدا نے تمہیں وہ چیز بخشی ہے جو کسی اور کو نہیں دی گئی اور یہ ہے کہ تمہارے اس گھر (مسجد کوفہ) میں تمہاری نماز کو فضیلت بخشی ہے یہ میرا گھر ہے یہ آدم(ع) کا نوح(ع) کا ادریس(ع) کا گھر ہے یہ گھر ابراہیم(ع) کا گھر ہے۔ یہ خضر(ع) کا گھر ہے یہ گھر ان چار مسجدوں میں سے ایک ہے کہ جن کو خدا نے ان کے اہل کے لیے چنا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ (خدا) اس میں حجر اسود کو نصب کرے کہ یہ مسجد روز قیامت دو سفید چادروں میں لپٹی اپنے اہل کی شفاعت کررہی ہوگئی جو کہ رد نہ ہوگئی ایک دن ایسا آئے گا اورکیا زمانہ نہ آئے گا کہ میرے فرزندوں میں سے مہدی(ع) اس میں نماز پڑھے گا اور روئے زمین پر کوئی مومن ایسا نہ ہوگا جس کے لیے یہ نماز کا گھر نہ ہو کہ وہ اس میں آئے گا یا اس کا دل اس میں آنے کو چاہے گا۔ اس لیے اسے مت چھوڑ اور اپنی نمازوں میں اس مسجد کے ذریعے تقریب خدا طلب کرو اور اپنی حاجات کے لیے اس میں رغبت کرو اگر لوگ جانتے کہ اس میں کیا برکت ہے تو قطار در قطار اس کی طرف آتے چاہے ان کے ہاتھ پیر برف میں دھنسے ہوئے ہوں کیوں نہ ہوتے۔(یا وہ برف سے ڈھکے پہاڑوں عبور کر کے کیوں نہ آتے)

۹- جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا عورتوں کی عقل ان کے جمال سے اور مردوں کا جمال ان کی عقلوں سے ہے۔

۱۰- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے خدا کے قول، فراموش نہ کرو حصہ کو دنیا سے (قصص،۷۷) کی تفسیر کے سلسلے میں فرمایا، اپنی تندرستی، طاقت، فراغت، جوانی اور نشاط کو فراموش مت کرو۔ اس سے طلب آخرت کرو(طلب آخرت کے لیے، انہیں استعمال کرو)

۱۱- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا رسول خدا(ص) نے حسن(ع) و حسین(ع) کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا جو کوئی ان دونوں اور ان کے ماں(ع) باپ(ع) کو دوست رکھتا ہے وہ روز قیامت ہمارے ساتھ اور ہمارے درجے میں ہوگا۔

۱۲- جناب علی ابن حسین(ع)، امام چہارم(ع) نے فرمایا خدا فرماتا ہے میری خلق میں سے کوئی مجھے

َ چاہتا ہے اورپھر َ ن میری نافرمانی کرتا ہے تو میں اس پر ایک ایسا بندہ مسلط کردوں گا جو مجھے نہیں َ چاہتا (یعنی ظلم کرے اور خوف رلا ہ . ر کرتا ہو)

۱۳- محمد بن حرب لالی امیر مدینہ نے کہا کہ امام صادق(ع) نے رفاہ یا عافیت پوشیدہ نعمت ہے جب ملتی ہے تو لوگ َ بھول جاتے یں اور جب نہیں ملتی تو اسے یاد کرتے یں َ پھر رفاہ یا عافیت ایسی نعمت ہے کہ اس کا شکر عجز و انکساری سے رکیا جا پائیے۔(یا انسان اس کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہے)

۱۴- ابو زید نوی انصاری کہتے یں کہ میں نے خلیل بن احمد روض سے پوچھا کہ لوگوں نے علی(ع) و کیوں چھوڑا الانکہ وہ ر ول(ص) کے رشتے دار تھے ۔ مسلمانوں میں مقام رکتے تھے ا لام کی ا ر انہوں نے نے تکلیفیں اٹھائیں خلیل نے کہا ذرا کی تم ان کا نور تمام نور پر غالب تھا ہر نقبت میں وہ سبقت رکتے تھے۔ لیکن لوگ مختلف قے کہانیاں رکتے یں کیا تم نے سنا نہیں کہ شا ر کہتا ہے

ہر شکل و اپنے مطابق ڈھال لیا

فیل(ہاتی) و فیل کی رح ہ . دیکھا

جبکہ یاستی شا ر نے عباس ابن احنف کے ان اشا ار و یوں ڈھال لیا اور ایک مختلف معنی میں بیان کیا کہ ان شعروں کے وزن میں وئی رفق ہ . پڑا مگر م لب برا ہو یا میں (ابوزید) نے جواب میں کہا لوگ ا ہم شکلوں میں مدغم ہوئے یں ہ لا گار اور بے ہ ناہ کا فرق یا ہے'' حسبنا اللہ و نعم الوکیل''

مجلس نمبر ۴۱

(چودہ صفر سنہ ۳۶۸ھ)

عجائبات نگاہِ رسول(ص) میں

۱۔ عبدالرحمٰن بن قاسم کہتے ہیں کہ ایک روز ہم رسول خدا(ص) کے ہاں موجود تھے کہ آپ(ص) فرمانے لگے گزشتہ و آئندہ عجائبات میرے مشاہدے سے گذرے ہیں، قاسم کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ہماری جان اور ہمارے ال و عیال آپ(ص) پرقربان کچھ ہمیں بھی بیان فرمائیں۔

جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص دیکھا کہ ملک الموت آئے اور چاہا کہ اس کی روح قبض کریں مگر اس شخص کے احسان نے جو وہ اپنے ماں باپ پر کرتا تھا نے ملک الموت کو روک دیا۔

پھر مین دیکھا کہ میری امت کے ایک شخص پر عذابِ قبر شروع ہونے لگا ہے مگر اس کے وضو نے عذابِ قبر کو روک دیا پھر میں نے دیکھا کہ میرے ایک امتی کو شیطان گردن سے پکڑنا چاہتا ہے مگر اس شخص کے ذکرِ خدا نے اسے شیطان سے نجات دلائی پھر دیکھا کہ ایک شخص پر فرشتہ عذاب کرنا چاہتا ہے مگر اس کی نماز اسے عذاب سے بچا گئی۔

پھر میں نے دیکھا میرا ایک امتی تشنگی سے بے حال ہے اور جب وہ حوض کے پاس جاتا ہے تو منع کر دیا جاتا ہے لیکن اس کے رکھے ہوئے ماہِ رمضان کے روزے آتے ہیں اور اسے سیراب کر جاتے ہیں۔

پھر دیکھا کہ میری امت کا ایک شخص جو ہر طرح سے انبیاء(ع) کے نزدیک ہوتا ہے مگر اسے اٹھوا دیا جاتا ہے لیکن اس کا غسل جنابت آتا ہے اور اسے میرے پہلو میں بٹھا دیتا ہے۔

پھر میں نے دیکھا کہ میری امت میں سے ایک آدمی جو چھ(۶) وجوہات کی بنا پر تاریکی میں تھا کا حج اور عمرہ آیا اور اسے تاریکی سے نکال کر روشنی میں لے گیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ میرا امتی مومنین سے بات کرنا چاہتا ہے مگر وہ اس سے بات نہیں کرتے مگر اس کا صلہ رحم آیا اور ان مومنین سے مخاطب ہو کر کہا اے مومنین اس سے بات کرو کہ یہ صلہ رحمی کرتا رہا ہے تو مومنین سے اس سے ہاتھ ملایا اور بات کرنے لگے اور اس کے ہمراہ ہوئے پھر یہ دیکھا کہ ایک امتی اپنے ہاتھوں و اپنے چہرے پر رکھ رکھ کر آگ کے شراروں سے بچنا چاہ رہا ہے تو اس کا صدقہ اسے اس آگ سے بچ پانے کا سبب بنا۔

پھر میں نے دیکھا کہ میری امت میں سے ایک شخص و ماموریںِ دوزخ پکڑ کر لے جا رہے ہیں تو اس کے امر بالمعروف و نہی عن المنکر آئے اور اس کی رہائی کا سبب بنے اور اسے ملائکہ رحمت کے سپرد کر دیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی، زانو کے بل آیا اس کے اور رحمتِ خداوندی کے درمیان پردہ حائل ہے تو اس شخص کے حسن خلق نے اسے وارد رحمت کر دیا۔

پھر یہ نظر آیا کہ ایک امتی کا نامہ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں دیا ہے اور وہ پریشانی کی وجہ سے خاموش ہے اس وقت اس کی خدا خوفی کام آئی اور اس کا نامہ اعمال اس کے دائیں ہاتھ میں دے گئی۔

پھر میں نے دیکھا کہ میری امت کا ایک شخص جس کا میزان سبک تھا کی نمازیں جو کہ وہ بہت زیادہ ادا کیا کرتا تھا کام آئیں اور اسے میزان کے مرحلے سے نکال کر لے گئیں۔

پھر مجھے میرا ایک ایسا امتی نظر آیا جو دوزخ کے کنارے پر تھا مگر اس کی وہ امید جو وہ خدا سے لگایا کرتا تھا آئی اور اسے دوزخ سے دور لے گئی۔

پھر دیکھا کہ میری امت میں سے ایک شخص جس کا سر آگ میں تھا مگر اسے اس کے وہ اشک جو وہ خوف خدا کی وجہ سے بہایا کرتا تھا آئے اور اسے باہر نکال کر لے گئے۔

پھر میں نے دیکھا کہ میرا ایک امتی جو کھجور کی اس شاخ جو تیز ہوا میں لرزتی ہے کی طرح پلِ صراط پر لرز رہا تھا مگر اس کی اس خوش گمانی نے جو وہ خدا کے ساتھ رکھتا تھا نے اس کا لرزہ ختم کر دیا اور اسے پل صراط پر سے گزار دیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ میری امت میں سے ایک آدمی جو کبھی سر کے بل کبھی ہاتھوں کے بل اور کبھی پلِ صراط سے چمٹا ہوا دکھائی دیتا ہے کا وہ درود کام آیا جو وہ محمد(ص) پر بھیجتا تھا اور اس درود نے اسے پاؤں پر کھڑا کر کے پل صراط پر سے گزار دیا۔ پھر میں نے اپنے ایک امتی کو دیکھا جو بہشت کے دروازے پر کھڑا ہے مگر دروازہ اس پر بند ہے پھر وہ جس دروازے پر جاتا وہ اس پر بند ہوجاتا مگر اس کی وہ گواہی " لا الہ الا اللہ" جو اس نے سچائی کے ساتھ دی تھی اس نے بہشت کے دروازے اس کے لیے کھول دیے۔

وفاتِ حضرت موسیٰ بن عمران(ع)

۲۔ زرارہ کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) نے عرض کیا کہ آپ مجھے وفات موسی بن عمران(ع) سے آگاہ کریں آپ نے فرمایا جب ان کی موت کا وقت آیا اور ان کی مدت تمام ہوئی اور ان کی خوراک ختم ہوگئی تو ملک الموت ان کے پاس آئے اور کہا درود ہو تم پر اے کلیمِ خدا، موسی(ع) نے کہا تم پر بھی درود ہو ، تم کون ہو کہا میں ملک الموت ہوں پوچھا کس لیے آئے ہو کہا آپ کی جان قبض کرنے آیا ہوں موسی(ع) نے کہا تم کہاں سے میری روح قبض کروگے کہنے لگے آپ(ع) کے دہن سے کہا کہ کیونکر ممکن ہے جبکہ میں نے اس کے ساتھ خدا سے کلام کیا ہے کہا آپ کے دونوں ہاتھوں سے کہا کس طرح کہ میں نے ان سے توریت کو اٹھایا ہے۔ کہا آپ(ع) کے دونوں پاؤں سے، کہا وہ کس طرح میں ان کے ساتھ طور سینا پر گیا تھا، کہا آپ(ع) کی دونوں آنکھوں سے، کہا کس طرح کہ میں نے ان ہی کے ذریعے خدا سے امید رکھی ہے، کہا آپ(ع) کے دونوں کانوں سے، موسی(ع) نے کہا کہ ان کے ساتھ میں نے کلام خدا سنا کہ جب تک خدا نے چاہا یہ سن کر تو ملک الموت اذنِ خدا سے واپس چلے گئے پھر ایک مرتبہ حضرت موسی(ع) نے حضرت یوشع بن نون(ع) کو بلایا اور انہیں وصیت کی کہ وہ اپنے کام کو مکتوم(پوشیدہ) رکھیں اور اپنا وصی مقرر کردیں۔ پھر آپ(ع) اپنی قوم سے الگ ہوئے اور غائب ہوگئے اور اپنی غیبت کے زمانے میں ایک مرتبہ وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو قبر کھود رہا تھا آپ(ع) رک گئے اور اس سے کہنے لگے کیا میں تیری مدد کردوں؟ اس شخص نے کہا ہاں، آپ(ع) اس کی

مدد کرنے ئے جب قبر تیار ہوگئی تو جناب موسی بن عمران(ع) اس میں اترے اور سو ئے اس عالم میں آپ(ع) کی آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا اور بہشت میں آپ کے مقام و دکھایا جب آپ نے بہشت میں اپنا مقام دیکھا تو خدا سے گزارش کی کہ میری روح قبض کر لی جائے اور اپنے پاس بلالیا جائے تو حکم خدا ملک الموت نے اسی قبر میں آپ(ع) کی روح قبض کر لی اور اسی جگہ بیابانِ تیہ میں قبر میں آپ(ع) و دفن کر دیا، وہ شخص جو قبر کھود رہا تھا وہ ایک فرشتہ تھا جب جناب موسی(ع) کی روح قبض کرلی گئی تو ہاتف نے آسمان سے آواز دی "موسی (ع) کلیم اللہ وفات پا گئے وہ کون سا بندہ ہے جسے موت نہیں"

امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ میرے والد(ع) نے میرے دادا(ع) سے روایت کیا ہے کہ جناب رسول خدا(ص) سے جب حضرت موسی(ع) کی قبر کے مقام و دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ بڑی شاہراہ کے کنارے سرخ ٹیلے کے پاس ہے۔

۳- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا حضرت سلیمان بن داؤد(ع) کی والدہ نے ان سے فرمایا میرے بیٹے کہیں ایسا نہ ہو کہ تم رات و پیٹ بھر کر کھانا کھاؤ اور سو جاؤ کیونکہ پیٹ بھر کھا کر سونا آدمی و روزِ قیامت فقیر کردے گا۔

۴- ایک شخص نے رسول خدا(ص) سے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) جلد ہی بوڑھے ہوئے ہیں آپ(ص) نے جواب دیا مجھے سورہ ھود، واقعہ، مرسلات، اور عم یتسائلون نے بوڑھا کر دیا ہے۔

۵- جناب جبرائیل(ع) جناب رسول خدا(ص) کے پاس آئے اور کہا اے محمد(ص) آپ(ص) جب تک چاہیں زندہ رہ لیں مگر انجام موت ہے، جسے چاہیں دوست رکھیں آخر کار انجام اس سے جدائی ہے اور جو چاہو عمل کرلو اس کا بدلہ پاؤ گے آگاہ رہو بندے کی شرافت اس کی عبادتِ شبینہ میں ہے اور اس کی عزت لوگوں سے بے نیازی میں ہے۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میری امت کے اشراف، حاملان قرآن اور راتوں کو جاگ کر گزارنے والے ہیں۔

۷- محمد بن قیس روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا(ص) کا طریقہ یہ تھا کہ جب بھی کسی سفر سے

واپس آتے تو سب سے پہلے بی بی فاطمہ(س) کے گھر جاتے اور کافی وقت ان کے ساتھ گزارتے ایک مرتبہ آنحضرت(ص) کسی سفر پر گئے تو بی بی فاطمہ(س) نے ان کے جانے کے بعد دو کنگن ایک گلو بند اور دو گوشوارے چاندی کے بنوائے اور ایک دری کا پردہ اپنایا تاکہ ان کے والد اور جناب امیر جب واپس آئیں تو بی بی(س) ان اشیاء سے خود کو اور اپنے گھر کو زینت دیں۔ جب جناب رسول خدا(ص) سفر سے واپس تشریف لائے تو بی بی فاطمہ(س) کے گھر تشریف لے گئے آپ(ص) کے اصحاب گھر کے دروازے پر رک گئے اصحاب کہتے ہیں ہمیں معلوم نہیں تھا کہ وہیں ٹھہریں یا چلے جائیں کچھ ہی دیر بعد جناب رسول خدا(ص) باہر آئے اور غصہ ان کے چہرے سے عیاں تھا آپ(ص) گئے اور منبر کے پاس تشریف فرما ہوئے۔

ادھر بی بی فاطمہ(س) کو یہ خیال پیدا ہوا کہ رسول خدا(ص) اپنی عادت کے خلاف کچھ ہی دیر میں غصہ فرما کر رخصت ہوئے ہیں تو یہ ان چیزوں کی بدولت ہے جو میں نے بنوائی ہیں لہذا بی بی(س) نے اپنے زیورات اور دری کا پردہ جناب رسول خدا(ص) کو دیا اور پیغام دیا کہ آپ(ص) کی دختر آپ(ص) کو سلام کہتی ہیں اور یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ان اشیاء کو راہ خدا میں صرف فرمائیں۔ جب یہ اشیاء جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں پیش کی گئیں تو آپ(ص) نے تین بار یہ ارشاد فرمایا میرے ماں باپ آپ(بی بی فاطمہ(س)) پر قربان یہ دنیا محمد و آل محمد(ص) کے لیے نہیں ہے اگر یہ دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ (خدا) کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ دیتا پھر آپ اٹھے اور بی بی فاطمہ(س) کے گھر تشریف لے گئے۔

۸- اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ امام ابوالحسن رضا(ع)، مامون کے کہنے پر نیشاپور تشریف لائے اور ان کے گرد اصحاب جمع ہوئے اور ان سے عرض کی یابن رسول اللہ(ص)، آپ(ع) ہمارے پاس سے تشریف لے جا رہے ہیں مگر آپ(ع) نے ہم سے کوئی حدیث بیان نہیں فرمائی حضرت(ع) نے اپنا سر اپنی سواری کے ہودج سے باہر نکالا اور فرمایا کہ میں نے اپنے والد جناب موسی بن جعفر(ع) سے انہوں نے اپنے والد جناب جعفر بن محمد(ع) سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی(ع) سے انہوں نے اپنے والد جناب علی بن حسین(ع) سے انہوں نے رسول خدا(ص) سے انہوں نے جبرائیل(ع) سے اور جناب جبرائیل(ع)

نے رب العزت سے سنا کہ ‘‘ لا الہ الا اللہ’’ میرا قلعہ ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں آئے گا وہ میرے عذاب سے امان میں ہے۔ پھر جب آپ(ع) کی سواری چلی تو ارشاد فرمایا اور اس کی (لا الہ الا اللہ کی) چند شرائط میں سے ایک شرط میں بھی ہوں۔

۹- جنابِ رسول خدا(ص) نے جبرائیل(ع) سے انہوں نے میکائیل(ع) سے انہوں نے اسرافیل(ع) سے انہوں نے لوح سے اس نے قلم سے اور اس نے خدا سے سنا کہ علی بن ابی طالب(ع) کی ولایت میرا (خدا کا) قلعہ ہے اور جو کوئی میرے قلعے میں داخل ہو گیا اسے دوزخ سے امان ہے۔

۱۰- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میں اور علی(ع) ایک نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔

۱۱- جناب امیرالمومنین(ع) روایت کرتے ہیں کہ جنابِ رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث فرمائے جب کہ میں بارگاہ خداوندی میں ان تمام سے افضل و برتر ہوں۔ پھر خدا نے ان تمام انبیاء(ع) کے ایک لاکھ چوبیس ہزار وصی خلق کیئے اور علی ابن ابی طالب(ع) ان تمام سے افضل ہیں۔

(شیخ صدوق(رح) اس حدیث کو محمد بن احمد بغدادی وراق سے بیان روایت کرتے ہیں۔)

مجلس نمبر ۴۲

(شب ۱۸ صفر سنہ ۱۳۶۸ھ)

۱- امام صادق(ع) نے فرمایا کسی مومن کی حاجت پوری کرنا بہتر ہے ہزار قبول حج سے، ایک ہزار غلام خدا کی راہ میں آزاد کرنے سے اور زین و لگام سمیت ایک ہزار گھوڑے خدا کی راہ میں دینے سے۔

۲- امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا موسم(سرما) ربیع مومن کی بہار ہے کہ اس کی لمبی رات مدد گار عبادت ہے اس کا چھوٹا دن مددگار صوم(روزہ) ہے۔

۳- جناب زید بن علی(ع) نے فرمایا جو کوئی امام حسین(ع) کے حق کی معرفت رکھتے ہوئے ان کی تربت کی زیارت کرے گا تو خدا اس کے گذشتہ و آیندہ گناہ معاف فرمائے گا۔

۴- عتبہ بن حماد عابد سے بیان ہوا ہے کہ جب اسمٰعیل بن جعفر بن محمد(ع) نے وفات پائی اور ہم ان کے جنازے سے فارغ ہوئے تو ہم امام جعفر صادق(ع) کے گرد بیٹھ گئے حضرت(ع) نے اپنا سر مبارک جھکا کر اٹھایا اور فرمایا اے لوگو یہ دنیا جدائی کا گھر ہے برباد ہونے اور فنا ہونے والا گھر ہے باقی رہنے والا نہیں ہے اس لیے کہ جدائی الفت سوز جلانے والی ہے اور دل کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اے لوگو تم ایک دوسرے پر برتری رکھتے ہو جو کوئی اپنے بھائی کے غم و اندوہ دیکھے اس کا بھائی اس کے غم و دیکھے گا اور جس کا فرزند اس کے سامنے نہیں مرتا تو وہ اپنے فرزند کے سامنے مر جائے گا پھر امام عالی مقام(ع) نے ابو خراش ہذالی کا شعر پڑھا" اے امیم(ابو خراش کی معشوقہ کا نام ہے)

یہ نہ سمجھو کہ میں نے زمانے کو بھلا دیا ہے (ایسا نہیں ہے) بلکہ میں صبر اور برداشت سے کام لے رہا ہوں۔"

بارہ درہم

۵- امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا ایک شخص رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس بارہ

درھم آنحضرت(ع) کی ۔ رت میں ۔ ور ہدیہ پیش کیے۔ آنحضرت(ص) نے وہ پیسے جناب امیر و دیئے کہ وہ ان سے لباس خرید لائیں تاکہ آنحضرت(ص) اس و زیب تن کریں جناب امیر(ع) بازار ئے اور دیکھ کر ایک پیراہن جس کی قیمت بارہ درھم تی نے آئے اور آنحضرت(ص) کی ۔ رت میں پیش کیا، آنحضرت(ص) نے جب اس مدہ پیراہن و دیکھا تو رفما یا اے علی(ع) مجھے اس پیراہن کی نسبت وہ پیراہن پسند ہے جو کہ تم نے پسند نہیں کیا(یعنی کم قیمت والا) جناب امیر(ع) بارہ ۔ بازار ئے اور کاندار سے رفما یا میرے صاحب و یہ پیراہن پسند نہیں آ۔ یا لہذا تم یہ واپس کر لو چنانچہ اس دوکاندار نے پیراہن لے کر پیسے واپس دے دیے، جناب امیر(ع) ر ول ۔را(ص) کی ۔ رت میں واپس آئے پھر جناب ر ول ۔را(ص) بنفس نفیس ۔ بازار تشریف لے ئے اور ایک کم قیمت پیراہن خرید رفما یا واپسی پر دیکھا کہ ایک کنیز سرِ راہ بیٹھی گریہ کر رہی ہے آپ(ص) نے ٹھہر کر اس کے رونے کا سبب ور۔ یافت کیا اس نے ۔ا یا کہ میرے ماک نے مجھے پار درہم دیے تھے تاکہ میں اس کے لیے رور۔ یات زندگی خرید کر لاؤں وہ پار درہم مجھ گم ہوئے یں حضرت(ص) نے ان بقیہ درھموں میں سے پار درھم اسے دیئے تاکہ وہ اشیاء خرید کر واپس ا سکے اور خود واپسی کے لیے وا۔ ۔ ہوئے راستے میں دیکھا ایک برہنہ شخص صدا دے رہا ہے کہ جو وئی مجھے لباس پہنائے ۔را ا سے جنت کا لباس عطا کرئے گا آپ(ص) نے وہ پیراہن اس برہنہ آدمی و دیا اور ۔ باقی بچ ۔انے والے درھموں سے ایک دوسرا پیراہن خریدنے کے لیے پلٹے، جب آپ(ص) نیا پیراہن خرید کر واپس ہوئے تو اسی کنیز و دو۔ بارہ سر راہ بیٹھے دیکھا اور اس کے اس مرتبہ رونے کا سبب ور۔ یافت کیا، اس نے کہا میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ میرا ماک میرے جلد۔ ۔ آنے پر مجھ سے سختی سے پیش آئے گا آپ(ص) نے اس سے رفما یا مجھے اپنے ماک کے پاس لے چلو وہ انہیں لے کر اپنے ماک کے دروازے پر آئی۔ آپ(ص) نے رفما یا اے ال انہ ۔ تم لام ہو۔ مگر وئی جواب ۔ ۔ ملا آپ(ص) نے دوسری دفعہ پھر وہی یا مگر ۔اموشی رہی آپ(ص) نے تیسری مرتبہ پھر رفما یا اے ال انہ ۔ تم پر ۔را کے ر ول(ص) کی رف سے درود لام ہو تب گھر کا ماک ۔ باہر آیا اور جواب دیا، آپ(ص) نے رفما یا تم نے میرے لام کا جواب تیسری مرتبہ کیوں دیا تو اس نے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) میں چاہتا تھا کہ ۔را کے ر ول(ص) سے۔ یادہ مرتبہ لامتی اور درود وصول کروں آپ(ص) نے

اس سے اس کی کنیز کا ماجرا بیان کیا اس نے کہا یار ول اللہ(ص) آپ(ص) جس کی ۱۰ ر خود پل کر تشریف لائے ییں میں نے نہ صرف اسے م اف کیا بلکہ اسے آزادٰ ں کرتا ہوں۔ آپ(ص) نے رفما یا کس ترر بارک درہم تھے اس نیک انسان کے کہ نہوں نے ایک ضرورت ند کی ضرورت پوری کی۔ ایک خستہ ال و لباسہ یا مجھے قمیض پہنائی اور ایک کنیز و آزادرکو یا۔

۶- امام صادق(ع) نے رفما یا جب بندہ شب و اپنے پروردگار کے سامنے اضری کے لیے اٹھتا ہے اور پار رکعت اس کے لیے ادا کرتا ہے، اس کا شکر ادا کرتا ہے اور اس کے بعد و بار ماشاء اللہ کہتا ہے تو نرا اس کی فرازی کے لیے صدا کرتا ہے کہ جب تک تم ماشاء اللہ کہو میں تمہارا رب ہوں تم جو پاہو مجھ سے طلب کرو میں تمہاری ہر اجت پوری کروں گا۔

۷- امام صادق(ع) نے رفما یا بد بختی تین(۳) چیزوں میں ہے، عورت میں، واری میں، اور گھر میں، عورت کے لیے یہ کہ وہ شوہر کی ناشکری ہو، واری(گھوڑے) کے لیے یہ کہ وہ اکھ اور بد ہو اور گھر کے لیے یہ کہ اس کے ہمسایہ کس بری اور اسکی اس گھر میں نظر نے زندگی تن کردی ہو۔

۸- حسن بن جم کہتے یں کہ میں نے امام رضا(ع) سے رض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) میں آپ(ع) پر برقربان یہ فرمائیے کہ تو ل کا اندازہ کیسے لگایا جائے آپ(ع) نے رفما یا ایسے کہ پوری توجہ کے ساتھ وائے نرا کے کسی اور سے نہ ڈرے پھر میں نے رض کیا یہ فرمائیں کہ تواضع کا اندازہ کیسے کیا جائے آپ(ع) نے رفما یا لوگوں و وہ دو جسے تم خود پسند کرتے ہو اور جان لو کہ میں تمہاری نظر میں کیا ہوں(یعنی دوسرے و اپنی نظر میں اہمیت دو)

۹- جناب امیرالمو نین(ع) نے رفما یا اصل انسان وہ ہے جو قلب و عقل سے دیندار ہے انسان کی مردانگی کا راز نہ اس کی ہمت سے ہے روزگار دست بدست اپتا ہے اور لوگوں کے لیے یہ (نظام) آدم(ع) سے لے کر اب تک اسی رح ہے۔

۱۰- ابو بصیر کہتے یں کہ میں نے امام صادق(ع) سے رض کیا یا امام آل محمد(ص) ون یں آپ(ع) نے جواب دیا جو محمد(ص) کی نسل سے یں میں نے پوچھا ال بیت(ع) ون یں آپ(ع) نے رفما یا ان کے ائمہ و اوصیاء میں نے رض کیا ان(ع) کی ترت ون یں تو رفما یا ان کے اصحابِ عباء(ع) میں نے وال کیا کہ ان

کی ا ت ون لوگ ہیں۔ امام(ع) نے وجب دہ یا وہ مو منین جو انکی ت ریق کرتے ہیں اور جو کچھ وہ (ر ول ٰ ٰ را(ص)) ٰ را کی رف سے لائے ہیں اس کے ساتھ متمسک ہیں اس لیے کہ ٰ را نے ثقلین کے ساتھ متمسک رہنے کا حکم دیا ہے جو کہ کتاب ٰ را اور ترت محمد(ص) ہیں اور یہی ال بیت(ع) ہیں کہ جن سے ٰ را پلیدی و ہٹائے ہوئے ہے اور ان و پاک رکھے ہوئے ہے جو کہ ر ول ٰ را(ص) کے بعد ا ت کے خلیفہ ہیں۔

شہادت جناب علی(ع) کے بعد

١١- جناب ر ول ٰ را(ص) کے صحابی اسید بن صفوان کہتے ہیں جس دن امیرالمو منین(ع) نے رحلت فرمائی وفہ میں اس رح نالہ و شیون بلند ہوا جیسے کہ جناب ر ول ٰ را(ص) کی رحلت کے وقت ہوا تھا اور تمام لوگ پریشان و ہراساں تھے میں (اسید بن صفوان) نے دیکھا ایک آدمی روتے ہوئے کہتا ہے آج خلافت نبوت منقطع ہوگئی ہے اور پھر یہ شخص جناب امیر(ع) کے گھر یا اور جناب امیر(ع) کے بارے میں کہنے لگا اے ابوالحسن(ع) ٰ را آپ(ع) پر رحمت کرے آپ(ع) سب سے پہلے ا لام لائے آپ(ع) ان میں مخلص تر، یقین میں مضبوط، ٰ را سے بہت زیادہ ڈرنے والے اور ٰ را کے لیے سب سے زیادہ مشقت کرنے والے، ر ول ٰ را(ص) کی نگاہوں کا مرکز، اصحاب میں سب سے زیادہ امین، مناقب میں سب سے برتر۔ سابقون میں درخشان تر اور سب سے بلند درجہ رکھنے والے سب سے زیادہ ر ول ٰ را(ص) کے نزدیک، سیرت، عادت، رفتار و کردار میں ر ول اللہ(ص) کے متشابہ، شرافت و منزلت میں سب سے زیادہ اور ر ول ٰ را(ص) کے نزدیک سب سے زیادہ گرامی تھے، ٰ را آپ(ع) و جزائے خیر دے۔ ا لام پیغمبر ا لام اور مسلمان سب آپ(ع) ن سے قوی ہوئے اور اس وقت کہ جب سب ناتواں تھے آپ میدان میں ئے اور اپنی جگہ قائم رہے اور اسے قائم کیا جس کی آپ(ع) پرستش کرتے تھے، آپ(ع) ر ول ٰ را(ص) کے راستے سے جڑے رہے جس سے دوسرے کج دل ہوئے مگر آپ(ع) نے منافقین کی ہر د رمی کو ناپسند کی اور کسی کے کی پرواہ کی، آپ(ع) خلیفہ برحق ہوئے آپ(ع) نے کفار پر غلبہ اور منافقین سے کینہ کیا اور آپ(ع) قیام (قیام ا لام) و اس وقت عمل میں لائے جب

سب سست ہوئے اور حق بات و اس وقت بیان کیا جب سب ٭اموش ہوئے، جب لوگ توقف کرتے تو آپ(ع) نور حق کے پیچھے چلے ٭اتے اگر لوگ آپ(ع) کی پیروی کرتے تو راہ(صراط مستقیم) پاتے، آپ(ع) سب سے٭ یادہ نرم خو، سب سے٭ یادہ سر فراز، کم تر سختی کرنے والے، درست ترین گفتار والے، سب سے٭ یادہ پر نظر، سب سے٭ یادہ دلدار، یقین میں سب سے٭ یادہ اور امور (دینی و دنیاوی) ٭و سب سے٭ یادہ ٭اننے والے تھے اور ٭دا آپ(ع) اول مدافع دین تھے۔(یعنی دین سے مشرکین و کفار و دور کرنے وا لے) اور جب ٭ ٭س لوگوں میں تنازع ہوا تو آپ(ع) اسے رفع رکہ ٭یا کرتے،لوگ آپ(ع) کے عیال کی ٭رح تھے کہ جب ان (لوگوں) کے کندھے ٭ بارگراں اٹھانے کی طاقت ٭ ٭رکھتے تھے تو آپ(ع) نے اسے محفوظ کیا اور جسے انہوں نے ترک کیا آپ(ع) نے اس کی اصلاح کی، جس وقت لوگوں نے اجتماع کیا وہ زبوں ٭ال ہوئے، اور جب انہوں نے آپ(ع) سے٭ یادتی کی آپ(ع) نے ٭بر کیا اور جس مقصد سے وہ ٭ ٭ک ٭ئے تھے آپ(ع) نے اس مقصد کو ٭ پالیا اور آپ کے وسیلے سے (لوگ) وہاں پہنچے جس کا وہ گمان ٭ ٭ ٭رکھتے تھے۔ آپ(ع) کفار کے لیے ظاہری ٭ذاب تھے اور مو منین کے لیے باران رحمت، آپ(ع) ٭ ٭نقین کے آزار کی وجہ سے جو انہوں نے آپ(ع) ٭و دیئے ٭ہشت میں عطا و برکات سے فائز ہوئے اور ان کے فضائل آپ(ع) ٭و ملے، آپ(ع) کی دین ٭دا کی ٭رف تندی میں ٭وئی شے ٭ائل ٭ ٭ہوئی اور آپ(ع) کا دل ہرگز ٭ ٭ل کی ٭رف مائل ٭ ٭ہوا، آپ(ع) کی آنکھوں کی روشنی میں کبھی کمی ٭ ٭ہوئی۔ آپ(ع) کے دل ٭و کبھی کسی خوف نے گھیرا ٭ ٭کیا آپ(ع) نے کبھی خیانت ٭ ٭کی آپ(ع) اس ٭وہ گراں کی مانند تھے کہ جس ٭و ٭وئی طوفان ٭وئی ہوا ٭لا ٭ ٭سکتی تھی جیسا کہ پیغمبر ٭دا(ص) کا آپ(ع) کے بارے میں ارشاد ہے کہ آپ جسمانی طور پر کمزور اور امر ٭دا میں قوی تر تھے، آپ(ع) اپنے نفس کی تواضع کرنے والے تھے ٭دا کے نزدیک عظیم اور مو منین میں سرور تھے کسی ایک موقع و جگہ پر آپ(ع) میں ٭وئی ٭ ٭رائی ٭ ٭پائی گئی آپ(ع) میں طمع نہیں تھی ٭وئی آپ(ع) سے کسی غلط ٭انبداری کی امید ٭ ٭کرسکتا کمزور و خوار آپ(ع) کے نزدیک طاقتور اور ٭زیز تھا آپ(ع) انہیں انکا حق واپس دلاتے تھے، ٭دالت میں اپنا اور بیگانہ آپ(ع) کے سامنے برابر تھا آپ(ع) کا طریقہ درست، نرم اور سچا تھا آپ کی ٭ ٭بات آپ کا حکم اور آپ کا دستور دانشمندی کا حکم(حتما) تھا اور آپ(ع) نے کفر ٭و صاف اور راہ سخت ٭و ہموار کیا اور (شرک) کی آگ ٭و سرد کیا، دین آپ(ع) کے ذریعے قائم ہوا اور آپ(ع) مو منین میں سابق کہلائے

آپ(ع) ان تمام دولتمندوں سے بلندتر ہیں جنہوں نے خود کو رنج و غم میں مبتلا کیا، آپ(ع) کے مصائب پر آسمان میں گریہ ہوتا ہے اور آپ(ع) کی وفات سے لوگوں کی کمر ٹوٹ گئی ہے۔ "انا للہ وانا الیہ راجعون" آپ(ع) خدا کی قضا پر راضی اور اس کے امر کو تسلیم کرنے والے ہیں خدا کی قسم مسلمانوں کے لیے آج بڑی مصیبت کا دن ہے، خدا جو مومنین کی پناہ گاہ اور کفار کے لیے سخت ترین ہے آپ(ع) کو پیغمبر(ص) کے ساتھ ملائے اور ہمیں آپ(ع) کی عزاداری کی جزا سے محروم نہ کرے اور آپ(ع) کے بعد گمراہ نہ کرے اسید بن صفوان کہتے ہیں کہ تمام لوگ خاموشی سے سنتے رہے اس شخص کا کلام ختم ہوا اور وہ گریہ کرنے لگا ساتھ ہی اصحاب رسول (ص) بھی گریہ میں مصروف ہوئے اور گریہ کے بعد دیکھا کہ وہ شخص موجود نہیں ہیں انہیں بہت تلاش کیا گیا وہ مل نہ سکے۔

۱۲- جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جب علی(ع) نے روز بدر و حنین کفار کے گروہ کو پیغمبر(ص) کے سامنے شکست دی اور انہیں روندا تو فرشتے شاداں ہوئے لہذا جو شخص زیارت علی(ع) سے شاداں نہ ہوگا اس پر خدا کی لعنت ہے۔

۱۳- جناب امیر(ع) فرماتے ہیں میں جب بھی رسول خدا(ص) سے سوال کرتا ہوں وہ جواب دیتے اور جب میں خاموش ہوتا تو وہ خود ہی مجھ سے بات کرتے۔

۱۴- حفض بن غیاث (محدث) نقل کرتے ہیں کہ سلسلے میں امام جعفر صادق(ع) کے بارے میں کہتے ہیں کہ تمام جعفروں میں سے میرے لیے جعفر بن محمد(ع) بہترین (ثقہ ترین) ہیں۔

۱۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا بے شک خدا نے لوگوں کو مبعوث کیا کہ یہ نور کا چہرہ رکھتے ہیں نور کی کرسی پر ہیں اور نور کے لباس پہنتے ہیں اور عرش کے سائے میں ہیں جس طرح انبیاء و شہداء ہیں مگر یہ انبیاء اور شہداء نہیں ہیں (ان کا درجہ انبیاء اور شہدا کے مواق ہے)۔ ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ(ص) کیا میں ان میں سے ہوں آپ(ص) نے فرمایا نہیں دوسرے نے پوچھا یا رسول اللہ(ص) کیا میں ان میں سے ہوں آپ(ص) نے پھر فرمایا کہ نہیں ہو تو عرض کیا گیا کہ یہ کون لوگ ہیں آپ(ص) نے ایک ہاتھ جناب امیر(ع) کے سر پر رکھا اور فرمایا یہ ہے اور اس کے شیعہ ہیں۔

مجلس مۂ بر۴۳

(۲۱ صفر سنہ۳۶۸ھ)

۱- امام جعفر صادق(ع) نے رفما یا ایک حکیم نے دوسرے حکیم سے حکمت کے سات اقوال اصل کرنے کے لیے سات سو فرسخ تک اس کا پیچھا کیا۔ جب وہ اس تک پہنچ یا تو اس سے ور یافت کیا کہ وہ ونسی چیز ہے جو آسمان سے زیادہ بلند ہے، وہ کیا ہے جو زمین سے زیادہ وسیع ہے، ایسا کیا ہے جو سمندر سے زیادہ بے نیاز ہے، وہ کیا ہے جو پتھر سے زیادہ سخت ہے، ایسی ونسی چیز ہے جو آگ سے زیادہ گرم ہے، ونسی چیز ایسی ہے جو زمہریر(ہوا کا ایک رکن یا طبقہ جو نہایت سرد ہوتا ہے) سے زیادہ سرد ہے اور وہ کیا ہے جو پہاڑ سے زیادہ وزنی ہے۔اس حکیم نے دوسرے حکیم سے کہا اے شخص

حق آسمان سے زیادہ بلند ہے۔

عدالت زمین سے زیادہ وسیع ہے۔

نفسِ متقی سمندر سے زیادہ بے نیاز ہے۔

کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے۔

حریص کی طمع آگ سے زیادہ گرم ہے۔

رحمت خدا سے نا امیدی زمہریر سے زیادہ سرد ہے۔

اور بے گناہ پر بہتان لگانا پہاڑ سے زیادہ وزنی ہے۔

۲- امام جعفر صادق(ع) نے رفما یا جو وئی لوگوں میں محتسب بن کر رل کرے ، اپنے گھر کے دروازے ان کے لیے کھولے اور پردہ و بلند کرے (لوگوں کے راز افشا کرنے سے مراد ہے) اور لوگوں کے کاموں میں نظر کرے (لوگوں کی بھلائی کے کاموں کی رف اشارہ ہے) تو خدا پر حق ہے کہ روزِ قیامت اسے خوف سے سکون عطا کرے اور اسے بہشت میں داخل کرے۔

۳- امام جعفر صادق(ع) نے رفما یا جب خدا مخلوق کی خیر چاہتا ہے تو انہیں مہربان حکمران عطا

کرتا ہے اور اس کے لیے عادل وزیر مقرر کرتا ہے۔

۴- امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا "امانت" اس کے مالک کو لوٹا دو چاہے وہ قاتل حسین(ع) ہی کیوں نہ ہو۔

۵- امام جعفر صادق(ع) نے فرمایا خدا سے ڈرو اور جو بندہ تمہارے پاس امانت رکھوائے وہ اسے واپس لوٹا دو اگر امیر المومنین(ع) کا قاتل بھی مجھے امانت دیتا تو وہ میں اسے واپس لوٹا دیتا۔

۶- امام علی بن حسین(ع) نے فرمایا اے میرے شیعو تم پر امانت ادا کرنا ضروری ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے پیغمبر(ص) کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر میرے والد(ع) کا قاتل بھی اس تلوار کو میرے پاس امانت رکھتا کہ جس کے ساتھ اس نے میرے والد(ع) کو قتل کیا تھا تو وہ بھی میں اسے واپس دے دیتا۔

قحط اور اولادِ یعقوب(ع)

۷- ابن عباس(رض) کہتے ہیں جب کنعان میں قحط پڑا تو حضرت یعقوب(ع) نے اپنے فرزندوں کو جمع کیا اور انہیں کہا، مجھے خبر ملی ہے کہ مصر میں اچھی گندم کی خرید و فروخت ہوتی ہے وہاں کا فرمانروا اچھا ہے وہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے تم وہاں سے گندم خرید لاؤ انشاء اللہ وہ تم پر احسان کرے گا یعقوب(ع) کے فرزندان نے سامان باندھا اور مصر چلے گئے اور مصر کے فرمانروا حضرت یوسف(ع) کے پاس جا پہنچے حضرت یوسف(ع) نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا مگر وہ انہیں نہ پہچان سکے۔ یوسف(ع) نے اپنے بھائیوں سے پوچھا تم کون ہو وہ کہنے لگے ہم فرزندان یعقوب بن اسحاق(ع) بن ابراہیم خلیل الرحمان(ع) ہیں اور وہ کنعان کے رہنے والے ہیں۔ یوسف(ع) نے کہا تم لوگ تین پیغمبروں کی اولاد ہو لیکن تم صاحبانِ علم و حلم دکھائی نہیں دیتے اور نہ ہی تم میں وقار و خشوع ہے کہیں تم کسی بادشاہ کے جاسوس تو نہیں برادران یوسف(ع) نے کہا نہ تو ہم کسی بادشاہ کے جاسوس ہیں اور نہ ہی اصحابِ حرب (جنگ کرنے والے) ہیں اگر تم ہمارے والد(ع) کو جانتے تو ہمیں اس کے حوالے سے گرامی رکھتے کیوں کہ وہ خدا کے پیغمبر ہیں اور ایک پیغمبر کے بیٹے ہیں وہ ہر وقت گریہ کرتے اور،

مغموم رہتے یں یوسف(ع) نے کہا وہ کسی وجہ سے منا ‌اک یں جبکہ وہ ایک پیغمبر یں اور ان کی جا ‌ بہشت مں یں ہے اور جب کہ تمہارے جیسے تندرست وواتا فرزند ں رکتے یں کہیں ایسا تو نہیں کہ ان کے مغموم رہنے کا سبب تمہاری جہالت ، بیوقوفی، جھوٹ اور مکر و فریب ہو۔

برادران یوسف(ع) نے کہا اے بادشاہ ہمارے والد کے نزدہ رہنے کا سبب ہم نہیں، ہم احمق ۔ ‌اداں نہیں یں بلکہ اس کا سبب ان کا ایک چھوٹا بیٹا جن کا ۔ ‌ام یوسف(ع) تھا کی گمشرگی ہے وہ ہمارے ساتھ شکار کے لیے یا وہاں اسے ایک ۔ یا کھا یا تھا وہ (یعقوب(ع)) اس کی ۔ یاد میں مغموم رہتے یں۔

یوسف(ع) نے ان سے کہا کیا تم سب کیا ۔ باپ سے ہو۔ انہوں نے واب د ۔ یا ہمارے والد تو ایک ں یں مگر ہماری ماںئیں مختلف یں یوسف(ع) نے کہا اب یہ کیا وجہ ہے کہ تمہارے والد نے تم سب و یہاں یجا ہے اور ایک بیٹے و انہوں نے پاس رکھا ہوا ہے، انہوں نے جواب د ۔ یا ہمارے والد ہمارے اس بھائی و جو کہ ان ۔ ت چھوٹا ہے و اپنے انس اور راحت کے سبب برا نہیں کرتے کیونکہ ہمارے بھائی یوسف(ع) کے بعد وں ہمارے والد کے لیے انسیت کا مرکز ہے۔

یوسف(ع) نے کہا ایسا ہے تو میں ں تم میں سے کسی ایک و اپنے پاس رکتا ہوں تم باقی لوگ باکر اپنے والد(ع) و میرا لام پہنچاؤ اور کہو کہ آپ(ع) اپنے اس چھو بیٹے و میرے پاس روانہ کریں تاکہ میں اس سے ان کے غم اور گریہ کا سبب اور انکے جلد بوڑھا ہونے کا سبب در ۔ یافت کرسکوں یہ سن کر یوسف(ع) کے بھائیوں نے قرعہ ڈالا جس سے شمعون کا ۔ ‌ام یوسف(ع) کے پاس رہنے کے لیے نکلا یوسف(ع) نے حکم د ۔ یا کہ شمعون و یہاں میرے پاس رہنے د ۔ یا ۔ ائے پھر اپنے بھائیوں و وداع کرتے وقت شمعون نے ان سے کہا اے میرے بھائیو تم دیکھ رہے ہو کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہوئے یں میرے والد و میرا لام کہنا۔ جب یعقوب(ع) کے فرزند واپس آئے تو انہوں نے جناب یعقوب(ع) و نہایت دھیمی آواز سے لام کیا یعقوب(ع) نے کہا میرے فرزند کیا بات ہے تم آہستہ آواز میں لام کیوں کر رہے ہو اور مجھے شمعون کی آواز ں سنائی نہیں دیتی وہ کہاں ہے انہوں نے واب د ۔ یا والد محترم ہم ایک ایسے عظیم بادشاہ کے ہاں سے آرہے یں کہ جس کی رح کی زت و وقار اور دانائی

وحکمت ہم نے کہیں اور نہیں دیکھی اگر آپ(ع)(یعقوب) کی طرح کا کوئی ہے تو صرف وہی ہے۔ مگر اسے بتا ۔ان ہمارا

خاندان مصیبت و غم کے لیے خلق ہوا ہے ۔ بادشاہ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ جب تک آپ(ع) بن یامین کو نہ ور آنچی اپنے غم

اور سر ت بڑھاپا اور زندگی کی حالات کی تحریق کرنے اس کے پاس نہیں بھیجتے تو وہ شمعون کو نہیں چھوڑے گا۔

یعقوب(ع) نے کہا شاید یہ بھی ان کا فریب ہے تو فرمایا، تمہارا یہ طریقہ نہایت برا ہے تم جس طرف بھی جاتے ہو کسی نہ

ایک کو گم کر آتے ہو میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا ۔ پھر جب یعقوب(ع) کے فرزندوں نے اپنا سامان کھولا اور اپنا مال

و متاع بالکل اسی طرح پایا جس طرح وہ چلتے وقت ساتھ لے کر گئے تھے۔ تو یہ دیکھ کر انہوں نے یعقوب(ع) کو کہا کہ ہم اس

بادشاہ میں نیکی کو بڑھا پاتے ہیں وہ گناہ سے پرہیز کرتا ہے اس لیے اس نے ہمارے اموال اسی طرح ہمیں واپس دے دیے ہیں

ہم اس مال و دوبارہ لے کر جائیں گے اور اپنے گھر والوں کے لیے غلہ لے کر آئیں گے اور اپنے بھائی کو واپس لائیں گے اور

اسے ایک اونٹ کا غلہ زیادہ دیں گے۔

یعقوب(ع) نے فرمایا تم جانتے ہو میں یوسف(ع) کے بعد بن یامین کو بہت عزیز رکھتا ہوں جب تک تم مجھ سے خدا کو

حاضر جان کر پیمان نہیں کرو گے کہ اسے واپس لاؤ گے تب تک میں اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا چاہے تم سب کے سب

گرفتار ہی کیوں نہ ہو جاؤ۔ یہودا نے یعقوب(ع) کو خدا کے نام پر ضمانت دی اور بن یامین کو لے کر یوسف(ع) کے پاس واپس

آئے۔ یوسف(ع) نے ان سے پوچھا کیا تم نے میرا پیغام اپنے والد کو دیا ہے انہوں نے کہا ہاں اور ہم اپنے بھائی کو بھی ساتھ لے

آئے ہیں آپ(ع) جو پوچھنا چاہتے ہیں اس سے پوچھ لیں یوسف(ع) نے بن یامین سے پوچھا تمہارے والد نے میرے لیے کیا

پیغام دیا ہے بن یامین نے کہا انہوں نے فرمایا ہے کہ میں آپ(ع) کو انکا سلام پہنچاؤں اور انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ آپ(ع)

یوسف(ع)) نے ان کے رونے غمزدہ رہنے، نابینا ہونے اور جلد بوڑھا ہونے کا سبب دریافت کیا ہے تو وہ زیادہ غم اور خوف قیامت

اور فرمایا ہے کی وجہ سے ہے کہ میرے بڑھاپے اور نابینا ہونے کا سبب میرے محبوب بیٹے یوسف(ع) کی جدائی ہے۔ مجھے پتا چلا

ہے کہ آپ(یوسف(ع)) میرے غم و گریہ کی وجہ سے غمگین ہیں اور میرے لیے اہتمام و توجہ کرتے ہیں لہٰذا

آپ و جزائے خیر دے اور ثوابِ عظیم عطا کرے آپ(ع) کا مجھ پر اس سے بڑا احسان ہوگا اور یہ ہوگا کہ میرے فرزند بنیامین و جلد میرے پاس بھیج دیں کہ یوسف(ع) کے بعد یہی مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے میں اپنی تنہائی اس سے دور کرتا ہوں اور آپ(ع) جلد از جلد میرے فرزندوں و غلہ کے ساتھ روانہ کریں۔ یوسف(ع) نے جب یہ سنا تو رو پڑے اور شاہی آداب و خوداری کے مد نظر اندر چلے گئے اور خوب گریہ کیا جب کچھ دیر کے بعد باہر آئے تو حکم دیا کہ ان کے لیے کھانا لگایا جائے جب کھانا لگایا تو فرزندانِ یعقوب(ع) اپنے اپنے مادری بھائیوں کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ گئے مگر بنیامین کھڑے رہے یوسف(ع) نے بنیامین سے پوچھا تم کیوں نہیں بیٹھے بنیامین نے جواب دیا میرا کوئی مادری بھائی نہیں ہے تو میں کس کے ساتھ بیٹھوں یوسف(ع) نے پوچھا تمہارا کوئی مادری بھائی کیوں نہیں ہے بنیامین نے جواب دیا، ان کا کہنا ہے کہ میرے بھائی کو بھیڑیے نے کھالیا ہے۔ یوسف(ع) نے کہا تمہیں اس کا غم کس قدر ہے بنیامین نے کہا مجھے اس کی گمشدگی کے بعد بارہ(۱۲) بیٹے عطا ہوئے میں نے ان تمام کا نام اس کے نام پر رکھا ہے یوسف(ع) نے پوچھا اگر تمہیں اس کا اتنا غم ہے تو تم نے اس کے بعد عورتوں سے کیوں تعلق منقطع نہیں کیا اور فرزند پیدا کیے ، بنیامین نے کہا میرے والد(ع) نے مجھے حکم دیا تھا کہ عورت لے لو شاید خدا تم سے ایک ایسی نسل پیدا کرے جو زمین و اس (خدا) کی تسبیح سے پر کردے اور اسے گرامی کردے، یوسف(ع) نے کہا آؤ تم میرے ساتھ بیٹھو۔ برادران یوسف(ع) آپس میں کہنے لگے یہ لو یوسف(ع) و یہاں بھی برتری مل گئی کہ اس کا بھائی اس کی وجہ سے بادشاہ کے ساتھ اس کے دسترخوان پر بیٹھا اور یوں رہا ہے جیسے بادشاہ بن گیا ہو۔

پھر جب برادران یوسف(ع) و غلہ دے کر رخصت کرنے کا وقت آیا تو یوسف(ع) کے حکم پر ایک شاہی پیمانہ (پیالہ) بنیامین کے سامان میں خفیہ طور پر رکھوا دیا گیا(مقصد یہ تھا کہ بنیامین و اپنے پاس رکھ لیا جائے اور ان کی وجہ سے یعقوب(ع) کی مصر آمد کا سبب پیدا ہو جائے) جب برادران یوسف(ع) کا قافلہ روانہ ہوا تو کچھ دور جاکر انہیں روک لیا گیا اور ایک پکارنے والے نے صدا لگائی کہ اے قافلے والو تم چور ہو اپنے سامان کی تلاشی دو برادران یوسف(ع) نے پوچھا کہ کیا چوری ہوا ہے تو انہیں بتایا گیا کہ ایک شاہی پیالہ چوری ہوا ہے اور بادشاہ نے انعام مقرر کیا ہے کہ جو کوئی اسے ڈھونڈ کر

لائے گ اسے ایک او   کے وزن کے برابر اۂ امہ۔ یا ۔اگا برادران یوسف(ع) نے کہا تم ۔انتے ہو کہ ہم یہاں نسادرہ پا کسرنے نہیں آئے یں ہم چور نہیں یں تم ہ ارے سامان کی تلاشی لو اگر تمہارا م وبہ پیایہ ۔(پیالہ) ہ ارے سامان میں سے برآمد ہو۔ ائے تو جس کا سامان ہو اسے اسیو ور۔ ۔ ۔ ۔احق ہم ستم رسیدہ لوگوں و تہ   ت کرو۔

ال مصر کا قانون تھا کہ چور و چوری کی سزا اس کا ہاتھ کاٹ کر نہیں دی ۔اتی تھی ن جرم ثابت ہونے پر اسے مصر میں ں رکھ لیا ابتا تھا لہذا جب ان کے سامان کی تلاشی لی گئی تو بنیامین کے سامان میں سے م وبہ پیایہ ۔ برآمد ہو یا یہ دیکھ کسر ان کےلئے ۔قیہ۔ ۔ بھائی بولے یہی چور ہے اس کا ۔ بھائی ۔ں چور تھا اس موقع پر ہجناب یوسف(ع) نے اپنے ۔جذبات و قابو مۃیں رکھا اور ان کی اس الزام تراشی و نظر انداز کیا اور ۔را کے لیے توصیفی ومدح ۔ ۔ جملے ادا کر کے کہا کہ ۔را دا۔ ۔اتر ہے اور یہ موقع تمہارے لیے نہایت برا ہے۔

بردران یوسف(ع) نے ان سے کہا اے زیز ۔ارا ۔ ۔اپ بوڑھا ہے ہم پر ہرم ۔انی اور رحم کرو اور اس (ن ۔ یامین) کی جگہ تم ہم میں سے کسی و رکھ لو یوسف(ع) نے کہا ہم ستمگر نہیں یں کہ ۔ ۔نیر جرم کے کسی و سزا دیں ۔را ہمیں پنی پناہ میں رکھے جب برادران یوسف(ع) ہر رح سے ۔ا ۔ اید ہوئے تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا۔ ان میں سے بڑے (یہودا) نے ان سے کہا۔ کیا بھول ئے ہم باپ سے ہد وپیہ ان کر کے بنیامین و لائے تھے اور ۔را کی گواہ دی تھی کہ اسے واپس لے کر ۔ائیں گے ہم اس سے پہلے ۔ں یوسف(ع) کے م املے میں جرم کے مرتکب ہوچکے یں، میں (یہودا) اس وقت تک اس سرزمین سے واپس نہیں ۔اؤں گا جب تک ہ ارے والد ا ۔ازت نہیں دیتے یا حکم ۔را نہیں ہوتا کہ وہ بہترین ا کم ہے تم والد کے پاس ۔اؤ اور انہیں بتاؤ کہ ان کے بیٹے نےچوری کی ہے مگر ہم اس کی گواہ نہیں دیتے ہم عالم غیب نہیں یں ہمیں معلوم نہیں تھا کیا ہے لہذا آپ خود یہاں آکر ان لوگوں سے اس کی ۔ ۔ابت ۔ ۔یافت کریں ہم کسی تم کا مکر و فریب اور جھوٹ بیان نہیں کررہے۔

فرزندان یعقوب(ع) اپنے والد(ع) کے پاس آئے اور یہ ماجرا بیان کیا ۔ یعقوب(ع) نے فرمایا یقینا

میرے بیٹے نے چوری نہیں کی یہ تمہارا ہی نفس ہے جو تم سے اس طرح کے ناشائشتہ اعمال کرواتا ہے میں اپنے لیے صبر کو بہتر خیال کرتا ہوں اور خدا سے امید رکھتا ہوں کہ ایک دن وہ میرے تمام فرزند مجھ سے ملادے گا بیشک خدا دانا و حکیم ہے تم اپنا سامان باندھو اور دوبارہ مصر جانے کی تیاری کرو۔

جب وہ روانہ ہونے لگے تو حضرت یعقوب(ع) نے عزیز مصر (حضرت یوسف(ع)) کے نام ایک خط انہیں دیا اور کہا کہ یہ خط عزیز مصر بادشاہ کو میری طرف سے دینا پسرانِ یعقوب(ع) ایک مرتبہ پھر مصر آئے وہ خط حضرت یوسف(ع) کو دیا اور جناب یوسف(ع) نے وہ خط پڑھنا شروع کیا اس خط کا متن یہ تھا کہ میرے فرزند بنیامین کو میرے دوسرے فرزندوں کے ہمراہ روانہ کریں حضرت یوسف(ع) نے جب خط پڑھا تو اندر تشریف لے گئے اور خوب گریہ کیا جب باہر آئے تو برادران یوسف(ع) نے ان سے کہا اے عزیز (اس زمانے میں مصر کے حاکم کو عزیز کہتے تھے) ہم اور ہمارا خاندان اس وقت سختی میں ہے ہم کچھ مال اپنے ہمراہ لائے ہیں اگر چہ وہ کچھ زیادہ نہیں مگر آپ(ع) اسے قبول فرمائیں اور ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت دیں اور ہم پر تصدق کریں بے شک خدا تصدق کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے۔ یوسف(ع) نے کہا تم جانتے ہو کہ یوسف(ع) کے ساتھ تم نے کیا ، کیا تھا تم نے نادانی کی تھی یہ سن کر ان کے بھائی چونکے اور کہنے لگے کیا آپ یوسف(ع) ہیں یوسف(ع) نے کہا ہاں میں ہی یوسف(ع) ہوں(اور پھر نقاب الٹ دیا) اور یہ میرا بھائی ہے خدا نے مجھ پر احسان کیا اور جو بلاؤں پر صبر اور پرہیزگاری اختیار کرتا ہے خدا اس کو جزا دیتا ہے اور احسان کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

برادران یوسف(ع) کہنے لگے خدا کی قسم خدا نے تمہیں ہم پر فضیلت دی اور برگزیدہ کیا ہم خطا کار ہیں یوسف(ع) نے فرمایا اب تم پر کوئی الزام نہیں (کیونکہ وہ اپنی خطا تسلیم کر کے نادم ہوئے تھے) آج خدا نے تمہیں معاف کر دیا ہے وہ ارحم الراحمین ہے پھر یوسف(ع) نے انہیں کہا تم واپس جاؤ اور میرا پیراہن (کرتہ) والد صاحب کے چہرے پر ڈال دینا وہ بینا ہو جائیں گے اور پھر سب گھر والوں اور خاندان والوں کو لے کر یہاں آجانا۔

ادھر جبرائیل(ع) حضرت یعقوب(ع) کے پاس آئے اور فرمایا اے یعقوب(ع) کیا میں تمہیں وہ دعا

ۓ ۂ بتاؤں کہ جس سے خدا تیری آنکھیں روشن کردے اور تیرا فرزند تجھے واپس مل جائے یعقوب(ع) نے کہا کیوں نہیں چنانچہ جبرائیل(ع) نے کہا تو پھر آپ یہ الفاظ کہیں کہ یہ آپ(ع) کے پدر آدم(ع) نے کہن ادا کیے اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ اور جب یہ الفاظ نوح(ع) نے کہے تو ان کی کشتی وہ جودی پر جا ٹھہری اور وہ غرق ہونے سے بچ گئے اور جب آپ(ع) کے پدر ابراہیم(ع) کو آگ میں ڈالا گیا تو انہوں نے انہی الفاظ کو ادا کیا اور خدا نے اس آگ کو سرد کر دیا۔ لہٰذا یعقوب(ع) نے جبرائیل(ع) سے اس دعا کے لیے درخواست کی تو فرمایا کہو پروردگار میں تجھے واسطہ دیتا ہوں بحق محمد(ص) و علی(ع) و فاطمہ(س) و حسن(ع) و حسین(ع) کا کہ یوسف(ع) و بنیامین کو میرے پاس پہنچا دے اور میری آنکھوں کی بینائی مجھے لوٹا دے۔

ابھی یعقوب(ع) کی دعا تمام بھی نہیں ہوئی تھی کہ بشیر (خوشخبری دینے والا) یوسف(ع) کا پیراہن لے کر آیا اور اسے یعقوب(ع) کے چہرے پر ڈالا۔ گیا حضرت یعقوب(ع) کی بینائی واپس آگئی جناب یعقوب(ع) نے اپنے فرزندوں سے کہا، میں تم سے کہتا تھا کہ جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے انہوں نے کہا اے پدر بزرگوار ہمارے گناہوں کی مغفرت طلب کریں ہم خطا کار ہیں اور وہ معاف فرمانے والا ہے۔ دوسری روایت میں امام جعفر صادق(ع) سے نقل ہوا ہے کہ ان کے لیے استغفار کرنے کے واسطے سحر کا انتظار کرنے لگے۔ غرض کہ جب یعقوب(ع) مصر تشریف لائے اور یوسف(ع) ان کو استقبال کرنے گئے تو شوکتِ شاہی مانع ہوئی اور اپنی سواری پر سوار رہے اور پا پیادہ استقبال کرنے نہ گئے لہذا جبرائیل(ع) نازل ہوئے اور فرمایا اے یوسف(ع) خدا فرماتا ہے کہ تونے میرے صالح و صدیق بندے کا استقبال پا پیادہ نہیں کیا ہے لہذا تو اپنے ہاتھوں کو کھول جب یوسف(ع) نے حکم خدا اپنے ہاتھ کھولے تو ان کے ہاتھوں نور ان کی انگلیوں کے راستے زائل ہو گیا یوسف(ع) نے جبرائیل(ع) سے کہا اے جبرائیل(ع) یہ کیا ہوا جبرائیل(ع) نے کہا یہ نور اس لیے تجھ سے لیا گیا ہے کہ اب تیری پشت سے ہرگز کوئی پیغمبر(ص) نہیں آئے گا اور جو کچھ تو نے یعقوب(ع) کے ساتھ کیا ہے(ان کا استقبال پا پیادہ اور عاجزی سے نہیں کیا) یہ اس کی سزا ہے۔

پھر اہل سب کے سب خوش وخرم مصر میں داخل ہوئے یوسف(ع) نے اپنے والد(ع) سے کہا بابا جان یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے جس کو خدا نے یہاں پورا کر دکھایا تھا اس کے بعد فرمایا اے

میرے خدا مجھے مسلمان مارنا اور صالحین کے ساتھ ملحق کرنا ایک اور روایت میں امام جعفر صادق(ع) سے منقول ہے کہ یوسف(ع) بارہ سال کے تھے جب انہیں زندان میں ڈالا گیا اور وہ اس زندان میں اٹھارہ برس اور پھر رہائی کے بعد انہوں نے اپنی زندگی کے اسی(۸۰) سال گزارے اور ایک سو دس(۱۱۰) سال کی عمر میں وفات پائی۔

جناب شیخ صدوق(رح) نے اس مجلس کے بعد اسی دن(۲۱صفر ۳۶۸ھ) اس روایت کا اضافہ فرمایا کہ مسیب بن نجبہ نے بیان کیاہے کہ امیرالمومنین(ع) جناب علی ابن ابی طالب(ع) سے پوچھا گیا کہ ہمیں بتائیں، جناب رسول خدا(ص) کے اصحاب کیسے تھے ہمیں جناب ابوذر(رح) کے بارے میں بتائیں۔

جناب امیر(ع) فرمایا ابوذر(رح) علم حاصل کرنے والے تھے پھر پوچھا گیا حذیفہ(رح) کیسے تھے آپ(ع) نے فرمایا وہ منافقین کے ناموں کو بے نقاب کیا کرتے تھے۔ پوچھا گیا عمار یاسر(رض) کیسے تھے۔ جناب امیر(ع) نے فرمایا ان کے بدن کے تمام حصے ایمان سے پر تھے، چیزیں بھول جایا کرتے تھے مگر جب یاد آتیں تو انہیں اچھی طرح یاد کر لیا کرتے تھے پھر دریافت کیا گیا کہ عبداللہ بن مسعود کی بابت بیان کریں امیرالمومنین(ع) نے فرمایا قرآن کو بہتر پڑھا کرتا تھا کیونکہ اس کے سامنے نازل ہوا تھا پھر فرمایا گیا کہ جناب سلمان فارسی(رض) کا حال بتائیں تو فرمایا، وہ علم اولین و آخرین کو جانتے تھے وہ ایک ایسا سمندر تھے کہ تمام نہیں ہوتا۔(وسعت علم کی طرف اشارہ ہے) اور ہمارے خاندان سے تھے جناب امیر(ع) سے گذارش کیا گیا کہ کچھ اپنے بارے میں بتائیں تو فرمایا میں جب کبھی رسول خدا(ص) سے پوچھتا تو مجھ سے بیان فرماتے اور اگر میں خاموش رہتا تو خود ہی مجھ سے بات کرنے لگتے تھے۔

مجلس نمبر ۴۴

(۲۵ صفر سنہ۳۶۸ھ)

۱۔ امام باقر(ع) نے فرمایا نیکیاں گناہوں کو دھو دیتی ہیں مگر نیکی کے بعد گناہ، نیکیوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ (کیا خوب ہے کہ بدی کے بعد نیکی سے بہتر کوئی نیکی نہیں اور نیکی کے بعد بدی سے بدتر کوئی بدی نہیں)

۲۔ امام باقر(ع) نے فرمایا ظلم کی تین اقسام ہیں۔

اول :۔ وہ جس کو خدا معاف کردیتا ہے۔

دوئم :۔ کہ جس کو وہ چھوڑ دیتا ہے۔

سوم :۔ وہ کہ جسے خدا معاف نہیں کرتا۔

اول:۔ جسے وہ معاف نہیں کرتا وہ اس کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

دوم :۔ جس کو وہ چھوڑ دیتا ہے وہ بندوں کے حقوق ہیں(حقوق العباد کی معافی کا حق وہ مخلوق کو دیتا ہے۔ اس لیے اس کی معافی وہ بندوں پر چھوڑتا ہے۔)

سوم :۔ جسے معافی کردیتا ہے وہ اس(بندے) کا اپنے نفس پر ستم ہے۔ پھر امام(ع) نے فرمایا کہ ظالم کو روز قیامت مظلوم سے غصب کیے گئے حق سے کہیں زیادہ (بصورت ثواب) ادا کرنا پڑے گا۔

۳۔ امام باقر(ع) نے فرمایا اے فلاں امیروں کی محفل میں مت بیٹھو کیونکہ جب تک تم ان کے درمیان ہوتے ہو تو متعجب ہوتے ہو کہ یہ نعمتیں خدا دے رہا ہے مگر جب اٹھتے ہو تو یہ خیال رکھتے ہو کہ خدا ہمیں کوئی نعمت عطا نہیں کررہا ہے۔

۴۔ امام باقر(ع) نے قول خدا"قولوا للناس حسنا" کی تفسیر کے سلسلے میں ارشاد فرمایا لوگوں میں سے بہتر وہ ہیں کہ جو بات وہ اپنے لیے پسند کرتے ہیں (خوش گفتاری) وہی دوسرے سے کرتے ہیں خدا دشنام طراز اور مومنین کو طعنے دینے والے پر لعنت کرتا ہے اور کسی سے فحش کلامی اور بیہودہ بات کہنے والے کو دشمن رکھتا ہے۔

۵- امام باقر(ع) نے رفما یا اچھے ا ال انسان و بری موت سے حفاظت یں اور ہر ایک سے خوش رفتاری (اچھے کاموں میں سبقت)رکھنا صدقہ ہے دنیا میں خوش رفتاری کرنے والا آخرت میں بھی خوش رفتار ہوگا اور دنیا میں برائی کرنے والوں و آخرت میں بھی برائی لے گی پہلا بندہ جو بہشت میں داخل ہوگا اور خوش خلق ہے اور پہلا بندہ جو دوزخ میں جائے گا وہ بدکار ہے۔

۶- امام باقر(ع) نے رفما یا خدا نے موسی بن عمران(ع) سے وجہ بات راز میں کی ہے کہ جن میں توریت میں مرقوم ہے کہ خدا نے رفما یا، اے موسی(ع) اپنے پوشیدہ عیوب کے بارے میں مجھ سے ڈو تاکہ میں تمہارے عیب لوگوں سے پوشیدہ رکھوں، اپنی خواہشوں اور لذتوں کے حصول کے لیے اپنے دل میں مجھے یاد رکھو تاکہ میں تمہاری لغزشوں سے تمہاری حفاظت کروں اور جو لوگ تمہارے اختیار میں یں ان پر اپنے غضب و روکے رکھو تاکہ میرے غضب کا شکار نہ بنو۔ میرے راز و اپنے دل میں پوشیدہ رکھو اور میرے دشمن سے نفرت کرو اور اسے میرے خلق اور راز سے آگاہ نہ کرو کیونکہ وہ میرے بارے میں ناسزا (شرک) کہیں گے اور اس طرح تم ان کے ناسزا کہنے یں ان کے شریک اور گناہ گار ہو جاؤ گے۔

۷- اصبغ بن نباتہ کہتے یں کہ امیرالمو منین(ع) اپنے سجدے کے دوران خدا سے کہتے ، اے میرے آقا میں تجھ سے راز کی بات کہتا ہوں کہ جس طرح ایک ذلیل بندہ اپنے مولاسے راز کی بات کہتا ہے میں تجھ سے طلب کرتا ہوں اس بندے کی طرح جو جانتا ہے کہ تو عطا کرتا ہے اور جو کچھ تیرے پاس ہے وہ کم نہیں ہوتا میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اس بندے کی طرح جو یہ جانتا ہے کہ تیرے سوا کوئی گناہ معاف نہیں کرسکتا اور میں تجھ پر توکل رکھتا ہوں اس بندے کی طرح کہ جو یہ جانتا ہے کہ تو ہر چیز پر طاقت و قدرت رکھتا ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے رفما یا کہ جو شخص نماز عصر کے بعد ستر بار استغفار کرئے تو خدا اس کے سات سو گناہ معاف فرماتا ہے اگر وہ شخص گناہ رکھتا نہ ہوگا تو اس کے باپ کے گناہ معاف کرئے گا اور اگر اس کا باپ کوئی گناہ نہ رکھتا ہو تو اس کی ماں کے گناہ معاف فرمائے گا، اگر وہ کوئی گناہ نہ رکھتی ہوگی تو اس شخص کے بھائی کے گناہ معاف فرمائے جائیں گے اگر اس کے گناہ نہ ہوں گے تو

اس کی ٰ ن کے ۔ اہوں و م اف کیا ائے گا اور اگر اس کی ٰ ن ٰ ن وئی اہ ۔ ر ٰ ق ہوگی تو راوند کریم اس کے رشتہ داروں کے ۔ اہوں و ۔ باترتیب م اف فرما دے گا۔

۹۔ ابر کہتے یں کہ امام باقر(ع) سے رض کیا یا، وہ لوگ کیسے یں کہ جب قرآن کی وئی آیت یا وئی (. لائی) کی ۔ بات انہیں یاد دلائی ائے تو ان پر اثر نہیں وتا یہاں تک کہ اگر ان کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں ٰ ن قطع ہو ائیں تب ٰ س وہ خبر دار نہیں ہوتے۔

امام(ع) نے رفما یا سبحان اللہ۔ یہ شیطان کی الت ہے جس پر وئی اثر نہیں وتا ور۔ بیشک قرآن ، نرمی، رقتِ قلب اور اشک و خوف کا اثر ر ٰ تا ہے۔

۱۰۔ امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی واجب ماز و اس کے وقتِ مقررہ پر درست ریقے سے ادا کرئے تو فرشتہ اس ماز و ۔ پاک و روشن الت میں آس ان پر لے اتا ہے جہاں یہ ماز آواز دیتے ہے کہ را یا اس بندے کی حفات اس رح کر جس رح اس نے میری حفات کی اے بندے میں تجھے اس رح را کے حوالے کرتی ہوں کہ جس رح تو نے مجھے ایک کریم فرشتے کے حوالے کیا ہے۔ اور جو وئی ماز و بے وقت و بے زر ادا کرئے اور اس کی درست ادائیگی ۔ کرئے تو ایک فرشتہ اس ماز و بہ الت تاریکی اوپر لے اتا ہے جہاں یہ ماز آواز دیتی ہے کہ را یا اس بندے و اس رح ضائع کر جس رح اس نے مجھے ضائع کیا ہے اور اس کی رعایت ۔ کر جس رح اس نے میری رعایت نہیں کی۔

ٰ پھر امام صادق(ع) نے رفما یا جب بندہ را کے سامنے کھڑا ہوگا تو اس سے ٰ پہلا وال واجب ماز کا ہوگا ٰ پھر زوۃ واجب کا وال کیا ائیگا اس کے بعد واجب روزہ اور ٰ پھر واجب حج کا وال ہوگا پھر ہ ارے اندان کی ولایت کے بارے میں پوچھا ائیگا اگر وہ بندہ ہ ارے اندان کی ولایت کا م ترف ہوگا اور اس عقیدے پر وت ہوا ہوگا تو باقی اعمال یعنی ماز، روزہ ، حج، زوۃ، وغیرہ قبول ہوں گے۔ اگر وہ ہ اری ولایت کا اعتراف نہیں کرے گا تو را اس کا وئی مل قبول نہیں کرے گا۔

اسی سلسلہ سند سے امام صادق(ع) نے رفما یا کہ جب مازِ واجب پڑھو تو اس کے مقررہ وقت پر

پڑھو اور اس خوف سے اسے وداع کرو کہ کہیں یہ واپس نہ ہو بائے اپنی آنکھوں و اپنی بائے سجدہ پر رکھو اور بہتر پڑھو ان لو کہ تم اسکے (خدا) سامنے کھڑے ہو اور اسے دیکھ نہیں سکتے مگر وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

نزول سورہ دہر

۱۱- امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے اس قول خدا کہ "اپنی نذر و پورا کرتے ہیں" (ل اتی آیت ۷) کی تفسیر و روایت کیا ہے کہ۔ حسن(ع) و حسین(ع) کمسن تھے کہ بیمار ہوئے اور جناب رسول خدا(ص) دو اشخاص کے ہمراہ ان کی عیادت و تشریف لائے اور دونوں کی صحت کے متعلق ارشاد فرمایا، " اے ابوالحسن(ع) (علی(ع)) اگر اپنے دونوں فرزندوں کے لیے نذر کرو تو خدا انہیں شفا عطا کرے گا"۔

جناب امیر(ع) نے فرمایا میں کہ۔ ور شکر خدا تین روزے رکھوں گا یہ سن کر جناب فاطمہ(س)، جناب حسن(ع) جناب حسین(ع) اور بی بی ...(رض) نے ...ن اسی نذر کا ارادہ کیا اور منت مانی۔

خدا نے انہیں لباسِ عافیت (شفا) پہنایا تو صبح سب نے نیت کی اور روزہ رکھ لیا مگر گھر میں خوراک کا انتظام موجود نہ تھا کہ جس سے روزہ انطار کیا جاتا جناب امیر(ع) نے یہ دیکھا تو اپنے قریبی ہمسائے "شمعون" جو کہ یہودی تھا اور اون کا کاروبار کرتا تھا کے ہاں گئے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے کچھ اون لے کر دخترِ محمد(ص) و دوں جو اس وہ تیرے لیے بن دے اور تو اس کے بدلے مجھے کچھ جو دیدے یہودی کے اس پر اقرار کے بعد کچھ مقدار اون کے عوض تین صاع (تقریبا پونے تین سو ایک صاع کا وزن ہوتا ہے) جو اس یہودی کی طرف سے ادا ہونے قرار پائے۔

جناب امیر(ع) نے وہ اون اور جو اس یہودی سے لیے اور گھر تشریف لائے اور بی بی فاطمہ(س) و اون اور جو کے بارے میں بتایا بی بی(س) نے اس معاملے و قبول فرما کر ایک تہائی اون بننے کے بعد ایک صاع جو لی اور اسے پیس کر اس کا آٹا گوندھا اور سب گھر والوں کی تعداد کے مطابق پانچ روٹیاں بنائیں۔

جنابِ امیر(ع) جب نماز مغرب و پیغمبر(ص) کے ساتھ ادا کر کے گھر واپس تشریف لائے تو دسترخوان بچھایا گیا اور پانچوں افراد روزہ افطار کرنے بیٹھ گئے۔ جب جنابِ امیر(ع) نے افطار کی غرض سے پہلا لقمہ اٹھایا تو ایک مسکین نے دروازے پر صدا دی کہ اے اہل بیت(ع) محمد(ص) تم پر سلام ہو۔ میں ایک مسکین ہوں مجھے اس کھانے میں سے عطا کیجیے جس میں سے آپ(ع) تناول فرماتے ہیں خدا آپ(ع) کو بہشت کا کھانا عطا کرئے گا۔جنابِ امیر(ع) نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا اور بی بی فاطمہ(س) سے کہا اے صاحبہ مجد و یقین'' اے دختر خیر الناس اجمعین'' دروازے پر ایک مسکین کھڑا نالہ و زاری کرتا ہے اور غمگین ہے اگر اسے کچھ نہ دیا تو یہ خدا سے شکایت کرئے گا اور خدا نے بہشت و سخیوں پر حرام قرار دیا ہے اور بخیل کے لیے غم اور آتش دوزخ رکھا ہے فاطمہ(س) نے چہرہ مبارک جنابِ امیر(ع) کی طرف کیا اور فرمایا اے ابن عم میں نے آپ(ع) کی بات سنی، میں خوراک کی پرواہ نہیں کرتی و ملامت نہیں چاہتی میں خدا کی ذات سے امید وار رہتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ ہم اس نیکی میں اجرات شریک ہوں۔ بابا جان(ص) کی شفاعت کے حقدار ہو کر فردوس میں جائیں یہ کہہ کر بی بی(س) نے وہ سارا کھانا اٹھایا اور اس مسکین کو دے دیا اور سب کے سب بھوکے سو گئے اور پانی کے سوا کوئی دوسری چیز انہوں نے نہ چکھی۔اگلی شام دوسرے دن کے افطار کے لیے بی بی(س) نے پھر ایک تہائی اون بُنا اور ایک صاع جو لے کر اسے پیسا اور اس سے گھر کے افراد کی تعداد کے مطابق پانچ روٹیاں بنائیں۔جنابِ امیر(ع) نے نمازِ مغرب رسول خدا(ص) کے ساتھ ادا کی اور گھر تشریف لائے ان کے آنے پر دسترخوان بچھایا گیا جب سب لوگ روزہ افطار کرنے بیٹھے اور جنابِ امیر(ع) نے پہلا لقمہ اٹھایا تو ایک یتیم مسلمان دروازے پر آکھڑا ہوا اور صدا دی ، اے اہل بیت(ع) تم پر سلام ہو میں ایک مسلمان یتیم ہوں آپ(ع) جو کچھ تناول فرماتے ہیں اس میں سے مجھے بھی کچھ عنایت کریں خدا آپ(ع) کو بہشت کی خوراک عطا کرئے گا، علی(ع) نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا اور بی بی فاطمہ(س) سے فرمایا اے فاطمہ(س) تم دخترِ سید کریمان ہو۔ تم دخترِ پیغمبر(ص) ہو اور جانتی ہو کہ بخیل کو دوزخ کی طرف کھینچا جائے گا اور اسے حمیم پلایا جائے گا اور آگ کا لباس دیا جائے گا بی بی(س) نے جنابِ امیر(ع) کی طرف دیکھا اور فرمایا میں تمام تر تکلیف خدا کی خاطر اٹھاتی ہوں، یہ تکلیف اس تکلیف سے کہیں کم تر ہے جو میرا فرزند کربلا میں اٹھائے گا اسے قتل کیا جائے گا اور اس کا قاتل دوزخ میں رکھا جائے گا یہ کہہ کر بی بی(س) نے دسترخوان پر

جو کچھ بھی تھا اس سائل کو دے دیا اور سب کے سب پانی سے افطار کر کے سو گئے۔ اگلے دن بی بی فاطمہ(س) نے بقیہ تہائی اون کو کات کر بیچا اور آخری صاع جو کو پیس کر پانچ روٹیاں تیار کیں جنابِ امیر(ع) جنابِ رسول خدا(ص) کے ساتھ نماز ادا کر کے واپس آئے تو افطار کے لیے دسترخوان بچھایا گیا اور جب جنابِ امیر(ع) نے پہلا لقمہ اٹھایا تو ناگاہ دروازے پر صدا سنائی دی کہ اے خاندان محمد(ص) آپ(ع) پر سلام ہو میں اسیرِ مشرکین تھا اور قید کے دوران مجھے کھانا نہیں دیا گیا مجھے کچھ عطا کیجئے جنابِ امیر(ع) نے لقمہ ہاتھ سے رکھ دیا اور فاطمہ(س) سے فرمایا اے نبی احمد(ص) کی دختر اے نبی سید کی دختر ایک اسیر تیرے در پر آیا ہے جو کہ کمزور ہے اور قید میں رہا ہے اگر اس کی حاجت پوری نہ کی گئی تو یہ خدا سے شکایت کرے گا اور آج جو ہم بوئیں گے وہی کل کاٹیں گے لہذا مایوس مت ہو۔ بی بی(س) نے فرمایا بیشک اب مزید جو نہیں رہے کہ ہم ان سے روٹی بنالیں اور ہم تین راتوں سے بھوکے ہیں اس کے باوجود ہم اسے خالی نہیں لوٹائیں گے خدا ہم پر کرم کرے گا کیونکہ ہم نے ایک کمزور کی مدد کی یہ کہہ کر دسترخوان پر جو کچھ بھی تھا اسے اٹھایا اور اس اسیر کو دے دیا نذر کے مطابق یہ آخری روزہ تھا صبح کو گھر میں کوئی چیز نہ تھی کہ جسے تناول فرماتے۔ شعیب بیان کرتے ہیں کہ جنابِ امیر(ع)، حسن(ع)، و حسین(ع) کو رسول خدا(ص) کے پاس لائے یہ دونوں فرزند خالی پیٹ تھے اور بھوک کی وجہ سے ان پر ضعف طاری تھا۔ جنابِ رسول خدا(ص) نے جب انہیں اس حال میں دیکھا تو علی(ع) سے فرمایا اے ابوالحسن(ع) مجھے یہ سختی بھلی معلوم نہیں پڑتی پھر انہیں اپنے ہمراہ لیا اور فاطمہ(س) کے پاس آئے وہ محرابِ عبادت میں تھیں اور بھوک کی وجہ سے ان کا پیٹ ان کی پشت کے ساتھ لگا ہوا تھا۔ اور آپ(ع) کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں رسول خدا(ص) نے ان کی اس حال میں دیکھا تو انہیں اپنی آغوش میں لے لیا اور فرمایا خدایا میں تجھ سے استغاثہ کرتا ہوں کہ یہ تین روز سے اس حال میں ہیں۔ تب جبرائیل(ع) تشریف لائے اور فرمایا۔ اے محمد(ص)، خدا جو کچھ تمہارے خاندان کو دینے پر آمادہ ہوا ہے وہ لے لو۔ آپ(ص) نے فرمایا وہ کیا ہے۔ جبرائیل(ع) نے فرمایا کہ "هَلْ أَتى عَلَى الْإِنْسانِ حينٌ مِنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئاً مَذْكُوراً إِنَّ هذا كانَ لَكُمْ جَزاءً وَ كانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُوراً" کیا گزرا ہے انسان پر ایک ایسا زمانہ کہ یاد میں نہ تھا۔۔۔ (تا آخر آیت) اے محمد(ص) یہ تمہارے خاندان کے لیے خدا کی طرف سے کہ تمہاری کوشش کا قدردان وہ (خدا) ہے۔ حسن بن مہران نے روایت بیان کی ہے کہ پیغمبر(ص) اپنی جگہ سے اٹھے اور فاطمہ(س) کے گھر

ے اور سب گھر والوں و اکٹھا کیا اور اپنا سر جھکا کر گریہ کرنے لگے اور فرمایا تم تین روز سے اس حالت میں ہو اور مجھے اطلاع نہیں ہے تو جبرائیل(ع) ان آیات کے ہمراہ تشریف لائے" بیشک نیک لوگ اس سے جام پیئیں گے جو کہ کافور سے ممزوج ہیں اس چشمہ سے خدا کے بندے پیئیں گے اور اچھی طرح ان و جوش آئے گا" (ہل اتی ، ۵) پھر فرمایا کہ یہ وہ چشمہ ہے جو پیغمبر(ص) کے گھر سے انبیاء(ع) و مومنین کے گھروں تک جاری ہے علی(ع) و فاطمہ(س) و حسن(ع)، حسین(ع) اور ان کی کنیز کا اس نذر و پورا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اس دن کے شر سے ڈرتے ہیں کہ جس دن چہرے برے اور خوفناک ہوں گے اور وہ مسکین، یتیم اور اسیر و صرف اس(خدا) کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیشک تمہیں یہ راہ خدا میں دیا جارہا ہے جس کا بدلہ تم سے اس کے سوا کچھ اور نہیں چاہتے کہ تم اس کی قدردانی کرو اور خدا کی قسم وائے خدا کی قدردانی کے وہ اس سے اپنی ذاتی غرض و خواہش کا مقصد نہیں رکھتے اور اس کا ثواب وہ صرف خدا سے چاہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ خدا نے ان و اس دن کے عذاب سے محفوظ رکھا ہے اور انہیں نورانی چہرہ و دل شاد عطا کیا ہے اور انہیں بہشت سے نوازا ہے کہ اس میں سکونت اختیار کریں گے اور ان کے لیے فرش حریر بچھایا جائیگا اور انہیں تخت بہشت پر تکیہ دیا جائیگا اور بہشت کے حلے پہنائے جائیں گے اور نہ ان پر سورج کی جلانے والی گرمی ہوگی اور نہ ٹھٹھرانے والی سردی۔ ابن عباس(رض) فرماتے ہیں کہ جس وقت اہل بہشت آرام سے اس میں بیٹھے ہوں گے اور سورج و دیکھیں گے تو اے پروردگار سے عرض کریں گے کہ پروردگار تو نے قرآن میں ارشاد فرمایا تھا کہ بہشت میں سورج و نہ دیکھو گے خدا جبرائیل(ع) و ان کی طرف بھیجے گا اور انہیں اطلاع دے گا کہ یہ سورج نہیں یہ علی(ع) و فاطمہ(س) مسکرائے ہیں اور بہشت ان کے مسکرانے سے روشن ہوگئی ہے۔

سورہ "ہل اتی" کی آیت "كانَ سَعْيُكُمْ مَشْكُوراً" تمہارے اس عمل کی قدردانی میں نازل کی گئی اور تمہارے بارے میں اتاری گئی۔

مجلس نمبر ۴۵

(۲۸ صفر سنہ۱۳۶۸ھ)

جنابِ عبدا لب(ع) کا خواب

۱۔ جنابِ ابو طالب(ع) جنابِ عبدا لب(ع) سے روایت کرتے یں کہ ایک روز میں (عبدا لب(ع)) حجر اسمٰعیل(ع) میں و رہا تھا کہ ایک خواب دیکھا جس نے مجھے خوف زدہ کردیا میں کاہن بیدار ہوا اور کاہن قریش کے پاس یا ان دنوں میں اپنی قوم کا سردار تھا جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں کانپ رہا ہوں اور میرے بال کندھوں پر پڑے ل رہے یں تو کہنے گا آج کیا بات ہے، رب کے سردار کا رنگ تغیر ہے کہیں حوادث زمانہ سے تو یہ حال نہیں ہو یا۔ میں نے کہا ہاں کچھ ایسا ہی ہے آج رات میں حجر اسمٰعیل(ع) میں و یا ہوا تھا اور میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک درخت میری پشت سے اگا اور اس قدر بلند ہوا کہ اس کی شاخیں آسمان تک پہنچ ئیں اور پھیلاؤ میں مشرق و مغرب میں چلی ئیں، پھر دیکھا کہ اس سے ایک نور ظاہر ہوا جو ستر(۷۰) آفتاب کے نور کے برابر ہے رب و عجم اس کے سامنے سجدہ ریز یں اور ہر روز اس کی بزرگی و عظمت بڑھتی جا رہی ہے، پھر قریش کے ایک گروہ نے چاہا کہ وہ اسے اکھاڑ دیں مگر جب وہ اس کے نزدیک ہوئے تو ایک نوجوان جو سب لوگوں سے زیادہ شکیل و جمیل تھا آگے بڑھا اور انہیں پکڑا کر ان کی پشتیں توڑ دیں ان کی آنکھیں نکال دیں، پھر میں نے چاہا کہ میں اس درخت و پکڑلوں میں نے اپنا ہاتھ بلند کیا تو اس نوجوان نے مجھے آواز دی "تم اپنا ہاتھ ہٹا لو تمہارا اس میں وئی حصہ نہیں" میں نے اسے کہا میرا حصہ کس لیے نہیں جب کہ یہ درخت میرا ہے اس نے کہا یہ حصہ ان کا ہے جو اس میں آویزاں یں۔ میری آنکھ خوف کی وجہ سے کھل گئی میں اٹھا تو میرا رنگ تغیر تھا۔

جنابِ عبدا لب(ع) فرماتے یں کہ میں نے دیکھا کہ اس کاہن کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو یا اس نے کہا اے عبدا لب(ع) اگر تم سچ کہہ رہے ہو تو سنو تمہاری پشت(لب) سے

ایک فرزند پیدا ہوگا جو مشرق ومغرب کا مالک ہوگا اور لوگوں کے درمیان پیغمبری کرے گا۔ عبدالمطلب(ع) کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے دل سے غم ختم ہو گیا۔ پھر آپ(ع) نے مجھ سے فرمایا اے ابوطالب(ع) کوشش کرو کہ وہ مدد کرنے والا جوان تم بن جاؤ۔ لہذا ابوطالب(ع) ہمیشہ آنحضرت(ص) کی نبوت کے بعد اس خواب کا تذکرہ کیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ والله وہ درخت ابوالقاسم امین(ص) ہیں۔

۲۔ عبداللہ ابن عباس(رض) نے اپنے والد عباس(رض) سے روایت کی ہے کہ جب میرے بھائی عبداللہ پیدا ہوئے تو ان کے چہرے پر آفتاب کے نور کی مانند ایک نور تھا۔میرے پدر بزرگوار جناب عبدالمطلب(ع) نے فرمایا کہ میرے اس فرزند کی شان بلند ہوگی پھر میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ عبداللہ کی ناک سے ایک سفید پرندہ نکلا اور پرواز کر کے مشرق ومغرب تک پہنچا اور پھر واپس آکر بام کعبہ پر بیٹھ گیا اس وقت قریش کے تمام لوگوں نے اس کو سجدہ کیا اور حیرانی سے اسے تکنے لگے ناگاہ ایک روشنی ہوئی جو زمین و آسمان اور مشرق و مغرب پر چھا گئی میں بیدار ہوا تو ایک کاہنہ کے پاس گیا جو قبیلہ بنی مخزوم سے تھی اسے میں نے اپنے خواب کا حال بیان کیا وہ کہنے لگی اے عباس اگر تم نے واقعی یہ خواب دیکھا ہے اور اگر یہ سچا ہے تو تمہارے بھائی کے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ اہلِ مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں گے۔ عباس(رض) کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں ہمیشہ سے عبداللہ کے لیے زوجہ کی فکر میں رہا۔یہاں تک آنکہ آمنہ(س) سے ان کا عقد ہو گیا، وہ (آمنہ) قریش کی عورتوں میں زینت و زیبائی میں سب پر مقدم تھیں پھر جنابِ رسالت مآب(ص) کی پیدائش سے پہلے جناب عبداللہ(ع) کا انتقال ہو گیا میں نے جب آنحضرت(ص) کو دیکھا تو مشاہدہ کیا کہ ان کی آنکھوں کے درمیان نورِ لامع موجود ہے اور جب میں نے انہیں گود میں لیا تو مجھے ان(ص) سے مشک کی خوشبو آئی میں نے محسوس کیا کہ میں خودکیا نافہ مشک کی طرح معطر ہو گیا ہوں۔

آمنہ(س) نے مجھ سے کہا کہ جب مجھے دردِ زہ شروع ہوا تو میں نے اپنے گھر میں بہت سی آوازیں سنیں جو آدمیوں کی آوازوں سے متشابہ تھیں۔ پھر میں نے سندس بہشت کا ایک علم دیکھا جو یاقوت کی چھڑی میں لگا ہوا تھا اور جس کی وسعت نے زمین و آسمان کو گھیرا ہوا تھا اور ایک نور آنحضرت(ص) کے سر سے بلند تھا جس نے آسمان کو روشن کر رکھا تھا اس نور میں نے ملکِ شام کے قصر دیکھے

جووز کی زیادتی کے سبب آگ کے شعلے معدوم ہورہے تھے پھر میں نے اپنے چاروں طرف اسفرود کی مانند پرندے دیکھے جو اپنے پر مجھ پر پھیلائے ہوئے تھے پھر میں(آمنہ) نے دیکھا کہ شیرہ اسدیہ گذرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ اے آمنہ(س) تمہارے اس فرزند(ص) سے کاہنوں اور بتوں کو کیا کیا دیکھنا نصیب ہوگا اس کے بعد میں نے ایک بلند قامت نوجوان کو دیکھا جو کہ مجھے عبدالمطلب(ع) کی مانند دکھائی دیئے انہوں نے میرے فرزند کو گود میں لیا اور اپنا لعاب دہن ان کے منہ میں دیا ان کے پاس ایک سونے کی کنگھی بھی تھی انہوں نے میرے فرزند کا شکم مبارک پاک کیا اور ان کا دل نکال کر پاک کیا اور اس میں سے ایک سیاہ نقطہ نکال کر پھینک دیا پھر حریرِ سفید کی ایک تھیلی نکالی اور اس میں سے ایک سفید رنگ کی گھاس کی طرح کی کوئی چیز نکال کر دل میں بھر دی اور دل کو اس کے مقام پر رکھ دیا پھر انہوں نے میرے فرزند(ص) کے شکم مبارک پر اپنا ہاتھ پھیرا اور آنحضرت(ص) سے باتیں کرنے لگے آپ(ص) ان کی باتوں کے جواب دیتے باتے مجھے ان کی باتیں سمجھ نہ آسکیں سوائے چند الفاظ کے وہ یہ تھے کہ خدا کے حفظ و امان اور حمایت میں رہو میں نے تمہارے دل کو ایمان و علم و یقین و حکمت سے بھر دیا ہے اور تم بہترین خلق ہو وہ خوش بخت ہے جو تمہاری حمایت کرے اور اس پر وائے ہو جو تمہاری مخالفت کرے اس کے بعد انہوں نے ایک دوسری تھیلی نکالی جو حریر سبز کی تھی اور اس میں سے ایک انگوٹھی نکال کر اس سے حضرت(ص) کے دونوں کاندھوں کے درمیان مہر لگائی جس کا نقش ابھر آیا پھر انہوں نے حضرت(ص) سے کہا کہ میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ میں تم میں روح القدس پھونک دوں۔ غرض یہ کہ انہوں نے حضرت(ص) کے سینے میں روح القدس پھونک دی پھر انہوں نے حضرت(ص) کو ایک پیراہن پہنایا اور کہا یہ دنیا میں تمہارے لیے آفتوں سے امان ہے۔

اے عباس(رض) یہ وہ امور تھے جن کو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا عباس(رض) کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت(ص) کے شانوں کو کھولا اور اس مہر کو پڑھا، میں یہ باتیں ہمیشہ پوشیدہ رکھا کرتا تھا یہاں تک کہ میں بھول گیا اور جب مشرف بہ اسلام ہوا تو حضرت(ص) نے مجھے خود یہ باتیں یاد دلائیں۔

۳۔ امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے روایت کی ہے کہ دعا کو پانچ مواقع پر غنیمت جانو(کہ یہ قبولیت کے مواقع ہیں۔)

اول :۔ جس وقت قرآن پڑھا جائے۔

دوم :۔ بوقت اذان

سوم :۔ بوقت نزول باران

چہارم :۔ جس وقت دو لشکر برِ شہادت کے لیے آمنے سامنے کھڑے ہوں

پنجم :۔ مظلوم کی نفرین کہ اس کے اور عرش کے درمیان اس وقت کوئی پردہ حائل نہیں ہوتا۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا ۔ چار آدمیوں کی دعا کے سامنے آسمان کے دروازے کھلے رہتے ہیں کہ وہ سیدھی عرش پر پہنچتی ہے اور رد نہیں ہوتی۔

اول :۔ باپ کی دعا فرزند کے لیے۔

دوم :۔ مظلوم کی دعا (یا بد دعا) ظالم کے لیے۔

سوم :۔ عمرہ کرنے والے کی دعا یہاں تک کہ وہ واپس اپنے وطن پلٹ آئے۔

چہارم :۔ روزہ دار کی دعا یہاں تک کہ وہ افطار کرے۔

۵- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا گرفتاری ہرگز دعا سے شایستہ تر نہیں جو کچھ کوئی عظیم ہو اس کی گرفتاری (مصیبت میں مبتلا ہونا) عافیت کے ساتھ ہے کہ اس بلا سے امان نہیں ہے۔

٦- جناب امیر(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) جب نئے موسم کو میوہ دیکھتے تو اس کو بوسہ دیتے اور دونوں آنکھوں پر رکھتے پھر لبوں پر رکھ کر فرماتے رہے یا جس طرح تونے اس کو دنیا میں ہمارے لیے عافیت میں کیا ہے اسے آخرت میں بھی ہمارے لیے عافیت بنا دے۔

٧ - مالک جہنی کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) کی خدمت میں ایک پھول پیش کیا گیا جب انہوں نے وصول کیا تو اسے اپنی دونوں آنکھوں کو لگایا اور اس کی خوشبو سونگھی پھر فرمایا جو کوئی پھول لے تو اس کی خوشبو سونگھے اور آنکھوں کو لگا کر ہے " اللھم صلی علی محمد و آل محمد(ص)" تو اس کے گناہ معاف فرمائے جائیں گے۔

8- جنابِ علی بن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے مجھے تعلیم دی کہ جب کوئی نیا لباس زیب تن کرو تو کہو ۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے یہ لباس مجھے پہنایا جو لوگوں کے درمیان

افتخار کی علامت ہے۔ خدایا اس لباس کو میرے لیے باعثِ برکت بنا دے کہ میں اسے پہن کر تیری رضا طلب کروں اور تیری مساجد کو آباد کروں۔ جنابِ امیر(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی اس طرح کسی لباس کو زیب تن کرے گا تو اس کے گناہیں معاف کردیا جائے گا۔

۹- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ بندہ کو چاہئے کہ اذان فجر سننے کے بعد کہے: خدایا میں تیرے آنے والے دن میں تیری نماز ادا کرنا چاہتا ہوں اور تیرے حضور تیری درگاہ میں دعا مانگتا ہوں کہ تو میری توبہ قبول کر لے اور تو قبول کرنے اور مہربانی فرمانے والا ہے۔

پھر جب اذان مغرب سنے تو کہے بارالہا میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر رات میں مروں تو تائب ہو کر مروں۔

۱۰- امام صادق(ع) نے فرمایا جو شخص نیا کپڑا خرید کر پہننے سے پہلے چھتیس (۳۶)بار انا انزلناہ پڑھے مگر جب" تنزل الملائکۃ" تک پہنچے تو تھوڑا سا پانی لے کر اس کپڑے پر ڈالے پھر دو رکعت نماز ادا کرے اور بارگاہ رب العزت میں دعا کرے کہ حمد اس خدا کی جس نے مجھے رزق عطا کیا جس سے میں لوگوں کے درمیان آراستہ ہوا، اپنا ستر چھپایا اور اس (لباس) میں اپنے پروردگار کی نماز ادا کرتا ہوں۔ امام(ع) فرماتے ہیں کہ جب تک یہ لباس پرانا ہو کر ناقابل استعمال نہ ہو جائے گا وہ بندہ وسعت میں رہے گا۔ (یعنی وسعتِ رزق سے سر فراز رہے گا۔)

۱۱- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کی ہے کہ رسول خدا(ص) جب بھی کسی یہودی نصرانی یا غیر مسلم کو دیکھتے تو فرماتے حمد اس رب العزت کی جس نے مجھے اسلام کے ذریعے تم پر برتری و فضیلت دی کہ قرآن میری کتاب ہے اور جس نے علی(ع) کو امام اور مومنین کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا اور کعبہ کو میرا قبلہ قرار دیا بیشک خدا ان غیر مسلموں کے درمیان مومنین کو ہرگز دوزخ میں داخل نہ کرے گا۔

۱۲- امام صادق(ع) نے فرمایا جو بندہ کسی آفت زدہ معذور یا اپاہج کو دیکھے تو دل میں تین بار یہ خیال کرے اور کہے کہ اس خدا کی حمد ہے جس نے مجھے عافیت دی ہے(مکمل پیدا کیا ہے) اور اگر وہ چاہتا تو مجھے بھی ایسا ہی پیدا کرسکتا تھا(یعنی بنا سکتا تھا) یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے مجھے اس امتحان

سے دور رکھا۔

۱۳- ابوالحسن امام رضا(ع) نے اپنے ا براد(ع) سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ ر ول ا را(ص) میں تشریف لائے، ا اگاہ ایک شخص و دیکھا جس کے گرد لوگوں کا ہوم تھا آپ(ص) نے در یافت کیا یہ ون ہے یا کہ یہ عالم ہے آپ(ص) نے پوچھا یہ کس چیز کا عالم ہے تو رض کیا یا کہ یہ رب کے شا ار کے مطابق علم الانساب اور حوادث زمانہ ز اہلیت کی لوگوں و خبریں دیتا ہے آپ(ص) نے رفما یا یہ ایسا علم ہے کہ اس کے سامنے جاننے سے انسان و وئی فائدہ نہیں اور نہ جاننے سے وئی نقصان نہیں ہوتا۔

۱۴- امام صادق(ع) نے رفما یا ا لام کی ارت پانچ ستونوں پر کھ ی ہے۔

اول :۔ نماز۔ دوم :۔ روزہ ۔ وم :۔ ز وۃ چہارم:۔ حج پنجم:۔ ولایت امیرالمومین(ع) اور ان کے فرزندوں(ع) کی اما ت۔

۱۵ - جناب ر ول ا را(ص) نے رفما یا ا تراف زبان اورمعرفت دل کا نام ایمان ہے جبکہ اس پر مل اعضاء کے ساتھ ہے۔

۱۶- جناب ر ول ا را(ص) نے رفما یا ا لام اس وقت تک برہنہ ہے جب تک اس کا لباس حیاء اس کا زیور وفاء اس کی مردانگی مل صالح اور اس کے ستون پرہیزگاری و اطاعت نہ کیا جائے اور جان لوکہ ہر چیز بنیاد ر کھتی ہے اور ا لام کی بنیاد ہمارے خاندان کی محبت ہے۔

۱۷- جناب ابو جعفر (ع) نے اپنے ا براد(ع) سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص جناب ر ول ا را(ص) کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ یا ر ول اللہ(ص) کیا وہ شخص مومن ہے جو" لا الہ الا اللہ" ہے۔ر ول اللہ(ص) نے رفما یا ۔ ہمارے اس پیغام و یہود و نصاری تک پہنچا دو کہ جب تک وہ مجھے دوست نہ ر کھیں گے اور دشمنی ختم نہ کریں گے جنت میں نہ جائیں گے اور وہ شخص جھوٹا ہے اور جو یہ دعوی کرتا ہے کہ وہ مجھے دوست ر کھتا ہے مگر علی(ع) سے دشمنی کرتا ہے۔

۱۸- جناب ر ول ا را(ص) نے ارشاد رفما یا اے علی(ع) میں حکمت کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو اور وئی ن اس وقت تک شہر میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک دروازے سے نہ گزرے اور ہو شخص جھوٹا ہے جو یہ ہے کہ مجھے دوست ر کھتا ہے مگر تم سے دشمنی رکھے کیونکہ میں تم سے اور تم مجھ سے ہو تیرا

گوشت ۔میرا گوشت اور۔تیرا خون ۔میرا خون ۔میرا خون ہے۔تیری روح ۔میری روح اوریترا ۔ با ن و ظاہر ہے، تم ۔میری ا ۔ت کے امام اور ۔میرے بعد میرے خلیفہ ہو بندہ جو۔تیرے فرمان پر مل کرے خوش بخت ہے جو۔تیری نافرمانی کرے وہ بدبخت ہے وہ شخص فائدے میں ہے جو۔تیرا دوست ہے اور جو۔تیرا دشمن ہے وہ نقصان اٹھاتا کا یاب ہے وہ شخص جو۔تیری تعمیل کرتا ہے اور جو تجھ سے برا ہے لات میں ہے۔تیری اور۔تیرے بعد۔تیری نسل سے ائمہ(ع) کی مثال کشتی نوح کی ہے کہ جو وئی اس میں سوار ہوا نجات پا یا اور جس کسی نے اس کا انکار کیا وہ غرق ہوا اور۔تیری نسل میں سے ائمہ(ع) کی مثال ستاروں جیسی ہے کہ اگر کوئی ایک پوشیدہ ہوا ہے دوسرا ظاہر ہو یا اور یہ قیا ت تک باری رہے گا۔

مجلس نمبر۴۶

(یہ مجلس ماہ صفر سنہ۳۶۸ھ ختم ہو نے سے دو شب پہلے پڑھی گئی)

۱- امام جعفر صادق(ص) نے فرمایا جو کوئی اپنے بھائی کے (برے) عمل پر (صرف) کراہت کا مظاہرہ کرتا ہے تو یہ اس کے لیے برا ہے اگر وہ اسے روکنے پر قادر ہے اور اس کو نہیں روکتا تو اس نے خیانت کی ہے۔ جو کوئی احمق کی رفاقت سے دوری اختیار نہیں کرے گا تو وہ جلد ہی اسی کی طرح کا ہو جائے گا۔

۲- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا بیشک خدا نے مجھے علی بن ابی طالب(ع) کا بھائی بنایا اور میری دختر کا آسمان پر اس کیساتھ نکاح کیا اور اپنے مقرب فرشتوں کو اس پر گواہ کیا اور اس کو میرا وصی و جانشین بنایا علی(ع) مجھ سے ہے میں اس سے ہوں اس کا دوست میرا دوست اور اس کا دشمن میرا دشمن ہے فرشتے اس کی دوستی سے خدا کا تقرب طلب کرتے ہیں۔

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا خدا نے اسلام کو تمہارا پسندیدہ دین بنایا ہے اور سخاوت و حسن خلق و خوش رفتاری کو اس کے ساتھ متصل رکھا ہے۔

۴- جناب رسول خدا(ص) سے منقول ہے کہ زیادہ مزاح انسان کی آبرو کھو دیتا ہے اور زیادہ ہنسنا ایمان کو نقصان پہنچاتا ہے جب کہ جھوٹ سے چہرے کی رونق جاتی رہتی ہے۔

۵- رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی مسلمان ہے اس کو چاہیے کہ وہ مکر و فریب نہ کرے کیونکہ میں نے جبرائیل(ع) سے سنا کہ مکرو فریب آگ میں ہے (یعنی مکر و فریب کرنے والے کا ٹھکانہ جہنم ہے) پھر فرمایا وہ ہم سے نہیں جو کسی مسلمان کو دھوکہ دیتا ہے اور وہ ہم سے نہیں ہے جو کسی مسلمان سے خیانت کرتا ہے پھر فرمایا کہ جبرائیل(ع) روح الامین، رب العالمین کی طرف سے مجھ پر نازل ہوا اور خدا کا پیغام دیا کہ اے محمد(ص) آپ(ص) کے لیے ضروری ہے کہ حسن خلق اختیار کریں کیونکہ بد خلقی دنیا و آخرت کی خیر کو لے جاتی ہے آگاہ ہو جائیں کہ آپ(ص) کی امت میں سے خوش خلق آخرت میں آپ کے درجہ میں میرے (خدا کے) ساتھ رہے گا۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا جو وئی از واجب و پڑھے اور اس کے بعد تیس بار تسبیح "سبحان اللہ" پڑھے تو اس کے گناہوں سے کچھ نہ باقی نہ رہے گا اور سب کچھ نیچے گر جائے گا۔ (تم رکھ دیا جائے گا)

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا کچھ قیدی رسول خدا(ص) کے پاس لائے گئے تو آپ(ص) نے حکم دیا کہ ان تمام کو قتل کردو لیکن ان میں سے اس ایک قیدی کو رہا کردو، اس مرد نے عرض کیا، اے محمد(ص) میرے ماں باپ آپ(ص) پر قربان آپ(ص) نے مجھے کیوں آزاد کیا جب کہ ان کے لیے اپنا حکم برقرار رکھا ہے فرمایا جبرائیل(ع) نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے کہ تم میں پانچ صفتیں ایسی ہیں جو خدا اور اس کے رسول کو پسند ہیں، تم اپنی ناموس کے لیے غیرت مند ہو، سخی، حسن خلق سے کام لینے والے ہو۔ بان سے سچ بولنے والے اور شجاع ہو جب اس شخص نے یہ سنا تو مشرف با اسلام ہو گیا اور خلوص دل کے ساتھ جنابِ رسول خدا(ص) کی طرف سے جنگ میں شریک ہو اور رتبہء شہادت پر فائز ہوا۔

حضرت عیسیٰ(ع) کے لیے خدا کی ہدایات

۸- عبداللہ بن سلیمان جس نے آسمانی کتابوں کو پڑھا تھا کہتا ہے کہ میں نے انجیل میں پڑھا کہ خدا نے عیسیٰ(ع) سے فرمایا اے عیسیٰ(ع)، میرے امر میں کوشش کرو میری بات سنو اور میری اطاعت کرو اے ابن طاہرہ مطاہرہ بتول(س) (جناب مریم(س)) میں نے تمہیں اس(مریم(ع)) سے بغیر باپ کے علامت ونشانی پیدا کیا تم مجھ واحد کی عبادت کرو اور مجھ پر توکل کرو تم قوت کے ساتھ کتاب لے لو اور سریانی زبان میں اس کی وضاحت کرو اس کی تبلیغ کرو کہ میں ہمیشہ سے اور ہمیشہ رہنے والا خدا ہوں اور تم اس کی تصدیق کرو کہ جو میرے پیغمبر(ص) امی ہیں جو صاحب شتر (ناقہ اونٹ) ہیں جو صاحب زرہ و عمامہ ہیں جو کہ ان کا تاج ہے اور صاحب ہراوہ (لکڑی کا ہاتھ میں پکڑنے والا عصا) و نعلین ہیں تم ان کی تصدیق کرو جو کہ صاحب روشن چشم و بلند پیشانی و خوبصورت ناک ہیں۔ جن کے دندان نے ہوئے (یعنی موتیوں کی لڑی کی مانند ہیں) اور گردن سیمیں و درازے ہے جن کے سینے سے ناف تک بال ہیں (سینے سے ناف تک بالوں کی لکیر ہے) اور شکم و سینہ بے بال ہے جن کا چہرہ روشن و

خوبصورت ہے جنگی انگلیاں لمبی اور بازو اور ٹانگیں متناسب ہیں کہ جب چلتا ہے تو بدن کا معلوم ہوتی ہیں اسکی پال میں وقار ہے کہ جیسے بلندی سے پتھر نیچے آئے جب یہ لوگوں کے در یاں ہوتو ان پر اوی و مقدم ہوتا ہے اور جس کے چہرے کا پسینہ ایسا ہے کہ جیسے مروارید۔ اور مشک کی خوشبو رکھتا ہے اور اس جیسا نہ پہلے دیکھا گیا ہے نہ دیکھا جائے گا اور وہ ازدواج کی خوشبو سے بر مگر کم نسل رکھتا ہے بیشک اس کی نسل اس کی دختر بارکہ سے ہے جو بہشت میں گھر رکھتی ہے وہ آخری زمانے میں اس کی (بی بی فاطمہ(س) کی) کفالت کرے گا جیسے زکریا(ع) نے تیری والدہ کی کفالت کی اس کے دو فرزند ہوں گے اور دونوں شہید ہونگے اس کا (رسول خدا (ص) کا) دین اسلام اور کلام قرآن ہے جبکہ میں اسلام (سلامتی) ہوں۔ وہ بندہ خوش قسمت ہے اس کے زمانے کو پائے۔ اس کے روزگار (نبوت) و دیکھے اور اس کی بات سنے۔

عیسی(ع) نے عرض کیا۔ پروردگار طوبی کیا چیز ہے ارشادِ رب العزت ہوا۔ طوبیٰ بہشت کا ایک درخت ہے جس و میں نے لگایا ہے اور اس کا سایہ تمام بہشت پر ہے اور اس کا بیج رضوان سے ہے اس کا پانی تسنیم سے آتا ہے جو کافور کی طرح ہے اور جس کا مزہ زنجبیل کی طرح ہے جو وئی اس چشمے کا پانی پیئے گا وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔ عیسی(ع) نے عرض کیا بار الہا مجھے اس اس چشمے سے سیراب کردے ارشاد ربانی ہوا اے عیسی(ع) نوع بشر پر حرام ہے کہ وہ اس سے پیئے۔ جب تک کہ یہ پیغمبر(ص) (حضرت محمد(ص)) اس سے نہ پی لے اور جب تک اس کی امت نہ پی لے اے عیسی(ع) میں تمہیں اپنے نزدیک اٹھالوں گا اور آخری زمانے میں نیچے بھیج دونگا۔ تاکہ تم اس پیغمبر(ص) کی امت کے عجائب دیکھو تم ان رسول خدا(ص) کے فرزند(ع) کے ساتھ مل کر دجال لعین و دفع کرنے میں مدد دینا اور میں تمہیں نماز کے وقت نیچے بھیجوں گا تاکہ ان(ع) کے ساتھ نماز ادا کرو کیونکہ وہ امت مرحومہ ہے۔

۹- ابن عباس(ع) سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ خدا نے کس وجہ سے بہشت و پوشیدہ رکھا ہے جبکہ قرآن میں طیب ازواج و آرام اور شراب و میوہ کی خبر دی ہے ابن عباس(رض) جس وجہ سے پوشیدہ رکھا وہ وجہ جنت عدن ہے جس و بروز جزا پیدا کیا اور پوشیدہ رکھا گیا ہے اسے اہل زمین و آسمان میں سے کسی نے نہیں دیکھا اور جب تک اسکے اہل اس میں داخل نہ ہو جائیں

اسے نہیں دکھایا جائیگا اور جب خدا نے اسے خلق کیا تو اس سے تین مرتبہ فرمایا کہ بات تو اس نے جواب دیا" طوبیٰ للمومنین"

تو خدا نے فرمایا بے شک طوبیٰ مومنین کے لیے ہے۔

ضحاک نے مقاتل میں ابن عباس(ع) سے نقل کیا ہے رسول خدا(ص) نے فرمایا آگاہ ہو جاؤ جو کوئی یہ چھ صفتیں رکھتا ہے وہ مومن ہے۔

اول :۔ سچ ہے۔ دوئم:۔ وعدہ وفا کرے۔ سوئم:۔ امانت واپس کرے۔ چہارم:۔ اپنے والدین سے احسان کرے۔ پنجم:۔ صلہ رحم کرے اور ششم:۔ اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے۔

۱۰- ایک شخص امیرالمومنین(ع) کے پاس حاضر ہوا اور کہا یا امیرالمومنین(ع) میں آپ(ع) سے ایک حاجت رکھتا ہوں جناب امیر(ع) نے فرمایا اے بندے اپنی اس حاجت کو زمین پر لکھ دو میں تمہاری بدحالی ظاہر نہیں کرنا چاہتا اس زمین پر لکھا میں فقیر و ضرورت مند ہوں جناب امیر(ع) نے حکم دیا کہ اسے دو حلہ لباس پہنا دو اس حاجت مند نے جناب امیر(ع) کے لیے دعائیہ کلمات ادا کیے کہ تو نے مجھے وہ لباس عطا کیا ہے جو کہ پرانا ہو جائے گا مگر میں تیرے لیے دعا کرتا ہوں کہ تجھے ہزارہا لباس عطا ہوں، میں ستائش کرتا ہوں کہ تیری حرمت سدار ہے تیرا دیا ہوا یہ لباس آخرت میں قبول ہو میں تیری ہزار مدح وثناء کرتا ہوں کہ تیرا نام زندہ رہے اس کی طرح پہاڑ اور درخت زندہ رہتے ہیں بارش کی وجہ سے تم اپنی زندگی میں اپنے رشتے داروں کے ساتھ احسان کرنے سے ہاتھ نہ روکو کہ اسکی جزا آخرت میں ملتی ہے۔

جناب امیر(ع) نے سونے کے سو دینار مزید اسے دیدیے جناب امیر(ع) سے عرض کیا گیا کہ آپ(ع) نے اسے تونگر بنا دیا ہے۔ جناب امیر(ع) نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا(ص) سے سنا کہ لوگوں کی قدردانی کرو۔ پھر آپ(ع) نے فرمایا میں اسے عجیب خیال نہیں کرتا کہ اپنی دولت سے غلام خریدوں۔ مگر کسی پر احسان اس وجہ سے نہیں کرتا ہوں کہ اس سے آزاد بندے کو خریدوں (جزا کی خاطر احسان کرتا ہوں)

جناب رسول خدا(ص) کی رحلت

۱۱- امام جعفر صادق(ع) اپنے ا باد(ع) سے روایت کرتے یں کہ قبیلہ قریش سے دو اشخاص امام علی بن حسین(ع) کی خ ت میں اضر ہوئے آپ(ع) نے ان سے رفاد یا ، تمہیں ر ول خدا(ص) کی رحلت کے بارے میں بتاؤں؟ انہوں نے کہا ں ہاں فرمائے امام(ع) نے رفاد یا میں نے اپنے والد(ع) سے سنا کہ وفاتِ پیغمبر(ص) سے تین روز قبل جبرائیل (ع) ر سول خدا(ص) کے پاس تشریف لائے اور ان سے رفاد یا اے احمد(ص) مجھے خداوند کریم نے آپ(ص) کی مزاج پرسی اور آپ(ص) سے و تعظیم دینے کے لیۓ بھیجا ہے وہ آپ(ص) کے حال و بہتر جانتا ہے مگر ارشاد فرماتا ہے کہ اے محمد(ص) تیرا کیا حال ہے پیغمبر(ص) نے رفاد یا میں شدت غم میں ہوں، پھر تیسرے روز جبرائیل(ع) و ملک الموت اور فرشتہ اسماعیل(ع) ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تشریف لائے اور سب سے پہلے جبرائیل(ع) نے آپ(ص) کی خ ت میں اضری دی اور رفاد یا خدا نے ہمیں خصوصی طور پر آپ(ص) کی احوال پرسی کے لیۓ بھیجا ہے وہ فرماتا ہے اے محمد(ص) اب آپ(ص) کا کیا حال ہے آپ(ص) نے رفاد یا میں شدتِ غم میں ہوں اے جبرائیل(ع) ، اس وقت ملک الموت نے داخل ہونے کے لیے اجازت طلب کی جبرائیل(ع) نے رفاد یا ی احمد(ص) یہ ملک الموت(ع) یں جو داخلے کی اجازت طلب کررہے یں آج سے پہلے انہوں نے کبھی کسی سے اجازت طلب نہیں کی اور آپ کے بعد بھی یہ کسی سے اجازت طلب نہیں کریں گے ر ول خدا(ص) نے رفاد یا انہیں اجازت دیدو وہ آئے اور جنابِ ر ول خدا(ص) کے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا اے محمد(ص) مجھے خدا نے آپ(ص) کی خ ت میں بھیجا ہے کہ آپ(ص) جس طرح حکم کریں اس پر عمل کروں اگر آپ(ص) اجازت دیں تو آپ(ص) کی روح قبض کروں اور اگر نہ چاہیں تو اپنا ہاتھ کھینچ لوں۔ آپ(ص) نے رفاد یا اے ملک الموت جس طرح میں چاہوں گا تم عمل کرو گے؟ کہا ہاں میں آپ(ص) کی اطاعت پر مامور ہوں جبرائیل(ع) نے کہا اے احمد(ص) خدا آپ(ص) سے ملاقات کا مشتاق ہے یہ سن کر ر سول خدا(ص) نے رفاد یا اے ملک الموت تم جس چیز پر مامور ہو اس پر عمل کرو جبرائیل(ع) نے رفاد یا یہ آخری مرتبہ ہے کہ میں اس زمین پر آیا اور اس دنیا میں اس کا سبب آپ(ص) ہی تھے۔ جب ر ول خدا(ص) نے اس دنیا سے رحلت فرمائی تو لوگوں کو ایک آواز سنائی دی مگر کوئی دکھائی نہ دیا۔

دہ یا اس غائب شخص نےَ پہلے تعزیت کی اورَ پھر کہا تم پر لام ہو اور ۔را کی رحمت اور برکات ہوں یہ ہر نفس کے لیے ہے کہ اس موت و ذائقہ چکھ ۔ا ہے اور بیشک وہ روزِ قیا ت اپنی جزۃ پائے گا (آل مران،۱۸۵) بیشک ۔را کی نظر میں ہر آرام وہ مصیبت زدہ اور ہر ۔انشین فانی ہے اور ہر وت شدہ ۔را پرَ بھروسا کیے بیٹھا ہے اور ا یسروار ہے کیونکہ مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم ہے '' والسلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ'' یہ کہ کردہ آواز شدہ ہوگئی جناب امیر(ع) نے رفما یا تم ۔انتے ہو یہ ون تھے یہ خضر علیہ السلام تھے۔

۱۲- ۔ابر بن عبداللہ انصاری(رح) نے جناب علی ابن طالب (ع) علی(ع) سے روایت کیا کہ ایک دن بی بی فاطمہ(س) نے ر ول ۔را(ص) سے کہا ۔ا ۔ان روز موتفِ اعظم و روزِ فنرع آپ(ص) کو میں کہاں دیکھوں گی رفما یا اے فاطمہ(س) میںَ بہشت کے دروازے پر ہوں گا لو احمد میرے پاس ہوگا اور میں درگاہ پر دردگار میں اپنی ا ت کی شفا ت کر رہا ہوں گا رض کیا میرے ۔ا(ع) اگر آپ(ص) وہاںَ ۔ن پہ دیکھ سکوں؟ تو رفما یا پل صراط پر مجھ سے ملاقات رکھ ۔ا کہ میں وہاں کھ ا ہوں گا اور کہتا ہوں گا۔ پروردگارا میری ا تکو لا ت رکھ بی بی(ع) نے رض کیا اگر اس جہَ ۔ن ملاقات نہ ہو تو رفما یا مجھے مقام میزان پر دیکھ ۔ا کہ میں کہتا ہوں گا پروردگارا میری ا ت و سالم رکھ بی بی فاطمہ(س) نے کہا اگر یہاںَ ن نہ دیکھوں، تو رفما یا مجھے پر نگاؤ دوزخ پر دیکھ ۔ا کہ اپنی ا ت و اس شعلوں سے جا رہا ہوں گا فاطمہ یہ خبر سن کر خوش ہوئیں اللہ ان پر ان کے والد پر ان شوہر پر اور ان کی اولاد پر رحمت ۔ازل کرے۔

۱۳- جنابِ علی ابن ابی طالب(ع) نے رفما یا وئی قرآن و ۔ازل نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں ۔انتا ہوں کہ کہاں ۔ازل ہوئی کس کے بارے میں ۔ازل ہوئی اور کس موضوع پر ۔ازل ہوئی،یا ۔ان میں ۔ازل ہوئی یا پہاڑ، پر جناب امیر(ع) سے پوچھا گیا کہ آپ(ع) کے بارے میں کیا کچھ ۔ازل ہوا ہے رفما یا اگر تم مجھ سے نہ پوچھتے تو میں تم و ہرگز نہ بتلاتا میرے بارے میں یہ آیت ۔ازل ہوئی ہے '' بیشک تم نذر ہو اور ہر قوم میں ایک ہادی ہوا ہے'' (ر ر، ۷) اور جو کچھ ملایا یا ہے(یعنی دین و دنیا و کتاب اور آخرت) اس میں جناب ر ول ۔را(ص) نذر اور میں ہادی ہوں۔

مجلس نمبر ۴۷

(پانچ ربیع اول سنہ ۳۶۸ھ)

۱- محمد بن فرج رخجی کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن علی بن محمد(ع) کو خط لکھا جس میں ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم کے قول و عقیدے کو لکھا تو آپ(ع) نے جواب میں فرمایا سرگرداں و حیران کو چھوڑ دو اور خدا کی پناہ مانگو شیطان رجیم سے جو کچھ یہ دونوں ہشام کہتے ہیں درست نہیں ہے۔

(قارئین ہشام بن حکم کے دور کے واقعات کا مطالعہ فرمائیں۔ اس فرمانروانے اپنے عہد میں علماء اور عامۃ الناس میں بحث کا آغاز کروایا تھا کہ معاذ اللہ خدا جسم رکھتا ہے یا نہیں یہ حدیث بالا اسی سلسلے کی رد میں ارشاد فرمائی گئی ہے۔ محقق)

۲- صقر بن دلف کہتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن علی بن محمد(ع) سے توحید کے بارے میں پوچھا اور انہیں اپنے عقیدہ، توحید جو کہ ہشام کے عقیدے کے مطابق تھا، کے متعلق آگاہ کیا یہ سن کر جناب ابوالحسن علی بن محمد(ع) نے ناراضگی سے ارشاد فرمایا کہ تجھے ہشام کے کہنے سے کیا واسطہ جو کوئی اس بات پر اعتقاد رکھے کہ خدا جسم رکھتا ہے وہ ہم میں سے نہیں اور ہم دنیا و آخرت میں اس سے بیزار ہیں۔ اے ابن دلف جسم حادث ہے اور خدا اس کو ایجاد کرنے اور مجسم کرنے والا ہے۔

۳- علی بن کہتے ہیں کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے بذریعہ خط دریافت کیا کہ میں آپ(ع) پر قربان میرے پس پشت جو شخص (ہشام) ہے وہ قومِ یونس کا ہم عقیدہ ہے اور مجھے ان کے پیچھے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔

آپ(ع) نے جواب میں فرمایا ان کے پیچھے نماز مت پڑھو انہیں زکوۃ مت دو ان سے بیزار رہو۔

۴- عبداللہ بن سنان نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ایک دن امام محمد باقر(ع) کی خدمت میں موجود تھا کہ خوارج میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے ابو جعفر تم کس کی عبادت کرتے ہو آپ(ع) نے جواب دیا خدا کی اس نے کہا اسے کبھی دیکھا ہے آپ(ع) نے فرمایا اسے ظاہری

آنکھوں سے نہیں دیکھا یا صرف گمان قلبی سے اس کی حقیقت کو پا لیا ہے قیاس سے اسے نہیں پایا جا سکتا۔ وہ عام لوگوں کی طرح نہیں ہے کہ اسے پہچانا جائے۔ وہ علامات سے پہچانا جاتا ہے اور وہ کہ جس کی حکمت میں جور نہیں وہ خدا ہے اور اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے یہ سن کر وہ مرد باہر چلا گیا اور یہ کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے اور علم رکھتا ہے کہ اپنی رسالت (حکمت) کو وہ کسے عطا کرے۔

۵- امام رضا(ع) نے فرمایا خدا ہمیشہ سے دانا و توانا، زندہ و قدیم اور سننے اور دیکھنے والا ہے فضل بن سلیمان کوفی کہتے ہیں کہ میں نے امام(ع) سے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص)، لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہمیشہ سے خدا اپنے علم کی وجہ سے دانا اور اپنی قدرت کی وجہ سے توانا، حیات کی وجہ سے زندہ قدم سے قدیم سمع سے سننے والا اور بصیرت کی وجہ سے بینا ہے یہ سن کر امام(ع) نے فرمایا جو کوئی اس طرح خیال رکھے اور اس بات کا معتقد ہو تو جان لو کہ اس نے خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کیا اور ہماری ولایت سے اسے کوئی واسطہ نہیں، پھر امام عالی مقام(ع) نے فرمایا خدا ہمیشہ سے بذات خود قادر و توانا، زندہ و قدیم اور سمیع و بصیر ہے اور کچھ اس کے بارے میں مشرکین اور شبہ کرنے والے کہتے ہیں وہ اس سے کہیں برتر ہے۔

۶- محمد بن عمارہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا یا ابن رسول اللہ(ص) کیا خدا کے ہاں رضا و غضب ہے آپ(ع) نے فرمایا ہاں مگر یہ مخلوق کی مانند نہیں ہے اس کا غضب اس کا عذاب اور اس کی رضا اس کا ثواب ہے۔

۷- امام رضا(ع) نے فرمایا بیشک خدا زمان و مکان، حرکت و انتقال اور سکون کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ زمان و مکان ، حرکت و سکون و انتقال سے برتر ہے کہ اس کا خالق ہے اور جو کچھ ظالمین اس کے بارے میں کہتے ہیں وہ اس سے کہیں برتر ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا نہ میں جبر کا معتقد ہوں اور نہ تفویض کا۔

جنابِ رسول خدا(ص) کا دنیا سے خطاب

۹- امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا(ص) نے دنیا سے خطاب کر کے فرمایا تو اپنے خادم کو رنج میں گراتی ہے اور اپنے تارک کی خدمت کرتی ہے پھر آپ(ع) نے فرمایا جو بندہ نصف شب کی تاریکی میں اپنے آقا سے خلوت کرے اور اپنے راز اس سے بیان کرے ۔ تو خدا اسکے دل میں نور و جلا دیتا ہے اور جب کہتا ہے: "یا رب جلیل جل جلاله" تو خدا فرماتا ہے لبیک میرے بندے مجھ سے طلب کر میں تجھے دونگا۔ تو مجھ پر توکل کر میں تیری کفالت کروں گا پھر رب العزت اپنے ملائکہ سے فرماتا ہے، اے ملائکہ میرا یہ بندہ اندھیری رات میں مجھ سے خلوت میں راز و نیاز کرتا ہے اور جو بیہودگی اور غفلت میں ہیں وہ سوئے ہیں اور تم گواہ رہو کہ میں نے اسے معاف کردیا ہے پھر جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا تم کوشش و عبادت اور ورع وتقویٰ اختیار کیے رکھو اور اس دنیا سے بے رغبت رہو کیونکہ یہ تم سے کوئی رغبت نہیں رکھتی یہ فریب دینے والی اور زوال و فنا کا گھر ہے بہت سے لوگوں نے اس کا فریب کھایا اور فنا ہوئے۔ جو کوئی اس پر تکیہ کرے گا یہ اسے فنا کردے گی اور خیانت کرے گی بہت سے لوگوں نے اس پر اعتماد کیا اور اس نے ان کے ساتھ خیانت کی جان لو کہ تمہارے سامنے خوفناک اور ہراساں کرنے والی راہ ہے کہ اس کا سفر لمبا ہے تمہیں پل صراط پر سے گزرنا ہے جس کے لیے مسافر کا لازما توشہ چاہیے اور جو کوئی بغیر توشہ کے سفر اختیار کرے اسے رنج میں مبتلا اور ہلاکت کا شکار ہونا پڑتا ہے بہترین توشہ تقوی ہے تم اپنے خدا کے سامنے حاضر ہونے کو یاد کرو اور اپنے جواب کے لیے تیار ہو جاؤ اور اس وقت کے لیے خود کو آمادہ کرو جب وہ تم سے باز پرس کرے گا وہ عادل و حاکم ہے تیار کرو خود کو اس وقت کے لیے کہ جب وہ تم سے میرے خاندان(ع)، کتابِ خدا اور ثقلین کے بارے میں باز پرس کرے گا اور دیکھو کہیں کتابِ خدا میں تغیر و تبدل و تحریف نہ کردینا اور میرے اہل بیت(ع) سے جدا نہ ہونا اور انہیں قتل نہ کرنا کہ اس صورت میں تمہاری جزا جہنم کے سوا کہیں نہ ہوگی جو کوئی یہ چاہے کہ اس دن کے خوف سے نجات پائے اسے چاہیے کہ وہ میرے ولی کا تابع ہو، میرے بعد میرے وصی

و خلیفہ کی تعمیل کرے جو کہ علی بن ابی طالب(ع) ہے۔ کہ وہ میرے حوض کا صاحب ہے میں اس کے دشمنوں کو اس حوض (حوض وثر) سے دور کردوں گا اور اس کے دوستوں و اس سے سیراب کروں گا۔ وہ شخص ہمیشہ پیاسا رہے گا جو اس حوض سے نہیں پیئے گا اور جو اس سے پیئے گا وہ ہمیشہ سیراب رہے گا اور کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ بیشک علی بن ابی طالب(ع) دنیا و آخرت میں میرا علمدار ہے وہ پہلا بندہ ہے جو بہشت میں داخل ہوگا کیونکہ وہ میرے آگے لوا حمد اٹھائے ہوئے ہوگا اور آدم(ع) اور دوسرے پیغمبر(ع) اس کے پیچھے ہونگے۔

۱۰۔ ایک شخص امام صادق(ع) کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) مجھے مکارم اخلاق سے مطلع کریں آپ(ع) نے فرمایا اس سے در گزر کرو جس نے تم پر ظلم کیا ہے اور اس سے صلہ رحم کرو جس نے تم سے قطع تعلق کیا ہے اسے عطا کرو جس نے تمہیں محروم کیا ہے اور سچ بات کہو اگر چہ وہ تمہارے نقصان میں ہی کیوں نہ ہو۔

۱۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جو مومن زوال جمعرات اور ظہر جمعہ کے دوران ٹھیک یہ ... انتقال کر جائے اسے فشارِ قبر سے پناہ دیتا ہے۔

۱۲۔ ایک شخص نے امام صادق(ع) سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت کریں آپ(ع) نے فرمایا خود کو آمادہ کرو(آخرت کے لیے) اور اس طولانی سفر کے لیے (توشہ آگے بھیجو) خود وصی رہو(اپنی مدد خود کرتے رہو) یعنی عبادات کی ادائیگی کرو) اور دیگر ... جو کچھ تیری اصلاح کرے اسے اپنے لیے بھیجو۔

۱۳۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی تین بار" سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم و بحمدہ" ہے تو اس کے لیے ایسا ہے کہ جیسے اس توانگری کی طرف رخ کیا فقر و پیچھے چھوڑا اور بہشت کے دروازے و کھٹکھٹایا۔

جنابِ امیر(ع) کا غلاموں سے برتاؤ

۱۴۔ امام باقر(ع) نے فرمایا خدا جنابِ امیرالمومنین(ع) کا طریقہ یہ تھا کہ جب ... ان لوگوں واکھانا

و خوراک دیا کرتے ان کے ساتھ زمین پر تشریف رکھتے۔ جب کبھی کپڑا یا لباس خرید فرماتے تو دو قسم کے پیراہن لاتے اور اپنے خدمت گاروں کو یہ اختیار دیا کرتے کہ جونسا پیراہن بہتر ہے وہ لے لیں اور باقی رہ جانے والے کو خود زیب تن کرتے اگر اس کی آستین ہاتھ کی انگلیوں سے لمبی ہوتی تو اسے کاٹ دیتے اگر اس کا دامن ٹخنوں سے لمبا ہوتا تو اسے چیر دیتے۔ آپ(ع)(تقریبا) پانچ سال خلیفہ رہے مگر پیچھے کسی قسم کی دولت و مال، چاندی، جائیداد وغیرہ نہ چھوڑی لوگوں کو نان و گوشت سے طعام کرواتے اور خود گھر واپس آکر جو کی روٹی کے ساتھ تناول فرماتے جب کبھی خدا کی راہ میں دو پسندیدہ اعمال ایک ساتھ اختیار کرنے کا موقع آجاتا تو اس عمل کو منتخب کرتے جو زیادہ سخت ہوتا آپ(ع) نے ہزاروں کافروں کو خاک میں ملا دیا، کسی میں ان جیسے اعمال کرنے کی تاب نہیں حتیٰ وہ ایک ہزار رکعات رات میں ادا کیا کرتے تھے ان کی قریب ترین شبیہ علی بن حسین(ع) تھے۔

تابعین میں سے ایک شخص نے انس بن مالک سے پوچھا کہ یہ آیت علی(ع) کے بارے میں نازل ہوئی ہے" وہ بندہ ہے جو راتوں کو عبادت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے اور قیام کرتا ہے آخرت کے خوف سے اور اپنے پروردگار سے رحمت کی امید رکھتا ہے" (زمر، ۹) یہ شخص کہتا ہے کہ میں علی(ع) کے پاس گیا تاکہ ان کی عبادات کا مشاہدہ کروں خدا گواہ ہے جب مغرب کا وقت ہوا تو میں ان کے پاس تھا میں نے دیکھا وہ اپنے اصحاب کے ساتھ نماز مغرب پڑھنے کے بعد تعقیبات میں مشغول ہوئے میں ان کے ہمراہ ان کے گھر گیا انہوں نے تمام رات نمازیں پڑھیں اور قرآن کی تلاوت فرماتے رہے یہاں تک کہ سفیدی ظاہر ہوگئی پھر آپ(ع) نے تجدید وضو کی اور مسجد میں آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی پھر آپ(ع) نماز میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا اور لوگ ان کی طرف رجوع کرنے لگے میں نے دیکھا کہ دو اشخاص ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کسی معاملے کو فیصلے کے لیے پیش کیا جب آپ(ع) نے انہیں فیصلہ دے کر فارغ کیا تو دو آدمی اور آئے اور ان سے اپنے کسی معاملے میں قضاوت کے لیے درخواست کی اسی دوران نماز ظہر کا وقت آ گیا آپ(ع) نماز ظہر کے لیے اٹھے تجدید وضو کی اور اپنے اصحاب کے ہمراہ ظہر پڑھنے کے بعد تعقیبات پڑھنے میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا تو آپ(ع) نے اپنے اصحاب کے ہمراہ نماز عصر ادا کی

اس کے بعد پھر لوگوں کا رجوع آپ(ع) کی طرف ہو یا، آپ(ع) کی خدمت میں پھر دو مرد آکر کسی سلسلے میں بیٹھ گئے پھر ان کے بعد مزید دو مرد آئے آپ(ع) ان کے درمیان تضاوت کرتے اور انہیں فتوے دیتے رہے اس دوران آفتاب غروب ہو یا اور میں (انس بن مالک) نے کہا کہ میں خدا و گواہ کرتا ہوں کہ یہ آیت ان کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے۔

۱۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی کسی مومن کو بھوک میں کھانا کھلائے گا تو خدا اسے بہشت کے میوے عطا کرے گا اور جو کوئی اس (مومن) کو برہنگی میں لباس پہنائے گا تو خدا ایسے شخص کے استبرق و حریر کے لباس عطا کرے گا۔ جو کسی مومن کی پیاس دپانی یا شربت سے بجھائے گا تو ایسے کو خدا رحیق المختوم پلائے گا، جو کسی مومن کی مدد کرے یا اس کی مصیبت و دور کرے گا تو خدا اسے اپنے عرش کے سائے میں اس دن جگہ دے گا کہ جس دن اس (عرش) کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں رہے گا۔

۱۶- اصبغ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین(ع) بیت المال اور خراج کی رقوم و تقسیم کرنے کے لیے مساکین و اکٹھا کرتے اور اپنے دست مبارک سے دائیں بائیں دولت تقسیم کیا کرتے اور فرماتے اے سنہری رو پہلی دولت تم میرے علاوہ کسی و فریب دو" هذا جناى و خياره فيهاذ كل جان يده الى فيه "کہ" اس میں بات یوہ (ثواب) ہے بہ نسبت اسکے کہ جو یوہ منہ سے کھایا جائے" آپ(ع) اس وقت تک بیت المال سے باہر تشریف نہ لے جاتے جب تک کہ سب کچھ تقسیم نہ ہو جاتا پھر حکم جاری فرماتے کہ اس جگہ و دھوکر جھاڑو دیدو پھر وہاں دو رکعت نماز ادا کرتے اور دنیا و تین طلاقیں دیتے اور سلام نماز کے بعد فرماتے اے دنیا میرے ساتھ آویزاں نہ ہو اور مجھے اپنی طرف راغب نہ کر اور فریب نہ دے کہ وہ میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں میں تیری طرف رجوع نہیں کرتا۔

۱۷- امام رضا(ع) سے دریافت کیا گیا کہ عقل کیا ہے آپ(ع) نے ارشاد فرمایا۔ غم پی جانا دشمنوں سے نرمی کے رہنا اور دوستوں کی مدارات رکھنا عقل مندی ہے۔

۱۸- امام صادق(ع) نے فرمایا روز قیامت خدا خلق اولین و آخرین و ایک ایسی زمین پر جمع

کرے گا۔تاریکی ان سب و ۔گیرے ہوگی اور وہ اپنے پروردگار سے نالہ و زاری یاد کررہے ہوں گے کہ پروردگار ہمیں اس تاریکی سے نجات دلا۔

امام(ع) نے فرمایا پھر ایک نور ان کے سامنے ظہور کرے گا تو وہ کہیں گے کہ یہ پیغمبرانِ خدا ہیں مگر خدا کی طرف سے ندا آئے گی کہ نہیں یہ پیغمبر نہیں ہیں پھر تمام حاضرین قیامت کہیں گے کہ یہ فرشتے ہیں تو ندا آئے گی نہیں یہ فرشتے نہیں ہیں تو یہ سن کر سب کہیں گے کہ یہ شہدا ہیں تو پھر رب العزت کی طرف سے ندا دی جائے گی کہ تم خود ان سے پوچھ لو یہ کون ہیں لہذا تمام حاضرین قیامت ان سے سوال کریں گے کہ تم کون ہو تو یہ جواب دینگے کہ ہم زہرتِ علویہ(ع) و رسول خدا(ص) اور اولاد علی(ع) ولی خدا ہیں ہم امنات خدا میں سے آسائش و اطمینان کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں اس وقت ان کو خدا کی طرف سے ندا پہنچے گی کہ تم اپنے دوستوں و شیعوں کی شفاعت کرو اور یہ جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔

۱۹- ایک روز رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا اے میرے اصحاب خدا تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم علی بن ابی طالب(ع) کی ولایت کےساتھ متمسک رہو اور اس کی پیروی کرو کہ وہ میرا اور تمہارا ولی اور امام ہے اس کی مخالفت نہ کرو کہ کافر ہو جاؤ اور اس سے جدا مت رہو کہ گمراہ ہو جاؤ بیشک خدا نے علی(ع) و اتقی اور ایمان کے درمیان علامت قرار دیا ہے جو کوئی اسے دوست رکھے وہ مومن ہے اور جو دشمن رکھے منافق ہے اور بیشک خدا نے علی(ع) کو میرا وصی اور نور بخشنے والا قرار دیا ہے وہ راز کی حفاظت کرنے والا، میرے علم کا خزانہ اور میرے بعد میرے خاندان میں سے خلیفہ ہے اور خدا میں ظالمین کی اس (خدا) سے شکایت کرتا ہوں۔

مجلس نمبر ۴۸

(۹ ۔ ربیع اول سنہ۱۳۶۷ھ)

ظہور محمدی(ص) اور ابلیس کی آسمان میں داخلہ بندی

۱۔ امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ حضرت عیسی(ع) کی ولادت سے قبل ابلیس ساتویں آسمان تک جاتا تھا۔ (وہاں کی خبریں کاہنوں اور ستارہ شناسوں کو دیا کرتا تھا) جب عیسی(ع) پیدا ہوئے تو ابلیس کا داخلہ تین آسمانوں پر بند کردیا گیا۔ اور اس کی رسائی صرف چار آسمانوں تک رہ گئی جب جناب رسول خدا(ص) کی پیدائش ہوئی تو ابلیس کا داخلہ ساتویں آسمانوں پر بند کردیا گیا۔ اور شیاطین کو تیروں سے مارا جاتا۔ قریش کا کہنا تھا کہ اہل کتاب انہیں لوگوں (کاہنوں اور ستارہ شناسوں) سے خبریں لے کر خود سے منسوب کیا کرتے تھے۔

مرو بن امیہ جو کہ زمانہ جاہلیت میں ستارہ شناس تھا لوگوں کو کہا کرتا تھا کہ یہ ستارے ہمارے راہنما ہیں۔ ان سے گرمی اور سردی کے موسموں کا پتا چلتا ہے۔ اگر ان میں سے ایک بھی ستارہ اپنی جگہ سے گردش کرے تو جہاں میں ہلاکت برپا ہو جائے اگر یہ اپنی جگہ پر قائم رہیں اور دیگر ستارے گردش کریں تو حوادث زمانہ رونما ہوتے ہیں۔

جس روز پیغمبر(ص) کی ولادت ہوئی اس صبح تمام بت اوندھے منہ گر پڑے۔ دریائے ساوہ خشک اور وادی ساوہ میں پانی بھر گیا۔ اس رات کسری کے محل کے چودہ کنگرے ٹوٹ کر گر گئے۔ آتش کدہ فارس جو کہ ہزار سال سے روشن تھا اس رات بجھ گیا۔ موبدان (مجوسی عالموں) نے اس رات خواب دیکھا کہ ایک اونٹ سختی سے عربی گھوڑوں کو کھینچ رہا ہے۔ اور دجلہ سے گزرنے کے بعد وہ گھوڑے بلاد عجم میں منتشر ہوئے ہیں۔ اسی رات حجاز سے ایک نور بر آمد ہوا اور پرواز کر کے مشرق تک پہنچ گیا۔ تمام سلاطین اوندھے ہوئے۔ ان کی رنگت سرخ ہوگئی اور ان کے بولنے کی طاقت سلب ہوگئی۔ ہر طرف کاہنوں کا علم اور جادوگروں کا سحر باطل ہوگیا۔ اور کاہنوں

کے ہم زاد شیا ین و ان سے دوررکھا یا ۔ قریش و ال رب کے در یان آل ِ اللہ سے پکارا یا ۔

امام صادق(ع) نے رفماہ یا ان و آل اللہ ان کی بیت اللہ(مکہ) میں سکونت کی وجہ سے کہا اہتا ہے۔ آ نہ(س) نے رفماہ یا ا جب میرا فرزند زمین رپ آ یا تو دونوں ہاتھوں و زمین پر رکھا(سجدہ کیا) اور َپھر اپنا سر آس ان کی رف بلند کر کے آس ان کی رف دیکھا ۔َ پھر اس سے ایک نور رارج ہوا کہ اس نے ت ام چیزوں و روشن رکھا یا ۔ اس نور میں سے آواز آئی کہ تم (آ نہ(س)) نے سید رب و جنا ہے اس کا ن ام محمد(ص) رکھو میں نے جو دیکھا تھا ان سے (عبدا لب(ع) سے) بیان رفماہ یا ۔ عبدا لب(ع) نے حضور(ص) و گود میں لیا اور رفماہ یا ا را کی حمد ہے کہ اس نے مجھے ایک ایسا فرزند عطا کیا جو خوشبو سے معطر ہے اور گھوارے میں َ ن ت ام فرزندان کا آقا ہےَ پھر عبدا لب(ع) نے ایک تعویذ ہ یا کہ جس میں ارکانِ ک بہ ندرج تھےَ پھر اش ار کے ذریعے ان(آنحضرت(ص)) کی مدحت بیان فرمائی۔

ابلیس نے اپنے مددگاروں کے در یان رفو یاد بلند ر کی تو ت ام شیا ین اس کے گرد جمع ہوئے اور اس سے کہنے لگے ہ ارے آقا تم کس چیز سے خوفزدہ ہو اس نے کہا وائے ہو تم پر میں گذشتہ شب سے آس ان و زمین میں سرگرداں ہوں اور مشاہدہ کرتا ہوں کہ زمانے میں کیا نئی وعجیب بات رون ا ہوئی ہے۔ کہ ولادت عیسی(ع) سے لے کر اب تک میں نے ایسا نہیں دیکھا۔ تم سب جاؤ اور جو کچھ پیش آ یا ہے اس کی خبر مجھے دو۔ وہ ت ام یاروں رفَ پ یل ئےَ پھر واپس آئے اور کہنے لگے ہمیں تو کچھَ ن نیا محسوس نہیں ہوا۔ ابلیس نے انہیں کہا تم ٹ ہرو میں خود دیکھتا ہوں۔َ پھر اس نے ت ام دنیا میںَ پھر کر دیکھا یہاں تک کہ حرم مکہ میں اس نے دیکھا کہ فرشتے حرم و تھامے ہوئے ہیں ابلیس نے چاہا کہ وہ اس میں داخل ہو مگر اسے آواز دی گئی کہ واپس جاؤ۔ لہذا وہ ایک چھوٹی سست چڑ یا کے روپ میں غارِ حرا کی رف سے ظاہر ہوا۔ جبرائیل(ع) نے اسے دھتکارا اور اس سے رفماہ یا جاؤ اے ملعون اس نے جبرائیل(ع) سے کہا۔ اے جبرائیل(ع) میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتاؤ گذشتہ شب سے اب تک کیا واق ہ رون ا ہوا ہے جبرائیل(ع) نے رفماہ یا محمد(ص) پیدا ہوئے ہیں ابلیس نے کہا کیا اس میں میرا ح ہ ہے۔ جبرائیل(ع) نے رفماہ یا نہیں اس میں تیرا وئی ح ہ نہیں۔َ پھر ابلیس نے دوبارہ پوچھا کہ کیا اس کی ا ت میں میرا وئی ح ہ ہے جبرائیل(ع) نے رفماہ یا ہاں ہے تو

کہنے گا میں اس پر راضی ہوں۔

۲- خدا فرماتا ہے کہ بندہ میرا گناہ کبیرہ کرنے والا اگر یہ خیال کرے کہ میں عذاب دینے یا درگزر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو میں اس کے گناہ نہیں کروں گا لیکن اگر وہ اس بات کا معتقد ہے کہ میں یہ اختیار رکھتا ہوں کہ اس کے گناہ معاف کردوں یا عذاب دیدوں تو میں اسے معاف کردوں گا۔

۳- ام ایمن، جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور کوئی چیز انکی چادر میں تھی۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ام ایمن تمہاری چادر میں کیا ہے۔ ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ(ص) فلاں کی شادی پر کچھ نچھاور کیا گیا۔ اس میں سے کچھ چن کر میں اپنے ہمراہ لائی ہوں یہ کہہ کر ام ایمن نے گریہ کرنا شروع کردیا۔ رسول خدا(ص) نے پوچھا اے ام ایمن کیوں روتی ہو ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے فاطمہ(س) کی تزویج کی مگر ان پر سے کچھ نچھاور نہیں کیا۔ رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اے ام ایمن کیوں جھوٹ کہتی ہو بیشک خدا نے علی(ع) و فاطمہ(س) کی تزویج کی تو اہل بہشت پر حکم خدا سے درخت(جنت) و زیور و لباس۔ یاقوت و زمرد و استبرق۔ کو نچھاور کیا گیا۔ خدا نے درختِ طوبی فاطمہ(س) کو بخشا ہے اور اسے علی(ع) کے گھر میں رکھا ہے۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا۔ جو کوئی اس خوشی کو چاہتا ہے کہ پل صراط پر سے برق کی طرح گذر جائے اور بغیر حساب بہشت میں داخل ہو تو اسے چاہئے کہ وہ ولی کی ولایت کا اقرار کرے کہ وصی و رفیق اور خلیفہ میرا خاندان ہے اور میری امت میں علی(ع) بن ابی طالب(ع) ہے اور جو کوئی اس بات میں خوشی محسوس کرتا ہے کہ وہ دوزخ میں جائے تو اسے چاہیے کہ اس(علی(ع)) کی ولایت ترک کردے ۔ پروردگار کے عزت وجلال کی قسم۔علی(ع) باب اللہ ہے کہ بجز اس کے کسی کو باب اللہ نہ دیکھو گے۔ وہ صراط مستقیم ہے۔ روز قیامت اس کی ولایت کا سوال پوچھا جائیگا۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا۔ خدا اس بندے پر رحمت کرے جو اپنے باپ کی مدد کرے اور اس پر احسان کرے اور رحمت کرے اس باپ پر کہ جو بیٹے کی مدد کرے اور اس پر احسان کرے۔ خدا رحمت کرے اس ہمسائے پر جو اپنے ہمسائے کی مدد کرے۔ اور اس پر احسان کرے

اور خدا رحمت کرے اس رفیق پر جو اپنے رفیق کی مدد کرے اور احسان کرے خدا رحمت کرے اس صحبت میں بیٹھنے والے پر جو اپنی صحبت میں بیٹھنے والے پر احسان کرے اور اس کی مدد کرے، اور خدا رحمت کرے اس سلطان پر جو اپنے بندے کی مدد کرے اور اس پر احسان کرے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا اپنے آباؤں سے نیکی کرو تاکہ تمہارے فرزند تم سے نیکی کریں۔ اور لوگوں کی عورتوں سے عفو کرو تاکہ لوگ تمہاری عورتوں سے عفو کریں۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا ہم وہ خاندان ہیں کہ ہماری مردانگی بندوں کی بخشش ہے (شفاعت) مگر جس نے ہمارے ساتھ ستم کیا(اس کی شفاعت نہیں کریں گے)

۸- احمد بن عمر حلبی کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا۔ کون سی خصلت مرد کے لیے زیادہ زیبا ہے آپ(ع) نے فرمایا وقار بغیر درخواست کے بخش دینا اور آخرت کے لالچ کے بغیر متاع دینا۔

۹- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی اپنی رات و طلب حلال کے لیے عاجزی سے بسر کرتا ہے(جائز حاجات و خدا سے طلب کرتا ہے) تو بخشش پا جاتا ہے۔

۱۰- احمد بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) سے دریافت کیا کہ شمشیر ذوالفقار رسول خدا(ص) کو کہاں سے ملی تھی۔ آپ(ع) نے ارشاد فرمایا اسے جبرائیل(ع) آسمان سے لائے تھے۔ اور اس کا قبضہ چاندی کا تھا اور وہ میرے پاس ہے۔

۱۱- امام صادق(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کیا ہے کہ امیرالمومنین(ع) سے پوچھا گیا کہ ثبات ایمان کیا ہے تو فرمایا ورع ہے پھر پوچھا گیا کہ اس کا زوال کس چیز میں ہے تو فرمایا طمع میں۔

وفاتِ انس پر فرشتوں کی حاضری

۱۲- امام صادق(ع) نے فرمایا جب وئی مومن مرتا ہے تو فرشتے اس کی قبر سے اسے بہ الت تشیع لے کر جاتے یں۔ اور جب اسے قبر میں دفن کرتے یں تو نکر نیر اس کی قبر میں آتے یں اور اسے بٹھا دیتے یں اور اس سے فرماتے یں تیرا پروردگار ون ہے تیرا پیغمبر(ص) ون ہے اگر وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار ۔ںا ہے اور محمد(ص) میرا پیغمبر(ص) ہے اور ا لام میرا دین ہے تو وہ اس کی قبر وتا رِ نظر وسیع کردیتے یں اورَ بہشت سے کھو روح اَ ۔ ان لاتے یں یہ اس قول ۔ںا کی تفسیر کے بیان میں ہے کہ " پس اگر وہ(مرنے والا ۔ںا کے) مقربین سے ہے تو اس کے لیے آرام و آسائش ہےُ یعنی اس کی قبر میں اور خوشبو دارَ پ ل اور نعمت کے باغ یعنی آخرت میں۔(ورہ وا ،، ۸۹-۸۸)

َپھر امام(ع) نے فرمایا جب کافر مرتا ہے تو دوزخ کے ستر ہزار فرشتے اس کے ہمراہ اس کی قبر تک آتے یں وہ مردہ اس وقت فریاد کرتا ہے جو کہ جن و انس کے علاوہ ہر شئی سنتی ہے کہ کاش مجھے واپس رکھ۔ یا جائے تاکہ میں مومن ہو جاؤں وہ اپنے اعمال کی م دیتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے واپس کردو میں نے جسے ترک کیا تھا اس پر مل کروں گا تو فرشتے اسے کہیں گے کہ یہ صرف تیرا زبانی بیان ہے اگر تجھے پلٹا یا تو تو دوبارہ ۔ں وں کرے گا پھر جب اسے قبر میں دفن رکھ۔ یا جاتا ہے اور لوگ اس سے جدا ہو جاتے یں تو نکر نیر خوفناک شکل میں اس پر وارد ہوتے یں اسے کھڑا کرتے یں اور وال کرتے یں کہ تیرا پروردگار ون ہے تیرا دین کیا ہے اور تیرا پیغمبر ون ہے تو اس کی زبان تالو سے چمٹ جاتی ہے وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتا نکر نیر اسے زاب ۔ںا کی ایسی ضرب گاتے یں کہ ہر چیز اس سے ڈراتی اور کانپتی ہےَ پھر اس سے کہتے یں تیرا ۔ںا ون ہے تیرا دین کیا ہے تیرا پیغمبر ون ہے وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا وہ اس سے کہتے یں تو نہیں جانتا اس لیے راہ نہیں پائے گا اور کامیاب نہیں ہوگا پھر دوزخ و جہنم کا دروازہ اس کے لیے کھول۔ یا جاتا ہے اور یہ اس قول ۔ںا کی تفسیر ہے کہ " (وہ) جٹلانے والے گمراہوں میں سے ہے تو(اس کی مہمانداری) کھولتا ہوا پانی ہے اور جہنم میں داخل کرنا (وا ،، ۹۴-۹۳-۹۲)ُ یعنی قبر میں

اور آخرت میں دوزخ کی آگ اسے گھیرے گی۔

۱۳- امام صادق(ع) نے فرمایا خدا کے نزدیک تین حرمتیں ہیں جن کی مانند کوئی نہیں۔

اول : قرآن جو کہ اس کی حکمت ہے۔

دوم : اس کا نور۔

سوم : اس کا گھر جو کہ مسلمانوں کا قبلہ ہے اور تمہارے پیغمبر(ص) کا خاندان اور بندہ مومن ان کے سوا کچھ اور قبول نہیں کرتا۔

۱۴- امیرالمومنین(ع) نے فرمایا بہشت میں ایک درخت ہے جس سے لباس عطا کیا جاتا ہے اس کے نیچے زین و لگام کے ساتھ پروں والے گھوڑے رہتے ہیں اولیاء اللہ ان گھوڑوں پر سواری کریں گے اور جہاں چاہے پرواز کریں گے یہ ان (اولیاء) کا سب سے کم درجہ(سب سے کم تر چیز جو انہیں دی جائے گی) ہوگا۔ پروردگار سے عرض کیا جائے گا کہ تیرے بندے کیوں کر اس کرامت کو پہنچے تو خدا فرمائے گا ۔ یہ وہ ہیں جو راتوں و عبادت کرتے تھے اور دن و روزہ رکھتے تھے دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ صدقہ دیتے تھے۔ اور بخل نہیں کرتے تھے۔

۱۵- امام صادق(ع) نے فرمایا جو شخص پانچ چیزیں نہیں رکھتا تو خدا اسے کچھ زیادہ نہیں دیتا عرض کیا گیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) وہ کون سے چیزیں ہیں فرمایا، دین، عقل، حیاء، حسنِ خلق اور حسن ادب اور جس شخص کے پاس یہ پانچ چیزیں ہیں اس کی زندگی صاف ستھری ہے اول تندرستی دوئم آسودگی سوئم بی نیازی۔ چہارم قناعت۔ پنجم دوستوں و عزیزوں سے محبت۔

قیامِ شب

۱۶- امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے جنابِ علی ابن ابی طالب(ع) سے عبادت شبینہ اور قرائت قرآن کے بارے میں دریافت کیا۔ جنابِ امیر(ع) نے فرمایا خوشخبری ہے اس آدمی کے لیے جو اونچی رات کا دسواں حصہ خدا کی رضا اور اس کی عبادت میں بسر کرتا ہے تو خدا اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کے

حساب میں ورہ یاے نیل کے پانی سے نکلنے والی نباتات اور اسے والے درختوں کی تعداد اور تمام روئے زمین کے چرند پرند کی تعداد کے برابر ثواب لکھا جائے۔ جو وئی رات کا نواں حصہ نماز پڑھنے میں بسر کرئے گا تو خدا اس کی دس دعائیں قبول فرمائے گا اور روز قیامت اس کے دائیں ہاتھ میں اس کا نامہ اعمال دیا جائے گا جو شخص اپنی شب کا آٹھواں حصہ نماز پڑھنے میں گزارے گا تو خدا اس کو ایک خوش نیت شہید کے برابر اجر عطا کرے گا اور اس کو اس کے خاندان کی شفاعت کا حق عطا کرے گا۔ جو شب کا ساتواں حصہ عبادت و نماز میں گزارے گا تو روز قیامت جب اسے قبر سے نکالا جائے گا اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی مانند روشن ہوگا یہاں تک کہ وہ پل صراط پر سے گذر جائے گا اور امن والوں کے ساتھ ہوگا، جو وئی اپنی شب کا چھٹا حصہ نماز ادا کرنے میں گزارے گا تو اس کے لیے امان (دوزخ و عذاب سے) لکھی جائے گی اور اس کے تمام گناہ معاف فرمادیئے جائیں گے، جو وئی بھی اپنی شب کا پانچواں حصہ نماز پڑھنے میں گزارے گا تو وہ ابراہیم خلیل اللہ(ع) کے ساتھ ان کے گنبد میں ان کے شانہ بہ شانہ رہے گا، جو وئی اپنی شب کا چوتھا حصہ عبادت و نماز میں گزارے گا تو وہ فائز ہونے والے اولین میں ہوگا وہ پل صراط سے ہوا کے تیز جھونکے کی طرح گزرے گا، اور بے حساب بہشت میں داخل ہو جائے گا۔ جو شخص اپنی رات کا تیسرا حصہ نماز پڑھنے میں گزارے گا تو اس و خدا کے نزدیک ترین مقام پر لے جایا جائے گا اور وئی فرشتہ ایسا نہ ہوگا جو اس سے نہ کہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے تم جس سے چاہو داخل ہو جاؤ۔ جو اپنی نصف شب و ذکر الٰہی اور نماز پڑھنے میں گزارے گا۔ تو اسے زمین کے وزن سے ہزار گنا زیادہ ادا دیا جائے گا اور یہ اس کی کم ترین جزا ہوگی۔

اور جو وئی اپنی تمام رات میں اس کے دو ثلث حصہ میں اور باقی میں تلاوت قرآن کرے گا تو اس کے حساب میں ریگستان کے ذروں کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور ہر نیکی کا وزن وہ احد سے زیادہ ہوگا۔ اور جو بھی اپنی تمام رات و نماز اور تلاوتِ قرآن میں گزارے گا تو اس و کم ترین اجر اسے دیدیا جائے گا کہ وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے جیسے کہ اس کی ماں نے اسے ابھی جنا ہے اور خدا نے جو کچھ پیدا کیا ہے کے شمار کے برابر اس کے لیے نیکیاں لکھی

اسے قبر سے نجات مل جائیں گے۔ خارج کردئیے جائیں گے۔ دل سے خوف و گناہ ختم ہو جائے گا۔ اس کی قبر نور سے بھر دی جائیں گی۔ اس کی

میری رضا کے لیے راتیں جاگ کر گزارتا رہا اسے جنت فردوس میں لے جاؤ یہ وہاں ایک لاکھ شہروں کا مالک ہے اور یہ ان میں سے

پناہ دی جائے گی دوزخ سے اسے برائت لے گی اور خدا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا اے میرے فرشتو دیکھو میرا یہ بندہ میری

جس طرح چاہے اپنی آنکھوں و لذت پہنچائے۔ اور یہ اس پر کی جانے والی دیگر کرامتوں کے علاوہ ہے اور یہ اس لیے ہے کہ یہ حق

کی طرف آمادہ ہوا۔ تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لیے ہیں۔ اور صلوات خلق خیر محمد(ص) اور ان کی آل(ع) پر ہو۔

مجلس نمبر ۴۹

(ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۸ھ)

۱- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا روح الامین جبرائیل(ع) نے میرے رب کی طرف سے مجھے خبر دی ہے کہ جب تک بندہ اپنے مقدر میں لکھی ہوئی روزی نہیں کھا لیتا نہیں مرتا۔ لہذا خدا سے ڈرتے رہو۔ اور طلب رزق میں آرام سے رہو۔ جان لو کہ رزق دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جسے تم طلب کرتے ہو اور دوسرا وہ کہ جو تمہیں طلب کرتا ہے روزی و حلال ذرائع سے طلب کرو گے تو حلال کھاؤ گے اور اگر راہ حرام سے طلب کرو گے تو حرام لے گا۔ اور جو تمہیں لے کا پھر اسی سے کھانا پڑے گا۔

۲- امام رضا(ع) نے فرمایا ہماری ذریت کی طرف نگاہ کرنا (انہیں دیکھنا عبادت ہے) ان سے عرض کیا گیا یابن(ع) رسول اللہ (ص) کیا صرف ائمہ(ع) کو دیکھنا عبادت ہے یا تمام اولاد پیغمبر(ص) کو فرمایا کہ تمام اولاد پیغمبر(ص) کو دیکھنا عبادت ہے۔

۳- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جب میں مقام محمود پر پہنچوں گا اور امت کے گناہگاروں کی شفاعت کرنے آؤں گا تو خدا اس شفاعت کو قبول فرمائے گا لیکن خدا کی قسم جس شخص نے میری ذریت کو آزار پہنچایا ہو گا اس کی شفاعت نہیں کروں گا۔

۴- امام صادق(ع) نے فرمایا جب بندوں کے گناہ زیادہ ہو جائیں گے اور وہ اس کا کفارہ نہ کرسکیں گے تو خدا انہیں غم و مصیبت میں مبتلا کردے گا تاکہ ان کا کفارہ ادا ہو جائے اور اگر وہ انہیں ان گناہوں کے کفارے کے لیے بیماری میں مبتلا کردے گا پھر موت کے وقت ان پر سختی کرے گا اگر یہ سب نہیں تو پھر انہیں عذاب قبر میں مبتلا کردے گا تاکہ ملاقات رب کے وقت وہ گناہوں سے پاک ہوں۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا جو شخص معراج۔ سوال قبر اور شفاعت کا منکر ہوگا۔ وہ ہمارا شیعہ نہیں۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا۔ نزدیک ہے کہ فقر (غربت) کفر ہو جائے (یعنی غربت و فقیری کفر کی طرف مائل کردے) اور حسد تقدیر پر غالب ہو جائے۔

۷- جناب امیرالمومنین(ع) نے ارشاد فرمایا کہ کسی چیز کی دو اشیاء کا مجموعہ علم اور حلم کے مجموعہ سے بہتر نہیں (یعنی اگر علم کے ساتھ ساتھ حلم ہو تو بہتر ہے)

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا۔ خدا کے نزدیک محبوب بندہ وہ ہے کہ جو سچ کہنے والا امانت ادا کرنے والا نماز کی حفاظت کرنے والا اور واجبات خدا ادا کرنے والا ہو۔ پھر حضرت(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی امانت پر امین ہو گا اور اسے ادا کرے گا تو یہ اس کے لیے ایسا ہے کہ جیسے اس نے اپنی گردن سے آگ کی ہزار گرہیں کھولیں کیونکہ جو کوئی کسی امانت کا امین ہے اس پر شیطان مردود اپنے ساتھیوں کو نگران مقرر کرتا ہے کہ اسے گمراہ کریں اور وسوسے میں ڈالیں تاکہ وہ لالچ کا شکار ہو۔ مگر اس بندے کی حفاظت خدا فرماتا ہے۔ یہ ظلم ہے کہ کوئی سوار۔ پیدل چلنے والے سے کہے کہ مجھے راہ دے۔

(۹) امام صادق(ع) نے فرمایا اہل توحید

۱۰- ابن عباس(رض) کہتے ہیں۔ رسول خدا(ص) نے فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے مبعوث کیا اور میں خوشخبری سنانے والا ہوں خدا ہرگز توحید پرست کو عذابِ دوزخ نہیں دے گا اور بے شک اہل توحید شفاعت کریں گے اور ان کی شفاعت قبول کی جائے گی پھر آپ(ع) نے فرمایا خدا روز قیامت بدکاروں کے لیے دوزخ کا حکم صادر کرے گا تو وہ بندے کہیں گے ربا ہمیں کیوں دوزخ کا اذن دیا جارہا ہے جب کہ ہم نے دنیا میں تیری توحید کا اقرار کیا تھا۔ تو کیسے ہماری زبانیں جلاتا ہے جب کہ دنیا میں یہ تیری توحید کے لیے گویا ہوئی ہیں۔ تو کیسے ہمارے دلوں کو جلاتا ہے کہ ان میں تیرے سوا کسی کو جگہ نہیں ملی۔ ہمارے چہرے کس لیے جلائے جانے کا حکم دیا ہے کہ یہ تیرے سوا کسی کے لیے خاک پر نہیں رکھے گئے اور ہمارے ہاتھوں کو کیوں جلایا جارہا ہے کہ یہ تیری بارگاہ کے علاوہ کسی کے آگے نہیں اٹھے۔

ِرا آ الی ارشاد فرمائے گا اے ۔میرے بندو یہ اس بدکاری کے عوض ہے جو تم دنیا میں کی ہے تمہاری سزا دوزخ ہے۔ وہ لوگ رض کریں گے بارالہا۔تیرا عفو بڑاہے ۔ یا ٰ ارے ۔ ناہ، ِرا فرمائے گا۔میرا عفوٴ پھر وہ لوگ کہیں گے۔تیری رحمت بڑی ہے ۔ یا ٰ ارے ۔ ناہ، تو ِرا فرمائے گا۔میری رحمت،ٴ پھر کہیں گے۔تیری توحید کا اقرارڑا ہے ۔ یا ٰ ارے ۔ ناہ، فرمائے گا تمہارا اقرار توحید بڑا ہے تو کہیں گےٴ پھر تو اپنی رحمت وا ۔ اور عفو سے ہمیں ۔ُ یر لے۔

ِرا اپنے فرشتوں سے فرمائے گا، ۔میرے ملائکہ میں اپنی زت وجلال کی ٘م کھاتا ہوں کہ میں نے کسی و ال توحید سے۔ یادہ محبوب خلق نہیں کیا ہے ۔میرے وا وئی ُ بود نہیں ہے مجھ پر یہ حق ہے کہ میں انہیں آگ میں ۔ جلاؤں تم انہیں بہشت میں لے ۔اؤ۔

حضرت ابراہیم(ع) اور مرد ابد

۱۱- امام صادق(ع) نے رفاد یا ایک مرتبہ ابراہیم خلیل اللہ(ع) اپنی بکریوں و چرانے وہ بیت ا لقدس کے پیچھے لے ئے۔ اسی دوران آپ(ع) نے اچانک ایک آواز سنی اور ایک شخص و دیکھا جو ُاز پڑھ رہا تھا اس کا ت۔ بارہ گز تھا جب وہ ُاز سے فارغ ہوا توٴ پھر ابراہیم(ع) نے کہا اے بندہ ِرا تم کس لیے ُاز پڑھ رہے ہو اس نے جواب د۔ یا ِرائے آسمان کے لیے، ابراہیم(ع) نے پوچھا کیا تم اپنی قوم سے نچھ ئے ہو۔ اس نے کہا نہیں پوچھا کھانا کہاں سے کھاتے ہو اس نے جواب د۔ یا میں گر یوں میںٴ ل جمع کرتا ہوں اور انہیں سردیوں میں کھاتا ہوں ابراہیم(ع) نے پوچھا۔تیرا گھر کہاں ہے اس نے ہاتھ سےٴ پہاڑ کی رف اشارہ کیا۔ ابراہیم(ع) نے کہا مجھے تم اپنے ساتھ اپنے گھر لے ۔اؤ میں تمہارے ساتھ آج رات گذا ا چاہتا ہوں اس نے کہا ۔میرے گھر کے راستے میں کی درہ یا ہے جسے آپ(ع) عبور نہیں کرسکتے پوچھا تم وہ درہ یا کیسے عبور کرتے ہو۔ اس نے کہا یا کہ میں اس کے پانی پر چل کر اسے عبور کرتا ہوں۔ ابراہیم(ع) نے رفاد یا میں۔تیرے ساتھ اس لیے اد ا چاہتا ہوں کہ ِرا نے جو کچھ رزق ۔تیرے مقدر میں لکھا ہے شاید اس میں سے مجھےٴ ی کچھ عطا کرے، کہتے یں اس عابد نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ا پنے ہمراہ لے کر چل پڑا جب درہ یا پرٴ پہنچے تو ان دونوں نے درہ یا کے پانی

پر چلنا شروع کر دیا ۔ اور اسے عبور کر کے اس کے گھر تک آ پہنچے۔

ابراہیم(ع) نے اس عابد سے پوچھا کہ کونسا دن بزرگ تر ہے، عابد نے کہا روزِ جزا کہ اس دن لوگوں سے بازپرس ہوگی ابراہیم(ع) نے فرمایا ہاتھ اٹھا کر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہمیں اس دن کے شر سے امن میں رکھے اس عابد نے کہا میں کس لیے دعا کروں کہ میں گزشتہ تیس سال سے خدا کی درگاہ میں دعا کرتا ہوں جو قبول نہیں ہوتی ابراہیم(ع) نے کہا میں تجھے بتاؤں کہ کیوں تیری دعا قبول نہیں ہوتی، کہنے لگا کیوں نہیں، آپ(ع) نے فرمایا جب خدا اپنے بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کی دعا محفوظ کر لیتا ہے تاکہ اس کا بندہ اس سے اپنا راز کہتا رہے اس سے خواہش رکھے اور طلب کرتا رہے اور جب خدا کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے تو اس کی دعا جلد مستجاب کرتا ہے یا اس کے دل میں ناامیدی پیدا کر دیتا ہے پھر آپ(ع) نے اس عابد سے کہا تو نے کیا دعا کی تھی، اس عابد نے بتایا کہ ایک مرتبہ بکریوں کا ایک ریوڑ میرے پاس سے گزرا اس ریوڑ کے ساتھ ایک بچہ تھا جس کی زلفیں اس کی پشت پر لٹک رہی تھیں میں نے اس سے پوچھا اے فرزند یہ ریوڑ کس کا ہے تو اس بچے نے جواب دیا، ابراہیم(ع) خلیل اللہ(ع) کا، میں نے خدا سے دعا کی کہ اگر اس زمین میں تیرا کوئی خلیل ہے تو اس سے میری ملاقات کروادے۔ ابراہیم(ع) نے فرمایا خدا نے تیری دعا مستجاب کی ہے میں ابراہیم(ع) خلیل اللہ ہوں یہ سن کر وہ عابد آپ(ع) کے گلے لگ گیا جب خدا نے محمد(ص) کو مبعوث کیا تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنا مقرر فرمایا۔

۱۲- رسول خدا(ص) نے فرمایا میں تمام پیغمبران و مرسلین کا سردار ہوں اور ملائکہ مقربین سے بہتر ہوں میرے اوصیاء سیدالوصیین ہیں۔ میری ذریت(ع) تمام انبیاء و مرسلین کی ذریت سے بہتر ہے میری بیٹی فاطمہ(س) عالمین کی عورتوں کی سردار ہے میری ازواج مطہرات مومنین کی مائیں ہیں میری امت بہترین امت ہے کہ قیام کرتی ہے میں روز قیامت تمام انبیاء(ع) سے زیادہ پیروکار رکھتا ہوں گا میں حوض رکھتا ہوں جو نہایت وسیع و عریض اور تا حدِ نگاہ پھیلا ہوا ہے اور جس کے جام ستاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں اس حوض پر میرا خلیفہ وہ ہوگا جو اس دنیا میں بھی میرا خلیفہ ہے عرض کیا گیا کہ وہ کون ہے تو فرمایا وہ علی ابن ابی طالب(ع) ہے جو میرے بعد مسلمانوں کا امام ان کا امیرالمومنین و سردار ہے وہ

اپنے دوستوں و اس حوض سے سیراب کرے گا اور اپنے دشمنوں و وہاں سے اس رح دور کردے گا جس رح وئی کسی بیگانے او و اپنے پانی سے دور کرتا ہے۔

پھر آپ(ع) نے رفما یا اس دنیا میں جو وئی علی(ع) و دوست رکھتا ہے اور اس کی اطا ت کرتا ہے وہ ل میرے حوض وثر پر وارد ہوگا اور بہشت میں میرے ساتھ میرے درجے کے برابر ہوگا لیکن جو وئی علی(ع) و دشمن رکھتا ہے اور اس کی افرمانی کرتا ہے وہ روز قیامت نہ تو مجھے دیکھ سکے گا اور نہ میں اسے دیکھوں گا وہ علیحدہ کھڑا کانپ رہا ہوگا اور اسے اموشی والی سمت سے دوزخ میں کھینچ کر لے جایا جائے گا۔

۱۳- حضرت علی بن ابی طالب(ع) نے رفما یا جو وئی کھانا تناول کرنے کے وقت اللہ کا نام لے تو دا اس بندے سے حق نعمت کا وال نہیں پوچھے گا۔

۱۴- جناب ر ول دا(ص) نے رفما یا جو شخص کسی گرئی ہوئی روٹی یا کچھ یا کسی اور خوراک و اٹھا کر کھالے (احترام نعمت کی وجہ سے) تو وہ خوراک ابھی اس کے شکم سے باہر نہیں آئے گی مگر وہ بخشش دیا جائے گا۔

۱۵- جناب ر ول دا(ص) نے جناب علی(ع) سے رفما یا اے علی(ع) تو مسلمانوں کا امام ان کا امیرالمومنین(ع) اور اندھیری راتوں میں روشن چاند کی رح ان کا قائد ہے تو تمام خلق پر میرے بعد حجت دا ہے تو سید اوصیاء اور وصی الانبیاء(ع) ہے اے علی(ع) جب مجھے آسمان ہفتم اور اس جگہ سے سدرة المنتھی اور وہاں سے حجاب ہائے ترس (حجاب نور) تک لے جایا یا تو دراوند عالمین نے اپنی مناجات سے میری عزت افزائی فرمائی۔ اور بہت سے پوشیدہ راز مجھ سے بیان فرمائے اور اسی دوران رفمایا اے محمد(ص) تو میں نے کہا "لبیک و سعدیک" تو ہی برکت والا اور بلند مرتبہ ہے تو دا نے رفما یا جان لو کہ علی(ع) میرے اولیاء(ع) کا امام ہے اور پیشوا ہے اور جو میری اطا ت کرے اس کے لیے وہ ایک نور ہے اور وہی وہ کلمہ ہے جس و میں نے متقین کے لیے لازم رقرار دیا ہے جس نے اس کی اطا ت کی اس نے میری اطا ت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی تم یہ خوشخبری علی(ع) و پہنچا دو۔

جب حضرت محمد(ص) زمین پر تشریف لائے تو انہوں نے حضرت علی(ع) و وہ خوش خبری دی جو خدا نے ان کے حق میں فرمائی تھی، جناب امیر(ع) نے کہا یا رسول اللہ(ص) کیا میری عزت اس درجے پر پہنچی ہوئی ہے کہ ایسے مقام بلند پر میرا ذکر ہوا؟ حضرت(ص) نے فرمایا ہاں اے علی(ع) اپنے پروردگار کا شکر ادا کرو۔ یہ سن کر جناب امیر(ع) پروردگار کی اس نعمت کے لیے سجدہ شکر میں گر گئے آخر آنحضرت(ص) نے فرمایا اے علی(ع) سر اٹھاؤ کہ حق تعالی تم پر اپنے ملائکہ سے فخر و مباہات کرتا ہے۔

۱۶۔ طاؤس یمانی سے روایت ہے کہ امام زین العابدین(ع) دعا کے وقت فرماتے

اے خدا۔ اے میرے معبود مجھے تیری عزت و جلال کی قسم اگر میں تیری ظاہر کردہ اول فطرت سے لے کر تیری قبولیت کے دوام تک عبادت کروں اور ہر جھپکنے والی آنکھ پر موجود بالوں کی تعداد کے برابر تیری مخلوق کے ادا کردہ شکر (تیری تکرار) اور حمد کے برابر تیرا شکر ادا کروں تب بھی میں قاصر ہوں کہ تیری ان نعمتوں کا شکر ادا کرسکوں جو ابھی مجھ پر پوشیدہ ہیں اگر میں تمام زمین میں دفن لوہے کے خزائن و اپنے دانتوں سے کھینچ کر باہر لے آؤں اور اپنے اشکوں سے تمام روئے ارض کو سیراب کردوں اور تیرے خوف کی وجہ سے جاری شدہ میرے اشکوں سے تمام زمین و آسمان کے سمندر خون سے پڑ اور آلودہ ہو جائیں تو تب بھی میں تیرا حق واجب ادا نہیں کرسکتا اور اگر اس کے بعد بھی اگر تو مجھے عذاب دینا چاہے تو تمام مخلوق کا عذاب مجھے دے سکتا ہے اور جہنم میں میرے جسم کو اتنا بڑا کرسکتا ہے کہ جہنم کے تمام طبقات میرے جسم کے جسم سے پر ہو جائیں اور کسی دوسرے کے لیے بڑا جگہ نہ رہے اور جہنم کا ایندھن صرف میرا بدن ہی قرار پائے تو تب بھی یہ تیرے عدل کے تقاضے کے مطابق کم ہوگا جب کہ میں اس سے زیادہ کا سزاوار ہوں گا۔

مجلس مۂ بر۵۰

(۱۶ ربیع الاول سنہ۱۳۶۸ھ)

۱- جناب ر ول ۂرا(ص) نے رفماہ یا جب مسلمان چ ینک کر ۂاموش ہوجاتا ہے تو فرشتے اس کی رف سے الحمد اللہ رب ال المین کہتے یں اور اگر یہ خود سے الحمد للہ رب ال المین ہے تو ملائکہ اس کے جواب میں کہتے یں کہ ۂرا نے تمہیں م اف کیا۔

۲- جناب ر ول ۂرا(ص) نے رفماہ یا، ۂرا فرماتا ہے کہ اے ہمیرے صدیق بندو دنیا میں تم ہمیری عبادت کی نعمت سے سرفراز ہوئے اب اس سبب سے تم ہشت کی نعمت سے سرفراز ہو ۂو۔

مکروہ خ لتیں

۳- ر ول ۂرا (ص) نے رفماہ یا اے (ہمیری) ا ت ۂرا تمہارے لیے چند خ لتوں و مکروہ رکھتا ہے اور تمہیں ان سے نع رکرتا ہے۔

ۂ از میں فضول کام رکرنا۔

صدقہ دے کر احسان جتلانا۔

ۂ قبرستان میں ہنسنا۔

لوگوں کے گھروں میں جھانکنا۔

عورت کے فرج و دیکھنا(دوران جماع کہ یہ پیدا ہونے والے بچے کے لیے) ا ث اندھاپن ہے۔

جماع کے وقت بات رکرنا کہ اس سے بچہ گونگا پیدا ہونے کا ا تمال ہے۔

عشا سے پہلے ونا۔

زیر آسمان برہنہ غسل رکرنا۔

زیر آسمان جماع رکرنا۔

۔ پانی ، نہر و۔ئیرہ میں برہنہ دا ل وہ ا۔ کہ اس میں پاکباز فرشتے ہوتے یں۔

حمام میں بر نہ اہ ا۔

صبح کی ئماز میں اقا ت و ئماز کے دوران فتوررکہ ا یہاں تک کہ ئماز تضاء ہو ائے۔

درہ یا کی سح (سا ل) جو پتھر کی ۔ ہو پر وہ ا (معصوم(ع) نے رفما یا جو شخص ایسی سح پر جو پتھر کی ۔ ہو وئے تو میں اس سے بری ہوں وہ اپنے خون کا خود ذمہ دار ہے۔)

گھر میں تنہا وہ ا۔

الت حیض میں عورت سے پرہیز ہ رکہ ا(رکہ ا اس سے بچے کا مجزوم یا مبروص پیدا ہونے کا رشہ ہے)

احتلام کے بعد ئیر غسل بیوی سے مقاربت رکہ ا(ا ال ہے کہ اس سے بچہ پاگل ہوگا اور اگر ایسا ہوتو وہ شخص اپنی سرزنش خود کرے)

جزام کے مری سے ئیر فا لہ رکھے بات رکہ ا (رفما یا جب زامی سے بات کرو تو ایک زراع کا فا لہ رکھ لو اور اس سے ایسے گریز کرو جیسے شیر و دیکھ رکر بھاگا اہتا ہے)

باری پانی میں پیشاب رکہ ا۔

ثمر دار کجھور کے درخت کے نیچے پیشاب رکہ ا۔

کھ ے ہوکر جوتا پہننا۔

ئیر چراغ کے تاریک گھر میں دا ل وہ ا۔

ئماز پڑھنے کہ جہ پر پھونک مار ہ ا۔

۴۔ امام صادق(ع) نے رفما یا را نے ایک قوم پر نعمتوں کا نزول کیا مگر انہوں نے اس کا شکرادا ۔ کیا تو پ زاب ۔ ازل کیا یا پھر ایک قوم پر زاب کیا یا تو اس نے ۔ بر کیا تو اس قوم پر نعمتیں ازل کی ئیں۔

ابن ئبیر کہتے یں کہ حجاج لعین نے علی(ع) کے دو موالیوں کے گرفتار کیا۔اور ان میں سے ایک

َ پھر آپ(ع) نے رفماہ یا جو وئی لغزش (ہ ناہ) ترک نہ کرے اور زر (دلیل، حجت) قبول نہ کرے اس کے ہ ناہ م اف نہیں ہوں گے۔َ پھر آپ(ع) نے رفماہ یا کیا میں تمہیں اس سےَ ن بدتر کی خبر نہ دوں رض ہوا کیوں نہیں یا ر سول اللہ(ص)، آپ(ص) نے رفماہ یا ایسا بندہ ہے کہ جس کے شر سے لوگوں و امان نہ ہو اور کسی م کے خیر کی امید نہ ہو۔َ پھر جناب ر سول نزا(ص) نے رفماہ یا۔ اے لوگو! بیشک عیسی بن مریم(ع) نے بنی اسرائیل سے رفماہ یا ہاہوں سے حکمت اصل نہ کرو کہ وہ تم ستم کریں گے اور اس (ع م) کے ال سے دریغ نہ کرو لیکن اگر تم سے ستم کرے تو ستم گاروں کی مدد نہ کرو کہ ستم اس کے فضل و ہ ا ل کردے گا ہان لو کہ امور تین م کے ہیں۔

اول : وہ کہ جس کی کامیابی تم پر آشکار ہے اس کے پیرو رہو۔

دوم : وہ کہ جس کی گمراہی تم پر آشکار ہے اس سے کنارہ کش ہو ہاؤ۔

وم : یہ کہ جو امر مورد اختلاف ہے اسے نزا کی رف پلٹا دو۔ (اس سلسلے میں احلکام ر ہانی سے راہنمائی لو۔)

۱۴- حضرت پیغمبر(ص) نے رفماہ یا نزا نے داؤد و وی کی اے داؤد(ع) جس رح کسی شخص پر آفتاب کی روشنی و حرارت تنگ نہیں ہے اسی رح میری رحمتَ ن اس پر تنگ نہیں جو اس میں آنا چاہے اور بدفالی(بدشگونی) کا وئی نقصان نہیں َ پہنچتا مگر جو وئی اسے اختیار کرے وہ نقصان میں ہے بد فالان تنہ سے دور نہیں ہیں۔ میرے نزدیک ترین بندوں میں سے روز قیامت، تواضع اختیار کرنے والے ہیں اور متکبر مجھ سے دور ہیں۔

۱۳- امام صادق(ع) نے رفماہ یا ہمارے شیعوں میں سے جو وئی چالیس(۴۰) احادیث یاد کرے نزا روز قیامت اسے دانشمند اور فقیہ محشور کرے گا اور اس پر زاب نہیں کرے گا۔

۱۴- جناب ر ول نزا(ص) نے علی ابن ابی طالب(ع) سے رفماہ یا اے علی(ع) تم میرے صاحب حوض ہو، تم میرے پرچم برادر ہو میرے و رے و پورا کرنے والے اور میرے قلب کے حبیب ہو، تم میرے علم کے وارث ہو، تم وراثت پیغمبران(ع) کے امانت دار ہو، تم نزا کی زمین پر اس (نزا) کے امین ہو۔ تم اس کی خلق پر حجت ہو، تم رکن ایمان اور تاریکی شب (ظلمت و گمراہی) میں چراغ ہدایت

اور ال دنیا کے لیے پرچم بلند ہو، جو وئی تیری پیروی کرے وہ نجات یافتہ اور جو تیری مخالفت کرے وہ ہلاکت میں ہے تم راہِ روشن ہو، تم صراط مستقیم ہو، تم قائدہ الغر المحجلین ہو، اس بندے کے مولا ہو جس کا میں مولا و سردار ہوں اور میں ہر مومن و مومنہ کا مولا ہوں اور پاک و طاہر (نفس) کے علاوہ تم سے وئی محبت نہیں کرتا اور خبیث و بذر زادہ تم سے دشمنی رکھتا ہے۔

میرا پروردگار جس وقت مجھے آسمان پر لے گیا تو اس نے سب سے پہلے مجھے رفاہ یا اے محمد(ص) میرا سلام علی(ع) کو پہنچا دے اور اسے اطلاع دے کہ اولیاء کا امام اور اہل اطاعت کا نور ہے، اے علی(ع) تمہیں یہ کرامت مبارک ہو۔

۱۵۔ امام صادق(ع) نے رفاہ یا اے بصیر، ہم شجر علم ہیں، ہم اہل بیت(ع) نبی ہیں، جبرائیل(ع) کی آمد و رفت ہمارے گھر میں ہے، ہم علم خدا کے انتظام کرنے والے ہیں اور خدا کی وحی کے امانتدار ہیں(اس کے لیے) جو وئی ہمارا پیرو ہوگا۔ اور جو وئی مخالف ہوگا وہ ہلاک ہوگا یہ خدا پر ہمارا حق ہے۔

۱۶۔ جناب رسول خدا(ص) نے رفاہ یا شیعیان علی(ع) میں سے فقراء اور علی(ع) کی عترت و اس (علی(ع)) کے بعد سبک (کمتر) نہ جانو کیونکہ ان میں سے ہر ایک دو قبیلوں، مانند ربیعہ و مضر کی شفاعت کرے گا۔

مجلس نمبر ۵۱

(۱۹ ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ)

۱- امام باقر علیہ السلام سے قول خدا "کہا جائیگا کون ہے دعا نویس" (یعنی جھاڑ پھونک کرنے والا) کی تفسیر بیان کرنے کی درخواست کی گئی تو امام(ع) نے فرمایا یہ قول ابن آدم(ع) کے لیے ہے جب اسے موت گھیر لیتی ہے تو کہتا ہے کہ کیا کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا ہے کیا کوئی طبیب ہے (جو مجھے اس مرض سے نجات دلا سکے) وہ گمان کرتا ہے کہ یہ میرے عزیز یا دوست یا میرا خاندان میرے کام آئیں گے آپ(ع) نے فرمایا اس روز ساق سے ساق مل جائے گا یعنی دنیا آخرت کے ساتھ ہو جائیگی پھر آپ(ع) نے فرمایا اس دن کا انجام دینے والا پروردگار عالمین ہے۔

۲- امام باقر(ع) نے فرمایا کوئی سال کسی دوسرے سال سے کم بارانی نہیں رکھتا لیکن خدا اسے جہاں چاہتا ہے برساتا ہے بیشک لوگ جب نافرمانی کرتے ہیں تو جو بارش ان کے مقدر میں ہوتی ہے خدا اسے اس سال دوسری طرف منتقل کر دیتا ہے اور اسے بیابانوں پہاڑوں اور دریاؤں پر برساتا ہے بیشک خدا کیڑے کو اس کے بل (سوراخ) میں رزق دیتا ہے اور انسان کو اس کی خطا کی وجہ سے عذاب دیتا ہے اور یہ طاقت رکھتا ہے کہ اس عذاب کا رخ دوسری طرف موڑ دے مگر یہ کہ اہل معصیت ہوں پھر امام(ع) نے فرمایا اے صاحبان بصیرت عبرت حاصل کرو میں مصحف علی(ع) میں پاتا ہوں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا جب زنا کثیر ہوگا تو ناگہانی اموات زیادہ ہوں گی، جب تول میں کمی ہوگی تو خدا زراعت کو کم اور قحط کو مسلط کردے گا، جب لوگ زکوۃ نہ دیں گے تو زمین سے زراعت و میوہ کی برکت ختم ہو جائے گی، جب ناحق فیصلے ہوں گے تو ظلم کی مدد کرنے والے دشمن ان پر مسلط کردے گا، جب نقض عہد ہوگا تو خدا دشمنوں کو مسلط کردے گا، جب لوگ قطع رحم کریں گے تو خدا مال و شرپسندوں کے ہاتھ دیدے گا اور ان کو لوگوں پر اس وقت مسلط کردے گا جب وہ (لوگ، مخلوق) امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور میرے خاندان کی پیروی کے انکار ہوں گے اور اس وقت نیک لوگ دعا کریں گے مگر وہ قبول نہیں ہوگی۔

۳- امام باقر(ع) نے رفرمایا توریت میں مرقوم ہے کہ اے موسی(ع) میں نے تمہیں پیدا کیا اور طاقت دی اپنی اطاعت کا تمہیں حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے تمہیں منع کیا اگر تم میری نافرمانی کرو گے تو تمہاری مدد نہ کی جائے گی اور اگر میری اطاعت کرو گے تو میں تمہاری مدد کروں گا اے موسی(ع) تم میری اطاعت کرو میں تم پر اپنا عہد پورا کروں گا۔ نافرمانی پر کوئی حجت قبول نہ کروں گا۔

۴- مسروق کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس تھے اور ان سے قرآن کے بارے میں دریافت کررہے تھے کہ ہم میں سے ایک نوجوان نے ان سے پوچھا ، کیا تمہارے پیغمبر(ص) نے تمہیں اس بات کی خبر دی ہے کہ ان(ص) کے بعد کتنے خلفاء ہوں گے؟عبداللہ(رض) نے کہا تم کم سن نوجوان ہو جبکہ اس سوال کو تم سے پہلے کسی نے نہیں پوچھا، ہاں پیغمبر(ص) ن ہمیں اطلاع دی ہے کہ انکے بعد نقباء بنی اسرائیل کے موافق بارہ خلفاء ہوں گے۔

۵- شعبی نے اپنے چچا قیس بن عبد سے روایت کیا ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود(رض) کے پاس حلقے کی صورت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی رب آیا اس نے پوچھا تم میں عبداللہ بن مسعود(رض) کون ہے عبداللہ نے جواب دیا میں ہوں بتاؤ کیا کام ہے، اس نے کہا کیا تمہارے پیغمبر(ص) نے تمہیں بتایا ہےکہ ان کے بعد کتنے خلفاء ہوں گے عبداللہ بن مسعود(رض) نے کہا ہاں انہوں نے بتایا ہے کہ وہ نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر بارہ(۱۲) ہوں گے۔

۶- قیس بن عبد کہتے ہیں ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اور ابن مسعود(رض) ہمارے ہمراہ تھے ایک اعرابی رب آیا اور اس نے پوچھا کیا عبداللہ ابن مسعود(رض) تمہارے درمیان ہے عبداللہ(رض) نے کہا ہاں میں ہوں بتا تجھے کیا کام ہے، عرب نے کہا اے عبداللہ(رض)کیا تمہارے نبی(ص) نے تمہیں خبر دی ہے کہ ان(ص) کے بعد کتنے خلفاء تمہارے خلفاء تمہارے درمیان ہوں گے۔

عبداللہ بن مسعود(رض) نے کہا کہ تم نے مجھ سے وہ پوچھا ہے جو میرے عراق سے واپس آنے سے لے کر اب تک کسی نے دریافت نہیں کیا، ہاں انہوں نے رفرمایا ہے کہ ان کے بعد بارہ خلفاء ہونگے جو نقباء بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر ہوں گے۔

۷- اشعث ابن مسعود سے روایت ہے کہ پیغمبر(ص) نے رفرمایا میرے بعد نقباء بنی اسرائیل کی تعداد

کے برابر بارہ خلفاء ہوں گے۔

۸- جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ پیغمبر(ص) کی خدمت میں تھا میں نے سنا کہ آپ(ص) نے فرمایا میرے بعد بارہ امیر ہوں گے یہاں تک کہ رسول خدا(ص) کی آواز پوشیدہ ہوگئی میں نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ پیغمبر(ص) کی آواز پوشیدہ ہونے کے بعد انہوں نے کیا فرمایا میرے والد نے کہا، انہوں نے فرمایا یہ تمام قریش سے ہوں گے۔

۹- رسول خدا(ص) نے فرمایا میری امت میں امر (امامت) ہمیشہ قائم رہے گا اور غلبہ رکھے ہوئے ہوگا یہاں تک کہ بارہ خلفاء مکمل ہو جائیں اور یہ تمام قریش سے ہونگے۔

قاضی شریح (قاضی کوفہ، شریح ابنِ حارث)

۱۰- قاضی شریح کہتے ہیں کہ میں نے ایک مکان سونے کی اسی (۸۰) اشرفیوں کے عوض خریدا اور دو راستگو اور عادل لوگوں کو اس کی تحریر (دستاویز) لکھ کر گواہ مقرر کیا جب یہ خبر جنابِ امیرالمومنین(ع) کو پہنچی تو انہوں نے اپنے غلام قنبر کو بھیج کر مجھے طلب کیا، جب میں آپ(ع) کی خدمت میں آیا تو آپ(ع) نے فرمایا۔ اے شریح میں نے سنا ہے تونے ایک مکان خریدا۔ جس کی تحریر کر تونے عادل گواہ مقرر کیے ہیں اور اسے (مالک کو) رقم ادا کی ہے۔

میں نے کہا ہاں ایسا ہی ہے تو جنابِ امیر(ع) نے فرمایا اے شریح خدا سے ڈر کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بندہ آئے اور تیری بے تحریر دیکھے بغیر حکم دیکھی رہ جائے اور وہ تجھے بغیر کسی گواہ کے اس گھر سے نکال لے جائے اور قبر کے حوالے کردے۔ اے شریح حرام کے مال سے بے وقعت چیزیں مت خرید کہ یہ دنیا و آخرت میں تیرا نقصان کریں پھر آپ(ع) نے فرمایا اے شریح اگر میں تجھ سے گھر خریدوں تو میں اس تحریر کو اس طرح لکھوں گا کہ اس تحریر کے بعد اس گھر کا کوئی دو درھم میں بھی خریدار نہ ہو۔میں نے عرض کیا امیرالمومنین(ع) مجھے بتلائیں کہ وہ تحریر کیا ہوگی آپ(ع) نے فرمایا "بسم اللہ الرحمن الرحیم" اس گھر کو بندہ خوار اور قبر والے مردے سے دارِ فریب میں فنا ہونے والے اور لشکر نابود میں شامل ایک بندے نے خریدا ہے۔ یہ گھر چار خصوصیت رکھتا ہے۔ اول آفات کا شکار رہنا دوئم

عیوب میں مبتلا کرتا ہے۔ سوئم مصیبتوں میں گرفتار کرتا اور چہارم ہوس میں پہنچاتا ہے۔ جان لو کہ شیطان گمراہ کرنے والا ہے اس گھر کے فریب خوردہ خریدار نے اسے اس آرزو سے خریدا ہے کہ اسے موت نہیں آئے گی جب کہ موت اسے باہر کھینچ لے جائے گی، طاقت کی عزت اس سے چھین جائے گی اور ذلت اس کا مقدر بن جائے گی۔ پس یہ بہت بڑا خسارہ اس کے خریدار کے لیے ہے لہذا یہ بدلہ اس شخص کے لیے ہے جو کہ ان تمام کی نفی کرے دیکھو کہ قیصر روم اور خسرو نے جو محلات بنائے اور جو مال ان میں جمع کیا وہ تمام کا تمام اپنے فرزندوں کے لیے چھوڑ گئے۔ جان لو کہ روزِ قیامت یہی موقف تمہارے سامنے لائے جائیں گے۔ اور اس وقت تفاوت عدل سے بے ہودہ لوگوں و نقصان پہنچے گا عقل اسی میں ہے کہ بندہ ہوس و اختیار نہ کرے۔ اور اس دن اہل دنیا و جو نقصان پہنچے گا اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھے۔ کہتا ہے کہ اس دن منادی میدانوں میں آواز دے گا کہ حق اس بندے کے لیے ہے کہ جسکی آنکھیں روشن اور کھلی رہیں۔ لہذا تمہیں آج یا کل کوچ کرنا ہے اس لیے نیک اعمال کا توشہ ہمراہ لے لو آرزوئیں ساتھ لے کر مت جاؤ کہ یہ تمہیں موت سے ہمکنار کریں گی کوچ اور زوال نزدیک ہے۔

۱۱۔ جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا وہ فرشتے جو زمین میں مقرر ہیں اور اسکا چکر لگاتے ہیں وہ امت کا درود و سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔

۱۲۔ ابو حمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں مسجد کوفہ میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک صاحب مسجد کے ساتویں ستون کے نزدیک نماز پڑھ رہے ہیں اور ان کا رکوع و سجود بہترین ہے میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ صاحب فورا سجدے میں چلے گئے ہیں اور فرمانے لگے پروردگارا مجھ میں یہ ہمت نہیں ہے کہ میں تیری نافرمانی کروں۔ کہ تیری ہر محبوب ترین چیز تیری اطاعت کرتی ہے میرا ایمان ہے کہ تو مجھ پر حق رکھتا ہے۔ پروردگارا میں نے تیری نافرمانی اس کی طرح نہیں کہ کہ جس طرح تجھ سے ایک فرزند (عیسی(ع)) منسوب کیا گیا ہے اور تیرا شریک ٹھرایا گیا ہے۔ تیرے حق کی خاطر میں نے تیری کسی چیز (حکم) میں معصیت یا نافرمانی نہیں کی اور نہ ہی تیری عبادت اختیار کرنے سے مجھ میں تکبر کا عنصر پیدا ہوا ہے نہ ہی میں تیری راہ سے بھٹکا ہوں اور نہ ہی تیری ربوبیت کا انکاری ہوا ہوں

۔ باراِلٰہا اگر میں ہوس کی پیروی کروں تو شیطان اپنے حجت و بیان کے بعد مجھے خوار کروادئے گا اور اگر اس صورت میں تو مجھ پر عذاب کرے تو یہ تیرا ستم نہ ہوگا۔ بار الٰہا یا تو مجھ پر اپنے لطف و رحمت سے رحم کر رحم کر اے ارحم الراحمین۔ابوحمزہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ فارغ ہوئے اور مسجد سے باہر تشریف لے گئے میں نے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سیاہ فام غلام سے ملے اور اس سے کچھ کہا جو میری سمجھ میں نہ آیا میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں تو اس نے بتایا یہ علی ابن حسین(ع) ہیں میں نے کہا میں ان پر قربان یہ یہاں کس لیے آئے تھے بتایا جو کچھ تم نے دیکھا اسی کے واسطے یہ یہاں آئے تھے۔

۱۳۔ براء ابن عازب سے روایت ہے کہ جب رسول خدا(ص) نے خندق کھودنے کا حکم دیا تو اس میں سے ایک بہت بڑا اور پیلا ہوا سخت پتھر برآمد ہوا جس پر کدال پھاوڑے کام نہیں کررہے تھے۔ لہذا رسول خدا(ص) بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنی عبا زمین پر رکھ کر کدال اٹھائی اور "بسم اللہ" پڑھ کر اس پتھر پر کدال سے ایک ضرب لگائی تو اس کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا۔ آنحضرت(ص) نے فرمایا "اللہ اکبر" کہ اس نے مجھے شام کی کنجی عطا فرمائی ہے اور میں سرخ محلات یہیں سے دیکھ رہا ہوں پھر آپ(ص) نے "بسم اللہ" پڑھ کر دوسری ضرب لگائی تو اس پتھر کا دوسرا ثلث حصہ بھی ٹوٹ گیا آپ(ص) نے فرمایا "اللہ اکبر" کہ اس نے مجھے کلید فارس بھی عطا کی خدا مدائن کے سفید محل مجھے یہیں سے نظر آرہے ہیں پھر آپ(ص) نے تیسری بار کدال پتھر پر ماری تو وہ پتھر پورا شگافتہ ہو گیا۔ آپ(ص) نے فرمایا "اللہ اکبر" کہ اس نے مجھے کلید یمن بھی عطا کی اور مجھے شہر صنعا کا دروازہ یہیں سے نظر آرہا ہے۔

وفات فاطمہ بنت اسد(ع)

۱۴۔ ایک روز علی بن ابی طالب(ع) گریہ کرتے ہوئے رسول اللہ(ص) کے پاس آئے اور کہا "انا للہ وانا الیہ راجعون" رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) کیوں رو رہے ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میری والدہ فاطمہ بنت اسد انتقال کرگئی ہیں یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) نے گریہ کیا اور فرمایا اے علی(ع) اگر وہ تمہاری ماں تھیں تو میری بھی ماں تھیں۔ میرا عمامہ لے لو اور اس سے ان کا پیراہن بناؤ اور انہیں اسی میں کفن دو اور

عورتوں سے کہو کہ انہیں غسل دیں اور اس وقت تک نہ باہر نہ لائیں جب تک میں نہ آ جاؤں اور باقی اعمال خود انجام نہ دے لوں۔

جنابِ رسول خدا(ص) ایک ساعت کے بعد تشریف لائے۔ ان کی میت اٹھائی اور ان کا جنازہ پڑھانے تشریف لے گئے بی بی(س) کا جنازہ اس طرح پڑھایا کہ کسی اور کے جنازے کو اس طرح پڑھاتے نہیں دیکھا گیا آپ(ع) کے جنازے پر چالیس تکبیریں کہی گئیں۔ پھر جنابِ رسول خدا(ص) آپ(ع) کی قبر میں اترے اور اس میں لیٹ کر اسکی کشادگی کو تعین فرمایا اور جنابِ امیرالمومنین(ع) اور امام حسن(ع) کو ان کی قبر کے اندر بلایا پھر اس عمل سے فارغ ہوکر جناب امیر(ع) اور امام حسن(ع) کو فرمایا کہ وہ قبر سے باہر تشریف لے آئیں۔ پھر بی بی(ع) کو قبر کے اندر اتارا اور انکے سرہانے کھڑے ہوکر فرمایا اے فاطمہ(س) میں محمد(ص) اولاد آدم کا سردار ہوں جب منکر نکیر آئیں اور آپ(ع) سے پوچھیں کہ آپ(ع) کا پروردگار کون ہے تو فرمائیے گا خدا میرا پروردگار ہے۔ پھر فرمائیے گا محمد(ص) میرا رسول اور اسلام میرا دین۔ پھر فرمائیے گا میرا بیٹا میرا ولی اور امام ہے۔ پھر آپ(ع) نے فرمایا اے خدا فاطمہ(س) کو قول حق پر قائم رکھ۔ پھر جنابِ رسول خدا(ص) قبر سے باہر تشریف لائے اور چند مٹھی خاک آپ(ع) کی قبر پر ڈالی جب قبر پر مٹی ڈال دی گئی تو آپ(ص) نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اس مٹی کو برابر کیا اور دبا دیا۔ یہ دیکھ کر عمار یاسر آگے بڑھے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میرے ماں باپ آپ(ص) پر قربان کیا وجہ ہے کہ جس طرح یہ نماز جنازہ پڑھائی گئی ہے کسی اور کی نہیں پڑھائی گئی، جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ابویقظان وہ اسی لائق تھیں۔ ابو طالب(ع) کثیر العیال تھے۔ یہ فاطمہ(س) دوسرے بچوں کا کم اور میرا خیال زیادہ رکھا کرتی تھیں وہ انہیں برہنہ رکھتیں اور مجھے لباس پہناتی تھیں۔ وہ مجھے عمدہ طریقے سے نہلاتیں اور ان کی نسبت مجھے زیادہ صاف ستھرا رکھتی تھیں۔ عمار(رض) نے پوچھا آپ(ص) ان(فاطمہ(س)) کی قبر میں بے حس و حرکت اور خاموش کیوں لیٹے تھے، آپ(ص) نے فرمایا اس لیے کہ لوگ روز قیامت برہنہ محشور ہوں گے اور میں نے خدا سے اصرار کیا کہ انہیں ستر عورت میں محشور کیا جائے۔ مجھے قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ابھی ان کی قبر سے باہر نہ آیا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ان کے سر کی سمت نور کے دو چراغ روشن ہیں دو چراغ ان کے پہلو میں ہیں اور دو چراغ ان کے قدموں کی

رف روشن یں اور دو فرشتوں و ان کی قبر پر مول کیا یا ہے کہ روزِ قیامت تک ان کے لیے مغفرت طلب کرتے ریں۔

۱۵- ابو مسم کہتے یں ۔ میں حسن بصری اور انس بن ماک کے ہمراہ ام المو نین ام سلمہ(رض) کے گھر یا انس بن ماک گھر کے دروازے کے باہر ں بیٹھ ئے اور ہم دونوں گھر میں دا ل ہوئے حسن بصری نے بی بی(ع) و لام کیا کہ۔ اے میری ماں آپ پر ۔را کی رحمت اور اسکی برکات اور میرا لام ہو بی بی(س) نے واب د۔ یا تم ون ہو میری بان میرے فرزند، حسن نے کہا میں حسن بصری ہوں بی بی(س) نے رفما یا کس لیے آئے ہو کہا کہ۔ آپ وہ ہم سے بیان فرمائیں جو پیغمبر(ص) نے علی(ع) کے بارے میں ارشاد فرمائی ہے۔ بی بی ام سلمہ(رض) نے رفما یا ۔را کی میہ جومیں بیان کرر ی ہوں وہ میں نے اپنے کانوں سے جنابِ ر ول ۔را(ص) سے سنی ہے اور اگر یہ ایسے نہ ہو تو میرے دونوں کان بہرے ہو جائیں میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے جنابِ ر ول ۔را(ص) و یہ بیان کرتے دیکھا ہے اگر ایسے نہ ہوتو میں دونوں آنکھوں سے اندھی ہو جاؤں اور میرے دل نے اسے حفظ کر لیا اگر جھوٹ ہو اور اس رح سے نہ ہو تو میرے دل پر مہر لگا دی جائے اور اس پر بوجھ رکھا جائے میں نے سنا کہ جنابِ ر ول ۔را(ص) نے علی(ع) سے فما یا۔ اے علی(ع) جو وئی تیری ولایت کا نکر ہو اور اس الت میں ۔را سے ملاقات کرے (روز حساب) تو اسکی ملاقات اس رح ہوگی جیسے کسی بت پرست کی ملاقات ۔را سے ہو۔

ابو مسم کہتے یں کہ میں نے سنا حسن بصری نے کہا" اللہ اکبر" میں گواہی دیتا ہوں کہ علی(ع) میرے اور ہر مومن کے مولا یں پھر جب ہم گھر سے باہر آئے تو انس نے پوچھا تم نے تکبیر کیوں بلند کی تی۔ ہم نے کہا کہ ہم نے بی بی ام سلمہ(س) سے گزارش کی تی کہ وہ اس و بیان فرمائیں جو انہوں نے جنابِ ر ول ۔را(ص) سے علی(ع) کے بارے میں سنی ہے لہذا جب انہوں نے بیان کی تو ہم نے تکبیر بلند کی پھر ہم نے وہ انس بن ماک و سنائی تو اس نے ین گواہی دی کہ اسی رح تین بار ادا۔ اس نے جنابِ ر ول ۔را(ص) سے علی(ع) کے بارے میں سنی یں۔ واہ ہو محمد(ص) اور ان کی آل پاک(ع) پر جو طاہر یں۔

مجلس منؔبر ۵۲

(۲۴ ربیع الاول سنہ۱۳۶۸ھ)

حروف جُمِل(حروف ابجد)

۱- حابوالسود زیاد بن منذر بیان کرتے یں کہ ہم سے امام باقر(ع) نے رفماہ یا جب عیسی بن مریم(ع) پیدا ہوئے تو ان کی نشوو نما اسقدر زیادہ تی کہ وہ ایک دنمیں دوسرے لڑوں کےدو بارہ کے برابر بڑھتے۔ جب وہ سات ماہ کے ہوئے تو ان کی والدہ انہیں لے کر کیب اتالیق کے پاس ئیں۔ جب عیسی(ع) و اس اتالیق کے سامنے بٹھایا یا تو اس نے ان سے کہا۔ کہو'' بسم اللہ الرحمن الرحیم'' عیسی(ع) نے کہا'' بسم اللہ الرحمن الرحیم'' پھر اس اتالیق نے کہا اب میں تمہیں حروفِ ابجد سکھاتا ہوں۔ کہو '' ابجد'' عیسی(ع) نے سر اٹھایا اور رفماہ یا کیا تم جانتے ہو ابجد کیا ہے اس اتالیق نے چھ ی اٹھائی تاکہ عیسی(ع) و سرزنش کرے عیسی(ع) نے کہا اتالیق مجھے مت مارو اگر تمہیں معلوم ہے تو مجھے بتاؤ ورنہ میں تمہیں بتاتا ہوں اتالیق نے کہا تم بتاؤ۔

عیسی(ع) نے رفماہ یا '' اف'' آلاء خدا ہے یعنی خدا کی نعمتیں ''ب'' بہجتہ اللہ ہے''ج'' جمال خدا ہے'' د'' دین خدا ہے'' ہوز'' ہولِ (خوف) دوزخ ہے ''و'' سے مراد وائے اہل دوزخ پر اور اہل دوزخ کی ملامت ہے '' ز'' زوافیر دوزخ یعنی اہل جہنم کی فریاد اور جہنم کا گناہ گاروں کے لیے جوش مارنا ہے'' ح''۔ ''حطی'' کہ استغفار سے گناہ کم و زائل ہوتے یں۔ '' ک'' ۔'' لمن'' کہ یہ کلمات خدا یں اور یہ تبدیل نہ ہوں گے'' سعفص'' یعنی پیمانہ کے عوض پیمانہ ہے اور جزاء کے بدلے جزاء ہے'' قرشت'' کہ سب قبروں میں لٹا دیئے جائیں گے اور پھر محشور ہوں گے اس اتالیق نے مادرِ عیسی(ع) سے کہا کہ اے خاتون اپنے فرزند کو لے جائیے یہ دانشمند یں اور انہیں کسی معلم کی ضرورت نہیں۔

۲- عثمان بن عفان نے رسول خدا(ص) سے کہا کہ ابجد کی تفسیر فرمائیے جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا

میں تمہیں تفسیرِ ابجد بتلاتا ہوں کہ تمام عجائبات اس میں ہیں وائے ہو عالم پر کہ تفسیر ابجد کا اسے علم نہیں ہیں۔ آپ(ص) نے فرمایا ''الف'' سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں اور یہ حرف اسماء کے راہنما میں سے ہے ''ب'' بہجتہ خدا یعنی خدا کی خوشی ہے'' ج'' جنت و جلال و جمال خدا ہے'' د'' دین خدا ہے '' ہوز'' یعنی ہا'' ہاویہ ہے وائے ہو اس پر کہ جو دوزخ میں نیچے چلا جائے اور وائے ہو اہل دوزخ پر ''ز'' سے مراد زاویہ دوزخ ہے اور خدا کی پناہ کہ جو کچھ جہنم کے اس گوشے زاویہ میں ہے '' حطی'' اس سے مراد یہ کہ گناہ مغفرت طلب کرنے سے زائل ہوتے اور کم ہوتے ہیں اور جو کچھ جبرائیل(ع) نیچے لاتا ہے شب قدر میں یہاں تک کہ اس کی سفیدی ظاہر ہو۔ '' ط'' سے طوبیٰ ان کے ساتھ ہے (مغفرت طلب کرنے والوں کے ساتھ) اور یہ وہ جنت ہے کہ خدا نے اسے لگایا ہے اور روح القدس و اس میں پھونکا ہے اس کی شاخیں بہشت کی پچھلی دیوار سے نظر آتی ہیں اور اس سے بہشتیوں و لباس و زیور عطا کیے جاتے ہیں۔ ''ی'' یداللہ ہے جو اس کی تمام خلق پر ہے سبحانہ و تعالیٰ عما یشرکون یعنی اللہ کی ذات اس سے کہیں بلند و برتر ہے جس سے وہ شرک کرتے ہیں۔'' کلمن'' یعنی ''ک'' کہ یہ کلام خدا ہے اور کلمات خدا میں تبدیلی نہیں ہے اور اس کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ''ل'' کہ یہ بہشتیوں کا الحام و درود ہے جو وہ اپنے پیغمبر(ص) کی زیارت کے وقت بھیجتے ہیں اور تحیہ و درود جو وہ ایک دوسرے پر بھیجتے ہیں اور دوزخی ایک دوسرے پر ملامت کرتے ہیں۔ ''م'' ملک خدا ہے کہ زوال نہیں رکھتا'' و'' دوام خدا ہے کہ اسے فنا نہیں ہے''ن'' نون والقلم وما یسطرون ہے کہ قلم وہ نور اور کتاب نور سے لوح محفوظ میں ہے کہ مقربین اس پر گواہ ہیں اور خدا گواہی کے لیے کافی ہے '' سعفص'' یعنی ''ص'' کہ پیمانہ پیمانے کے ساتھ اور بدلہ بدلے کے ساتھ ہے۔ یعنی جزاء جزاء کے ساتھ چنانچہ صرف وہی جزاء دیتا ہے بیشک خدا بندے پر ستم نہ کرے گا۔ '' قرشت'' یعنی ان کو اکٹھا کیا جائے گا اور محشور کیا جائیگا اور ان و (لوگوں و) منتشر کیا جائیگا۔ روز قیامت کی طرف اور وہ (خدا) ان میں حکم کرے گا اور اس وقت ستم نہ ہوگا۔

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا جب بندہ کسی ظلم و دیکھے اور ظالم پر نفرین کرے تو خدا فرماتا ہے یہ دوسری جگہ ہے کہ تم نے ظلم پر نفرین کیا ہے اگر چاہو تو میں تمہارے عمل و اسطرح قبول کروں کہ تم

میرے عفو کے حقدار ہو جاؤ۔

۴۔ حبیب بن عمرو کہتے ہیں میں جناب امیر(ع) کی زیارت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ(ع) کے مرض الموت کے دوران آپ(ع) کے زخم کو کھول کر دیکھا اور ان سے کہا یا امیرالمومنین(ع) آپکا زخم زیادہ نہیں ہے اور اس سے آپ(ع) کو کوئی خطرہ نہیں۔

جناب امیر(ع) نے فرمایا اے حبیب میں تمہیں داغِ مفارقت دے جاؤں گا یہ سن کر میں نے گریہ کیا اور میرے ہمراہ آپ(ع) کی صاحبزادی ام کلثوم(س) جو کہ آپ(ع) کے پاس تشریف فرما تھیں وہ بھی رونے لگیں۔ جناب امیر(ع) نے یہ دیکھ کر ان سے فرمایا اے میری دختر تم کیوں گریہ کرتی ہو بی بی(س) نے جواب دیا بابا مجھے آپ(ع) کی جدائی کا غم رلارہا ہے جناب امیر(ع) نے فرمایا بیٹی گریہ مت کرو خدا کی قسم اس وقت جو کچھ تمہارا باپ دیکھ رہا ہے اگر تم بھی دیکھ لیتی تو گریہ نہ کرتی حبیب کہتے ہیں میں نے پوچھا یا امیرالمومنین(ع) آپ(ع) کیا دیکھ رہے ہیں آپ(ع) نے فرمایا اے حبیب میں دیکھ رہا ہوں کہ آسمان کے تمام فرشتے تشریف لائے ہیں اور ان کے پیچھے پیغمبران کھڑے ہیں جو کہ میری ملاقات کے مشتاق ہیں۔ اور میرے برادر محمد(ص) رسول خدا(ص) بھی میرے پاس تشریف فرما ہیں اور ارشاد فرمارہے ہیں کہ میرے پاس آؤ جس گرفتاری (تکلیف) میں تم مبتلا ہو اس سے کہیں بہتر تمہارے لیے تیار ہے۔ حبیب کہتے ہیں کہ ابھی میں جناب امیر(ع) کے پاس سے رخصت نہیں ہوا تھا کہ آپ(ع) کی رحلت ہوگئی۔

جب آپ(ع) کی وفات کو دوسرا دن ہوا تو امام حسن(ع) صبح کے وقت منبر پر گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ اس خدا کی حمد و ستائش ہے، اے لوگو! یہ شب تھی کہ اس میں قرآن نازل ہوا یہ وہ شب تھی کہ اس میں عیسیٰ بن مریم(ع) کو آسمان پر لے جایا گیا۔ یہ وہ شب تھی کہ اس میں یوشع بن نون(ع) قتل ہوئے اور اس شب میں جناب امیر(ع) دنیا سے رخصت ہوئے خدا کی قسم گذشتہ انبیاء(ع) اور اوصیاء(ع) میں سے کوئی بھی میرے والد سے پہلے بہشت میں نہ جائے گا اور ان کی مانند کوئی دوسرا نہ تھا کہ جب رسول خدا(ص) ان کو جہاد پر بھیجتے تو جبرائیل(ع) ان کے دائیں طرف اور میکائیل(ع) ان کے بائیں طرف ان کے ہمراہ جنگ کرتے۔ انہوں نے اپنے پیچھے کوئی سونے چاندی کا ترکہ نہیں چھوڑا سوائے ان

سات و درہم کے جو ان کی ذاتی ملکیت تھے اور جن سے وہ اپنے گھر والوں کے لیے ایک غلام خریدنا چاہتے تھے۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا (لوگو) میں تمہیں آگاہ نہ کروں اس بندے سے کہ جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے؟ عرض کیا یا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) ، آپ(ص) نے فرمایا برائی سے دوری اختیار کرنے والا۔لوگوں میں مانوس (یعنی محبت و خوش خلقی کرنے والا) نرمی اختیار کرنے والا اور سادگی اختیار کرنے والا۔

۶- عیص بن قاسم کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ رسول خدا(ص) گندم کی روٹی ہرگز سیر ہو کر نہ کھاتے۔ اور جو کی روٹی بھی بھوک سے کم تناول فرماتے تھے۔

۷- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا خدا فرماتا ہے اے ابن آدم جو کچھ میں نے تمہیں حکم دیا ہے اس کی اطاعت کر اور مجھ سے ہدایت طلب کر۔

۸- جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا، خدا فرماتا ہے اے ابن آدم تو مجھے صبح و شام یاد کرتا رہا کر تا کہ میں تیرے شبہات دور کروں اور تجھے ہدایت بخشوں۔

رسول خدا(ص) کی رحلت کے بعد علی(ع) کا خطبہ

۹- یہ خطبہ جناب امیر(ع) نے رحلت پیغمبر(ص) سے نو(۹) روز بعد جب کہ وہ جمع قرآن سے فارغ ہو چکے تھے ارشاد فرمایا۔ آپ(ع) نے فرمایا تمام شکر و تعریف اس خدا کے لیے ہے جس نے اوہام و تخیلات کو اس کی ذات تک پہنچنے سے سوائے موجود ہونے کے عاجز کر دیا۔ اور عقلوں پر پردہ ڈال دیا ہے اس بات سے کہ وہ اس کی ذات کو تشبیہ یا شکل سے تصور و تخیل کر سکے بلکہ اس کی ذات میں کوئی تفاوت و فرق نہیں اس کے کمال میں کسی تجزیہ کے ذریعے اجزا نہیں کیے جا سکتے۔ اس نے اشیا کو جہتوں کے اختلاف کے بغیر ایک دوسرے سے جدا کیا۔ ان اشیاء سے بغیر لے ہوئے اس نے ربوبیت پائی بغیر آلات کی مدد سے اس نے ان اشیاء کو پیدا کیا جب کہ مخلوق کا علم بغیر آلات و اوزار کے نہیں ہوتا، اس کے اور معلوم کے درمیان اس کے علاوہ کسی کا علم نہیں ہے اگر یہ کہا جائے کہ وہ تھا

تو ازلیت وجود کی توضیح و تشریح کی بنیاد پر کہا ہاسکتا ہے اور اگر یہ کہا ہائے کہ "ولم یزل" ہے تو لی رم کسی بناء پر کہا ہاسکتا ہے اور اللہ الی کی ذات ہ پاک منزہ ہے اس شخص کے قول سے کہ جس نے اس کے علاوہ کسی کی بندگی کی اور کسی و اپنا ُ بود اس کے علاوہ نا یا۔

ہم اس حمد کے ساتھ اس کی حمد و ثناء کرتے یں کہ جو اس نے اپنی مخلوق کے لیے پسند کی اور جس کی قبولیت و اپنی ذات کے لیے ضروری قرار دے یا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے وا وئی ُ بود نہیں وہ وا ر ہے اس کا وئی شریک نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد(ص) اس کے بندے اور ر ول(ص) یں یہ دو شہادتیں قول و سربلند اور مل و دو چند کرتی یں، میزان ہلکی ہو اتی ہے جب دونوں اس سے اٹھائی اتی یں اور میزان بھاری ہو اتی ہے جب دونوں اس میں رکھ دی اتی یں، ان ی دونوں شہادتوں کے ذریعے جنت اصل ہوتی ہے اور دوزخ سے نجات ملتی ہے اور پل صراط سے گذرا ہاسکتا ہے اور درود و لام سے رحمت پاتے یں اور پس تم اپنے نبی(ص) پر کثرت سے درود بیجو بیشک اللہ اور اسکے فرشتے نبی(ص) پر درود بیجتے یں اے صاحبان یمان تم بی اس(ص) پر درود بیجو اور لام کرو جیسا کی لام کرنے کا حق ہے۔

اے لوگو! ا لام سے بڑھ کر وئی شرف اور پرہیزگاری سے زیزتر وئی کرم و بزرگی نہیں۔ ہ ناہوں سے اجتناب سے بڑھ کر وئی پناہ گاہ نہیں توبہ سے کامیاب ترین وئی سفارش کنندہ نہیں۔ علم سے یادہ نفع بخش وئی خزانہ نہیں۔ حلم سے بلندتر وئی عزت نہیں ادب سے بلیغ ترین وئی حساب نہیں غصب سے گٹیا وئی نسب نہیں۔ عقل سے یادہ وئی جمال آراستہ وپیراستہ نہیں جھوٹ کی برائی سے بڑھ کر وئی برائی نہیں اموشی سے یادہ حفاظت کرنے والی وئی شئے نہیں۔ عافیت سے خوبصورت وئی لباس نہیں اور وئی غائب موت سے یادہ قریب نہیں۔

لوگو: جو شخص سطح زمین پر چلتا ہے وہ اپنی قبر کی رف اتا ہے شب و روز زندیوں و تم کرنے میں تیزی میں مصروف یں ہر جاندار کے لیے ایک روزی ہے۔ ہر دانے کا ایک کھانے والا ہے اور تم موت کی غزا ہو اور بیشک جس نے گردش ایام و پہچان لیا وہ تیاری سے غافل نہ رہا۔ وئی مالدار اپنے مال کی وجہ سے اور وئی فقیر اپنی غربت اور قلت مال کی وجہ سے موت سے نجات نہیں پائے گا۔

اے لوگو: جس و خوفِ زدہ ہے وہ ظلم سے بچا۔ جس شخص نے اپنی گفتگو پر دھیان نہیں دیا اس کی بیہودہ گوئی ظاہر ہوگئی۔ جس نے خیر و شر سے نہیں پہچانا وہ جانوروں کی طرح ہے مستقبل کے بڑے فاقے (احتیاج) کی موجودگی مصیبت و چھوٹا نہیں کرتی۔ دور ہو دور ہو تم نے نا واقفیت کا اظہار نہیں کیا سوائے اس کے جو تم میں نافرمانیاں اور گناہ پائے جاتے تھے اس نے راحت و مشقت سے اور مفلسی اور محتاج و آسودگی سے قریب نہیں کیا۔ کوئی شر شر نہیں، جس کے بعد جنت ہو اور کوئی خیر، خیر نہیں جس کے بعد دوزخ ہو۔ ہر آسودگی و مداحت سوائے جنت کے حقیر و کم تر ہے۔ اور ہر غم جہنم کے علاوہ عافیت ہے۔

۱۰۔ جنابِ رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تمہاری اس چیز کے لیے راہنمائی نہ کروں کہ جس سے تمہارے گناہوں کا کفارہ اور نیکیوں میں اضافہ ہو۔ عرض کیا کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص)، آپ(ص) نے فرمایا جب وضو کرو تو کامل کرو مسجد میں بہت زیادہ آیا کرو نماز کے وقت کا انتظار کرو۔ وہ بندہ تم میں سے نہیں جو نماز کے وقت کا منتظر رہے اور مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا کرے مگر اپنے گھر و برائی سے پاک نہ کرے سوائے اس کے کہ فرشتے اس کے لیے کہیں کہ خدایا اسے معاف فرمادے اور اس پر رحم کر، جب نماز پڑھو تو اپنی صفوں و پر کرو، جب تمہارا امام "اللہ اکبر" کہے تو تم بھی "اللہ اکبر" کہو۔ اور جب وہ "سمیع اللہ حمدہ" کہے تو تم "اللھم ربنا لک الحمد" کہو۔ اور بہترین صف مردوں کی اگلی صف ہے اور آخری صف (گناہوں سے) بری ہے۔

۱۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا۔ جب موسی بن عمران(ع) نے چاہا کہ وہ جناب خضر(ع) سے رخصت لیں تو انہوں نے (موسی(ع)) جنابِ خضر(ع) سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کریں۔ انہوں نے فرمایا بلا ضرورت سفر مت کرو۔ بے سبب مت مسکراؤ اپنے گناہوں اور اپنی خطاؤں کو یاد رکھو اور لوگوں کے عیوب سے چشم پوشی کرو۔

۱۲۔ لقمان نے اپنی موت کے وقت اپنے فرزند و وصیت کی کہ اے میرے بیٹے جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے ناامید رہو۔ لوگوں سے احتیاج نہ رکھو کہ اس کا اصل فقر ہے اپنے گذرے ہوئے کل سے اپنے آج کو بہتر گزارو جب نماز ادا کرو تو اسے بہتر

ریقے سے دنیا سے واہ نہ کرو اور ہان لو کہ نیک وجہ کے لئے ہنیر وئی مل حا ہام نہ دو۔

۱۳- امام باقر(ع) نے رفاہ یا اپنے مسلمان بھائی و دوست رکھو اور جو کچھ اپنے لیۓ بہتر سمجھتے ہو اس کے لیۓ بھی وہی بہتر ہانو۔ جس چیز سے تم ہارہ کشی اختیار کرتے ہو۔ اس وقت بھی اس سے ہارہ کش رہنے کے لیے کہو۔ اور جب اسے وئی ضرورت ہو تو اس کی ضرورت پوری کرو۔ اگر تمہیں اس سے وئی خواش ہو تو اسے بیان کرو اس کے لیے خیر و اختیار کیے رکھو۔ کہ وہ بھی تمہارے لیے خیر چاہتا ہے اس کی پشت پر رو ہتا کہ وہ تمہاری پشت پناہی کرے۔ اگر وہ تم سے اوجھل ہو تو اس کے عیوب ظاہر نہ کرو۔ اگر وہ حاضر ہو تو اس کی تعظیم کرو۔ اور اس کا احترام کرو کیوں کہ وہ تم سے ہے اور تم اس سے ہو۔ اگر اسے تم سے وئی شکوہ ہے تو اس سے برات رہو بلکہ اس سے اس شکوہ کا سبب دریافت کرو اور جو تمہارے دل میں ہے وہ اس سے بیان کرو اور اس سے پوچھ لو اگر اسے وئی نزع پہنچے تو خدا کی حمد کرو اور شکر ادا کرو اور اگر وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اس کی مدد کرو اسکی چارہ جوئی کرو۔

مواخات

۱۴- محدوج بن زید زھلی کہتے ہیں جب رسول اللہ(ص) نے مسلمانوں و ایک دوسرے کے ساتھ رادرانہ رشتے میں منسلک رکیا تو علی(ع) سے رفاہ یا اے علی(ع) تم میرے بھائی ہو۔ اور تم مجھ(ص) سے وہ نسبت رکھتے ہو جو ہارون(ع) و موسی(ع) سے تھی مگر یہ کہ میرے بعد وئی پیغمبر نہیں ہوگا۔ اے علی(ع) لوگ نہیں ہانتے کہ روز قیامت مجھے سب سے پہلے بلایا ہائیگا۔ میں رش کے دائیں رف کھڑا ہوں گا اور میں نے حلہ سبز زیب تن کیا ہوگا۔ اس کے بعد پیغمبروں و بھی طلب کیا ہائیگا۔ جو سایہ رش میں دائیں رف دو صفیں بنائے کھڑے ہوں گے۔اور سبز بہشتی لباس زیب تن کیے ہوں گے۔

اے علی(ع) آگاہ ہو ہاؤ۔ کہ سب سے پہلے وہاں جس امت کا محاسبہ ہوگا وہ میری امت ہوگی۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ مجھ سے نسبت کی وجہ سے تمہیں سب سے پہلے مقام قرب کے لیے دعوت دی ہائے گی۔ اور میں اپنا پرچم جو کہ پرچم حمد ہے تمہیں عطا کروں گا۔ تم اسے ان دونوں

صفوں کے در یان اٹھائے ہوگے آدم(ع) اور تمام خلق ذرا روز قیا ت میرے پرچم تلے ہوگی جس کا طول ہزار سال کی مسافت کے برابر ہوگا۔ اس علم کی چوب پاندی کی اور چوٹی سرخ یاقوت کی ہوگی اس علم کے تین پلے ہوں گے ایک مشرق دوسرا مغرب اور تیسرا تمام جہاں پر پ یلا ہوا ہوگا۔ ان پر تین سطریں لکھی ہوں گی۔ پہلی " بسم اللہ الرحمن الر یم" دوسری میں " الحمد للہ رب ال المین" اور تیسری سطر میں" لا الہ الا اللہ محمد ر ول اللہ" لکھا ہوگا۔ اس ہر سطر کا طول ہزار برس کی راہ کے برابر اور اس کا رض ن ان ن وسیع ہوگا۔ اے علی(ع) تم وہ علم اٹھاؤ گے حسن(ع) تمہارے دائیں ب اب اور حسین(ع) تمہارے بائیں باب ہوں گے۔ تم سایہ رش میں میرے پاس آؤ گے ایک سبز بہشتی حلہ تمہیں پہنا یا بائے گا اس وقت ذرا کی طرف سے نادی آواز دے گا اے محمد(ص) کیا اچھا باپ ہے تمہارا ابراہیم(ع) اور کیسا اچھا بھائی ہے تمہارا علی ابن ابی طالب(ع)۔

مجلس نمبر ۵۳

(۲۶ ربیع الاول سنہ ۳۶۸ھ)

حروف معجم (حروف تہجی)

۱- ابوالحسن علی بن موسی رضا(ع) نے فرمایا کہ سب سے پہلے خدا نے اپنی خلق کو پہچاننے کے لیے حروف تہجی کو تخلیق کیا جب کسی آدمی کے سر پر لاٹھی ماری جائے تو خیال یہ ہے کہ وہ بعض کلام و بیان نہیں کرسکتا تو اس کے لیے حکم یہ ہے کہ اس پر حروف معجم پیش کیے جائیں پھر اس کو اتنی دیت دی جائے جتنے حروف وہ امن سے اس نے ادا نہیں کیے۔ میرے والد(ع) نے اپنے والد(ع) اور انہوں نے اپنے دادا(ع) کے حوالے جناب امیر(ع) سے روایت کیا ہے کہ الف سے مراد خدا کی نعمتیں ہیں۔

"ب" بہجتہ اللہ (باقی بدیع السموات والارض) "ت" سے قائم آل محمد(ص) کے ذریعے سے تمام امور "ت" تکمیل ملل سے ہے" "ث" اعمال صالحہ کا ثواب ہے جو مومنین کے لیے ہے "ج" جلال و جمال خدا ہے "ح" خدا کا حلم ہے جو گناہگاروں کے لیے ہے "خ" سے مراد خمول یعنی گناہگاروں کے ذکر کی خدا کے نزدیک گمنامی ہے "د" دین خدا ہے (جو اس نے اپنے بندے کے لیے چاہا) "ذ" ذوالجلال سے ہے "ر" رؤوف و رحیم کے لیے ہے "ز" قیامت کے زلزلے کے لیے ہے "س" سناء اللہ کی بلند شان اور اس کی سرمدیت "ش" کہ خدا جو چاہے اور جو ارادہ کرے اور تم نہیں چاہتے جو وہ چاہتا ہے "ص" کہ لوگوں کی صراط پر مدد کرنے میں (خدا) وعدے کا سچا ہے اور ظالموں کو گھات لگاکر پکڑنے والا ہے "ض" ضال یعنی وہ بندہ گمراہ ہے جو آل محمد(ص) کا مخالف ہے "ط" سے مراد طوبی ہے جو مومنین کے لیے ہے اور وہ کیا اچھا مرجع ہے "ظ" سے مراد ظن ہے کہ مومنین کا خدا کے بارے میں بہتر رائے رکھنا اور کافروں کا ظن انہیں نقصان پہنچانے والا ہے "ع" (عین) عالم سے ہے اور "غ" (غین) غنی سے کہ جو (خدا) بے نیاز ہے اور کوئی حاجت نہیں رکھتا "ف" سے مراد دانہ اور گٹھلی کو شگافتہ کرنے والا اور افواجِ جہنم سے ہے "ق" قرآن ہے اور اس کا جمع

رکھنا اور پڑھنا ٰرا پر ہے ''ک'' کافی کے لیے اور ''ل'' سے مراد کفارہ کا لغو ہے کہ جو وہ ٰرا پر بہتان اور جھوٹ باندھتے یں۔''م'' سے مراد ٰرا کا ماک یوم الدین ونا ہے کہ اس کے وائے اس کا وئی ماک نہیں ہے اور ٰرا فرمائے گا کہ آج کس کا ماک اور کس کی ملکیت ہے تو اس وقت ارواح پیغمبران و ر ول و حجت ٰرا سب مل کر کہیں گے کہ یہ ٰرائے قہار کی ملکیت ہے۔ ٰرا فرمائے گا '' آج ہر ایک و اس کے ہے کا بدلہ دیا جائیگا۔ آج کے دن کسی پر ظلم نہیں کیا جائیگا۔ بیشک ٰرا جلد حساب لینے والا ہے(مومن، آیت نمبر۱۶) '' ن'' سے مراد نوالِ (ہمہ بانی و بخشش) ٰرا ہے جو صرف مومنین کے لیے ہے۔ اور کفار کے لیے'' نکال''(زاب) و کیفر الہی ہے '' و'' وائے ہے اس پر جو ٰرا کی نافرمانی کرتا ہے ''ھ'' کہ یہ ٰرا پر آسان ہے کہ جو اس کی نافرمانی کرے اسے حقیر و ذلیل کرے(رجوع کریں پچھلے صفحات پر''ھ'' کی تفسیر ہاویہ جو کہ دوزخ کا ساتواں طبقہ ہےسے کی گئی ہے) ''ل'' یعنی لا الہ الا اللہ ہے اور یہ لمہء اخلاص ہے اور جو وئی بن اسے خلوص دل سے کہے تو اس پر بہشت واجب ہوگی۔ '' ی'' کہ اس سے مراد یداللہ ہے یعنی ٰرا کا ہاتھ جو اس کی تمام خلق پر ہے اور وہ رزق عطا کرتا ہے اور جو اس کے بارے میں شرک کیا جاتا ہے وہ اس سے پاک و بلند ہے۔ پھر امام(ع) نے فرمایا ٰرا نے قرآن و ان کے حروف کے ساتھ نازل کیا ہے جو تمام عرب میں مستعمل و رائج یں۔ پھر ٰرا نے فرمایا اے محمد(ص) کہہ دو اگر تمام جن و انس جمع ہوکر اس قرآن کا مثل لے آئیں تو وہ نہیں لاسکتے اگرچہ وہ ایک دوسرے کے معاون و مددگار بن جائیں۔ (بنی اسرائیل، ۸۸)

۲- جناب ر ول ٰرا(ص) نے فرمایا جو شخص نماز جمعہ کے بعد ایک مرتبہ سورہ حمد اور سات مرتبہ '' قل ھو اللہ'' اس کے بعد ایک مرتبہ '' سورہ حمد'' اور پھر سات بار '' قل اعوذ برب الناس'' پڑھے تو اس پر مصیبت نہ آئے گی اور وہ فتنہ نہ دیکھے گا اور اگلے جمعہ تک اسی طرح رہے گا۔ اگر وہ دعا کرے گا کہ بارالہا مجھے ہمارے پیغمبر(ص) اور جناب ابراہیم(ع) کے ساتھ اس بہشت میں داخل کردے جو برکت سے بھر ہے اور جس کے آباد کرنے والے فرشتے یں تو ٰرا اسے اس میں داخل کردے گا اور اسے جنابِ ابراہیم(ع) اور میرے (ر ول ٰرا(ص)) ساتھ دارالسلام میں وارد کرے گا۔

کفن چور اور اسکا ہمسایہ

۳۔ امام زین العابدین(ع) فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص قبریں کھود کر کفن چوری کیا کرتا تھا۔ اس کے ہمسائے میں ایک بوڑھا شخص سکونت پذیر تھا جو قریب المرگ تھا ایک دن اس نے اس کفن چور کو بلایا اور اس سے کہا تم میرے بہترین ہمسائے ہو۔ میں تم سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ دو مکمل کفن رکھے ہیں ان میں سے تجھے جو بہتر لگے وہ اٹھا لے اور میرے مرنے کے بعد میری قبر کو کھود کر دوسرے لوگوں کی مانند میرا کفن چوری نہ کرنا۔ اس کفن چور نے یہ سن کر انکار کیا اور کفن نہ لیا۔ مگر اس بوڑھے آدمی نے اصرار کیا اور بوڑھا وہ عمدہ کفن اسے دیا جو اس چور نے رکھ لیا۔ جب وہ بوڑھا شخص فوت ہو گیا۔ تو اس کفن چور کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب اس بوڑھے کو کیا معلوم ہوگا کہ میں نے اس کا کفن چوری کیا ہے یا نہیں لہذا اس کا کفن چوری کرنا چاہیے۔ جب اس نباش (کفن چور) نے اس کی قبر کھول کر اس کا کفن اتارنا چاہا تو ہاتف غیبی نے آواز دی کہ ”ایسا مت کر“۔ نباش یہ سن کر خوفزدہ ہو گیا اور اپنا ہاتھ روک کر گھر چلا آیا۔ گھر آکر اس نے اپنے فرزند سے کہا کہ میں تمہارے لیے کیسا باپ ثابت ہوا ہوں فرزند نے کہا۔ آپ بہترین والد ہیں اس نے کہا میں تم سے ایک حاجت رکھتا ہوں ۔ فرزند نے کہا فرمائیں۔ اس نے کہا جب میں مر جاؤں اور لوگ مجھے جلادیں تومیری راکھ اکٹھی کرنا اور اسے خوب کوٹ کر تیز ہوا میں بکھیر دینا یہ میری وصیت ہے اس لڑکے نے کہا ٹھیک ہے۔

جب وہ نباش مرا اور اسے جلایا گیا تو اس کے فرزند نے اس کی لاش کی راکھ اکٹھی کی اور اسے کوٹ کر تیز ہوا میں بکھیر دیا تو خدا نے اپنے بر اور بحر کو حکم دیا کہ اس کی راکھ اکٹھی کی جائے، جب راکھ اکٹھی ہوگئی تو حکم دیا کہ اسے (نباش) میرے سامنے حاضر کیا جائے لہذا نباش کو حاضر کیا گیا۔ خدا نے اس سے کہا تونے اپنے فرزند کو یہ وصیت کیوں کی۔ نباش نے جواب دیا پروردگارا تیری عزت اور تیرے خوف کی وجہ سے میں نے ایسا کیا۔ خدا نے ارشاد فرمایا میں تیری اس خدا خوفی کی وجہ سے تجھ سے راضی ہوں اور تیرے خوف کو جانتا ہوں اور تجھے معاف فرماتا ہوں۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جب بندہ اپنا کفن تیار کرتا ہے اور اسے دیکھتا ہے تو خدا اس کے اس عمل کا اسے اجر عطا کرتا ہے۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا بہشت میں غرفہ (دریچہ، کھڑکی، بالاخانہ وغیرہ) ہے کہ جس کا اندرون اس کے بیرون سے اور بیرون اس کے اندرون سے پیدا ہوا ہے اور میری امت میں سے ایسے لوگ جو خوش کلام، لوگوں کو کھانا کھلانے والے، اپنا اسلام ظاہر کرنے والے اور عبادت شبانہ کرنے والے ہوں گے وہاں قیام کرینگے جناب علی ابن ابی طالب(ع) نے رسول اللہ(ص) سے کہا یا رسول اللہ(ص) ان باتوں کی وضاحت فرمائیں۔

آپ(ص) نے فرمایا۔ اے علی(ع) جانتے ہو خوش کلام کیا ہے وہ یہ ہے کہ صبح و شام دس بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر" ہے لوگوں کو کھانا کھلانا یہی ہے کہ مرد جو کچھ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے نماز شبینہ یہ ہے کہ جو کوئی شخص نماز عشاء اور نماز فجر با جماعت مسجد میں ادا کرے اور یہ اس طرح ہے کہ جیسے کسی نے تمام رات عبادت میں گزاردی ہو۔ اور اسلام کا ظاہر رکھنا یہ ہے کہ انسان مسلمان پر سلام کہنے میں بخل سے کام نہ لے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا کوئی شخص کسی نیک کام کے انجام کا سوچ کر اس میں سستی نہ کرے۔

۷- امام رضا(ع) کے غلام سے منقول ہے کہ امام (ع) نے فرمایا کوئی مومن اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس میں تین خصلتیں موجود نہ ہوں، اول اپنے پروردگار کی سنت پر عمل، دوئم اپنے نبی(ص) کی سنت پر عمل رکھنا اور سوئم اپنے امام(ع) کی سنت پر عمل۔

پروردگار کی سنت یہ ہے کہ راز کو راز رہنے دیا جائے اسے تلاش نہ کیا جائے خدا فرماتا ہے "خدا دانائے پوشیدہ ہے" (دانائے یعنی عالم الغیب) اور کوئی ایک شخص بھی اس سے آگاہ نہیں ہوتا مگر وہ رسول کہ جس کو وہ (خدا) خود پسند کرے۔

پیغمبر(ص) کی سنت یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ مدارات کی جائے کیونکہ خدا نے اپنے پیغمبر(ص) کو حکم دیا ہے کہ لوگوں سے نیکی سے پیش آؤ عفو اختیار کرو اور خواہشات سے منہ پھیر لو۔

اپنے امام کی سنت یہ ہے کہ سختی میں صابر رہو اور شکر کرو خدا فرماتا ہے کہ جو لوگ سختی میں صبر کرتے ہیں وہ متقی ہیں۔

۸- جناب رسول خدا(ص) نے امام حسین(ع) سے فرمایا اے حسین(ع) تیرے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام زید ہوگا۔ وہ اور اس کے ساتھی روزِ قیامت لوگوں کی گردنوں پر اپنے قدم رکھتے ہوں گے۔(فضیلت میں بلند مقام پر فائز ہوں گے) اور نورانی چہرے لیئے بغیر حساب بہشت میں داخل ہوں گے۔

۹- جناب رسول خدا(ص) نے اپنے بالوں پر اپنا دستِ مبارک رکھ کر فرمایا۔ جس کسی نے میرے بال کو بھی آزار پہنچایا اس نے مجھے آزار پہنچایا۔ جس نے مجھے آزار پہنچایا اس نے خدا کو آزردہ کیا۔ اور جو کوئی خدا کو آزردہ کرے تو زمین و آسمان اس پر لعنت بھیجتے ہیں۔

نیک یا بد

۱۰- عبایہ بن ربعی کہتے ہیں کہ ایک انصاری جوان عبداللہ ابن عباس کے پاس آیا تو عبداللہ(رض) نے اسے تعظیم دی اور اپنے پاس بٹھایا۔ لوگوں نے عبداللہ ابن عباس(رض) کو اعتراض کیا کہ یہ نو جوان جس کی آپ نے تعظیم کی ہے وہ نو سال سے بدکاری میں مبتلا ہے اور رات کو قبرستان جاکر قبروں کو کھودتا ہے ، تو عبداللہ نے کہا مجھے اس وقت بتایا جائے جب یہ قبرستان جایا ہو، لہٰذا ایک شب یہ نوجوان قبرستان گیا تو عبداللہ ابن عباس کو اس کی اطلاع دی گئی عبداللہ اس کے تعاقب میں قبرستان گئے اور اس کا عمل دیکھنے کی غرض سے ایک گوشے میں چھپ کر کھڑے ہوئے جہاں سے وہ جوان انہیں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس جوان نے ایک قبر کھودی اور اس میں لیٹ گیا پھر اس کی صدا بلند ہوئی کہ وائے ہو مجھ پر میں تنہا اپنی لحد میں خوف زدہ ہوگا اور زیر زمین ہوں گا تب مجھے کوئی خوشی حاصل نہیں ہوگی۔ کہ میں اس کا اہل نہیں ہوں گا۔ میری لحد مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم پر وائے ہو تم نے مجھے پس پشت رکھا لہذا میں تمہیں دشمن رکھتی ہوں تم ایسے وقت میں میری آغوش میں آئے ہو کہ میں دیکھتی ہوں کہ انبیاء و

ملائکہ ف باندے کھ ے یں۔ ل بروز قیا ت تجھے ون خ پائے گا اور شہ نجہ دوزخ سے ون پناہ دے گا۔ پھر اس نو جوان نے رفو یاد کی کہ میں نے نافرمانی کی اور ہر کسی و پاہے کردہ ۔ نافرمانی نہ کرے میں رہے۔ بار اپنے پروردگار سے اس بات کا ہ ر کرتا ہوں مگر پھر توڑ دیتا ہوں اور بے وفائی (نافرمانی) کی تکرار (بار بار) کرتا ہوں ۔ جب وہ جوان قبر سے باہر آیا تو عبداللہ ابن عباس(رض) نے آگے بڑھ کر اسے لے لگایا اور کہا تم بہتر گورکن ہو کہ اپنے ناہ ک مدگی سے قبر میں یاد کرتے ہوئے پھر آپ اس کے ساتھ قبرستان سے باہر آئے اور برا ہوئے۔

۱۱- جناب ر ول نرا(ص) نے رفار یا جب روزِ قیا ت آواز دی جائے گی کہ زین العابدین(ع) کہاں یں تو میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے فرزند علی(ع) بن حسین(ع) بن علی(ع) بن ابی طالب(ع) کے لیے صفوں کے در یان راستہ ناہر دیا جائیگا۔

۱۲- جنابِ ر ول نرا(ص) نے رفار یا اے علی(ع) تم میرے بھائی اور میں تمہارے بھائی ہوں مجھے بنوت کے لیے چنا یا ہے اور تمہیں اما ت کے لیے میں صاحب تنزیل ہوں اور تم صاحب تاویل میں اور تم اس ا ت کےو ۔ باپ یں اے علی(ع) میرے وصی ، خلیفہ ، وزیر اور وارث ہو تم میرے دو فرزندوں کے والد ہو تیرے شیعہ میرے شیعہ تیرے سا ی میرے سا ی، تیرے دوست میرے دوست اور تیرے د شمن میرے د شمن یں اے علی(ع) تم میرے رفیق ہو ل بروزِ قیا ت تم میرے ساتھ حوض وثر پر ہوگے اور مقام محمود میں میرے ہمراہ ہوگے۔ تم جس رح دنیا میں میرے علمدار ہو اسی رح قیا ت میں ب س میرے پرچم بردار ہوگے۔ خوش بخت ہے وہ بندہ جو تجھے دوست رکھے اور وہ بد بخت ہے جو تجھ سے د شمنی رکھتا ہے آسمان کے فرشتے تیری دوستی اور تیری ولایت کے ذریعے تقربِ نرا اصل کرتے یں نرا کی قسم تیرے دوست زمین کی نسبت آسمان میں زیادہ یں اور اے علی(ع) تم میری ا ت کے امین ہو اور میرے بعد ان پر نرا کی حجت ہو تیرا کلام میرا کلام ہے تیرا امر میرا امر ہے تیری اطا ت میری اطا ت ہے، تجھے ملا ت کرنا مجھے ملا ت کرنا ہے تیری نافرمانی میری نافرمانی ہے تیرا گروہ میرا گروہ ہے اور میرا گروہ نرا کا گروہ ہے اور وہ ایسے یں کہ اللہ اور اس کے ر ول(ص) و دوست رکھتے یں اور ا یمان لاتے یں بیشک نرا کا گروہ (حزب اللہ) ہی کامیاب و غالب ہے۔

مجلس مۂ بر ۵۴

(سلخ ربیع الاول سنہ ۳۶۸ ھ بموقع رؤیت ہلال)

۱- جناب ر ول ٰدا(ص) نے رفماہ یا تم میں سے جو وئی بہتر وضو کرتا ہے، اپنی ٰ از درست پڑ ہتا ہے ، اپنے مال و ز ٰوۃ دیتا ہے، دی ٰز ن ان کی حفاظت کرتا ہے، اپنے ٰ نے و قابو میں ر ٰ ہتا ہے، اپنے ٰ ہ اہوں کی مغفرت اور ال بیت(ع) کی خیر خواں کرتا ہے تو اس کا ا ٰ یان کامل ہے اور اس کے لئے بہشت کے دروازے کھول دیئے ٰ ئے یں۔

۲- جنابِ ر ول ٰدا(ص) نے اس خطبے میں ارشادرفماہ یا اے لوگو جو وئی ہ ارے ٰ اندان و د شن ر ٰ ہتا ہے ٰدا اسے یہودی بعوث کرے گا۔ ٰ ابر ابن عبداللہ انصار(رض) کہتے یں کہ مین نے ر ول ٰدا(ص) سے رض آکیو یا ر ول اللہ(ص) اگر وہ روزہ ر ٰ ہتا ہو ٰ از پڑ ہتا ہو اور اس بات کا ٰ تقدٰ ٰ ن ہو کہ وہ مسلمان ہے تو کیا وہ ٰ ن ایسا ن ہوگا۔ ر ول ٰدا(ص) نے رفماہ یا بیشک وہ روزہ ر ٰ ہتا ہو ٰ از پڑ ہتا ہو۔ اور ٰ تقد ہو کہ مسلمان ہے(تو ٰ ن ایسا ن ہوگا۔)

۳- جنابِ ر ول ٰدا(ص) نے رفماہ یا جو وئی مسلمانوں کی ٰ ا ت سے ٰ دا ہوا اس نے رشتہء ا لام و گردن سے اتار دیا رض کیا یا ر ول اللہ(ص) مسلمانوں کی ٰ ا ت ونسی ہے آپ(ص) نے ارشادرفماہ یا ال حق بیشک وہ کم ن کیوں ٰ ہوں۔

۴- زید بن ارقم بیان کرتے یں کہ کچھ اصحاب ر ول(ص) ایسے تھے جن کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے ایک روز جنابِ ر ول ٰدا(ص) نے ٰ م یا کہ وائے علی(ع) کے دروازے کے مسجد میں باقی ٰ ام اصحاب کے دروازے بند کردئے ٰ ائیں لوگوں نے اس ٰ بارے میں جناب ر ول ٰدا(ص) سے بات کی تو ر ول ٰدا(ص) اپنی جگہ سے اٹھے اور ٰدا کی حمد و ستائش کے بعد رفماہ یا۔ مجھے مامور کیا یا ہے(ٰدا کی رف سے) کہ میں وائے علی(ع) کے دروازے کے بعد مسجد میں کھلنے والے ٰ ام دروازے بند کروا دوں ٰ پھر رفماہ یا ٰدا کی ٰ م ایسا میں نے خود نہیں آکیہ ٰ ن میں ان دروازوں و کھولتا ہوں اور ٰ ن بند کرواتاہوں میں جیسا ٰ م وصول کرتا ہوں ویسے ٰ ن اس کی پیروی

رکرتا ہوں۔

۵- جناب علی ابن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا کسی ایک کے لیے جائز نہیں ہے کہ اس مسجد میں جنب داخل ہو سوائے میرے (رسول خدا(ص)) اور علی(ع) و فاطمہ(س) و حسن(ع) و حسین(ع) کے اور جو کوئی میرے اہل بیت(ع) میں سے ہے وہ مجھ سے ہے۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا تمام دروازے جو اس مسجد میں کھلتے ہیں بند کروادیئے جائیں سوائے علی ابن ابی طالب(ع) کے دروازے کے۔

۷- ابو حمران (حمران) سے روایت ہے کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا گھروں کے دروازے جو مسجد کی سمت ہیں سب بند کردو سوائے علی(ع) کے دروازے کے۔

۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کوئی بندہ مومن نہیں مگر یہ کہ وہ مجھے اپنی ذات سے زیادہ دوست رکھے اور میرے خاندان(ع) کو اپنے خاندان سے زیادہ دوست رکھے اور میری ذات کو اپنی ذات سے پہلے دوست رکھے ایک شخص نے کھڑے ہو کر اس حدیث کے راوی عبدالرحمٰن سے کہا کہ اے عبدالرحمٰن تم ترتیب وار اس حدیث کو بیان کیا ہے خدا اس سے (حدیث سے) دلوں کو زندہ رکھے۔

۹- عون بن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں محمد بن حنفیہ(ع) کے ہمراہ ان کے آستانے پر موجود تھا کہ زید بن حسن(رح) ان کے پاس سے گزرے آپ نے انہیں دیکھا تو کہا اولاد حسین(ع) سے زید بن علی(رض) نامی ایک جوان قتل ہوگا۔ جو عراق میں تختہ دار پر لٹکایا جائیگا۔ جو کوئی اسے دیکھے اور اس کی مدد نہ کرے گا خدا اسے منہ کے بل دوزخ میں گرائے گا۔

۱۰- زیاد بن منذر کہتے ہیں میں امام باقر(ع) کے پاس بیٹھا تھا کہ زید بن علی(ع) بن حسین(ع) تشریف لائے امام(ع) نے انہیں دیکھا تو فرمایا یہ اپنے خاندان کے سردار ہیں اور ان (اہل بیت(ع)) کے خون کو طلب کرنے (بدلہ لینے) والے ہیں یہ بہت زیادہ نجیب ہیں۔ پھر فرمایا اے زید تیری والدہ کیسے شریف فرزند کی والدہ ہیں۔

۱۱- ابوحمزہ ثمالی کہتے ہیں کہ میں حج پر گیا تو امام علی بن حسین(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا

انہوں نے مجھ سے رفمایا ، اے ابو حمزہ کیا میں تجھے اپنا خواب بتاؤں جو میں نے دیکھا میں نے کہا کیوں نہیں تو رفمایا سنو میں نے دیکھا کہ میں بہشت میں تکیہ لگائے بیٹھا ہوں کہ میرے پاس بہترین حوریں آئیں اور اس سے پہلے میں نے ایسی حوریں نہیں دیکھی تھیں ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا اے علی(ع) بن حسین(ع) میں تمہیں تہنیت پیش کرتی ہوں اور تمہیں زید(رح) کی مبارک باد دیتی ہوں۔ ابو حمزہ بیان کرتے ہیں کہ میں جب دوسرے سال حج پر گیا۔ اور امام(ع) کی زیارت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ اپنے فرزند زید(رح) و آغوش میں لیے بیٹھے ہیں۔ آپ(ع) نے رفمایا اے ابو حمزہ یہ میرا فرزند میرے اس خواب کی تعبیر ہے۔ کہ میں نے اس(زید) کی پیدائش سے پہلے اسے دیکھا اور خدا نے اسے سچ کر دکھایا۔" (یوسف، ۱۰۰)

۱۲۔ عبدالرحمن بن سبابہ کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے مجھے ہزار اشرفیاں دیں اور رفمایا کہ انہیں اپنے خاندان والوں میں تقسیم کردو۔ لہذا میں نے ان اشرفیوں و زید بن علی (ع) کے ہمراہ شہید ہونے والوں کے لواحقین میں تقسیم کردیا۔ اور عبداللہ بن نمیر جو کہ فضیل کے برادر تھے کے حصے میں چار اشرفیاں آئیں۔

۱۳۔ سلمان فارسی(رض) کہتے ہیں کہ ایک دن میں رسول خدا(ص) کے پاس بیٹھا تھا کہ علی بن ابی طالب(ع) تشریف لائے رسول خدا(ص) نے علی(ع) سے رفمایا اے علی(ع) میں تجھے ایک خوشخبری نہ دوں۔ علی (ع) نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) آپ نے رفمایا جبرائیل(ع) نے خدا کی طرف سے مجھے خبر دی ہے کہ اس نے تیرے حب داروں اور شیعوں کو سات خصلتیں عطا کی ہیں اول ، سکرات موت میں آسانی۔ دوئم وحشت قبر اور اس کے اندھیرے میں روشنی۔ سوئم ۔ خوف محشر سے امان۔ چہارم۔ بوقت میزان پڑےکا بھاری ہونا۔ پنجم ۔ پل صراط سے گزرنا۔ ششم ۔ تمام سابق امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہونا۔ ہفتم ۔ دوسری امتوں سے ۸۰ سال پہلے بہشت میں داخلہ۔

۱۴۔ امام صادق(ع) نے رفمایا جو کوئی اپنے مومن بھائی کے اس عیب و بیان کرے جو خود اس نے اس مومن میں دیکھا ہو اور اپنے کان سے سنا ہو تو ایسے لوگوں کے بارے میں خدا ارشاد فرماتا ہے۔

" بیشک جو بندے دوست رکھتے ہیں بیہودگی و اور مومنین میں اس و رواج دیتے ہیں تو ان کے لیے دنیا اور آخرت دردناک عذاب ہے" (نور، ۲۰)

۱۵- امام صادق(ع) نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے اس عیب و بیان کرو جسے خدا نے پوشیدہ رکھا ہوا ہے اور بہتان یہ ہے کہ تم اسے اس سے نسبت دو جو اس میں نہیں ہے۔

۱۶- امام باقر(ع) نے فرمایا کیسا برا بندہ ہے وہ جو دو رخا اور دو زبانیں رکھتا ہو جو اپنے بھائی کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پس پشت اس کا گوشت کھائے۔ اور اگر خدا اسے عطا کرے تو اس سے حسد رکھے۔ اور اگر مصیبت میں گرفتار ہو تو اسے چھوڑ دے۔

۱۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی کی منہ پر تعریف کرے اور پس پشت اس کے عیب بیان کرے تو روزِ محشر اسے ایسے حاضر کیا جائے گا کہ اس کی زبان آتشیں ہوگی۔

۱۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی حکمران(امام عادل(ع)) کی نافرمانی کرے تو اس نے خدا کی نافرمانی کی اور اس کی نہی میں داخل ہو یا خدا فرماتا ہے۔"خود و اپنے ہاتھوں مہلک (ہلاکت) میں نہ گراؤ۔" بقرہ، ۱۹۵)

۱۹- امام رضا(ع) نے اپنے شیعوں سے فرمایا اے گروہ شیعہ تم اطاعت سلطان و ترک کر کے خود و ذلیل نہ کرو۔ اگر وہ عادل ہے تو خدا اس کی بقاء چاہتا ہے۔ اگر وہ ظالم ہے تو اس کی اصلاح چاہو کہ تمہارے سلطان کی اصلاح تمہاری اصلاح ہے سلطان عادل شفیق باپ کی طرح ہے اس کے لیے دوست رکھو اس چیز و جو تم اپنے لیے دوست رکھتے ہو۔ اور جو تم اپنے لیے نہیں چاہتے اس کے لیے بھی نہ چاہو۔

۲۰- امام صادق(ع) نے فرمایا " ولد الزنا" کی تین نشانیاں ہیں۔

اول : حاضرین سے بد اخلاقی دوئم زنا کا اشتیاق سوئم : ہمارے خاندان سے دشمنی۔

۲۱- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی نماز پنجگانہ جماعت کے ساتھ ادا کرے اس سے خوش گمان رہو اور اس کی گواہی قبول کرو۔

امام علی نقی(ع) اور توحید

۲۲- حضرت عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی(رض) کہتے ہیں کہ میں اپنے آقا امام دہم جناب علی نقی(ع) بن محمد(ع) بن علی(ع) بن موسی(ع) بن جعفر(ع) بن محمد(ع) بن علی(ع) بن حسین(ع) بن علی(ع) ابن ابی طالب(ع) کی خدمت میں گیا جب آپ(ع) نے مجھے دیکھا تو خوش آمدید کہا پھر فرمایا اے ابو القاسم تم واقعی ہمارے عزیز دوست ہو میں نے ان سے کہا اے فرزند رسول(ص) میں چاہتا ہوں کہ اپنا دین (عقیدہ) آپ(ع) کے سامنے پیش کروں اگر یہ آپ(ع) کو پسند ہو اور آپ مطمئن ہوں تو میں اس پر ثابت قدم رہوں یہاں تک کہ دیدار الٰہی سے فیضیاب ہو جاؤں آپ(ع) نے فرمایا ، اے ابوالقاسم بیان کرو میں نے عرض کیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالٰی واحد ہے اس جیسی کوئی شئے نہیں وہ حد ابطال اور حد تشبیہ دونوں سے خارج ہے وہ جسم ،صورت، عرض اور جوہر نہیں ہے بلکہ وہ جسموں کو مجسم کرنے والا صورتوں کی صورت گری کرنے اور عرض اور جوہر کا خالق ہے وہ ہر شئے کا رب ہے اس کا مالک اور بنانے والا اور اس کا ایجاد کرنے والا ہے۔ اور یہ کہ محمد اس کے بندے اس کے رسول اور خاتم النبیین ہیں کہ جن کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور میں کہتا ہوں کہ رسول اکرم(ص) کے بعد امام، خلیفہ اور ولی امر ۔ امیرالمومنین علی بن ابی طالب(ع) ہیں پھر امام حسن(ع) پھر امام حسین(ع) پھر علی بن حسین(ع) پھر محمد(ع)بن علی(ع) پھر جعفر بن محمد(ع) پھر موسی بن جعفر(ع) پھر علی بن موسی(ع) پھر محمد بن علی(ع) اور پھر آپ(ع) ہیں میرے آقا امام(ع) نے فرمایا میرے بعد میرے فرزند حسن(ع) (امام حسن عسکری(ع))ہوں گے پھر ان کے بعد لوگوں کا رویہ ان کے جانشین کے ساتھ کیسا ہوگا، میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) لوگ ان کے ساتھ کیسا رویہ رکھیں گے آپ(ع) نے فرمایا کیونکہ اس شخصیت و وجود کو دیکھا نہیں جاسکتا اور نہ اس کا ذکر اس کے نام سے جائز ہے، پھر وہ ظاہر ہوگا۔ اور زمین کو عدل و انصاف سے بھردے گا۔ جس طرح وہ ظلم وجور سے بھر ہوگی ہیں(عبدالعظیم(ع)) نے کہا کہ میں اقرار کیا کہ بے شک ان دوست اللہ کا دوست ہے اور ان کا دشمن اللہ کا دشمن ہے ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ان کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی و گناہ ہے اور میرا قول یہ ہے کہ معراج حق ہے۔ قبر میں سوال و بازپرس حق ہے جنت حق ہے جہنم حق ہے صراط حق ہے۔ میزان حق ہے اور حق ہے اور یقینا قیامت آنے والی ہے جس میں کوئی شک نہیں بے شک

جو لوگ قبر میں ہیں اللہ تعالی ان کو اٹھائے گا اور میں اس کا بھی قائل ہوں کہ بعد ولایت واجب فرائض میں نماز، زکوۃ، روزہ، حج، جہاد، امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ حضرت علی بن محمد(ع) (امام علی نقی(ع)) نے فرمایا اے ابو القاسم خدا کی قسم اللہ کا وہ دین ہے جس کا اس نے پسند فرمایا ہے لہذا تم اس پر ثابت قدم رہو۔ اللہ تعالی تمہیں دنیاوی اور آخرت کی زندگی میں قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھے۔

۲۳- امام باقر(ع) کے ہاں غضب کا ذکر ہوا تو فرمایا بندہ بعض دفعہ غضب(غصہ) کرتا ہے اور اس پر اکتفا نہیں کرتا یہاں تک کہ جہنم میں چلا جاتا ہے جو شخص غصے میں آئے اور کھڑا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے تاکہ شیطان کا تسلط اس سے ہٹادے۔ اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے اور جو شخص اپنے عزیزوں پر غصہ کرے اسے چاہیے کہ اگر بیٹھا ہے تو کھڑا ہو جائے اور ان کے پاس سے دور چلا جائے کیونکہ رحم میں جب امن ہو تو راحت و احترام ہوتا ہے۔

۲۴- لیث ابن ابوسلیم کہتے ہیں کہ ایک انصادی مرد نے بیان کیا کہ ایک بہت زیادہ گرم دن میں پیغمبر اکرم(ص) ایک درخت کے سائے میں آرام فرمارہے تھے کہ ایک شخص آیا جس نے اپنے پیراہن و اتارا اور شدید گرم ریت پر لیٹ کر اپنی پشت بدن کو جھلسا ڈالا پھر وہ اٹھا اور اپنی پیشانی کو ریت پر رکھ کر داغنے لگا اور کہنے لگا اے نفس لے مزہ چکھ کر کہ جو کچھ خدا کے پاس ہے وہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہے۔ جناب رسول خدا(ص) نے اس شخص کے اس فعل کو دیکھا پھر جب اس شخص نے لباس پہن لیا تو آپ(ص) نے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا وہ قریب آیا تو آپ(ص) نے فرمایا اے بندے میں نے تجھے ایسا فعل کرتے دیکھا جو میں نے پہلے کسی دوسرے کو کرتے نہیں دیکھا تو ایسا کیوں کررہا تھا۔ اس شخص نے کہا میں خوف خدا کی وجہ سے ایسا کررہا تھا اور خدا کی خوفکی وجہ سے میں اپنے نفس کا تکلیف کا مزہ چکھا رہا تھا۔ خدا کے پاس جو کچھ ہے وہ کہیں عظیم تر ہے۔ پیغمبر(ص) نے فرمایا اے بندے تم نے جو کچھ خوفِ خدا کے سلسلے میں کیا ہے حق ہے اور خدا تم سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے۔ پھر آپ(ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا اے گروہ حاضرین تم اپنے اس رفیق کے پاس جاؤ کہ وہ تمہارے حق میں دعا کرے تمام اصحاب اس کے پاس گئے، اس نے ان کے لیے دعا کی کہ” اے رب ہمارے عمل و ہدایت سے پر کردے تقوی کو ہمارا توشہ بنا اور بہشت کو ہمارا مسکن قرار دے۔

مجلس نمبر ۵۵

(چار ربیع الاول سنہ۱۳۶۸ھ)

ظاہری خلافت اور خطبہء علی(ع)

۱۔ اصبع بن نباتہ کہتے ہیں کہ جب جنابِ امیر(ع) نے خلافت ظاہری کی زمام سنبھالی اور تختِ خلافت پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں نے آپ(ع) کی بیعت کر لی تو آپ(ع) مسجد میں تشریف لائے کہ عمامہ رسول (ص) سر پر رکھے ہوئے ان کی عباء زیب تن کیے ہوئے ان کی نعلین مبارک پاؤں میں پہنے ہوئے اور ان(ص) کی تلوار کمر سے لگائے منبر پر تشریف لے گئے اور تحت الحنک کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، اپنی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر لیا اور اپنے شکم مبارک کے نیچے رکھ کرخطبہ ارشادفرمایا۔

آپ(ع) نے فرمایا اے لوگو! سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ یہ علم سے بھرا ہوا سینہ ہے(یہ میرا سینہ ہے) یہ لعابِ رسول (ص) کا اثر ہے یہ وہ علم ہے جو رسول اللہ(ص) نے میرے سینے میں بھرا تھا سوال کر لو مجھ سے کیونکہ میرے پاس اولین و آخرین کا علم ہے خدا کی قسم اگر میرے لیے مسندِ قضا بچھا دی جائے اور میں اس پر بیٹھ جاؤں تو اہل توریت کے فیصلے توریت سے اہل زبور کے زبور سے اہل انجیل کے انجیل سے اور اہل قرآن کے قرآن سے کروں اور خدا کی تمام کتابیں کہنے لگیں کہ جو کچھ اللہ تعالی نے ہم میں نازل فرمایا ہے اس میں سے جو کچھ آپ(ع) نے فتوی دیا ہم اس کی تصدیق کرتی ہیں۔

تم لوگ روز وشب قرآن کی تلاوت کرتے ہو کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے جو یہ جانتا ہو کہ اس میں کیا نازل ہوا ہے اگر قرآن میں یہ آیت نہ ہوتی تو میں تمہیں ماضی، حال اور قیامت تک ہونے والے تمام حالات و واقعات سے آگاہ کرتا۔ اور وہ آیت یہ ہے کہ" اللہ جسے چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم کردیتا ہے اور ام الکتاب تو اسی کے پاس ہے۔(رعد، ۳۹)

پھر آپ(ع) نے فرمایا سوال کر لو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ، اس کی قسم جس نے دانے کو شگافتہ کیا اور روح کو پیدا کیا اگر تم مجھ کسی آیت کے متعلق سوال کرو تو میں بتاؤں گا کہ کون سی آیت رات میں نازل ہوئی کونسی آیت مکی ہے اور کونسی مدنی کونسی سفر میں نازل ہوئی اور کونسی حضر میں کونسی آیات ناسخ ہیں اور کونسی منسوخ کونسی محکم ہے اور کونسی متشابہ اور کس کی کیا تاویل ہے اور کیا تنزیل ہے جس کی تمہیں خبر نہیں۔

یہ سن کر ایک شخص جس کا نام دعلب تھا جو کہ بڑا زبان دراز اور تیز زبان والا تھا کھڑا ہوا اور کہا اے ابن ابی طالب(ع) آپ(ع) نے بہت بلند دعویٰ کیا ہے میں اپنے سوالات سے آپ(ع) کو نادم کردوں گا، آپ(ع) نے فرمایا پوچھ اس نے کہا، کیا آپ(ع) نے اپنے پروردگار کو کبھی دیکھا ہے آپ(ع) نے فرمایا وائے ہو تم پر اے دعلب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس پروردگار کی میں عبادت کروں اسے نہ دیکھوں دعلب نے کہا آپ(ع) نے کس طرح سے اسے دیکھا ہے آپ(ع) نے فرمایا تم پر وائے ہو اسے آنکھوں سے ظاہرا دیکھنے کی انسان میں طاقت نہیں اسے حقیقت ایمان رکھتے ہوئے چشم قلب سے دیکھا جاسکتا ہے تم پر وائے ہو اے دعلب بیشک میرا پروردگار دوری، نزدیکی، حرکت وسکون، بدن اور آنے جانے، کھڑا ہونے اور بیٹھنے کی خصوصیات سے متصف نہیں ہے وہ لطیف ہے کہ اس کا لطف قائم ہے وہ بزرگ ہے بزرگی سے موصوف نہیں ہے اور برتر ہے اس بات سے کہ اسے سختی سے موصوف کیا جائے وہ جلیل ہے مگر سختی نہیں رکھتا وہ مہربان و رحیم ہے مگر رقت قلب نہیں رکھتا مومن ہے مگر عبادت نہیں رکھتا درک رکھتا ہے مگر حس جسمانی سے نہیں بولنے والا ہے مگر تلفظ نہیں رکھتا وہ تمام چیزوں میں ہے مگر تمام چیزوں سے باہر مگر جدائی کے طور پر نہیں تمام چیزوں کے اوپر ہے مگر فوقیت مکان کے علاوہ ہر چیز سے آگے ہے لیکن کہنے سے آگے نہیں وہ ہر چیز میں داخل ہے لیکن کوئی چیز نہیں وہ ہر چیز ہے مگر چیز نہیں دعلب یہ سن کر مدہوش ہوگیا۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم میں نے اس طرح کا جواب پہلے کبھی نہیں سنا۔ خدا کی قسم آئندہ میں اس طرح کا سوال نہیں کروں گا۔

پھر آپ(ع) نے فرمایا اے لوگو! سوال کر لو مجھ سے اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ۔ یہ سن کر اشعث بن قیس اٹھا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین(ع) تم اہل مجوس سے کیوں کر جزیہ لیتے ہو حالانکہ ان

پرن وئی کتاب نازل نہیں ہوئی اور وئی پیغمبر ان پر بعوث نہیں ہوا آپ(ع) نے رفماہ یا ہاں اے اشعث خدا نے ان پر کتاب نازل کی اور ایک پیغمبر ان پر بھیجا۔ ان کا ایک بادشاہ تھا۔ وہ ایک رات مست ہوا اور اس نے اپنی بیٹی و اپنے بستر پر طلب کیا اور اس سے ہم بستری کی۔ صبح جب یہ خبر اس کی قوم و پہنچی تو وہ اس کے محل میں جمع ہوئے اور کہنے لگے اے بادشاہ تم نے ہمارے دین و تباہ ورباد کر دیا ہے تو باہر نکل کہ ہم تجھ پر حد جاری کریں اور تیرا تن پاک کردیں۔ بادشاہ نے ان سے کہا کہ تم میرے پاس آؤ اور میری دلیل سنو اگر مطمئن ہو جاؤ تو مجھ سے یہ مطالبہ نہ کرنا ورنہ جو تم چاہو ویسا ہی ہوگا۔ وہ سب اس کی بات سننے کے لیے راضی ہوئے۔ اس نے ان سے کہا تم جانتے ہو کہ خدا نے اپنی مخلوق میں سے گرامی ترین ہستی حضرت آدم(ع) و پیدا کیا اور انہی سے ہماری ماں حوا(ع) و خلق کیا لوگوں نے کہا کہ ہاں تو درست کہتا ہے پھر اس بادشاہ نے کہا کیا آدم(ع) و حوا(ع) نے اپنی بیٹوں و اپنے بیٹیوں سے تزویج نہ کیا کہنے لگے ہاں ایسا ہی ہے بادشاہ نے کہا پس دین یہی ہے ان لوگوں نے یہ سن کر اس فعل پر ایک دستور قائم کر دیا تو خدا نے ان کے سینوں سے علم و محو کر دیا اور کتاب نور و ان کے درمیان سے اٹھالیا اور یہ لوگ کافر ہوئے کہ بے حساب دوزخ میں جائیں گے اور منافقین ان سے بھی بدتر ہیں۔ اشعث نے کہا میں نے اب تک اس طرح کا جواب نہیں سنا تھا خدا کی قسم میں آئندہ اس قسم کا سوال نہ پوچھوں گا۔

پھر جناب امیر(ع) نے رفماہ یا اے لوگو! مجھ سے سوال کرلو اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ۔ مسجد کے ایک کونے میں دور بیٹھا ہوا ایک شخص اپنے عصا کے سہارے کھڑا ہوا اور اسی کے سہارے چلتا ہوا لوگوں کے سروں پر سے گزرتا ہوا منبر کے قریب پہنچا اور عرض کیا یا امیرالمومنین(ع) مجھے ایسے عمل کی راہنمائی کریں کہ جب اسے انجام دوں تو دوزخ سے نجات پاؤں۔

آپ(ع) نے رفماہ یا اے شخص سنو۔ سمجھو اور یقین کرو کہ دنیا تین خصلتوں کی بنا پر قائم ہے ، عالم جو اپنے علم پر عمل کرے اور اسے بیان کرے، مالدار جو اپنے مال میں سے اہل دین کے لیے بخل نہ کرے اور فقیر جو صابر ہو۔

جب عالم اپنے علم و پوشیدہ کرے اور غنی اپنے مال سے دریغ کرے اور فقیر صبر نہ

کرے ، وائے صدا وائے کہ اس وقت دنیا ہلاک ہو جائے گی اور عارفان اس و جانتے یں کہ دنیا کفر کی رف چلی جائے گی لوگ مسجدوں اور جما ات کی کثرت پر فریفتہ و مغرور نہ ہوں بعض لوگ تو ایسے یں کہ ان کے بدن تو جمع یں مگر ان کے دل پریشان و پراکندہ یں۔

اے لوگو! بے شک انسانوں کے تین گروہ یں اول زاہد دوئم راغب اور وئم صابر یہ لوگ وہ یں کہ دنیا کی کسی چیز سے جو ان کی رف آئے اس سے خوش نہ ہوں اور جو چیز چلی جائے اس پر غمگین و محزون نہ ہوں اس لیے کہ وہ عاقبت کی جزا کو جانتے یں اور دنیا کے اصل شدہ کی رف راغب نہیں یں یہ دنیا کے حلال و حرام کی پرواہ نہیں کرتے اس شخص نے جناب امیر(ع) سے رض کیا کہ اس زمانے میں مومن کی کیا پہچان ہے آپ(ع) نے رفمایا وہ ایسا ہے کہ صرف اس چیز کی رف نظر کرے جو واجب را ہے اور جو چیز اس واجب را کے مخالف ہے سے بیزار رہے۔ بے شک کہ اس کے دوست اس چیز و پسند کرتے ہوں، اس شخص نے کہا آپ(ع) نے بالکل درست رفمایا اے امیرالمومنین(ع) یہ کہ کر وہ غائب ہو گیا اصحاب بیان کرتے یں کہ اس کے بعد ہم نے اسے دوبارہ نہ دیکھا لوگ اس کے پیچھے گئے مگر وہ نہ مل سکا لوگوں نے جناب امیر(ع) سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو جناب امیر(ع) مسکرائے اور رفمایا تم لوگ کیا چاہتے ہو۔ وہ میرے برادر خضر(ع) تھے۔

پھر آپ(ع) نے رفمایا اے لوگو مجھ سے جو پوچھنا چاہو پوچھ لو اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ اس بار مجمع میں سے کوئی شخص آپ(ع) کی اس صدا پر کھڑا نہ ہوا یہ دیکھ کر جناب امیر(ع) نے را کی حمد و ستائش کی اور پیغمبر(ص) پر صلوات بھیجی اور پھر امام حسن(ع) سے رفمایا اے حسن(ع) منبر پر آؤ اور گفتگو کرو تاکہ قریش میرے بعد تمہیں نہ پہچانیں ، جناب حسن(ع) چونکہ جائے رفمایا بابا جان میں آپ(ع) کے ہوتے ہوئے کس رح گفتار کرسکتا ہوں جناب امیر(ع) نے رفمایا میرے فرزند میرے ماں باپ تم پر قربان میں تمہاری نظروں سے پوشیدہ ہوجاتا ہوں اور دور سے تمہاری گفتگو سنتا ہوں۔ امام حسن(ع) منبر پر گئے اور نہایت بلاغت سے را کی حمد بیان کی اور محمد(ص) اور ان کی آل(ع) پر درود بھیجنے کے بعد رفمایا۔

اے لوگو! میں نے اپنے نانا رسول را(ص) سے سنا ہے کہ انہوں نے رفمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی(ع) اس کا دروازہ یں جو وئی شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے داخل ہو یہ فرما کر امام حسن(ع) منبر سے

نیچے اتر آئے۔ جناب امیر(ع) یہ سن کر آئے اور انہیں لے گا کر پیار کیا پھر آپ(ع) نے امام حسین(ع) سے فرمایا اے حسین(ع) اب تم منبر پر جاؤ اور فتوی کرو کہیں یہ نہ ہو کہ میرے بعد قریش کہنے لگیں کہ حسین(ع) میں طاقت گفتار نہیں ہے اے فرزند تم اپنے بھائی کے کلام کے بعد کلام کرو حسین(ع) منبر پر گئے اور فرمایا اے لوگو مین نے رسول خدا(ص) سے سنا ہے کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی(ع) اس کا دروازہ ہیں جو کوئی اس میں داخل ہوگا نجات پائے گا اور جو کوئی تخلف کرے گا ہلاک ہوگا۔ جناب امیر(ع) یہ سن کر اپنی جگہ سے اٹھے اور ان کو آغوش میں لےلیا اور بوسہ لیا اور فرمایا۔

اے لوگو: گواہ رہو کہ یہ دونوں مبارک فرزند رسول خدا(ص) کے فرزند ہیں یہ دو امانتیں ہیں جو رسول خدا(ص) نے میرے سپرد کیں میں انہیں تمہارے سپرد کرتا ہوں اور رسول خدا(ص) تم سے ان کی نسبت دریافت کریں گے۔

۲۔ ابوبصیر کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے فرمایا اے ابو بصیر(کسی نقصان پر) مغموم و پریشان نہیں ہونا چاہیے میں نے عرض کیا یابن(ع) رسول اللہ(ص) پھر ایسے موقع پر کیا کیا جائے آپ(ع) نے فرمایا جب کوئی ایسا مرحلہ درپیش ہو تو قبر کو یاد کرنا چاہئے اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ وہاں پر تنہائی ہوگی اس کی گرمی کھانی پڑے گی اور بوسیدگی کا سامنا کرنا پڑے گا وہاں تیرے تمام روابط کاٹ دیئے جائیں گے اور دنیا ہاتھ سے چلی جائے گی اور اس حالت پر تیری دونوں آنکھیں اشک بہائیں گی لہذا حرص سے باز رہو۔

۳۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ابوذر غفاری(رح) رسول خدا(ص) کے پاس آئے اس وقت جناب جبرائیل(ع) وحیہ کلبی کی صورت میں آنحضرت(ص) کے پاس موجود تھے اور تنہائی میں ان(ص) سے بات کر رہے تھے جناب ابوذر(رض) نے جب انہیں دیکھا تو مخل ہونے سے گریز کرتے ہوئے واپس چلے گئے۔ یہ دیکھ کر جبرائیل(ع) نے رسول خدا(ص) سے کہا اے محمد(ص) ، ابوذر (رح) ہمارے قریب آئے اور ہمیں سلام نہیں کیا اگر یہ سلام کرتے ہم انہیں اس کا جواب دیتے پھر جبرائیل(ع) نے فرمایا اے محمد(ص) یہ ایک دعا پڑھتے ہیں کہ جس کی وجہ سے یہ اہل آسمان میں معروف ہیں جب میں آپ(ص) کے پاس سے رخصت ہو جاؤں تو آپ(ص) ان سے اس دعا کے بارے میں پوچھیے گا، جب جبرائیل(ع) تشریف لے گئے اور ابوذر(رح)

ر ت پیغمبر(ص) میں اضر ہوئے تو پیغمبر(ص) نے ان سے رفاہ یا اے ابوذر(رح) آپ ؐ پہلے آئے مگر واپس چلے ئے آپ کس وجہ سے ہمیں لام کرنے سے مانع ہوئے ابوذر نے اکہ یا ر ول اللہ(ص) جب میں اضر ہوا اور دیکھا کہ آپ(ص) اور وحبہ لبی تخلیہ۔ میں بات کررے یں تو اس تخلیہ کے مد نظر میں نے آپ(ص) کی فتگو میں مخل ہونے سے گریز کیا جناب ر ول ۔را(ص) نے رفاہ یا اے ابوذر(رض) وہ جبرائیل(ع) تھے اگر تم اس وقت ہمیں لام کرتے تو ہم تمہیں اس کا جواب دیتے ابوذر نے یہ سنا تو پشیمان ہوئے کہ انہیں لام نہیں کرسکا پھر ر ول ۔را(ص) نے رفاہ یا اے ابوذر تم ایک دعا پڑھتے ہو جس کے سبب تم ال آسمان میں معروف و مقبول ہو وہ دعا کیا ہے ہمیں بتاؤ ابوذر(رض) نے اکیو یا ر ول اللہ(ص) میں کہتا ہوں کہ بارالہا میں تجھ سے ایمان پاتا ہوں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد(ص) تیرے ر ول یں یا ۔را تو مجھے ہر بلا سے عافیت دے اور عافیت پر شکر کرنے کی توفیق عطا فرما اور مجھے لوگوں کے شر سے حفظ رکھ۔

۴- عبداللہ بن روفی کہتے یں کہ پیغمبر(ص) نے اپنے ہر دو اصحاب کے در یان مواخات رشتہ قائم یا مگر علی(ع) وکسی کا بھائی نہ بنایا جب جناب علی ابن ابی طالب(ع) تشریف لائے تو انہوں نے جناب ر ول ۔را(ص) سے اکہ یا ر ول اللہ(ص) آپ(ص) نے سب کے در یان موا‌خات قائم کی لیکن مجھے تنہا چھوڑ‌ا۔ یہ جناب ر ول ۔را(ص) نے رفاہ یا اے علی(ع) ۔را کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے تجھے اپنے لیے رکھ چھوڑا ہے تم میرے بھائی میرے وصی اور میرے وارث ہو علی(ع) نے اکہ یا ر سول اللہ(ص) وہ وراثت کیا ہے آپ(ص) نے رفاہ یا جو کچھ مجھ سے پہلے پیغمبروں نے اپنے وصیین کے لیے چھوڑا ہے کہ وہ اپنے پروردگا کی کتاب اور وسنت پیغمبر(ص) ہے اے علی(ع) تم اور تمہارے دونوں فرزند میرے ہمراہ بہشت میں قصر خصوصی میں سکونت پذیر ہونگے۔

۵- جناب سلمان فارسی(رض) بیان کرتے یں کہ انہوں نے پیغمبر(ص) سے سنا کہ میرے بعد بہترین خلق میرے وزیر اور وصی علی بن ابی طالب(ع) یں۔

جناب علی(ع) کو برا کہنے والوں سے ابلیس کی گفتگو

۶- سلمان فارسی(رض) سے روایت ہے کہ ابلیس چند آدمیوں کے پاس سے گزرا جو حضرت علی(ع) و

برا کہہ رہے تھے۔ ابلیس ان کے سامنے آ کھڑا ہوا اور ان سے کہنے لگا میں تمہارا سردار ابومرہ ہوں میں نے تمہاری اس بات کو پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا کہ تم اپنے سردار علی بن ابی طالب(ع) کو برا کہتے ہو انہوں نے اس سے کہا تجھے کیسے پتا ہے کہ وہ ہمارا سردار ہے۔ ابلیس نے کہا کہ میں نے تمہارے پیغمبر(ص) کا قول سنا ہے کہ من کنت مولا فعلی مولا۔ خدایا اسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے۔ مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑدے اسے جو اسے چھوڑے۔

ان لوگوں نے ابلیس سے پوچھا کیا تو اس کے دوستوں اور شیعوں میں سے ہے۔ اس نے کہا نہیں میں تو اسے دوست رکھتا ہوں۔ جو اس سے دشمنی رکھے کہ میں اس شخص کے مال اور اس کی اولاد میں شریک ہوتا ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے کہا ۔ اے ابو مرہ تم ہمیں علی(ع) کے بارے میں کچھ بتاؤ اس نے کہا اے گروہ ناکثین۔ قاسطین و مارقین۔ میں نے جنات کی بارہ ہزار سال تک عبادت کی جب مجھے تنہائی کا خوف طاری ہوا تو میں نے خدا سے شکایت کی خدا نے مجھے آسمان پر طلب کر لیا جہاں میں بارہ ہزار سال دیگر فرشتوں کے ہمراہ عبادت کرتا رہا ایک اچانک ہمارے اوپر سے نور کا ایک پرتو گزرا۔ اس نور نے خدا کی تسبیح و تقدیس کی اور تمام فرشتے اس کے سامنے سجدہ ریز ہوئے۔ فرشتوں نے عرض کیا سبوح قدوس کیا یہ نور کسی مقرب فرشتے یا پیغمبر مرسل کا ہے۔ خدا کی طرف سے آواز آئی کہ وہ نہ تو کسی مقرب فرشتے کا ہے اور نہ ہی کسی پیغمبر مرسل کا یہ نور طینتِ علی بن ابی طالب(ع) ہے۔

۷- امام باقر(ع) نے فرمایا رسول خدا(ص) نے علی (ع) کو یمن بھیجا وہاں ایک شخص کا گھوڑا قابو سے باہر ہو گیا۔ اور اس نے ایک شخص کو کچل دیا جو مر گیا۔ مقتول کے ورثا نے گھوڑے کے مالک کو پکڑا اور امیرالمومنین(ع) کی خدمت میں لاکر اس پر قتل کا دعوی دائر کیا۔ گھوڑے کے مالک نے گواہ پیش کیے کہ میرا گھوڑا قابو سے باہر ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ شخص مارا گیا یہ سن کر جناب امیر(ع) نے مقتول کا خون بہا اس گھوڑے والے پر قرار نہ دیا۔

مقتول کے ورثاء اس فیصلے کے لیے رسول خدا(ص) کی خدمت میں آئے اور جنابِ امیر(ع) کے اس فیصلے کی شکایت کی اور کہنے لگے کہ علی(ع) نے ہم پر ستم کیا ہے۔ اور ہمارے مقتول کا خون بہا ضائع کر

د۔ یا ہے۔ پیغمبر(ص) نے ارشاد رفاد یا علی(ع) ستم کرنے والے نہیں یں اور ستم کے لیے پیدا نہیں ہوئے۔میرے بعد س۔رداری اور ولایت علی(ع) کے پاس ہے اس کا حکم۔میرا حکم اور اس کا قول۔میرا قول ہے اور اس کے قول و حکم و وئی رد نہیں کرتا مگر کافر، اور مومن ان کے ہر قول اور حکم اور ولایت و قبول کرتا ہے جب الٰ ین نے ر ول ِ را(ص) سے علی(ع) کے بارے میں یہ نضائل سنے تو کہنے لگے یا ر ول اللہ(ص) ہم علی(ع) کے فیصلے پر راضی یں، آپ(ص) نے رفاد یا جو کچھ تم اب کہ رہے ہو یہی تمہاری توبہ ہے۔

مجلس نمبر ۵۶

(آٹھ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۸ھ)

خروج زید(رح)

۱۔ فضیل بن یسار کہتے ہیں جس صبح زید(رح) بن علی بن حسین(ع) نے کوفہ میں خروج کیا میں ان کے پاس حاضر تھا میں نے سنا وہ فرما رہے تھے کہ کیا تم میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جو میرے ساتھ مل کر شام کے ان دھوکے بازوں سے جنگ کرے اس (خدا) کے حق کی قسم کہ جس نے پیغمبر(ص) و بشیر و نذیر مبعوث کیا جو کوئی بھی میرے ساتھ اس جنگ میں شامل ہوگا اور مدد کرے گا میں روزِ قیامت اس کا ہاتھ پکڑ کر اذانِ خدا سے اسے بہشت میں لے جاؤں گا۔

جب زید(رح) شہید ہوئے تو میں نے ایک اونٹ کرایہ پر حاصل کیا اور مدینہ چلا آیا مدینہ آکر میں امام صادق(ع) کی خدمت میں پہنچا میں نے سوچا کہ مجھے جنابِ زید(رح) کی شہادت کے بارے میں امام(ع) کو نہیں بتانا چاہیے کہ وہ مغموم ہوں گے امام(ع) نے مجھ سے فرمایا اے فضیل میرے چچا زید(رح) کو کیا ہوا ہے یہ سن کر میں مغموم ہو گیا اور رونے لگا امام(ع) نے فرمایا کیا انہیں قتل کر دیا گیا ہے میں نے کہا ہاں خدا کی قسم انہیں قتل کر دیا گیا ہے پھر امام(ع) نے فرمایا کیا انہیں دار پر لٹکایا گیا ہے میں نے جواب دیا ہاں خدا انہیں سولی دی گئی ہے یہ سن کر امام(ع) گریہ فرمانے لگے آپ(ع) کے آنسو مروارید کی طرح آپ(ع) کے رخساروں پر رواں تھے پھر آپ(ع) نے فرمایا اے فضیل کیا تم نے میرے چچا(رح) کے ہمراہ اہل شام کے خلاف جنگ میں حصہ لیا میں نے کہا جی ہاں میں ان(رح) کے ہمراہ تھا امام(ع) نے پوچھا ان(رح) کے ساتھ کتنے آدمی شہید ہوئے میں نے امام(ع) کو بتایا کہ ان(رح) کے ساتھ چھ آدمی شہید ہوئے امام(ع) نے مجھ سے کہا کیا تم ان کی شہادت میں شک رکھتے ہو۔ میں نے عرض کیا اگر میں شک رکھتا تو ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہی کیوں ہوتا امام(ع) نے فرمایا کاش خدا مجھے بھی ان کے ساتھ شہادت عطا فرماتا خدا کی قسم میرے چچا زید(رح) اور ان کے ساتھ اس طرح شہید ہوئے ہیں کہ جس طرح علی بن

ابی طالب(ع) اور ان کے اصحاب درجہء شہادت پر فائز ہوئے تھے۔

۲- امام صادق(ع) نے رفماہ یا ر ول ۰را(ص) سےدرہ یافت کیا یا کہ ونسی آمدنی بہتر ہے آپ(ع) نے فلوہ‌یا زرا ‑ت جو لوگ بوتے یں اورَ پھر اس پر محنت کرتے یں اور دنَ بھر اس کے حق و ادا کرتے یں رض‌وہ۱ہ یا ر ول اللہ(ص) اس کے ر بعد ونسی آمدنی بہتر ہے آپ(ص) نے رفماہ یا گوسفند رکھ ۱ا کہ اس سلسلے میں بارانی چراہ گاہوں و تلاش کرتے ‑یں اور اس کے ساتھ ۶از پڑھتے اور ز وۃ ادا کرتے یںَ پھر جناب ر ول اللہ(ص) سے رض کیا یا کہ گوسفند کے بعد ونسی روزی بہتر ہے آپ(ص) نےرفماہ یا گائے رکھ ۱ا کہ صبح شام دودھ دیتی ہے ، جناب ر ول ۰را(ص) سےَ پھ‌درہ یافت کیا یا کہ گائے کے بعد ونسی روزی بہتر ہے آپ(ص) نے رفماہ یاَ پھلدار درخت کہ توانگری میں راحت دیتا ہے۔ (یعنی سایہ ہوا و‌ئیرہ) اور گرانی(یعنی قحط ، زبت و‌ئیرہ) میں خوراک مہیا کرتا ہے لیکن اگر وئی شخصَ پھلدار درخت و بیچ دے تو اس سے اصل شدہ رقم اسے پریشانی میں مبتلا رکھتی ہے بتا ہم وہ اسے بیچ کر وئی دوسراَ پھلدار درخت خرید ۱ا چاہتا ہو آپ(ص) سے ایک مرتبہَ پھ‌درہ یافت کیا یا کہ درخت کے ر بعد ونسی روزی موزون ہے مگر جناب ر ول ۰را(ص) نے سکوت اختیار کیاَ پھر آپ(ص) سےدرہ یافت کیا یا کہ او‑ سے ملنا رزق اکہ ۱ا کیسا ہے آپ(ص) نے رفماہ یا یہ بدبختی و جفا کاری اور رنج و در بدری رکھتا ہے اور صبح و شام اپنے ما‑ک سے ‑وئی وفاداری نہیں رکھتا اس کا خیر (رزق) کنجوسی اور دقت سے اصل ہوتا ہے آگاہ رہو کہ اشقیاء ابکار اسے ہاتھ سے ‑انے نہیں دیتے۔

۳- ر ول ۰را(ص) نے حجت الوداع کے موقع پر یہ خطبہ مسجد خیف میں ادارفماہ یا۔

آپ(ص) نے رفماہ یا اللہ تعالی اس بندے کی مدد فرمائے جو میری باتیں سنے انہیں یاد رکھے اور ان لوگوں تکَ پہنچا دے جن تک میری باتیں نہیںَ پہنچ سکیں۔اے لوگو! غور سے سنو! تم میں سےَ بہت سے ایسے یں جو فقیہ بنے ہوئے یں مگر اصل میں وہ فقیہ نہیں یں۔ اورَ بہت سے ایسے یں جو اپنے سے بڑے فقہاء کی رف رجوع کرتے یں۔تین باتیں ایسی یں کہ جن کی وجہ سے مردِ مسلم اپنے دین میں دھوکا نہیں کھا سکتاَ لیکن بات یہ ہے کہ اس کا ہر مل خالصتاً اللہ کے لیے ہو دوسری بات یہ ہے کہ ائمہ مسلمین(ع) کی ہدایت پر کار بند رہے تیسری

۔ بات یہ ہے کہ اپنی قوم (جماعت) سے مکمل وابستہ رہے اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

۴- امام صادق(ع) نے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اسلام کی راہ معین وہ کچھ تعیین کرتا ہوں وجہ نہ مجھ سے پہلے دوسروں (خلفاء) نے اختیار کیا اور نہ ان میرے بعد اختیار کیا جائے گا اسلام تسلیم کرنے کا نام ہے یہ تسلیم و تصدیق اور تصدیق یقین ہے اور یقین کا مطلب ادا کرنا ہے اور وہ اعمال (صالح) کا ادا کرنا ہے مومن دین و خدا سے لیتا ہے (یعنی خدا کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتا ہے) جان لو کہ تمہارا دین تمہاری دنیا ہے اس سے تمسک رکھو کہ کہیں کوئی شخص تمہیں اس سے علیحدہ نہ کردے دین داری میں ثواب اور بے دینی میں گناہ ہے دین دار کا گناہ معاف کردیا جائے گا مگر بے دین کے ثواب قبول نہ کیے جائیں گے۔

ابوشاکر دیصانی

۵- ابوشاکر دیصانی امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ(ع) روشن ستاروں میں سے ایک ہیں۔ آپ(ع) کے والد(ع) انتہائی روشن بدر کامل تھے آپ(ع) کی والدہ(ع) بڑی شان والی دانشمند اور پارسا خاتون ہیں آپ(ع) کی تخلیق بہترین عناصر و جواہر سے ہوئی ہے۔ جب دانشمند علماء کا ذکر ہوتا ہے تو سب آپ(ع) ہی کی طرف رخ کرتے ہیں۔ اے علم و دانش کے سمندر مجھے یہ بتائیں کہ اس جہاں کے خلق ہونے پر کیا دلیل ہے۔ (حدوث عالم پر کیا دلیل ہے)

امام صادق(ع) نے فرمایا ہم اس پر نزدیک ترین چیز سے استدلال کرتے ہیں پھر امام(ع) نے مرغی کا انڈا لانے کا حکم صادر فرمایا۔ جب پیش کیا گیا تو امام نے اسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھا اور فرمایا یہ ایک قلعہ ہے جس کے اندر جھلی ہے۔ جس میں ایک رقیق مادہ ہے اس میں بہنے والی چاندی اور بہنے والا سونا ہے پھر وہ پھٹتا ہے اور بچہ بر آمد ہوتا ہے کیا اس میں کوئی چیز داخل ہوتی ہے شاکر نے کہا نہیں ۔ آپ(ع) نے فرمایا اس جہاں کی تخلیق پر یہی دلیل ہے، ابوشاکر نے کہا آپ(ع) نے موضوع کے لحاظ سے بہترین دلیل دی ہے اور ایک بڑے موضوع و مختصرا بیان فرمایا ہے لیکن آپ(ع) جانتے ہیں کہ ہم اس چیز کو کبھی قبول نہیں کرتے جس کو ہم نے خود آنکھ سے نہ دیکھا ہو یا زبان سے نہ

چکھا ہو، کان سے نہ سونا ہو یا نہ ناک سے نہ سونگھا ہو۔ یا ہمارے دل نے اس دلیل و محسوس کر کے اس سے استنباط نہ کیا ہو۔

امام(ع) نے فرمایا تم نے حواس خمسہ کا ذکر کیا وہ بغیر اس کے (دلیل کے) کوئی فائدہ نہیں دیتے جیسا کہ تاریکی بغیر چراغ کے دور نہیں ہوتی۔

۶- ایک شخص نے امام رضا(ع) کی خدمت میں عرض کیا کہ حدوث عالم کی کیا دلیل ہے آپ(ع) نے فرمایا تم نہیں تھےپھر پیدا ہوئے تم نے اپنے وجود کو خود پیدا نہیں کیا، تمہیں کسی اور نے پیدا کیا جو تم جیسا نہیں ہے۔ (خدا نے تمہیں پیدا کیا ہے)

۷- ایک دن جناب رسول خدا(ص) نے مسجد قباء میں انصار کی موجودگی میں جناب علی ابن ابی طالب(ع) سے فرمایا اے علی(ع) میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں اے علی(ع) تم میرے وصی و خلیفہ اور میرے بعد میری امت کے امام ہو میرے بعد جو کوئی تم سے پیوستہ ہے وہ خدا سے پیوستہ ہے اور جو کوئی تیرا دشمن ہے وہ خدا کا دشمن ہے جو کوئی تیرے ساتھ بغض رکھتا ہے وہ خدا کے ساتھ بغض رکھتا ہے جس نے تیری مدد کی اس نے خدا کی مدد کی اور جس نے تجھے چھوڑا اس نے خدا کو چھوڑا اے علی(ع) تم میری دختر(س) کے ہمسر ہو میرے دو فرزندوں کے والد ہو۔ اے علی(ع) جب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرے پروردگار نے تیرے بارے میں وصیت فرمائی کہ اے محمد(ص) ، میں نے کہا "لبیک و سعدیک تبارکت و تعالیت" تو ارشاد ربانی ہوا کہ علی(ع) امام متقیئن، سفید چہروں والے لوگوں کا قائد اور مومنین کا یعسوب ہے۔

۸- جناب رسول خدا(ص) ایک دن منزل ام ابراہیم میں تھے آپ(ص) کے اصحاب بھی آپ(ص) کے ہمراہ تھے اس دوران علی بن ابی طالب(ع) تشریف لائے جب آپ کو دیکھا تو پیغمبر(ص) نے ارشاد فرمایا اے لوگوں کے گروہ تمہارے درمیان تم میں سے بہترین خلق تشریف لائی ہے۔

میرے بعد یہ تمہارا سردار ہے اس کی اطاعت تم پر فرض ہے ۔ بالکل اسی طرح جس طرح میری اطاعت تم پر فرض ہے اور جس طرح میری نافرمانی حرام ہے اس کی ۔ نافرمانی بھی حرام ہے اے لوگو میں حکمت کا گھر ہوں اور علی(ع) اس گھر کی کنجی ہیں اور چابی کے بغیر کوئی بھی گھر میں داخل ہونے

سے قاصر ہوتا ہے جھوٹا ہے وہ شخص جوکہ مجھے دوست رکھنے کا دعوی کرتا ہے مگر علی(ع) سے دشمنی رکھتا ہے۔

۹- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک دن رسول خدا(ص) نے جابر بن عبداللہ انصاری(رح) سے فرمایا اے جابر تم یقیناً میرے فرزند محمد بن علی بن حسین بن علی(ع) سے ملاقات کرو گے جو توریت میں باقر(ع) کے نام سے مشہور ہیں جب تم ان سے ملو تو انہیں میرا سلام پہنچا دینا۔ چنانچہ جابر(رض) نے اپنی مدتِ حیات میں امام باقر(ع) کے زمانے تک زندگی پائی اور جب ان کی امام(ع) سے ملاقات ہوئی تو امام باقر(ع) ایک چھوٹے سے بچے تھے۔ اور اپنے والد جنابِ علی بن حسین(ع) کے پاس تشریف فرما تھے۔ جابر(رض) نے جب انہیں دیکھا تو کہا اے بیٹے میرے پاس آئیں۔ جب امام باقر(ع) ان کے قریب آئے تو جابر(رض) نے کہا پیٹھ پھیریں جب امام(ع) نے اپنی پشت مبارک جابر(رض) کی طرف پھیری تو جابر(رض) نے کہا کہ پروردگار کعبہ کی قسم یہ رسول خدا(ص) کے شمائل ہیں پھر جابر نے علی بن حسین(ع) کی طرف رخ کر کے پوچھا کہ یہ کون ہیں تو جنابِ علی بن حسین(ع) نے فرمایا یہ میرے فرزند اور میرے بعد امام(ع) ہیں ان کا نام باقر(ع) ہے۔ جابر(رض) یہ سن کر اٹھے اور امام باقر(ع) کے قدموں میں گر گئے اور ان کی قدم بوسی کے بعد کہا میری جان آپ(ع) پر قربان یا ابن رسول اللہ آپ(ع) کے جد(ص) نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں ان کا سلام آپ(ع) کو پہنچا دوں یہ سن کر امام(ع) کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا اے جابر تم پر سلام ہو میرے جد میرے والد جناب رسول خدا(ص) کا سلام ہو، تم پر ان کا سلام تب تک ہو جب تک یہ آسمان و زمین قائم ہیں۔ اے جابر یہ اس لیے ہے کہ تم نے ان کا سلام مجھ تک پہنچایا ہے۔

رسول خدا(ص) اور معراج

۱۰- ابن عباس کہتے ہیں جنابِ رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا اور جبرائیل(ع) نے مجھے ایک نور پر پہنچایا تو کہا قول خدا ہے کہ "خدا نے ظلمات اور نور بنایا۔" (انعام، ۱) پھر جبرائیل(ع) نے کہا اے محمد(ص) آپ(ص) خدا کی برکت سے اسے عبور کریں۔ کہ خدا نے آپ(ص) کی آنکھوں کو منور کیا ہے اور آپ(ص) کے لیے راستہ کھول دیا ہے اور یہ وہ دریا ہے کہ جس سے آج تک کوئی نہیں گزرا۔ نہ کوئی مقرب فرشتہ اور نہ کوئی پیغمبر مرسل البتہ میں روزانہ ایک مرتبہ اس میں

غوطہ زن ہوتا ہوں۔ اور جب میں باہر آکر اپنے پروں کو جھاڑتا ہوں تو میرے پروں سے گرنے والے نور کے ہر قطرے سے خدا ایک مقرب فرشتہ خلق کرتا ہے جس کے بیس ہزار چہرے اور ہر چہرے کے دہن میں چالیس ہزار زبانیں ہوتی ہیں وہ ہر زبان سے ایک علیحدہ لغت میں گفتگو کرتا ہے کہ ہر زبان دوسری زبان کی گفتگو کو نہیں سمجھ پاتی۔

پھر رسول خدا(ص) اس نور کے دریا سے گذر کر حجابات نور تک پہنچے ان حجابات کی تعداد پانچ سو ہے اور ہر حجاب کے درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے پھر جبرائیل(ع) نے کہا اے محمد(ص) آپ آگے چلیں جناب رسول خدا(ص) نے پوچھا کہ اے جبرائیل(ع) آپ میرے ساتھ کیوں نہیں چلتے جبرائیل(ع) نے کہا کہ مجھے یہ حق حاصل نہیں ہے کہ میں اس جگہ سے آگے جاؤں پھر رسول خدا(ص) جہاں تک خدا نے چاہا آگے تشریف لے گئے یہاں تک کہ آپ(ص) نے پروردگار کی آواز سنی کہ اس نے فرمایا " میں محمود ہوں اور تم محمد(ص) میں نے تیرے نام کو اپنے نام سے لیا ہے جو کوئی تیرے ساتھ پیوستہ ہے وہ میرے ساتھ پیوستہ ہے اور جو کوئی تم سے قطع تعلق کرے گا میں اس کی سرکوبی کروں گا۔ تم نیچے میرے بندوں کے پاس جاؤ اور انہیں میری بخشش اور کرامات کی خبر دو میں نے کسی پیغمبر کو اس کے وزیر کے بغیر مبعوث نہیں کیا تم میرے رسول ہو اور تمہارا وزیر علی بن ابی طالب(ع) ہے"

رسول خدا(ص) زمین پر تشریف لے آئے۔ اور پانے کے باوجود بھی لوگوں کو بیان نہ کرسکے کہ کہیں لوگ اس بارے میں زبان درازی نہ کریں لہذا چھ سال اسی طرح بیت گئے تو خدا نے اس آیت کا نزول فرمایا " شائید تم ترک کرتے ہو جس سے جو کچھ تم کو وحی ہوئی ہے اور تیرا سینہ اس سے تنگ ہے" (ہود، ۱۲) رسول خدا(ص) نے اس قول کے بعد خود کو تیار کیا کہ وہ ولایت علی(ع) کو عامتہ الناس میں بیان فرمائیں یہاں تک کہ آٹھ دن گذر گئے پھر اس آیت کا نزول ہوا" اے رسول پہنچا دو جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اگر نہ پہنچایا تو تم نے تبلیغ رسالت نہیں کی خدا تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔(مائدہ ، ٦٨) رسول خدا(ص) نے اس آیت کے نزول کے بعد فرمایا اب وقت ہے۔ کہ میں حکم خداوندی کا اعلان کردوں اور دوبارہ اس کا اجرا کردوں اور لوگوں کی ہرزہ سرائی کو خاطر میں نہ لاؤں نہ کہیں وہ (خدا) مجھے دنیا و آخرت میں عقوبت و عذاب

سے نہ گزارے اس وقت کہ جب رسول خدا(ص) نے یہ فرمایا اس وقت جبرائیل(ع) نے ---- جناب علی(ع) بن ابی طالب(ع) کے لیے امیرالمومنین(ع) کے الفاظ کے ساتھ سلام پیش کیا۔ جناب امیر(ع) بھی اس وقت وہیں موجود تھے علی(ع) نے رسول خدا(ص) سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) میں نے کسی کی آواز سنی ہے مگر کسی کو نہیں دیکھا۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا یہ جبرائیل ہیں اور خدا کی طرف سے خدا کے وعدے کی تصدیق کے لیے تشریف لائے ہیں، وہ وعدہ جو خدا نے میرے ساتھ کیا ہے۔

پھر رسول خدا(ص) نے حکم عام دیا کہ تمام لوگ پے در پے علی(ع) کو امیر المومنین(ع) کے لقب کے ساتھ سلام پیش کریں۔ پھر آپ(ص) نے بلال کو حکم دیا کہ وہ آواز دیں کہ کوئی شخص بھی غدیر خم سے آگے نہ جائے۔ غدیر خم کے مقام پر جب دوسرا دن ہوا تو رسول خدا(ص) اپنے اصحاب کے ہمراہ باہر تشریف لائے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا۔

اے لوگو! بے شک خدا نے مجھے رسول بنا کر تمہاری طرف بھیجا اور تم پر نگران مقرر کیا اور خدا نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اس کا حکم تمہیں بیان کروں اگر تم اس کی مخالفت کرو تو تمہیں عذاب وعقوبت دے گا اور اس نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں کسی کی پرواہ کیے بغیر اس کا حکم تمہیں سناؤں اور اس کے عذاب و سزا سے کہیں آسان ہے کہ میں ایسے لوگوں کی پرواہ نہ کروں خدا مجھے معراج پر لے گیا اور فرمایا " اے محمد(ص) میں محمود ہوں اور تم محمد(ص) میں نے تیرے نام و اپنے نام سے مشتق کیا ہے جو کوئی تیرے ساتھ پیوستہ ہے وہ میرے ساتھ پیوستہ ہے جو کوئی تجھ سے قطع تعلق کرے میں اس کی سرکوبی کروں گا تم نیچے جاؤ اور میرا یہ حکم لوگوں کو سنا دو اور انہیں بتاؤ کہ میں نے کسی پیغمبر کو اس کے وزیر کے بغیر مبعوث نہیں کیا اور یہ کہ تم میرے رسول ہو اور علی(ع) ابن ابی طالب(ع) تیرا وزیر ہے" جناب رسول خدا(ص) نے یہ حکم خداوندی سنانے کے بعد جناب علی بن ابی طالب(ع) کے دونوں ہاتھ پکڑے اور اوپر اٹھا دیئے یہاں تک کہ جناب رسول خدا(ص) کی زیر بغل سفیدی نمودار ہوئے اس سے پہلے کبھی اس طرح کا عمل نہ دیکھا گیا تھا۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے لوگو بیشک خدا میرا مولا ہے اور میں مومنین کا مولا ہوں اور جس کا میں مولا و آقا ہوں اس کے مولا و آقا علی(ع) ہیں بارالہا تو اسے دوست رکھ جو علی(ع)

و دوست رکھے اور اسے دشن رکھ جو اس سے دشمنی رکھے مدد کر اس کی جو اس کی مدد کرے اور چھوڑدے اس و جو ا سے چھوڑ دے۔

پھر جناب ر ول ذرا(ص) نے رفما یا کہ ذرا کی تم ہ نقین و کج دل اس سے بیزار یں اور کہتے یں کہ ر ول (ص) نے عصبیت کی وجہ سے ایسا کیا ہے سلمان(رض) ، مقداد(رض) ، ابوذر(رض) اور ارن یاسر(رض) کہتے یں کہ ہم اس مجمع سے اس وقت تک ہ ہٹے ئے جب تک اس آیت کا نزول ہ ہو یا کہ " آج میں نے تیرے دین و کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارا دین ا لام قرار د یا۔(مائدہ، آیت نمبر۳) اور اس آیت و تین د ہ بیان کیا یا۔

جنابِ ر ول ذرا(ص) نے فرمای کہ میرے پروردگار کی رف سے میری رسالت کے لیے وصی کا تعنایت کیا اور میرے بعد تمہارا علی بن ابی طالب(ع) کی ولایت کا اقرار رکنا ں کال دین اور نعمتوں کا تمام ہونا ہے۔

مجلس مۂ بر۵۷

(یارہ ربیع الثانی سنہ۳۶۸ھ)

جنابِ موسیٰ(ع) کو خدا کا ارشاد

۱- مفضل بن مر روایت کرتے یں کہ امام صادق(ع) نے جنابِ موسی بن مران(ع) کی ٰرا سے فتگو کے ن میں رفماہ یا کہ ٰرا نے کہا اے پسر مران وہ بندہ جھوٹا ہے جو یہ گان کرتا ہے کہ مجھ سے محبت رکھتا ہے مگر رات و و۔ یا رہتا ہے اور مجھے یاد نہیں کرتا۔ جبکہ ہر دوست اپنے دوست سے تنہائی میں ملاقات کا خواش ند ہوتا ہے اے موسیٰ(ع) جب رات ہوتی ہے تو میں اپنے دوستوں کی رف توجہ ہوتا ہوں اور ان کے دلوں و ۔نیر کی رف رغبت سے اپنی رف لاتا ہوں اور ان سے فتگو کرتا ہوں اے پسر مران(ع) تم اپنے دل سے میرے لیے خشوع اور اپنے جم سے میرے لیے خضوع رکھو اور رات کی تاریکی میں اپنی آنکھوں سے اشک بہا کر مجھ سے بخشش طلب کرو اور دعا کرو تم مجھے اپنے نزدیک اور قبول کرنے والا پاؤ گے۔

۲- مفضل بن مر کہتے یں کہ امام صادق(ع) اس دعا و پڑھا کرتے۔

اے معبود اگر تیری نافرمانی کروں تو کیسے تجھ سے امداد طلب کروں اور تجھے کیسے پکاروں مگر میں تجھے ں پکارتا ہوں کیوں کہ صرف تیری میری ں محبت اس دل میں ہے، میں گناہ گار ہوں اور گناہوں سے پر ہاتھ تیری بارگاہ میں بلند کرتا ہوں کیونکہ میری نگاہ امید صرف تیری ں جانب ہے میرے مولا تو بزرگ تر ہے اور میں اسیر تر ہوں اور میری اسیری میرے جرم و گناہ کی بدولت ہے معبود اگر تو میرے گناہوں کی مجھ سے باز پرس کرے تو میں تجھ سے رحم کی درخواست کروں۔ اے معبود اگر تو مجھے مجرم قرار دے اور میرے لیے دوزخ کا حکم صادر فرمائے تو میں شہادت دونگا کہ "لا الہ الا اللہ محمدا رسول اللہ" پالہا تو مجھے اپنی اطاعت سے شادکر کہ میرے گناہ مجھے نقصان نہ دیں۔ اور مجھے وہ کچھ عطا کر جس میں تو خوش ہو۔ اور جو کچھ تیرے نقصان کے لیے نہیں ہے وہ

معاف فرمادے اے ارحم الراحمین۔

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی یہ کہے میں خدا کے احکامات کو جانتا ہوں مگر پھر بھی ان میں جھوٹ بولے تو (خدا کے احکامات کی نافرمانی کی وجہ سے) عرش خدا ہل جاتا ہے۔

۴- امام صادق(ع) سے دنیا کے زہد کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ(ع) نے ارشاد فرمایا جو کوئی دنیا کا حلال، ترین حساب کی خاطر اور اس کا حرام، خوف عذاب کی خاطر چھوڑ دے وہ دنیا کا زہد اختیار کیے ہوئے ہے۔

۵- امام صادق(ع) نے دیکھا کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو اس کی کسی غلطی پر ڈانٹ رہا تھا آپ(ع) نے اس سے ارشاد فرمایا اے بندے تم اس بچے کے تصور پر بے تابی کا اظہار کرتے ہو کیونکہ تم بڑی مصیبت سے غافل ہو اگر تم اس بچے کے تصور (نقصان) پر صبر و شکر کر کے اس کو قبول کرلیتے تو بڑی مصیبت سے بچ جاتے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا روز قیامت تین بندے خدا کے نزدیک رہیں گے یہاں تک کہ وہ تمام لوگوں کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔

اول : وہ بندہ کہ جو ظلم کی طاقت رکھنے کے باوجود ظلم نہ کرے۔

دوئم : وہ کہ جو دو آدمیوں کے درمیان راہ چلے مگر اس کا جھکاؤ کسی ایک کی طرف زیادہ نہ ہو (یعنی انصاف کرے)

سوئم : وہ جو ہر حالت میں حق سچ کہے چاہے اس کا فائدہ یا نقصان ہی کیوں نہ ہو۔

۷- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے ناب (بات نہ جاننے والے) کی پہچان کے بارے میں پوچھا تو آپ(ع) نے فرمایا جس کے قول و فعل میں تضاد نہیں وہ ناب ہے جس کے قول و فعل میں تضاد ہے اس کا ایمان رعایت رکھتا ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا مساجد میں نماز تمہارے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ زمین پر خدا کا گھر ہیں جو کوئی میں طہارت کے ساتھ آئے گا خدا اسے گناہوں سے پاک کرے گا اور اسے اپنے زائرین میں شمار کرے گا لہذا مساجد میں کثرت سے نماز ادا کیا کرو اور مختلف جگہوں

کی مساجد میں نمازیں پڑھو کیوں کہ ہر وہ جگہ جہاں تم نے نماز ادا کی ہوگی روز قیامت تمہاری گواہی دے گی۔

۹۔ امام صادق(ع) نے فرمایا علم بردباری کے ساتھ طلب کرو، وقار و سنجیدگی اپنا زیور بناؤ، اے شاگردو اپنے استادوں کی تواضع کرو۔ اور دانشمندو تم بڑے نہ بنو کہ کہیں باطل تمہارے حق کو لے جائے۔

۱۰۔ امام صادق(ع) نے فرمایا تم مکارم اخلاق اختیار کرو کیونکہ خدا انہیں (خوش خلق کو) اپنا دوست رکھتا ہے تم پر قرآن پڑھنا واجب ہے کہ بہشت کے درجات اس کی آیات(جو کہ بندے نے پڑھی ہوں گی) کے شمار کر کے عطا کیے جائیں گے روز قیامت خدا قرآن کے قاری سے فرمائے گا کہ پڑھو اور اوپر جاؤ جب وہ ایک آیت پڑھے گا تو ایک درجہ بلند ہوگا۔ تم پر لازم ہے کہ خوش خلقی اختیار کیے رہو کہ ایسے کو خدا، شب زندہ دار (عبادات شبینہ کرنے والا) کے برابر درجہ عطا کرے گا اور روزہ دار کے برابر ثواب دے گا۔ پھر امام(ع) نے فرمایا تم پر لازم ہے کہ خوش ہمسائیگی اختیار کرو۔ جان لو کہ خدا نے اس کا حکم دیا ہے ، تم پر لازم ہے کہ مسواک کرو کیونکہ یہ نیکی اور پاکیزگی کا طریقہ ہے اور تم پر واجب ہے کہ واجبات کو ادا کرو اور حرام چیزوں کو ترک کردو۔

۱۱۔ حضرت امام جعفر صادق(ع) ارشاد فرماتے ہیں کہ روز قیامت دو اشخاص مقام حساب میں خدا کے سامنے ایسے ہوں گے کہ دنیا میں ایک دولتمند تھا اور دوسرا فقیر۔ وہ فقیر خدا سے عرض کرے گا پروردگارا تو نے مجھ کیوں کھڑا کیا ہے تیری عزت وجلال کی قسم دنیا میں میرے پاس کچھ مال و دولت نہ تھا جس کے سبب میں کسی کی حق تلفی کرتا یا کسی پر ظلم کرتا مجھے تیری بارگاہ سے بقدر گزر اوقات ہی روزی ملتی تھی۔

اللہ فرمائے گا ہمارا بندہ سچ کہتا ہے اسے بہشت میں لے جاؤ پھر اس دولتمند کو اتنی دیر تک حساب و کتاب کے لیے محشر میں کھڑا کیا جائے گا کہ اس کے پسینے سے چالیس اونٹ سیراب ہوسکیں گے جب وہ اپنی دولت اور اپنے مال کے حساب سے فارغ ہو جائے گا تو اسے بہشت میں لے جایا جائیگا ۔ اسے دیکھ کر اس فقیر ساتھی پوچھے گا کہ اتنی دیر کیوں لگی تو وہ کہے گا کہ

۔میرے ذمے بہت لمبا حساب تھا ایک سے فارغ نہ ہوتے پاتا کہ دوسرا پیش کیا جاتا جب بہت رصے کے بعد حساب ختم اور رحمت الٰہی کا نزول ہوا تو توبہ کرنے والوں میں شامل کر کے مجھے بخش دیا گیا۔

پھر یہ امیر آدمی اس فقیر سے پوچھے گا کہ تم کون ہو۔ وہ کہے گا میں وہی مرد فقیر ہوں جو تمہارے ساتھ حساب میں کھڑا تھا۔ بہشت کی نعمتوں اور راحتوں نے میرے اندر ایسی تبدیلی پیدا کردی ہے کہ تم مجھے پہچان ہی نہ سکے۔

۱۲۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی (ع) تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں اے علی(ع) تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں اے علی(ع) تم میرے وصی اور خلیفہ ہو اور میری امت پر حجت خدا ہو خوش بخت ہے وہ شخص جو تجھے دوست رکھتا ہے اور بدبخت ہے وہ جو تیرا دشمن ہے۔

۱۳۔ جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا شیعیان علی(ع) ہی روز قیامت کامیاب ہیں۔

۱۴۔ جناب رسول خدا(ص) نے جناب علی بن ابی طالب(ع) سے ارشاد فرمایا جب روز قیامت ہوگا تو تیرے لیے ایک نورانی نجیب گھوڑے کو پیش کیا جائے گا تیرے سر پر تاج ہوگا۔ جس کا نور درخشان و روشن ہوگا اور نزدیک ہوگا کہ وہ اہل محشر کی آنکھوں کو خیرہ کردے کہ خدا کی طرف سے آواز آئے گی'' کہاں محمد(ص) رسول اللہ کا خلیفہ'' تم عرض کروگے میں حاضر ہوں پھر منادی ندا دے گا۔

''اے علی(ع) جو کوئی تجھے دوست رکھتا ہے بہشت میں جائے اور جو کوئی تجھے دشمن رکھتا ہے دوزخ میں جائے'' اے علی(ع) تم قسیم نار و جنت ہو۔

مجلس نمبر ۵۸

(۱۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۸ھ)

ایک تاجر

۱۔ ایک شخص جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میں نے نوبار تجارت کا سفر کیا اور کچھ مال لے کر چیین یا جس سے مجھے کثیر منافع حاصل ہوا۔میرے دوست اس بات پر مجھ سے حسد کرتے ہیں۔کیونکہ میں اپنے اہل و عیال اور عزیز رشتے داروں و اس (مال)سے وسعت دیتا ہوں۔

رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا دنیا کا مال جب زیادہ ہو وہ اپنے رکھنے والے کو مصیبت و بلا میں گرفتار کرے گا۔ مال دار ہرگز رکھ نہ کریں مگر یہ کہ وہ اپنے مال کو خدا کی راہ میں خرچ کریں پھر آپ(ص) نے ارشاد فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک ایسے بندے سے آگاہ کروں جو کہ کمتر مال کے عوض فورا کثیر منافع لے کر آیا ہے اور اس کا یہ تمام منافع خزانہ خدا میں جمع ہے۔ اصحاب نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے ارشاد فرمایا وہ شخص جو تمہاری طرف آرہا ہے اسے دیکھو جب لوگوں نے اس طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک انصاری پرانا لباس پہنے ان کی طرف آرہا تھا۔

جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا یہی مرد آج خیرو اطاعت میں اس قدر بلند ہو یا ہے کہ اس وقت ملنے والے حصے میں سے سب سے کم تر حصے و اگر اہل آسمان و زمین میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ یہ ہوگا کہ تمام کے گناہ معاف ہو جائیں اور جنت ان پر واجب ہو جائے اصحاب نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) اس شخص نے ایسا کیا عمل کیا ہے کہ جس کی بدولت یہ اس کا حقدار ہوا ہے آپ(ص) نے ارشاد فرمایا تم خود اس سے پوچھو اصحاب نے اپنا رخ اس کی طرف کیا اور کہا اے شخص تونے آج وہ کونسا عمل انجام دیا ہے کہ جس کے صلے میں تجھے ثواب کثیر کا مژدہ خدا نے دیا ہے۔

اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا کہ میں نے ایسا کیا کام سرانجام دیا ہے مگر یہ ہے کہ

جب میں گھر سے باہر آیا اور اپنے روزمرہ کام کے سلسلے میں جانے لگا تو مجھے یہ خطرہ ہوا کہ اگر آج میں نے اپنے کام کا

خاتمہ دیا تو یہ نقصان ہو جائے گا۔ لیکن پھر نے سوچا کہ میں اپنے اس کام کی خاطر جناب علی بن ابی طالب(ع) کی زیارت

کروں کیونکہ میں نے جناب رسول خدا(ص) کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ علی(ع) کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے یہ سن کر جناب

رسول خدا(ص) نے فرمایا ہاں خدا کی قسم عبادت ہے اور کیا کوئی عبادت اس سے بہتر ہے، اے بندہ خدا تو اپنے عیال کے لیے

درھم و دینار لینے کے واسطے گھر سے نکلا تھا جو تیرے ہاتھ نہیں آئے اور اس کے عوض تو نے علی(ع) کے چہرے کی طرف

محبت و عقیدت اور اس کی فضیلت کے اعتقاد کے ساتھ دیکھا اور یہ اس سے بہتر تھا کہ تمام دنیا کے سرخ سونے کو خدا کی راہ

میں خرچ کر دیا جائے جان لو کہ جو بندہ اس راستے کو اختیار کرے وہ ہزار گناہ گاروں کی شفاعت کا حق رکھتا ہے اور خدا اس کی

شفاعت کے بدلے انہیں (ہزار بندوں کو)دوزخ سے محفوظ رکھے گا۔

۲- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا خدا کے بندے وہ ہیں جو بہشت کے باغوں کی طرف دوڑتے ہیں عرض کیا گیا

کہ بہشت کے باغ کیا ہیں تو جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا بہشت کے باغ حلقہ ذکر ہیں۔

آداب حمام

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا جب حمام میں جاؤ اور لباس اتارو تو کہو بار الہا میری گردن نفاق سے آزاد کردے اور مجھے

ایمان پر قائم کردے خدایا میں بدی سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر جب پانی کے نزدیک جاؤ اور اسے استعمال کرنے لگو تو کہو" خدایا مجھ سے پلیدی اور نجاست کو دور کردے اور میرے جسم و

قلب کو پاکیزہ بنادے۔

پھر جب اپنے اوپر پانی گراؤ تو اپنے سر سے پاؤں تک بہاؤ اور اگر ممکن ہو تو چند گھونٹ پانی پی لو تاکہ یہ تمہارے مثانے کو

پاک کردے۔

پھر غسل سے فارغ ہو جاؤ تو کہو میں خدا کی پناہ مانگتا ہوں دوزخ اور اس کی آگ سے بار بار

یہی کہتے رہو۔ گرم حمام میں غسل کرتے وقت ٹھنڈا پانی یا کوئی سرد مشروب استعمال نہ کرو اور خوزہ نہ کھاؤ کہ یہ معدے کا فاسد کرتا ہے اسی طرح رہو۔ پانی اپنے سر پر ت گراؤ کہ یہ بدن میں سختی پیدا کرتا ہے البتہ رہو۔ پانی پیروں پر ڈالو وہ کن۔ باہر آتے وقت کیونکہ یہ جانی دردوں ودور کرے گا پھر جب تم لباس پہننے لو تو کہو رہا یا لباس تقوی وہ میرا لباس قرار دے اور مجھے لات سے بچا۔ امام (ع) فرماتے ہیں اگر اس طرح کرو تو ہر درد سے امن میں رہو گے۔

۵- ابوسلیمان ضبی کہتے ہیں کہ جناب علی بن ابی طالب(ع) نے اپنے فوجیوں کو بعد عطارد و پکڑنے کے لیے بھیجا انہوں نے اسے مسجد سماک میں جاکر پکڑا اس وقت پانے کی نا ر نعیم بن دجاجہ اسدی کھڑا ہوا اور فوجیوں کی راہ میں مزاحمت پیش کی جناب امیر(ع) کے فوجیوں نے اسے گرفتار کیا اور امیرالمومنین(ع) کی خدمت میں لاکر پیش کیا۔ جناب امیر(ع) نے چاہا کہ اس کی سرزنش کریں تو اس نے کہا خدا کی قسم میں تمہاری ہمراہی میں خواری اور تمہاری مخالفت میں کفر دیکھتا ہوں جناب امیر(ع) نے اس سے کہا کیا تو اس بات کا معتقد ہے، اس نے کہا ہاں تو جناب امیر(ع) نے حکم دیا کہ نعیم کو چھوڑ دیا جائے۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اے لوگو خدا تمہیں میری دوستی کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے اور خدا میرے خاندان کو میری دوستی کے ہمراہ دوست رکھتا ہے۔

۷- مامون رشید نے اپنے باپ سے ایک طویل سند کے ساتھ جوکہ عبداللہ بن عباس تک پہنچتی ہے بیان کیا کہ جناب رسول خدا(ص) نے جناب علی ابن ابی طالب(ع) سے فرمایا کہ تم(علی(ع)) میرے وارث ہو۔

۸- ابوہریرہ کہتے ہیں پیغمبر(ص) ایک جنگ کے سلسلے میں تشریف لے گئے اور اپنی غیر موجودگی میں علی بن ابی طالب(ع) کو اپنی جگہ اپنے خاندان(ع) اور دیگر پر خلیفہ بنا گئے جب آپ(ص) واپس ہوئے اور مال غنیمت تقسیم کیا تو سب کو ایک حصہ عنایت فرمایا لیکن علی(ع) کو دو حصے دیئے لوگ کہنے لگے۔ یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے سب کو ایک حصہ عنایت فرمایا مگر علی(ع) ابن ابی طالب(ع) کو دو حصے عطا کیے جبکہ وہ مدینے میں ہی رہے اور ساتھ نہیں گئے۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے لوگو تم نہیں جانتے

دوران جنگ ایک گھوڑا سوار نے حق کی طرف سے مشرکین پر یورش کی اور انہیں شکست دی۔ پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ(ص) میں جو کچھ مال غنیمت میں سے رکھتا ہوں وہ میں علی ابن ابی طالب(ع) کو دیتا ہوں اے لوگو وہ گھوڑ سوار جسے تم نہیں دیکھ سکتے تھے وہ جبرائیل(ع) تھے۔ پھر اسی طرح کے ایک اور گھوڑ سوار نے مشرکین پر یورش کی اور فتح کے بعد اپنا حصہ علی(ع) کو دے دیا اس گھوڑ سوار کو بھی تم نہیں دیکھ سکے وہ میکائیل(ع) تھے۔ خدا کی قسم میں نے علی(ع) کو جبرائیل(ع) و میکائیل(ع) کے حصے کے علاوہ کچھ نہیں دیا یہ سن کر تمام لوگوں نے تکبیر بلند کی۔

۹۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ خدا فرماتا ہے میں معبود برحق ہوں اور بجز میرے کسی نے میرے ملوک کو پیدا نہیں کیا(ملوک سے مراد سلطان عادل پیغمبر اور ائمہء اطہار(ع) ہیں) میں ان کے دلوں پر قدرت رکھتا ہوں جو شخص میری اطاعت کرے۔ اس کے لیے میں ان ملوک کے دلوں میں مہربانی پیدا کرتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتے ہیں تو ان ملوک کے دلوں میں اس کے لیے غیض و غضب پیدا کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے ان ملوک کے بارے میں ہرزہ سرائی نہ کی جائے کہ یہ مجھے ناگوار گزرتا ہے۔

۱۰۔ جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اگر میری امت میں سے دو گروہ نیک ہیں تو میری امت نیک ہے اور اگر وہ دو گروہ فاسد ہیں تو میری امت فاسد ہے اور وہ دو گروہ امرا اور فقہا کے ہیں۔

۱۱۔ امام صادق(ع) نے ارشاد فرمایا ، کار خیر کا قصد کرنے والے، گرم دن کا روزہ رکھنے والے اور خدا کی راہ میں صدقہ دینے والے کے لیے خدا کی طرف سے دوزخ سے امان ہے۔

۱۲۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ عیسی بن مریم(ع) نے اپنے اصحاب کو نصیحت کی کہ جو کچھ تم اپنے واسطے دوسروں سے نہیں چاہتے وہ تم ان کے ساتھ بھی نہ کرو۔ اگر کوئی شخص تمہارے دائیں رخسار پر مارے تو تم بایاں رخسار بھی آگے کر دو۔

۱۳۔ امام صادق(ع) نے فرمایا بندہ مومن کے لیے خدا کی یہی نصرت کافی ہے کہ وہ دیکھے کہ اس کا دشمن خدا کی نافرمانی میں مشغول ہے۔

۱۴- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی نماز جمعہ ادا کرنے جائے۔ تو خدا اس کے بدن دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ پھر امام (ع) نے فرمایا جو کوئی ان (جمعہ کی جماعت) کے ساتھ پہلی صف میں نماز ادا کرے گا تو گویا ایسا ہوگا کہ جیسے اس نے رسول خدا (ص) کے ساتھ صف اول نماز ادا کی۔ پھر فرمایا صدقہ روزِ خطا و صاف کرتا ہے جس طرح پانی نمک و شفاف کردیتا ہے اور خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

۱۵- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا ہر حق وحقیقت رکھتا ہے اور ہر دوستی نور رکھتی ہے مگر لوگ جو قرآن میں ان کے موافق ہے وہ لے لیتے ہیں اور جو مخالف ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔

جناب رسول خدا(ص) کا جناب امیر (ع) سے کلام

۱۶- جناب رسول خدا(ص) نے جناب علی ابن ابی طالب(ع) سے فرمایا اے علی(ع) تم میری موجودگی میں اور میرے بعد میری امت پر میرے خلیفہ ہو، تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جیسے شیث(ع) وآدم(ع) سے سام(ع) کو نوح(ع)،اسماعیل(ع) کو ابراہیم(ع) سے، یوشع(ع) و موسیٰ(ع) سے اورشمعون(ع) و عیسیٰ(ع) سے تھی اے علی(ع) تم میرے وصی و وارث ہو تم مجھے غسل دوگے اور خاک مین دفن کروگے تم میرے دین کا حق ادا کروگے اور میرے وعدے کو پورا کروگے۔ اے علی(ع) تم امیرالمومنین(ع) ، امام المسلمین، روشن چہرے والوں کے قائد اور یعسوب المتقین ہو۔ اے علی(ع) تم جنت کی عورتوں کی سردار میری دختر فاطمہ(س) کے شوہر نامدار ہو۔ اور میرے سبطین حسن(ع) و حسین(ع) کے والد ماجد ہو۔ اے علی(ع) بیشک خدا نے ہر پیغمبر کی ذریت و اس کی نسل سے قائم کیا ہے جب کہ میری ذریت اس نے تمہارے صلب سے مقرر کی ہے۔ اے علی(ع) جو کوئی تجھے دوست رکھتا ہے۔ اور تیرا خواہاں ہے اسے میں دوست رکھتا ہوں اور اس کا خواہاں ہوتا ہوں اور کوئی تجھ سے کینہ و بغض رکھتا ہے اس سے میں بغض و کینہ رکھتا ہوں کیونکہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں بیشک خدا نے ہمیں پاک کیا اور برگزیدہ کیا اور آدم(ع)تک ہمارے اجداد نے کسی قسم کی آلودگی سے خود کو آلودہ نہیں کیا اے علی(ع) تمہیں حلال زادہ ہی دوست رکھتا ہے۔ اے علی(ع) تمہیں خوشخبری ہو جو تم مظلوم ہو اور میت میں شہید کیے جاؤ گے جناب امیر(ع) نے یہ

سن کر کہا یا ر ول اللہ(ص) کیا اس الت میں بھی میرا دین لا ت ہوگا۔ جناب ر ول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اے (ع) تمہارا دین ۔ بالکل لا ت ہوگا ہرگز گمراہ نہیں ہوگے۔ اور تمہارے پایہء ثبات و ہرگز لغزش نہ آئے گی اور اگر تم نہ ہوتے تو میرے بعد حزب اللہ کی پہچان نہ رہتی۔

مجلس نمبر۵۹

(۱۸ ربیع الثانی سنہ۳۶۸ھ)

سید الساجدین(ع) کا رسالہء حقوق

۱۔ ثابت بن دینار ثمالی (ابوحمزہ ثمالی(رح)) نے امام علی بن حسین زین العابدین(ع) کے رسالہء حقوق و نقل کیا ہے اور امام(ع) نے اس سلسلے میں پچاس حقوق بیان فرمائے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱)تیرے نفس کا تجھ پر یہ حق ہے کہ تو اسے اطاعت خدا میں لگائے رکھے۔

۲)تیری زبان کا حق ہے کہ تو اس و فحش باتوں سے محفوظ رکھے اسے اچھائی کا عادی بنائے تاکہ یہ بے فائدہ باتوں سے پرہیز کرے، لوگوں کے ساتھ اچھائی سے پیش آئے اور لوگوں کے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار کرے۔

۳) کان کا حق یہ ہے کہ تو اسے غیبت اور جس چیز کا سننا جائز نہیں ہے اس سے بچائے ۔

۴) آنکھ کا حق تجھ پر یہ ہے کہ جس چیز کا دیکھنا حرام ہے تو اس سے اسے بچائے اور اس کے مشاہدے سے عبرت حاصل کرے۔

۵)۔تیرے ہاتھ کا حق یہ ہے کہ جو چیز تیرے لیے حلال نہیں تو اس کی طرف ہاتھ مت بڑھائے۔

۶) پاؤں کا حق یہ ہے کہ تو اس و حرام کام کے لیے نہ چلائے کیونکہ ان ہی کے ساتھ تجھے پل صراط سے گزرنا ہے کہیں یہ تجھے ڈگمگا کر جہنم میں نہ گرا دیں۔

۷)۔تیرے پیٹ کا حق یہ ہے کہ تو اسے حرام کا برتن نہ بنائے اور سیر ہونے کے بعد مت کھائے۔

۸)۔تیری فرج کا حق یہ ہے کہ تو اسے دوسروں کی نظر میں نہ لائے اور زنا سے اس کی حفاظت کرے۔

۹) نماز کا حق یہ ہے کہ اس نماز نے خدا کے حضور پیش ہونا ہے او بندہ عاجز اور مسکین کی طرح کھڑا ہونا ہے۔ تم راغب امید اور خائف و گریہ کرنے والے بندے کی طرح کھڑے ہوگے اور یہ ایک ایسی ذات کے سامنے ہوگا جو پر وقار و پرسکون ہے لہذا حضورِ قلب اور تمام حدود حقوق کے ساتھ نماز قائم کرو۔

۱۰) روزہ کا حق یہ ہے کہ وہ ایک طرح حجاب(پردہ) ہے جس کو اللہ نے تمہاری زبان، قوت سماعت، بصارت، شکم اور شرم گاہ پر ڈال دیا ہے تاکہ تجھے جہنم کی آگ سے چھپائے رہے اگر تو نے اس پردہ کو پھاڑ دیا تو اللہ کا ضامن تجھے دوزخ سے نہیں چھپائے گا۔

۱۱) صدقہ کا حق یہ ہے کہ وہ اللہ کے پاس تمہارے لیے ایک ذخیرہ ہے اور ایسی امانت ہے کہ جس پر گواہ کی ضرورت نہیں ہے اور جب تمہیں اس بات کا علم ہوگا تو وہ جو پوشیدہ طریقے سے صدقہ دیا تھا تم اس پر زیادہ اعتبار کرو گے اس صدقہ کی نسبت سے جو ظاہر کیا تھا اور جان لو کہ صدقہ اس دنیا میں بلاؤں اور بیماریوں کو ٹال دیتا ہے اور آخرت میں جہنم کی آگ کو دور کردیتا ہے۔

۱۲) حج کا حق یہ ہے کہ جان لو وہ بارگاہ خدا میں تمہاری طرف سے نامہ نیکی ہے اور گناہوں سے فرار ہے اس کے ذریعہ توبہ قبول ہوگی خدا نے جو تم پر واجب کیا ہے یہ اس کی ادائیگی ہے۔

۱۳) قربانی کا حق یہ ہے کہ اس سے رضائے خدا کو طلب کرو اور اس کے ذریعے مخلوق کی رضا مندی کو طلب نہ کرو تم خلق کے ذریعہ رحمتِ الٰہی اور قیامت میں اپنی روح کی نجات کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہ کرو۔

۱۴) سلطان کا حق تم پر یہ ہے کہ تم جان لو کہ تمہیں اس کے لیے باعث امتحان بنایا گیا ہے اور تمہاری حفاظت کے لیے اسے امتحان میں رکھا گیا ہے تمہیں چاہیئے کہ اس کی ناراضگی کے درپے نہ ہو ورنہ اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں پڑ جاؤگے اور جو مشکل اور ناگوار بات تمہیں پیش آئے تو اسے اس میں شریک بناؤ۔

۱۵) معلم کا حق تم پر یہ ہے کہ اس کی تعظیم و احترام مجلس کرو اور انتہائی توجہ سے اس کی

۔ باتوں و سنو اور اپنی آواز اس کے سامنے بلند نہکرو اس کی ۔ بات قبول کرو تم خود کسی سے وال کا وجب ۔ ۔ دو بلکہ انتظار کرو کہ وہ خود ہر مسئلہ کا جواب دے گا اس کی مجلس میں کسی کے بارے بات ت کرو اور کسی کی غیبت ت کرو جب تمہارے سامنے اس کی برائی کی ائے تو اس کا دفاع کرو اس کے عیوب کی پردہ پوشی کرو اس کے ۔ اقب اور اچھائیوں و ظاہر کرو اس کے دشمن کے ساتھ تعلقات ت قائم رکو اور ۔ ۔ ں اس کے دوست و دشمن ۔ ؤ پس اگر تم نے ان باتوں پر مل کر لیا تو فرشتے اس بات کے گواہ ہوں گے اور اللہ کے حضور تمہارے لیے گواہی دیں گے کہ تم نے حصول علم کا مقصد اصل اکیا ۔ کہ لوگوں و دکھاوے کے لیے۔

۱۶)تیرے مالک کا ح یہ ہے کہ تو اس کی اطاعت کرے اور اس کی ۔ افرمانی ۔ کرے وائے ان امور کے کہ جن کی انجام دہی پر اللہ غضبناک ہو اس لیے اللہ کی ۔ افرمانی میں مخلوق کی کسی رح کی اطاعت ائز نہیں ہے۔

۱۷) تمہاری رعیت کا ح یہ ہے کہ تم سلطان ۔ ادشاہ ہوتو ان لو کہ وہ تمہاری رعیت میں اس وجہ سے داخل نہیں کہ وہ کمزور اور تم طاقتور ہو پس واجب ہے کہ ان کے درمیان رل و انصاف قائم کرو، ان کے لیے ثل شفیق اور مہربان اپ کے ہو اؤ ان کی ۔ ادانیوں سے درگزر کرو اور انہیں سزا دینے میں جلدی ۔ کرو اور ۔ را کا شکر ادا کرو کہ جس نے تمہیں یہ توت و طاقت دی ہے۔

۱۸) تمہارے شاگردوں کا ح یہ ہے کہ تم ان لو کہ ۔ را نے تمہیں ان کا سرپرست بنایا ہے تاکہ ان و تعلیم دو اللہ نے تمہارے لیے علم کے خزانے و کھولے ۔ یا ہے اگر تم نے ان و علم سکھانے میں نیکی و نرمی سے کام لیا اور کسی رح زیادتی و سختی سے پیش ۔ آئے تو اللہ تمہیں اور زیادہ عطا کرے گا اگر تم نے لوگوں و علم سے محروم رکھا یا علم سکھانے کی راہ میں تم نے ان پر کسی رح کی زیادتی یا سختی کی اور ان کی زت و آبرو ۔ پارہ ۔ پارہ کیا تو اللہ پر یہ لازم ہوگا کہ تم سے علم اور اس کی ترر و قیمت و سلب کرے اور لوگوں کے دلوں سے تمہارا مقام و مرتبہ گرادے۔

۱۹)تیری زوجہ کا ح یہ ہے کہ تم ان لو کہ اللہ نے اسے تیرے لیے باعث سکون و انس قرار دیا ہے اور یہ ۔ را کی نعمت ہے اس و گرامی رکھ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ اگر چہ تیرا حق اس

رپز۔ یادہ ہے مگر وہ تجھ پرَ ن حق ر ک تی ہے کہ تو اس سے رحم کرے کیونکہ وہ تیری قید میں ہے اس و اکھ ا اور لب اس دے اور اس غلطیوں اور ۔ ادانیوں سے درگزر کر۔

۲۰)۔تیرے مملوک (غلام) کا ح یہ ہے کہ تو ۔ان لے کہ وہ تیرے رب کی مخوق ہے اور تیرے ماں ۔ باپ کا بیٹا ہے تمہ ارا ں گوشت و خون ہے اللہ نے اسے غلام نہیں بنا یا بلکہ یہ تو ں ہے جس نے ایسا کیا اور تونے اس کے اعضاء و جوارح میں سے وئی چیز بنائی اور ۔ نہ اس کےلیے رزق پیدا کیا ان تمام عوامل و ندا نے پورا کای اسے تیرا مسخر بنا یا اور تجھے اس پر امین بنا یا اور اس وہ تیرے حوالے کیا تاکہ تیرے لیے اس کے ذری ۔ نیکی وَ ۔ لائی کی نگہداشت و حفاظت ہوسکے تو اس کے ساتھ احسان کر جیسا کہ ندا نے تم سے احسان کیا ، اور اگر اسے تم ناپسند کرو تو اس و بدل دو لیکن مخوق ندا پر سختی و عتاب کرنے کی وائے اللہ کے کسی میں طاقت و قوت نہیں۔

۲۱)۔تیری ماں کا ح یہ ہے کہ تم ۔ان لو کہ اس نے اس وقت تمہیں اٹھایا جب وئیَ ں کسی و برداشت نہیں کرتا اوراپنے یوہ دل سے تمہیں وہ چیز عطا کی جو وئی کسی و نہیں دیتا اس نے تمہارے تمام اعضاء و جوارح کی حفاظت کی اور تمہیں پلا یا خودَ بھوکی ر ں لیکن تمہیں ۔ یر کیا، خود پیاسی ر ں لیکن تمہیں سیراب کای خود بر نہ ر ں لیکن تمہیں لباس پہنا یا خود آفتاب کے نیچے ر ں لیکن تمہیں زیرسایہ کیا تیری وجہ سے رات و ونے کی خاطر ۔ ائے ۔اگتی ر ں گرمی وسردی سے تیری حفاظت کی تاکہ تم اس کے فرزند رہو(ند ت گذار رہو)بیشک تو اس کے شکر یہ کی طاقت نہیں رکھتا مگرتوفیق ندا اور اس کی مدد سے۔

۲۲)۔تیرے باپ کا ح یہ ہے تو ۔ان لے کہ وہ تیرا اصل ہے اگر وہ ۔ نہ ہوتا تو توَ ں ۔ نہ ہوتا پس جبَ ں تو اپنے اندر وئی ایسی چیز دیکھے جو تجھے اچھی لگے تو ۔ان لے کہ یہ تیرا ۔ باپ اس نعمت کی اصل ہے اللہ کی حمد کر اور اپنی قوت وطاقت پر اس کا شکر ادا کر اللہ کے وا وئی طاقت و قوت نہیں ہے۔

۲۳) ۔تیرے فرزند کا ح یہ ہے کہ تو ۔ان لے کہ وہ تجھ سے ہے اور تجھ سے وابستہ ہے اس دنیا میں اچھا ہو ۔ یا برا تم ں اس کے ذمے دار ہو اس کے ادب اور حسن ادب، معرفت ندا اور اس کی اطا ت پر اسباب و مد اون فراہم کرو پس اس کے امر میں اس شخص کے ش ل مل کرو جو یہ ۔انتا ہے

کہ نیکی کرنے پر ثواب لے گا اور برائی کرنے پر زاب ہوگا۔

۲۴)۔تیرے . ائی کا ؒ یہ ہے کہ تو .ان لے کہ وہ۔ترا ۔ بازو۔تیری زت و وت ہے اس و ۔ بافرمانی اور معصیت ۔را مٕیں اسے۔ اپنا اسلحہ و ہتیار ۔ ۔ بنا اور مخلوق پر ستم کرنے کے لیے اسے مددگار ت۔بنا اس کے دشمنوں کے خلاف اس کی مدد کسر اور ساتھ ں اس و نٔصیحت ۔ں کر اگر اس نے اللہ کی اطاعت کر لی تو ٹھیک ور۔ ۔ اللہ اسے سے۔ یادہ تم پر ہر۔ ان اور کریم ہے اور اس(۔را) کے وا وئی طاقت و وت نہیں۔

۲۵)۔تیرے آقا (ولی و سرپرست) کا ؒ یہ ہے کہ تو .ان لے کہ اس نے تم پر احسان کیا اور اپنے مال وہ۔تیرے لیے خرچ کیا اور تجھے غلامی کی ذلت سے باہر ملایا الانکہ تو آزادی کی زت اور اس کے انس سے . ت دور تھا اس نے تجھے غلامی و بندگی اور عبودیت کی قید سے رہاکو۔ یا اور اس سے باہر لے آ۔ یا تجھے۔تیرے نفس کا مالک۔بنا یا اور تجھے۔تیرے رب کی عبادت کے لیے فرا‌ت دلائی یہ .ان لے کہ وہ۔تیری زندگی و موت میں۔تیرا آقا ہے اور اس کی مدد تجھ پر واجب ہے، .ان کے ذرے ۔ س اور تمام ان۔چیزوں کے ذرے ۔ جس کی حاجت دین اور تکمیل میں وہ۔تیرا محتاج ہے اور اللہ کے وا وئی وت وطاقت نہیں۔

۲۶)۔تیرے غلام و ۔ ۔ یہ کا ؒ یہ ہے کہ تونے اس پر احسان و اکرام و اکرامکیا تو .ان لے کہ اللہ نے تجھے اس کے لیے عشق و آزادی کا ذرے ۔ اور وسیلہ رقر دے یا اور وہ۔تیرے لیے جہنم کی آگ سےحجاب اور پردہ ہے اور اس فانی دنیا میں۔تیرے احسان کا عوض یہ ہے کہ اس کی۔میراث کا حق دار ہے اگر وئی رحم ۔ ہو اور آخرت میں جنت کا حق دار ہے۔

۲۷) تجھ پر احسان ر واے کا ؒ یہ ہے کہ تو اس کا شکریہ ادا کرے اور اس کی . لائیوں اور اچھائیون کا تذکرہ کرے اچھ ۔ باتیں اس کے تعلق وچے اللہ اور اپنے در یان اسے دعا میں یاد کرے اگر تو نے ایسا کر لیا تو یقینا پوشیدہ و علانیہ دونوں رح سے شکریہ ادا کرد۔ یا اگر کبھی تو اس بات پر قادر ہو جائے کہ اس کی نیکیوں کا بدلہ دے سکے تو ادا کردے۔

۲۸) تجھ پر مؤذن کا ؒ یہ ہے کہ تو .ان لے کہ وہ تجھے اللہ کی ذات کی رف توجہ کرنے

والا ہے، تجھے تیرے نصیب اور خوش بختی کی طرف دعوت دینے والا ہے اور واجبات خدا کے ادا کرنے میں مددگار ہے پس اس وجہ سے اس کا شکریہ ادا کر اور اس انداز سے ادا کر کہ جیسے کسی محسن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

۲۹) تجھ پر حق امام جماعت یہ ہے کہ تو جان لے کہ وہ تیرا سفیر ہے تیرے پروردگار کے ہاں، اگر تیری نماز میں کمی ہوگی تو یہ اس کی گردن پر ہے نہ کہ تیری گردن پر اور اگر مکمل ہوگی تو تو اس کے ساتھ شریک ہوگا اور اس کا حق اس میں زیادہ ہوگا۔ سوائے اس کے کہ تیرا نفس اس کے ساتھ اور تیری نماز اس کی نماز کے ساتھ ہے پس اس قدر و منزلت پر اس کا شکریہ ادا کرو۔

۳۰) تمہارے ہم نشین کا حق یہ ہے کہ تم اپنے پہلو اس کے لیے نرم کردو اور اپنی گفتگو میں انصاف کے پہلو مدنظر رکھو یعنی اس کے ساتھ انصاف کرو اور اپنی نشست سے کھڑے نہ ہو مگر اس کی اجازت سے اور جو تمہاری مجلس میں آئے اس کے لیے کھڑے ہو تعظیم کی غرض سے، اس کی لغزش و فراموش کردو اس کی خوبیوں کی حفاظت کرو اور اس کے متعلق سوائے خیر اور بھلائی کے کچھ نہ سنو۔

۳۱) تمہارے ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ اس کی پیٹھ کے پیچھے اس کی حفاظت کرو اور اس کے حضور اس کا احترام کرو اور جب اس پر ستم کیا جائے تو اس کی مدد کرو اس کی برائی کے پیچھے نہ لگو اگر اس کی بدی کا علم ہو تو اس کے چھپائے رہو اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو کہ وہ تمہاری نصیحت سنے گا تو اپنے اور اس کے مابین جو امور ہوں ان کے متعلق اسے نصیحت کرو شدت اور تنگی کے وقت اسے تنہا نہ چھوڑو اور اس کی کوتاہیوں اور نقائص و نظر انداز کرو اس کے گناہوں و معاف کردو اس کے ساتھ اچھی زندگی گزارو اور خدا کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

۳۲) تمہارے صاحب و رفیق کا حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ فضل و انصاف کی بنیاد پر دوستی کرو اس کا اکرام و احترام کرو جیسا کہ وہ تمہارا احترام کرتا ہے اور اس پر رحم کرنے والے بنو، اس پر عذاب نہ کرو بیشک خدا کے سوا کوئی طاقت و قوت نہیں ہے۔

۳۳) تیرے شریک کا حق یہ ہے کہ اس کی غیبت (عدم موجودگی) میں اس کے کام و ادا کر

اگر موجود ہو تو اس کی رعایت کر اس کے حکم سے ہو کر حکم نہ کر اس کی نظر میں لائے بنا اپنی رائے و ملی بالمعہ ن پہنچا اس کے مال کی حفاظت کر اس کی قیمتیں یا حقیر چیز میں خیانت نہ کرو را باہمی شریک کی اس وقت تک مدد کرتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے خیانت نہیں کرتے اور اللہ کے وا وئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

۳۴) تیرے مال کا تجھ پر یہ ح ہے کہ اس و حلال ذریعہ سے اصل کر اور خرچ کرنے کی جگہ اس و خرچ کر اور اگر وئی آدمی تمہاری رتر نہ کرتا ہو تو تم اس و اپنے ترجیح نہ دو اور اس معاملہ میں تم فرمان زا پر مل کرو اور بخل نہ کرو کہ حسرت و ندامت اٹھانی پڑے بیشک اللہ کے وا وئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

۳۵) ح تمہارے قرض خواہ کا یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس مال ہوتو اسے ادا کردو اور اگر نہیں رکتے تو اسے حسن کلام سے راضی کرو(مدیار مقرر کرنے کے واسطے) اور لطیف اور اچھے انداز سے اس کا قرض لوٹاؤ۔

۳۶) تمہارے ہم معاشرت کا ح یہ ہے کہ اس و فریب نہ دو اور اس کے ساتھ دھوکہ بازی نہ کرو اس کے بارے میں زا سے ڈرتے رہو۔

۳۷) مدعی جو تمہارے خلاف دعوی رکھتا ہے اس کا ح یہ ہے کہ اگر اس و دعوی حق ہے تو اپنے نفس پر اس کے لیے گواہ بن جاؤ اور اس کے ساتھ ظلم نہ کرو اس کے حق و ادا کرو اور اگر دعوی جھوٹا اور باطل ہے تو اس کے ساتھ نق ونرمی سے پیش آؤ اور اس کی وجہ سے اپنے پروردگار و اپنے اوپر غضبناک نہ کرو اور اللہ کے وا وئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

۳۸) جس پر تم دعوی یا اس پر تمہارا ح یہ ہے کہ تم اس کے ساتھ (اگر تم اپنے دعوی میں حق بجانب ہوتو) اپنی گفتگو میں جمال سے کام لو اور اس کے حق سے انکار نہ کرواوراگر تمہارا دعوی غلط ہوتواللہ سے ڈرو اور توبہ کرو اور اپنے دعوے سے باز آجاؤ۔

۳۹) تم سے مشورہ کرنے والے کا ح یہ ہے کہ اگرکسی رائے کا تمہیں علم ہے تو اس کی طرف اشارہ کردو اگر تمہیں علم نہیں ہے تو جو جانتا ہو اس کی طرف راہنمائی کردو۔

۴۰) مشورہ دینے والے کا حق تم پر یہ ہے کہ جس رائے یا مشورے میں تم اس سے موافقت نہ رکھتے ہو اس پر اسے متہم اور مورد الزام نہ ٹھہراو اور اگر وہ تیرے موافق تجھے رائے دے تو خدا کی حمد کرو۔

۴۱) تم سے نصیحت طلب کرنے والے کا حق یہ ہے کہ حقِ نصیحت و تم اداکرو اور اس سے مہرومحبت ونرمی سے پیش آؤ۔

۴۲) نصیحت کرنے والے کا تم پر یہ حق ہے کہ اس کے لیے اپنے دونوں بازوں و جھکائے رکھو اور اپنے کان اس کی نصیحت سننے کے لیے لگائے رکھو پس اگر نیک و درست نصیحت ہوتو خدا کی حمد کرو اور اگر صحیح نہ ہو تب بھی اس پر رحم کرو اور اس و متہم نہ کرو اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ اس نے خطا کی ہے تو اس سے مواخذہ نہ کرو مگر یہ کہ تہمت کا مستحق ہو اور تم کسی حال میں بھی اس کے لیے گراں بار نہ بنو خدا کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں ہے۔

۴۳) اپنے سے بڑے کا حق یہ ہے کہ اس کے سن اور بزرگی کی وجہ سے اس کی تعظیم کرو اس کا اکرام کرو اس لیے کہ وہ مسلمان ہونے میں تم پر مقدم ہے اور دشمنی کے وقت اس کے مقابلے سے باز آجاؤ راستہ چلنے میں اس پر سبقت نہ کرو اس کے آگے نہ چلو اس کی جہالت اور نادانی و نظر میں نہ رکھو اگر وہ تمہارے ساتھ کسی طرح جہالت کا مظاہرہ کرے تو اسلام کے حق اور اس کی حرمت کی خاطر اسے برداشت کر لو اور اس کی تکریم کرو۔

۴۴) تم سے چھوٹے کا حق یہ ہے کہ تعلیم کے وقت اس پر شفقت کرو اور اس کے متعلق عفو در گزر سے کام لو اگر کسی کام و انجام نہ دے سکے تو اس کا عذر قبول کرو اس کی عیب پوشی کرو اور اس کی مدد کرو۔

۴۵) سوال کرنے والے کا حق یہ ہے کہ اس کی حاجت و حتی الامکان پورا کرو۔

۴۶) مسئول کا حق یہ ہے کہ اگر عطا کردے تو اس کا شکریہ ادا کرو اور اس کے فضل و مرتبہ و پہچان لو اگر منع کردے تو اس کے عذر و قبول کرو۔

۴۷) جو راہ خدا میں تمہیں خوش کردے اس کا حق یہ ہے کہ پہلے خدا کی حمد کرو پھر اس

کا شکریہ ادا کرو۔

۴۸) تم سے بدی ر واے کا ⌐ یہ ہے کہ اس سے درگزر کرو اگر تمہیں یقین ہوکہ اسے م اف کردینا ۔ ا -ثِ ضرر ہے تو سزا دے سکتے ہو اور انتقام کے سکتے ہو۔ ‌زرا فرماتا ہے کہ" وہ بندہ جس پر ظلم کیا یا انتقام طلب کرے تو اس پر وئی ا تراض نہیں ہے۔" (ثوری، ۴۱)

۴۹) اہل ملت و قوم کا ⌐ یہ ہے کہ تم ان کی لامتی پاہو اور ان سے ہرم‌ ‌بانی کرو اور ان کے بدکرداروں سے نرمی کرو ان کے در یان آپس میں الفت پیدا کرو اور ان کی اصلاح کرو ان کے نیک لوگوں کا شکریہ ادا کرو ، آزار و ان سے ہٹاتے رہو اور ان کے لیے وں پاہو جو اپنے لیے پاہتے ہو ان کے جوانوں و ‌ ‌بھائی کی رح، ان کی بوڑھی عورتوں و ماں کی ‌رح اور ان کے ‌پوں و اپنے فرزندوں کی رح ‌انو۔

۵۰) اہل ک‌ار اور ذمیوں کا ⌐ یہ ہے کہ جس چیز و اللہ نے ان سے قبول کیا ہے تم ‌ن ان سے قبول کرو جب تک وہ اپنے ہد و پورا کرتے ریں ان پر ظلم ‌ کرو ‌را کے وا وئی قوت و طاقت نہیں ۔ حمد اس کی جو عالمین کا رب ہے   وات محمد(ص) و آل(ع) محمد(ص) پر ہے۔

مجلس نمبر ۶۰

(۲۲ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۸ھ)

مامون الرشید

۱۔ ریان بن شبیب سے روایت ہے کہ مامون اس بات کا اظہار کرتا تھا کہ وہ آل بیت(ع) سے محبت کرتا ہے مگر ہارون رشید کے وقت میں اس (ہارون) کی موجودگی کی وجہ سے ان (آل بیت(ع)) سے اظہار عداوت کرتا رہتا تھا اور یہ ہارون کا تقرب حاصل کرنے کے لیے تھا۔ مامون بیان کرتا ہے کہ ایک دن جب ہارون حج کرنے گیا تو میں (مامون) اور محمد اور قاسم بھی اس کے ہمراہ تھے۔ جب وہ حج سے فارغ ہوکر مدینے آیا تو لوگ اس سے ملاقات کے لیے آتے رہے سب لوگوں سے آخر میں جس شخص نے اس سے ملاقات کی اجازت لی اور انہیں دی گئی وہ جناب موسیٰ بن جعفر(ع) تھے جب وہ ملاقات کے لیے داخل ہوئے اور ہارون کی نظر ان پر پڑی تو وہ انہیں دیکھ کر جھوما اور اپنی گردن اٹھا کر انہیں دیکھتا رہا۔ جب آپ(ع) حجرے میں داخل ہوئے تو ہارون نے بیٹھے بیٹھے گھٹنوں کے بل ان سے معانقہ کیا اور پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے کہا اے ابوالحسن(ع) آپ کے خاندان والوں کا کیا حال ہے، مامون کہتا ہے کہ ہارون، حال دریافت کرتا رہا اور امام(ع) جواب میں بہتر ہے بہتر ہے فرماتے رہے پھر جب آپ(ع) رخصت ہونے لگے تو ہارون نے چاہا کہ انہیں اٹھ کر وداع کرے تو امام نے اسے منع کر دیا۔ تو اس نے اسی طرح سلام کیا اور امام(ع) رخصت ہوئے۔ مامون کہتا ہے کہ میرے باپ کی اولاد میں سب سے زیادہ مجھ میں جرات گفتار تھی میں نے ہارون سے پوچھا یا امیرالمومنین جو برتاؤ اور تعظیم آپ نے اس شخص کے ساتھ کی ہے۔وہ انصاری یا بنی ہاشم کے کسی اور فرد کے ساتھ نہیں برتی مجھے بتائیں کہ یہ کون تھے ہارون نے جواب دیا اے میرے بیٹے یہ علم انبیاء(ع) کے وارث ہیں یہ موسیٰ بن جعفر(ع) بن محمد(ع) ہیں اگر تم صحیح علم چاہتے ہو تو ان سے طلب کرو کہ وہ صرف ان کے پاس ہے۔ مامون کہتا ہے کہ اسی وقت سے میرے

دل میں ان(ع) کے لیے جگہ بن گئی۔

۲۔ علی بن یقطین کہتے ہیں کہ جناب موسی بن جعفر(ع) کی خدمت میں ان کے اہل خانہ میں چند افراد موجود تھے کسی نے اطلاع دی کہ آپ(ع) کے بارے میں خلیفہ موسی بن مہدی کے ارادے خطرناک ہیں آپ(ع) نے اپنے اہل بیت(ع) سے فرمایا تم لوگوں کا اس بارے میں کیا مشورہ ہے ۔ آپ(ع) کے اہل بیت(ع) نے مشورہ دیا کہ آپ(ع) یہاں سے دور چلے جائیں اور روپوش ہو جائیں تاکہ اس کے ظلم سے امن میں رہیں۔

یہ سن کر آپ(ع) مسکرائے اور فرمایا تم یہ خیال کرتے ہو کہ وہ مجھ پر غلبہ پالے گا جب کہ مغلوب ، غالب پر غالب ہوتا ہے پھر آپ(ع) دستِ دعا بلند فرمائے اور دعا کی۔

اے معبود میں دیکھ رہا ہوں دشمن کا شر سخت ہو گیا ہے اس نے اپنے ظلم کے تیر کا رخ میری طرف کر لیا ہے اور زہر قاتل وہ میرے لیے تیار کر لیا ہے ۔ بارالٰہا اسے برداشت کرنا میرے لیے دشوار ہو رہا ہے اور ناگوار ہو گیا ہے میں اس بارے میں قوت وطاقت کے استعمال سے درماندہ ہوں یہ تیری ہی قوت ہے کہ تو ہر اس شخص کو اسی کے گڑھے میں گراتا ہے جو اس نے کسی کے لیے تیار کیا ہوتا ہے وہ (مہدی) جو آرزو رکھتا ہے اس کے رد کے لیے میں تجھ ہی سے امید وابستہ رکھتا ہوں اور جو امید میں نے آخرت سے وابستہ کر چھوڑی ہے اس پر میں تیری حمد کرتا ہوں اور صرف اسی کی طاقت رکھتا ہوں۔ اے خدایا تو اپنی عزت و جلال سے اس (مہدی) سے نمٹ اور مجھے اپنی و ربانیت کے سائے میں جگہ عطا فرما اور اسے اس کی چاہتوں اور باطل ارادوں میں مشغول رکھ اے رب مجھے اس پر فوراً تسلط عطا فرما کہ میرا دل راحت پائے اور حق کی فتح ہو رب میری دعا و قبول و منظور فرما اور میری فریاد کے صلے میں اسے نشان عبرت بنادے اور پورا کردے وہ وعدہ جو تو نے ستم گاروں کے لیے کیا ہے اور میرے لیے اس وعدے کو پورا فرما کہ جو تو نے مظلوموں سے کیا ہے تو صاحب فضل و کرم ہے۔

علی بن یقطین کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگ وہاں سے رخصت ہوئے اور آپ(ع) کے پاس جمع نہ رہے پھر دوبارہ لوگ آپ(ع) کی خدمت میں اس وقت جمع ہوئے جب خلیفہ موسی بن مہدی کی موت کا خط

آپ(ع) کے پاس آ گیا۔

جناب موسی بن جعفر(ع) اور قید زندان

۳۔ علی بن ابراہیم بن ہاشم کہتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک نے روایت کیا کہ جب ہارون رشید نے جناب موسی بن جعفر(ع) کو زندان میں قید کیا تو رات کے وقت امام کو ہارون کی طرف سے اپنی جان کا خطرہ لاحق ہوا آپ(ع) نے تجدید وضو کی اور قبلہ رخ ہو کر چار(۴) رکعات نماز ادا کی اور یہ دعا فرمائی۔

اے میرے سید وسردار مجھے ہارون کی قید سے آزاد کر اور اس کے دست ستم سے نجات دے اے وہ کہ جس نے ریگستان میں درختوں کو لگایا مٹی سے پانی نکالا۔ شیرینی کو کڑواہٹ سے جدا کیا جنین کو بچہ دانی اور رحم سے برآمد کیا اور آگ کو لوہے اور پتھر سے جدا کیا اور روح کو جسم میں داخل و خارج کیا۔ خدایا تو مجھے ہارون کے دستِ ستم سے نجات دے۔ امام(ع) کا یہ فرمانا تھا کہ ہارون نے خواب میں دیکھا کہ ایک حبشی اس کے سرہانے تلوار لیے کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ اے ہارون موسی بن جعفر(ع) کو آزاد کردو ورنہ میں اس تلوار سے تیرے سر کا شگافتہ کردوں گا ہارون اس خواب کو دیکھ کر دہشت زدہ اٹھا اور اپنے دربان کو طلب کر کے کہا موسی بن جعفر(ع) کو فورا زندان سے رہا کرو۔ کیا جائے دربان نے جاکر زندان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے زندان کے نگران نے پوچھا کون ہے دربان نے آواز دی " اے موسی(ع)" تمہیں خلیفہ نے طلب کیا ہے موسی بن جعفر(ع) تشویش زدہ اٹھے اور فرمایا اتنی رات گئے؟ پھر آپ(ع) نے خیال کیا کہ اتنی رات گئے بلانے کا مقصد خیر نہیں ہوسکتا یہ سوچ کر آپ مغموم ہوئے۔

جب آپ(ع) ہارون کے پاس تشریف لائے تو آپ(ع) نے ملاحظہ کیا کہ وہ کانپ رہا ہے سلام و جواب کے بعد ہارون نے امام(ع) سے کہا کیا آپ(ع) نے آج نصف شب میں کوئی دعا کی ہے۔

آپ(ع) نے کہا کہ ہاں میں نے دعا کی ہے اس نے کہا مجھے بتائیں کہ وہ دعا کیا تھی آپ(ع) نے فرمایا

میں نے تجدید وضو کی پھر چار رکعات نماز ادا کی اور اس کے بعد میں نے اپنا چہرہ آسمان کی جانب بلند کر کے بارگاہ رب العزت میں دعا کی کہ اے میرے آقا مجھے ہارون کے دست ظلم سے نجات دے اور اس کے شر سے بچا پھر امام(ع) نے آخر تک وہ دعا اسے سنائی۔

ہارون نے کہا خدا نے آپ کی دعا مستجاب کی اور پھر اس نے احترام و اکرام کیا کہ انہیں آزاد کر دیا جائے اور ساتھ ہی اس نے کہا کہ اس دعا کو مجھے لکھ کر دیں۔ امام(ع) نے قلم دوات منگائی اور اسے وہ دعا لکھ کر دی پھر اس نے ان کی تعظیم کی اور انہیں تین خلعتیں پیش کیں اور ان کے لیے گھوڑا دیا اور حکم دیا کہ انہیں ان کے گھر تک چھوڑ کر آیا جائے اس کے بعد ہارون ہر حضرات امام (ع) کی خدمت میں ان کے آستانے پر حاضر ہوتا رہا۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا دودھ چھڑانے کے بعد رضاعت قطع ہو جائے گی، روزہ میں مجامعت نہیں ہو سکتی ، احتلام آنے کے بعد یتیم نہیں رہ جاتی ، قطع تعلقی ایک شب و روز سے زیادہ روا نہیں، فتح مکہ کے بعد ہجرت واجب نہیں ہے، ہجرت کے بعد سختی نہیں ہے ، مالک ہونے کے بعد آزادی نہیں ہے، باپ کی اجازت کے بغیر بیٹے کی قسم درست نہیں ہے ، مالک کی اجازت کے بغیر غلام کی قسم درست نہیں، اور شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی کی قسم درست نہیں ہے گناہ میں نذر نہیں اور قطع رحم میں یمین نہیں۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میرا توسل طلب کرو اور اگر چاہو کہ میں اپنے دست شفقت تلے تمہیں رکھوں اور قیامت میں تمہاری شفاعت کروں تو تمہیں چاہیے کہ اپنے خاندان سے صلہ رحمی کرو اور انہیں خوش رکھو۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی مجھ پر اور میری آل(ع) پر درود بھیجے اسد پر خدا درود بھیجتا ہے جو کوئی تنہا مجھ پر درود بھیجتا ہے اور میری آل(ع) سے صرف نظر کرتا ہے۔ تو وہ بہشت کی خوشبو جو کہ پانچ سو سال کی مسافت سے آتی ہے وہ نہ سونگھ سکے گا۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی پچیس (۲۵) بار کہے" اللھم اغفر للمومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات" تو خدا اس کے لیے تمام گذشتہ و آئندہ کے مومنین

کے جنات کے برابر عطا کرے گا اس کے ۔اہوں و مو کردے گا اور اس کا درجہ بلند کرے گا۔

۸- امام صادق(ع) نے رفماد یا کہ اپنی دعاوں میں اپنے پالیس (۴۰) مومن بھائیوں و یاد رکھو کہ خدا ان کے طفیل تمہاری دعاؤں و مستجاب فرمائے گا۔

۹- معاویہ بن عمار کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) کے سامنے ایک پیغمبر کا ذکر کیا اور اس پر درود بھیجا تو امام(ع) نے رفماد یا جب کسی پیغمبر کا ذکر کرو اور درود بھیجنا چاہو تو سب سے پہلے رسول خدا(ص) پر درود بھیجو پھر اس پیغمبر(ع) پر کہ جس کا ذکر ہو اور پھر تمام انبیاء(ع) پر۔

بی بی ام سلمہ(رض) اور جناب امیر(ع) کا ایک غلام

۱۰- امام صادق(ع) نے رفماد یا کہ میرے اجداد سے روایت ہے کہ ایک دن بی بی ام سلمہ(رض) و خبر ملی کہ جناب علی ابن ابی طالب(ع) کے غلاموں میں سے ایک غلام ان (علی(ع)) کے بارے میں ہرزہ گوئی کرتا ہے اور ان(ع) کی فضیلت گھٹا کر بیان کرتا ہے۔بی بی ام سلمہ(رض) نے اسے طلب کیا اور اس سے رفماد یا ''تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے میں تجھے رسول خدا(ص) کی ایک حدیث بیان کروں تاکہ تو وہ اختیار کر لے جو تیرے لیے بہتر ہو'' اس نے کہا بیان کریں بی بی(رض) نے رفماد یا ہم نو(۹) عورتیں جنابِ رسول خدا(ص) کی ازواج تھیں اور میرے لیے نواں دن مختص تھا ایک مرتبہ میرے لیے مختص ایک دن میں رسول خدا(ص) اس طرح میرے گھر تشریف لائے کہ جناب امیر(ع) ان کے ہمراہ تھے۔ اور ان کے ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ کے ساتھ پیوستہ تھے اور جناب رسول خدا(ص) کا دوسرا ہاتھ جنابِ امیر(ع) کے شانے پر تھا۔جناب رسول خدا(ص) نے مجھ سے ارشاد رفماد یا ''تم اس کمرے سے باہر چلی جاؤ اور ہمیں یہاں تنہا چھوڑ دو'' میں یہ سن کر کمرے سے باہر آگئی جنابِ رسول خدا(ص) اور جناب امیر(ع) آپس میں رازو نیاز میں مشغول ہوئے اور مجھے ان کی تمام باتیں سنائی دے رہی تھیں مگر سمجھ میں نہیں آرہی تھیں۔ یہاں تک کہ آدھا دن گزر گیا میں نے کمرے کے دروازے پر دستک دی اور کواڑ کے پیچھے سے آواز دی کہ یا رسول اللہ(ص) کیا میں اندر آجاؤں تو ارشاد ہوا'' نہیں'' میں نہیں'' مجھ پر یہ گراں گزرا

اور میں نے غور کیا مگر مجھے یہ خیال آیا کہ شاید کسی آیت کا نزول ہو رہا ہے کافی دیر گزرنے کے بعد میں نے پھر دق الباب کیا اور اندر جانے کی اجازت مانگی مگر رسول خدا(ص) نے دوبارہ منع کر دیا یہ مجھ پر پہلے سے زیادہ گراں گزرا پھر جب کافی دیر کے بعد میں نے تیسری دفعہ اندر جانے کی اجازت طلب کی تو رسول خدا(ص) نے فرمایا ہاں اے ام سلمہ(رض) اب تم اندر آجاؤ میں جب کمرے میں داخل ہوئی تو میں نے دیکھا کہ علی (ع) ان(ص) کے سامنے دوزانو بیٹھے ہوئے ہیں اور رسول خدا(ص) سے فرماتے ہیں کہ یا رسول اللہ(ص) جب ایسا معاملہ در پیش ہو جائے تو میں کیا کروں جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) میں تمہیں صبر کا حکم دیتا ہوں۔ پھر علی(ع) نے دوبارہ یہی دریافت کیا تو آپ(ص) نے فرمایا کہ صبر کرنا پھر علی(ع) نے تیسری دفعہ دریافت کیا تو آپ(ص) نے فرمایا جب نوبت یہاں تک پہنچ جائے تو تم اپنی تلوار نیام سے نکال لینا اور اپنی ردا دوش پر ڈال کر ان سے جنگ کرنا اور بالکل پرواہ مت کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آؤ اور تمہاری تلوار سے خون ٹپک رہا ہو۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے اپنا رخ میری طرف کیا اور فرمایا اے ام سلمہ(رض) تم کیوں پریشان ہو میں نے عرض کیا یا رسول خدا(ص) میں نے دو بار اندر آنے کی اجازت طلب کی مگر آپ(ص) نے منع کر دیا آپ(ص) نے فرمایا اے ام سلمہ خدا کی قسم میں نے تمہیں [illegible] کی وجہ سے واپس نہیں کیا میں تم میں اپنے لیے کوئی برائی نہیں دیکھتا بیشک تم خدا اور رسول کی طرف سے خیر پر ہو جب تم آئیں تو اس وقت جبرائیل (ع) تشریف فرما تھے اس وقت علی(ع) میرے بائیں طرف اور جبرائیل(ع) میرے دائیں طرف تھے جبرائیل(ع) ہمیں ان واقعات سے آگاہ کر رہے تھے جو میرے بعد پیش آئیں گے اور مجھے نصیحت کر رہے تھے کہ میں علی کو ان واقعات کے بارے میں وصیت کر دوں کہ ان فتنوں کی صورت میں علی(ع) کا رد عمل کیسا ہونا چاہیے۔

اے ام سلمہ(رض) سنو اور گواہ رہو کہ علی بن ابی طالب(ع) دنیا میں اور آخرت میں میرا وزیر ہے۔ ام سلمہ سنو اور گواہ رہو کہ علی(ع) بن ابی طالب(ع) دنیا میں میرا پرچم بردار ہے۔ اے ام سلمہ سنو اور گواہ رہو کہ علی(ع) بن ابی طالب(ع) میرا خلیفہ ہے اور میرے بعد میرے وعدے پر عمل کرنے والا اور میرے حوض کوثر سے منافقوں کو ہٹانے والا ہے۔ اے ام سلمہ(رض) سنو اور گواہ رہو کہ علی بن ابی طالب(ع) مسلمانوں کا

سردار۔ متقیوں کا امام۔ روشن چہروں کا اور ہاتھوں والوں کا ﷺ اور ۔ ناکثین مارقین و قاسطین کا قتل کرنے والا ہے۔ میں (ام سلمہ(رض)) نے کہا یا ر ول اللہ(ص) ناکثین ون یں آپ(ص) نے رفما یا یہ وہ یں کہ نہوں نے مدینہ میں بیعت کی اور بصرہ میں اسے توڑ دیا۔ پھر میں نے پوچھا کہ قاسطین ون یں تو آپ(ص) نے رفما یا م اویہ اور اس کے شامی ساتھی یں۔ پھر میں نے دریافت کیا کہ مارقین ون یں تو رفما یا نہروان والے۔ اس غلام نے کہا اے ام المو منین آپ نے میرے دل کی گرہ کھول دی۔ خدا آپ و وسعت دے میں آئندہ ایسا نہیں کروں گا اور ہرگز جناب امیر(ع) و برا نہیں کہوں گا۔

شیخ ثمالہ

۱۱- شیخ ثمالہ روایت کرتے یں کہ میری ملاقات بنی تمیم کی ایسی عورتوں سے ہوئی جو بوڑھی اور عجوز تھیں اور لوگوں سے احادیث بیان کرتی تھیں۔ ان میں سے ایک خاتون سے میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے مجھے علی(ع) کے فضائل کے بارے میں وئی ر بیان کریں اس خاتون نے ایک بزرگ مرد کی رف اشارہ کر کے کہا کہ ان بزرگ استاد کی موجودگی میں میں ر نہیں بیان کر سکتی ثمالہ کہتے یں میں نے دیکھا تو وہ بزرگ و رہے تھے میں نے ان خاتون سے دریافت کیا کہ یہ ون یں تو عورت نے بتایا کہ یہ ابوحمرا(رض) یں اور ر ول اللہ(ص) کے خادم یں اسی اثناء میں وہ بزرگ ہماری باتیں سن کر اٹھ بیٹھے میں کے ساتھ بیٹھ یا اور ان سے رض کیا، اللہ آپ پر رحمت کرے آپ نے علی(ع) کے بارے میں جناب ر ول خدا(ص) سے جو کچھ سنا ہے وہ مجھے بیان فرمائیں۔ خدا آپ سے خدا کے حضور اس کی باز پرس ہوگی۔

ابو حمرا(رض) نے کہا تم اس بندے کے پاس آئے ہو جو ایسے امور سے آگاہ ہے، میں نے جو کچھ علی(ع) کے بارے میں ر ول خدا(ص) سے سنا اور دیکھا ہے وہ یہ ہے کہ ایک دن جناب ر ول خدا(ص) نے مجھ سے رفما یا ، اے ابو حمرا جاؤ سو آدمی ربی، پچاس آدمی عجمی تیس آدمی قبطی اور بیس آدمی حبشی لے کر میرے پاس آؤ میں نے ان کے حکم کی تعمیل کی اور جب تعداد کے مطابق آدمی اکٹھے کر لیے تو آپ(ص) کی خدمت میں حاضر ہو یا۔ آپ(ص) نے رفما یا ربیوں و ایک صف میں کرو اور ان کے پیچھے

عجمیوں وَ پھر قبطیوں اورَ پھر حبشیوں و ان کے پیچھے کھ ا کردو۔ اس کے بعد آپ(ص) کھ ے ہوئے اور اس رح سے ٰ ۔دا کی حمد و سپائش بیان فرمایی کہَ پہلے کیَ ۔ ٰ سنی تیَ پھر رفماد یا اے گروہ رب و عٗجم ، قبط و حبش تےم نے ا یتےراف کیا ہے کہ نہیں کہ ٰ دا کے وا وئی م بود نہیں اور محمد(ص) اس کے بندے اور ر ول یں؟ انہوں نے کہا۔ ہےم نے اس بےات کا اقےرار و ا تراف کیا ہے ب۔ب ر ول ٰ دا(ص) نے اس بات کا ان سے تین دٰ اقرار رکوای پھر آپ(ص) نے تین مرتبہ رفماد یا اے ٰدا یا تےو گواہ رہنا پھر آپ(ص) نے تیسری بار رفماد یا تم ا تراف کرتے ہو کہ " لا اله الا الله ان محمد عبده ورسوله و ان علی بن ابی طالب امیرالمومنین وولی امرهم من بعدی" وہ کہنے لگےہاں ہم ا تراف کرتے یں آپ(ص) نے تین مرتبہ رفماد یا ٰدا یا گواہ رہنا پھر آپ(ص) نے علی(ع) سے رفماد یا اے علی(ع) باؤ اور یمیرے لیے قلم و کاغذ لے آؤ۔ علی(ع) ئے اور قلم ، دوات و کاغذ لے آئے۔ ر ول ٰ دا(ص) نے ارشاد رفماد یا اے علی(ع) لکھو " بسم الله الرحمن الرحیم" یہ اقرار نامہ رب وعٗجم اور قبط و حبش کے لوگوں کا ہے کہ یہ ا تراف کرتے یں کہ ٰ دا کے علاوہ وئی م بود نہیں اور محمد(ص) اس کا بندہ ر ول ہے اور علی(ع) امیرالمومنین اور یمیرے بعد ولی ا ت اور امام ہےَ پھر آپ(ص) نے اس نامہ پر مہر گائی اور ا سے علی(ع) کے حوالے رکدیا اور اس نامہ و اس کے بعد آج تک نہیں دیکھا یا۔ میں نے ابوحمرا(رض) سے کہا ٰ دا تم پر رحم کرے میرے لیے مزید کچھ بیان کرو ابو حمرا(رض) نے کہا۔ بروز رفہ ر ول ٰ دا(ص) باہر تشریف لائے کہ علی(ع) کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے تھے آپ(ص) نے رفماد یا اے گروہ خلائق بیشک آج کے دن ٰ دا تم پر باہات رکیتا ہے کہ اس نے تمہیں م اف کیاَ پھر آپ(ص) نے اپنا چہرہ بارک علی (ع) کی رف کیا اورفرمایا ۔ بالخصوص اس نے تمہیں م اف رفماد یا اے علی(ع) یمیرے نزدیک آؤ علی(ع) نزدیک ئے تو آپ(ص) نے فرمایا وہ بندہ س ادت کا حق رکیتا ہے جو تجھے دوست رکھے اور اطا ت کرے جب کہ وہ شخص شقی ہے جو تجھ سے دشمنی رکیتا ہے مگر تجھ سے دشمنی رکیتا ہے اے علی(ع) جس نے تجھ سے جنگ کی اس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اس نے ٰ دا سے جنگ کی اے علی(ع) جو وئی تجھے دشمن رکیتا ہے وہ مجھے دشمن رکیتا ہے اور جو مجھ دشمن رکیتا ہے اس نے ٰ دا سے دشمنی کی اور ٰ دا ایسے و جہنم میں پھینک دے گا۔

مجلس نمبر ۶۱

(۲۵ ربیع الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

۱۔ امام جعفر صادق(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے بی بی فاطمہ(س) سے فرمایا فاطمہ(س) بیشک تو جس سے ناراض ہے۔ خدا بھی اس سے ناراض ہے اور جس سے تو راضی ہےاس سے خدا بھی راضی ہے امام(ع) کے اس حدیث کے بیان کرنے کے بعد صندل ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے ہمراہ ایک جوان کی طرف اشارہ کر کے کہا یا ابو عبداللہ یہ جوان آپ(ع) کے قول بیان کرکے عجیب و غریب احادیث ہم سے بیان کرتا ہے آپ(ع) نے فرمایا کہ یہ بیان کرتا ہے اس نے کہا یہ کہتا ہے کہ خدا فاطمہ(س) کے غضب سے غضب کرتا ہے اور ان(س) کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔

امام(ع) نے فرمایا صندل تمہاری روایت کے مضمون میں یہ نہیں ہے کہ خدا بندہ مومن کے غضب کی وجہ سے غضب کرتا ہے ۔ اور اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے۔ صندل نے کہا کیوں نہیں یہ ایسا ہی ہے امام(ع) نے فرمایا نہیں یہ ایسا نہیں ہے اس لیے کہ تم منکر ہو کہ فاطمہ(س) مومنہ ہے اور جس سے وہ غضب کریں خدا اس پر غضب ہوتا ہے اور وہ جس سے راضی ہوں خدا اس سے راضی ہوتا ہے پھر آپ(ع) نے فرمایا خدا زیادہ بہتر ہے کہ وہ اپنی حکمت و رسالت سے عطا کرے۔

سعد بن معاذ(رض) کی وفات

۲۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جب جناب رسول خدا(ص) کو اطلاع دی گئی۔ کہ سعد بن معاذ(رض) وفات پاگئے ہیں تو آنحضرت(ص) اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے اور حکم دیا کہ وہ سعد کو غسل دیں۔ آنحضرت(ص) خود دروازے میں کھڑے ہوئے جب سعد(رض) کا جنازہ تیار ہو گیا اور ان کا تابوت اٹھایا گیا تو آنحضرت(ص) بنفس نفیس برہنہ پاء سعد کے جنازے میں شریک ہوئے اور ان کے تابوت کو کبھی دائیں طرف سے کندھا دیتے اور کبھی بائیں طرف سے یہاں تک کہ جنازہ قبر تک پہنچ گیا۔ آنحضرت(ص) نے سعد(رض) کی قبر کے اندر اتر کر قبر کو درست کیا پھر سعد(رض) کے جسم کو قبر میں اتارا گیا تو آنحضرت(ص)

نے۔ قبر پر مٹی دالی اور تمام رخنے اپنے ہاتھوں سے بھرے اور۔ قبر کے نشان و واضح کیا۔

پھر آنحضرت(ص) نے رفماہ یا میں جانتا ہوں کہ کھنگی اس میں سرایت کر جائے گی اور بوسیدگی اسے آلے گی۔ لیکن خدا بندے کے نیک اعمال و دوست رکھتا ہے اور محفوظ رکھتا ہے۔

جب رسول خدا(ص)۔ قبرستان سے واپس تشریف لائے تو سعد(رض) کی والدہ انہیں دیکھ کر کھڑی ہوئیں اور کہا اے سعد تمہیں بہشت مبارک ہو جناب رسول خدا(ص) نے رفماہ یا اے مادر سعد صبر کرو اور خدا سے رحم چاہو کیونکہ اس وقت سعد ونشارہ قبر ہو رہا ہے۔

اس کے بعد جناب رسول خدا(ص) اصحاب کے ہمراہ واپس رواں ہوئے اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ(ص) ہم نے دیکھا کہ آپ(ص) نے جو کچھ سعد کے ساتھ کیا وہ کسی صحابی کے ساتھ نہیں کیا آپ(ص) بے ردا اور برہنہ پا ان کے جنازے کے ساتھ گئے اور ان کی میت و دائیں بائیں سے کاندھا دیا آپ(ص) نے رفماہ یا میرے ہمراہ جبرائیل(ع) تھے اور میرے ہاتھوں میں وہ اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے پس جس طرف سے وہ اٹھاتے میں اس طرف سے اٹھاتا تھا اصحاب نے رفماہ یا آپ(ص) نے ان کے غسل کا حکم دیا پھر آپ(ص) نے ان پر نماز پڑھی انہیں اپنے ہاتھ سے قبر میں اتارا اور اس کے باوجود آپ(ص) نے رفماہ یا سعد فشارہ قبر میں گرفتار ہے آپ(ص) نے رفماہ یا ہاں کیونکہ وہ اپنے خاندان سے بد اخلاقی کرتا تھا۔

۳۔ رسول خدا(ص) نے ابو دردا(رض) سے رفماہ یا جس کسی کی صبح اسطرح ہو کہ وہ اس دن کے لیے اپنی خوراک اور آسودگی رکھتا ہو تو یہ اس کے لیے ایسے ہے کہ گویا اسے تمام دنیا مل گئی اے ابن خثم جو کچھ تیری بھوک و رفع کرے وہ اس دنیا سے تیرے لیے کافی ہے اگر تیرے پاس لباس اور گھر میسر ہو سکے تو بہتر ہے۔ اور اگر تیز رفتار گھوڑا رکھتے ہو تو یہ تمہارے لیے مبارک ہے ورنہ حساب و عذاب سے پہلے یہی روٹی اور پانی کا وزن ہے۔

۴۔ ہارون بن خارجہ کہتے ہیں کہ مجھ سے امام صادق(ع) نے رفماہ یا تمہارے گھر سے مسجد کوفہ کا کتنا فاصلہ ہے جب میں نے انہیں اس فاصلے سے آگاہ کیا تو امام(ع) نے رفماہ یا کوئی مقرب فرشتہ یا پیغمبر مرسل یا بندہ نیک ایسا نہیں ہے کہ جو کوفہ میں داخل ہوا ہو اور اس مسجد میں نماز نہ پڑھی

ہو۔ جناب ر ول ُدا(ص) و شب معراج اس مسجد پر سے گزارا یا اور فرشتے نے آنحضرت(ص) کے لیے اجازت طلب کی اور آپ(ص) نے اس میں دو رکعت نماز ادا کی اس مسجد میں نماز واجب کی ادائیگی ہزار نمازوں کے برابر اور پانچ و نافلہ نمازوں کے برابر درجہ رکھتی ہے اس مسجد بے سبب داخل ہونا اور چلنا بھی عبادت ہے۔

۵- ابو لیلی کہتے ہیں کہ کعب بن عجرہ نے مجھ سے کہا کیا تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں کچھ ہدیہ کروں میں نے کہا کیوں نہیں اس نے کہا ایک مرتبہ ر ول ُدا(ص) ہمارے درمیان تھے۔ میں نے ان سے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ہم جانتے ہیں کہ آپ(ص) پر درود کیسے بھیجا جائے مگر آپ(ع) ہمیں یہ بتائیں کہ آپ(ص) پر صلوات کیسے بھیجی جائے۔آپ(ص) نے رفمایا ''

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّدٍوَبَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍوَآلِ مُحَمَّدٍوَارْحَمْ مُحَمَّداًوَآلِ مُحَمَّدٍأَفْضَلَ مَاصَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَتَرَحَّمْتَ وَسَلَّمْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌمَجِيدٌ.''

۶- جناب ر ول ُدا(ص) نے رفمایا جو کوئی کسی پریشان حال اور پیوند لگے لباس پہنے ہوئے انسان پر احسان کرے تو ُدا اس کے اس احسان کو قبول کرے گا۔

۷- جناب علی بن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ میں نے جناب ر ول ُدا(ص) سے آیت'' هَلْ جَزاءُ الْإِحْسانِ إِلَّا الْإِحْسانُ '' (رحمٰن) کہ کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کوئی اور ہے'' کی تفسیر کے بارے میں سنا ۔ کہ کیا اس ُدا کی وحدانیت کے اقرار کا بدلہ بہشت کے علاوہ کچھ اور ہوسکتا ہے۔

۸- امام صادق(ع) نے رفمایا وہ شخص سزا وارتر ہے کہ جو کسی بخیل دولت مند سے کوئی آرزو رکھے اور سزا وارتر ہے وہ شخص کہ جو کسی عیب دار سے بہتری کی توقع رکھے جبکہ وہ اس کے حق میں یہی بہتری کرے گا کہ اس کے عیوب پر پردہ ڈالے پھر آپ(ع) نے رفمایا سزاوارتر ہے وہ شخص کہ جو کسی احمق سے ہمدردی کی توقع رکھے۔ لوگوں کو چاہئیے کہ ان سے دور رہیں کیونکہ بخیل یہ آرزو کرے گا کہ لوگ فقیر رہیں عیب دار یہ توقع کرے گا کہ لوگوں میں بھی عیب پیدا ہوں اور احمق بھی

دوسروں سے حماقت چاہے گا بخیل اپنی جائز ضرورتوں میں بھی فقر کا مظاہرہ کرے گا عیب دار عیب جوئی سے فساد پیدا کرے گا اور احمق حماقت کے سبب گناہوں میں اضافے کا باعث بنے گا۔

۹- جناب امیرالمومنین(ع) نے فرمایا نماز جمعہ میں شامل ہونے والوں کے تین طبقات ہیں اول وہ کہ جو تواضع اور خوشی دلی سے اس میں شامل ہوتے ہیں اور امام سے پہلے مسجد میں حاضر ہوجاتے ہیں ایسے لوگوں کے گناہوں کا کفارہ انکی یہ نماز جمعہ بن جاتی ہے۔ اور دوسرے جمعے تک اسے گناہوں سے نجات ملتی ہے جیسے کہ خدا ارشاد فرماتا ہے " جو کوئی ایک نیکی لائے گا اس کو اس کے مثل دس نیکیاں ملیں گی" (انعام، ۱۶۰)

دوئم وہ طبقہ ہے کہ جو تنگ دلی سے نماز جمعہ میں شمولیت اختیار کرتا ہے پتا ہم ایسے لوگوں کے اس جمعے کے سبب سے بھی ان کے گناہوں میں تخفیف کردی جاتی ہے۔

سوئم وہ طبقہ ہے جو کسی سنت کی پرواہ کیئے بغیر اس نماز جمعہ میں شرکت کرتا ہے تو یہ ایسا ہے کہ وہ پھر خدا کے رحم و کرم پر ہوتا ہے کہ چاہے تو اسے ثواب دے یا چاہے تو اسے محروم کردے۔

۱۰- جناب علی بن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) سے قرض خواں کی(قرض لےکر جسے لوٹانے سکنے کی استطاعت رکھتا) شکایت کی گئی تو آپ(ص) نے فرمایا کہو " اللھم اغننی بحلالک عن حرامک و بفضلک عمن سواک" آپ(ص) نے فرمایا جو کوئی یہ پڑھے گا تو خدا تعالی اس شخص کے ذمے جتنا بھی واجب الادا قرض ہوگا ادا کرے گا چاہے وہ صبیر کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔ اور وہ صبیر یمن کا سب سے بڑا پہاڑ ہے۔

۱۱- جناب علی ابن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ رسول خدا(ص) نے فرمایا میں حکمت کا شہر ہوں جو کہ بہشت ہے اور اے علی(ع) تم اس کا دروازہ ہو اور کوئی بندہ بہشت میں کیسے داخل ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ دروازے سے نہ داخل ہو۔

۱۲- عروہ بن زبیر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عمر کے سامنے جناب علی ابن ابی طالب(ع) کو برا کہا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے کہا کیا تم اس قبر کو پہچانتے ہو۔ یہ محمد(ص) بن عبداللہ بن عبدالمطلب(ع) ہیں اور جن کے بارے میں تم ہرزہ سرائی کی ہے وہ علی بن ابی طالب(ع)

بن عبدا لب(ع) یں۔ تم جز نیکی کے ان کے ت پکارو کہ ٰرا قبر میں تم پر آزار مسلط کرے گا۔

۱۳- امام صادق(ع) نے رفما یا بیدار ہوکر بستر سے اٹُنے کے بعد کسی شخص کے ساتھ تین عوامل کار فرما ہوتے یں اول فائدہ ند ہے اور اس کا نقصان نہیں ہے دوئم جو کہ نقصان دہ ہے اور بے فائدہ ہے اور وئم بے نقصان و بے فائدہ ہے۔

اول جو کہ فائدہ ند اور بے نقصان ہے وہ یہ ہے کہ انسان نیند سے بیدار ہو کر وضو کرے ٰاز پڑے اور ذکر ٰرا کرے۔

دوئم وہ کہ جو نقصان دہ اور بے فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ انسان بیدار ہونے کے بعد ٰاہوں میں مبتلا ہو ائے۔

وئم وہ کہ جو بے فائدہ و بے نقصان ہے وہ یہ ہے کہ انسان صبح کے وقت مٰ یک وتا رہے اور ٰ ں فائدہ لے سکےاور ٰ ں نقصان۔

۱۴- امام صادق(ع) نے رفما یا جو شخص یہ پاہتا ہے کہ ٰرا اس پر سکراتِ موت و آسان کردے ا سے پ ہیے کہ وہ لہ رحمی سے کام لے اور اپنے ماں باپ سے نیکی کرے ایسا شخص ٰنی کی تکلیف سے امان میں رہے گا اور زندگی میں پریشانی و نقر سے دوپار نہیں ہوگا۔

۱۵- علی بن میمون صاٰ کہتے یں کہ امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی پاہے کہ ٰرا اسے اپنی رحمت میں لے آئے اور اسے ہشت سے نوازے تو اسے پاہیے کہ وہ خوش خلقی اختیار کرے، اپنے بارے میں انصاف سے کام لے یتیم نوازی اور ضیف پروری سے کام لے اور ٰرا کے لیے اس کی راہ میں تواٰع ہو۔

۱۶- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے رفما یا جو شخص مسجد میں ائے اسے ان آٹھ میں سے ایک فائدہ پہنچے گا۔

اول : برادر دینی سے ملاقات۔ دوئم: نئے عوم کی معرفت ۔ وئم : آیات محم سے آگا ی۔ چہارم : رحمت جو اس کا انتظار کرتی ہے۔ پنجم : وہ سخن جو اسے لات سے جاتے۔ ششم : ہدایت کا ما یا دلیل۔

ہفتم : ترکِ گناہ خوف خدا سے۔ ہشتم : ترک گناہ شرم سے۔

دعا قنوت

۱۷- ابو جعفر امام باقر(ع) نے فرمایا کہ وتر میں پڑھی جانے والی قنوت جو نماز جمعہ میں پڑھی جانے والی قنوت کے مثل ہے تم دعائے قنوت میں پڑھو کہ اے اللہ تیرا نور تمام ہوا اور تونے ہدایت بخشی پس حمد صرف تیرے ہی لیے ہے۔ اے ہمارے پالنے والے تیرا حلم نہایت عظیم ہے کہ تونے ہمیں معاف فرمایا پس حمد صرف تیرے ہی لیے ہے کہ اے ہمارے رب تیرا چہرہ تمام چہروں سے زیادہ مکرم ہے تیری حجت تمام حجتوں سے بہتر اور تیرا عطیہ تمام عطیات سے افضل و برتر ہے اے ہمارے رب تیری اطاعت کی جاتی ہے تو تو مسرور ہوتا ہے جبکہ تیری نافرمانی کی صورت میں یہ صرف تیرے ہی اختیار میں ہوتا ہے کہ تو بخش دے تو ہی تو ہے جو مضطر و پریشان کی دعائیں قبول فرماتا ہے اور اسکی تکالیف دور فرماتا ہے اور بیمار کو شفا دیتا ہے ، پروردگار تیری نعمتوں کا شمار اور بدل نہیں سب کی نظریں تیری ہی طرف اٹھتی ہیں ہر قدم تیری طرف اٹھتا ہے۔ سب کی گردنیں اور ہاتھ تیری ہی طرف بلند ہوتے ہیں اور تیری مخلوق اپنے راز تجھ ہی سے بیان کرتی اور تجھ ہی سے سرگوشیاں کرتی ہے اے ہمارے رب ہمیں بخش دے ہم پر رحم فرما۔ ہمارے نبی(ص) لوگوں کے درمیان سے غائب ہیں ہم پر زمانے کی سختیاں ہیں، ہمارے درمیان فتنے ہیں، دشمن ہم پر غلبہ حاصل کررہے ہیں ہماری تعداد کم اور ہمارے دشمنوں کی زیادہ ہے اے ہمارے رب اپنی طاقت اور مدد سے ہمیں جلد فتحیاب فرما اور امام عادل(ع) کے ظہور کا حکم دے، اے اللہ، تمام عالمین کے رب ہماری اس مشکل کو حل کردے۔

پھر قنوت وتر کی اس دعا کے بعد ستر(۷۰) مرتبہ '' استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ'' کہو اور جہنم سے بہت زیادہ خدا کی پناہ طلب کرو پھر نماز کے سلام کے بعد '' سبحان ربی الملک القدوس العزیز الحکیم'' یعنی میرا رب جو مالک ہے وہ ہر عیب سے بری اور پاک و منزہ ہے وہ صاحب قوت و صاحب حکمت ہے'' پڑھو پھر تین مار کہو سب تعریفیں صبح کے رب کی ہیں

اور حمد صبح و شگافتہ کرنے والے کی ہے۔

۱۸- عبداللہ بن نضالہ کہتے ین کہ امام صادق(ع) نے رفلمہ یا کہ جب تمہارا بچہ تین سال کا ہو جائے تو اسے سات مرتبہ "لا الہ الا اللہ" سکھاؤ پھر اسے چھوڑ دو جب وہ تین سال سات ماہ اور بیس دن کا ہو جائے تو اس و سات مرتبہ "محمد رسول اللہ(ص)" کی تلقین کرو پھر چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ پورے پانچ سال کا ہو جائے تو اس سے پوچھا جائے کہ تیرا دائیاں ہاتھ اور بایاں ونسا ہے جب وہ اس کی پہچان کر لے تو اسے قبلہ رخ کر کے سجدہ کرایا جائے اور پھر چھوڑ دیا جائے جب اس کی عمر چھ سال ہو جائے تو اسے کہا جائے کہ وہ نماز پڑھے اور اسے رکوع و سجدہ کرنے کی تربیت کی جائے یہاں تک کہ سات سال کا ہو جائے تو اس سے کہا جائے کہ وہ اپنا منہ اور ہاتھ دھوئے یہ سکھا کر اسے چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ نو سال کا ہو جائے تو اسے وضو کی تعلیم دی جائے اگر وہ اس پر مزاحمت کرے تو اسے سکھانے کے لیے سختی کی جائے اور مارا جائے اور نماز کا حکم دیا جائے جب وہ وضو اور نماز سیکھے گا تو خدا اس کے ماں باپ کے تمام گناہ معاف فرمادے گا انشاء اللہ تعالی۔

مجلس نمبر ۶۲

(سلخ ربیع الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

۱- امام صادق(ع) نے فرمایا جو شخص کوئی عذر نہ ہو اور بغیر وجہ کے نماز مغرب میں تاخیر کرتا ہے یہاں تک کہ ستارے نمودار ہو جائیں تو خدا ایسے شخص سے میں بیزار ہوں۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا انار اور نیاز بو کی شاخ سے دانتوں میں خلال نہ کرو یہ مرض و تحریک دیتی ہے۔

وفات جناب زید(رح)

۳- حمزہ بن حمران کہتے ہیں کہ میں امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے دریافت کیا، حمزہ کہاں سے آرہے ہو میں نے عرض کیا کوفہ سے یہ سن کر آپ(ع) نے گریہ کیا یہاں تک کہ آپ(ع) کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) آپ(ع) اس قدر گریہ کیوں کررہے ہیں فرمایا مجھے میرے چچا زید(رح) کی یاد آگئی کہ ان کے ساتھ کیا کچھ کیا گیا میں نے عرض کیا، آپ(ع) نے ان کے متعلق کس چیز کو یاد کیا ہے، آپ(ع) نے فرمایا مجھے ان کا قتل کیا جانا یاد آیا کہ ان کی پیشانی میں تیر لگا اور ان کے فرزند یحیی آئے اور انہیں آغوش میں لے کر کہا بابا آپ کو خوشخبری ہو کہ رسول خدا(ص) علی (ع) فاطمہ(س)، حسن(ع) و حسین(ع) تشریف لائے ہیں پھر ایک لوہار کو بلایا گیا جس نے ان کی پیشانی سے تیر نکالا اور جناب زید خالق حقیقی سے جا ملے۔ انہیں رات کی تاریکی میں خفیہ طور پر دفن کر کے قبرِ مبارک کا نشان مٹانے کے لیے ان کی قبر پر پانی جاری رکھا گیا لیکن سندری نامی ایک غلام جو کہ بدنفس تھا یوسف بن عمر کے پاس گیا اور ان کے مدفن کی خبر اسے دی یوسف بن عمر نے جنابِ زید(رح) کا جسد مبارک باہر نکالا گیا اور سولی پر لٹکایا گیا جنابِ زید(رح) اسی طرح چار(۴) سال تک سولی پر رہے پھر حکم دیا گیا کہ ان کے جسد مبارک کو جلایا جائے اور ان کے جسم کی راکھ کو ہوا میں منتشر کر دیا جائے لہذا ایسا ہی کیا گیا۔ خدا انہیں اذیت دینے والے اور قتل کرنے والے پر لعنت

کرے اور میں خدا سے اس بارے میں شکوہ کرتا ہوں کہ جو کچھ ہمارے خاندان سے جناب رسول خدا(ص) کے بعد روا رکھا گیا۔ اور میں اسی سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔

دنیا کیا ہے

۴۔ جناب علی بن حسین(ع) فرماتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین(ع) ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ اور جنگ کے لیے ان کی صف بندی کررہے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا جس کی حالت سے ظاہر ہورہا تھا کہ وہ ایک لمبا سفر طے کر کے آیا ہے اس نے کہا یا امیرالمومنین(ع) میں ملک شام سے حاضر ہوا ہوں میں چونکہ ایک ضعیف آدمی ہوں اس لیے میں نے آپ(ع) کے بے شمار فضائل سنے ہیں جن کی میں اپنے ذہن میں تردید کرتا رہا ہوں لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ جو علم آپ(ع) کو خدا نے عطا کیا ہے اس سے متعلق مجھے مطلع کریں۔

جناب امیر(ع) نے فرمایا اے شیخ سن جو شخص اپنی زندگی کے ایام اعتدال میں گزارے وہ اس کے لیے رحمت ہیں اور جو کوئی اس دنیا کو اپنا سب کچھ جان لے وہ اپنی موت کے وقت سخت افسوس کرے گا جس کسی کا آنے والا کل گذرے ہوئے کل سے بدتر ہے وہ محروم ہے جو کوئی دنیا کے لالچ میں آخرت کا غم نہیں رکھتا وہ ہلاکت میں ہے جو کوئی قناعت پر شکر نہیں کرتا اس پر ہوس کا غلبہ ہے اور جو کوئی قانع ہے اس کی موت بہتر ہے یہ دنیا اپنے اہل کے لیے خرم و شیریں ہے۔ اسی طرح آخرت بھی اپنے اہل رکھتی ہے (اہل آخرت) اور اہل دنیا سے صرف نظر کرے گی، دنیا پر رشک نہ کرو اس کی خوشی پر خوش نہ ہو اور اس کی تنگی پر مغموم مت ہو اے شیخ جو شخص شب خون کی نگرانی کے لیے جنگ میں تعیین کیا جاتا ہے اس کی نیند بہت کم ہوتی ہے انسان کی زندگی میں شب و روز کتنی سرعت دکھاتے ہیں پس زبان بند رکھو اور اپنی گفتار محدود کر لو۔ اور جب بھی بولو بہتر بولو اے شیخ لوگوں کے لیے بھی وہی پسند کرو جو تم اپنے لیے پسند کرتے ہو اور لوگوں کے لیے وہی اختیار کرو جو تمہارے لیے اختیار کرتے ہیں۔

پھر جناب امیر(ع) نے اپنے اصحاب کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے لوگو کیا تم دیکھتے نہیں ہو

کہ ال دنیا کس رح صبح و شام اس دنیا کی ۱۰ ر دگرگون ہوئے پھرتے یں اور لا ت کا شکار یں اور کچھ وہ ۰ س یں جو عبادت کرتے اور عبادات میں مشغول یں اور ان پر بانی کی کیفیت طاری رہتی ہے انہیں اس دنیا سے وئی ا یر نہیں ہے، طالب دنیا اس دنیا کے پیچھے موت سے غال یں اور وہ اس کی پیروی کرتے یں۔

زبید بن صو ان عبدی نے رض کیا یا امیرالمو نین(ع) ونسا دن فتح ند ترین اور غالب ترین ہے آپ(ع) نے رفما یا ہوائے نفس کا دن پھر پوچھا ونسی خواری سب سے بڑھ کر ہے رفما یا دنیا کا لالچ پھر پوچھا ونسا نقر سخت تر ہے رفما یا ان کے بعد کفر پھ در یافت کیا ونسی وعت ز یادہ گمراہ کرنے والی ہے رفما یا کہ وہ دعوت نہیں ہے پھر پوچھا کہ ونسا مل بہترین ہے رفما یا تقوی پوچھا یا کہ ونسا مل کا یاب تر ہے آپ(ع) نے رفما یا اس کی طلب جو ۰را کے پاس ہے پھر پوچھا ونسا رفیق بدتر ہے رفما یا معصیت ۰را پھ در یافت کیا یا کہ ونسی خلق بدتر ہے رفما یا اس(۰را) کے دین و دنیا کے عوض بیچنے والے پھر پوچھا یا کہ ون سا بندہ فتح برترین ہے آپ(ع) نے ارشاد رفما یا د بارے پھر پوچھا کہ ونسا بندہ سب سے بخیل ہے آپ(ع) نے رفما یا وہ جو مالِ حرام و ہاتھ میں لائے اور اسے بال میں خرچ کرے پھر پوچھا کہ ونسا بندہ زیرک تر ہے آپ(ع) نے ارشاد رفما یا وہ بندہ جو راہ حق و بال میں سے چپانے اور اسے حق بانے پھر پوچھا کہ ونسا بندہ د بار تر ہے رفما یا وہ جو غ کرے پھر پوچھا یا کہ ونسا بندہ رائے دینے میں ثابت ترم ہے رفما یا جو خود فریبی میں مبتلا ہو جسے دنیا کی خود آرائی فریب میں مبتلا کر سکے۔ پوچھا یا کہ ونسا بندہ احمق تر ہے رفما یا وہ جو دنیا کے چہرے و دیکھے اور اس پر فریفتہ ہو بائے پھر پوچھا یا کہ ونسا ز یادہ قابل انسوس ہے آپ(ع) نے رفما یا وہ جو دنیا و آخرت سے محروم ہے اور اس کا نقصان ظاہر ہے پھر پوچھا کہ ونسا شخص نابینا تر ہے۔ آپ(ع) نے رفما یا وہ جو دکھاوے کا مل کرے اور ۰را سے ثواب کی توقع رکھے پھر پوچھا یا کہ ونسی قنا ت بہتر ہے آپ(ع) نے رفما یا جو کچھ ۰رانے عطا کیا ہے اس پر قانع ہو بائے پھ در یافت کیا یا کہ ونسی مصیبت سخت تر ہے رفما یا دین سے بیت (خوف) رکھنا پھر پوچھا یا کہ ونسا مل ۰را کے سامنے ز یادہ محبوب ہے۔ رفما یا انتظار فرج (حلال مقاربت کا انتظار) پھر پوچھا کہ ونسا بندہ ۰را

کے نزدیک بہتر ہے آپ(ع) نے فرمایا زیادہ ڈرنے والا، تقوی اختیار کرنے والا اور ان(لوگوں) میں سے زاہد تر۔ پھر دریافت ہوا کہ اس دنیا میں کونسی بات خدا کو پسند ہے آپ(ع) نے فرمایا اس کا کثرت سے ذکر اور اس کی بارگاہ میں آہ و زاری۔ پھر پوچھا کہ اس(خدا) کے ہاں کونسی گفتار سچی جانی جاتی ہے۔فرمایا یہ شہادت کہ اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔ پھر پوچھا کہ کونسا عمل خدا کے ہاں زیادہ بڑا ہے۔فرمایا تسلیم و ورع۔ پھر پوچھا کہ کونسا بندہ گرامی تر ہے فرمایا وہ کہ جو نیک عمل کے لیے زیادہ کوشش کرے۔ پھر جنابِ امیر(ع) نے اپنا رخ اس بوڑھے شخص کی طرف کیا اور فرمایا بیشک خدا نے خلق کو پیدا کیا کہ دنیا ان کی نظر میں تنگ ہے اور وہ اس دنیا اور اس کے مال سے روگرداں ہیں وہ دارالسلام کے مشتاق ہیں اور جان لو کہ خدا انہیں اس کی دعوت دے گا یہ وہ ہیں جو تنگی معاش اور ناداری پر صابر ہیں اور جو کچھ خدا کے پاس ان کے لیے ہے اسکے مشتاق ہیں اور راضی بہ رضا ہیں وہ شوق شہادت اور خدا سے ملاقات کا اشتیاق رکھتے ہیں اور اس پر خشنود ہیں اور جان لو کہ ایک دن موت سے ملاقات ہوگی اور انہوں نے آخرت کی خاطر دنیا کو چھوڑ دیا اور صرفِ قوت پر صبر کیا ہے اور زیادہ (آخرت کے اجر) کو سامنے رکھا اور راہ خدا کو عزیز جانا ہے یہ بندے چراغ ہدایت اور اہل بہشت ہیں۔

اس بوڑھے آدمی نے کہا یا امیرالمومنین(ع) میں بہشت کو آپ(ع) اور آپ(ع) کے اصحاب کے ہمراہ دیکھ رہا ہوں میں آپ(ع) کی صحبت اختیار کرتا ہوں اے امیرالمومنین(ع) آپ(ع) میری راہنمائی فرمائیں اور مجھے سلاح جنگ مہیا کریں کہ میں آپ(ع) کے دشمنوں سے جنگ کروں لہذا اس شخص کو سامان حرب مہیا کیا گیا وہ بوڑھا شخص دوران جنگ نہایت شجاعت سے شمشیر زنی کرتا ہوا دشمن کی صفوں میں آگے ہی آگے بڑھتا رہا اور اپنے گھوڑے پر سوار نہایت بے جگری سے لڑا اور آخر کار شہید ہو گیا اس کی جنگ دیکھ امیرالمومنین(ع) کو تعجب ہوا پھر جنگ میں شدت آگئی اور آپ(ع) کے اصحاب نہایت بے جگری سے قتال کرتے رہے آپ(ع) کے ایک صحابی نے اس بوڑھے کی لاش کو دریافت کیا اور اس حالت میں پایا کہ اس کا گھوڑا وہیں موجود تھا جبکہ اس کی شمشیر اس کے ہاتھ میں تھی جنگ کے اختتام کے بعد اس کا جنازہ جناب امیر(ع) کی خدمت میں لایا گیا امیرالمومنین(ع) نے اس کے لیے

رحمت طلب کی اور فرمایا خدا یہ شخص خوش بخت تھا کہ حق کے ساتھ اپنے بھائی کے لیے رحمت طلب کرتا تھا۔

۵- جناب جعفر بن محمد(ع) فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے سعد بن معاذ(رض) پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا کہ جبرائیل(ع) کے ہمراہ ستر ہزار فرشتے سعد(رض) کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اس لیے کہ یہ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے اور سواری کے دوران " قل ھو اللہ" پڑھا کرتا تھا۔

٦- امام صادق(ع) نے فرمایا کسی کے لیے یہ روا نہیں کہ وہ اپنی عورت کو زیور و زیبائش و آرائش اپنے گھر میں رکھے اسے چاہیے کہ عورت و زینت دے۔ بیشک اس کے گلے میں ایک گلو بند ہی کیوں نہ پہنائے اور چاہیے کہ اس کے ہاتھ پر مہندی لگائے خواہ وہ بوڑھی ہی کیوں نہ ہو۔

۷- امام باقر(ع) نے فرمایا روزِ محشر خدا جب بندوں کو اٹھائے گا تو ان کے سامنے ایام کو لائے گا اور لوگ ایام کو ان کے نام اور نشانیوں سے پہچانیں گے تمام دنوں میں مقدم اور اول جمعے کا دن ہے کہ وہ قابل احترام دلہن کی مانند ہے جمعے کا روز بندے کا گواہ و نگاہ دار ہے پس ان لوگوں کہ مومنین بہشت میں جمعہ کی وجہ سے سبقت لے جائیں گے۔

۸- امام باقر(ع) نے فرمایا خدا کسی مرد ایمانی کو دو دعائیہ کلمات کے صلے میں معاف فرما دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ ہے کہ۔" خدایا اگر تو مجھے عذاب دے تو میں اس کا اہل ہوں۔" خدایا مجھے معاف کردے کہ تو اس(معافی دینے) کا اہل ہے۔

۹- امام صادق(ع) نے فرمایا گناہ سے بڑھ کر کوئی چیز ایسی نہیں جو دل کو آلودہ کر سکے وہ دل کہ جو گناہوں سے آلودہ اور مغلوب ہو جاتا ہے۔ اسفل (دوزخ کا سب سے پست وذلیل طبقہ) کی طرف لے کر جاتا ہے۔

جنابِ رسول خدا(ص) اور ایک یہودی نوجوان

۱۰- امام باقر(ع) فرماتے ہیں کہ ایک یہودی نوجوان کا آنحضرت(ص) کے پاس آنا جانا تھا وہ آپ(ص) کے احکامات بجالانے کو باعث افتخار جانتا تھا آنحضرت(ص) کبھی کبھار کسی کام کی سپرداری اسے یاد کرتے تھے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ وہ جنابِ رسول خدا(ص) کے لیے کوئی خط لکھا کرتا تھا پھر ایک دفعہ ایسا ہوا کہ وہ آنحضرت(ص) کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا آنحضرت(ص) نے اپنے

اصحاب سے اس کی ۔ ابتدر۔ یافت کیا تو انہیں ایک صحابی نے ُ ع کیا کہ میں نے اسے الت موت میں گرفتار دیکھا ہے۔ جناب ر ول ۔ا(ص) نے اپنے اصحاب و جمع کیا اور اس کے گھر تشریف لے ئے آنحضرت(ص) یہ ۔اص بر ت رکتے تھے کہ۔ جس سے ن مخاب ہوں وہ آپ(ص)کی ۔ ات کا جواب دے آپ(ص) نے اس سے مخاب ہوکر کہا اے جوان تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا'' لبیک ۔ یا ابوالقاسم(ص)'' آپ(ص) نے رفمایا کہو '' لا الہ الا اللہ'' اور ۔میری رسالت کی گواہی دو اس جوان نے اپنے ۔ اپ کی رف دیکھا اور اموش رہا آپ(ص) نےدو۔ بارہ یہی کہا اس نے پھر اپنے باپ کی رف دیکھا اور اموش رہا اور آپ(ص) نے تیسری بار پھر اسے اسی کا حکم۔ یا مگر وہ پھر اپنے باپ کی وجہ سے اموش رہا اس مرتبہ اس کے باپ کے کہا اگر تم یہ۔ کہنا چاہتے ہو تو کہ دو اس جوان نے یہ سن کر کہا'' میں گواہی دیتا ہوں کہ ۔ا کے علاوہ وئی م بود نہیں اور محمد(ص) اللہ کے ر ول ہیں'' وہ جوان اس الت میں رحلت اختیار کر یا۔ جناب ر ول ۔ا(ص) نے اس کے باپ سے کہا تم کمرے سے باہر چلے جاؤ پھر آپ(ص) نے اپنے اصحاب و حکم۔ یا کہ اس و غسل و کفن دو اور ۔میرے پاس لے آؤتاکہ اس کی نماز جنازہ ادا کی اسکے بعد یہ کہ کر آپ(ص) باہر تشریف لے ئے۔ اور رفمایا اس ۔ا کی حمد ہے کہ اس نے اس کے نفس و آج ۔میرے وسیلے سے دوزخ سے نجات بخشی۔

١١- امام باقر(ع) نے رفمایا جو وئی مٹی کھاتا ہوگا تو اس سے اس کے بدن میں ارش پیدا ہوگی اور بواسیر کی شکایت میں مبتلا ہوگا درد اس کے بدن میں متحرک رہے گا اور اس کے پاؤں میں سے قوت کم ہو جائے گی اس کے ہر کام کرنے کی استطاعت میں کمی واقع ہوگی اور اس کے شب و روز تندرستی کی بجائے بیماری میں بسر ہوں گے۔

١٢- جناب ر ول ۔ا(ص) نے رفمایا چار چیزیں ایسی ہیں کہ کسی کے گھر میں ہوں گی تو رخنہ ڈالیں گی اور برکت و آبادی نہیں رہے گی اول ، خیانت، دوئم چوری، سوئم شراب خوری، اور چہارم زنا۔

١٣- سلیم بن ابی سعید روایت کرتے ہیں کہ بی بی فاطمہ(س) جناب ر ول ۔ا(ص) کی خدمت میں تشریف لائیں اور اپنا ضعف حال ان سے بیان رفمایا حضور(ص) نے ارشاد رفمایا اے فاطمہ(س) کیا تم جانتی ہو کہ علی(ع) ۔میرے لیے کیا مرتبہ رکھتے ہیں جب وہ بارہ سال کے تھے تو ۔میری نصرت کی خا ر کمر بستہ

ہوئے ولہ سال کے تھے تو انہوں نے تلوار اٹھائی۔ انیس سال کے تھے تو انہوں نے نامور پہلوانوں و قتل کیا۔ اکیس سال کے تھے تو در خیبر و اکھاڑا پھینکا جسے چالیس مرد بھی اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ یہ سن کر بی بی فاطمہ(س) کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اسی اثناء میں جناب علی(ع) تشریف لائے تو بی بی(س) نے ان سے فرمایا جو شرف آپ(ع) کو خدا نے بخشا ہے ہمارے لیے وہ باعث فضل و افتخار ہے۔

۱۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی میرے اہل بیت(ع) کی راہ میں ایک دینار خرچ کرے خدا روز قیامت اسے اس ایک درہم کے عوض اتنا اجر عطا کرے گا کہ جیسے اس نے ایک قنطار (۱۲۰۰ درھم) خدا کی راہ میں خرچ کیا ہو۔

۱۵- امام صادق(ع) نے فرمایا جو شخص اپنی واجب نماز میں تاخیر کرے اس تک روز قیامت میری شفاعت نہیں پہنچے گی۔

۱۶- امام باقر(ع) نے فرمایا جب بروز جمعہ عصر ادا کرو تو کہو رب یا محمد(ص) اور ان کے اوصیاء اور ان کی آل(ع) پر اپنی بہترین رحمت نازل فرما اپنی بہترین برکت ان(ع) و عطا فرما رب یا درود ہو ان پر ان کی ارواح اور ان کے اجسام پر۔ جو کوئی بعد عصر اسے پڑھے گا تو خدا اس پر اپنی رحمت و برکات نازل فرمائے گا اور اس کے حساب میں ایک لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اس کے ایک لاکھ گناہ ختم کردیئے جائیں گے۔ اس کی ایک لاکھ حاجات پوری کی جائیں گی اور اس بندے کے ایک لاکھ درجات بلند کیے جائیں گے۔

۱۷- سلیمان بن مہران کہتے ہیں کہ ایک دن میں امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ کچھ افراد وہاں موجود تھے امام(ع) نے ان سے فرمایا اے گروہ شیعہ ہمارے لیے زینت بنو۔ ہماری و اختیار کر کے ہمارے لیے باعث ننگ و عار نہ بنو لوگوں سے خوش گفتاری کرو اپنی زبان کی حفاظت کرو بری بات کہنے والے نہ بنو۔ اور کم گوئی اختیار کرو۔

۱۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا خوش بخت ہے وہ شخص جو میری زیارت کرے اور خوش قسمت ہے وہ بندہ کہ جو اسے دیکھے جس نے مجھے دیکھا ہو۔

مجلس مۂ بر۶۳

(۳ جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ)

آنحضرت(ص) کی وصیت

۱- جناب ر ول ۔دا(ص) نے جناب امیرالمو نین(ع) سے رفماہ یا اے علی(ع) میں جو کچھ تمہیں پاؤں اسے لکھ لو۔ جناب امیر(ع) نے رماہفیا ۔ یا ر ول اللہ(ص) مجھے خوف ہے کہ کہیں اس تحریر و میں بھول نہ جاؤں جناب ر ول ۔دا(ص) نے رفماہ یا اے علی (ع) تم بھول جانے کا خیال دل میں ت لاؤ اگر ایسا ہوا تو ۔داوند کریم تمہیں ا۔ ہ عطا کرے گا اور یہ۔ تمہیں بھولے گی مگر میں چاہتا ہوں کہ اسے ضبط تحریر میں ملایا جائے تاکہ تیرے کام و حا۔ام دینے والے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ جناب امیر(ع) نے رماہ یافت کیا کہ میرے کار کے حا۔ام دینے والے ون یں۔ ارشاد ہوا وہ تیرے فرزند اور امام(ع) یں میری ا ت ان سے پیاس بجھائے گی ان کی دعائیں مستجاب ہوں گی ۔دا ان سے بلائیں دور ہٹائے گا ان کے وسیلے سے آسمان سے رحمت کا نزول ہوگا۔ پھر جنابِ ر ول ۔دا(ص) نے امام حسن(ع) کی رف اشارہ کر کے رفماہ یا یہ تمہاری آل(ع) میں سے پہلے امام یں پھر جناب امام حسین(ع) کی رف اشارہ کر کے رفماہ یا بقیہ امام اس کی اولاد سے یں۔

۲- امام صادق(ع) فرماتے یں کہ ۔دا نے جناب ر ول ۔دا(ص) کی رحلت سے پیشتر ں ان کے لیے وصیت کا اجرارفما دہ یا تھا اور اسے نازل رکہ یا تھا۔

کہ "اے محمد(ص)۔ تیرے بعد تیرا جانشین تیرے ۔اندان کا نجیب ترین فرد ہے۔ یہ تمہارے لیے وصیت نامہ ہے۔"

جناب ر ول ۔دا(ص) نے جبرائیل(ع) سے پوچھا میرے ۔اندان سے نجیب ترین ون ہے۔ جبرائیل(ع) نے کہا علی بن ابی طالب(ع) ، اس خط و ونے کی سیل سے سر بمہر کیا یا تھا۔ جناب ر ول ۔دا(ص) نے یہ خط جناب امیر(ع) کے حوالے رکہ یا اور رفماہ یا میرے اوصیاء(ع) وکہنا کہ وہ اس کی مہر کھول کر اس خط و دیکھیں

اور جو کچھ اس میں تحریر ہو اس پر عمل کریں۔

پھر بعد از رحلت جناب رسول خدا(ص) ، جناب امیر(ع) نے اس خط کو کھولا اور اس میں درج ہدایت پر عمل کیا۔

پھر بعد از جناب امیر(ع)، امام حسن(ع) نے اس خط کو کھول کر دیکھا اور اس میں مندرج ہدایت پر عمل کیا۔

پھر بعد از جناب امام حسن(ع) جناب امام حسین(ع) بن علی(ع) نے اس خط کو کھول کر پڑھا اس میں مندرج تھا کہ اپنی اور اپنے خاندان و اصحاب کی جانیں خدا کے ہاتھ فروخت کرو اور شہادت حاصل کرو لہذا آپ(ع) نے اسی طرح ان ہدایت پر عمل کیا۔

پھر وہ خط جناب علی بن حسین(ع) نے کھولا تو اس میں مندرج تھا کہ خاموش رہو، گوشہ نشینی اختیار کرو اور اپنی موت تک عبادت خدا مشغول رہو۔ آپ(ع) نے ان ہدایت پر عمل کیا۔

پھر بعد از جناب زین العابدین(ع) وہ خط جناب محمد بن علی(ع) نے کھولا تو اس میں پایا کہ لوگوں کو تعلیم دو ان سے حدیث بیان کرو فتاوی کا اجرا کرو اور خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ علوم اہل بیت(ع) کا اجرا کرو خدا نے تم پر کسی کو مسلط نہیں کیا۔

پھر انہوں نے وہ خط میرے حوالے کر دیا اور جب میں نے اسے کھولا تو اس میں پایا کہ اپنے والد کے کلام کی تصدیق کرو خدا کے علاوہ کسی سے مت درو کہ تم اس کی حفاظت و امان میں ہو اور میں نے ایسا ہی کیا ہے میں نے وہ خط موسی بن جعفر(ع) کو دیا ہے کہ وہ اسی طرح دوسرے اماموں (ع) تک منتقل ہوتا رہے گا تا قیام مہدی(عج)۔

۳- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) کا ارشاد گرامی ہے، میں پیغمبروں کا سردار ہوں اور میرے اوصیاء تمام اوصیاء کے سردار ہیں آدم(ع) نے خدا سے درخواست کی کہ انہیں ایک وصی عنایت کیا جائے تو خداوند نے انہیں وحی کی کہ میں نے پیغمبروں کو نبوت سے سرفراز کیا اور خلق کو برگزیدہ کیا اور میں انہیں (پیغمبروں کو) بہترین وصی عطا کروں گا۔ پھر خدا نے آدم(ع) کو وحی کی کہ وہ شیث(ع) کو اپنا وصی بنائیں۔ آدم(ع) ہبت اللہ ہیں۔ پھر شیث (ع) نے اپنے فرزند شبان(ع) کو جو کہ نزلہ نامی

حوریہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے جو بہشت سے اس لیے بھیجی گئی تھی کہ آدم(ع) اس سے اپنے فرزند کی تزویج کریں۔) وصیت وصی مقرر دیا۔ پھر شبان(ع) نے محلث(ع) و وصیت کی اور وصیت عطا کی۔ پھر محلث(ع) نے موق(ع) و پھر موق(ع) نے میثا(ع) و اور پھر میثا(ع) نے اخنوخ(ع) و اپنا وصی مقرر دیا۔ اخنوخ(ع) (جوکہ ادریس(ع) نبی ہیں) نے اپنا وصی ناخور(ع) بنایا۔ ناخور(ع) نے اپنا وصی نوح(ع) و نوح(ع) نے سام(ع) و سام(ع) نے عثامہ(ع) و عثامہ(ع) نے برعیثاشا(ع) و پھر برعیثاشا(ع) نے یافت(ع) و پھر یافث(ع) نے برہ(ع) و پھر برہ(ع) نے جفیسہ(ع) و اور جفیسہ(ع) نے عمران(ع) و اپنا وصی بنایا۔ پھر عمران(ع) نے ابراہیم خلیل اللہ(ع) و انہوں نے اسماعیل(ع) و پھر اسماعیل(ع) اسحاق و پھر اسحاق نے یعقوب(ع) و اور یعقوب(ع) نے یوسف(ع) و اپنا وصی مقرر کیا۔ پھر یوسف(ع) نے بثریا(ع) و پھر بثریا(ع) نے شعیب(ع) و پھر شعیب(ع) نے موسی بن عمران(ع) و اپنا وصی بنایا۔ پھر موسی بن عمران(ع) نے یوشع بن نون(ع) و یوشع بن نون(ع) نے داؤد(ع) و پھر داؤد(ع) نے سلیمان و اور سلیمان(ع) نے آصف بن برخیا(ع) و آصف بن برخیا(ع) نے زکریا(ع) اور زکریا(ع) نے عیسی بن مریم(ع) و اپنا وصی بنایا۔ پھر عیسی بن مریم(ع) نے شمعون(ع) و پھر شمعون(ع) بن صفا(ع) نے یحیی بن زکریا(ع) و پھر زکریا(ع) نے منذر(ع) و اپنا وصی بنایا۔ منذر(ع) سے یہ سلسلہ سلیمہ(ع) تک پہنچا پھر سلیمہ(ع) سے یہ وصیت بردہ(ع) و پہنچی پھر بردہ(ع) نے یہ وصیت مجھ تک پہنچا دی اے علی(ع) اب یہ وصیت میں تجھے سونپتا ہوں۔ اے علی(ع) یہ وصیت تم اپنے وصی و سونپنا کہ وہ اپنے بعد کیلئے بعد دیگرے آنے والے اوصیاء و سونپے گا یہ سلسلہ تمہارے بعد بہترین اہل زمین تک پہنچے گا یہاں تک آخری امام(ع) اس سے سرفراز ہوں گے اے علی(ع) لوگ تمہارے بارے میں شدید اختلاف رکھیں گے جو شخص میری بات میں سے تمہارے وصی ہونے کے اعتقاد پر قائم رہے گا وہ ایسا ہوگا کہ وہ میرے ہمراہ رہے۔ اور کافروں کی اقامت گاہ آگ ہے۔

۴- ابو بصیر کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ جناب یوسف(ع) تاریک کنوئیں میں کیا دعا فرمایا کرتے تھے۔ کیونکہ ہم اس بارے میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔

امام نے جواب دیا کہ جب جناب یوسف(ع) و تاریک کنوئیں میں پھینک دیا گیا۔ اور وہ زندگی کی امید ختم کر بیٹھے تو انہوں نے یہ دعا مانگی۔ اے رب اگر میرے گناہوں اور خطاؤں نے تیرے نزدیک میرا چہرہ ذلیل رکھا ہے اور اگر میری آواز تیرے نزدیک نہیں جاتی اور تو میری کسی دعا و

استجابت عطا نہیں کرتا تو میں تجھے جنابِ یعقوب(ع) کے حق کا واسہ ، دے کر طلب کرتا ہوں کہ تو ان کے ضعف پر رحم کر اور مجھے ان سے ملادے کیونکہ تو جانتا ہے کہ وہ مجھے کتنا چاہتے ہیں اور میری جدائی میں کتنے مغموم ہیں۔

یہاں تک فرما کر امام صادق(ع) نے گریہ فرمایا اور کہا اے اللہ یا میری یہی طلب ہے کہ اگر میرے گناہوں اور خطاؤں نے مجھے تیرے سامنے بے آبرو کیا ہے اور اگر تو میری خیر کے لیے کوئی فرمان جاری نہیں فرماتا کہ تیری ناراضگی سے عظیم کچھ نہیں ہے تو میں خواہش رکھتا ہوں کہ تو مجھ پر پیغمبر(ص) کے حق کے واسطے رحمت نازل فرما۔ یا اللہ ، یا اللہ ، امام (ع) نے فرمایا اس کا کثرت سے ورد کیا کرو کہ میں ہر بلا اور سختی میں اس دعا کو کثرت سے پڑھتا ہوں۔

۵- حبیب بن ابی ثابت بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا(ص) جب اپنے چچا ابو طالب(ع) کے جنازے میں تشریف لائے تو فرمایا اے چچا آپ(ع) میری یتیمی میں میرے پرستار تھے۔ آپ(ع) نے بچپن میں میری پرورش فرمائی اور جوانی میں میری مدد کی۔ خدا آپ(ع) کو میری طرف سے جزائے خیر دے پھر آپ(ص) نے علی (ع) کو حکم دیا کہ وہ اپنے والد(ع) کو غسل دیں۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا چار اشخاص بہشت میں نہ جاسکیں گے کاہن، منافق، دائم الخمر(شرابی) اور بہت زیادہ سخن چینی کرنے والا۔

۷- عبداللہ بن عمر نے دو آدمیوں کو دیکھا کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے کہ ان میں سے کس نے عمار کو قتل کیا ہے اور کون دوزخ میں جائے گا پھر وہ کہنے لگے کہ ہم نے سنا تھا کہ رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ عمار(رض) کا قاتل جہنمی ہے جب یہ خبر معاویہ تک پہنچی تو اس نے کہا کہ ہم نے عمار(رض) کو قتل نہیں کیا گو کہ میں نے عمار (رض) کو یہاں بھیجا تھا۔

جناب شیخ صدوق(رح) فرماتے ہیں کہ اس بناء پر یہ لازم ہے کہ صرف قاتل کو ہی قاتل کہا جائے کیونکہ جناب حمزہ(رح) کو جناب رسول خدا(ص) ہی اپنے ساتھ میں لے کر گئے تھے اس واسطے جناب حمزہ(رض) کے قتل کی ذمہ داری معاذ اللہ جناب رسول خدا(ص) پر عائد نہیں ہوتی۔ (یہ بات علیحدہ کہ کس کے حکم پر جناب عمار(رض) کو قتل کیا گیا)

۸- بلال بن عیسی(ع) کہتے یں کہ جب ار ۔ یاسر(رض) قتل کردیۓ ۓ تو لوگ ازیفہ کے پاس ۓ اور کہنے لگے اے ابو عبداللہ ، ار ۔ یاسر(رض) و قتل رکد ۔یا یا ہے اور لوگ ان کے قتل کے بارے میں اختلاف رکھتے یں۔ آپ کا اس ۔ارے میں کیا خیال ہے۔ ازیفہ نے کہا تم لوگ میرے پاس ا ن آئے ہو مجھے پہلے بٹھاؤ پھر میں تمہیں بتاتا ہوں۔ لہذا لوگوں نے انہیں سہارا دے کر بٹھایا تو ازیفہ(رح) نے کہا میں نے جناب ر ول ۔را(ص) و کہتے ہوئے سنا کہ ابو یقظان (ار ۔ یاسر(رض)) فطرت ا لام پر ہے اور اسے (ا لام و) ہرگز نہ چھوڑے گا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔ جناب ر ول ۔را(ص) نے اس بات و تین مرتبہ دہرایا۔

۹- ام المو منین عائشہ روایت کرتی یں کہ جناب ر ول ۔را(ص) نے فرمایا کہ ۔را کے لیے دو کام در پیش ہوں تو ار(رح) سخت ترین کام و انتخاب کرتے یں۔

لیلۃ الہریر سے پہلے جناب ا یر(ع) کا خ بہ

۱۰ - امام محمد ۔ باقر(ع) نے فرمایا کہ جناب علی ابن ابی طالب(ع) نے بروز ج ۔ لیلہ الہریر سے پہلے ج صفین میں یہ خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ(ع) نے فرمایا میں ۔را کا شکر ادا کرتا ہوں اس کی کثیر نعمتوں پر جو اس نے اپنی تم ام نیک و بد مخلوق و عطا کیں۔ خواہ وہ اس کے حجج ہوں جو اس کی مخلوق کے لیے بھیجے ۓ یا وہ ۔نہوں نے اس کی اطا ت کی اور اس پر جنہوں نے اس کی ۔افرمانی و اور اس نے ان و اپنے فضل و کرم سے م اف فرما دیا۔ اور ان پر کہ ۔نہیں اس نے اپنے د ۔ یا ۔ ۔اوجود ان کے ۔اہوں پر آرام کرنے کے ۔را اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ میں اس کی حمد کرتا ہوں کہ وہ بلاؤں و آسان۔ نعمتوں وظاہر۔ اور تم ارے امر دین میں استعانت کرتا ہے۔ میں اس پر ا ان لاتا ہوں اور اس پر تو ل ہوں جس کے لیے وہ کافی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ م بود جز ۔را کے وئی نہیں ہے وہ ایک ہے اور اس کا وئی شریک نہیں ہے۔ اور یہ کہ محمد(ص) اس کے بندے اور ر ول(ص) یں ۔نہیں اس نے ہدایت کے لیے بھیجا اور ان کے دین سے راضی ہوں ان کی تبلیغ رسالت کی وجہ سے انہیں اور ان کے ال بیت(ع) و تم ام بندوں پر برگزیدہ کیا اور اپنی تم ام مخلوق پر انہیں حجت قرار

دیا وہ رؤف و رحیم ہے کہ اس نے انہیں اپنا علم عطا کیا اور حسب و نسب میں انہیں تمام مخلوق سے افضل قرار دیا اور رکھا اور اس نے ان میں تمام خوبیوں کو یکجا کردیا اور انہیں انفرادی طور پر شجاعت و علم سے نوازا۔ وہ اپنی ذات سے ایسی محبت کرتے تھے کہ انہیں اس نے اضداد سے بری کردیا۔ (جیسا کہ حدیث میں ہے کہ میں اور علی(ع) اس امت کے دو باپ ہیں) اور اس ارادے سے کفار اور مسلمان دونوں کو مامون کیا انہوں نے خدا کی اطاعت کی خاطر مصائب پر صبر کیا۔ انہوں نے راہ خدا میں جہاد کیا اور جو جہاد کا حق تھا وہ انہوں نے پورا کیا انہوں نے خدا کی اتنی عبادت کی کہ یقین کامل حاصل کرلیا اور اہل زمین کے تمام نیک و بد کی عظیم ترین مصیبتوں کو دفع کردیا۔ پھر انہوں نے تم میں خدا کی کتاب چھوڑی اور تمہیں اطاعت خدا اور گناہوں سے بچنے کا حکم دیا تم سے جناب رسول خدا(ص) نے عہد لیا تاکہ تم کبھی اس سے روگردانی نہ کرو۔

پھر جناب امیر(ع) نے فرمایا تمہارا دشمن تمہارے لیے گڑھا کھود رہا ہے تم جانتے ہو کہ ان کا رئیس کون ہے جو انہیں باطل کی طرف دعوت دے رہا ہے تمہارے پیغمبر(ص) کا ابن عم تمہارے درمیان موجود ہے جو تمہیں اپنے نبی(ص) کی سنت اور حق پر عمل کرنے کی دعوت دے رہا ہے وہ میں ہوں جو سابقون الاولون میں سے ہوں اور سوائے رسول اللہ(ص) کے کوئی اس امر میں مجھ پر سبقت نہیں لے جاسکتا پس میرے برابر کوئی نہیں ہوسکتا خدا کی قسم تم میں اہل بدر میں سے ہوں خدا کی قسم تم لوگ حق پر ہو اور یہ قوم(مخالف) باطل پر ہیں، یہ سب جائز ہے کہ وہ باطل پر مجتمع ہوں اور تم حق سے پراگندہ ہو۔ ان سے جنگ کرو تاکہ تمہارے ہاتھوں ان پر خدا کا عذاب نازل ہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو خدا تمہارے اغیار کے ہاتھوں انہیں عذاب دے گا۔ آپ(ع) کے اصحاب نے آپ(ع) کا جواب اطاعت میں دیا اور کہنے لگے اے امیرالمومنین(ع) ہم ہر حالت میں ان پر پیش قدمی کریں گے اور خدا کی قسم ہم آپ(ع) کے سوا کسی دوسرے کو نہیں چاہتے ہمارا چارہ کار آپ(ع) ہی کے ساتھ ہے۔ جناب امیر(ع) نے ان کے جواب میں کہا اس کے حق کی قسم کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے، رسول خدا(ص) نے مجھے دیکھا ہے کہ میں نے کس طرح ان کی موجودگی میں شمشیر زنی کی ہے، پھر جناب امیر(ع) نے وہ منقبت دہرائی کہ "کوئی شمشیر ذوالفقار کی مانند اور کوئی جوان مرد علی(ع) کی مانند نہیں ہے" پھر آپ(ع) نے جناب

ر ول ·را(ص) کی ر۔ کہ " اے علی(ع) تمہاری نسبت مجھ سے و ں ہے جو موسیٰ(ع) کی ہارون(ع) سے تھی جز اس کے کہ میرے بعد وئی پیغمبر نہیں ہوگا اے علی(ع)۔ تیرا جینا مرنا میرے ں ساتھ ہے" بیان فرمائی۔

پھر جناب امیر(ع) نے فرمایا ·را کی قسم میں جھوٹ نہیں کہتا اور مجھ سے جھوٹ نہیں کہا یا میں گمراہی اختیار نہیں کرتا اور گمراہ نہیں ہوں اور جس کی مجھے وصیت ہوئی ہے اس چیز و میں فراموش نہیں کرتا میں اس دلیل روشن پر ہوں جو میرے پروردگار نے میرے پیغمبر(ص) کے لیے بیان فرمائی ہے اور جو جنابِ ر ول ·را(ص) نے مجھے بیان کی ہے میں راہ روشن ہوں کہ اسے ترم بہ ترم چلتا ہوں۔

پھر جناب امیر(ع) نے د شن کی رف پیش ترمی کی اور طلوع آفتاب کے وقت جنگ کا آغاز کیا یہاں تک کہ رات ہوگئی اس دن ان لوگوں کی نماز وہ تکبیر ں تھی وہ جو با ل پر حملے کرتے وقت بلند کررہے تھے جناب امیر(ع) نے اس روز (۵۰۶) پانچ سو چھ آدمیوں و قتل کیا اور صبح اہل شام جناب امیر(ع) سے کہنے لگے کہ جو ہم میں سے باقی ہیں ان پر رحم کریں پھر اس کے بعد نیزوں پر قرآن بلند کیے گئے(رجوع کریں جنگ صفین اور واقعہ تحکیم ۔ محقق)

۱۱۔ ابن عباس(رض) روایت کرتے ہیں کہ جناب ر ول ·را(ص) و خبر ملی کہ بعض اہل قریش اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ علی امیرالمومنین(ع) ہیں۔ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور ارشاد فرمایا اے لوگو! بیشک ·را نے مجھے تم پر ر ول(ص) بنا کر بھیجا ہے۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں علی(ع) و تم پر امیر مقرر کروں۔ اے لوگو! جس کا میں نبی ہوں، علی(ع) ہی اس کے امیر ہیں ·را نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں علی(ع) کی ولایت کے ذریعے آزماؤں۔ میں اپنے ·را کا حکم سنتا ہوں اور اس کے دستور پر عمل کرتا ہوں اس نے تم میں سے کسی و امیر مقرر نہیں کیا ہے ۔ نہ ہی میری زندگی میں اور نہ ہی میرے بعد یہ صرف علی(ع) ہی ہیں جنہیں تم پر امیر مقرر کیا گیا ہے اور امیرالمومنین(ع) کا لقب عطا کیا گیا ہے اور ان سے پہلے یہ لقب کسی اور و عطا نہیں کیا گیا۔ جو کچھ علی(ع) کے بارے میں مجھے حکم دیا گیا ہے وہ میں تم تک پہنچا رہا ہوں۔ جس نے اس حکم کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے ·را کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے ·را کی نافرمانی کی۔

اور ایسا نافرمانی خدا کے سامنے کوئی عذر نہیں رکھتا ۔ اور ایسے شخص کا انجام ویسا ہی ہے جیسا کہ وہ ابھی کتاب میں بیان کرتا ہے کہ " جو کوئی خدا اور اس کے رسول(ص) کے حکم کی نافرمانی کرے گا اور اسکی حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ اس کو ہمیشہ کے لیے جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔ " (نساء، ۱۴)

۱۲۔ ضحاک بن مزاحم کہتے ہیں کہ علی بن ابی طالب(ع) کی وفات کے بعد جب انکا ذکر ابن عباس(رض) کے سامنے ہوا تو ابن عباس(رض) کے سامنے ہوا تو ابن عباس(رض) نے کہا افسوس کہ ابوالحسن(ع) دنیا سے چلے گئے، خدا کی قسم نہ تو ان میں کسی قسم کا تغیر و تبدل پیدا ہوا اور نہ ہی انہوں نے حکم خدا سے کبھی تجاوز کیا۔ نہ ہی ان کی حیثیت میں کسی قسم کی تبدیلی آئی اور نہ ہی انہوں نے کوئی مال و متاع جمع کیا۔ انہوں نے حق کے علاوہ کسی شے کو تسلیم نہیں کیا۔ اور نہ ہی خدا کے خلاف کچھ غور کیا۔ خدا کی قسم دنیا آپ(ع) کے سامنے جوتے کے تسمے سے بھی حقیر تھی۔ وہ جنگ میں صاحب شمشیر اور مجلس میں دریائے حکمت تھے۔ افسوس کہ ایسی بلند درجہ حکمت ہم سے رخصت ہوگئی۔

۱۳۔ حسن بن یحیی دہان کہتے ہیں کہ قاضی بغداد جس کا نام سماعہ تھا کے پاس بغداد کا ایک بزرگ شخص آیا اور اس سے کہنے لگا۔ خدا قاضی کو جزائے خیر دے۔ میں گزشتہ سال حج پر گیا۔ اور واپسی پر مسجد کوفہ میں رکا تاکہ اس میں نماز ادا کروں۔ مسجد کوفہ میں میں نے دیکھا کہ ایک اعرابی عرب عورت اپنے بال اپنے چہرے پر ڈالے ہوئے ہے اور کہتی ہے کہ جو آسمان و زمین اور دنیا و آخرت میں مشہور معروف ہے ظالمین اس کے نور کو بجھانے کی کوشش میں مصروف ہیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس کے کام کو مٹا دیں، مشرکین کو یہ گوارا نہیں ہے کہ اس کے نام کو بلندی ملے اور اس کے نور و تابندگی ملے میں نے اس عورت سے پوچھا کہ وہ کس کے بارے میں یہ کہہ رہی ہے اور اس طرح تعریف کررہی ہے اس عورت نے کہا کہ یہ وہی ہیں جو امیرالمومنین(ع) ہیں میں نے اسے کہا کہ کونسے امیرالمومنین(ع) تو اس نے کہا وہی امیرالمومنین(ع) جو علی(ع) بن ابی طالب(ع) ہیں اور ان کی ولایت کا انکار کسی بھی طرح روا نہیں ۔ اس بزرگ نے بیان کیا کہ میرا دھیان کسی وجہ سے دوسری طرف ہوا اور جب میں نے دوبارہ ادھر دیکھا تو کسی کو موجود نہ پایا۔

مجلس نمبر ۶۴

(۷ جمادی الاول سنہ ۳۶۸ھ)

معرفت خدا

۱- امام رضا(ع) نے قول خدا کہ " چہرے اس دن خرم ہوں گے اور اپنے پروردگار کی طرف سے نگران ہیں۔" (قیامت ۲۲،۲۳) کی تفسیر کے سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ اعمال صالح انجام دینے والے اس دن شاداب ہوں گے اور اپنے پروردگار سے ثواب کے منتظر ہوں گے۔

۲- امام رضا(ع) نے تفسیر قول خدا کہ " آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ تمام آنکھوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے" (انعام، ۱۰۳) کے سلسلے میں ارشاد فرمایا کہ " ہم اس کو درک نہیں کرسکتے اپنی آنکھوں سے مگر دل کے ساتھ۔"

۳- اسماعیل بن فضل کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ کیا روزِ قیامت خدا کو دیکھا جائیگا یا نہیں تو امام(ع) نے ارشاد فرمایا اے ابن فضل وہ دیکھنے میں نہیں آسکتا (یعنی نظریں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں) وہ اس بات سے منزہ اور برتر ہے، اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ دیکھنے میں نہیں آتا بجز اس کے کہ رنگ و کیفیت رکھے ہوئے ہو۔ اور خدا رنگوں اور کیفیتوں کا پیدا کرنے والا ہے۔

۴- امام رضا(ع) نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ابو حنیفہ ، امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ ایک پانچ یا چھ برس کا بچہ موجود ہے(امام موسی کاظم(ع)) ، ابو حنیفہ نے ننھے امام(ع) سے مخاطب ہوکر کہا، اے فرزند رسول(ص) آپ(ع) افعال عباد کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔امام موسی کاظم(ع) نے فرمایا بندوں کے سارے کام تین حالتوں سے خالی نہیں، یا تو یہ سارے کام تنہا اللہ کے ہیں بندوں سے کوئی مطلب نہیں ، یا یہ سارے کام اللہ اور بندے دونوں باہم شراکت سے کرتے ہیں، یا یہ سارے کام تنہا بندے انجام دیتے ہیں انہیں اللہ سے کوئی مطلب نہیں۔اب اگر سارے کام اللہ کے ہیں اور بندوں سے کوئی مطلب نہیں تو خدا عادل ہے ظالم نہیں وہ یہ

کیسے کرسکتا ہے کہ تمام کام خود کرے اور اس کی سزا اپنے ان بندوں کو دے جن بیچاروں نے کچھ کیا ہی نہیں۔ اور اگر سارے کام اللہ اور بندوں دونوں نے مل کر شراکت میں کیے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس میں اللہ شریک قوی ہوگا۔ تو پھر شریک قوی کو یہ حق ہے اصل ہے کہ وہ شریک ضعیف کو اس کا پر سزادے کہ جس کام کو دونوں نے مل کر انجام دیا ہے۔ اے نعمان یہ دونوں صورتیں تو محال ہیں۔ ابوحنیفہ نے کہا جی ہاں، آپ(ع) نے فرمایا تو پھر صرف تیسری صورت ہی باقی رہ گئی اور وہ یہ کہ تمام کام بندوں کے ہیں لہذا اگر خدا بندے کو سزا دے تو یہ بندے کے خود کردہ گناہوں کی وجہ سے ہے اور اگر معاف فرمادے تو یہ خدا کا جود وکرم ہے۔

۵- ابراہیم بن ابو محمود کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) سے پوچھا یا ابن رسول اللہ(ص)، رسول خدا(ص) کی یہ حدیث کہ "خدا ہر شب دنیا کے آسمان پر نازل ہوتا ہے" کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ امام (ع) نے ارشاد فرمایا خدا ان لوگوں پر جو اس کی بات کو تبدیل کرتے ہیں لعنت کرتا ہے، جناب رسول خدا(ص) نے اس طرح ارشاد نہیں فرمایا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ خدا ہر رات کے تیسرے پہر آخری وقت اور شب جمعہ میں اول پہر ایک فرشتے کو دنیا کے آسمان پر بھیجتا ہے اور اسے حکم دیتا ہے کہ وہ آوازے دے کہ کیا کوئی سائل ایسا ہے جسے میں عطا کردوں، کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ جس کی توبہ میں قبول کرلوں، کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جسے میں معاف کردوں، اے خیر خواہ آجا کہ میں تیری ضرورتوں کو پورا کروں۔ اور اے بد خواہ دور ہو۔

وہ فرشتہ یہ دعوت صبح کی سفیدی نمودار ہونے تک دیتا رہتا ہے اور جب سپیدہ نمودار ہوتا ہے تو واپس اپنی جگہ ملکوت سماء میں چلا جاتا ہے۔میرے والد(ع) نے اپنے پدر(ع) سے اور انہوں نے اپنے والد(ع) اور انہوں نے جناب رسول خدا(ص) سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کے گھر کی اصلاح کی خاطر امور خانہ داری بہتری سے انجام دیتی ہے تو خدا اس کے اس عمل کو اپنی نظر میں رکھتا ہے اور خدا جسے نظر میں رکھے اسے عذاب نہ ہوگا۔بی بی ام سلمہ(رض) نے یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) سے عرض کیا کہ تمام خوبیاں مردوں کے لیے ہی ہیں مگر

عورتوں کے لیے کیا ہے تو ارشاد ہوا کہ جو عورت حاملہ ہو (حلال مقاربت کی وجہ سے) اس کا مقام راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والے اور مجاہد کے برابر ہے اور ایسا ہے کہ جیسے وہ اپنا مال راہِ خدا میں خرچ کرے پھر جب وہ بچہ پیدا کرتی ہے تو ایسا اجر رکھتی ہے کہ جس کی عظمت کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا پھر جب وہ رضاعت سے فارغ ہوتی ہے تو فرشتہ ندا دیتا ہے کہ تجھے معاف کر دیا گیا ہے۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا بندہ جب سجدے میں تین بار کہتا ہے "یا اللہ، یا رباہ، یا سیدا" تو خدا اس کے جواب میں کہتا ہے "لبیک میرے بندے اپنی حاجت مجھ سے بیان کر۔

۸- امام صادق(ع) فرماتے ہیں اگر کسی میں یہ تین چیزیں موجود نہ ہوں تو ہرگز اس سے خیر کی امید نہیں رکھنی چاہئے۔

اول : وہ بندہ پوشیدہ طور پر خدا سے نہ ڈرے۔ دوئم : وہ کہ جو بڑھاپے میں گناہوں سے ہراساں نہ ہو۔ اور سوئم : وہ کہ جو عیب پر شرمندہ نہ ہو۔

۹- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے گناہوں کی سزا دنیا میں کاٹ لے وہ بہشت میں اپنی عورتوں اور اپنے بھائیوں کے ساتھ رہے گا۔

۱۰- جناب علی بن ابی طالب(ع) کا ارشاد ہے کہ روز قیامت بندے نے اگر اپنے سر سے خاک کفن نہ جھاڑی ہوگی کہ دو فرشتے آئیں گے اور اسے پکڑ کر کہیں گے کہ رب العزت کو قبول کرو (یعنی توحید کا اقرار کرو)

۱۱- ابوہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں ابوالحسن علی بن محمد(ع) کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوا کہ میں سخت تنگی میں تھا انہوں نے مجھے شرف ملاقات بخشا میں بیٹھ گیا تو انہوں نے فرمایا اے ابو ہاشم کیا یہ چاہتے ہو کہ خدا کی نعمتوں کا شکر ادا کرو میں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سلسلے میں کیا کہوں، تو ارشاد فرمایا اس نے ایمان کو تیرے رزق کا وسیلہ قرار دیا اور اسی وسیلے سے تیرے تن پر آگ کو حرام قرار دیا، تجھے تندرستی عطا کی اور اطاعت پر تیری مدد فرمائی تجھے قناعت دی اور آبرو فروشی سے تیری حفاظت فرمائی۔ اے ابو ہاشم میں نے اپنی گفتگو کا آغاز اس طرح اس لیے

کیا کہ تم جان لو کہ اسی نے تمہیں یہ دوہزار درہم دیا ہے کہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو۔ پھر آپ(ع) نے حکم دیا کہ مجھے سو اشرفیاں دی جائیں۔ جو مجھے دے دی گئیں۔

طریقہ نماز

۱۲- حماد بن عیسی(ع) کہتے ہیں کہ ایک دن امام صادق(ع) نے مجھ سے فرمایا کیا تم درست طریقے سے نماز پڑھ سکتے ہو۔ میں نے عرض کیا۔میرے مولا مجھے تو نماز حفظ ہوگئی ہے، آپ(ع) نے فرمایا اٹھو اور مجھے دکھاؤ کہ تم کیسے نماز پڑھتے ہو۔ میں آنحضرت(ع) کے سامنے قبلہ رو کھڑا ہوا تکبیر نماز کہی اور رکوع و سجود بجالایا جب میں نماز سے فارغ ہو گیا تو امام(ع) نے فرمایا اے حماد تم نے نماز اچھے طریقے سے ادا نہیں کی کتنے افسوس کی بات ہے کہ تمہاری عمریں ساٹھ، ساٹھ، ستر ،ستر سال کی ہوگئی ہیں مگر تمہاری نماز ابھی تک درست نہیں ہوسکی حماد کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر مجھے دل میں نہایت ندامت وشرمندگی ہوئی میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ع) میں آپ(ع) پر قربان مجھے بتائیں کہ میں درست نماز کیسے ادا کروں۔

تب امام صادق(ع) رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے اور دونوں ہاتھ رانوں پر بالکل سیدے لٹکائے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملالیں۔ اپنے دونوں پیروں کا رخ سیدھا قبلہ رو کر دیا اورپھر سانس لیا اور توقف کیا اور سیدے کھڑے رہے پھر دونوں ہاتھ چہرے تک لا کر "اللہ اکبر" کہا اور رکوع میں چلے گئے آپ(ع) کی دونوں ہتھیلیوں کی انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ اور ہاتھوں نے دونوں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دبا رکھا ہوا تھا۔ پشت مبارک بالکل سیدھی اور سر اس کی سطح کے برابر اور نظروں کو جھکایا ہوا تھا رکوع میں پشت اس قدر سیدھی تھی کہ اگر اس پر پانی کا قطرہ گرایا جاتا تو حرکت نہ کرتا پھر آپ(ع) نے تین بار "سبحان ربی اللہ العظیم و بحمدہ" کہا پھر آپ(ع) سیدے کھڑے ہوئے اور "سمیع اللہ لمن حمدہ" کہ کر کھڑے کھڑے ہی تکبیر کہی اور ہاتھوں کو کانوں تک بلند کیا اور سجدے میں گئے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملا کر ان کا رخ قبلہ رو کر کے اپنے دو زانو کے سامنے ہتھیلیاں رکھیں اور سجدہ کیا آپ(ع)

نے دوران سجدہ تین بار "سبحان ربی الاعلی و بحمدہ" کہا اور اس طرح سجدہ کیا کہ بدن کا کوئی حصہ دوسرے سے ملا ہوا نہ تھا۔ آپ(ع) نے سجدہ آٹھ اعضا پر کیا، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں، پیروں کے دونوں انگوٹھے پیشانی اور ناک اور پھر مجھے فرمایا دوران سجدہ سات اعضاء کا زمین پر رکھنا واجب ہے جبکہ ناک کا خاک پر رکھنا سنت ہے۔

پھر آپ(ع) نے اپنے سر کو سجدے سے اٹھایا اور سیدھے بیٹھ گئے اور "اللہ اکبر" کہا پھر اپنی بائیں ران پر وزن دے کر بیٹھ گئے اور دائیں پاؤں کی پشت بائیں پیر کے تلوے پر رکھی اور فرمایا "استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ" پھر بیٹھے بیٹھے تکبیر کہی اور دوسرا سجدہ کیا جو کہ پہلے کی مانند تھا اور بدن کا کوئی حصہ دوسرے سے ملا ہوا نہ تھا دوران سجدہ آپ(ع) نے اپنی کہنیوں کو زمین سے نہ لگایا۔ اس طرح طریقہ سے دو رکعات نماز ادا کرنے کے بعد آپ(ع) نے تشہد ادا کیا کہ ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملی ہوئی تھیں۔ جب تشہد سے فارغ ہوئے تو سلام کیا اور فارغ ہونے کے بعد فرمایا اے حماد اس طرح نماز پڑھو، دوران نماز اپنی انگلیوں سے نہ کھیلو۔ ادھر ادھر مت دیکھو اور تھوک مت پھینکو۔ یہ ہے راست نماز۔

جناب امیر(ع) اور ایک منجم

عبداللہ بن عوف بن احمر کہتے ہیں کہ جب امیرالمومنین(ع) نہروان کی جانب روانہ ہونے لگے تو ان کی خدمت میں ایک منجم آیا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین(ع) آپ(ع) اس ساعت کوچ کا ارادہ ملتوی کردیں اور کوچ کا ارادہ تین ساعت بعد کریں جناب امیر(ع) نے اس سے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا کہ علم نجوم کی رو سے اگر آپ(ع) اس ساعت روانگی اختیار فرمائی تو آپ(ع) اور آپ(ع) کے اصحاب سختی و مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے لیکن اگر آپ(ع) تین ساعت بعد نہروان کو روانہ ہوں تو کامیاب و کامران لوٹیں گے۔

جناب امیر(ع) نے اس سے دریافت کیا تو بتا کہ کسی جانور کے شکم میں کیا ہے نر ہے یا مادہ اس نے کہا کہ میں حساب لگا کر ایسا بتا سکتا ہوں۔ جناب امیر (ع) نے اس سے دریافت کیا تجھے کسی

نے باورکرایا ہے اور قرآن کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ جو کچھ تو کہتا ہے جھوٹ ہے، سن خدا فرماتا ہے "بیشک خدا کے پاس ہے علم اس ساعت کا اور وہ بارش ونیچے بھیجتا ہے" (لقمان، آخری آیت) کوئی بندہ نہیں جان سکتا کہ کسی مادر کے شکم میں کیا ہے وہ نہیں جان سکتا کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے اور کسی انسان کی موت کسی خطہ زمین پر واقع ہوگی بیشک صرف خدا ہی جانتا ہے کہ مستقبل میں کیا ہونے والا ہے اور انسان کی موت کس خط زمین پر واقع ہوگی اور جس چیز کا دعوی کررہا ہے اس کا دعوی تو رسول خدا(ص) نے بھی نہیں کیا جب کہ تیرا یہ دعوی ہے کہ تو اچھا یا برا وقت بتلا سکتا ہے۔ جو شخص بھی تیری بات پر اعتبار کرے وہ ایسا ہے کہ وہ خدا کی مدد پر یقین نہیں رکھتا اور کسی مسئلہ میں وہ تجھ سے اچھائی کا طلب گار ہے۔ شاید وہ اپنے رب کی جگہ تیری حمد کرے جو کوئی تیری باتوں پر یقین لائے اس نے تجھے خدا کے برابر ٹھہرایا برائی دینے والا بنا دیا ہے پھر جناب امیر(ع) نے ارشاد فرمایا "خدایا کوئی فال بد نہیں بجز اس کے کہ تو اسے بدگردانے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اس نجومی کی تیرے سامنے کیا حیثیت ہے" پھر نجومی سے آپ(ع) نے فرمایا ہم تیری تکذیب کرتے ہیں اور جس ساعت کو تو برا کہہ رہا ہے اسی میں ہی روانہ ہونے لگے ہیں۔

مجلس نمبر ۶۵

(۹جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ)

حرمت کے بارے میں

۱۔ محمد بن مسلم ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق علیہ السلام سے شراب کی حرمت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد گرامی ہے کہ لوگوں کے بارے میں جس پہلی چیز سے منع کرنے کا خدا نے مجھے حکم دیا وہ شراب اور بت پرستی تھی بیشک خدا نے مجھے رحمتہ العالمین بناکر مبعوث فرمایا اور میں تاریکی دور کرنے والا اور امور اہلبیت یعنی آلات موسیقی، بت پرستی اور ان کی بدعتوں کا قطع کرنے والا ہوں میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو شخص شراب خور ہے خدا اسے روز قیامت اسی (شراب) کی مانند حمیم پلائے گا اور اسکے بعد اسے معاف کر دیا جائے گا چاہے اسے بخش دیا جائے یا اسکو عذاب دیا جائے پھر آنحضرت(ص) نے فرمایا کہ شرابی کے ساتھ نشست و برخاست مت رکھو، نہ ہی اسے رشتہ دو اور نہ ہی اس سے رشتہ لو اگر وہ بیمار ہو تو اس کی مزاج پرسی نہ کرو اور اگر مر جائے تو اس کا جنازہ تشیع نہ کرو اور شرابی روزِ قیامت اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ اور آنکھیں دھنسی ہوئی ہوں گی اس کے آبِ دہن سے غلاظت جاری ہوگی اور اس کی زبان کھینچ کر دہن سے باہر لٹکی ہوگی اور سر کی پشت تک پہنچی ہوگی۔

۲۔ ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ امام باقر(ع) نے فرمایا اے زیاد کہیں ایسا نہ ہو کہ فساد میں پڑ کر اپنے مالک و شک کی بنا پر قتل کردو بعض اعمال ایسے ہوتے ہیں جن کی انسان و معافی نہیں ملتی ، اے زیاد گذشتہ زمانے میں ایسے لوگ گزرے ہیں کہ جو علم انہیں عطا کیا گیا تھا وہ اسے چھوڑ کر ایسے علم کے پیچھے چل پڑے کہ جس نے انہیں سرگرداں رکھا اور انہوں نے خدا کے متعلق بحث کرنا اپنا شعار بنالیا یہاں تک کہ وہ ایسی حالت میں ہوئے کہ ان سے دریافت کیا جاتا تھا اور جواب وہ کچھ دیتے تھے۔(یعنی بے دین و گمراہ ہوئے)

۳- امام صادق(ع) فرماتے یں کہیں ایسا نہ ہو کہ تم خدا کے بارے میں تردد کا شکار ہو جاؤ ان لوگ۔ خدا کے بارے فکر میں گمراہ وئی اضافہ نہیں کرتی، بیشک آنکھیں اس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

۴- امام صادق(ع) نے رفاما یا دین کا تمسخر ت اڑاو کہیں ایسا نہ ہوکہ یہ خدا کی یاد و دل سے نکال دے اور با ث کینہ و نفاق بن جائے اور تم باطل کی رف چلے جاؤ۔

۵- امام باقر(ع) نے رفاما یا جب خدا نے عقل خلق کی تو اسے اپنے سامنے اضر ہونے کا حکم دیا جب وہ اضر ہوئی تو اسے کہا قریب آؤ جب وہ آئی تو اسے کہا پیچھے جاؤ جب وہ پیچھے چلی گئی تو اس سے ارشاد رفاما یا مجھے اپنی زت و جلال کی قسم ہے میں نے اپنی خلق میں تم سے زیادہ محبوب کسی و پیدا نہیں کیا میں نے تجھے راہ کمال پر رکھا اور تجھے اپنا دوست بنایا ہوں آگاہ ہو جاؤ کہ میں ہی تجھے حکم دوں گا اور منع کروں گا اور میں ہی تجھے عذاب و ثواب دوں گا۔

ثواب بمطابق عقل

۶- سلمان دیلمی کہتے یں کہ میں نے امام صادق(ع) سے کسی شخص کے دین و عبادت اور فضل کی تعریف کی، تو امام صادق(ع) نے مجھے ارشاد رفاما یا کہ اس شخص کی ذہنی استطاعت کیسی ہے میں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا، امام (ع) نے رفاما یا کہ ہر کسی کے ثواب کی مقدار اس کی عقل کے مطابق ہوا کرتی ہے پھر امام(ع) نے رفاما یا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو کہ بہت عبادت گذار تھا وہ ایک جزیرے میں عبادت کیا کرتا تھا وہ جزیرہ نہایت سرسبز شاداب تھا اور اس میں صاف و شفاف پانی کے چشمے رواں اور پھل دار درختوں کی کثرت تھی اور جزیرے کی آب و ہوا بہشت جیسی تھی ایک مرتبہ ایک فرشتے کا گزر وہاں سے ہوا اسفرشتے و اس شخص کا کمال عبادت نہایت پسند آیا اور تو اس(فرشتے) نے خدا سے گذارش کی کہ مجھے اس شخص کے ثواب کی مقدار کے بارے میں بتایا جائے جب خدانے اس فرشتے و اس شخص کے ثواب کی مقدر بتائی تو وہ اسے اسکی عبادت کے مقابلے میں کم لگی اس پر خدا نے اس فرشتے و وحی کی کہ اس شخص کے ساتھ رہو۔ وہ فرشتہ انسانی

صورت میں اس شخص کے پاس آ۔ یا عابد نے اس سے کہا تو ون ہے فرشتے نے کہا کہ میں ایک عبادت گزار ہوں میں نے تیری عبادت کی تعریف سنی تو پایا کہ تیرے سے پاس رہ کر عبادت کروں دوسری صبح اس شخص سے فرشتے نے کہا کہ تیرا یہ مکان ت خوبصورت اور اس لائق ہے کہ اس میں رہ کر عبادت کی جائے اس آدمی نے فرشتے سے کہا یہ اچھا تو ہے مگر اس میں ایک عیب ہے فرشتے نے کہا وہ کیا تو کہنے لگا کہ ہمارے خدا کا وئی گدھا یہاں نہیں ہے جو اس گھاس و چرتا اور وہ ضائع نہ ہوتی اسی وقت خدا نے اس فرشتے و وحی کی کہ میں اس کا ثواب اس کی عقل کے مطابق دیتا ہوں پھر امام صادق(ع) نے فرمایا کہ رسول خدا(ص) ہر شخص کے ساتھ اس عقل کے مطابق بات کرتے تھے پھر امام نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ ہم گروہ پیغمبران(ع) یہ دستور رکھتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ ان کی ذہنی استطاعت کے مطابق بات کریں۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا اصول کفر تین ہیں حرص، تکبر اور حسد۔ حرص یہ تھی کہ اس نے آدم(ع) کو شجر ممنوعہ سے پھل کھانے پر مجبور کیا تکبر یہ تھا کہ جب ابلیس کو حکم دیا کہ وہ آدم(ع) کو سجدہ کرے تو اس نے تکبر کی بنا پر انکار کیا۔ اور حسد یہ تھا کہ جب آدم(ع) کے بیٹوں نے ایک دوسرے سے حسد کیا تو ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔

۹- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا جھوٹ میں صلح و آشتی نہیں ہے، یہ بھی روا نہیں ہے کہ کوئی اپنے بچے سے وعدہ کرے اور پھر اسے وفا نہ کرے، جھوٹ فجور ہے اور ہرزگی ہے اور ہرزگی دوزخ۔ تم میں سے کچھ ایسے ہیں جو کہ پیٹھ پیچھے جھوٹ کہتے ہیں تاکہ کسی کو جھوٹا اور ہرزہ گو شمار کریں اور کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو کسی کے بارے میں اس لیے جھوٹ کہتے ہیں کہ اس کی تمہارے دل میں جو جگہ ہے اسے خاکستر کردیں۔ ایسے کو خدا کے نزدیک اف کا نام دیا گیا ہے۔

۱۰- امام صادق(ع) نے فرمایا کسی کو ورغلانہ کہا تاکہ تجھے رسوا نہ کہا جائے کسی کے لیے کنواں نہ کھودو کہیں خود اس میں گر جائے کہیں ایسا نہ ہو کہ بدی کا یہ ہاتھ تجھے ہی لے لے۔

۱۱- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا مجلس میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنا عبادت ہے یہاں تک کہ تم سے غیبت واقع ہو۔

۱۲- امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی ٰرا کا حوالہ دیکر بات کرے اور ہے کہ ٰرا فلاں چیز جانتا ہے مگر پھر وہ شخص جھوٹ کا سہارا لے تو ایسے کے لیے ٰرا فرماتا ہے کہ تم میرے وا کسی اور سے نہیں پاتے کہ جھوٹ باندھو۔

۱۳- امام صادق(ع) نے رفما یا تم جس چیز و نہیں جانتے اور کہتے ہو کہ ٰرا جانتا ہے (یعنی ٰرا کا حوالہ دیکر جھوٹ بولتے ہو) تو رش اس وقت عظمت ٰرا سے ل جاتا ہے۔

۱۴- زرارہ بن اعین کہتے یں کہ میں نے امام باقر(ع) سے پوچھا کہ ٰرا کا بندوں پر کیا حق ہے تو آپ(ع) نے رفما یا کہ وہ (بندہ) جو چیز جانتا ہو بیاں کرے اور جو نہ جانتا ہو اس سے توقف کرے۔

۱۵- امام صادق(ع) نے رفما یا بیشک ٰرا نے قرآن میں دو آیات اپنے بندوں کی سرزنش میں نازل فرمائی یں کہ وہ وئی چیز نہ بیان کریں جب تک کہ اسکے بارے میں انہیں مکمل علم حاصل نہ ہو ائے ٰرا فرماتا ہے آیا ندرج کتاب میں ان سے پیمان نہیں لیا یا کہ وہ نہ کہیں، ٰرا پر جس کا حق نہیں ہے" (اعراف ، ۱۶۹) اور آیت دوئم یہ کہ " بلکہ تکذیب کرتے یں (اسکی) جو ان کے علم میں نہ تھا اور ابھی تک اس کی تاویل ان تک نہیں پہنچی " (یونس، ۳۹)

۱۶- ابن شبرمہ کہتے یں کہ جو رہ میں نے امام صادق(ع) سے سنی اس نے میرے دل کی غم سے پھاڑ دیا میں نے سنا کہ امام صادق(ع) نے رفما یا کہ میرے بابا ر ول ٰرا(ص) کا ارشاد ہے۔ (ابن شبرمہ کہتے یں کہ ٰرا کی قسم امام(ع) نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی آپ(ع) کے والد گرامی(ع) نے کبھی جناب ر ول ٰرا(ص) پر جھوٹ باندھا) کہ جو وئی قیاس کا سہارا لے کسی فعل و عمل و انجام دے گا وہ ہلاک ہوگا اور ہلاک کرے گا جو وئی لوگوں و(قیاس سے) فتوی دے اور ناسخ و منسوخ سے اور محکم و متشابہ سے نہ پہچانے وہ ہلاک ہے اور ہلاک کرنے والا ہے۔

۱۷- امام صادق(ع) نے رفما یا کہ عیسی بن مریم(ع) بنی اسرائیل و خطبہ دیا، آپ(ع) (عیسی(ع) نے رفما یا اے بنی اسرائیل حکمت کی باتیں نادانوں (جاہل لوگوں) سے مت کرو کہ یہ ستم ہوگا اور حکمت کی بات اس کے اہل سے مت چھپاؤ کہ یہ بھی ستم ہوگا۔

۱۸- طحہ بن زید کہتے یں کہ امام صادق(ع) نے رفما یا جو بندہ بغیر معرفت کے وئی عمل کرے وہ

اس بندے کی رح ہے جو بے راہ چلے۔

۱۹- امام صادق(ع) نے رفمای ا ذرا اس مل و قبول نہیں کرتا جو بغیر معرفت کے ہو اور معرفت بغیر ہوگی بجز اس کے اس پر مل کرے، جو وئی معرفت اصل کرے اس کی راہنمائی مل سے ہے اور جو وئی مل نہیں کرتا اسے معرفت اصل نہیں ہے اور ایمان ہر تقسیم سے دوسری تقسیم کے ساتھ پیدا ہوتا ہے۔

مجلس نمبر ۲٦

(۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۳٦۸ھ)

جناب رسول خدا(ص) کے نصائح

۱۔ جناب امیرالمومنین(ع) نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) نے مندرجہ ذیل باتوں کی نصیحت کی اور منع فرمایا۔ جنابت کی حالت میں کھانے سے کہ یہ باعث فقر ہے۔ دانتوں سے ناخن کاٹنے سے حمام میں مسواک کرنے سے۔ مساجد میں سونے اور رونے سے گرم کھانا کھانے سے مسجد میں سے بلا ضرورت گزرنا مگر یہ کہ دو رکعت نماز پڑھی جائے اور آپ(ص) نے منع فرمایا کہ میوہ دار درخت کے نیچے پیشاب کرو راستوں پر اور ان کے کناروں پر پیشاب کرنے سے منع فرمایا پھر بائیں ہاتھ سے کھانا قبرستان میں ہنسنے اور نماز پڑھنے سے منع فرمایا آپ(ص) فرمایا جو کوئی کھلے آسمان تلے غسل کرے اپنے عورتیں و چوپائے، دستے والے برتن کے دستے کی طرف سے پانی پیئے کہ دستے میں میل جمع ہوتا ہے، کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے کہ اس عقل سلب ہو جاتی ہے کیونکہ پاؤں میں جوتا پہن کر چلنے سے، آسمان تلے سورج و چاند کی موجودگی میں برہنہ ہونے سے اور آپ(ص) نے منع فرمایا کہ قبلہ رو ہوکر پیشاب کیا جائے، مصیبت کے وقت گریہ و زاری سے آپ(ص) نے کانوں کا ہاتھ لگایا اور پھر فرمایا کہ عورتوں کو منع ہے کہ وہ جنازے کے پیچھے قبرستان تک جائیں پھر آپ(ص) نے فرمایا کہ لمحہ قرآن کو لعاب دہن سے صاف نہ کیا جائے اور آب دہن سے کوئی قرآنی آیت نہ لکھی جائے اور آپ(ص) نے منع فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی جھوٹا خواب گھڑ کر کسی کو سنائے کہ خدا تعالی اسے حکم دے گا کہ پانی میں گرہ لگائے اور چونکہ وہ نہیں لگا سکے گا تو ایسے شخص و روز قیامت خدا تعالی عذاب دے گا اور آپ(ص) نے سختی سے بت تراشی و منع فرمایا اور فرمایا کہ جو کوئی مورت (مجسمہ) بنائے گا خدا تعالی اسے روز قیامت اس مورت میں روح پھونکنے کا حکم دے گا اور چونکہ یہ اس سے نہ ہوسکے گا لہذا عذاب کا حق دار ٹھہرایا جائے گا۔ آپ(ص) نے فرمایا کہ کسی جاندار و

آگ میں نہ جلاؤ اور فرمایا کہ اذان دینے والے مرغ کے بارے میں برا بات کہو کہ وہ نماز کے لیے بیدار کرتا ہے اور اپنے برادرِ دینی کے معاملات میں دخل اندازی مت کرو اور بوقتِ جماع باتیں مت کرو کیونکہ خطرہ ہے کہ اس سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ گونگا ہوگا پھر آپ(ص) نے عورتوں کو شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر اس طرح عورت گھر سے باہر جائے تو تمام جن و انس و فرشتے جن کا گزر وہاں سے ہو اس پر لعنت بھیجیں گے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آئے، اس بات کی ممانعت فرمائی کہ عورت سوائے اپنے شوہر کے کسی کے لیے زینت کرے اور اگر ایسا کرے تو اسے جہنم میں جلانا خدا پر واجب ہے پھر فرمایا کہ عورت غیر محرم سے پانچ ضروری کلمات سے زیادہ بات نہ کرے اس سے منع فرمایا کہ عورتیں اس حال میں سوئیں کہ ان کے درمیان کوئی کپڑا حائل نہ ہو۔ اور دو عورتوں کا اپنے شوہروں کے راز ایک دوسری کو کہنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ قبلہ رو ہوکر اور راستے کے درمیان جماع نہ کیا جائے کہ ایسا کرنے والے پر خدا اور ملائکہ لعنت بھیجتے ہیں۔ اور پھر منع فرمایا کہ کوئی مرد دوسرے مرد کو کہے کہ اپنی عورت کو مجھ سے بیاہ دو اور میری عورت سے تم شادی کر لو۔ اور اس سے کہ فال نکلوا کر پیش بینی کی جائے ایسا شخص جو کچھ محمد پر نازل ہوا ہے اس سے بیزار ہے، آپ(ص) نے منع فرمایا شطرنج گوٹ، چوسر وغیرہ کھیلنے اور آلاتِ موسیقی کے سننے اور استعمال کرنے والا کبھی جنت میں نہ جائے گا۔ منع فرمایا فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے انکا کھانا کھانے سے اور جھوٹی قسم سے، آپ(ص) نے فرمایا جھوٹی قسم شہروں کو ویران کردیتی ہے اور جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسی مسلمان کا مال لے لے اس پر خدا روزِ ملاقات غضبناک ہوگا مگر یہ کہ توبہ کرے اور واپس پلٹے۔ اور فرمایا کہ اس دسترخوان شہر پر مت بیٹھے جس پر شراب ہو اور منع فرمایا کہ شوہر اپنی زوجہ کو حمام میں جانے کی اجازت کسی ایسے شہر میں دے کہ جہاں حمام میں جانے کی ضرورت نہ ہو۔ اور حمام میں برہنہ جانے سے منع فرمایا اور نہی کی غفتو سے اور ایسی دعوت سے جو غیر خدائی کاموں سے ہو۔ اور ریشم کے کپڑے کو مردوں کے لیے منع فرمایا ہاں مگر عورت کے لیے استعمال کی اجازت ہے آپ(ص) نے منع فرمایا کہ کپڑا دھل نہ جانے پایا جائے یہاں تک کہ مکمل پاک جائے

اور خرمہ یا تازہ کے بدلے چھوہارے اور انگور جو ابھی درخت پر ہوں انہیں کے ہم وزن کشمش لینے سے منع فرمایا۔ آپ(ص) نے فرمایا جو کوئی شطرنج گوٹ یا چوسر بیچتا ہے تو اس کی کمائی اس طرح ہے کہ جس طرح خنزیر کا گوشت کھایا۔ اور شراب خریدنا بیچنا اور پلانا انہیں اسی کی مانند ہے آپ(ص) نے فرمایا کہ خدا نے لعنت بھیجی ہے اس پر کہ جو اسے خریدے بیچے یا پلائے کیونکہ یہ فساد پھیلانے اور قتل و غارت کرنے والی چیز ہے آپ(ص) نے فرمایا جو کوئی اسے پیئے اس کی نماز چالیس روز تک قبول نہ ہوگی اور اگر ایسی حالت میں مر جائے کہ اس کے شکم میں یہ موجود ہو تو خدا پر حق ہے کہ اسے خراب دے اور یہ اہل دوزخ کا خون اور پیپ ہے پھر فرمایا کہ جو کچھ عورتوں کی اندام نہانی سے باہر آتا ہے وہ دوزخ کی دیگوں میں رہتا ہے جسے وہ (دوزخی) پیتے ہیں آپ(ص) نے منع فرمایا جھوٹی گواہی سے سود لینے سے، اور سود کھانے سے کہ اس کے ادا کرنے لینے اور اس (سود) پر دو گواہوں سے مقرر کرنے پر خدا لعنت کرتا ہے اور ایسی خرید و فروخت جو کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر کی جائے اور ایسا لین دین کہ جس پر گواہ مقرر نہ کیے جائیں اور امانت نہ لی جائے سے منع فرمایا آپ(ع) نے یہودی، آتش پرست و مجوسی وغیرہ سے مصافحہ کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ مسجد میں تلوار کھینچنا (قتل و غارت گری) اور گم شدہ مال کا اعلان کرنا منع ہے۔ حیوانات کے چہرے پر ضرب لگانے اور عورت کا دوسری عورت کے ستر نگاہ کرنے سے منع فرمایا کہ اپنے مسلمان بھائی کی شرم گاہ پر نگاہ رکھنے والے پر ستر ہزار ملائکہ لعنت بھیجتے ہیں آپ(ص) نے منع فرمایا کہ خوراک و ضائع نہ کیا جائے اور کھانے کی چیزوں پر، پینے والے پانی اور سجدے کی جگہ پر پھونک نہ ماری جائے اور قبرستان میں راستے کے بیچ میں۔ اور جہاں چکیاں چلتی ہیں،ندیوں کے پیٹے میں اور ان مقامات پر جہاں اونٹ بندھے ہوں اور حمام کی چھت پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ اور شہد کی مکھی کا مارنے اور حیوانات کے چہرے کو داغنے سے منع فرمایا۔ اور یہ خدا کی قسم کے علاوہ کسی کی قسم نہ کھائی جائے اور جو کوئی خدا کی قسم کے علاوہ کوئی قسم کھائے اس کی خدا کی نظر میں کوئی وقعت نہیں ہے، آپ(ص) نے قرآن کی سورتوں کی قسم کھانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جو کوئی قرآن کی ایک سورہ کی قسم کھائے اس پر قرآن کی ہر آیت کی تعداد کے برابر قسم ہے (کفارہ ہے) لہذا اب یہ بندے پر ہے کہ وہ اگر چاہے

تو ایسی م ادا کرے اور نع رفما یا کہ مسجد حالت جنابت اں یا جائے اور یہ کہ دن یا رات میں کسی وقت ن برہنہ ہو کر بیٹھا جائے بدھ اور جمعہ کے دن تجنے لگانے کی ممانعت فرمائی۔

اور ایسے شخص کے لیے ارشاد رفما یا کہ وہ جمعہ نہیں رکعت (یعنی اس کا جمعہ قبول نہیں ہوتا) جو امام کے جمعے کے خطبے دوران ولغو بات کرے۔ آپ(ع) نے رفما یا کہ ونے کی انگوٹھی اور ایسی انگوٹھی کہ جس میں جانداروں کے نقش بنے ہوں یا لوہے کی انگوٹھی پہنی جائے اور پیتل کی انگوٹھی سے ن نع رفما یا۔ پھر رفما یا کہ جس وقت طلوع آفتاب ہو چکا ہو ب اور زوال اور غروب آفتاب کے وقت نماز پڑھی جائے اور ان چھ (۶) دنوں کا روزہ رکھنے سے نع رفما یا، بروز عید الفطر، بروز عید رقربان اور ایام تشریق(۱۱،۱۲، ۱۳ ذالحجہ) اور وہ کہ جس دن ماہ رمضان کے شروع ہونے میں شک ہو۔

پھر رفما یا کہ حوض وغیرہ سے جانوروں کی طرح پانی ت پیئو۔ رفما یا ہاتھ سے پانی پیو کہ یہ تمہارا برتن ہے اور کنویں کے بارے رفما یا کہ اسے برا ت کہو کیونکہ یہ پانی مہیا کرتا ہے اور مزدور کی مزدوری کے بارے میں رفما یا کہ اجرت طے کیئے بغیر مزدور کام کی ذمہ داری نہ بھرے اور اپنے برادر دینی سے تین دن سے زیادہ ناراضگی و قطع تعلقی سے نع رفما یا اور یہ کہ اس سے زیادہ قطع تعلقی کرنے والا دوزخ کے لائق ہے پھر نصیحت کی کہ ونے کے بدلے ونا اور چاندی کے بدلے چاندی بڑھا کر فروخت نہ کی جائے بلکہ یہ دونوں دھاتیں مساوی الوزن فروخت کی جائیں۔

اس بات سے نع رفما یا کہ نہ پر تعریف کی جائے کہ ایسی تعریف کرنے والوں کے چہرے خاک پر ہوں گے اور یہ کہ جو ظالم کی وکالت یا اس کی مدد کرے تو ایک فرشتہ آکر اسے خوشخبری دے گا کہ تیرے لیے خدا نے جہنم کی آگ تیار کر چھوڑی ہے اور یہ کیا براٹھکانا ہے اور جو وئی سلطان ناحق کی مدح میں صرف اس لیے کچھ ہے کہ اس کی طمع پوری ہو تو ایسا شخص معذب ہوگا اور اس بادشاہ یا سلطان کے ساتھ ہم قطار ہوگا جو کہ دوزخ کے لیے گائی جائیگی اور ایسے شخص کے لیے خدا رفما یا ہے" اعتماد نہ کرو ان بندوں پر جو ستم گار ہیں یہاں تک کہ آگ ان و گھیر لے" (ھود، ۱۱۳) اور جو وئی ستم گار کی مدد راہنمائی کرے گا وہ دوزخ میں ہامان کی مانند رہے گا جو وئی

خود ئی کرے اور ارتیں بنائے ُرا اس کے کندھوں پر روزِ قیامت سات زمینوں کا بار رکھ دے گا اس کی جان و آگ سے جلایا جائے گا اور آگ کا طوق اس کی گردن میں ڈال کر اسے دوزخ میں رگید دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ اس سے پلٹ نہ جائے اور توبہ نہ کرلے۔ جو وئی اپنے ہمسائے کی کیا بالشت زمین میں خیانت کرے گا سات زمینوں کے بوجھ کے برابر طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا اور وہ اسی طوق سمیت اپنے پروردگار سے روزِ قیامت ملاقات کرے گا اور ُرا آیاتِ قرآنی کی تعداد کے برابر اس پر سانپ مسلط کرے گا جو کہ اس کے ساتھ دوزخ تک ہوں گے۔ اور یہ ُرا کریم ں ہے کہ اگر چاہے تو اسے بخش دے اور جو وئی قرآن پڑھے اورپھر حرام نوشی کرے یا دنیا کا مال و زر اس پر مقدم جانے تو وہ ُرا کے غضب کا حقدار ہوگا مگر یہ کہ توبہ کرے اور اگر بے توبہ مر یا توپھر روزِ قیامت اسے قرآن کے حوالے کیا جائے گا اور قرآن اس پر سے اس وقت تک ہاتھ نہ ہٹائے گا۔ (نہ چھوڑے گا) جب تک کہ اس شخص و محکوم نہ کر لے اور جو وئی کسی مسلمان یہودی یا عیسائی و مجوسی مرد و عورت کے ساتھ زنا کرے گا اور توبہ نہ کرے گا اور مر جائے گا تو ایسے شخص کی قبر میں ُرا تین سو (۳۰۰) دروازے کھولے گا کہ جن میں سے دوزخ کے سانپ بچھو اور اژدے آکر اسے ڈسیں گے اور جب اسے اس کی قبر سے باہر نکالا جائے گا تو لوگ اس کی بدبو سے تکلیف میں ہوں گے اور آگ سے اسے پہچانیں گے کہ دنیا میں تم نے جو عمل کیے یں یہ اسی کی وجہ سے ہےپھر اس کے لیے دوزخ کا حکم نامہ جاری کیا جائے گا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ ُرا نے حرام سے منع کیا ہے اور حدود مقرر کی یں انسان ُرا سے زیادہ غیرت مند نہیں ہے۔ اس نے اپنی غیرت کی وجہ سے ہر زگی و منع کیا ہے اور اس (ُرا) نے منع فرمایا ہے کہ نہ بندہ اپنے ہمسائے کے گھر میں جھانکے اور جو وئی بھی کسی پاکیزہ نامحرم عورت کی طرف نگاہ کرے تو ُرا اسے ان منافقین کے ہمراہ کہ جو عورت کے لیے (حرام) وشش کرتے یں لائے گا اور وہ دنیا سے رسوا ہوئے بغیر نہ جائے گا مگر یہ کہ توبہ کرے اور جان لو کہ وہ رزق جو کہ ُرا نے تقسیم کیا ہے اس کے بارے میں بندہ اگر صبر و شکریہ کرے اور راضی نہ ہو اور اس کا حساب ُرا پر نہ چھوڑے تو اس کی وئی نیکی اوپر نہ جائے گی اور بوقت ملاقات ُرا، ُرا اس پر غضبناک ہوگا مگر یہ کہ توبہ کرے۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ جو بندہ بطور تکبر راستے پر چلے اور لباس فاخرہ پہن کر تکبر کرے تو خدا ایسے کو دوزخ کی ڈھلان سے دوزخ کی تہہ میں پھینک دے گا اور وہ قارون کے ساتھ دوزخ میں سکونت پذیر ہو گا کیونکہ قارون وہ پہلا شخص ہے کہ جس نے تکبر کیا اور خدا نے اس کی املاک و زمین بوس کر دیا اور دفن کیا کیونکہ اس نے خدا کی خدائی کا مذاق اڑایا تھا۔ پھر آپ(ص) نے فرمایا کہ جو کوئی عورت کے مہر میں ستم کرے وہ خدا کے ہاں زنا کار ہے روزِ قیامت خدا اسے کہے گا کہ میں نے اپنی کنیز تیری زوجیت میں دی مگر تو نے میرے عہد و وفا نہ کیا اور اس سے ظلم کیا خدا اس شخص کی نیکیاں اس عورت کے حساب میں لکھ دے گا جو کہ اس کے حق مہر کے برابر ہونگی اور اگر وہ نیکیاں نہ رکھتا ہو گا تو اسے اس عہد شکنی کی بدولت دوزخ میں گرائے گا۔

آپ(ص) نے فرمایا کہ جو کوئی شہادت چھپائے گا خدا اس کے گوشت و اس کی خوراک بنادے گا اور ایسے کے بارے میں خدا کا ارشاد ہے کہ "گواہی مت چھپاؤ اور جو کوئی گواہی چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہے۔" (بقرہ، ۲۸۳)

پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ جو کوئی اپنے ہمسر کو تکلیف دے اس پر خدا نے بوئے بہشت و حرام قرار دیا اور اس کی جگہ دوزخ مقرر کیا جو کوئی اپنے ہمسائے کو ضائع کرے (اسے ہاتھ سے کھو دے) وہ ہم میں سے نہیں اور یہ کہا گیا ہے، جناب رسول خدا(ص) فرماتے ہیں کہ جبرائیل(ع) نے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں مجھے پے در پے تاکید کی اور اتنی زیادہ کی کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ اسے وارثت میں حصے دار بنا دیا جائے اور جناب جبرائیل(ع) نے مجھے غلاموں اور کنیزوں کے بارے میں پے در پے نصیحت کی کہ مجھے یہ خیال پیدا ہو کہ کوئی مدت مقرر کی جائے گی اور انہیں ایک مقررہ مدت کے بعد آزاد کر دیا جائے گا علی ہذا مجھے مسواک کرنے کی یہاں تک نصیحت کی کہ میں نے خیال کیا کہ کہیں اسے واجب قرار نہ دے دیا جائے۔ اور مجھے پے در پے عبادت کی وصیت کی گئی یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ راتوں کا سونا موقوف ہو جائے گا اور جو کوئی غریب کسی مسلمان کو کم حیثیت شمار کرے اس نے خدا کے حق کو کم شمار کیا خدا ایسے کو روز قیامت کم درجہ شمار کرے گا سوائے اس کے کہ توبہ کرے آپ(ص) نے فرمایا جو کوئی مسلمان فقیر

کا احترام کرے گا۔ خدا روز قیامت اس سے راضی ہے اور جو کوئی ہمزگی اور شہوت رانی کے لیے آمادہ ہے مگر خوف خدا کی وجہ سے دور رہتا ہے تو ایسے شخص کو خدا روزِ قیامت دوزخ سے دور ہٹائے گا اور اسے خوفِ عظیم سے امان دے گا۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کچھ قرآن میں فرمایا گیا ہے اس پر عمل کرو ارشاد خداوندی ہے کہ "اس بندے کے لیے اس کے پروردگار کے ہاں مقام دو بہشت ہیں کہ جو اس سے ڈرتا ہے۔" (سورہ رحمٰن) آگاہ رہو کہ جو بندہ آخرت و دنیا میں اس کے سامنے اس حالت میں آئے کہ دنیا و آخرت پر ترجیح دیتا ہو وہ کوئی نیک عمل نہ رکھتا ہو گا کہ جسے آخرت میں پائے اور جو کوئی آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتا ہے خدا اس سے راضی ہوگا اور اس کی برائیوں کو معاف فرمائے گا اور جو کوئی اپنی آنکھ کو حرام سے پر کرے گا خدا قیامت کے دن اس کی آنکھ کو دوزخ سے پر کرے گا مگر یہ کہ توبہ کرے اور واپس پلٹ آئے۔ پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کرے تو خدا تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہوتا ہے اور جو کسی غیر محرم عورت کو حرام کی نیت سے لے گئے تو اسے کسی شیطان کے ساتھ زنجیر میں جکڑ کر آگ میں رکھا جائے گا۔ جو کوئی کسی مسلمان کے ساتھ خرید وفروخت میں دھوکہ کرے گا وہ ہم میں سے نہیں اور روزِ قیامت یہود کے ساتھ محشور ہوگا کیونکہ یہ (یہود) تمام لوگوں سے زیادہ دھوکہ دینے والے ہیں۔ جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا کہ اپنے ہمسائے کے گھر کھانے پینے کی چیز بھیجنے میں گریز نہ کرو اور جو ایسا کرے گا خدا قیامت کے روز اس کے خیر کو اس سے روکے گا اور اسے چھوڑ دے گا اور یہ کیا برا حال ہے اور جو عورت اپنے شوہر کو زبان سے تکلیف دے خدا اس کا صدقہ و عدالت قبول نہ فرمائے گا اور جب تک وہ اپنے شوہر کو راضی نہیں کر لے گی اس کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی چاہے وہ عبادات شبینہ اور تمام عمر کی روزہ دار ہی کیوں نہ ہو، چاہے وہ خدا کی راہ میں غلام آزاد کرنے والی اور خدا کی راہ میں ہتھیار بند گھوڑے مجاہدین کو مہیا کرنے والی ہی کیوں نہ ہو اور وہ تمام مرد و زن میں سے پہلی عورت ہوگی جو دوزخ میں جائے گی۔ اور مردوں کے لیے بھی اسی طرح ہے کہ اگر وہ ان (عورتوں) کے لیے ستم گار ہوں گے تو یہی کچھ پائیں گے آگاہ ہو جاؤ کہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو طمانچہ مارے گا تو خدا

اس کی ہڈیاں قیا ت کے روز یکیرے دے گا او وہ تکلیف سے پچنا ہوا محشر میں آئے گا یہاں یک کہ دوزخ میں رگا یا ۔ائے مگر یہ کہ توبہ کرے۔

َ پھر آپ(ص) نے رفما یا کہ غیبت نہ کرو جو وئی اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کرے گا اس کا روزہ و وضو با ل ہے اور قیا ت کے روز اس کی بدبو ندے مردار کی مانند کہ جس سے ال محشر تکلیف میں متبلا ہونگے اور اگر توبہ سے پہلے مر یا تو اس کے حلال نرا ن حرام نرا شمار کیے جائیں گے اور جو وئی الت توبہ سے پہلے گذر کرے اوررد باری کا مظاہرہ کرے تو نرا اسے ایک شہید کے مواق اجر عطا کرے گا جو وئی اپنے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کسی محفل میں سنے اور پھر اس کا دفاع تو نرا اس کی برائی کی ہزاروں دروازوں سے اسے پلٹا دے گا اور اگر دفاع کرنے کی طاقت رکھنے کے با وجود اس کا دفاع نہ کرے تو غیبت کرنے والے شریک ہے، جناب ر ول نرا(ص) نے خیانت سے رتہ بار نع رفما یا اور رفما یا کہ جو وئی دنیا میں کسی امانت میں خیانت کرے گا اور اسے اس کے ال وہ نہ دے گا یہاں تک کہ موت اسے (خیانت کرنے والے) و گیرے تو اس کا میری ا ت سے وئی واسہ نہیں ہے وہ نرا سے اس ال میں لے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

َ پھر آپ(ص) نے رفما یا کہ جو وئی کسی کے خلاف جھوٹی گواہی دے تو وہ نافقین کے ساتھ اسفل دوزخ(دوزخ کا انتہائی ذلیل طبقہ) میں آویزان ہوگا۔ اور وئی کسی خیانت شدہ امانت و کسی دلیل کے ذریعے درست جانے تو وہ خود خائن کی مانند ہے،جو وئی کسی مسلمان کی حق تلفی کرے تو نرا بر ت رزق و اس پر حرام کرتا ہے مگر یہ کہ توبہ کرے جو وئی کسیکی برائی سنے اور اور َ پھر دوسروں پر فاش کرئے تو وہ اس برائی کے مرتکب ہونے والے کی رح ہے جس کسی سے وئی مسلمان بھائی قرض لینا چاہے اور وہ نہ باوجود استطا ت رکھنے کے قرض نہ دے تو نرا تعالی اس پر بہشت کی خوشبو حرام کردیتا ہے جو وئی عورت کی کج خلقی پر خوف نرا سے صبر کرے تو حق تعالی اسے کرنے والوں کا ثواب دیتا ہے۔ اور عورت اپنے خاوند سے میل جول اورر دارات نہ کرے اور اس پر فرمائشوں کا بوجھ ڈال دے جن کے پورا کرنے کی اس(مرد) میں استطا ت نہیں تو حق تعالی اس(عورت) کی وئی نیکی قبول نہیں کرے گا اور بروز قیا ت اس سے ناخوش ہوگا جو وئی اپنے

مسلمان بھائی کی عزت کرے وہ ایسا ہے کہ اس نے رب العزت و گرامی و بزرگ اد ا۔

اور جناب رسول خدا(ص) نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص کسی ایسے گروہ کی نماز کی امامت کرے کہ جو اس سے راضی نہ ہوں اور جو شخص کسی گروہ کی پیش امامت ان کی رضامندی سے کرے اور نماز کے لیے درست وقت پر حاضر ہو اور نماز و مدگی کے ساتھ بجا لائے تو سب نمازیوں کے برابر اسے ثواب عطا ہوگا اور نمازیوں کے ثواب میں کوئی کچھ کمی واقع نہ ہوگی اور جو کوئی کسی گروہ کی اجازت سے نماز پڑھائے مگر اراکین نماز درستی سے نہ بجا لائے تو ایسے شخص کی نماز اسے پلٹا دی جائے گی اور اس کی نماز اس کے گلے سے آگے نہ بڑھے گی اور اس پیش نماز کا مقام ستم کار امام کی مانند ہوگا اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا کہ وہ اس بات کا خود ہی ذمہ دار ہے کہ وہ اصلاح رعیت نہیں چاہتا جو کوئی کسی عزیز یا رشتہ دار کے پاس اس کی ملاقات کو جائے اور اپنے ہمراہ کچھ مال اس کے واسطے لے جائے تو خدا تعالی سو شہیدوں کا ثواب اسے عطا کرے گا اور ہر قدم پر چالیس ہزار نیکیاں اس کے واسطے لکھی جائیں گی، چالیس ہزار گناہ معاف فرمائے جائیں گے اس کے چالیس ہزار درجات بلند کیے جائیں گے اور ایسا ہوگا کہ گویا اس نے سو برس عبادت کی ہو جو کوئی کسی اندھے کی دنیاوی حاجات میں سے کوئی حاجت پوری کرے اور اس کی حاجت کی خاطر اسے کوئی سفر یا مسافت طے کرنی پڑے تو خدا تعالی اسے دوزخ سے امان دے گا اور اس کی ستر دنیاوی حاجات برلائی جائیں گی اور جب تک وہ اس نابینا سے ہو کر واپس نہ آجائے رحمتِ الٰہی اس کے شامل حال رہے گی۔ جو کوئی ایک شب و روز بیمار رہے اور عبادت کرنے والوں سے اپنی بیماری بیان نہ کرے (تکلیف پر صبر کا مظاہرہ کرے) تو حق تعالی اس کو حضرت ابراہیم(ع) خلیل اللہ کے ساتھ محشور کرے گا یہاں تک کہ وہ ان کے ہمراہ پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائے گا جو شخص کسی بیمار کی کوئی حاجت بر لانے میں کوشش کرے خواہ وہ حاجات پوری نہ ہوں یا ہو جائے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاکیزہ ہو جائے گا کہ جیسے شکم مادر سے اسی دن بر آمد ہوا ہو، انصار میں سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) اگر وہ بیمار اس کے اہل خانہ سے ہو تو اسے کچھ زیادہ ثواب لے گا یا نہیں تو جناب رسول خدا(ص) نے ہاں میں جواب ارشاد فرمایا۔

َ پھر فرمایا آگاہ رہو کہ جو شخص کسی مرد مومن سے دنیا کی سختی اور غموں میں سے کوئی غم و سختی دور کرے گا تو حق تعالی اس و آخرت کے غموں سے امان دے گا دنیکی ۔ بلاؤں میں سےَ بہتر (۷۲) بلائیں اس سے دور کرے گا اور دنیا کی بلاؤں میں سے آسان تر دردِ شکم ہے اور آخرت کے گناہوں میں سےَ بہتر(۷۲) گناہ معاف کرے گا،َ پھر فرمایا کہ جو شخص کسی سے اپنا حق طلب کرے اور وہ اس کے ادا کرنے میں باوجود استطاعت رکھنے کے تاخیر کرے تو خدا ہر روز ناجائز جبری محصول وصول کرنے والے کے گناہوں کے برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ درج کرے گا آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص کسی سلطان ناحق کی قربت کی خاطر کسی کو تازیانہ مارے یا ظلم کرے تو ایسے پر روزِ قیامت خدا ایک آتشین اژدے کو مسلط کرے گا جس کی لمبائی ستر زراع ہوگی اور یہ کیا برا ٹھکانہ ہے۔ جو کوئی کسی برادر مسلم کے ساتھ کچھ احسان کر کے جتلائے تو خدا تعالی اس کے عمل حبط (ضائع) کردیتا ہے اور اسے کچھ ثواب نہیں دیتا خدا فرماتا ہے کہ مین نے احسان جتلانے والے، سخن چین اور بخیل پرَ بہشت حرام کردی ہے، جو کوئی صدقہ دے اسے ایک ایک درھم کے بدلے نعمت ہائےَ بہشت سے وہ ا ر کے برابر حصہ ملے گا اور جو کوئی کسی محتاج کو دینے کے واسطے صدقہ اٹھا کر لے جائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا اور دینے والے کے ثواب میں سے کچھ کم نہ ہوگا، جو کوئی نماز جنازہ پڑھے گا تو ستر ہزار فرشتے اس نماز جنازہ پڑھنے والے کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور خدا اس کے گناہوں کو معاف کردے گا اور اگر وہاں اس وقت تک ٹھہرا رہے کہ مرحوم کو سپرد خاک کیا جائے تو اس کے واسطے جو قدم اٹھائے گا وہ ایک قیراط کے برابر اجر رکھتا ہے اور ایک قیراط وہ ا ر کے برابر ہے کہ جو کچھ اس میں ہے نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ ہی کسی کان نے کبھی سنا اور نہ ہی کبھی کسی انسان کے تجربے میں آیا، آگاہ رہو کہ مسجد میں جاکر با جماعت نماز ادا کرنا ہر عمل میں ستر ہزار نیکیوں کا اجر رکھتا ہے اور اس با جماعت کی ادائیگی کرنے والے کو یہ حق ہوگا کہ وہ چالیس ہزار آدمیوں کی شفاعت کرے اور انہیںَ بہشت میں لے جائے اور اگر اسی عمل پر کاربند رہتے ہوئے اس کی موت واقع ہو جائے تو خدا اس کی قبر میں عبادت کے لیے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا جو

اس کی تنہائی میں اس سے موانست کریں گے اور اس کے محشر میں جانے تک اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہیں گے، جو شخص رضائے الہی کی خاطر اذان دے خدا اسے چالیس ہزار شہدا اور چالیس ہزار صادقین کا ثواب عطا کرے گا اور اسے حق بخشے گا کہ وہ چالیس ہزار گناہ گاروں کی شفاعت کرے اور انہیں بہشت میں لے جائے آگاہ رہو کہ جب موذن " اشہد ان لا الہ الا اللہ " کہتا ہے تو اس پر نوے ہزار فرشتے درود بھیجتے ہیں اور اس کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں وہ موذن قیامت کے دن عرش الہی کے سائے میں ہوگا یہاں تک کہ خدا خلائق کے حساب سے فارغ ہو جائے۔" اشہد ان محمدا الرسول اللہ" کہنے کا ثواب بھی ایسے ہی چالیس ہزار فرشتے ہیں، باجماعت نماز کی صف اول اور تکبیر اول میں شریک ہونے کا ہمیشہ خیال رکھے اور کسی مسلمان کی دل آزاری نہ کرے تو خدا تعالی اسے دنیا و آخرت میں تمام موذنوں کے برابر اجر عطا کرے گا۔ آگاہ رہو کہ جو کوئی اپنی قوم کا رئیس و سردار ہے (اور خدا کے احکامات پر نہیں چلتا) تو خدا تعالی روز قیامت اس کے ہاتھ گردن میں بندھوا کر طلب کرے گا اور اگر اس نے دستور خدا کے مطابق ان پر حکومت کی ہوگی تو خدا اسے دوزخ کے شعلوں سے ہزار سال دور رکھے گا ورنہ خدا اسے عذاب دے گا اور ستمگار و ظالم حکمران کے لیے دوزخ ہے اور اور یہ کیسا برا انجام ہے۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کہ بدی و ہرگز حقیر نہ جانو ہر چند کہ تمہاری نظر میں وہ خفیف دکھائی دے اور کسی نیکی کو بڑا نہ جانو ہر چند کہ تمہاری نظروں میں وہ بڑی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ استغفار کرنے سے گناہ کبیرہ، کبیرہ نہیں رہتا اور بار بار کرنے سے گناہ صغیرہ، صغیرہ نہیں رہتا بلکہ گناہ صغیرہ پر اصرار کر کے توبہ نہ کرو گے تو وہ کبیرہ کی شکل اختیار کر لے گا۔

امام ہشتم نے فرمایا کہ یہ طولانی روایت کتاب سے فراہم شدہ ہے اور جناب امیرالمومنین(ع) کے ہاتھ کی تحریر ہے جو کہ جناب رسول خدا(ص) سے املاء کی گئی ہے۔

مجلس نمبر ٦٧

(١٦ جمادی الاول سنہ ١٣٦٨ھ)

حسن بصری کا بیان

١۔ سعد کہتے ہیں کہ حسن بصری وہاں آیا کہ ان کے اصحاب میں سے ایک شخص ان پر یہ الزام لگاتا ہے کہ وہ جناب علی بن ابی طالب(ع) کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں تو حسن بصری نے اپنے اصحاب و جمع کر کے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اس شخص پر اپنے گھر کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کردوں اور خود بھی اس دم مرگ تک ملوں و سمجھ رہے جہاں لگتا ہے کہ میں علی(ع) کا رتبہ گھٹاتا ہوں جان لو کہ علی(ع) بہترین بندوں میں سے ہیں اور پیغمبر(ص) کے انیس و جلیس ہیں وہ مصیبت کے وقت ان سے مصیبت و دور فرمایا کرتے تھے وہ میدان جنگ میں (کفار و) قتل کرنے والوں میں سے ہیں تمہارے درمیان سے ایسا بندہ تم سے جدا ہوا جو قرآن و اس کے کمال کے ساتھ جاتا تھا، جو علم وافر رکھتا تھا، جس کی مانند کسی کی شباہت نہیں تھی، جسے وہ اپنے پروردگار کی اطاعت میں قید رکھتا تھا (شباہت و) وہ سختی میں صابر اور مصیبت کے وقت شاکر تھے وہ اپنے پروردگار کی کتاب پر عمل کرتے اور پیغمبر(ص) کے خیر خواہ ان کے چچا کے بیٹے اور ان(ص) کے بھائی تھے اور پیغمبر(ص) نے ان کے سوا کسی کے ساتھ مواخات نہیں کی وہ شب ہجرت بستر رسول(ص) پر سونے والے اور خرد سالی میں ان کے ہمراہ جہاد کرنے والوں میں سے تھے بزرگی میں ان کی مانند کوئی نہ تھا وہ نامور پہلوانوں اور ماہر شہسواروں و زیر کرنے والے تھے اور یہ سب کچھ صرف دین الٰہی کے واسطے تھا بوقت وصال جناب رسول خدا(ص) نے ان سے جو وصیت فرمائی جس کے ساتھ وہ تا دم رخصت متمسک رہے، مخالف ان پر کبھی غلبہ نہ پاسکا وہ دانشمندتر اور فہم ترین بزرگ تھے اور اسلام میں تمام پر سبقت رکھتے تھے جو مناقب انہیں حاصل تھے وہ کسی اور کو نہیں ملے وہ فضیلت میں سب سے بلند ترین تھے ان پر کبھی خواہشات شہوانی غلبہ نہ پاسکیں۔ وہ خدا کے کاموں میں کبھی غفلت نہ برتتے

تھے۔ وہ صاحب طہارت تھے۔ وہ نماز میں خدا کے سامنے خشوع سے حاضر ہوتے۔ خود و انہوں نے لذات دنیا سے منہ پھیرا رکھا اور ہمیشہ خوش اخلاقی و پرہیز شعار بنائے رکھا۔ وہ ہمیشہ نیکیوں و مقدم رکھتے۔ وہ پیغمبر(ص) کی روش کے پیرو کار تھے اور اپنے پیچھے آثار ولایت چھوڑ کر رخصت ہوئے۔ میں کس طرح ان کی فضیلت کا منکر ہوسکتا ہوں اور خود و ضلالت میں مبتلا کرسکتا ہوں۔ میں کسی ایسے و نہیں بنتا جو انہیں برا بھلا کہتا ہو۔میں کسی ایسے و نہیں بنتا جو انہیں برا کہتا ہو۔ تم لوگ مجھے آزاد چھوڑ دو اور راہ ضلالت سے دور رہو۔

منصور دوانیقی اور فضائلِ علی(ع)

۲۔ سلیمان اعمش کہتے ہیں کہ ابو جعفر منصور دوانیقی نے مجھے ایک مرتبہ رات کے وقت بلوا بھیجا ۔میرے دل خوف پیدا ہوا کہ رات کے اس پہر مجھے بلانا کسی خطرناک ارادے سے خالی نہیں وہ ضرور مجھ سے فضائل علی(ع) سننا چاہتا ہے اور اگر میں نے اس سے جناب امیر(ع) کے فضائل بیان کیے تو وہ مجھے قتل کروادے گا یہ سوچ کر میں نے اپنی وصیت لکھی اور پھر غسل کرنے کے بعد خود وحنوط کر کے (مشک کافور لگا کر) کفن پہنا اور اس کے پاس چلا گیا میں نے دیکھا کہ اس کے پاس عمرو بن عبید بیٹھا ہوا ہے یہ دیکھ کر میرے دل و کچھ ڈھارس ہوئی میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے قریب بلایا میں تھوڑا قریب ہوا تو اس نےمزید نزدیک آنے کا کہا میں اس کے بالکل نزدیک جاکر بیٹھ گیا اور قریب تھا کہ اس کا زانو میرے زانو کے ساتھ مل جاتا تو اسے مجھ سے حنوط کی خوشبو محسوس ہوئی اس نے کہا جو میں پوچھوں وہ سچ بیان کرو ورنہ میں تجھے سولی پر لٹکا دوں گا میں نے کہا اے امیرالمومنین(ع) آپ جو پوچھنا چاہیں پوچھیں اس نے کہا تونے حنوط کیوں کیا ہے میں نے کہا کہ جب آپ کا ہر کارہ مجھے آپ کا پیغام دینے آیا تو میں نے خیال کیا کہ آپ کا اس وقت بلانا صرف اسی لیے ہے کہ آپ مجھ سے فضائل علی(ع) دریافت کرنا چاہتے ہیں میں ڈر گیا کہ کہیں آپ مجھے قتل نہ کردیں اس لیے میں نے اپنا وصیت نامہ تیار کر کے غسل کیا اور خود و حنوط کر کے کفن پہنا اور آپ کے پاس چلاآیا ۔ منصورہ جو اس وقت تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھا اٹھ کر بیٹھ گیا

اور کہنے گا'' لا حول ولا قوۃ الا باللہ'' اے سلیمان میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے پتاکہ تجھے فضائل علی(ع) میں کتنی حدیثیں یاد ہیں، میں نے کہا تقریبا دس ہزار سے زائد منصور نے کہا اے سلیمان میں تجھے فضیلت علی(ع) میں ایک ایسی خبر سناؤں کہ جتنی حدیثیں تجھے یاد ہیں وہ تجھے بھول جائیں میں نے کہا اے امیرالمومنین بیان کریں اس نے کہا کہ بنی امیہ کے دور میں جب میں ان (بنی امیہ) سے بھاگا پھرتا تھا اور مختلف شہروں میں گشت کیا کرتا تھا تو افرادی قوت اکٹھی کرنے کی خاطر میں لوگوں کو فضائل علی(ع) میں بیان کردہ احادیث سنا کر ہم خیال بنایا کرتا تھا لوگ مجھے کھانا کھلایا کرتے اور زادراہ دیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ میں ملک شام کے شہروں میں پھر رہا تھا اور میں نے ایک بوسیدہ عبا پہنی ہوئی تھی جب کہ اس کے علاوہ کوئی اور لباس میرے پاس نہ تھا اس وقت مجھ پر شدید پیاس کا غلبہ تھا ناگاہ مجھے اذان سنائی دی میں نے خود سے کہا کہ پہلے نماز پڑھ لوں پھر اس کے بعد لوگوں سے کھانا مانگوں گا میں مسجد میں چلا گیا اور پیش نماز ہمراہ ادا کی جب اس نے سلام پھیرا تو میں نے دیکھا کہ دو لڑکے مسجد میں داخل ہوئے ہیں انہیں دیکھ کر پیش نماز نے کہا مرحبا اے فرزند مرحبا اور ان پر سلام بھیجے جن کے ہم نام ہو میں نے اپنے پہلو میں بیٹھے ایک شخص سے پوچھا کہ ان دونوں لڑکوں کا اس پیش امام سے کیا تعلق ہے اس آدمی نے بتایا کہ یہ دونوں لڑکے اس پیش امام کے پوتے ہیں اور یہ ان کا دادا ہے اس شہر میں اس کے سوا کوئی علی(ع) کو دوست نہیں ہے اس نے ان دونوں لڑکوں کا نام حسن(ع) و حسین(ع) رکھا ہے میں نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوا اور اس پیش امام کے پاس چلا گیا اور اس سے کہا کہ اگر آپ کو منظور ہوتو میں ایک ایسی خبر آپ سے بیان کروں جس سے آپ کی آنکھیں روشن ہو جائیں، اس نے کہا اگر تم میری آنکھیں روشن کروگے تو میں تمہاری آنکھیں روشن کروں گا۔ میں نے اس بتایا کہ مجھے میرے والد نے اپنے دادا کے حوالے سے خبر دی ہے کہ ایک دن میں (منصور کا جد عباس) جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے فاطمہ(س) تم کیوں رو رہی ہو انہوں نے کہا بابا! حسن(ع) و حسین(ع) کہیں چلے گئے ہیں اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ وہ کہاں ہیں

اور انہوں نے رات کہاں گزاری ہے آپ(ص) نے رفماد یا اے فاطمہ(س) گریہ نہ کرو جس ٰ‌را نے انہیں پیدا کیا وہ ان کی حفاظت فرمائے گا وہ تم سے زیادہ ان پر مہربان ہے پھر جناب ر ول ٰ‌را(ص) نے دعا کے لیے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور عرض کیا رٰ‌دایا اگر حسنین(ع) کسی صحرا یا دریا میں ہیں تو تو ان کی حفاظت فرما اور انہیں سلامت رکھ آپ(ص) نے یہ دعا فرمائی تو جبرائیل(ع) تشریف لائے اور جناب ر ول ٰ‌را(ص) سے کہا اے محمد(ص) ٰ‌را تجھے سلام دیتا ہے اور فرما ہے کہ تم پریشان نہ ہو تیرے فرزند دنیا و آخرت میں افضل ہیں اور ان کا باپ(ع) ان سے افضل ہے یہ دونوں بنی نجار کے باغ میں ہیں اور آرام فرما رہے ہیں ٰ‌را نے ان کی حفاظت پر ایک فرشتہ کو معمور کیا ہے جس نے ایک پر ان کے نیچے فرش پر بچھایا ہوا ہے اور دوسرے پر سے ان پر سایہ کیے ہوئے ہے، پیغمبر(ص) یہ سن کر شاد ہوئے اور اپنے اصحاب کے ہمراہ بنی نجار کے باغ کی طرف چل پڑے وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حسن(ع) و حسین(ع) ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر لیٹے ہوئے ہیں اور آرام فرما رہے ہیں اور ایک فرشتے نے ان پر اپنے ایک پر سے سایہ کیا ہوا ہے اور دوسرے پر کو ان کے نیچے بچھایا ہوا ہے جب وہ نیند سے بیدار ہوئے تو ر ول ٰ‌را(ص) نے حسن(ع) کو دوش مبارک پر سوار کیا اور جبرائیل(ع) نے حسین(ع) کو اٹھایا اور اس طرح سے باہر آئے جناب ر ول ٰ‌را(ص) نے رفماد یا ٰ‌را کی قسم میں آج لوگوں کو بتاؤں گا کہ ٰ‌را نے تمہیں کس فضیلت سے سرفراز کیا ہے۔ لوگوں کو جبرائیل نظر نہ آتے تھے اور لوگ یہی سمجھ رہے تھے کہ جنابِ حسن(ع) اور جناب حسین(ع) دونوں کو جناب ر ول ٰ‌را(ص) نے ہی دوش مبارک پر اٹھایا ہوا ہے لہذا حضرت ابوبکر نے ر ول ٰ‌را(ص) سے عرض کیا کہ یا ر ول اللہ(ص) اگر آپ(ص) اجازت دیں تو دونوں بچوں میں سے ایک کو اٹھالوں تاکہ آپ(ص) کا بوجھ ہلکا ہو جائے تو جنابِ ر ول ٰ‌را(ص) نے انہیں رفماد یا، اے ابوبکر ان دونوں کو اٹھانے والے دو اشخاص ہیں اور دونوں ہی نیک ہیں اور یہ دونوں نیک سوار ہیں ان کا باپ ان سے بھی نیک ہے پھر آپ(ص) دونوں بچوں کو لیے ہوئے مسجد پہنچے اور بلال(رض) سے رفماد یا اے بلال منادی کر کے لوگوں کو میرے پاس جمع کرو منصور کے بر کہتے ہیں کہ جس وقت بلال نے منادی کی اور مدینہ کے لوگوں کو اکٹھا کیا میں وہیں تھا لوگوں کے مسجد میں جمع ہونے پر ر ول ٰ‌را(ص) کھڑے ہوئے اور رفماد یا اے لوگو کیا میں تمہیں ایسے لوگوں سے مطلع نہ کروں کہ جو تم سب سے بہترین ہیں

اور جن کا نسب سب سے افضل ہے لوگوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے فرمایا یہ حسن(ع) و حسین(ع) ہیں کہ ان کے والد علی بن ابی طالب(ع) ہیں جو خدا اور اسکے رسول کو دوست رکھتے ہیں اور خدا اور اس کا رسول(ص) دوست رکھتا ہے ان کی والدہ فاطمہ(س) دختر رسول خدا(ص) ہے ان کے نانا محمد رسول اللہ(ص) ہیں اور ان کی نانی خدیجہ دختر خویلد ہے پھر فرمایا اے لوگو کیا میں تمہیں بہترین چچا و بہترین پھوپھی سے آگاہ نہ کروں تو لوگوں نے کہا فرمائیے یا رسول اللہ(ص)، آپ(ص) نے فرمایا حسن(ع) و حسین(ع) کے چچا جعفر بن ابی طالب(ع) ہیں جو فرشتوں کے ساتھ بہشت میں پرواز کرتے ہیں اور ان کی پھوپھی ام ہانی دختر ابی طالب(ع) ہیں پھر آنحضرت(ص) نے فرمایا اے گروہ مردم کیا میں تمہیں بہترین خالہ و ماموں کے بارے میں نہ بتاؤں لوگوں نے کہا بتائیے یا رسول اللہ(ص)، آپ نے فرمایا یہ حسن(ع) و حسین(ع) ہیں کہ جن کے ماموں قاسم پسرِ رسول خدا(ص) ہیں اور ان کی خالہ زینب بنت رسول خدا(ص) ہیں پھر جناب رسول خدا(ص) نے لوگوں کو اپنا ہاتھ جس کی انگلیاں ملی ہوئی تھیں دکھایا اور فرمایا روزِ قیامت خدا ان سب کو ہمارے ساتھ اس ہاتھ کی مانند محشور فرمائے گا (یعنی ہاتھ کی انگلیوں کی طرح ایک دوسرے سے برابر نہ ہوں گے) پھر فرمایا اے لوگو یا تو جانتا ہے کہ حسن(ع) و حسین(ع) اہل بہشت سے ہیں ان کے والدین اہل بہشت سے ہیں، ان کے چچا اور پھوپھی اہل بہشت میں سے ہیں ان کے ماموں اور خالہ اہل بہشت سے ہیں خدایا تو جانتا ہے کہ جو انہیں دوست رکھتا ہے وہ اہل بہشت میں سے ہے اور جو کوئی انہیں دشمن رکھتا ہے اور وہ اہل دوزخ میں سے ہے۔ جب اس امام مسجد نے مجھ سے یہ خبر سنی تو پوچھا اے نوجوان تم کون ہو۔ میں نے کہا اہل کوفہ سے ہوں اس نے کہا عربی ہو یا عجمی میں نے کہا عربی اس نے کہا تم ایسی (قیمتی) حدیث بیان کرتے ہو مگر کپڑے بوسیدہ پہنتے ہو یہ کہہ کر اس نے مجھے ایک عبادی اور مجھے ایک خچر دان دیا (جسے بعد میں میں نے سو اشرفیوں کے عوض فروخت کیا) پھر اس امام مسجد نے مجھے کہا اے نوجوان تو نے میری آنکھوں روشن کردی ہیں خدا تیری آنکھیں بھی روشن کرے اب میں بھی تیری آنکھوں کو روشن کرنے کے لیے تجھے ایک شخص کا پتہ بتلاتا ہوں میں نے کہا بتائیے اس نے کہا میرے دو بھائی اور بھی ہیں ان میں سے ایک پیش نماز ہے اور دوسرا موذن ہے جو پیش نماز ہے وہ شکم مادر سے لے کر اب تک علی(ع) کا حب دار ہے

اور جو موذن ہے وہ شکم مادر سے لے کر مرنے تک علی(ع) سے دشمنی رکھتا ہے میں نے اس امام مسجد سے کہا کہ آپ مجھے اس حب دار علی(ع) کا پتہ بتائیں اس امام مسجد نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے بھائی کے دروازے پر چھوڑ دیا۔

میں نے اس کے دروازے کی زنجیر ہلائی تو وہ برآمد ہوا اور مجھے دیکھ کر کہنے لگا خدا میں تیرے لباس و چہرے کو پہچان گیا ہوں کیا تجھے یہ لباس فلاں شخص نے صرف اس لیے نہیں دیا کہ تونے اسے جناب رسول خدا(ص) کی وہ حدیث سنائی جو کہ ان(ص) کے برادر علی بن ابی طالب(ع) کی فضیلت میں ہے سنائی ہے میں نے اقرار کیا تو اس نے کہا کوئی ایک حدیث میرے لیے بھی بیان کر تو میں نے کہا کہ میرے باپ نے اپنے دادا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن ہم رسول خدا(ص) کے پاس بیٹھے تھے کہ اچانک فاطمہ(س) گریہ کرتے ہوئے جناب رسول خدا(ص) کے پاس آئیں جناب رسول خدا(ص) نے ان کے گریہ کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگیں بابا ان قریشی کی عورتیں مجھے طعنہ دیتی ہیں باپ نے تجھے ایک غریب آدمی کے ساتھ بیاہ دیا ہے۔

جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے فاطمہ(س) گریہ نہ کرو علی(ع) سے تمہاری تزویج میں نے نہیں کی بلکہ خدا نے کی ہے اور جس پر جبرائیل(ع) و میکائیل(ع) کو گواہ بنایا ہے اور خدا نے اپنی تمام مخلوق میں تمہارے والد(ص) کو اختیار کیا ہے اور اسے پیغمبری سے سرفراز کیا ہے اور تیری تزویج اس سے کی ہے جو میرا وصی ہے، وہ شجاع ترین و بردبار ترین لوگوں میں سے ہے وہ اسلام لانے میں ان کا نام توریت میں شبر(ع) و شبیر(ع) ہے اور خدا کے ہاں گرامی ہے اے فاطمہ(س) گریہ نہ کرو خدا کی قسم روز قیامت ہوگا تو تمہارے باپ کو دو حلے پہنائے جائیں گے اور علی(ع) کو بھی دو حلے عطا کیے جائیں گے۔ اس وقت لواء حمد میرے ہاتھ میں ہوگا جو میں علی(ع) کو دوں گا کیونکہ وہ خدا کے نزدیک گرامی ہے اے فاطمہ(س) گریہ نہ کرو جب میں رب العالمین کے ہاں بلایا جاؤں گا تو علی(ع) میرے ہمراہ ہوں گے اور میرے ہمراہ شفاعت کریں گے۔ اے فاطمہ(س) گریہ نہ کرو۔ روز قیامت کی سختیوں میں منادی ندا دے گا اور کہے گا اے محمد(ص) تمہارے جد ابراہیم(ع) کیا ہی اچھے ہیں اور تمہارے بھائی علی بن ابی

طالب(ع) کیا ں نیک ں، اے فاطمہ(س) بہشت کی کنجیاں اٹھانے میں علی(ع) میرا مددگار ہوگا اور اس روز علی(ع) کے شیعہ ں کا یاب ہوں گے۔

جب یہ سب میں نے امام مسجد کے بھائی سے بیان کی تو اس نے کہا اے فرزند کہاں کے رہنے والے ہو میں نے کہا وطن کا پوچھا ربی وہر یا عجمی میں نے کہا ربی یہ سن کر اس نے مجھے تیس لباس دیے اور دس ہزار درہم عطا کیے اور کہا اے نوجوان تو نے مجھے شاد کیا اور میری آنکھوں میں نور بڑھا دیا میری تجھ سے ایک درخواست ہے کہ کل فلاں مسجد میں آنا اور میرے اس بھائی و دیکھنا جو دشمنانِ علی(ع) سے ہے میں نے وہ تمام رات اس اشتیاق میں کاٹ دی کہ اس دشمن علی (ع) کو دیکھوں کہ وہ کیسا ہے جب صبح ہوئی تو میں اس مسجد میں گیا اور صف نماز میں کھڑا ہوا یہ ناگاہ ایک جوان میرے پہلو میں آکھڑا ہوا اس کے سر پر عمامہ تھا جب وہ رکوع میں گیا تو اس کا عمامہ اس کے سر سے گر پڑا میں نے دیکھا کہ اس کا چہرہ سور کا تھا۔ جب ہم نے نماز پڑھ لی تو میں نے اس شخص سے پوچھا کہ تیرا یہ حال کیونکر ہوا یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ تم میرے ساتھ میرے گھر چلو میں وہاں جاکر تم سے اپنا حال بیان کروں گا۔ میں اس کے ہمراہ اس کے گھر چلا گیا اس نے بتایا کہ میں فلاں مسجد و جماعت کا موذن تھا اور ہر روز صبح کے وقت اذان و اقامت کے درمیان ہزار مرتبہ علی(ع) پر سب و شتم کیا کرتا تھا اور بروز جمعہ سب و شتم کی یہ تعداد چار ہزار مرتبہ پہنچ جاتی پس ایک جمعہ میں جب گھر آیا تو وہ گوشہء دیوار جو تمہیں نظر آرہا وہاں تکیہ لگا کر بیٹھ گیا اسی اثناء میں مجھے نیند آگئی خواب میں میں نے قیامت کا منظر دیکھا اور دیکھا کہ جنابِ رسول خدا(ص) اور حضرت علی(ع) خوشی سے مسکرا رہے ہیں، ان کے دائیں جانب حسن(ع) اور بائیں جانب حسین(ع) کھڑے ہیں وہاں پانی کا ایک کاسہ بھی موجود تھا جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اے حسن(ع) مجھے پانی دو امام حسن(ع) نے انہیں پانی دیا جب وہ پی چکے تو کہا کہ اس جماعت کو بھی پلا دو جناب حسن(ع) نے اس جماعت کو بھی پانی پلایا پھر جنابِ رسول(ص) نے کہا کہ وہ شخص جو تکیہ لگا لیٹا ہوا ہے اسے بھی پلا دو امام حسن(ع) نے جناب رسول خدا(ص) سے کہا کہ آپ(ع) نے مجھے اس شخص کو پانی پلانے کے واسطے کہا ہے جو میرے والد(ع) پر روزانہ ہزار مرتبہ سب و شتم کرتا ہے اور آج اس نے چار ہزار مرتبہ ایسا کیا ہے یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) میرے قریب آئے

اور ارشاد فرمایا تجھ پر خدا کی لعنت ہو تو ایسا کیوں کرتا ہے حالانکہ علی(ع) مجھ سے ہے اور میں علی(ع) سے ہوں تو کیوں اس کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے یہ فرما کر جنابِ رسول خدا(ص) نے مجھے پر تھوک دیا اور پھر مجھے ٹھوکر رسید کر کے کہا اٹھ تجھ سے خدا اپنی رحمت پھیرے جب میں بیدار ہوا تو میرا سر اور چہرہ سور کی طرح ہو گیا تھا۔

ابوجعفر منصور نے مجھ سے کہا اے سلیمان کیا یہ خبر اور دو حدیثیں جو میں نے پہلے سنائیں تیرے پاس ہیں میں نے کہا نہیں تو اس نے کہا اے سلیمان علی(ع) کی محبت ایمان اور علی(ع) کی دشمنی نفاق ہے اور خدا کی قسم علی(ع) کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور علی(ع) کو دشمن نہیں رکھتا مگر منافق میں نے اس سے کہا اے امیر اگر آپ مجھے امان دیں تو کچھ عرض کروں اس نے کہا بتا کیا کہتا ہے میں نے کہا کہ آپ کا حسین ابن علی(ع) کے قاتل کے بارے میں کیا خیال ہے اس نے کہا اس کی بازگشت آگ کی طرف ہے اور وہ ہمیشہ آگ میں رہے گا میں نے کہا آپ کی فرزندانِ رسول خدا(ص) کے قاتلوں کے بارے میں کیا رائے ہے۔ اس نے کہا وہ دوزخی ہیں اور دوزخ میں رہیں گے لیکن اے سلیمان ملک و بادشاہی کی خاطر بیٹا اپنے باپ کو مار ڈالتا ہے اب تم جاؤ اور جو دیکھا اور سنا ہے اسے لوگوں سے مت بیان کرنا۔

مجلس نمبر ۶۸

(۲۰ جمادی الاول سنہ ۳۶۸ھ)

۱- امام صادق(ع) نے فرمایا ناامیدی بدن کی راحت ہے، قناعت روح کی راحت ہے اور خاموشی عقل کی راحت ہے۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی نصیحت کو دل سے قبول نہیں کرتا اور خوددار نہیں ہے وہ ہم نشین اور ساتھی نہیں رکھتا اور دشمن کو اپنی گردن پر سوار کیے رکھتا ہے۔

۳- جناب ابوالحسن موسیٰ بن جعفر(ع) نے فرمایا مرد کے عیال اس کے قیدی ہیں اور خدا اسے جو نعمت دے اسے چاہیئے کہ اس سے وہ اپنے اسیروں کو وسعت دے اور اگر ایسا نہ کرے گا تو اندیشہ ہے کہ وہ نعمت اس کے ہاتھ سے چلی جائے گی۔

۴- امام باقر(ع) نے فرمایا جو کوئی مال کو چار طریقوں سے حاصل کرے جو یہ ہیں۔ اول غبن۔ دوئم سود۔ سوئم امانت میں خیانت۔ اور چہارم چوری۔ تو اس کے چار اعمال قبول نہ کیے جائیں گے جو یہ ہیں اول ادائے زکوۃ، دوئم صدقہ، سوئم جہاد، اور چہارم حج و عمرہ آپ(ع) نے فرمایا کہ خدا مال حرام سے ادا کیے گئے حج و عمرہ کو قبول نہیں فرماتا۔

۵- امام رضا(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی مسلمان فقیر کے سلام کا جواب اسے کمتر سمجھ کر نہ دے تو روز قیامت ایسے شخص پر خدا غضبناک ہوگا۔

سلمان(رض) کا ابوذر(رض) کی ضیافت کرنا

۱- امام رضا(ع) نے اپنے پدر(ع) سے روایت کیا ہے کہ سلمان فارسی(رض) نے جناب ابوذر(رض) کو دعوت دی کہ وہ ان کے ہاں تناول فرمائیں جب ابوذر(رض)، سلمان(رض) کے گھر آئے تو انہوں نے ان کے سامنے دو سادہ روٹیاں رکھ دیں اور کہا کہ اے ابوذر(رح) تناول فرمائیں ابوذر(رح) نے ان روٹیوں کو اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ اے سلمان(رض) یہ روٹیاں کچی ہیں یہ سن کر سلمان(رح) کو غصہ آیا اور کہا تم نے یہ جسارت کیسے کی

کہ خدا کے دیئے ہوئے رزق میں نقص نکالو خدا کی قسم خدا نے زمین کو پیدا کیا پھر بادل تخلیق کیے پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ انہیں زمین پر لے جائیں پھر بجلی چمکا کر ان بادلوں کو زمین پر برسایا پھر اس زمین پر دہقان نے ہل چلایا، بیج بویا اور خدا نے اس بیج کے اگانے کے لیے زمین کو حکم دیا پھر جب یہ اناج تیار ہو گیا تو اس کو پیس اس کا آٹا بنایا گیا پھر اسے گوندھ کر لکڑیاں اکٹھی کر کے آگ جلائی گئی اور تب کہیں جاکر یہ روٹی تیار ہوئی کیا اتنے ڈھیر سارے عوامل جو اس روٹی کی تیاری میں کارفرما ہیں پر تم خدا کا شکریہ ادا کرسکتے ہو۔ ابوذر(رح) نے کہا خدا کی قسم میں آئندہ اس قسم کی جسارت سے باز رہوں گا میں خدا سے اپنے اس عمل کی مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس بات پر میں تجھ سے بھی معذرت کا خواہاں ہوں۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی صبح کے وقت صدقہ دے تو خدا اس شخص سے اس دن کی نحوست کو دور فرماتا ہے۔

محافظ حسنین(ع)

۸- امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) اور انہوں نے اپنے اجداد(ع) سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول خدا(ص) علیل ہوئے اور بی بی فاطمہ(س) ان کی عیادت کے لیے گھر سے روانہ ہوئیں، آپ نے دائیں ہاتھ میں جناب حسن(ع) اور بائیں ہاتھ میں جناب حسین(ع) کا ہاتھ تھاما اور حجرہ عائشہ میں جا پہنچیں امام حسن(ع) حضور(ص) کے دائیں پہلو اور جناب حسین(ع) حضور(ص) کے بائیں پہلو میں براجمان ہوئے کچھ ہی دیر میں جناب رسول خدا(ص) پر غنودگی چھا گئی اور آپ(ص) اس قدر گہری نیند میں جا پہنچے کہ بچوں اور بیٹی کے کافی کوشش کرنے کے باوجود آنکھ نہ کھلی یہ دیکھ کر بی بی سیدہ فاطمہ(س) نے بچوں سے کہا کہ آؤ گھر چلیں نانا کو آرام کرنے دو جب یہ اٹھیں گے تو ہم دوبارہ ان(ص) کی خدمت میں حاضر ہو جائیں گے مگر دونوں بچوں نے والدہ سے کہا کہ ہم یہیں نانا کے پاس رہنا چاہتے ہیں پھر دونوں بچے اپنے نانا کے پہلو بہ پہلو لیٹ گئے۔ جب دونوں بچوں کو نیند آگئی تو ان کی والدہ انہیں وہاں چھوڑ کر گھر چلی گئیں یہ دونوں بچے جناب رسول خدا(ص) کے بیدار ہونے سے پہلے ہی بیدار ہوئے اور بی بی عائشہ

سے کہنے لگے کہ ہماری والدہ کہاں ہیں انہوں نے کہا تمہاری والدہ کافی دیر پہلے گھر گئی ہیں۔ یہ سن کر دونوں بچے اس اندھیری رات میں کہ جب بادل گرج رہے تھے اور بجلی چمک رہی تھی گھر کی طرف چل پڑے اس اندھیرے اور تاریکی کو دور کرنے کے لیے قدرت نے ایک روشنی پیدا کردی اور یہ دونوں بچے اس روشنی میں راستہ دیکھ کر آپس میں باتیں کرتے جارہے تھے کہ بنی حذار کے باغ کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اب ہم نہیں جائیں گے جناب حسن(ع) نے جناب حسین(ع) سے کہا کہ اب اس سے آگے ہمیں راستے کا علم نہیں لہذا ہمیں اس باغ میں قیام کرنا چاہیے جناب حسین(ع) نے بھائی کی بات پر رضامندی کا ظہار کیا اور یہ دونوں بچے ایک دوسرے کے گلے میں بانہیں ڈال کر سو گئے۔

ادھر جب رسول خدا(ص) نیند سے بیدار ہوئے تو دریافت کیا کہ بچے کہاں ہیں بتایا گیا کہ گھر چلے گئے ہیں، آپ(ص) نے بی بی فاطمہ(س) کے گھر سے پتہ کروایا تو معلوم ہوا کہ وہ وہاں بھی نہیں ہیں یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) نے پریشانی کے عالم میں خدا سے دعا فرمائی کہ اے معبود، اے سیدا ے مولا۔میرے یہ دونوں فرزند بھوک کی حالت میں کہیں لاپتہ ہوئے ہیں تو ہی ان کا ضامن ہے آپ(ص) کا یہ فرمانا تھا کہ ایک نور کی شعاع نمودار ہوئی اور پیغمبر(ص) اس نور کی شعاع کی سمت روانہ ہوئے اور بنی حذار کے باغ میں جا پہنچے وہاں پہنچ کر دیکھا کہ دونوں بچے ہم آغوش ہوئے سو رہے ہیں اور کالے بادل ان کے سر پر سایہ فگن ہے جس کی وجہ سے اطراف میں بارش ہونے کے باوجود ان کے جسموں پر بارش کا ایک قطرہ بھی نہیں گررہا اور ایک عظیم الجثہ اژدھا جس کے جسم پر لمبے لمبے بال ہیں اور دو بازو جو کہ پروں سے بھر پور ہیں، ان دونوں بچوں کی حفاظت کررہا ہے اور اس نے اپنے ایک پر سے جناب حسین(ع) اور دوسرے سے جناب حسن(ع) کو ڈھانپ رکھا ہے جناب رسول خدا(ص) نے یہ دیکھ کر جیسے آگے بڑھ کر انہیں مس کرنے کی خاطر کھانسے تو وہ اژدھا بچوں کے پاس سے ہٹ کر دور جا کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ خدایا میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے تیرے اس نبی(ص) کے دونوں فرزندوں کی حفاظت کی اور انہیں بالکل صحیح و سالم تیرے پیغمبر(ص) کے حوالے کردیا ہے۔

جناب رسول خدا(ص) نے اس اژدھا سے پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا میرا تعلق نصیبین کے جنون سے ہے انہوں نے مجھے آپ(ص) کی طرف بھیجا تھا کیونکہ بن ملیح کے جن، قرآن کی ایک آیت بھول گئے ہیں میں آپ(ص) سے وہ آیت پوچھنے آیا تھا جب میں یہاں پہنچا تو مجھے ندا آئی کہ اے اژدھا یہ دونوں بچے فرزندان رسول خدا(ص) ہیں تو ان کی آفات و بلیات اور سختیوں سے حفاظت کر لہذا میں نے حکم کے مطابق ان کی حفاظت کی اور اب میں انہیں آپ(ص) کی تحویل میں دیتا ہوں اس کے بعد اس اژدے نے جنابِ رسول خدا(ص) سے وہ آیت قرآنی پوچھی اور چلا گیا پھر جناب رسول خدا(ص) نے جناب حسن(ع) کو دائیں اور جناب حسین(ع) کو بائیں کاندھے پر سوار کر لیا۔

ادھر جناب امیرالمومنین(ع) بھی ان سب کی تلاش میں وہاں آ پہنچے ان کے ہمراہ کچھ اصحاب بھی تھے ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ان دونوں فرزندوں میں سے ایک کو میرے کاندھے پر سوار کروادیں تاکہ آپ(ص) کا بوجھ کم ہو جائے آپ(ص) نے جواب دیا تیری یہ بات خدا تک پہنچ گئی ہے اور وہ تیرے مقام کو جانتا ہے تب جناب علی ابن ابی طالب(ع) نے رسول خدا(ص) سے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ایک بچہ میرے کاندھے پر سوار کروادیں پیغمبر(ص) نے جناب حسن(ع) سے فرمایا بیٹا آؤ اپنے والد(ع) کے پاس چلے جاؤ مگر جناب حسن(ع) نے کہا نانا جان مجھے آپ(ص) کے کاندھے پر سوار رہنا اچھا لگتا ہے پھر جنابِ حسین(ع) سے بھی یہی پوچھا گیا تو انہوں نے بھی یہی جواب دیا غرض یہ سب بی بی فاطمہ(س) کے پاس ان کے گھر آئے بی بی(س) نے کچھ کھجوریں ان کے لیے رکھ چھوڑیں تھیں وہ لاکر دونوں بچوں کے سامنے رکھیں بچوں نے کھجوریں سیر ہوکر کھائیں اور خوش ہوئے پھر بی بی فاطمہ(س) کسی کام سے باہر تشریف لے گئیں تو جناب رسول خدا(ص) نے بچوں سے ارشاد فرمایا کہ اب اٹھو اور کشتی کرو دیکھتے ہیں کہ تم میں سے کون زیادہ طاقتور ہے اسی اثناء میں بی بی (س) واپس آئیں تو آپ(س) نے جناب رسول اکرم(ص) کو فرماتے سنا "بیٹا حسن(ع)۔ حسین(ع) کو گرا دو" بی بی(س) نے یہ سن کر کہا بابا جان تعجب ہے کہ آپ(ص) ان میں مقابلہ کروا رہے ہیں اور چھوٹے کی نسبت بڑے کی ہمت افزائی کررہے ہیں تو جناب رسول خدا(ص) نے جواب دیا بیٹی تم خوش نہیں ہو کہ تو حسن(ع) کو کہہ رہا ہوں کہ شاباش بیٹا حسین(ع) کو گرادو اور ادھر جبرائیل(ع) حسین(ع) کو کہہ رہے ہیں کہ شاباش بیٹا حسین(ع)، حسن(ع) کو گرادو۔

امام تقی(ع) کی بزبانی جناب ِ امیر(ع) کے چند نصائح

۱۔ سید عبدالعظیم بن عبداللہ حسنی(رض) نے جناب ابوجعفر محمد تقی بن علی رضا(ع) سے روایت کی ہے کہ امام محمد تقی(ع) اپنے اباواجداد(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین(ع) نے فرمایا لوگ جب تک چھوٹے اور بڑے بن کر رہینگے تو بھلائی سے رہیں گے اور جب سب یکساں ہوجائیں گے تو ہلاک ہوجائیں گے میں(عبدالعظیم) نے عرض کیا یا بن رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں ،آپ(ص) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباؤ طاہرین کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ اگر تمہیں ایک دوسرے کے احوال کا پتہ چل جائے تو تم ایک دوسرے کو دفن نہ کروگے۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) اور بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباؤ طاہرین کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ تم دولت میں لوگوں سے ہرگز نہیں بڑھ سکتے، تم مسکراتے چہرے اور حسن ملاقات میں لوگوں سے بڑھ جاؤ کیونکہ میں نے جناب رسول خدا(ص) سے سنا کہ تم لوگوں سے ہرگز دولت میں آگے نہیں بڑھ سکتے مگر تم اخلاق میں لوگوں سے آگے بڑھ جاؤ۔

میں نے عرض کیا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباؤ طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جو زمانے پر غصہ کرے گا وہ طویل عرصے تک غصے میں رہے گا۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں۔ امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباؤ طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ آخرت کا بدترین زادِراہ بندوں پر ظلم کرنا ہے۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباؤ طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ ہر شخص کی قیمت وہی ہے جسے وہ اچھی طرح سرانجام دے سکتا ہے۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ مزید بتائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ انسان اپنی زبان تلے پوشیدہ ہے۔

میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) کچھ مزید بیان کریں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیرالمومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ وہ شخص کبھی ہلاک نہ ہوگا جس نے اپنی قدر و قیمت کو پہچانا۔

میں نے عرض کیا یاابن رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد محترم(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ کام کرنے سے پہلے سوچ بچار کرنے سے تم ندامت سے بچ سکتے ہو۔

میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جس نے زمانے پر تکیہ کیا وہ پچھاڑا گیا۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ مزید بیان فرمائیے۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی رائے پر اعتماد کر کے بے نیاز ہوجاتا ہے وہ اپنے آپ کو خطرے میں ڈالتا ہے۔

میں نے عرض کیا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) کچھ مزید بیان فرمائیں۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ متعلقین کی کمی دو قسموں میں سے ایک قسم کی آسودگی ہے۔میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیے۔

امام(ع) نے فرمایا میرے والد ماجد(ع) نے اپنے آباء طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المومنین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جس میں خود پسندی داخل ہوئی وہ ہلاک ہو گیا۔

میں نے رض اکیہ یا ابن ر ول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیے۔

امام(ع) نے رفماہ یا۔میرے والد ما بر(ع) نے اپنےآ۔ بائے طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المو نین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جسے عوض ملنے کا یقین ہو وہ عطیہ دینے میں۔ر۔ یا دلی ر کیتا ہے۔

میں نے رض اکیہ یا ابن(ع) ر ول اللہ(ص) کچھ اور بیان فرمائیے۔

امام(ع) نے رفماہ یا۔میرے والد ما بر(ع) نے اپنےآ۔ بائے طاہرین(ع) کی سند سے جناب امیر المو نین(ع) سے روایت کیا ہے کہ جو اپنے سے کمتر کی اہانت پر خوشنود ہو اسے اپنے سے اوپر والے سے ن لامتی لے گی۔

میں (عبدالعظیم) نے کہا کہ مولا اب یہ ا اد۔ یمیرے لیے کافی یں۔

مجلس نمبر ۶۹

(۲۳ جمادی الاول سنہ ۳۶۸ ھ)

واقعہ معراج اور کفار

۱۔ امام صادق(ع) سے روایت ہے کہ شب معراج جبرائیل(ع) آنحضرت(ص) کے لیے براق لائے جس پر آنحضرت(ص) سوار ہوکر بیت المقدس تشریف لے گئے اور وہاں اپنے بھائیوں اور پیغمبروں(ع) سے ملاقات کی اور نماز ادا کی جب رسول خدا(ص) واپس تشریف لارہے تھے تو راستے میں انہوں نے قریش کا قافلہ دیکھا جن کے پاس پینے کا پانی نہیں تھا اس قافلے نے اس جگہ پر اس لیے پڑاؤ ڈالا ہوا تھا کہ ان کا ایک سرخ اونٹ گم ہو گیا تھا، آنحضرت(ص) نے وہاں سے پانی پیا اور پیالے کا بقیہ پانی زمین پر گرادیا اور واپس تشریف لے آئے واپس آکر آنحضرت(ص) نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ میں آج رات معراج پر گیا تھا اور میرے بیان کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ واپسی پر میں نے فلاں مقام پر قریش کا قافلہ دیکھا جن کا سرخ اونٹ کھو گیا تھا وہاں میں نے پانی پیا اور بقیہ زمین پر گرادیا جب اس بات کی اطلاع ابوجہل ملعون کو ملی تو اس نے مذاق اڑایا اور کہنے لگا یہ کیسا تیز رفتار سوار ہے جو ایک رات میں ملک شام گیا اور واپس بھی آ گیا پھر وہاں سے کہنے لگا کہ تم میں کئی لوگ ایسے ہیں جو ملک شام جاتے رہتے ہیں تم اس (جناب رسول خدا(ص)) سے ملک شام کی بابت دریافت کرو اگر یہ شخص سچا ہے تو بتائے کہ بیت المقدس کیسا ہے اس میں ستون کتنے ہیں اور اس کی قندیلیں کیسی ہیں اور محراب کتنے ہیں اور بازار شام کی کیفیت اس سے دریافت کرو تاکہ اس کا جھوٹ کھل جائے، غرض لوگوں نے حضور(ص) سے دریافت کیا تو جبرائیل(ع) تشریف لائے اور آنحضرت(ص) کے سامنے ملک شام کا منظر بیان کردیا جو آنحضرت(ص) نے لوگوں کو بتادیا نیز آنحضرت(ص) نے لوگوں سے فرمایا کہ قریش کا وہ قافلہ طلوع آفتاب کے وقت یہاں پہنچے گا اور ان کے آگے سفید اونٹ ہوگا۔

طلوع آفتاب کے قریب تمام پیشوائے قریش آنحضرت(ص) کے پاس جمع ہوئے اور جب سورج نکلا تو وہ قافلہ آنحضرت(ص) کی بیان کردہ نشانیوں کے مطابق آ پہنچا۔ سفید اونٹ قافلے میں سب سے آگے تھا قریش کے لوگوں نے قافلے والوں سے پوچھا تو انہوں نے تمام واقعات آنحضرت(ص) کے بیان کے مطابق بتایا اور یہ بتایا کہ رات کسی نے ہمارا پانی گرا دیا تھا یہ تمام واقعات سننے کے باوجود وہ لوگ ایمان نہ لائے اور ان کی سرکشی میں مزید اضافہ ہو گیا۔

معراج

۲- عبدالرحمن بن غنم کہتے ہیں کہ جبرائیل(ع) ایک رات آنحضرت(ص) کے لیے ایک چوپایہ لائے جس کا قد خچر سے چھوٹا اور دراز گوش سے بڑا تھا اس کے پچھلے سم اس کے اگلے سموں سے بڑے تھے اور حد نگاہ وہ ایک قدم میں طے کرتا تھا جب آنحضرت(ص) نے اس پر سوار ہونا چاہا تو وہ مانع ہوا۔ جبرائیل(ع) نے اس سے کہا یہ محمد(ص) ہیں، اس نے جب آنحضرت(ص) کا نام سنا تو وہ بیٹھ گیا اور اظہار انکساری کیا آنحضرت(ص) اس پر تشریف فرما ہوئے، جب وہ بلندی پر چلتا تو اس کے ہاتھ (اگلے سم) چھوٹے اور پیر (پچھلے سم) لانبے ہو جاتے اور جب وہ اترتی پر چلتا تو اس کے ہاتھ لانبے اور پیر چھوٹے ہو جاتے اس طرح شب تاریک میں آنحضرت(ص) کا گزر ایک قافلہ کی طرف سے ہوا جو ابوسفیان کی تجارت کا سامان لیے جا رہا تھا براق کے پروں کی آواز سن کر قافلے کے اونٹ بدک گئے اور ادھر ادھر بھاگے ان کے بھاگنے سے ایک اونٹ گر پڑا اور اس کا سامان بکھر گیا اس اونٹ کی ایک ٹانگ ٹوٹ گئی آنحضرت(ص) وہاں سے آگے بڑھے اور بلقیا بازار کے مقام تک پہنچے وہاں پہنچ کر آنحضرت(ص) نے جبرائیل(ع) نے کہا کہ مجھے پیاس محسوس ہو رہی ہے انہوں نے ایک پیالے میں پانی دیا حضرت(ص) نے وہ پانی نوش فرمایا وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ کچھ لوگوں کے پیر آگ سے جلائے جا رہے ہیں وہ لوگ الٹے لٹکے ہوئے تھے آنحضرت(ص) نے جبرائیل(ع) سے اس کا سبب دریافت کیا تو جبرائیل(ع) نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے حلال رزق عطا فرمایا تھا مگر پھر بھی یہ حرام سے طلب کرتے تھے، جب وہاں سے روانہ ہوئے تو آگے جا کر دیکھا کہ کچھ لوگوں کے دہن آگ سے
وئی

اور رسی سے سیے ‌بارہے تھے آپ(ص) نے پوچھا یہ ‌ون لوگ ‌ہیں-جبرائیل(ع) نے‌بتایا کہ یہ عورتوں کی برکات زبان کے ذریعے زائل کیا کرتے تھے، جب اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک شخص لکڑیوں کا گٹھا اٹھارہا ہے مگر اس سے نہیں اٹھتا پھر ایک شخص وہ لکڑیاں اس پر لاد دیتا ہے پوچھا کہ ‌ون ہے تو کہا یہ قرضدار ہے جو قرض ادا نہیں کرتا تھا اور مزید قرض لیتا رہتا تھا وہاں سے چلے تو بیت المقدس کے شرقی پہاڑ پر ‌جا پہنچے وہاں حضرت(ص) ‌و ‌بہت گرم محسوس ہوئی اور ایک خوفناک آواز سنائی دی آپ(ص) نے پوچھا یہ کیسی ہوا ‌تھی اور وہ آواز کیسی ‌تھی تو-جبرائیل(ع) نے‌بتایا کہ وہ ہوا اور آواز جہنم کی ‌تھی آنحضرت(ص) نے‌فرمایا میں جہنم سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں‌ پھر آپ(ص) کی داہنی ‌جانب سے ایک خوشبو دار ہوا آئی اور ایک خوشگوار آواز سنائی دی آپ(ص) نے اس کا پوچھا تو-جبرائیل(ع) نے‌بتایا کہ یہ خوشبو دار ہوا اور آواز ‌بہشت کی ‌تھی ، حضرت(ص) نے‌فرمایا میں خدا سے ‌بہشت کی آرزو کرتا ہوں‌ پھر آپ(ص) وہاں سے‌روانہ ہوئے اور بیت المقدس کے دروازے پر ‌جا پہنچے وہاں ایک نصرانی تھا جس کے سرہانے دروازہ‌بند کر کے اس کی کنجیاں رکھ دی ‌جاتیں- اس رات ہرچند ‌وشش کی گئی‌مگر دروازہ ‌بند نہ ہوسکا لوگ اس کے پاس جمع ہوئے اور اس سے‌دروازہ ‌بند نہ ہوسکنے کا ماجرا بیان کیا اس نے کہا کہ دروازے پر کسی اچھے پاسبان ‌کو مقرر کردو- ‌غرض جب حضرت(ص) داخل ہوئے تو-جبرائیل(ع) نے بیت المقدس کا بڑا پتھر اٹھایا اور اس کے‌نیچے سے تین پیالے نکالے جن میں دودھ شہد اور تیسرے پیالے میں شراب‌ بھری ہوئی ‌تھی-جبرائیل(ع) نے دودھ اور شہد کا پیالہ جب حضرت(ص)-کو دیا تو انہوں نے نوش‌فرمایا مگر شراب کے پیالے سے انکار ‌فرمایا-جبرائیل(ع) نے آنحضرت(ص) سے کہا اگر آپ آج یہ پیالہ پی لیتے تو آپ(ص) کی ‌تمام ‌امت گمراہ ہو‌جاتی اور آپ(ص) سے ‌جدا ہو ‌جاتی-‌ پھر بیت المقدس میں حضرت(ص) نے ‌نماز پڑھی اور پیغمبروں کی ایک ‌جماعت نے آپ(ص) کی اقتدا کی اس رات-جبرائیل(ع) کے ہمراہ ایک اور فرشتہ میں‌آیا تھا جو ‌کبھی ‌نازل نہیں ہوا تھا وہ حضرت(ص) کے‌ پاس‌آیا اور کہا یا ‌رسول اللہ(ص) آپ کا رب آپ ‌کو ‌سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ زمین و آسمان کے خزانوں کی کنجیاں ‌ہیں اگر آپ(ص) ‌چاہیں تو پیغمبر(ص) ‌رہیں اور اگر ‌چاہیں تو ‌تمام زمین و آسمان کے خزانوں کے مالک بن ‌جائیں-جبرائیل(ع) نے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کریں، حضرت(ص) نے‌فرمایا میں پسند کرتا ہوں کہ اس (خدا) کا بندہ اور پیغمبر(ص) ‌بنا رہوں

مجلس نمبر ۷۰

(۲۷ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۸ھ)

۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا اپنے برادر دینی کے لیے اس کے پس پشت دعا کرنا وسعت رزق عطا کرتا ہے اور بدی کو ہٹا دیتا ہے۔

۲۔ ابراہیم بن ہاشم کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن جندب کو موقفِ عرفات میں دیکھا کہ ان کے ہاتھ آسمان کی طرف بلند اور آنکھوں سے اشک جاری تھے اور اس قدر گریہ فرمارہے تھے کہ ان کے اشک زمین پر گرے جاتے تھے جب لوگ وہاں سے واپس ہونے لگے تو میں نے ان سے کہا اے ابوعبداللہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی کیا حالت ہے یہ کیونکر ہے، تو مجھے جواب دیا کہ میں نے اپنے برادرِ دینی کے سوا کسی کے لیے دعا نہیں کی اور یہ اس لیے ہے کہ جناب موسیٰ بن جعفر(ع) نے مجھے خبر دی ہے کہ جو کوئی اپنے برادرِ دینی کے لیے اس کی غیر موجودگی میں دعا کرے تو ایسے عرش سے ندا دی جاتی ہے کہ "تیری اس طرح کی ہر دعا پر تجھے ایک لاکھ نیکیاں دی جاتی ہیں" جب کہ اگر اپنے لیے دعا کی جائے تو نامعلوم وہ مستجاب ہوگی یا نہیں۔

۳۔ امام صادق(ع) نے جناب رسول خدا(ص) سے روایت کیا ہے کہ اولین سے لے کر آخرین تک کے مومنین میں سے ہرگز ایسے افراد نہ ہوں گے جو کسی ایسے بندے کے شفیع نہ ہوں جو اپنی دعا میں "اللھم اغفر للمومنین والمومنات" کہتا ہو۔اگر ایسے کسی شخص کے لیے یہ حکم صادر ہوا ہوگا کہ اسے دوزخ کی طرف لے جاؤ اور اسے دوزخ کی سمت کھینچا جارہا ہوگا تو اس وقت تمام مومنین و مومنات خدا سے عرض یاد کریں گے کہ خدایا یہ وہ ہے جو ہمارے لیے دعا کیا کرتا تھا۔لہذا تو ہمیں اس کا شفیع بنادے تو خدا ان کی شفاعت قبول فرمائے گا اور اسے جہنم سے نجات دے گا۔

۴۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جو کہ اپنی دعا میں چالیس مومنین کو مقدم رکھتا ہے اس کی اپنی دعا مستجاب ہوگی۔

انگوٹھیوں کے نقوش

۵- حسین بن خالد نے جناب امام رضا(ع) کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آیا یہ جائز ہے کہ کوئی شخص اپنے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی پہنے ہو جس پر " لا الہ الا اللہ" نقش ہو اور وہ استنجا کر لے امام(ع) نے فرمایا میں یہ امر کسی کے لیے بہتر نہیں سمجھتا۔ اس پر حسین بن خالد نے کہا کہ آیا آپ(ع) کے آباؤ اجداد(ع) اور جناب رسول خدا(ص) انگوٹھی پہنے ہوئے استنجا نہیں کرتے تھے۔

امام(ع) نے فرمایا ہاں کرتے تھے مگر ان کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی ہوا کرتی تھی تم خدا سے ڈرو اور اپنے بزرگان کی سنت پر چلو۔ پھر فرمایا حضرت آدم(ع) کی انگوٹھی کے نگینے پر " لا الہالا اللہ محمد رسول اللہ(ص)" نقش تھا اور یہ انگوٹھی وہ بہشت سے اپنے ہمراہ لائے تھے۔

حضرت نوح(ع) جب کشتی میں سوار ہوئے تو خدا تعالی نے وحی کی کہ اے نوح اگر غرق ہونے کا خوف لاحق ہو تو ہزار بار" لا الہالا اللہ" پڑھ کر دعا کرنا میں تجھے اور تیرے پیروکاروں کو غرق ہونے سے بچا لوں گا۔ کشتی چلتی جاتی تھی کہ ایک روز تیز ہوا چلی اور حضرت نوح(ع) کو غرق ہونے کا خوف لاحق ہوا اور یہ موقع نہ ملا کہ ہزار بار " لا الہالا اللہ" کہتے لہذا انہوں نے سریانی زبان میں " ھیلولیا الفا الفا یا بار یا اتقن" کہا تو طوفان اترتا رہا اور کشتی چلتی رہی بعد ازاں حضرت نوح(ع) نے چاہا کہ جن کلمات سے مجھے نجات ملی ہے وہ ہمیشہ میرے پاس رہیں تو ان کلمات کا عربی ترجمہ " لا الہالا اللہ الف مرۃ یا رب اصلحنی" یعنی اے میرے پروردگار میں ہزار مرتبہ یہ کہتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں تو میری حالت کی درستی فرما اور صلاحیت عطا فرما۔ اپنی انگوٹھی پر نقش کروا لیا۔ جب حضرت ابراہیم(ع) کو آگ میں ڈالنے کے لیے منجنیق میں بٹھایا تو جبرائیل(ع) کو غصہ آیا حق تعالی نے جبرائیل(ع) کو وحی کی کہ تجھے غصہ کیوں آیا تو عرض کیا اے پروردگار ابراہیم(ع) تیرا خلیل ہے اس کے سوا زمین پر کوئی اور نہیں جو تیری وحدانیت کا اقرار کرے اور تونے اپنے اور اس کے دشمن کو اس پر مسلط کر دیا ہے خدا نے جبرائیل(ع) کو وحی کی کہ خاموش رہ معاملات میں وہ شخص جلدی کرتا ہے جو

۔تیری مانند بندہ عاجز ہو اور جسے وقت کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ہو ابراہیم(ع) ہمارا بندہ ہے ہم جس وقت چاہیں اسے آزاد کرواسکتے ہیں۔جبرائیل(ع) نے ادھر سے مطمئن ہوکر ابراہیم(ع) سے دریافت کیا کہ آپ کوئی خواہش رکھتے ہیں انہوں نے کہا ہاں مگر تجھ سے نہیں۔ حق تعالی نے اسی وقت ان کے لیے زمرد کی انگوٹھی بھیجی جس پر یہ چھ کلمے تحریر (نقش) تھے "لا الھالا اللہ" یعنی سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں (۲) محمد(ص) رسول اللہ" یعنی محمد(ص) اللہ کے رسول ہیں۔ (۳) ولا حول قوۃ الا باللہ" یعنی سوائے وسیلہء خدا کے کسی شے میں کوئی قدرت قوت نہیں۔

(۴) " فوضت امری الی اللہ" یعنی میں نے اپنا کارو بار خدا کے سپرد کردیا ہے۔

(۵) اسندت ظھری الی اللہ" یعنی میرا تکیہ و توکل صرف خدا ہی ہے۔

(۶) " حسبی اللہ" یعنی اللہ میرے لیے کافی ہےاور خدا نے ابراہیم(ع) کو وحی فرمائی کہ یہ انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن لو آگ تم پر سرد ہو جائے گی اور اس کی سردی کبھی ایذا نہ دے گی۔

حضرت موسی(ع) کے نگینے پر یہ کلمات منقش تھے جو توریت سے لیے گئے تھے " اصبر توء جوا صدق تنج" یعنی صبر کر اجر پائے گا سچ بول نجات لے گی۔

حضرت سلیمان(ع) کی انگوٹھی کے نگینے پر یہ نقش درج تھا۔" سبحانہ من الجم الجن بکلماتہ" یعنی پاک و پاکیزہ ہے وہ خدا جس نے جنات کی زبان اپنے کلمات سے بند کردی ہے۔

حضرت عیسی(ع) کی انگوٹھی کے نگینے پر یہ کلمات نقش تھے جو انجیل سے لیے گئے تھے" لعبد ذکر اللہ من اجلھوویل لعبد نسی اللہ من اجلہ" یعنی خوشحال اس بندے کا جس کی وجہ سے لوگ خدا کو یاد کریں اور بد حال اس بندے کا جس کی وجہ سے لوگ خدا کو بھول جائیں۔جناب رسول خدا(ص) کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ(ص) " یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد(ص) اللہ کے رسول ہیں، جناب امیر(ع) کی انگوٹھی پر یہ نقش تھا " للہ الملک" یعنی حقیقی سلطنت خدا کی ہے۔حضرت امام حسن(ع) کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا " العزۃ للہ" یعنی حقیقی غلبہ خدا کا ہے۔

حضرت امام حسین(ع) کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا " ان اللہ بالغ امرہ" یعنی ذرا شک نہیں کہ خدا اپنے حکم کو پورا کرنے والا ہے۔

حضرت علی بن حسین(ع) اور حضرت امام محمد باقر(ع) ، امام حسین(ع) کی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق(ع) کی انگوٹھی کے نگینے کا نقش یہ تھا" اللہ ولیی و عصمتی من خلقہ" یعنی اللہ میرا مالک ہے اور وہی اپنی مخلوقات سے مجھے بچانے والا ہے۔

حضرت امام موسی کاظم(ع) کی انگوٹھی کے نگینے پر یہ درج تھا " حسبی اللہ" یعنی اللہ میرے لیے کافی ہے۔

یہاں تک فرما کر حضرت امام رضا(ع) نے اپنا ہاتھ بڑھا کر دکھایا تو وہ اپنے والد ماجد(ع) کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے۔

امت محمدی(ص) اور پچاس (۵۰) نمازیں

۷- زید بن علی(ع) نے اپنے والد علی بن حسین(ع) سے پوچھا کہ جب ہمارے بزرگ جناب رسول خدا(ص) آسمان کی طرف تشریف لے گئے اور اللہ نے انہیں پچاس نمازوں (جو امت پر فرض ہوئی تھیں) کا حکم دیا تو جناب رسول خدا(ص) نے رب العزت سے اس وقت تک ان میں تخفیف کی درخواست نہیں کی جب تک حضرت موسی(ع) نے آپ(ص) سے ان نمازوں میں تخفیف کا نہیں کہا حضرت موسی(ع) نے رسول اکرم(ص) سے فرمایا اے فرزند، جناب رسول خدا(ص) خدا کی طرف سے جو بھی حکم ملتا تھا وہ اس پر خدا سے کوئی رد و بدل نہیں کرتے تھے مگر جناب موسی(ع) نے آپ(ص) سے نمازوں میں تخفیف کا کہا تو اس سے مراد یہ تھی کہ وہ آپ(ص) کی امت کی شفاعت و سفارش فرمارہے تھے اور آپ(ص) کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ اپنے بھائی موسی(ع) کی شفاعت کو رد کرتے اس لیے آپ(ص) نے خدا کی طرف دوبارہ رجوع کیا تو خدا نے ان نمازوں میں کمی کرکے انہیں پانچ نمازیں روزانہ مقرر کردیا۔

زید بن علی بن حسین(ع) کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد(ع) سے پوچھا بابا جان، جناب رسول خدا(ص) نے ان

پانچ نمازوں میں سے کچھ اور نمازیں کم کیوں نہ کروائیں امام(ع) نے فرمایا اے فرزند اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

"مَنْ جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ أَمْثالِها" یعنی جو کوئی خدا کے حضور ایک نیکی لے کر آئے گا اسے ویسی ہی دس نیکیاں ملیں گی(انعام، ۱۶۱) اے فرزند کیا تمہیں معلوم ہے کہ جب جناب رسول خدا(ص) معراج سے واپس تشریف لائے تو جبرائیل امین(ع) نازل ہوئے اور کہا اے محمد(ص) آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ بھی فرماتا ہے کہ ہم ان پانچ نمازوں کو پچاس ہی شمار کریں گے اور ہم نے جو کچھ کہہ دیا ہمارا قول بدلا نہیں کرتا اور ہم اپنے بندوں کے ساتھ ناانصافی نہیں کریں گے زید کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے بابا جان کیا خدا کی صفت نہیں ہے کہ وہ لا مکان ہے۔ امام(ع) نے فرمایا ہاں اللہ مکان و مکانیت سے بالاتر ہے وہ کسی مکان میں نہیں ہے میں نے عرض کیا تو پھر حضرت موسی(ع) کے اس قول کا کیا مطلب ہے کہ "اے رب کے پاس واپس جا کر کہیے" امام نے فرمایا اس کا مطلب وہی ہے جو حضرت ابراہیم(ع) کے اس قول کا مطلب ہے کہ "إِنِّي ذاهِبٌ إِلى رَبِّي سَيَهْدِينِ" یعنی یقینا میں اپنے رب کی طرف واپس جانے والا ہوں وہ بہت جلد مجھے منزل مقصود پر پہنچا دے گا (صافات، ۹۹) اور اس قول کا وہی مطلب ہے جو حضرت موسی(ع) کے قول کا مطلب ہے کہ "عَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضى" یعنی اے میرے رب میں نے تیری طرف آنے کی جلدی اس لیے کی ہے کہ تو خوش ہو" (طہ، ۸۴) اور اس کا وہی مطلب ہے "فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ" پس تم اللہ ہی کی طرف بھاگو" (ذاریات، ۵۰) یعنی بیت اللہ کے حج کے لیے بھاگو۔ تو اے فرزند کعبہ بیت اللہ ہے اور جس نے بیت اللہ کا حج کیا وہ گویا اللہ کی طرف گیا اور دوسری طرف مسجدیں اللہ کا گھر ہیں لہذا جو ان مسجدوں کی طرف گیا وہ اللہ کی طرف گیا اور اللہ کی طرف اس نے ارادہ کیا نیز نمازی جب نماز میں کھڑا رہتا ہے وہ اللہ کے سامنے کھڑا رہتا ہے اور (حج کے موقع پر) حاجی جب تک عرفات میں ٹھہرا رہتا ہے وہ اللہ کے سامنے کھڑا رہتا ہے اسی طرح اللہ کے پاس ایک خطبہ آسمانوں میں ایسا ہے کہ جو شخص اس بلندی تک پہنچ گیا وہ گویا خدا تک پہنچ گیا، کیا تم نے اس کا یہ قول نہیں سنا "تَعْرُجُ الْمَلائِكَةُ وَ الرُّوحُ إِلَيْهِ" یعنی فرشتے اور روح اس کے حضور میں

ایسے دن میں بلند ہوتے ہیں (معارج، ۴) یعنی اسی کی طرف ملائکہ اور روح بلندی کی طرف جاتے ہیں اور اللہ تعالی نے حضرت عیسی(ع) کے قصے میں کہا" بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ " بلکہ خدا نے ان کو اپنی طرف اٹھا لیا" (نساء، ۱۵۸) خدا فرماتا ہے کہ " إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُه" یعنی اس کے حضور(ص) میں پاکیزہ کلمے بلند ہوتے ہیں اور نیک عمل کہ وہ اس کو بلند کرتا ہے(فاطر، ۱۰) اے فرزند پاک کلمے اس کی طرف بلند ہوکر پہنچتے ہیں اور عمل صالح کو وہ اپنی طرف بلند کرلیتا ہے۔

دیدار خدا اور امام رضا(ع)

۷۔ عبدالسلام ہروی بن صالح کہتے ہیں امام رضا(ع) سے میں نے کہا اے فرزند رسول (ص) اس حدیث کی اس روایت کے بارے میں آپکا کیا ارشاد ہے کہ " مومنین جنت میں اپنے مکانوں سے اپنے رب کی زیارت کرتے ہیں یا کریں گے" امام(ع) نے فرمایا اے ابو صلت، اللہ نے اپنے نبی(ص) کو تمام مخلوق، انبیاء، اور ملائیکہ پر فضیلت بخشی ہے اور دنیا و آخرت میں ان(ص) کی اطاعت کو اپنی اطاعت اور ان(ص) کی پیروی کو اپنی پیروی اور ان(ص) کی زیارت کو اپنی زیارت قرار دیا ہے اللہ نے فرمایا " جس نے رسول(ص) کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی" (نساء، ۸۰) اور فرمایا" بے شک وہ لوگ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ کی بیعت کرتے ہیں اور اللہ کا ہاتھ ان لوگوں کے ہاتھوں کے اوپر ہے" (فتح ، ۱۰) اور نبی(ص) نے فرمایا ہے " جس نے میری زندگی یا موت کے بعد میری زیارت کی تو اس نے اللہ کی زیارت کی"۔ نبی(ص) کا جنت میں درجہ تمام درجات سے بلند ہے تو جس نے اپنی جنت کے مقام سے ان(ص) کے درجے کی زیارت کی تو اس نے اللہ کی زیارت کی، ابو صلت کہتے ہیں میں نے آپ(ص) سے عرض کیا اے فرزند رسول (ص) اس خبر کے کیا معنی ہوئے جو انہوں نے روایت کی ہے کہ "لا اله الا اللہ" کا ثواب اللہ کے چہرے کی طرف دیکھنا تو امام(ع) نے فرمایا اے ابو صلت جس نے اللہ کا مخلوق کے چہروں کی طرح کسی چہرہ سے وصف بیان کیا اس نے کفر کیا ہے لیکن اللہ کا چہرہ تو اس کے انبیاء(ع) رسل اور حجتیں ہیں وہی ہیں کہ جن کے ذریعے اللہ اس کے دین اور اس کی معرفت کی

رف توجہ ہو اہتا ہے اور اللہ نے رفماہ یا جو ن زمین پر ہے سب فنا ہونے والے یں اور تمہارے عظمت و کرا ت وا لے رب کی ذات ہ باقی رہے گی اور رفماہ یا "كُلُّ شَيْءٍ هالِكٌ إِلاَّ وَجْهَهُ "(قصص، آیت ۸۸) اس کی ذات کے علاوہ ہر شئی لاک ہونے والی ہے" پس انبیاء(ع) اور حجج الٰہی کی رف دیکھ ا (ان کے در بات میں) مو نین کے لیے روزِ قیا ت بڑا ثواب ہے، نبی(ص) نے رفماہ یا کہ جس نے میرے ال بیت(ع) اور میری ترت(ع) سے بغض رکھا اس نے مجھ و نہیں دیکھا اور نہ میں اس و قیا ت کے روز دیکھوں گا اور آپ(ص) نے رفماہ یا بے شک تم میں کچھ لوگ مجھ سے برائی اختیار کرنے کے بعد مجھے نہیں دیکھ یں گے، اے ابو لت اللہ کا و ف کسی مکان سے نہیں کیا جاسکتا اور اس و آنکھ یں اور اوھام نہیں دیکھ سکتے میں نے کہا اے فرزند ر ول (ص) مجھے جنت اور دوزخ کے بارے میں بتائیے کہ کیا وہ مخلوق یں آپ(ع) نے رفماہ یا ہاں، اور ر ول ذرا(ص) شبِ معراج جنت میں تشریف لے ئے اور جہنم و ن دیکھا، میں (ابو لت) نے رض کیا چند لوگ کہتے یں کہ آج وہ مقدر یں غیر مخلوق یں آپ(ع) نے جواب میں رفماہ یا کہ وہ لوگ ہم میں سے نہیں یں جس نے جنت دوزخ کی پیدائش سے انکار کیا اس نے نبی(ص) کی تکذیب کی اور ہمیں ن جھٹلایا اور ہ اری ولایت سے ان کا وئی تعلق نہیں ہے اور وہ ہمیشہ جہنم میں ریں گے ذرا فرماتا ہے "یہی وہ جہنم ہے کہ گنہگار لوگ جس کی تکذیب کیا کرتے تھے لوگ جہنم اور کھولتے ہوئے پانی کے در یان چکراتے پھریں گے (رحمان،۴۳،۴۴) اور نبی(ص) نے رفماہ یا کہ جب مجھے معراج کے لیے لے ایا یا تو جبرائیل(ع) نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت میں داخل رکہ یا اور مجھے ر ب پیش کیے جو میں نے کھائے جس سے میرے لب میں نطفہ بنا اور جب میں زمین پر واپس آ یا تو میں نے ذرجہ(ع) سے ہمبستری کی اور فاطمہ(س) کا حمل قرار پا یا پس فاطمہ(س) حوراء انسیہ یں اور جب کبھی مجھے جنت کی خوشبو کا اشتیاق ہوتا تو میں اپنی بیٹی فاطمہ(س) کی خوشبو ونگھتا۔

۸- امام صادق علیہ السلام نے رفماہ یا کہ ایک شخص ر ول ذرا(ص) کی ذر ت میں آ یا اور رض کیا، یا ر ول اللہ(ص) میں جہاد کا مشتاق ہوں اور اس میں نشاط رکھتا ہوں رفماہ یا راہ ذرا میں جہاد کرو کہ اگر قتل ہوئے تو زندہ ہوگے اور ذرا کے پاس روزی کھاؤ گے اور اگر مرئے تو اس کی اجرت ذرا کے پاس

ہے اور اگر واپس ہوئے تو گناہوں سے باہر نکل جاؤ گے اس دن کی طرح جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے اس نے کہا یا رسول اللہ(ص) میرے ماں باپ بوڑھے ہیں۔ اور وہ مجھ سے انس کرتے ہیں اور میرے جانے کو اچھا نہیں سمجھتے رسول خدا(ص) نے فرمایا اپنے ماں باپ کے ساتھ رہو جان لو کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان سے تیرا ایک دن کا انس تیرے ایک سال کے جہاد سے بہتر ہے۔

۹۔ حنان بن سدیر کہتے ہیں کہ میرے باپ نے امام باقر(ع) سے روایت کیا ہے کہ بیٹا باپ کے معاملات میں مجاز نہیں ہے مگر دو معاملات میں ایک یہ کہ اگر اس کا باپ غلام ہے تو فرزند اسے آزاد کروادے اور دوسرا یہ کہ اگر وہ کسی کا قرض دار ہے تو فرزند اس کا قرض ادا کردے۔

۱۰۔ ثابت بن ابو صفیہ کہتے ہیں کہ امام سجاد(ع) جب عبیداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب(ع) کو دیکھتے تو آپ(ع) کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور فرماتے رسول خدا(ص) پر روز احد سے زیادہ سخت دن کوئی نہیں گزرا کہ آپ(ص) کے چچا حمزہ اس روز قتل کیے گئے اور اس روز کے بعد روز موتہ ہے کہ جس دن آپ(ص) کے چچا زاد بھائی جعفر(ع) ابن ابی طالب(ع) قتل ہوئے پھر امام(ع) نے فرمایا، اے حسین(ع) وہ دن کسی دن کی طرح نہ ہوگا کہ جس دن تیس ہزار(۳۰۰۰۰) مرد جو اسی امت کے دعوی دار تھے اور جنہوں نے پردیس میں آپ(ع) پر یلغار کی اور آپ(ع) کے قتل کے بعد خدا سے تقرب کے خواہاں تھے آپ(ع) نے انہیں خدا کی یاد دلائی مگر انہوں نے میری نصیحت نہیں لی اور آپ(ع) پر ظلم وستم کرنے کے بعد آپ(ع) کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے بھائی پر جان نچھاور کردی یہاں تک کہ ان کے بازو قطع کردیئے گئے خدا نے اسکے بدلے انہیں بہشت میں دو پر عطا کیے جیسے کہ جعفر بن ابی طالب(ع) کو عطا کیے تھے عباس(ع) خدا کے ہاں وہ مقام رکھتے ہیں کہ جس پر اولین و آخرین کے تمام شہداء رشک کریں گے تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور درود ہو محمد(ص) و آل محمد(ص) پر۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

مجلس مئۂ براے

(غرہ جمادی الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

۱- ابوذر غفاری(ع) کہتے یں کہ میں اور جناب ر ول ؑدا(ص) ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے ہوئے ؑا رہے تھے۔ اور ورج زروب ہونے کے قریب تھا جب ورج زروب ہوا تو میں نے اکہا یا ر ول اللہ زروب کے لئے جو سر ورج کہاں ؑاتا ہے، آپ(ص) نے رفاا یا آسمان میں بلکہ آسمان سے ن اوپر ساتویں آسمان و عبور کرتا ہوا ؑرش کے نیچے ؑا پہنچتا ہے وہاں ؑاکر سجدہ کرتا ہے اور اس کے ہمراہ اس پر مو ل ملائیکہ ن سجدہ کرتے یں اور ؑدا سے ؑرض کرتے یں کہ ؑدایا اسے ؑارا کہ یا ؑکم ہے اب ورج و مغرب سے طوع کریں یا مشرق سے اور اس بارے میں تول ؑدا یہ ہے" آفتاب ؑاتا ہے اپنی قرار گاہ و" (یاسین، ۳۶) اور یہاں تقدیر زیز علیم سے مراد پروردگار کی اپنے ن مک میں پنہس س خلق کی صداتی ہے، پھر آپ(ص) نے رفاا یا کہ جبرائیل(ع) اس (ورج) کے لیے حرارت و چمک (دھوپ) کا لباس ؑرشِ نور سے لاتے یں اور سردی گرمی بہار و خزاں کے لیے آفتاب کے معمولات مقرر کرتے یں۔ پھر وہ لباس اسے اس ؑرح پہنا یا ؑاتا ہے جس ؑرح تم میں سے ہر ایک اپنا لباس پہنتا ہے اور یہ لباس اس سے اس وقت تک برا نہ کیا ؑائے گا جب تک ؑدا اسے (ورج و) مغرب سے طوع ہونے کا ؑکم نہ دے لے۔ اور یہ اس تول ؑدا کے معنی یں کہ " جب دھوپ لپیٹی ؑائے اور جب تارے جھ پڑیں (تکویر، ۲-۱)

اور ؑاند کے لیے ن ایسا ن ہے کہ وہ ن اسی ؑرح طوع و زروب ہوتا ہے اور ساتویں آسمان تک ؑاتا ہے وہاں زیر ؑرش سجدہ کرتا ہے پھر جبرائیل(ع) اس کے لیے کرسی سے حلہ نور لاتے یں اور اس کے لیے تول ؑدا ہے کہ" ؑدا وہ ہے کہ خورشید و تاباں اور ؑاند و درخشان کرتا ہے" (یونس، ۵) ابوذر(رح) فرماتے یں کہ پھر میں نے جناب ر ول ؑدا(ص) کے ساتھ نماز مغرب ادا کی۔

۲- امام صادق(ع) فرماتے یں کہ جب ذولقرنین(ع) سد(دیوار) سے ہوتے ہوئے ظلمات میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ پہاڑ پر کھڑا ہے اس فرشتے کا تر (۵۰۰) پانچ و ہاتھ بلند تھا

اس نے ذالقرنین(ع) سے کہا کیا تیرے پیچھے راستہ نہ تھا۔ ذوالقرنین نے اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں خدا کے فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہوں اور اس پہاڑ پر موکل ہوں اور وہ تمام پہاڑ جنہیں خدا نے خلق کیا ہے کی جڑیں اس پہاڑ سے منسلک ہیں جب خدا کسی شہر میں زلزلہ لانا چاہتا ہے ۔ تو مجھ پر وحی کرتا ہے اور میں اس شہر کو حرکت دیتا ہوں اور زلزلہ لاتا ہوں۔

۳- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ ذکرِ خدا کرنے والے کو آسمانی بجلی گزند نہیں پہنچاتی۔

۴- امام صادق(ع) اپنے اجداد(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ زلزلہ، چاند گرہن، سورج گرہن اور طوفان، زمین کے لیے سخت گھڑی ہے جب ایسی کسی چیز کو دیکھو تو قیامت کو یاد کرو اور مسجد میں پناہ لو۔

۵- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی" اور وہ لوگ جو بدی کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں" (آل عمران، ۱۳۵) تو ابلیس مکہ میں جبل ثور پر چڑھا اور اپنے چیلوں کو اکٹھا کیا جب وہ اکٹھے ہوئے تو ابلیس سے کہنے لگے اے ہمارے سردار تو نے ہمیں کس لیے اکٹھا کیا ہے اس نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم میں سے کون ہے جو اس کے خلاف ڈٹ جائے ایک نے کہا میں فلاں طریقے سے اس کا سدباب کروں گا ابلیس نے کہا تم اس کے اہل نہیں دوسرے نے کہا میں فلاں طریقے سے لوگوں کو اس آیت کی نافرمانی پر اکساؤں گا اس نے کہا تم بھی اس کی اہلیت نہیں رکھتے تب وسواس (وہم) کا شیطان کھڑا ہوا اور کہا میں اس کا اہل ہوں ابلیس نے پوچھا تم کیونکر اس کی اہلیت رکھتے ہو وہ کہنے لگا میں لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کروں گا اور ان میں آرزو پیدا کروں گا اور مغفرت کی یاد ان کے دلوں سے بھلا دوں گا ابلیس نے کہا ہاں تم اس کے اہل ہو اور پھر قیامت تک اسے اس پر نگران مقرر کیا۔

آنحضرت(ص) اور ایک مالدار یہودی

۶- جناب موسیٰ بن جعفر(ع) اپنے اجداد(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک یہودی جناب رسول خدا(ص)

سے چند اشرفیوں کا طلب گار ہوا، آنحضرت(ص) نے اس سے فرمایا میرے پاس اس وقت اشرفیاں نہیں ہیں اس یہودی نے ضد کی اور کہا جب تک آپ(ص) مجھے کچھ اشرفیاں نہیں دے دیں گے میں اس وقت تک آپ(ص) سے جدا نہ ہونگا اور آپ(ص) کے پاس ہی بیٹھا رہونگا۔

آنحضرت(ص) اپنے اصحاب کے ہمراہ اس یہودی کے پاس تشریف فرما ہوئے اور نماز ظہر سے لے کر اگلی صبح فجر کی نماز تک وہیں رکے رہے اصحاب رسول (ص) نے اس یہودی و اس کے اس فعل پر برا بھلا کہا تو جناب رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب کو منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اسے برا بھلا مت کہو میں اس لیے مبعوث نہیں کیا گیا کہ اس پر ظلم کروں جو امان میں ہے۔

جب دن چڑھ گیا تو اس یہودی نے کلمہ شہادت " اشهد انلا اله الا الله محمد رسول الله(ص) " پڑھا اور کہا یا رسول اللہ(ص) میں اپنا نصف مال راہ خدا میں وقف کرتا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے آپ(ص) کے ساتھ یہ برتاؤ صرف اس لیے کیا کہ میں نے توریت میں آخری نبی(ص) کے جو اوصاف پڑھے وہ یہ ہیں کہ محمد(ص) بن عبداللہ جن کی جائے پیدائش مکہ اور مقام ہجرت مدینہ ہوگی وہ سخت مزاج اور تندخو نہ ہوں گے۔ وہ چیخ کر بات نہ کریں گے اور بے ہودہ گوئی اور فحش کلامی نہ کریں گے ان اوصاف کا مشاہدہ کرنے کی غرض سے میں نے یہ عمل کیا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ(ص) خدا کے بھیجے ہوئے اور اس کے رسول(ص) ہیں، یا رسول اللہ(ص) میرا مال حاضر ہے آپ اس مال سے خدا کے حکم کے مطابق جو چاہے خرچ کریں، وہ یہودی بہت مالدار تھا۔جناب علی بن ابی طالب(ع) فرماتے ہیں کہ آنحضرت(ص) کا بستر مبارک ایک چادر اور ایک چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ایک رات آپ(ص) کے آرام کی خاطر اس چادر کو دو تہیں کر کے بچھایا گیا صبح ہوئی تو آنحضرت(ص) نے ارشاد فرمایا آج رات زیادہ آرام ملنے کی وجہ سے صبح کی نماز میں تاخیر ہوگئی لہذا آئندہ چادر کو دوہرا کر کے مت بچھانا۔

۸- امیرالمومنین(ع) فرماتے ہیں۔ رسول خدا(ص) نے اپنے ایک صحابی کو جہاد پر بھیجا جب وہ واپس آئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے بندے مرحبا کہ تم نے جہاد اصغر سرانجام دیا لیکن جہاد اکبر ابھی باقی ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ(ص) جہاد اکبر کیا ہے آپ(ص) نے فرمایا جہاد بالنفس پھر فرمایا کہ بہترین

جہاد اس بندے کا ہے جو اپنے دونوں پہلوؤں کے در یان موجود نفس سے جہاد کرے۔

۹- امام صادق(ع) نے رفمایا جناب ر ول خدا(ص) نے جناب سلمان فارسی(رض) کی بیماری میں عیادت کے دوران رفمایا اے سلمان تیری اس بیماری میں تین فضیلتیں ہیں اول، یاد خدائی۔ دوئم، دعا کا مستجاب ہونا اور سوئم، گناہوں کا جھڑنا، یہ تجھے موت تک امان دیتی ہے۔

عرب اعرابی اور پردہ کعبہ

۱۰- خالد بن ربعی بیان کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین(ع) کسی کام کے سلسلے میں مکہ گئے تو دیکھا کہ ایک اعرابی کعبہ کے پردے کو پکڑے کہہ رہا ہے صاحب خانہ یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے۔ ہر مہمان اپنے میزبان سے حق پذیرائی رکھتا ہے لہذا آج کی رات میری مغفرت قبول فرما جناب امیرالمومنین(ع) نے اپنے اصحاب سے رفمایا سنتے ہو یہ اعرابی کیا کہہ رہا ہے اصحاب نے کہا کیوں نہیں یا امیر (ع)، آپ(ع) نے رفمایا خدا اس سے کہیں زیادہ کریم ہے کہ اپنے مہمان پر کرم کرے۔ دوسری رات پھر دیکھا کہ وہ اعرابی کعبہ کے پردے کو پکڑے کہہ رہا ہے اے عزیز تجھ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں تو نے اپنی عزت سے مجھے وہ عزت بخشی جو کسی اور کو نہیں دی۔ اس لیے میں اپنا رخ تیری طرف کرتا ہوں اور تجھ ہی سے توسل کرتا ہوں، بحق محمد(ص) و آل محمد(ص) تو مجھے عطا فرما جو کسی اور کو نہیں دیا اور مجھ سے وہ کچھ ہٹا جو کسی اور سے نہیں ہٹایا، امیرالمومنین(ع) نے یہ دعا سنی تو ارشادرفمایا خدا کی قسم یہی دعا سریانی زبان میں اسم اعظم ہے اور میرے حبیب(ص) نے مجھے اس کی خبر دی ہے اس اعرابی نے اس کے وسیلے سے بہشت کو پالیا ہے وہ اسے دیدی گئی ہے اور پالیا ہے کہ دوزخ کو اس سے دور رکھا جائے تو خدا نے اس سے دوزخ کو دور رکھا ہے۔

پھر تیسری شب دیکھا کہ وہ اعرابی خانہ کعبہ کے پردے سے لپٹا کہہ رہا ہے اے وہ وجود پابندہ مکان نہیں اور کیفیت نہیں رکھتا اس اعرابی کو چار ہزار درہم عطا کر جناب امیر(ع) نے اسکی یہ دعا سنی تو اس کے پاس تشریف لے گئے اور رفمایا اے اعرابی تم خدا سے

پذیرائی چاہتے تھے وہ تمہیں مل گئی، تم خدا سے بہشت کے طلب گار تھے وہ اس نے تمہیں عطا کی پھر تم نے دوزخ کی دوری کی درخواست کی وہ اس نے قبول کر لی اور آج رات تم اس سے چار ہزار درھم کی درخواست کررہے ہو اس اعرابی نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ(ع) سے ملاقات ہو جائے تاکہ آپ کی وساطت سے اپنے پروردگار سے حاجت کروں جناب امیر(ع) نے کہا تو بتاؤ کیا چاہتے ہو اس اعرابی نے کہا مجھے ایک ہزار درھم صداق کے لیے، اور ہزار درھم ادائے قرض کے لیے ایک ہزار درھم گھر خریدنے کے واسطے اور ایک ہزار درھم ضروریات زندگی کے لیے چاہیں جناب امیر(ع) نے کہا تو نے انصاف سے کام لیا ہے میں اب مکہ سے مدینہ روانہ ہونے لگا ہوں تو مجھے مدینہ میں آکر مل وہاں تجھے اس رقم کی ادائیگی کردی جائے گی۔

وہ اعرابی ایک ہفتہ مکہ میں رہا اور پھر مدینہ روانہ ہو یا مدینہ پہنچ کر وہ صدا بلند کرنے لگا کوئی ہے کہ جو مجھے جناب علی بن ابی طالب(ع) کے گھر تک لے جائے" اس کی یہ صدا جناب حسین بن علی(ع) نے سنی اور اس سے فرمایا چل تجھے میں لے چلتا ہوں میں انکا بیٹا ہوں اس اعرابی نے کہا آپ کے والد کون ہیں؟ آپ(ع) نے فرمایا امیر المومنین علی ابن ابی طالب(ع) ہیں پھر پوچھا آپ(ع) کی والدہ کون ہیں؟ آپ(ع) نے فرمایا فاطمہ(س) زہرا سیدۃ النساء العالمین ہیں پھر پوچھا آپ(ع) کے نانا کون ہیں، آپ(ع) نے فرمایا رسول خدا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب(ع) ہیں اس نے پھر پوچھا آپ(ع) کی نانی کون ہیں، آپ(ع) نے فرمایا خدیجہ(ع) بنت خویلد اس نے پوچھا کہ آپ(ع) کے بھائی کون ہیں، آپ(ع) نے فرمایا ابو محمد حسن بن علی(ع) اس اعرابی نے کہا تمام دنیا تو آپ(ع) کے پاس ہے مجھے امیرالمومنین(ع) کے پاس لے چلیں اور ان(ع) سے کہیں کہ وہ اعرابی جسے آپ نے مکہ میں ضمانت دی تھی وہ حاضر ہوا ہے۔

حسین بن علی(ع) اسے لے گھر کے دروازے پر آئے اور اسے وہاں کھڑا کر کے اندر تشریف لے گئے اور جناب امیر(ع) نے فرمایا بابا جان ایک اعرابی آیا ہے جو کہتا ہے کہ اسے آپ(ع) نے مکہ میں ضمانت دی تھی کہ اسے مدینہ میں کچھ ادائیگی کریں گے جناب امیر(ع) نے کہا اے فاطمہ(س) کیا گھر میں کوئی چیز ہے جو اسے کھانے کے لیے پیش کی جائے بی بی(س) نے کہا کہ گھر میں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جناب امیر(ع) نے لباس تبدیل کیا اور گھر سے باہر تشریف لے گئے اور فرمایا اے

ابوعبداللہ(ع) بلاؤ اور سلمان فارسی(رض) کو میرے پاس لے آؤ جب سلمان آئے تو جناب امیر(ع) نے سلمان(رض) سے کہا کہ اے سلمان وہ باغ جو رسول خدا(ص) نے میرے لیے لگایا تھا اسے فروخت کرو اور مجھے رقم لاکر دو جناب سلمان(رض) نے وہ باغ مدینے کے تاجروں کے ہاتھ بارہ ہزار درھم میں فروخت کردیا جناب امیر(ع) نے اس اعرابی کو طلب کیا اور چار ہزار درھم اسے دے دیے اس کے علاوہ چالیس درہم مزید سفر خرچ کے لیے دیئے اسی اثناء مین مدینہ کے فقیروں کو بھی یہ خبر مل گئی کہ جناب امیر(ع) نے اپنا باغ فروخت کردیا ہے اور اس سے اصل شدہ رقم وہ راہ خدا میں خرچ کررہے ہیں، تمام فقراء جناب امیر(ع) کی خدمت میں اکٹھے ہوئے اور جناب امیر(ع) نے بقیہ تمام رقم مٹھی مٹھی تمام فقراء میں تقسیم کردی یہاں تک کہ ایک ایک درہم بھی باقی نہ رہا اور انصار مدینہ نے یہ خبر بی بی فاطمہ(س) کو پہنچا دی ، جب جناب امیر(ع) گھر واپس تشریف لائے تو بی بی(س) نے کہا اے میرے سرتاج کیا وہ باغ جو میرے والد(ص) نے میرے لیے لگایا تھا فروخت کردیا ہے آپ(ع) نے فرمایا ہاں میں نے اسے بہتر دنیا اور بہتر آخرت کی خاطر بیچ دیا ہے بی بی(س) نے پوچھا اس کی رقم کہاں ہے آپ(ع) نے جواب دیا وہ میں نے حاجت مندوں میں تقسیم کردی ہے میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے سوال کریں اور مجھے شرمندگی ہو، بی بی(س) نے جناب امیر(ع) کا دامن تھام لیا اور کہا آپ(ع) سمیت میں اور میرے دونوں بچے بھوکے ہیں جب کہ ہمارے واسطے آپ(ع) نے اس (دولت) میں ایک درہم بھی نہیں رکھا جناب امیر(ع) نے فرمایا فاطمہ(س) میرا دامن چھوڑ دو بی بی(س) نے کہا نہیں خدا کی قسم میں اس وقت تک آپ(ع) کا دامن نہ چھوڑوں گی جب تک میرے والد(ص) تشریف نہ لائیں اور اس بارے میں کچھ ارشاد نہ فرمائیں۔ ادھر جبرائیل(ع) نازل ہوئے اور رسول خدا(ص) سے کہا اے محمد(ص) تیرا خدا تجھے سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ میرا سلام علی(ع) تک پہنچا دو اور فاطمہ(س) سے کہو کہ تمہیں حق نہیں ہے کہ تم علی(ع) کا دامن پکڑو، جناب رسول خدا(ص) بی بی فاطمہ(س) کے ہاں تشریف لائے تو دیکھا کہ بی بی(س) نے جناب امیر(ع) کا دامن پکڑا ہوا ہے جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا بیٹی تم نے علی(ع) کا دامن کس لیے پکڑ رکھا ہے بی بی (س) نے عرض کیا بابا جان آپ(ص) نے وہ باغ میرے لیے لگایا تھا۔ وہ علی(ع) نے فروخت کردیا ہے اور اس کا ایک درہم بھی ہمارے لیے نہیں رکھا کہ اس سے گھر کے لیے خوراک کا سامان ہی خرید لیں۔ حضور نے فرمایا بیٹی جبرائیل(ع) نے میرے رب کی طرف

سے مجھے لام۔ یا ہے اور کہا ہے کہ میں علی(ع) و اس کے رب کی رف سے لام پہنچا دوں اور مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تم سے کہوں کہ تم یہ حق نہیں رکھتی کہ اس (علی(ع)) کا دامن پکڑو بی بی(ع) نے یہ سن کر کہا میں اپنے اس عمل پر خدا سے مغفرت طلب کرتی ہوں کہ آیندہ اس رح نہ کروں گی پھر جناب ر ول خدا(ص) ایک رف چلے گئے اور جناب امیر(ع) دوسری رف کچھ ہی دیر گذری تھی کہ جناب ر ول خدا(ص) دوبارہ تشریف لائے اور پوچھا اے فاطمہ(س) میرے چچا کا بیٹا کہاں ہے بی بی(س) نے بتایا وہ باہر گئے ہیں ر ول خدا(ص) نے فرمایا تم یہ سات درہم رکھ لو جب وہ واپس آئیں تو انہیں یہ درہم دے کر بازار سے کچھ کھانے کے لیے منگوا لینا کچھ دیر بعد جناب امیر(ع) واپس آئے اور پوچھا میں اپنے برادر جناب ر سول خدا(ص) کی خوشبو محسوس کررہا ہوں بی بی(س) نے فرمایا ہاں وہ دوبارہ تشریف لائے تھے اور یہ سات درہم دے گئے ہیں تاکہ آپ(ع) اس رقم سے اشیاء خورد ونوش لے آئیں۔ جناب امیر(ع) نے وہ سات درہم بی بی(س) سے لیے اور فرمایا ‘‘ بسم اللہ والحمد للہ کثیرا طیبا’’ کہ یہ روزی خدا کی رف سے فراہم کی گئی ہے پھر جناب حسن(ع) سے فرمایا بیٹا میرے ساتھ بازار چلو اسی وقت ایک شخص آیا اور اس نے صدا لگائی کہ ہے کوئی جو ضرورت مند کو قرض حسنہ دے جناب امیر(ع) نے فرمایا اے میرے بیٹے وہ پیسے اسے دیدو جناب حسن(ع) فرماتے ہیں، خدا کی قسم میرے والد(ع) نے وہ سات درہم اس سائل کو دیدیے جناب حسن(ع) نے جناب امیر(ع) سے کہا بابا جان آپ(ع) نے تمام درہم اس سائل کو دیدیے ہیں جناب امیر(ع) نے فرمایا ہاں بیٹا اگر اس سے کہیں زیادہ ہوتے تو میں وہ بھی اسے دے دیتا پھر جناب امیر(ع) کسی کے گھر گئے تاکہ کچھ قرض لے کر خوراک کا بندوبست کیا جائے جب کچھ ادھار لے لیا اور بازار کو چلے تو ایک اعرابی انہیں ملا اس نے کہا یا علی(ع) میرا اونٹ مجھ سے خرید لیں، آپ(ع) نے فرمایا میرے پاس اس کے لیے پیسے نہیں ہیں اس نے کہا میں آپ(ع) کو اس کے پیسے ادا کرنے کے لیے مہلت دیتا ہوں کہ جب ہوں مجھے دیدیں جناب امیر(ع) نے فرمایا بیٹا حسن(ع) اس سے اونٹ لے لو، کچھ آگے جا کر ان کی ملاقات ایک اور اعرابی سے ہوئی اس نے کہا یا علی(ع) یہ اونٹ بیچنے کے لیے ہے آپ(ع) نے پوچھا تم کیوں خریدنا چاہتے ہو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ اس اونٹ پر بیٹھ کر میں آپ(ع) کے چچازاد (ص) کے ساتھ غزوات میں حصہ لوں جناب امیر(ع) نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو تم اسے بغیر قیمت ہی لے سکتے ہو اس اعرابی نے کہا نہیں یا علی(ع) میں اس کی قیمت ادا کرنے کی

استطاعت رکھتا ہوں آپ(ع) پائیں۔ کہ آپ(ع) نے یہ کتنے کا خریدا ہے جناب امیر(ع) نے فرمایا میں نے یہ دو درہم کا خریدا ہے اعرابی نے کہا میں یہ اونٹ آپ(ع) سے ایک سو ستر (۱۷۰) درہم میں خریدتا ہوں۔ جناب امیر(ع) نے فرمایا بیٹا حسن(ع) یہ اونٹ اس اعرابی کو دیدو۔ پھر اس اصل شدہ رقم میں سے دو درہم اس کے پہلے مالک کو دینے کے لیے واپس پلٹے، جناب امیر(ع) کچھ ہی دور گئے تو دیکھا کہ جنابِ رسول خدا(ص) ایک ایسی جگہ بیٹھے تھے جہاں انہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا تھا جب ان کی نگاہ جنابِ امیر(ع) پر پڑی تو آپ(ص) مسکرائے یہاں تک کہ آپ(ص) کے دندان مبارک نظر آنے لگے جناب امیر(ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) آپ ہمیشہ کی طرح آج بھی مسرور نظر آرہے ہیں کیا بات ہے، جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ابو الحسن(ع) کیا تم اس اعرابی کو تلاش کررہے ہو جس نے تمہیں وہ اونٹ دیا تھا جناب امیر(ع) نے فرمایا میرے ماں باپ آپ(ص) پر قربان، خدا کی قسم یہی بات ہے حضور(ص) نے فرمایا اے ابوالحسن(ع) اونٹ فروخت کرنے والے جبرائیل(ع) تھے اور جنہوں نے اونٹ خریدا وہ میکائیل(ع) تھے اور جو ایک سو ستر درہم تمہیں ادا کیے گئے ہیں وہ خدا کی طرف سے بھیجے گئے ہیں تم انہیں خوبی سے خرچ کرو اور بدادری سے مت ڈرو۔

مجلس نمبر ۷۲

(۵ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ)

فضائل اہل بیت(ع)

۱۔ جناب علی ابن ابی طالب(ع) نے آیت " سلام علی آل یاسین" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یاسین محمد(ص) ہیں اور ہم آل یاسین(ع) ہیں۔

۲۔ ابو مالک نے " سلام علی آل یاسین" کی تفسیر کے ضمن میں کہا کہ یاسین" جناب رسول خدا(ص) ہیں۔

۳۔ ابن عباس(رض) " سلام علی آل یاسین" کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد آل محمد(ص) ہیں۔

۴۔ بی بی ام سلمی(رض) فرماتی ہیں کہ قرآن کی یہ آیت " بیشک خدا چاہتا ہے کہ پلیدی و تمہارے خاندان سے دور کردے اور بہتر طریقے سے پاکیزہ کرئے۔ (احزاب، ۳۳) میرے ہی گھر میں نازل ہوئی اور اس وقت گھر میں سات نفوس موجود تھے جو یہ تھے۔

جناب رسول خدا(ص)، جبرائیل(ع)، میکائیل(ع)، علی(ع)، فاطمہ(س)، حسن(ع) اور حسین(ع)۔

میں نے کہا یا رسول اللہ(ص) کیا میں اہل بیت(ع) میں سے نہیں ہوں تو آپ(ص) نے فرمایا اے ام سلمی(رض) تم ازواج پیغمبر(ص) میں ہو۔ جناب رسول خدا(ص) نے یہ نہیں فرمایا کہ میں اہل بیت(ع) سے ہوں۔

۵۔ تمیمی کہتے ہیں میں زوجہء رسول خدا(ص)، عائشہ کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے بیان کی کہ میں (بی بی عائشہ) نے جناب رسول خدا(ص) کو دیکھا کہ انہوں نے علی(ع)، فاطمہ(س)، حسن(ع) اور حسین(ع) کو بلایا اور فرمایا: خدایا یہ میرے اہل بیت(ع) ہیں ان سے پلیدی کو دور فرما اور انہیں بہتر طریقے سے پاکیزہ کردے۔

۶۔ ابن عباس(رض) نے کہا کہ پیغمبر(ص) نے فرمایا بیشک علی(ع) میرے وصی و خلیفہ اور میری بیٹی فاطمہ(س) سیدۃ النساء العالمین کے ہمسر ہیں اور حسن(ع) و حسین(ع) جو جوانان جنت کے سردار ہیں وہ میرے فرزند

یں جو وئی انہیں دوست رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے اور جو وئی انہیں دشمن رکھتا ہے وہ مجھے دشمن رکھتا ہے، جو وئی ان سے دوری اختیار کرتا ہے، وہ مجھ سے دور ہے جو وئی ان سے جفا کرتا ہے اس نے مجھ سے جفا کی۔ جو وئی ان سے نیکی کرے اسنے مجھ سے نیکی کی، جو وئی ان کے ساتھ پیوستہ ہے نرا اسے اپنے ساتھ پیوستہ کرتا ہے، جو وئی ان سے قطع تعلق کرے نرا اسےخود سے ہٹا دیتا ہے اے نرا یا جو ان کی مدد کے تو اس کی مدد فرما، جو انہیں چھوڑے دے تو ن اسے چھوڑ دے نرا یا تمام پیغمبر اور ر ول اپنا ناندان اور اپنے ثقل رکھتے یں یہ علی(ع)، فاطمہ(س)، حسن(ع) اور حسین(ع) میرے ال بیت(ع) اور ثقل یں۔ ان سے پلیدی و ہٹا دے اور انہیں بہتر ریقے سے پاکیزہ کردے۔

۷- جناب ر ول نرا(ص) نے رفما یا، جو وئی پاہے کہ نرا تمام خیر اس کے لیے عطا کرے تو اسے پاہیے کہ میرے بعد علی(ع) اور اس کے دوستوں و دوست رکھے اورع اس کے دشمنوں سے دشمنی رکھے۔

۸- جناب ر ول نرا(ص) نے رفما یا میری اور میرے ال بیت(ع) کی ولایت دوزخ سے امان دیتی ہے۔

۹- جناب ر ول نرا(ص) نے رفما یا نرا جس پر کرم کرتا ہے اسے میرے ال بیت(ع) کی ولایت کی معرفت عطا کر کے تمام خوبیوں و اس کے لیے فراہم کرتا ہے۔

۱۰- امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی فرائض حق و قائم کرتا ہے، حرمات نرا سے بچتا ہے، میرے ناندان(ع) کی ولایت اسے خوش کرتی ہے اور وہ نرا کے دشمنوں سے بیزاری رکھتا ہے تو وہ بہشت کے آٹھ دروازوں میں سے جس سے پاہے گا دانل ہوگا۔

۱۱- امام صادق(ع) نے رفما یا کہ آیات اولیاء و اعدا ہمارے بارے میں نازل ہوئی یں کہ "جو وئی مقربین میں سے ہے وہ اپنی قبر میں روح و ریحان رکھتا ہے۔ اور جنت نعیم رکھتا ہے اپنی آخرت میں اگر مکذبین میں سے ہے اور گمراہ ہے تو اپنی قبر میں حمیم سے پذیرائی رکھتا ہے اور دوزخ کی آگ آخرت میں"۔

۱۲- جناب ر ول نرا(ص) نے رفما یا جو وئی ہمارے ناندان(ع) و دوست رکھتا ہے اسے پاہیے کہ وہ نرا کی اولین نعمت کی حمد کرے رض کیا گیا یا ر ول اللہ(ص) اولین نعمت ونسی ہے آپ(ص) نے ارشاد رفما یا

حلال زادہ ہو۔ پھر فرمایا ہمیں دوست نہیں رکھتا مگر حلال زادہ۔

مندرجہ بالا حدیث نمبر (۱۲) امام محمد باقر(ع) سے بھی روایت ہوئی ہے۔

۱۳۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) جو کوئی مجھے، تجھے(ع) اور تیرے اماموں(ع) جو تیری اولاد سے ہیں کو دوست رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ حلال زادہ ہونے پر خدا کی حمد کرے کیونکہ ہمیں دوست نہیں رکھتا مگر حلال زادہ اور ہمیں دشمن نہیں رکھتا مگر حرام زادہ۔

۱۴۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا ہم بنو عبدالمطلب(ع) بہشتیوں کے سردار ہیں، یعنی رسول خدا(ص)، حمزہ سیدالشہداء ذوالجناحین(ع)، فاطمہ(س)، حسن(ع)، حسین(ع) اور مہدی(ع)۔

۱۵۔ امیرالمومنین(ع) فرماتے ہیں میں نے جناب رسول خدا(ص) کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں اولاد آدم(ع) کا سردار ہوں اور اے علی(ع) تم اور تمہارے بعد تمہارے امام(ع) میری امت کے سردار ہیں جو کوئی ہمیں دوست رکھتا ہے خدا کو دوست رکھتا ہے اور جو کوئی ہمیں دشمن رکھتا ہے خدا کو دشمن رکھتا ہے جو کوئی ہماری ولایت کے ساتھ ہے وہ خدا کی ولایت کے ساتھ ہے جو کوئی ہمارے فرمان پر عمل کرے اس نے خدا کے فرمان پر عمل کیا اور جو کوئی ہماری نافرمانی کرے اس نے خدا کی نافرمانی کی۔

۱۶۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جب مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو میرے رب نے مجھے علی(ع) کے بارے میں تین باتوں کی وصیت کی، میرے رب نے فرمایا اے محمد(ص) میں نے کہا" لبیک ربی" ارشاد ہوا (ا) علی(ع) متقیوں کا امام ہے (اا) سفید چہروں اور ہاتھوں والوں کا پیشوا ہے۔ (ااا) اور مومنین کا سردار ہے۔

۱۷۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا صدیق تین ہیں۔

ا:۔ حبیب نجار جو مومن آل یاسین(ع) ہیں کہتے ہیں کہ رسولوں اور اس بندے کی پیروی کرو جو تم سے اس کی جزا نہیں چاہتا اور وہ رہبر ہے۔۲:۔ حزقیل(ع) جو مومن آل عمران(ع) ہیں۔۳:۔ اور علی بن ابی طالب(ع) جو سب سے بہتر ہیں۔

۱۸- جناب ر ول ۔را(ص) نےفرمایا محبوب ترین ۔میرا ۔اندان(ع) ہے اور برترین وہ بندہ علی بن ابی طالب(ع) ہے جو ۔میرے بعد ہے۔

۱۹- جناب سلمان فارسی(رح) فرماتے ہیں کہ جب ر ول ۔را(ص) کی رحلت کا وقت قریب آیا تو میں آپ(ص) کی ۔دمت میں حاضر ہوا آپ(ص) نے فرمایا علی بن ابی طالب(ع) بہترین بندہ ہے میں اسے اپنے بعد اپنی جگہ پر مقرر کرتا ہوں۔

۲۰- سلمان فارسی(رح) فرماتے ہیں کہ میں نے ر ول ۔را(ص) و فرماتے سنا کہ اے گروہ مہاجرین و انصار کیا میں تمہیں اس ۔چیز کی راہنمائی نہ کردوں کہ اگر اس سے متمسک رہو گے تو ۔میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہوگے وہ کہنے لگے کیوں نہیں یا ر ول اللہ(ص) ، آپ(ص) نے فرمایا یہ میرا بھائی علی(ع) ۔میرا وزیر ۔میرا خلیفہ ۔میرا وارث اور تمہارا امام ہے اسے ۔میری ۔ا۔ر دوست و گرامی رکھو یہ حکم مجھے ۔جبرائیل(ع) نے دیا ہے تاکہ میں اسے تم تک پہنچا سکوں۔

۲۱- جناب ر ول ۔را(ص) نے فرمایا اے لوگو کیا میں تمہیں راہنمائی نہ کروں کہ ۔میرے بعد اگر اس دلیل کو سمجھوگے تو ہلاک اوور گمراہ نہیں ہوگے کہنے لگے کیوں نہیں یا ر ول اللہ(ص) ، آپ(ص) نے ارشاد فرمایا تمہارا امام اور تمہارا ولی علی بن ابی طالب(ع) ہے اس کے پیچھے رہو اور اس کے ۔خیر خواہ رہو اور اس کی تصدیق کرو کہ یہ حکم مجھے ۔جبرائیل(ع) نے دیا ہے۔

۲۲- جناب ر ول ۔را(ص) نے فرمایا اے لوگو ۔را نے مجھے علی(ع) کے بارے میں وصیت کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ وہ تم سے بیان کروں سنو غور سے سنو، وہ کہنے لگے ہم غور سے سن رہے ہیں آپ(ص) نے ارشاد فرمایا بیشک علی(ع) پرچم ہدایت اور ۔میرے دوستوں کا پیشوا ہے جو کوئی ۔میری اطاعت کرے اس کے لیے نور ہے اور کلمہء تقوی ہے جو ملتا ہے جو کوئی اسے دوست رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے جو کوئی اس کے فرمان کو مانتا ہے وہ ایسا کہ جیسے اس نےمیرے فرمان کو مانا ہے۔

۲۳- امام محمد باقر(ع) نے ایک طولانی حدیث میں فرمایا کہ جب ۔را اپنے پیغمبر(ص) کو معراج پر لے گیا تو ارشاد فرمایا اے محمد(ص) تمہاری پیغمبری کی مدت اختتام کے قریب ہے یہ تمہاری عمر کا آخری حصہ ہے کیا تم نے اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین بنایا ہے جناب ر ول ۔را(ص) نے عرض کیا پالنے

والے میں نے تیری مخلوق کا امتحان لیا مگر کسی کو تیری اطاعت میں علی(ع) سے زیادہ اپنا مطیع نہیں پایا، خدا نے ارشاد فرمایا وہ میرا ایسا مطیع ہے اسے آگاہ کردو کہ وہ میری راہ ہدایت کا نشان ہے اور میرے دوستوں کا پیشوا ہے وہ ایک نور ہے جو میرے فرمان پر چلتا ہے۔

۲۴- حضرت عمر(رض) سے روایت ہے کہ جب رسول خدا(ص) کی رحلت کے بعد لوگ کتاب وسنت سے پھر گئے تو میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جو علی بن ابی طالب(ع) سے زیادہ صالح ہو۔

۲۵- ابوصادق(ع) فرماتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین(ع) علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا یہ آیت قرآنی کہ " اورہم چاہتے ہیں کہ جن لوگوں کو زمین میں کمزور بنا دیا ہے ان پر احسان کریں اور انہیں لوگوں کا پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث قرار دیں" (قصص ، ۵) ہمارے بارے میں اور ہمارے لیے نازل ہوئی ہے۔

۲۶- جناب رسول خدا(ص) فرماتے ہیں کہ جس شب مجھے معراج پر لے جایا گیا تو میرے رب نے مجھ سے فرمایا" اے محمد(ص) " میں نے عرض کیا" لبیک پروردگار" ارشاد ہوا تیرے بعد میری خلق پر میری حجت اور امام، علی(ع) ہے جس کسی نے اس کے فرمان پر عمل کیا اس نے میرے فرمان پر عمل کیا اور جس کسی نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اسے اپنی امت کا امام بناؤ تمہارے بعد اسی کے ذریعے رہبری ہوگی۔

مجلس نمبر ۴۳

(۸ جمادی الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

ابوذر(رح) کے اسلام لانے کا سبب

۱۔ امام صادق(ع) نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا کیا میں تجھے ابوذر(رح) و سلمان(رح) کے اسلام لانے کا سبب بتاؤں اس شخص نے کہا میں سلمان(رح) کے اسلام لانے کے سبب سے تو آگاہ ہوں آپ(ع) مجھے ابوذر(رح) کے اسلام لانے کی وجہ بتائیں۔

امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ابوذر(رح) مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر واقع ایک مقام ابوبطن مرکہ میں اپنی بکریاں چرایا کرتے تھے ایک مرتبہ اچانک ایک بھیڑیا دائیں طرف سے نمودار ہوا اور ان کی بکریوں پر جھپٹا ابوذر(رح) نے اپنے عصاء کی مدد سے اسے بھگایا پھر بائیں طرف سے ریوڑ پر حملہ آور ہوا ابو ذر(رح) نے اپنا عصاء اسے مارا اور کہا خدا میں نے تجھ سے زیادہ خبیث بھیڑیا نہیں دیکھا تو بھیڑیا بحکم خدا بامعجزہ آنحضرت(ص) گویا ہوا اور کہا واللہ اہل مکہ مجھ سے بدتر ہیں خداوند عالم نے ان کی طرف ایک پیغمبر(ص) بھیجا اور وہ اسے دروغ سے نسبت دیتے ہیں یہ بات ابوذر(رح) کے دل میں اثر کر گئی وہ گھر واپس آئے اور اپنی ہمیشرہ سے کہا کہ مجھے کچھ کھانا، ایک لوٹا اور عصا لادو، یہ چیزیں لے کر وہ پیدل مکہ کی جانب روانہ ہوئے اور مکہ پہنچے وہاں دیکھا کہ لوگوں کی ایک جماعت بیٹھی ہے وہ ان کے ساتھ بیٹھ گئے اور سنا کہ وہ لوگ جناب رسول خدا(ص) کو برا بھلا کہہ رہے ہیں ابوذر(رح) نے دل میں سوچا کہ جیسا بھیڑیے نے کہا تھا خدا کی قسم ویسے ہی حالات ہیں اور یہ لوگ اسی روش پر ہیں پھر جب دن کا اختتام ہونے کو تھا تو ابوطالب(ع) تشریف لائے وہ لوگ جناب ابوطالب(ع) کو دیکھ کر کہنے لگے کہ خاموش ہو جاؤ ان کے چچا آگئے ہیں، جب وہ ان کے قریب آئے تو ان لوگوں نے جناب ابوطالب(ع) کی تعظیم کی، جناب ابوطالب(ع) نے نہایت سخن ور اور بے مثال خطیب تھے پھر کچھ دیر بعد وہ لوگ منتشر ہوئے اور جناب ابو طالب(ع) بھی رخصت ہونے لگے تو

ابوذر(رح) ن ان کے ہمراہ ہو لیے انہوں نے ابوذر(رح) سے در یافت کیا کہ کیا تمہیں مجھ سے وئی اجت یا وئی کام ہے جو پیچھے پیچھے آرہے ہو ابوذر(رح) نے رض کیا کہ میں اس پیغمبر(ص) سے ملاقات رکنا چاہتا ہوں جو آپ کے در یان بعوث ہوا ہے تاکہ ان پر ایمان لاؤں اور ان(ص) کی ت ریق کروں اور جو بات کا وہ حکم دیں اس پر مل کروں۔ جناب ابو طالب(ع) نے رفمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ خدا کے علاوہ وئی معبود نہیں اور محمد(ص) اس کے ر ول ہیں اورکیا اس اقرار کے بعد اس پر کاربند ن رہو گے ابوذر(رح) نے رض کیا ہاں پھر کہا" اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ" جناب ابوطالب(ع) نے رفمایا تم ل اسی وقت اسی جگہ میرے پاس آنا ابوذر(رح) دوسرے روز ن وہیں اسی مقام پر انہیں لوگوں کی جماعت میں آکر بیٹھ گئے وہ لوگ اس دن بھی حسبِ سابق جناب ر ول خدا(ص) کی برائیاں کررہے تھے مگر جناب ابوطالب(ع) کو دیکھا تو وہ لوگ خاموش ہوئے جناب ابوطالب(ع) نے لوگوں کے در یان ایک امتیازی مقام رکھتے تھے پھر کافی دیر کے بعد جب وہ لوگ منتشر ہونے لگے اور جناب ابوطالب(ع) نے در یافت کیا کہ کیا تمہاری وئی اجت ہے تو ابوذر(رح) نے روزِ سابق کی طرح اپنا مدعا بیان کیا جناب ابو طالب(ع) نے گذشتہ دن کی رح پھر کہا کیا تم اس کی رسالت کا اقرار کرتے ہو تو ابوذر(رح) نے کہا" اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا رسول اللہ" جناب ابوطالب(ع) نے رفمایا درست ہے میں ن اس کا اقرار رکتا ہوں پھر وہ ابوذر(رح) و لے کر ایک گھر میں ئے جس میں جناب جعفر بن ابی طالب(ع) موجود تھے ابوذر(رح) انہیں لام کیا انہوں نے لام کاجواب دیا اور رفمایا کیا وئی کام ہے ابوذر(رح) نے کہا جو پیغمبر(ص) تمہارے در یان بعوث ہوا ہے میں ان(ص) سے ملاقات رکنا چاہتا ہوں جناب جعفر(ع) نے کہا ان(ص)سے کیا کام ہے ابوذر(رح) نے کہا میں ان(ص) پر ایمان لانا چاہتا ہوں ان کی ت ریق رکنا چاہتا ہوں اور ان(ص) کی رہدایت پر مل رکنا چاہتا ہوں ، یہ سن کر جناب جعفر(ع) نے انہیں شہادتین کی تلقین کی ابوذر(رح) نے شہادت دی پھر انہیں ایک اور گھر میں لے گیا جہاں جناب حمزہ(ع) بن عبدالمطلب(ع) تھے انہوں نے ن ابوذر(رح) سے شہادتین کا اقرار لیا اور پھر انہیں لے کر جناب علی بن ابی طالب(ع) کے پاس آ ئے ابوذر(رح) نے انہیں لام کیا انہوں نے جواب دیا اور پھر مدعا معلوم کر کے اسی رح شہادتین کا اقرار

لیا اور پھر انہیں لے کر جناب ر ول را(ص) کی ر ت میں اضر ہوئے جناب ر ول را(ص) کی ق نور پر نور ت س ابوذر(رح) سے جناب ر ول را(ص) نے شہادتین کا اقرار لیا اور رفمایا میں ر ول را(ص) ہوں، اے ابوذر(رح) تم اپنے و ن واپس اؤ وہاں تمہارے چچا کا بیٹا انتقال کر یا ہے اس کے مال کے تم ن وارث ہو اس کا مال اصل کرو اور وہیں رہو اور جب تک میں اعلان نبوت نہ کردوں تم وہیں رہنا ابوذر)(رح) واپس چلے ئے اور جیسا جناب ر ول را(ص) نے ارشاد رفمایا تھا ویسے ان کے چچا کے بیٹے کا وہاں انتقال ہو یا تھا اور ابوذر(رح) ان کے وارث ٹہرائے ئے تھے جناب ابوذر(رح) کے ہاتھ ان کا مال یکثر آیا وہ اس وقت تک وہیں رہے اور پھر اعلانِ نبوت ہوا تو ابوذر(رح) جناب ر ول را(ص) کے پاس تشریف لے آئے۔

۲- امام صادق(ع) نے رفمایا جھوٹی گواہی دینے والا درزخ کے علاوہ کہیں اور نہیں ائے گا۔

۳- امام باقر(ع) نے رفمایا جو شخص کسی کے مال پر ناحق گواہی دے کر اسے اس کے مال سے محروم کردے تو ایسے شخص کے لیے را اس کا ٹھکانہ دوزخ قرار دے گا۔

۴- جناب ر ول را(ص) نے رفمایا جو وئی سچی گواہی چ پا کر کسی مسلمان ورثہ اد کردے یا اسے اس کے مال سے محروم کردے تو ایسا شخص اس رح قیا ت کے روز پیش کیا ائے گا کہ ر نگاہ سے اس کا چہرہ سیاہ دکھائی دے گا اور مخلوق اس کی نسل سے پہچانے گی اور جو وئی سچی گواہی دے کر کسی مرد مسلمان کے حق و زندہ کرے گا تو وہ روز قیا ت اس رح پیش کیا ائے گا کہ ر نگاہ سے ن اس کا چہرہ روشن دکھائی دے گا اور مخلوق اسے اس کی نسل سے پہچانے گی امام باقر(ع) نے رفمایا لوگ نہیں انتے کہ را فرماتا ہے کہ "را کے لیے شہادت دو"

۵- عبدالقیس کہتے یں کہ سلمان(رح) کا گذر ایک قبرستان سے ہوا تو انہوں نے کہا السلام علیہم یا اہل قبور، اے مو منین و مسلمین کیا تم انتے ہو کہ آج . کا دن ہے۔ سلمان(رح) یہ کہ کر گھر واپس آئے عالم نیند میں دیکھا کہ وئی شخص آیا اور اس نے کہا و علیہم السلام یا ابو عبداللہ آپ ہمارے در یان(قبرستان) آئے اور آپ نے ہمیں لام کیا اور جو کچھ ہمیں کہا وہ ہم نے سنا ہم انتے یں کہ آج . کا دن ہے ہم یہ ن انتے یں کہ پرندے بروزِ . کیا کہتے یں وہ کہتے یں

تروس

تروس اے پروردگار تو ں ہمیں بخشنے والا ہے۔تیرے مک اور۔تیری عظمت کی مانند وئی نہیں اور اس شخص نے تجھے نہیں
حٰ پہٰ ا جو۔تیری جھوٹی م کھاتا ہے۔

۶۔ امام صادق(ع) نے رفماہ یا نرا دشن رکہتا ہے اس بندے و جو اپنے مال کی م کھانے کا عادی ہوچکا ہو (یعنی اپنے مال کی م کھانے کی روایت ڈالے)

۷۔ امام صادق(ع) نے رفماہ یا جو وئی نرا کی م کھائے اسے پاہیے کہ چ بولے اور اگر انہیں بولتا تو ایسے کے ساتھ نرا نہیں ہے اور اگر کسی کے سامنے نرا کی م کھائی جاۓ تو اسے پاہیے کہ راضی ہو جائے ورنہ ایسے کے ساتھ ن را نہ ہوگا۔

۸۔ امام باقر(ع) نے رفماہ یا ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اس وقت جناب ر ول نرا(ص) ن مسجد میں موجود تھے اس شخص نے دوران نماز جب سجدہ کیا تو نہایت مختصر کیا یہ دیکھ کر جناب ر ول نرا(ص) نے ارشادرفماہ یا جو وئی اس رح سجدہ کرے جیسے وا اپنی چونچ زمین پر مارتا ہے اور اسی الت میں مر جائے تو ایسے شخص کا خاتمہ دین محمدی(ص) پر نہیں ہوا۔

۹۔ جناب ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا شیطان ابن آدم(ع) سے اس وقت تک ترسان و ہراساں رہتا ہے جب تک وہ نماز پنجگانہ ادا کرتے رہتے یں مگر جب وہ نماز کا وقت گزار دیتے یں شیطان دیر ہوجاتا ہے اور بندے و نہاہوں کی رف کھینچتا ہے۔

۱۰۔ ابوبصیر کہتے یں کہ میں امام صادق(ع) کی وفات کے بعد ام حمیدہ کی نر ت میں تعزیت کی نرض سے یا انہوں نے رفماہ یا اے ابو محمد کاش تم امام صادق(ع) رحلت کے وقت دیکھتے وہ نظر نہایت عجیب تھا، انہوں نے اپنی دونوں آنکھیں کھولیں اوررفماہ یا تمام رشتہ داروں و جمع کرو یہ سن کر وئی فرد ایسا نہ تھا جو اضر نہ ہو یا ہو، جب سب آ ئے تو آپ(ع) نے رفماہ یا بیشک ہماری شفاعت اس بندےو نہ پہنچے گی جو نماز و کم تر شمار کرتا ہے۔

۱۱۔ امام صادق(ع) نے رفماہ یا جو وئی غسل جنابت میں اپنے جسم کے کیا بال و بھی مدا (خشک) چھوڑ دے وہ دوزخ میں ہوگا۔

۱۲۔ امام باقر(ع) نے اپنے اباد(ع) سے روایت کیا ہے کہ جبرائیل(ع)، پیغمبر(ص) پر نازل ہوئے اور کہا

اے محمد(ص)۔تیرا ۰ ررا تجھے لام کہتا ہے اور فرماتا ہے میں نے سات آسمانوں و پیدا کیا، جو کچھ ان میں ہے اسے پیدا کیا۔ میں نے سات زمینوں و اور جو کچھ ان میں ہے و پیدا کیا، میں نے رکن عظیم اور بائے عظیم تر و پیدا کیا۔ اگر وئی بندہ مجھے اس ج ۔ پکارے مگر نکر ولایت علی(ع) ہو تو میں اس و سقر(دوزخ) میں گراؤں گا۔

۱۳ امام باقر(ع) نے رفمایا نماز ج ۔ امام کے لئے نمیز ن واجب ہے اگر بندہ اسے بلا ذر ترک کرے تو اس نے اپنے فریضہ و ترک کیا۔ اگر مسلسل تین جمعے وہ اپنے فرائض ترک کرے تو وہ منافق ہے پھر رفمایا جو وئی نماز و بے رغبت ادا کرے اور نمیز بلا عذر کے ج ا ت کی نماز چھوڑے تو وہ نماز نہیں رکھتا۔

۱۴- امام صادق(ع) نے رفمایا جناب ر ول ۰ررا(ص) نے نماز جر ادا کرنے کے بعد اپنے اصحاب سے چند لوگوں کے تعلق دریافت کیا لوگوں نے بتایا کہ وہ موجود نہیں ہیں آپ() نے رفمایا کیا وہ سفر پر ہیں کہنے لگے نہیں، جناب ر ول ۰ررا(ص) نے رفمایا نماز منافقین کے لیے سخت شئ ہیں۔

۱۵- امام صادق(ع) نے رفمایا جو شخص قدرت رکھنے کے باوجود اپنے بھائی کی مدد نہ کرے وہ مومن نہیں ہے ۰ررا ایسے کی مدد دنیا و آخرت میں ترک کردے گا۔

۱۶- امام صادق(ع) نے رفمایا جو وئی اپنے برادر دینی و ر وا کرنے کی ۰۱ ر اس کی داستان لوگوں سے بیان کرے تو ۰ررا اسے اپنی ولایت سے شیطان کی ولایت کی طرف دھکیل دے گا۔

فضائل اہل بیت(ع)

۱۷-ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جناب ر ول ۰ررا(ص) تشریف فرما تھے۔ اور ان کے ساتھ علی(ع) فاطمہ(س)، حسن(ع)، اور حسین(ع) بھی موجود تھے جناب ر ول ۰ررا(ص) نے رفمایا۔ یا تو بتاتا ہے کہ یہ میرے ال بیت(ع) ہیں، یہ میرے نزدیک گرامی ترین نفوس ہیں تو ان کے دوستوں و دوست رکھ اور ان کے دشمنوں و دشمن رکھ، ان سے ہرمہ بانی کر جو ان سے ہرمہ بانی کریں اور برا رکھ انہیں جو انہیں برا گردانیں اور جو ان کی مدد کریں تو ان کی مدد کر ان سے ہر تم کی نجاست و گندگی و دور رکھ انہیں ہر گناہ سے معصوم رکھ اور روح القدس کے ذریعے ان کی مدد فرما۔ پھر جناب ر ول ۰ررا(ص) نے

رفماہ یا۔ اے علی(ع) تم ہمیری ا ت کے امام ہو ہمیرے بعد ان پر خلیفہ و بانشین ہو، جنت کے راستے میں مو نین کے قائ‍ـد اور راہنما ہو اور اپنی بیٹی فاطمہ(س) و میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ روز قیا ت ناقہء نور پر وار ہو کر آئی یں۔ ان کے دائ‍ـیں ‍ـرف ستر ہزار بائیں رف ستر ہزار اور ان کے آگے ں ستر ہزار فرشتے یں وہ ہمیری ا ت کی مو نہ عورتوں کی جن‍ـت کی ‍ـرف قیادت کرر ں یں اور یہ وہ مومن عورتیں ہونگی جو دن میں ز پنجگانہ ادا کرنےوالی ، پابند صوم اور حج بیت اللہ و ادا ک‍ـرنے وال‍ـی ہوں گی، اس(فاطمہ(س)) کی قیادت میں ایسی ں مو نہ عورتیں ہوں گی، کہ جو اپنی ز واۃ ں ، پابندی سے ادا کرتی ہ‍ـوں گ‍ـی، ا پنے شوہروں کی اطا ت کرنے والی اور ہمیرے بعد ولایت علی(ع) پر کاربند ہوں گی یہ عورتیں ہمیری بیٹی کی شفا ت سے بہش‍ـت م‍ـیں دا ل ہوں گی فاطمہ(س) تم ام عالمین کی عورتوں کی سردر یں۔ رض کیا یا کہ کیا فاطمہ(س) صرف اپنے زم‍ـانے ک‍ـی عورت‍ـوں ک‍ـی سردار یں تو ر ول را(ص) نے رفماہ یا یہ صفت تو حضرت مریم(س) بنت مران(ع) کی ہے ہمیری بیٹی فاطمہ(س) تو تم ام ع‍ـالمین کی عورتوں کی سردار ہے خواہ وہ اولین میں سے ہوں یا آخرین سے جب یہ از کے واسطے محراب میں کھ ی ہوتی یں تو ستر ہ‍ـزار مقرب فرشتے ان پر لام یجتے یں اور انہیں ایسے الفاظ سے مخا ب کرتے یں جس سے مریم بنت م‍ـران(ع) ‍ـو مخا ‍ـب کی‍ـا کرتے تھے، وہ (فرشتے) کہتے یں اے فاطمہ(س) '' را نے تمہیں منتخب کیا اور ہر برائی سے پاک رکھا اور تم ام عالمین کی عورت‍ـوں پر تمہیں ضیلت دی'' (آل مران، ۴۲) پھر جناب ر ول را(ص) نے اپنا رخ علی(ع) کی رف کیا اور رفماہ یا فاطمہ(ع) ہمی‍ـرے بدن کا ٹکڑا اور ہمیری نور نظر ہے یہ ہمیرے دل کا یوہ ہے جس نے اسے رنج پہنچایا اس نے مجھے رنجیدہ کیا اور جس نے اسے دک‍ـھ پہنچایا اس نے مجھے دکھ پہنچایا یہ ہمیرے ال بیت(ع) میں سب سے پہلے مجھ سے لے گی لہذا ہمیرے بعد اس کا خیال رکھنا پھ‍ـر رفماہ یا یہ حسن(ع) و حسین(ع) ہمیرے فرزند یں۔ جو ہمیرے شجر زندگی کے دو پھول یں یہ دونوں جوانان جنت کے سردار یں ان دونوں کا ں پنا ں خیال رکھنا کہ جتنا تم اپنی آنکھوں اور کانوں کا رکھتے ہو پھر اپنے ہاتھ آسمان کی رف بلند کیے اور رفماہ یا رام یا تو گ‍ـواہ رہنا کہ میں اس شخص سے محبت رکھتا ہوں جو ان جسے محبت رکھتا ہے اور اس و دشمن رکھتا ہوں جو ان و دشمن رکھتا ہے ہمی‍ـری ح اس سے ہے جو ان سے ح رکھے، ہمیری راوت اس سے ہے جو ان سے راوت رکھے اور وہ ہمی‍ـرا دوس‍ـت ہے ج‍ـو انہ‍ـیں دوست رکھتا ہے۔

مجلس نمبر ۴۷

(۱۲جمادی الثانی سنہ ۳۶۷ھ)

بہترین کون ہے

۱۔ ابوطیح کنانی نے امام صادق(ع) سے روایت کیا کہ یہ اقول کس کے ہیں کہ میں خدا سے ان کا خواستگار ہوں اور اس سے پناہ مانگتا ہوں، افضل الذکر ذکر خدا ہے، بہترین حکمت اس کی اطاعت ہے، سب سے سچی، نصیحت آموز اور دلنشین داستان قرآن کریم ہے، خدا پر ایمان استوار ترین رشتہ ہے، بہترین ملت ملت ابراہیمی(ع) ہے، بہترین طریقہ پیغمبروں کا طریقہ ہے، بہترین راہ حق، راہ محمدی(ص) ہے، بہترین توشہ تقوی اور بہترین علم وہ ہے کہ جس سے فائدہ حاصل ہو، بہترین راہ راہِ حق ہے جس کی پیروی کی جائے، بہترین توانگری خود پر اعتماد ہے، دل کا بہترین ذخیرہ یقین ہے، زیور سچائی ہے۔ علم کا زیور احسان اور بہترین امور وہ ہیں جن کا انجام نیک ہو، جو کچھ کم ہے نیکی ہے اور جو زیادہ ہے بے ہودگی ہے، شقی ماں کے شکم سے شقی ہے، سعید وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت لے۔ زیرک ترین آدمی وہ ہے جو تقوی اختیار کیے ہوئے ہے، ہرزہ سرائی کرنے والا احمقوں کا احمق ہے، بدترین نقل جھوٹ ہے بدترین امور بدعتیں ہیں، بدترین اندھا دل کا اندھا ہے، بدترین پشیمانی روز قیامت کی پشیمانی ہے، بزرگ ترین خطا کار خدا کے نزدیک وہ زبان ہے جو جھوٹ ہے، بدترین کسب ریا کاری ہے، بدترین خوراک یتیم کے مال کا کھانا ہے، مرد کا بہترین زیور ایمان ہے، جو کوئی شمع راہ ہدایت کا پیرو ہوگا تو خدا اس کی شمع روشن کرے گا، جس کسی کو مصیبتیں گھیر لیں اسے چاہیے کہ صبر کرے اگر وہ صابر نہیں ہوگا تو کافر شمار کیا جائے گا، جو کوئی تکبر کرے خدا اسے پست کرتا ہے جس کسی نے شیطان کے فرمان پر عمل کیا اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جو کوئی خدا کی نافرمانی کرے خدا اسے سزا دے گا اور خدا اس کے عذاب میں اضافہ فرمائے گا۔ جو کوئی ناگواری پر صبر کرے خدا اس کی مدد کرے گا، جو کوئی خدا پر

َ بھروسہ کرے ۔ٰرا اس کی کفالت کرے گا اور اس ہپہ ۔اراضٰ ۔ہ ہوگا، جو وئی ۔ٰرا کی خوشنودی اور تقرب کے لیے اس کی اطا ۔ت کرہتا ہے ۔ٰرا اس سے خوش ہے اور جو اس کی خوشنودی اور تقرب اصل نہیں کرہتا ہے ۔ٰرا اسے سے ۔اراض ہے، ہر۔خیر و اس کی اطا ت میں طلب کرو، نیکیوں و اختیار کیے رکھو اور برائیوں سے گریز کرو ۔ٰرا ہر اس شخص کی حفا ت کرہتا ہے ج۔و اس کےفر۔۔ان پر مل کرے اور ہر وہ شخص جو اس کی ۔ ۔افرمانی کرے اس کی ہپاہ میں نہیں، ۔ٰرا سے گریز کرنےوالے کے لیے ۔وئی دو۔۔ری راہ فرار نہیں کیونکہ امر ۔ٰرا اسکی خواری کے لیے ۔ازل ہو یا ہے، جو کچھ ۔ٰرا تمہیں عطا کرے اس پر خوش ہو ۔اؤ، ۔ٰرا سے ڈرو کہ۔ ۔ وہ سخت سزا دیے ۔ والا ہے۔ امام صادق(ع) نے رفما یا یہ اقوال مجھ ۔تک ہپ۔اب ر ول ۔ٰرا(ص) سے َ پہنچے یں۔

۲- امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی ۔ٰرا کی ۔ ۔افرمانی کرے اسے دوست ت رکھوَ پھر امام(ع) نے یہ شعر پڑھا " اگ۔ر دوست صادق ہے تو اس کی ۔ بات مانو۔ عاشق محبوب کی رہ۔ بات کا دل سے مطیع ویتا ہے"

۳- امام صادق(ع) ہمیشہ فرماتے کہ مس۔ٰ ان و پاہیے کہ وہ ا ال صالح کی دولت و آخرت کے لیےَ ۔ بچے۔

۴- امام صادق(ع) اس بات و ۔ ۔ت ۔ یادہ ۔رار یا کرتے کہ اس زمانے میں لا ت ۔ٰ۔ین پ۔۔ڑے ہ۔۔وئے ۔وح۔ ۔ات اور کا یابیاٰ ۔ ۔نیر درمان کے ۔ولا ایسا ں ہے جیسے انسان ۔ٰم ۔ریقت کے راستے پر بے نشان پل پڑے۔

۵- امام صادق(ع) اکثر رفما یا کرتے اپنی زندگیَ بہتر بنانے کے واسطے مسلسل محنت کرو اور ماضی کی غلطیوں ۔و ۔ت دہراؤ جوَ بہتر ہے اسے اختیار کرو۔

۶- دانشمندوں کے ایک گروہ نے ہپ۔اب حسن(ع) بن علی(ع) اور ولید بن عتبہ لعین کے در یان ہونے والے مکالمے و ۔بیان کہ یا ہے کہ امام حسن(ع) نے ولید لعین سے کہا کہ " میں تجھے اسی ۔رح ملا ت ۔ ۔کروں جس ۔رح تو علی(ع) کے لیے سب وشتم کرہتا ہے، میں تجھے اسی ۔ ۔ ۔ ۔انے سے ۔ ۔ ۔ ۔اہتا ہوں یاد کرہ تیرے باپ و ہپ۔اب ر ول ۔ٰرا(ص) کے ۔ٰم سے بدر کے روز قتل کیا یا، اس کے قاتل و ۔ٰرا

نے دو آیت میں مومن کہا اے تجھے فاسق کا نام دیا''۔

پھر امام(ع) نے ان اشعار کو دہرایا۔

ولید لعین کے لیے کفر کی منزل ہے۔

اور علی(ع) کی جو ایمان ہے۔

جو زراور زر پایا ہو وہ مومن کیسے بن سکتا ہے۔

اور فاسق کا انجام تباہی ہے۔

ولید اور علی(ع) کو بے شک پکارو۔

لیکن دونوں کے درمیان فرق واضح ہے۔

علی(ع) کی جزا بہشت ہے۔

اور ولید کی جزا جہنم ہے۔

۷- جناب علی(ع) نے فرمایا میں رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلمان بھی وہیں تھے سلمان نے مجھے دیکھ کر کہا اے علی(ع) آپ یہاں تشریف لے آئے ہیں اور میں بھی یہیں موجود ہوں اور یہاں کے علاوہ کسی کے ساتھ نہیں ہوں یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے سلمان روزِ قیامت یہ (علی(ع)) اور اس کے گروہ کے لوگ نجات پائیں گے۔

۸- انس بن مالک کہتے ہیں کہ پیغمبر(ص) نے فرمایا میرے بعد میری امت کے اختلاف میں علی(ع) ہی راہ ہدایت دے گا۔

۹- عبدالرحمن ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ جب جناب علی(ع) ابن ابی طالب(ع) نے فاطمہ(س) کو دفن کیا تو ان کی قبر مبارک پر یہ اشعار پڑھے

'' اے گروہ انس ہر دوست جدائی رکھتا ہے

اور موت میں بہت کم جدائی ہے

ہر فرد نے دوسرے سے جدا ہونا ہے

معلوم ہونا چاہیے کہ ہر دوستی دوامی نہیں۔

میں مقدر کی ۔ یاد آوری میں محبت رکھتا ہوں۔

۱۰- امام باقر(ع) نے رفماد یا جس کا ظاہر اس کے ۔ با ن سے برا ہے روز قیا ت اس کی میزان ہلکی ہوگی۔

۱۱- امام صادق(ع) نے اعہ سے رفماد یا مومن پار چیزوں سے برا ۔ ز ہوگا۔ اول وہ ہمسایہ جو اسے آزار دے۔ دوئم ۔ شیطان جو اسے گمراہ کرے۔ وئم ۔ انق جو اس کے پیچھے گارہے۔ اور چہارم۔ وہ مومن جو اس پر ح ر کرے، میں(اعہ) نے کہا میں آپ(ع) پرقر بان ہو باؤں کیا مومن اس پر ح ر کرتا ہے آپ(ع) نے رفماد یا اے اعہ یہ ان تمام سے زیادہ سخت ہے میں نے پوچھا کس رح رفماد یا اسے برا ہے اور اسے بار کرواتا رہے۔

آنحضرت(ص) اور نزول ابر

۱۲- ابن عباس(رض) بیان کرتے یں کہ میں اصحاب ر ول(ص) کے ہمراہ ان(ص) کی ز ت میں بیٹھا تھا کہ جناب ر ول ا(ص) نے آ ان کی رف دیکھا اور اپنی چشم بارک سے اشارہ فرمایا ۔ ناگاہ ہم نے دیکھا کہ ایک سمت سے بادل آیا جناب ر ول ا(ص) نے اسے پاس آنے کا اشارہ کیا بادل نزدیک آ یا جناب ر ول ا(ص) نے اسے دوبارہ اشارہ کیا تو وہ بادل بے ر نزدیک آ یا پھر جناب ر ول ا(ص) کھ ے ہوئے اور اپنے بازو بلند فرمائے یہاں تک کہ آپ(ص) کی زیر بغل سفیدی نظر آنے لگی آپ(ص) نے بادل میں اپنے ہاتھ داخل کیے اور ایک وروں سے بھرا ہوا سفید پیالہ برآمد کیا جناب ر ول ا(ص) نے وہ تازہ وریں تناول فرمائیں اس پیالے نے جناب ر ول ا(ص) کے ہاتھ پر تسبیح کی۔ پھر آنحضرت(ص) نے وہ پیالہ جناب امیر(ع) و دیا جناب امیر(ع) نے ن وہ وریں تناول فرمائیں اس پیالے نے جناب امیر(ع) کے ہاتھ پر ن تسبیح بیان کی۔

اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا یا ر ول اللہ(ص) آپ(ص) نے یہ پیالہ اور اس وریں خود و اور علی(ع) و ن دی یں؟ اس بات پر وہ پیالہ باذن ا گویا ہوا اور کہا'' لا الہ الا اللہ خالق الظلمات والنور'' اے لوگو کیا تم جانتے ہو کہ میں ہدیہء حق ہوں اور مجھ سے وئی نہیں کھا سکتا مگر پیغمبر(ص) یا وصیِ

پیغمبر(ص)۔

۱۳۔ مشعل اسدی کہتے ہیں کہ میں ایک سال حج سے واپسی پر امام صادق(ع) کی زیارت میں حاضر ہوا آپ(ع) نے فرمایا کہاں سے آئے ہو میں نے عرض کیا میں آپ(ع) پر قربان میں حج سے واپس آ رہا ہوں۔ آپ(ع) نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زائر کیا ثواب رکھتا ہے میں نے عرض کیا نہیں مجھے معلوم نہیں آپ(ع) نے فرمایا جب بندہ اس کے گھر کا سات مرتبہ طواف کرتا ہے اور اس(زیارت) کی دو رکعت نماز پڑھتا ہے پھر صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتا ہے تو خدا اس کے نامہ اعمال میں چھ ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور اس کے چھ ہزار گناہ معاف فرماتا ہے اس کے چھ ہزار درجات بلند کرتا ہے اور چھ ہزار دنیاوی حاجات پوری کرتا ہے اور آخرت کے لیے اس کا ذخیرہ رکھتا ہے میں نے عرض کیا میں آپ(ع) پر قربان یہ اجر تو بہت زیادہ ہے آپ(ع) نے فرمایا کیا میں تجھے اس سے بہتر سے آگاہ نہ کروں میں نے عرض کیا کیوں نہیں آپ(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی مومن کی حاجت روائی کرے اس کے لیے ترتیب وار دس حج کا ثواب ہے۔

۱۴۔ امام زین العابدین(ع) نے فرمایا مومن علم و حلم سے حاصل کرتا ہے جب وہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے بیٹھتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ کانوں سے سنے تاکہ تسلیم کرے اور زبان سے ہے (سوال کرے) تاکہ اپنے راز (وہ باتیں جو اسے معلوم نہیں) سے آگاہ ہو جائے، اپنے دوستوں سے نہ ہے اور دشمنوں سے شہادت (حق) و بیان نہ چھپائے عمل حق و خود نمائی کے لئے انجام نہ دے اور اس کے کرنے میں شرم محسوس نہ کرے کسی و بے نہ ستائے اور خوف خدا محسوس کرے اور جو کچھ وہ کہتا ہے (ایسی گفتگو جس کی اجازت نہیں اگر ہے تو) اس کی خدا سے مغفرت طلب کرے نادانوں کی بات سے فریب نہ کھائے۔ جس چیز کے بارے میں وہ خود روشنی میں ہے اس سے ڈرے منافق وہ ہے جو دوسرے کو کسی چیز سے منع کرے اور خود اختیار کر لے جب نماز کے لیے کھڑا ہو تو سینہ کھول لے جب رکوع کرے تو شرارت کرے جب سجدہ کرے تو ایسے جیسے کہ زمین پر چونچ مارتا ہے بیٹھا ہے تو خیال کرتا ہے رات ہوتی ہے تو دل کھانے کی طرف مائل ہوتا ہے روزہ نہیں رکھتا صبح ہو دل سونے (نیند) کی طرف مائل ہوتا ہے اٹھنے کو دل نہیں کرتا ایسا شخص اگر تم سے دور۔

بیان کرے گا تو جھوٹ ہے گا اگر و رہ کرے گا تو و رہ خلافی کرے گا اگر امانت دوگے تو خیانت کرے گا اگر اس سے . ـرا ہوگے تو تمہیں برا ہے گا۔

جناب رسول خدا(ص) کی علی(ع) کو ﺯ یت

۱۵- ابوجعفر محمد بن لیؑ . باقر(ع) نے اپنے ا براد(ع) سے روایت کیا ہے کہ ایک دن جناب ر سول ۰ ـرا(ص) اپنی واری پر. باہر تشریف لے ئے اور جناب امیر(ع) ان کے ہمراہ پیدل چل نکلے آنحضرت(ص) نے جناب امیر(ع) سے رفاہ یا اے ابوالحسن(ع) واری لے لو. یا پھر چلے جاؤ کیونکہ ۰را نے مجھے حکم یا ہے کہ جب میں وار ہوں تو تم ۰ن وار ہوا کرو اور جب میں پا پیادہ کروں تم ی . پا پیادہ رہو۔ جب میں بیٹھا ہوا ہوں تو تم ۰ن بیٹھے رہو اور یہ اس(۰را) کی جزا ہے کہ اس نے مجھے تمہارے جیسا عطا کیا اس نے مجھے نبوت و رسالت دی اور تجھے اس میں ولی بنایا تاکہ اس کی رود و قائم رکھو اور اس کی مشکلات میں قیام کرو .ان لو کہ جس نے مجھے حق کے ساتھ بعوث کیا وہ بندہ مجھ پر ا ی ان نہیں رکھتا جو تیرا نکر ہے اور ۰را کی قسم وہ ا ی ان نہیں رکھتا جو تیرے بارے میں کفر اختیار کرتا ہے تیرا فضل میرے فضل سے ہے اور میرا فضل ۰را سے ہے اور قول ۰را ہے کہ " کہ دو کہ ۰را کے فضل اور رحمت ی سے تو ان و خوش ہونا چاہیے اور جو کچھ وہ جمع کرتے یں اس سے یہ بہت بہتر ہے" (یونس، ۵۸) ۰را کا فضل تمہارے نبي(ص) کی نبوت ہے اور اس کی رحمت علی بن ابی طالب(ع) کی ولایت ہے پھر جناب ر ول ۰را(ص) نے رفاہ یا، شیعوں و چاہیے کہ وہ علی(ع) کی ولایت اور میری نبوت پر خوش ہوں اور جو وہ (مخالفین) جمع کرتے یں یہ اس سے بہتر ہے (یعنی جو کچھ مخالفین جمع کرتے یں مال۔ دنیا۔ اولاد۔ بیویاں وغیرہ) ۰را کی قسم یا علی(ع) تجھے ۰را کی عبادت کے علاوہ کسی اور چیز کے لیے پیدا نہیں کیا یا واۓ اس کی تجھ سے عوم دین پہچانے جائیں اور فر سودہ راہوں کی اصلاح ہو جو وئی تجھ سے گمراہ ہے وہ راہ ۰را سے گمراہ ہے جو تیری ولایت نہیں رکھتا وہ راہ ۰را نہیں رکھتا اور یہ ہے تیرے رب کا کلام کہ " بیشک میں معاف کرنے والا ہوں اس بندے کو جو باز رہے اور ا ی ان لائے اور عمل صالح کرے اور راستے پر آئے" (طہ، ۸۲) تیری ولایت پر ۰را نے مجھے حکم

د۔ یا کہ یہی حق ہے جو میرے (محمد رسول اللہ(ص)) کے لیے مقرر ہوا جو مجھ پر ایمان لایا اس پر تیرا یہ حق واجب ہے اگر یہ نہ ہوتا تو اللہ کے بندے پہچانے نہ جاتے تیرے ہی وسیلے سے خدا کا دشمن پہچانا جاتا ہے اور جو کوئی تیری ولایت کے ذریعے خدا سے ملاقات نہ کرے۔ وہ کوئی چیز نہیں رکھتا اور خدا نے مجھ پر نازل کیا" کہ اے پیغمبر(ص) پہنچا دو جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے (اے علی(ع) اس سے مراد تیری ولایت ہے) اور اگر نہ پہنچایا تو تبلیغ رسالت نہیں کی اور جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہ نہیں پہنچایا(مائدہ، ٦٧) تیری ولایت کی پہچان سے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ اور جو تیری ولایت کا اقرار کیے بغیر پیش ہوگا اس کے اعمال قبول نہیں کیے جائیں گے اور یہ وہ وعدہ ہے جو میرے لیے معجزہ ہے یہ میں خود نہیں کہتا یہ میرے رب نے مجھ سے کہا ہے اور یہ تیرے بارے میں نازل ہوا ہے۔

مجلس نمبر ۷۵

(۱۵ جمادی الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

۱۔ امام صادق(ع) نے فرمایا عیسی بن مریم(ع) لوگوں کے ایک گروہ کے پاس سے گزرے جو گریہ کررہے تھے جناب عیسی(ع) نے پوچھا یہ کس لیے گریہ کررہے ہیں بتایا گیا کہ یہ اپنے گناہوں پر گریہ کررہے ہیں آپ(ع) نے فرمایا انہوں گناہ ترک کردو تاکہ بقیہ معاف ہو جائیں۔

۲۔ امام رضا(ع) نے اپنی ایک روایت میں بیان فرمایا کہ عیسی بن مریم(ع) نے اپنے حواریوں سے کہا" کہ اگر تمہارا دین سلامت ہو اور تمہارے ہاتھ میں دنیا سے کچھ چلا جائے تو غم نہ کرو دنیا دار، دنیا کے جانے پر غم کرتے ہیں انہیں دین کے چلے جانے کا کوئی غم نہیں ہوتا۔"

۳۔ جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا ہر نماز کے وقت ایک لوگوں کے سامنے آواز دیتا ہے کہ اٹھو اور وہ آگ جو تمہارے لیے روشن کی گئی ہے اسے اپنی نمازوں سے بجھا دو۔

گرامی کون ہے

۴۔ سالم ابن ابو جعد کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ انصاری(رض) نے جناب علی بن ابی طالب(ع) سے روایت کی ہے جناب امیر(ع) نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ (علی بن ابی طالب(ع)) اور ان کی اولاد میں سے ائمہ(ع) کس طرح اورکس وجہ سے پیغمبروں اور رسولوں کے بعد افضل ہیں سالم کہتے ہیں میں نے جابر(رض) سے کہا کہ مجھے بتائیں کہ وہ بندہ جو انہیں دشمن رکھتا ہے اور ان کی فضیلت و کم شمار کرتا ہے اس کے بارے میں جناب امیر(ع) کیا فرمایا ہے۔

جابر نے کہا انہیں دشمن رکھتا مگر کافر اور ان کی فضیلت و عظمت و کم شمار نہیں کرتا مگر منافق۔ میں (سالم) نے پوچھا کہ ان کی اولاد سے ائمہ ہوں گے جابر(رض) نے کہا شیعان علی(ع) جو اس بات کے معترف ہیں کہ علی(ع) اور ان کی اولاد میں سے ائمہ(ع) ہوں گے کامیاب ہیں اور امن میں ہوں گے

قیا ت کے دن َ پھر میں نے ابر(رض) سے پوچھا اس بندے کے بارے میں پتائیں جو ان کے خلاف خروج کرے اور لوگوں و ضلالت کی رف بلائے وہ کن لوگوں کےنز یادہ قریب ہے قریب ہے ابر(رض) نے کہا وہ اپنے (دوزنی ہ۔ردگاروں اور۔پی۔روی کرنے والوں نکے یادہ نزدیک ہےَ پھر میں نے پوچھا کہ اگر وئی قیام حق کی رف دعوت دے تو اس کے نزدیک ون ہ۔وں گے ابر(رض) نے کہا شیَ ہ اور ان کے سا ت ن اور علی ابن ابی طالب(ع) روز قیا ت لواء حمد ہاتھ میں لیے ہوں گے ان کے نزدیک ان کے شیَ ہ اور ان کے انصاران ہوں گے۔

۵-   امام صادق(ع) نے رفماد یا کسی پر تہمت گانے کی وجہ سے اس شخص پر خود تہمت   ائے تو ایسا شخص کسی اور کی خ ائے خود و ملا ت کرے۔

جنب ِ علی (ع)ور ہ بازار ِ کوفہ

۶-   امام باقر(ع) نے رفماد یا جناب امیر(ع) یہ ناز، یا ہ ر کتے تھے جن کا ہ ام سیبہ تھا۔انیہ یا ہ ۔ ۔ دو(۲) س۔روں والا تھا۔ جناب امیر(ع) ہر صبح اس تازیانہ و اپنے کندے پر ڈالتےور ہ بازار میں اکر یہ صدا بلند فرماتے اے تاجرو را سے خیر طلب کرو کہ تم نے اسی کے حضور اد ا ہے نیک مل اختیار کرو خود و خریداروں کی ج ہ رکھ کر دیکھو اوردہ اری اختیار کرو جھوٹ بولنے اور میں کھانے سے گریز کرو ظلم کرنے سے بچے رہو جس پر ظلم ہو اس سے انصاف کرو ود ہ لو اپنے ترازو درست رکھو اور پورا تو لو زمین پر تباہی ت َ پ یلاؤ جناب امیر(ع) یہ فرماتے ہوئے ت ام بازار وفہ کا چکر گاتے اور کہا کرتے '' ہر وہ چیز جسے حرام ریقے سے اصل کیا ائے اس کی لذت تم ہو اتی ہے اور اس کا ام برا ن ہے جبکہ کار خیر کا ا ام دوزخ نہیں ہے''۔

۷-   جناب ابو جعفر(ع) نے رفماد یا کہ جناب امیر(ع) کا وفہ میں یہ ریقہ کار تھا کہ جب از عشاء پڑھ لیتے تو لوگوں و تین ہ ار آواز دیتے کہ اے لوگو وچ کرنے کا حکم آ یا ہے را تم پر رحمت کرے۔اپنا سامان باندھو اورَ بہترین توشہ جو تم نے اٹھا ا ہے وہ تقوی ہے م اد تمھارا راستہ ہے تمہاری گزر گاہ صراط ہے تمہارے آگے خوفِ ع یم ہے تمہیں سخت اور خوف اک ہ ازل سے ا پار گزنا ا پڑے گا یا تم

ان منازل پر قائم ہو جاؤگے پھر رحمت خداوندی سے ان سے گزر جاؤگے ایک بہت عظیم خطرہ ایک کٹھن آزمائش اور ایک دل خراش منظر تمہارا منتظر ہے اب یہ تم پر ہے کہ ان حالات اختیار کرو یا کامیابی کہ جس کے بعد کوئی تاوان نہیں ہے۔

۸۔ جناب موسیٰ بن جعفر(ع) اپنے آباء(ع) سے نقل کرتے ہیں کہ ام المومنین ام سلمیٰ(رض) نے جناب رسول خدا(ص) سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ(ص) ایسی عورت جس نے دو شوہر کیے ہوں (یکے بعد دیگرے) اور مرنے کے بعد وہ بہشت میں جائیں تو وہ عورت کونسے شوہر کے ساتھ رہے گی جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے ام سلمیٰ(رض) وہ اس کے ساتھ رہے گی جو ان دونوں میں سے خوش خلق اور عورت سے نیک سلوک کرنے والا ہوگا اور برگزیدہ ہوگا اے ام سلمیٰ(رض) حسنِ خلق دنیا اور آخرت کی نیکیاں سمیٹ لیتا ہے۔

۹۔ امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک صحابی نے رسول خدا(ص) سے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ہمیں اولاد کا غم محسوس ہوتا ہے جب کہ اولاد ہمارا غم نہیں رکھتی آپ(ع) نے فرمایا کیونکہ یہ تم سے ہیں تم ان میں سے نہیں ہو۔

۱۰۔ امام صادق(ع) نے عبداللہ بن ابی یعفور سے فرمایا، اے عبداللہ نماز واجب کو اس کے مقررہ وقت میں ادا کرو اور ایسے پڑھو کہ وداع کرتے وقت کوئی خوف لاحق نہ ہو اپنی آنکھوں کے سامنے سجدہ کرو اور یہ جانو کہ تمہارے دائیں اور بائیں کون بہتر نماز پڑھ رہا ہے جان لو کہ تم خدا کے سامنے کھڑے ہو جو تم کو دیکھ رہا ہے مگر تم اسے نہیں دیکھتے۔

۱۱۔ شیخ ابو جعفر عطار جو اہل مدینہ میں سے ایک بزرگ شخصیت تھے کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے سنا ہے کہ ایک شخص جناب رسول خدا(ص) کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ(ص) میں بہت زیادہ گناہ کرتا ہوں اور میرے کام بہت سست ہوتے ہیں، آپ(ع) نے فرمایا تو بہت زیادہ سجدہ کیا کر کہ یہ تیرے گناہوں کو اسی طرح گرادے گا جس طرح درخت سے پتے گرتے ہیں۔

۱۲۔ امام صادق(ع) نے فرمایا مومن خوفناک خواب دیکھے تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں اور اگر اس کا بدن خواری (بیماری وغیرہ) میں رہے تو بھی اس کے گناہ جھڑتے ہیں۔

جنابِ عیسیٰ(ع) اور صدقہ

۱۳- امام صادق(ع) نے رفماد یاجناب عیسیٰ(ع) بن مریم(ع) کا گذار ایک ایسی ج ا ت کے پاس سے ہوا جو خوشی منارہے تھے جناب عیسیٰ (ع) نےدریافت کیا کہ ان کے خوشی منانے کا کیا سبب ہےبتا یا کہ ان میں سے ایک مرد و عورت کی آپس میں شادی ہوئی ہے یہ اس پر خوش ہو رہے ہیں عیسیٰ(ع) نے ان سے رفماد یا تم آج خوش ہو رہے ہو مگر ل تم لوگ رو رہے ہوگے ان میں سے ایک نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے تورفماد یا وہ لڑکی(دلہن) آج رات مر جائے گی یہ سن کر حضرت عیسیٰ(ع) کے پیرو کہنے لگے ہمارا کا نبی چ کہتا ہے ل ایسا ہی ہوگا مگر منافقین کہنے لگے ل ونسا دور ہے گا پتہ چل جائے گا اگلے روز دیکھنے میں آیا کہ وہ لڑکی زندہ ہے لوگوں نے آکر حضرت عیسیٰ(ع) سے کہا یا روح اللہ(ع) وہ لڑکی زندہ ہے جس کے بارے میں آپ(ع) نے رفماد یا تھاکہ وہ رات و مر جائے گی حضرت عیسیٰ(ع) نے رفماد یا ہمارا جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے تم مجھے اس کے پاس لے چلو۔

جب حضرت عیسیٰ(ع) اور ان کے حواری اس لڑکی کے گھر پہنچے اور دق الباب کیا تو اس کا شوہر باہر آیا حضرت عیسیٰ(ع) نے رفماد یا تم اپنی بیوی سے اجازت لے کر آؤ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں وہ اندر گیا اور بیوی سے کہا کہ روح اللہ(ع) دروازے پر موجود ہیں اور تجھ سے ملنا چاہتے ہیں اس عورت نے چادر اوڑھی اور حضرت عیسیٰ(ع) اندر تشریف لے گئے اندر جاکر اس سے پوچھا آج رات تو نے ونسا کام کیا ہے اس نے کہا میں نے وہی کیا ہے جو میں ہمیشہ کرتی ہوں ایک سائل شب جمعہ ہمارے گھر کے دروازےپر آیا کرتا تھا میں اسےاتنا کچھ دیا کرتی تھی کہ اس کے اگلے جمعےتک کے لیے کافی ہوتا تھا وہ گذشتہ شب بھی آیا اور صدا لگائی میں اپنے کام کاج میں مشغول تھی گھر میں سے کسی نے اس پر توجہ نہ دی اس نے کئی مرتبہ صدا دی مگر کسی نے اسے کچھ نہ دیا یہ دیکھ کر میں اٹھی اور اسے اندازے سے کچھ راشن وغیرہ دیدیا حضرت عیسیٰ(ع) نے یہ سنا تورفماد یا تم اپنے بستر سے اٹھو جب وہ اٹھی تو دیکھا کہ اس کے بستر پر ایک موذی سانپ موجود تھا جوخشک خرمہ کی مانند بستر پر پڑا تھا اس کی دم اس کے منہ میں تھی حضرت عیسیٰ(ع) نے رفماد یا ل رات تو نے صدقہ دیا تھا اسی کی بدولت ہمارا نے یہ بلا تجھ

سے ٹال دی اور تیری موت تجھ سے ہٹا دی گئی۔

۱۴-	محمد بن نکدر کہتے یں کہ میں عون بن عبداللہ بن معود کی عیادت و یا اور ان سے کہا کہ مجھے عبداللہ بن معود(رض) کی بیان کردہ وئی ر سنائیں، عون(رض) نے یا کہ ان کے والد عبداللہ بن معود(رض) بیان کرتے یں کہ ایک مرتبہ ہم جناب ر ول ا(ص) کی ر ت میں اضر تھے، اگاہ جناب ر ول ا(ص) مسکرائے ہم نے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) اس مسکراہ کا سبب کیا ہے آپ(ص) نے رفا یا مومن کی بیاری میں ن عجب اجر ہے اگر مومن ان لے کہ اس کی بیاری ا کے نزدیک کیا اجر ر تی ہے تو وہ ا سے ملاقات تک بیاری کی خواش رکھے۔

۱۵-	جناب ر ول ا(ص) نے رفا یا جو وئی جمعرات اور شب ج و مسجد میں صفائی کرے اور مسجد میں سے آنکھ میں پڑنے والے تنکے کے برابر ن خس و اشاک اہر نکالے تو ا اس کے اہ معاف فرمائے گا۔

۱۶-	جناب ر ول ا(ص) نے رفا یا جس کسی کی ر (فتو، ذکر) قرآن اور اس کا گھر مسجد ہے تو ا اس کے لیے بہشت میں گھر بنائے گا۔

۱۷-	جناب ر ول ا(ص) نے رفا یا جو وئی مسجد میں اذان سنے اور نیز کسی زر کے اہر چلا ائے منافق ہے مگر یہ کہ واپس آئے۔ (اور از ادا کرے)

ابو جرول کا بیان

۱۸-	ابوجرول زہیر جو اپنے قبیلے کا سردار تھا بیان کرتا ہے کہ فتح خیبر کے روز ہم جناب ر ول ا(ص) کے اسیر تھے آپ نے عورتوں اور مردوں و ارکر یا تھا میں مردوں میں سے اٹھا اور جناب ر ول ا(ص) کے سامنے اکر بیٹھ یا مجھے پنی جوانی کے دنوں میں ہے ہوئے شعر یاد آئے جو میں نے جناب ر ول ا(ص) کے سامنے پڑے میں نے کہا۔

اے ر ول ا(ص) ہم پر کرم فرمائیں آپ(ص) مدیر یں اور ہم آپ(ص) سے امید رکتے یں اگر آپ(ص) ہم پر کرم کریں گے تو یہ ہمارے لیے باشرت ہوگا تکلیف و حزن ہمارے لیے ہے اور ہم

سب انسردہ ہیں اور ہمارے دل تنگ ہیں کیا کسی ردہ بار کے ہاتھ میں۔خیر اور شر دونوں اکٹھے ہوسکتے ہیں یہ ونسا کرم ہے کہ شیر خوار کے مقابلے مین شہ وار و لاکھ اکیا بائے اور یہ کیسی جنگ ہے کہ ایک طرف بچے ہیں دوسری طرف گھوڑ سوار ہم پر یہی ستم کافی ہے کہ ہم نے کفرانِ نعمت کیا ہے۔

ہم آپ(ص) سے معافی کے طلب گار ہیں کیونکہ جیسے آپ(ص) معاف فرمادیں اسے نرا ں معاف فرمادیتا ہے قیامت کے دن آپ(ص) ں کا یاب ہیں۔

یہ سن کر جناب رسول نرا(ص) نے رفمایا میں اپنا اور اولاد عبدالمطلب(ع) کا حصہ تمہیں دیتا ہوں یہ دیکھ کر انصار نے ں کہا کہ ہمارے ہاتھ جو کچھ آیا ہے نرا اور اس کے رسول (ص) کا ہے وہ ں ہم تمہیں دیتے ہیں۔

مجلس نمبر ٧٦

(١٩جمادی الثانی سنہ ٣٦٨ھ)

جناب سجاد(ع) کا خطبہ

١- سعید بن مسیت کہتے ہیں کہ امام چہارم ہر جمعہ لوگوں کی نصیحت اور آخرت کی تشویش دلانے کے واسطے خطبہ دیا کرتے یہ خطبہ انہیں خطبوں میں سے ایک ہے جسے میں نے لکھا اور حفظ کیا۔

امام(ع) نے فرمایا لوگو خدا سے ڈرو اور جان لو کہ اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے تمہارے جو اعمال اس دنیا میں ہیں وہ اس دن حاضر کیے جائیں گے اور تمہیں دکھائے جائیں گے کہ اچھے ہیں یا برے۔ اگر برے ہوں گے تو تم ان سے دوری کی خواہش کرو گے، خدا نے تمہیں اس لیے پیدا کیا کہ تم برے کردار سے دوری اختیار کرو تم پر وائے ہو ابن آدم(ع) کہ تم غفلت میں ہو اور نامہء حساب رکھتے ہو اے ابن آدم(ع) تیری موت ہر شے سے پہلے آنے والی ہے لالچ نے اپنا رخ تیری طرف کرلیا ہے اور تم اسی میں اپنی عمر گزار چکے ہو گے، جب ملک الموت تجھے پکڑ کر تنہائی کے گھر میں داخل کریں گے اور تیری روح پلٹائی جائی گی تو دو فرشتے نکر نیر تجھ سے پوچھ گچھ کے لیے آئیں گے وہ بہت سخت امتحان ہے آگاہ ہو جاؤ کہ کیا تم اس کی عبادت کرتے ہو پھر نبی(ص) کے بارے میں پوچھا جائیگا پھر دین کے بارے میں کہ جس کے مقرر کردہ احکامات تم نے انجام دیے یا نہیں پھر اس پیغمبر(ص) کے بارے میں پوچھا جائے گا جس کے فرمان پر تم عمل کرتے ہو پھر کتاب جس کی تم تلاوت کرتے ہو پھر امام(ع) جسے تم دوست رکھتے ہو کے بارے میں سوال ہوگا پھر تمہاری عمر کے بارے میں پوچھا جائیگا کہ کہاں گزاری پھر مال کے بارے میں کہ کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا لہذا دفاع کا ذریعہ پیدا کرو اور خود و جواب کے لیے آمادہ کرو اس سے

َ ہلے کہ تمہاری پوچھ گچھ ہو اور تمہارا امتحان لیا ۔ائے۔

اگر تم اس دین کے مومن و متقی اور عارف ہو اور صادقین کے پیرؤ اور اولیاء ۔ٗرا کے دوست ہوتو اس وقت تمہارے ۔ہ میں دلیل ہوگی، دلیرز ۔ان و حق بات بیان کرنے والا بناؤ بہتر جواب دو اور خیر و حسنات کی خوبی کے ساتھ ۔ٗرا کی طرف سے ۔ہشت کی خوشخبری پاؤ کہ اس پر تم سے َ ہلے فرشتے خوش ہوتے یں اور اگر اس طرح ۔ہ ہوتو تمہارے ۔ہ میں دلیل بے ہودہ ہوگی جس کا جواب دوزخ ہے فرشتے تیرا استقبال زاب سے کرینگے جو بد مزہ ترین حمیم اور خوفناک تر ہے اور اس دن تمام لوگ اکٹھے کیے ۔ائیں گے وہ دن مشہور ہے ۔ٗرا اس دن تمام اولین و آخرین و جمع کرے گا یہ وہ دن ہے جس دن صورَ پھونکا ۔ائیگا اور تمام ال قبر ۔ ۔اہر نکل آئیں گے اس دن ۔ت شور ہوگا جو دلوں و پکڑے ہوئے ہوگا یہ وہ دن ہوگا کہ ۔ت ۔رموں میں لغزش آ ۔ائے گی اس دن کسی سے ۔ا انصافی نہیں ہوگی وئی زر قابل قبول ۔ہ ہوگا وئی مغفرت قبول ۔ہ کیا ۔ائے گی نیکیوں اور ۔ ۔اہوں کی سزا و جزا حساب سے لے گی مومن و بد کرداری کی سزا ۔ہ لے گی اور بدکردار و مومن کی بخ ۔ ۔ہ دی ۔ائے گی اگر کسی نے ذرہ برابرَ ۔ن وئی نیک مل کیا ہوگا تو اسے اس کی جزا لے گی اور اگر ذرہ برابرَ ۔ن مل بد کیا ہوگا تو اسے اس کی سزا دی ۔ائے گی۔

اے لوگو ۔ ۔اہوں اور ۔ ۔افرمانی سے توبہ کرو کہ ۔ٗرا نے اس سے منع فرمایا ہے تم توحید پر قائم رہو کتاب صادق ہے ا ۔ی ۔ان لاؤ دروغ گوئی کرنے والا ۔ٗرا سے امان نہیں پائے گا اور اس کی سختی ۔یری دیکھے گا اور یہ اس لیے ہوگا کہ شیطان لعین نے تمہیں دنیا میں شہوت رانی اور حرام کاموں کی طرف بلایا ۔ٗرا فرماتا ہے " بیشک جو لوگ تقوی اختیار کرتے یں جب شیطان کی ولگردی ان و َ ہنچتی ہے تو ۔اد آور ہوتے یں اور بینا ہوتے یں اور اپنے دلوں میں خوف ۔ٗرا بیدا کرتے یں اور ۔ ۔اد میں لاتے یں جو کچھ اس سے واپس ہو اس کا تم سے ثواب کا وعدہ کیا ۔یا ہے اور سخت ترین سزا سے ڈرے ہوئے یں" جو وئی اس چیز سے ڈرے اس سے دور رہے اور جو وئی اس چیز (بدی) سے ڈرے وہ غافوں سے نہیں اور مائل آسائش نہیں اور اگر ہوگا تو بدکاری کی طرف مائل ہوگا ۔ٗرا فرماتا ہے" جو بری چال چلتے یں کیا وہ اس سے مطمئن ہوئے یں کہ ۔ٗرا ان و زمین میں دھنسا دے

۔ یا زاب ان پر اس رح آئے کہ وہ کچھ نہ سمجھیں یا ان کی آمد و رفت میں ان و گرفتار کرے کہ وہ ٰرا و عاجز نہیں کرسکتے یا ان و ڈر کی الت میں د ر پکڑے بیشک تمہارا پروردگار بڑا نرمی کے ساتھ م املہ کرنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ (نحل، ۴۶)اے لوگو پرہیز کرو اس سے جس کا ٰرا نے حکم یا ہے اور جو کچھ ستم گاروں سے کیا یا ہے اس سے نصیحت لو کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں کیا یا ہے ستم گاروں سے و رہ کیا یا ہے کہ وہ امان میں نہیں ہیں۔ کہیں ایسا نہ کہ یہ تم پر ۔ ازل رکھ یا ائے ٰرا کی تم تمہیں نصیحت پہنچائی گئی ہے وہ بندہ خوش بخت ہے ج ودوسروں سے نصیحت قبول کرے لوگو دیکھو جو تم سے پہلے کی اقوام میں ظالم تھے ان کے ساتھ کیا کیا یا ٰرا فرماتا ہے "کتنی ں بستیاں وجہ نافرمان تھیں ا اڑ دیں اور ان کے ا اڑنے کے بعد اور لوگ پیدا کردیئے پھر جس وقت انہوں نے ہمارے زاب و محسوس کیا تو لگے وہاں سے تیز تیز بھاگنے اب تیز نہ بھاگو اور جہاں تم و آسائش ملا کرتی تھی اس مقام کی رف اور اپنے گھروں کی رف لوٹ کر اؤ تاکہ تم سے پوچھ گچھ کی ائے وہ بولے کہ ہائے خرابی ہماری ہم تو یقیناً نافرمان تھے پس وہ برابر یہی پکارتے رہے یہاں تک کہ ہم نے ان و مار کر کٹی ہوئی کھیتی کا سا ڈھیر دکا یا۔" (انبیاء، ۴۶)

پس اے لوگو اگر تم یہ کہو کہ ٰرا کی مراد یہاں مشرکین سے ہے تو ایسا نہیں ہوسکتا اس لیے کہ ٰرا آگے فرماتا ہے" اور ہم قیامت کے دن انصاف کی میزانیں قائم کریں گے پس کسی نفس پر ذرا سا ں ظلم نہ کیا ائے گا اور اگر رائی کے دانے کے برابر ں مل ہوگا تو ہم اسے لا اضر کریں گے اور حساب لینے و ہم ں کافی ہیں۔ (انبیاء، ۴۷)

اے بندگان ٰرا آگاہ رہو کہ مشرکین کے لیے نہ تو میزانیں قائم کی ائیں گی اور نہ ں حساب کے دفتر کھولے ائیں گے ان کی تو ٹولیاں کی ٹولیاں جہنم میں بھیج دی بندگان ٰرا سے ڈرتے رہو ان لوکہ ٰرا نے اس دنیا اور اس کے نقد و اپنے دوستوں کے لیے اختیار نہیں کیا اور انہیں تشویش میں نہیں ڈالا اور ان کے لیے دنیا کی آسائش و خوشی نہیں رکھی ٰرا نے بیشک دنیا اور اس کے ال و آزمائش کے لیے پیدا کیا ہے تاکہ آزمائے کہ ان میں سے ون آخرت کے لیے بہتر مل کرتا ہے ٰرا

۔ مثالیں دے کر اور طرح طرح کی آیات سے سمجھاتا ہے جو عقلمندوں کے لیے ہیں اے مومنین تم ان عقلمندوں میں

سے ہو جاؤ جو طاقت (اچھے اعمال کی) رکھتے ہیں، خدا کے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے اسے بے رغبت رہو کہ خدا نے دنیا کی بے

رغبتی کا حکم دیا ہے خدا فرماتا ہے" سوائے اس کے نہیں ہے کہ دنیا کی زندگی کی مثال پانی کی سی جس کو ہم نے آسمان سے

اتارا پھر اس کے ساتھ زمین کی نباتات۔۔۔۔ تا آخر (یونس ، ۲۴)اے خدا کے بندو اس مرد کی طرح ہو جاؤ جو دیکھتا ہے مگر

اس پر تکیہ نہیں کرتا خدا نے اپنے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے فرمایا کہ ایسا بندہ (نیکوکار) اس لیے تکیہ (دنیا

پر) نہیں رکھتا تاکہ ستم نہ کرے اور اسے آگ نہ پکڑے اور دنیا کی آسائشات پر اس لیے راضی نہیں کہ وہ جانتا ہے کہ دائمی گھر اور

کون سا ہے کیونکہ دنیا کوچ کا گھر ہے اور دار کفلیت ہے اور کردار کا آئینہ ہے تم بہتر عمل کا توشہ لے لو اس سے پہلے کہ تم

یہاں سے اجڑ جانا پڑے اس سے پہلے کہ خدا اس کی ویرانی کی اجازت دے اور اسے ویران کرے بندے نے اس کے آغاز سے اس میں

آبادی کی اور اس کا آغاز کیا لیکن اس کی میراث یہی ہے تم توشہ تقویٰ اختیار کرنے کے لیے خدا سے مدد طلب کرو خدا نے

تمہیں اس دنیا اور اس کی آسائش کے درمیان زہد رہنے کے لیے خلق اور پیدا کیا تاکہ ہم نیک نیک عمل کرنے والے اور ثواب

آخرت کے امیدوار رہیں کیونکہ ہم اسی کے ساتھ ہیں اور وہی حق ہے۔

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ چوپایہ اپنے مالک پر سات حقوق رکھتا ہے۔

اول : اس پر اس کی طاقت سے زیادہ وزن نہ رکھے۔

دوئم : اس کی پشت پر سوار رہ کر لوگوں سے بات چیت نہ کرتا رہے۔

سوئم : جب منزل پر پہنچے تو سب سے پہلے اس پر لدا وزن اتارے۔

چہارم : اس کے چہرے پر ضرب نہ لگائے کیونکہ وہ چوپایہ تسبیح کرتا ہے۔

پنجم : جب پانی میسر ہو تو اسے پانی دے۔

ششم : اگر وہ چوپایہ بھاگ جائے تو اسے نہ مارے۔

ہفتم : اگر غلطی کرے تو اسے اس کی طاقت کے مطابق سزا دے کیونکہ جو کچھ وہ دیکھتا ہے تم

نہیں دیکھ سکتے۔

۳- اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب امیر(ع) کی سواری کی رکاب تھامی تاکہ آپ اس میں پاؤں رکھ کر سواری پر سوار ہوں تو آپ(ع) نے سر اٹھا کر دیکھا اور مسکرائے میں نے جناب امیر(ع) سے اس مسکراہٹ کا سبب دریافت کیا تو فرمایا اے اصبغ مجھے وہ موقع یاد آ گیا جب میں نے جناب رسول خدا(ص) کی سواری شہبا کی رکاب تھام کر جناب رسول خدا(ص) کو سوار کرایا تھا تو وہ بھی اسی طرح مسکرائے تھے اور فرمایا تھا اے علی(ع) وہ بندہ خدا نہیں ہے کہ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو آیت الکرسی پڑھے اور پھر کہے" استغفر اللہ الذی لا الہ ہو الحی القیوم واتوب الیہ" ترجمہ "پروردگارا میرے گناہوں کو معاف فرمادے تیرے سوا کوئی معاف فرمانے والا نہیں ہے" اس پر خدا فرماتا ہے تم گواہ رہو میں نے اس کے گناہ معاف کردیئے ہیں۔

۴- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ سب سے پہلی باجماعت نماز جو جناب رسول خدا(ع) نے پڑھی وہ تنہا امیرالمومنین(ع) کے ساتھ تھی اس دوران میں جناب ابو طالب(ع) وہاں سے گزر ہوا ان کے ہمراہ جعفر بن ابی طالب(ع) تھے ابو طالب(ع) نے جعفر(ع) سے فرمایا اے فرزند تم اپنے چچا کے بیٹے کے پہلو میں کھڑے ہو جاؤ جب جناب رسول خدا(ص) نے محسوس کیا کہ ان(ص) کے پہلو میں جعفر(ع) کھڑے ہیں تو انہوں نے خود کو آگے کر لیا اور پھر جناب ابو طالب(ع) کی طرف رخ کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

ہر سختی کے موقع پر جعفر(ع) اور علی(ع) میرے مددگار ہیں

جب تک ان کا ساتھ ہے میں بے سہارا نہیں ہوں۔

میں جوانمرد بیٹے نہیں رکھتا جو میرے مددگار ہوں

اب یہ تم پر ہے کہ تم محمد(ص) سے اپنا ہاتھ مت اٹھاؤ

کیونکہ بادم و دیوار پر تمہارے چچا کے بیٹے موجود ہیں

(یاد رہے کہ دشمن جب حملہ کرتا ہے تو وہ چھت یا دیوار سے اندر آتا ہے۔)

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا روز قیامت تم سب میں سے میرے نزدیک ترین اور میری شفاعت کا حقدار وہ ہوگا جو سچ بولنے والا، امانت کا ادا کرنے والا اور خوش خلق ہوگا۔

۶- امام صادق(ع) نے رفماہ یا ایک مرتبہ جناب ر ول ؒرا(ص) اپنے اصحاب کے ہمراہ ایک راستے سے مدینے کی -رف .ارہے تھے کہ اچانک آپ نے اپنے پاؤں رکاب سے نکال لیے اور زمین پر سجدہ ریز ہوئے اور ایک طولانی سجدہ د۔ یا آپ(ص) نے اپنے سر بارک و اٹھایا اور واری پر وار ہوئے آپ(ص) کے اصحاب نے اس کا سبب ور۔ یافت کیا تو رفماہ یا۔جبرائیل(ع) تشریف لائے تھے اور ۔میرے رب کا لام مجھے پہنچایا پھر مجھے خوشخبری دی کہ ؒرا مجھے ۔میری ا ت میں روا ۔ ۔ کرے گا کیونکہ میں -وئی ایسا مال نہیں رکھتا جس میں نے اس کے شکرانے کے طور پر تزق ۔ ۔رکھ یا ہو اور وئی ایسا غلام نہیں رکھتا جسے میں نے ؒرا کی راہ میں آزاد رکھا ہو لہذا اس خوش۔خبری پر میں نے اس کا شکر ادا کیا۔

۷- ر ول ؒرا(ص) نے رفماہ یا جو وئی اس دنیا میں قنوت و طویل رکھتا ہے ؒرا آخرت میں اس کی آسائشوں و طولانی رکھتا ہے۔

۸- ہارون رشید نے امام موسیٰ کاظم(ع) کا لکھا کہ مجھے ؒیحت کریں جو مختصر ہو آپ(ص) نے جواب میں لکھا وئی شئ ایسی نہیں جو۔تیری آنکھ دیکھے مگر اس میں ؒیحت ۔ ہو۔

مجلس مۂ بر۷۷

(۲۲ جمادی الثانی سنہ۱۳۶۸ھ)

۱- جناب ر ول ۠را(ص) نے رفماد یا پیغمبروں سے وئی بری۔ یاتیں منسوب نہیں یں یہ لوگ ن یں جو شرم نہیں رکھتے اور جو چاہتے یں کرتے یں۔

موت کا خاتمہ

۲- امام صادق(ع) نے رفماد یا کہ ایک پیغمبر کے پاس ان کی قوم کے افراد ئے اور ان سے کہا کہ دعا فرمائیں تاکہ ۠را ہ ارے در یان سے موت اٹھا لے اس پیغمبر(ع) نے ان کے لیے دعا کی اور اس قوم پر سے موت کا خاتمہ ہو یا، ایسا ہونے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا وہ ُ جہات میں ہوئے اور ان کے لیے جو تنگ پڑگئی ان کی نسوں کی نسلیں پھلنے پھولنے لیں اور الت یہ ہوگئی کہ جب صبح ہوتی تو اس قوم کے نوجوان اپنے ماں باپ پھر ان کے ماں باپ پھر ان کے ا راد و کھلا دیتے، ان کے کام کاج کرتے اور دیکھ بھال میں لگے رہتے یوں رات دن اسی میں تمام ہو جاتے اس نسل در نسل ضرورت نے ان کی طلب معاش و روکد۔ یا جب یہ الات پیدا ہوئے تو وہ دوبارہ اس پیغمبر(ع) کے پاس ئے اور درخواست کی کہ ۠را سے دعا کریں تاکہ وہ ہمیں پہلے والی الت پر پلٹا دے لہذا اس پیغمبر(ع) کی دوبارہ دعا سے ۠را نے انہیں موت کی رف پلٹا۔ یا۔

۳- ابن عباس(رض) تفسیر قول ۠را'' جب ہوش میں آئے کہا منزہ ہے تو میں تم سے واپس ہوتا ہوں اور میں اول مومن ہوں'' (ا راف، ۱۴۳) کے ن میں رفماد یا کہ حضرت موسی(ع) نے ۠رائے سبحان سے رفماد یا میں نے جو آپ و دیکھنے کی خواہش کی اس سے میں توبہ کرتا ہوں کہ آپ و دیکھا نہیں جاسکتا اور میں اول مومن ہوں (بنی اسرائیل میں سے)

۴- امام صادق(ع) نے رفماد یا کہ موسی(ع) جب مناجات کے لیے وہ طور پر ئے تو انہوں نے پروردگار سے درخواست کی کہ مجھے اپنے خزانے دکھا ۠را نے رفماد یا موسی(ع) میرا خزانہ یہی ہے کہ جب

میں کسی کے لیے کہتا ہوں کہ " ہو جا" تو وہ خلق ہو جاتا ہے۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ موسیٰ(ع) نے اپنے پروردگار سے تین بار درخواست کی کہ مجھے وصیت کریں تو پروردگار نے انہیں تین بار وصیت فرمائی چوتھی اور پانچویں بار پروردگار نے ان کی والدہ اور چھٹی بار ان کے والد کے بارے میں وصیت کی اور یہ اس لیے تھا کہ والدہ اپنے فرزند کی نیکی پر دو ثلث اور والد ایک ثلث حق رکھتا ہے۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ(ع) کو وحی کی اور فرمایا اے موسیٰ(ع) بوسیدہ لباس زیب تن کرو اپنے دل کو پاک رکھو گوشہ نشینی اختیار کرو شب زندہ دار رہو آسمانوں میں تمہیں پہچانا جاتا ہے زمین کے لوگوں سے پوشیدگی اختیار کرو۔ اے موسیٰ(ع) کہیں ایسا نہ ہو کہ ہٹ دھرمی اختیار کر لو اور منزل کے تعین کئے بغیر راہ چلو اور بے سبب مسکراؤ۔ اے ابن عمران(ع) اپنی خطاؤں پر گریہ کرو۔

حضرت نوح(ع) کی عمر

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا حضرت نوح(ع) کی عمر دو ہزار پانچ سو سال (۲۵۰۰) تھی اپنی عمر کے آٹھ سو پچاس (۸۵۰) سال انہوں نے بعثت سے پہلے گزارے پھر نو سو پچاس سال(۹۵۰) انہوں نے اپنی قوم کو ہدایت کی طرف بلانے میں گزار دیئے اور دو سو(۲۰۰)سال انہوں نے کشتی بنانے میں لگائے اور طوفان نوح(ع) کے بعد وہ پانچ سو(۵۰۰) سال زندہ رہے جب طوفان کا پانی خشک ہوا تو شہروں کی بنیاد ڈالی اور اپنی اولاد کو ان میں آباد کیا جب ان کی عمر دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) سال ہو گئی تو ملک الموت ان کے پاس تشریف لائے۔ نوح(ع) دھوپ میں بیٹھے تھے ملک الموت نے کہا آپ پر سلام ہو اے نوح(ع)، حضرت نوح(ع) نے پوچھا اے ملک الموت کس لیے آئے ہو۔ ملک الموت نے کہا میں آپ(ع) کی روح قبض کرنے آیا ہوں نوح(ع) نے کہا کیا اتنی مہلت دو گے کہ میں دھوپ سے سائے میں چلا جاؤں ملک الموت نے کہا ہاں چلے جائیے پس نوح(ع) سائے میں گئے اور کہا اے ملک الموت دنیا میں میری عمر اس دھوپ سے سائے میں آنے کی مانند تھی لہذا جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کرو تو ملک الموت نے حضرت نوح(ع) کی روح مقدس قبض کر لی۔

حضرت عیسی(ع) کا ایک قبر کے پاس سے گزر

۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا حضرت عیسی(ع) کا گزر ایک ایسی قبر کے پاس سے ہوا جس کے مردے پر عذاب ہو رہا تھا دوسرے سال ان کا گزر دوبارہ اس قبر کے پاس سے ہوا تو اس مردے پر عذاب ختم ہو چکا تھا عیسی(ع) نے پروردگار سے عرض کیا اے پروردگار جب میں پچھلے سال یہاں سے گزرا تھا تو یہ عذاب میں تھا جب کہ اب یہ عذاب میں نہیں اس کی کیا وجہ ہے خدا نے وحی فرمائی۔ اے عیسی(ع) اس شخص کا ایک فرزند ہے جو اب جوان ہوچکا ہے اس نے ایک ایسے راستے کو درست کیا ہے جس پر سے مسلمانوں کا گزر ہوتا ہے اس کے علاوہ اس نے ایک یتیم کو پناہ دی ہے اس لیے اس کے صلے میں، میں نے اس کے باپ کو معاف فرما دیا ہے عیسی(ع) بن مریم(ع) نے جناب یحیی(ع) سے فرمایا اگر لوگ تمہارے حق میں ایسی بدی کا تذکرہ کریں جو تم میں موجود ہو تو سمجھو کہ وہ گناہ ہے تم اس سے توبہ کر لو اور مغفرت طلب کرو اگر وہ تمہارے حق میں کسی ایسے گناہ کا تذکرہ کریں جو تم میں موجود نہ ہو تو وہ تمہارے لیے ایک ایسی نیکی ہے جو تمہیں بغیر مشقت کے مل گئی ہے۔

۹- جناب حسن بن علی(ع) فرماتے ہیں کہ امیرالمومنین(ع) کے سامنے کوئی پرچم ایسا نہیں آیا جسے خدا نے سرنگوں نہ کیا ہو اور کوئی جنگ ایسی نہیں لڑی جس میں آپ مغلوب اور خواری سے واپس ہوئے ہوں امیرالمومنین(ع) نے روز اول ذوالفقار کے ساتھ اس طرح جنگ کی کہ بات فتح پر ختم ہوئی دوران جنگ جبرائیل(ع) آپ(ع) کے دائیں طرف میکائیل(ع) آپ(ع) کے بائیں طرف اور ملک الموت آپ(ع) کے سامنے تھے۔

روزِ خیبر علی(ع) کو علم عطا کیا جانا

۱۰- عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ روزِ خیبر جناب رسول خدا(ص) نے جنگ کا پرچم اپنے ایک ایسے صحابی کو دیا اور لڑائی کے لیے روانہ کیا وہ ناکام واپس ہوا اس کے ساتھی اسے ڈرنے والا اور وہ انہیں خوف کھانے والا پکارتا رہا یہ دیکھ کر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا کل میں پرچم اس مرد کو دوں گا جو خدا اور اس کے رسول(ص) کو دوست رکھتا ہے اور جسے خدا اور اس کا رسول(ص) دوست رکھتے ہیں وہ

نیر فرار ہوگا اور اس کے ہاتھ سے فتح نصیب ہوگی۔ جب صبح ہوئی تو آپ(ص) نے رفمایا علی(ع) کہاں یں انہیں پیش کیا
بائے یا کہ انہیں آشوب چشم ہے آپ(ص) نے رفمایا انہیں میرے پاس بلایا جائے جب جناب امیر(ع) تشریف لائے تو
حضور سرور ونین(ص) نے اپنا لعاب دہن جناب امیر(ع) کی آنکھوں میں لگایا اور رفمایا اے رب یا تو اس(علی(ع)) سے سردی و
گرمی کے اثر و دور فرما پھر آپ(ص) نے پرچم جناب امیر(ع) کے حوالے کیا اور وہ جنگ کے لیے ئے اور تب تک واپس نہ
آئے جب تک فتح اصل نہ کر لی عبداللہ بیان کرتا ہے کہ علی(ع) جب قلعہ قموس کے نزدیک ہوئے تو دشمنان سرا یہودیوں نے
ان پر تیروں اور پتھروں کی بارش کردی مگر آپ(ع) یران بڑھتے ہوئے قلعے کے دروازے تک آ پہنچے غضبناک الت میں اپنا
پاؤں رکاب سے باہر نکالا اور واری سے اتر ئے پھر قلعے کے دروازے کی چوکھ میں اپنے ہاتھ گاڑ دیے اور اس کا اکھاڑا کر پالیس
زراع دور اپنے پس پشت پھینک دیا اس واقعہ کی نسبت سے ابن مر(رض) کہتے یں کہ ہمیں اس پر تعجب نہیں کہ علی(ع) کے
ہاتھ قلعہ فتح ہوا ہمیں تعجب اس بات پر ہے کہ انہوں نے کس رح ایک ایسے دروازے و اکھاڑ کر پالیس زراع پیچھے پھینک دیا
جسے پالیس آدمی اٹھانے سے قاصر تھے، اس بات کی وضاحت جناب ر ول ا(ص) نے فرمائی کہ علی(ع) کے دروازہ اکھاڑنے میں
فرشتے ان کی مدد فرمارہے تھے اس سلسلے میں روایت ہے کہ جناب امیر(ع) نے سہل بن حنیف و لکھا کہ میں نے روزِ خیبر
اپنے زور بازو اور قوت بدن سے دروازہ نہیں اکھاڑا بلکہ اسے اکھاڑنے میں میری مددوت ربانی نے کی، میری نسبت احمد(ص) سے
ہے ا کی قسم اگر میرے مقابلے پر تمام رب جنگ کے لیے اکٹے ہو جائیں تو میں ان سے گریز نہ کروں گا اور موقع ملا تو سب
کی گردنیں اتاروں گا اور جو خوف نہیں کھائے گا اسے ن موت دامن گیر ہوگی اور اس کا دل واپس (حق کی رف) پلٹاؤں گا۔

مجلس نمبر ۷۸

(۲۶ جمادی الثانی سنہ ۳۶۸ھ)

مواعظِ عیسیٰ (ع)

۱۔ امام صادق (ع) فرماتے ہیں کہ جو نصیحتیں خدا نے عیسی بن مریم (ع) کو کی تھیں وہ یہ ہیں۔

خدا نے فرمایا اے عیسی (ع) میں تمہارا اور تمہارے آباؤ اجداد کا پروردگار ہوں میرا ایک نام ہے میں یکتا و یگانہ ہوں میں نے تنہا ہی ہر چیز کو خلق کیا میری پیدا کی ہوئی تمام چیزیں میری طرف روزِ قیامت پلٹ کر آئیں گی۔ اے عیسی (ع) تو میری برکت اور میرے حکم سے (صاحب وجود) ہے میرے حکم سے تو مٹی کے پرندے بنا کر ان میں جان ڈالتا ہے تو میری مشتاق رہ اور مجھ سے ڈر میرے سوا کوئی پناہ نہیں ہے اے عیسی (ع) میں تمہیں رحمت کے ساتھ اس طرح وصیت کرتا ہوں کہ جس طرح ایک ہمدرد وصیت کرتا ہے تم نے چنا۔ باتیں مجھ طلب کی ہیں جو میری خوشنودی کا باعث ہیں اور جن کی وجہ سے تم مستحق ولایت ہوئے ہو میں نے تمہیں سال خوردگی (بزرگی) میں بابرکت کیا تم جس جگہ ہو بابرکت ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ تم میرے بندے اور میری کنیز کے بیٹے ہو اے عیسی (ع) مجھے ہر وقت اپنے دل سے نزدیک جانو اور میری یاد کو معاد کے لیے ذخیرہ بناؤ نوافل سے میرا تقرب حاصل کرو مجھ پر توکل کرو میں تمہاری کفالت کروں گا کسی دوسرے پر تکیہ نہ کرو ورنہ میں تمہیں اسی کے رحم و کرم پر چھوڑ دوں گا اور تمہاری مدد نہ کروں گا اے عیسی (ع) بلاؤں پر صبر کرو اور میری قضا پر راضی رہو میری رضا اسی میں ہے کہ مجھے راضی رکھو میرے حکم کو مانو اور میری نافرمانی نہ کرو۔

اے عیسی (ع) میری یاد کو زبان سے زندہ رکھو اور میری محبت کو اپنے دل میں قائم کرو اے عیسی (ع) غفلت کے وقت بیدار رہو اور میرے انصاف اور حکمت سے فیصلے کرو اے عیسی (ع) مشتاق اور ڈرے ہوئے رہو اور اپنے دل میں خوف رکھو۔ اے عیسی (ع) اپنی راتوں میں مجھ سے دعا کرو تاکہ میری خوشنودی میں

لگے رہو اپنے دن روزے سے گذرو تاکہ تمہاری بات ۔ بار آور ہوں اے عیسی(ع) کار۔خیر میں جلدی کرو تاکہ۔ ہر ج ۔۔خیر ندی سے چھپانے ۔اؤ اے عیسی(ع) ۔میرے بندوں کے در یان ۔میرے حکم کے مطابق ۔خیر خواہی کرو اور ۔میرے رل و قائم کرو کہ یہ ہر دل کے درد کی شفا ہے اور ہر اس بیماری کا علاج ہے جو شیطان نے تم پر ۔ازل کی ہے اے عیسی(ع) میں چ کہتا ہوں مجھ رپڑا ۔ ان نہیں رکھتا مگر وہ کہ جو میرے خوف میں رگیاں ہے اور مجھ سے ثواب کی ا ید میں ہے میں تمہیں اس پر گواہ بناتا ہوں کہ وہ زاب سے امن میں ہے جب تک وہ ۔میری ذات اور ۔میری سنت میں تبدیلی ۔ نہ کرے۔ اے عیسی(ع) اے دنیا سے لاتعلق اور ۔دا سے توسل ہونے والی ۔ باکرہ ۔اتون بتول مریم(ع) کے فرزند اپنی الت پر اس رح گریہ کرو جس رح وئی اپنے ال و عیال سے رخصت ہوتے وقت روتا ہے اور دنیا و دشمن رکھتا ہے اور اسے اس سے محبت کرنے والوں کے لیے چھوڑے ہوئے ہے جو کچھ ۔دا کے پاس ہے اس کے لیے رغبت رکھو۔ اے عیسی(ع) نرمی سے بات کرو لام میں پہل کرو بیدار رہو کہ نیک لوگوں کی آنکھیں بہتر یں قیامت کے سخت ہول اور خوف و زلزلوں سے بچنے کے لیے بیدار رہو اس وقت ال و عیال کام نہ آئیں گے اور ۔ نہ ہی مال وئی فائدہ دے گا اے عیسی(ع) اپنی آنکھوں میں اس وقت رنج و غم کا سرمہ لگاؤ کہ جس وقت بے ہودہ لوگ ہنس رہے ہوں اے عیسی(ع) ۔ائف و صابر رہو اور یہ تمہارے لیے بہت اچھا ہے اگر تم اس پہنچو کہ جس کا وعدہ ہم نے صابرین سے کیا ہے اے عیسی(ع) ہر روز دنیا سے دوری اختیار اور جو مزہ تم نے ترک کیا ہے اس کے ترک کرنے کا مزہ لو اے عیسی(ع) میں چ کہتا ہوں کہ دنیا میں تیرا حصہ یہی ساعت اور یہی دن ہے اس پر خوشی سے شاکر رہو اور درشت و ناہموار و دیکھنے سے کیا اصل ہے تم اس میں سے جو ن لوگے وہ لکھا جائے گا اس میں سے جو ن خرچ کرو گے درج کیا جائے گا اے عیسی(ع) میں روز قیامت باز پرس کروں گا لہذا یتیموں پر اس رح رحم کرو جس رح میں نے تم رحم کیا اے عیسی(ع) یتیموں پر سختی ت کرو اے عیسی(ع) نماز میں اپنی الت پر گریہ کرو اور اپنے قدموں و عبادت گاہ تک کے سفر میں مشغول رکھو مجھے اپنی خوشگوار آواز جو میرے نے ذکر و یاد سے بھری ہو سناتے رہو کیونکہ میں تم سنو۔ یادہ احسان کرنے والا ہوں اے عیسی(ع) کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن و میں نے ان کے ۔ ناہوں کی وجہ سے

لاک رکھا یا اور تجھے اس لات سے محفوظ رکھا اے عیسی(ع) کمزوروں سے مہربانی کرو اپنی آنکھیں آسمان کی طرف بلند کر کے رکھ لو۔ اور مجھے پکارو میں تمہارے نزدیک ہوں مجھ سے گریہ و زاری کے ساتھ دعا کرو اے عیسی(ع) جو تم سے پہلے تھے انہیں میں نے اپنے عذاب و انتقام کے لیے پیدا نہیں کیا تھا میں نے اس دنیا و ثواب حاصل کرنے کے لیے مقرر کیا ہے اے عیسی(ع) تم فنا ہو جاؤ گے اور میں باقی رہوں گا تمہاری زندگی میری طرف سے دی گئی ہے تمہارے مرنے کا وقت میرے قبضے میں ہے تمہاری بازگشت میری طرف ہے تمہارا حساب میرے قبضے میں ہے میرے سوا کسی دوسرے سے مت مانگو مجھ ہی سے دعا کرو میں ہی قبول کرتا ہوں۔ اے عیسی(ع) انسان تو بہت زیادہ ہیں مگر ان میں صبر کرنے والے کم ہیں درخت تو بہت زیادہ ہیں مگر ان میں سے بہتر کم ہیں جب تک درخت کا وہ میوہ نہ چکھ لو اس کی خوبصورتی کے عاشق مت بنو اے عیسی(ع) اس شخص کے حال سے دھوکہ مت کھاؤ جو مجھ سے سرکشی اور نافرمانی کیے ہوئے اور میرے ہی دیئے ہوئے رزق پر گزارا کر رہا ہے وہ غیر کی عبادت کرتا ہے مگر مصیبت کے وقت مجھے ہی پکارتا ہے جب میں اس کی فریاد قبول کر لیتا ہوں تو وہ واپس اپنی پرانی حرکت اختیار کرتے ہوئے گناہ اور شرک کی طرف پلٹ جاتا ہے اور مجھ سے سرکشی کرتا ہے اور میرے غضب کا حق دار بن جاتا ہے مجھے اپنی ذات کی قسم میں اسے ایسے گرفت میں لوں گا کہ پھر اس کے لیے کوئی پناہ گاہ نہیں رہے گی اور نہ بھاگنے کا موقع ہوگا وہ میرے آسمان و زمین سے بھاگ کر کہاں جائے گا اے عیسی(ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ جب تک وہ حرام اختیار کیے ہوئے ہیں مجھے نہ پکاریں، بتوں کو میرے گھر میں مت پکارو۔ جو کوئی مجھے سے دعا کرے گا میں قبول کروں گا مگر ان کی قبولیت کو ان پر لعنت بنا دوں گا یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو جائیں۔ اے عیسی(ع) میں کتنی بار انہیں اپنی طرف بلاتا ہوں مگر یہ پھر بھی غفلت میں سرمارتے رہتے ہیں اور میری طرف رجوع نہیں کرتے ان کے ذہنوں میں بات آتی ہے مگر ان کے دل اثر نہیں قبول کرتے اور اپنے گناہوں کی وجہ سے میرے غضب کا شکار ہو جاتے ہیں جب کہ مومنین میرے نام سے محبت کرتے ہیں۔ اے عیسی(ع) دل اور زبان کا ظاہر و باطن ایک رکھو تمہارا دل اور آنکھیں یک زبان ہونی چاہیں اور ایک دوسرے کی خوشنودی پر نگران رہیں اور ایک دوسرے کو حرام سے

چ پائے ریں اپنی آنکھوں و اس سے چ پائے رہو جس کا وئی فائدہ نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی شخص کا کسی رف نظر رکھنا اس کے دل میں نا ائز خواہشات کا بیج بودیتا ہے اور وہ خواہشات اسے لاک کردیتی یں اے عیسی(ع) میرے بندوں پر اسی رح ر یم و مہر بان رہو جس رح تم پاہتے ہو کہ وہ تم پر ر یم و مہر بان ریں موت و بنت یادہ یادرکو اور یاد رکھو کہ اپنے ا ل و عیال سے برائی اختیار کرنی ہے لعب ت اختیار کرو کیونکہ یل دلوں و فاسد کردیتا ہے میری یاد سے غا ل ت رہو کیونکہ غفلت کرنے والا مجھ سے دور رہتا ہے اپنے نیک کردار اور ا ال سے مجھے یاد رکو تاکہ میں تمہیں اپنی رحمت و ثواب میں یاد رکھوں عیسی(ع) اہ سر زد ہونے کے بعد مجھ سے مغفرت طلب کرو اور توبہ کرنے والوں و میری یاد دلاؤ یقین رکھو کہ میں توبہ قبول کرتا ہوں مو نین کے قریب رہو اور انہیں حکم دو کہ وہ تمہارے ساتھ مجھے یاد کریں مؤ وم سے ہرگز لا پراہ ت ہونا کیونکہ مؤ وم کی دعا بلند ہوکر میری بارگاہ میں آتی ہے میں نے ہد کیا ہے کہ مؤ وم کی دعا آسمانوں کے کھلے دروازوں سے گزر کر میرے پاس آ ائے اور میں اسے قبول کروں بیشک اس کی قبولیت میں کچھ تاخیر ہو اے عیسی(ع) ان لو کہ برے لوگوں کی ہم نشینی گمراہ کرنے والی ہے اور برا ساتھی لا ت میں ڈال دیتا ہے اس لیے وچ سمجھ لیا کرو کہ ایسے کی ہم نشینی اختیار نہیں کرنی تم برادرِ مومن کی ہم نشینی اختیار کرو اے عیسی(ع) نیک مل کرو کہ تمہیں موت آنے تک کی مہلت دی گئی ہے یقینا میں ایک نیکی کا کئی نا اجر عطا کرتا ہوں بیشک اہگار و اس کے اہ لاک کرتے یں نیک مل میں جلدی کرو اور وشش کرو کیونکہ ت ں محا بالس ایسی ہوتی یں کہ جب انسان وہاں سے اٹھتا ہے تو جہنم سے آزاد ہوکر اٹھتا ہے اے عیسی(ع) دنیا و ترک و نقطع کر دو اور ان لوگوں کے نقش ترم پر پل کر دیکھو جو تم سے پہلے گزرے یں تم انہیں کارکر دیکھو وہ تمہیں جواب دیتے یں لہٰذا ان کے الات سے یحت لو یاد رکھو تم ں زندہ لوگوں کے ہمراہ ان ں کے ساتھ ق ہو اؤگے اے عیسی(ع) ان لوگوں سے ک دو جو مجھ سے سرکش و افرمانی کرتے یں اور اہ گاروں کے ساتھ راہ رسم رکتے یں اور میرے زاب کے ا یدوار اور اپنی لا ت کے منتظر رہتے یں وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ تم و لاک کردئے ائیں گے اے ابن مریم(ع) تمہارا کیا کہنا ، کیا کہنا، اگر تم نے وہ راستے استعمال کیے جن کا نرا نے تمہیں حکم یا ہے، وہ تم پر

مہرباں و کریم ہے اس نے تم پر نعمت کی ابتداء کی اور گرامی کیا اور مصیبت و سختی میں تمہاری مدد فرمائی اے عیسی(ع) تم اس کی نافرمانی مت کرو کیونکہ تمہارے اور میرے درمیان یہی عہد ہوا ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں کے درمیان ہوا تھا میں خود اس (عہد) پر گواہ ہوں اے عیسی(ع) میں نے اپنی خلق کے درمیان اپنے دین سے بڑھ کر کسی چیز کو گرامی نہیں رکھا اور اپنی رحمت سے بہتر کوئی انعام مقرر نہیں کیا۔ اے عیسی(ع) اپنی ظاہری نجاسات کو پانی اور باطنی نجاسات کو عبادت سے پاک اور نیکیوں سے پاکیزہ کرو کہ تمہاری بازگشت میری طرف ہے اے عیسی(ع) میری عبادت کے لیے آمادہ رہو کیونکہ جو امر آنے والا ہے یعنی موت وہ نزدیک ہے میری کتاب کی تلاوت طہارت کے ساتھ کرتے رہو اور مجھے یہ آواز حزن کے سناتے رہو۔

امام صادق(ع) نے فرمایا اس کے علاوہ جو مواعظ عیسی ابن مریم(ع) کو کیے وہ یہ ہیں۔ فرمایا نے فرمایا اے عیسی(ع) اگر فریب اختیار کرتے ہو تو میری تدبیروں سے ڈرتے رہو اور جب تنہائی میں تم سے کوئی گناہ ہو جائے تو میری یاد فراموش نہ کرنا اے عیسی(ع) بیدار رہو اور میری رحمت سے ناامید مت ہو میری تسبیح کرنے والے لوگوں کے ہمراہ میری تسبیح بیان کرتے رہو اور میرے پاک ناموں کے ساتھ میری پاکی بیان کرتے رہو اے عیسی(ع) بیشک دنیا ایک بدبودار قید خانہ ہے اور لوگوں کے لیے اس قید خانے کو چند چیزوں سے زینت دی گئی ہے جن کے لیے جابر و سرکش لوگ ایک دوسرے کو مار ڈالتے ہیں ہر وقت دنیا سے علیحدہ رہو کیونکہ اس میں نعمتیں کم اور زائل ہونے والی ہیں اے عیسی(ع) بادشاہی صرف مجھ ہی سے مخصوص ہے میں ہی حقیقی بادشاہ ہوں اگر میری اطاعت کرو گے تو میں تمہیں اپنی بہشت میں داخل کردوں گا اور صالحین کی ہمسائیگی عطا کروں گا اے عیسی(ع) دنیا کی مدت مختصر ہے اس کی آرزوئیں بہت طویل ہیں میرے پاس اس سے بہتر گھر ہے جسے دنیا والے بناتے ہیں اے عیسی(ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ تم اس وقت کیا کرو گے جب میں وہ کتاب نکالوں گا جو تمہارے ظاہری اور پوشیدہ رازوں اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے وہ سچ سچ آشکار کردے گی اے عیسی(ع) بنی اسرائیل کے سرکشوں سے کہہ دو کہ تم اپنے چہرے دھوتے اور صاف کرتے رہو (بناؤ سنگھار) کیا

تم اس پر یتبروہہ یامیرے سامنے وئی جرات رکھا پاہتے ہو تم خود و اس دنیا کی مدہ خوشبوؤں سے معطر کرتے ہو مگر تمہارے دل سڑے ہوئے مردوں کی رح تعفن یں گویا تم مردار لوگ ہو اے عیسی(ع) تم ان سے کہ دو کہ اپنے ہاتھوں کو حرام پیشے سے روک لیں اور اپنے کانوں و بری باتوں کے سننے سے روک لیں اور اپنے دل میری رف مائل کرلیں کیونکہ میں ان کے چہرے کی خوبصورتی نہیں بلکہ ان کے دلوں کی نیکی پاہتا ہوں اے عیسی(ع) نیکی کرنے سے خوش رہو یہ میری خوشنودی کا سبب ہے تمہارے ہاہ جومیرے غضب کا باعث یں پر گریہ کرو جو تم اپنے لیے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لیے بھی پسند نہ کرو اگر وئی تمہارے دائیں رخسار پر طمانچہ مارے تو تم بائیں رخسار بھی اس کے آگے کردو۔ لوگوں سے محبت کر کے میرا قرب اصل کرو جس قدر تم سے ممکن ہو کم عقلوں اور جاہلوں سے پرہیز کرو اے عیسی(ع) بنی اسرائیل کے ستم گاروں سے کہہ دو کہ اہل علم و حکمت اور نیک کردار لوگ تو ان سے دور بھاگتے یں اورمیرے خوف سے گریہ کرتے یں مگر تم ہنستے ہو اور فخر کرتے ہو کیا تمہارے پاس میرے عذاب سے نجات کا وئی اپروانہ ہے یا جان بوجھ کر میرے عذاب و دعوت دیتے ہو تو میں اپنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تمہیں ائیندہ آنے والوں کے لیے عبرت کا نشان بنا دونگا۔

اے بن مریم(ع) کنواری بتول کے بیٹے میں تجھے رسولوں کے سردار احمد(ص) کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ جو نورانی چہرے والے اور سرخ اونٹوں کے مالک یں جن کا نور دنیا و روشن کردے گا وہ پاک نفس اورمیرے لیے سخت غضبناک ہوں گے وہ صاحب حیا اور بے حد کریم یں وہ تمام عالمین کے لیے رحمت یں اور اولادِ آدم(ع) ک سید و سردار، قیامت کے دن میرے سب سے نزدیک اور سب سے بہتر و بلند ہوں گے اور تمام اولین سے بلندتر اور پیغمبروں میں سے سب سے زیادہ مقرب ہوں گے وہ عرب میں پیدا ہوں گے اوربغیر کسی سے کچھ سیکھے یا پڑھے تمام علوم اولین و آخرین کے ساتھ مبعوث ہوں گے وہ میرے دین و تبلیغ کریں گے اور تمام مصائب پر صابر و شاکر ہونگے اے عیسی(ع) میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ بنی اسرائیل و بتادو کہ وہ ان کی تصدیق اور مددکریں عیسی(ع) نے کہا معبود وہ (آنحضرت(ص)) ون ہے خدا نے فرمایا اے عیسی(ع) اس سے راضی رہو کہ اسی

میں تیری رضا ہے رض کیا ر یا میں اس سے راضی ہوں مگر وہ ون ہے ارشاد ہوا وہ محمد(ص) یں جو تمام لوگوں کے لیے ذرا کی رف سے ر ول بنائے ئے یں میرے نزدیک ان کا مقام سب سے قریب تر ہے میں ان کی شفاعت قبول کرتا ہوں اس پیغمبر(ص) اور اس کی ات کا کیا کہنا اگر لوگ مرتے وقت اس کے دین پر درست ریقے سے قائم رہے تو ال زمین ان کی مدح کریں گے اور ال آسمان، ان کے لیے مغفرت طلب کریں گے اور وہ لائق و ابرت ہے اہوں سے پاکیزہ و معصوم ہے میرے گذشتہ و آئندہ تمام لوگوں سے بہتر ہے وہ آخری زمانے میں بعوث ہوگا وہ دنیا میں آئے گا آسمان زمین رحمت کی بارشیں برسائے گا اور زمین رح رح کی نعمتیں اور آسائش و آسائشات کے سامان اگل دے گی وہ جس شئ و پسند کرے گا میں اس میں برت پیدا کردوں گا وہ ت سی عورتوں سے نکاح کرے گا مگر اس کے فرزند کم ہوں گے وہ مکہ میں جس ج ابراہیم(ع) نے کعبہ کی بنیاد رکھی ہے وہاں ساکن ہوگا اے عیسی(ع) اس کا دین سہل اور آسان ہے اس کا قبلہ کعبہ ہوگا وہ میرے برگزیدہ لوگوں میں سے ہے میں اس کے ساتھ ہوں اور اس کا گروہ میرا گروہ ہے اس کا کیا کہنا کہ حوض وثر اس کے لیے اور بہشت رن میں اعلی ترین مقام اس کے لیے ہے جہاں وہ بہترین زندگی گزارے گا اس کے حوض (وثر) کے پانی کا رن سفید ہے جس میں بہشت کے ہر طعام اور یوے کا مزہ ہے اور اس حوضِ وثر کے ارے ستاروں کی تعداد کے برابر ام رکھے ہوں گے جو س اس حوض سے یہ شربت پیئے گا ہرگز پیاسا نہ رہے گا تمہارے بعد زمانہ فترت ہوگا اس کے بعد میں اسے بعوث کروں گا اس کا ظاہر و اطن اس کے اعمال کے مطابق ہوگا اور اس کے گفتار و کردار اس کے موافق ہونگے وہ لوگوں و کسی ایسے امر کی نصیحت اس وقت تک نہیں کرے گا جب تک خود اس پر مل نہ کرے اس کا دین دشواری اور آسانی میں جہاد کرنا ہوگا شہروں کے لوگ اس کے مطیع ہونگے اور روم کا بادشاہ اس کے اور اس کے باپ ابراہیم(ع) کے دین کے سامنے سرنگوں ہو جائے گا اس کی ملت، ملت ابراہیمی(ع) ہوگی اور وہ کھانے کے وقت ""بسم اللہ"" ہے گا لام بلند کرے گا اور جس وقت لوگ و رہے ہوں گے نماز ادا کرے گا اس پر دن اور رات میں پانچ وقت کی نمازیں واجب ہوں گی وہ تکبیر سے آغاز کرے گا اور لام پر ختم کرے گا ہر نماز کے وقت

لوگوں و ٰ از پڑھانے کے لیے اذاندی ۔ائے گی اور لوگ ۃا ت کے ساتھ ٰ از ادا کرنے کے لیے اس ۔رح صےفین۔ن۔ا کےر کھ ے ہوں گے جس رح ملائکہ ف میں کھ ے ہوتے یں اس کا دل نزم اور خوف ۔زا سے پر ہوگا اور اس کا سےینہ نےور سے ۔ ھرا ہوگا اور اس کی ۔ ۔ان پر حق ۔اری ہوگا اس کے ساتھ ہر وقت حق ہوگا اس کی آ ںکھ یں و ری ہوں گی مگےر دل ۔ا۔ا ہےوگا شفا ت اسی سے مخصوص ہے، اس کی ا ت کا زمانہ ۔ قیا ت کے قریب ہوگا اس کی ا ت میں سے جو اس کی بیعت کرے گا ۔میےری رحمت کا حقدار ہوگا مگر جو اس کی بیعت توڑے گا خود پر ظےم کرے گا جو اس کی بیعت سے وفےا کےرے گا ۔ےیں اس پےر ۔ ہشےت واجب کروں گا لہذا بنی اسرائیل کے سرکشوں و حےم دو کہ ۃ کتےابوں سے اس کا ۔ ۔ام ۔ ۔ کریں اور میں نے ۃ کتےابوں ۔ےیں اس کی جو صفتیں بیان کی یں انہیں تبدیل ۔ کریں اے عیسی(ع) میں تمہیں ان امور کی ۔ ا آوری کا حےم دیتا ہوں جو تمہیں مجھ سے قریب کردیں اور ان امور سے تمہیں نع کرتا ہوں جو تمہیں مجھ دور لے ۔ائیں اب ان میں سے جو امور تم ۔ہتر سمجھو اختیےار کےر لو اے عیسی(ع) میں نے تمہیں اس دنیا میں اس لیے ۔ ۔ ا ہے تاکہ تم ۔میری اطا ت کرو اور جس سے میں نے نےع کیےا ہے اس سے پر یز کرو اور جو میں نے تمہیں اپنے ۔ضل و کرم سے عطا کیا ہے اسے اس دنیا میں اختیار کرو اپنے ا ال پر ۔ ۔اہ گار کےی مانےر نظر رکھو دنیا میں زاہد بن کے رہو اس کی لذتوں و چھوڑ دو اور بے رغبت رہو تاکہ تم رنج ۔ ۔ پاؤ اے عیسی(ع) تعقل و فکر کےرو اپنے ارد گرد نظر دوڑاؤ اور دیکھو کہ ستم گاروں کا کیا حشر ہوا ہے اے عیسی(ع) یہ ۃ ام ںصیحتیں ۔تیرے لیے یں اور یہ ۃ ۔ام ۔اتیں سچی یں میں حق کا روشن کرنے والا اور ۃ کہنے والا ہوں اور اگر ۔میری تنبیہ کرنے کے ۔اوجود ۔ ن تےم ۔میےری ۔افرےانی کےروگے تےو ۔میرے علاوہ وئی سرپرست و مددگار نہیں پاؤگے اے عیسی(ع) اپنے دل و ۔میرے خوف سے پست و ذلیل رکھو اور دنیا میں جو تےم سے پست ہے اس کے ال پر نظر دوڑاؤ اور ۔میرا شکر ۔ ۔لاؤ اور ۔دنیا میں ۔دنیاوی لحاظ سے جو تم سے بلند یں ان کی الت و ۔ےت دیکھو۔ یاد رکھو کہ ہر خطا اور ۔ ۔اہ کی بنیاد دنیا کی محبت ہے لہذا دنیا و دوست ت ۔ ۔اؤ اے عیسی(ع) ۔اپنا دل ۔میری یےاد سے خےوش رکھو اور خلوت میں مجھے ۔ ۔ت ۔یادہ ۔ یاد رکھو ، یاد رکھو کہ میں توبہ و زاری و ۔ ۔ت ۔یادہ دوست رکھتا ہوں لہذا اس بارے ۔ےیں زنےرہ رہو مردہ ت بنو۔ اے عیسی(ع) ۔میرے ساتھ کسی و

شریک ٹھہراؤ۔میرے غضب سے ڈرتے رہو اور اپنی صحت و طاقت پر مغرور نہ ہو، دنیا و محل رقص کہ یہ ایک سائے کی مانند ہے ہر آنے جانے والا اسی کی مانند ہے جو گزر گیا اس کا کوئی اثر باقی نہیں اور جو کچھ ہاتھ میں ہے وہ اعمال صالح ہیں لہذا اس بارے میں حتی الامکان کوشش کرو جہاں رہو حق کے ساتھ رہو چاہے یہ تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کردیں یا آگ میں جلادیں مجھے جاننے کے بعد کافر مت ہونا اور جاہلوں سے مت ملنا اے عیسی(ع) میری بارگاہ میں گریہ و زاری کرتے رہنا اور اپنے دل و مجھ سے خائف رکھنا اے عیسی(ع) ہر سختی اور بلا کے وقت مجھے یاد رکھنا کیونکہ میں یاد کرنے والوں کی فریاد سننے والا اور مصیبت زدہ لوگوں کی فریاد قبول کرنے والا ہوں اور میں رحم کرنے والوں میں سے سب سے زیادہ رحیم ہوں۔

مجلس مہ بر۷۹

(سلخ جمادی الثانی سنہ۱۳۶۸ھ)

تفسیر اصطفاء(ع)

ر یان بن لت بیان کرتے یں ۔ امام علی رضا علیہ السلام ''مرو'' میں مامون کے دربار میں تشریف لائے اس وقت دربار میں راق و خراسان کے علماء جمع تھے۔مامون نے علماء سے کہا : آپ حضرات مجھے قرآن کی اس آیت مجیدہ کے تعلق بتائیں۔

'' ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتابَ الَّذينَ اصْطَفَيْنا مِنْ عِبادِنا'' (فا ر، ۳۲)

'' پھر ہم نے کتاب کا وارث انہیں بنایا نہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا''

علماء نے کہا : اس سے مراد پوری ا ت ہے۔

مامون نے امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا : ابو الحسن(ع) آپ اس کے تعلق کیا فرماتے یں؟

امام علی رضا علیہ السلام نے رفماا یا : میں وہ نہیں کہتا جو انہوں نے کہا ہے اس (آیت) کے لیے میرا قول یہ ہے

'' اللہ نے اس سے ترت طاہرہ(ع) مراد لی ہے''

مامون نے کہا : ا ت و چھوڑ کر اللہ نے اس سے مراد ترت(ع) کیسے لی ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے رفماا یا: اگر اس سے مراد ا ت ہوتی تو پوری کی پوری ا ت ں جنتی ہوتی کیونکہ اللہ آ الی نے رفماا یا اور پوری آیت یوں ہے۔

'' ثُمَّ أَوْرَثْنَاالْكِتابَ الَّذينَ اصْطَفَيْنامِنْ عِبادِنافَمِنْهُمْ ظالِمٌ لِنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌوَمِنْهُمْ سابِقٌ بِالْخَيْراتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذلِكَ هُوَالْفَضْلُ الْكَبيرُ'' (فا ر، ۳۲)

'' پھر ہم نے کتاب کا وارث ان و قرار دیا نہیں اپنے بندوں میں سے چن لیا کیونکہ ُبعض اپنے نفس پر ظلم کرنے والے یں اور ُبعض اعتدال پسند یں اور ُبعض خدا کی اجازت سے نیکیوں کی رف

سبقت کرنے والے ہیں اور در حقیقت یہی بڑا فضل و شرف ہے"۔

پھر اللہ تعالی نے سب کو جنت میں جمع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

" جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَايُحَلَّوْنَ فيهامِنْ أَساوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤاًوَلِباسُهُمْ فيهاحَريرٌ"(فاطر، ۳۳)

" یہ لوگ ہمیشہ رہنے والی جنت میں داخل ہوں گے انہیں سونے کے کنگن اور موتی کے زیورات پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس جنت میں ریشم کا ہوگا۔

اس لیے وراثت کتاب، عترت طاہر(ع) کے لیے مخصوص ہے اس سے ان کے غیر مراد نہیں ہیں"

مامون نے کہا : عترت طاہر(ع) کون ہیں؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : عترت طاہرہ(ع) وہ ہیں جن کی توصیف میں اللہ تعالی نے فرمایا:

"إِنَّمايُريدُاللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهيرا" (الاحزاب، ۳۳)

" بس اللہ کا ارادہ یہ ہے اے اہل بیت(ع) کہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔اہل بیت(ع) وہ ہیں جن کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

" میں تمہارے درمیان دو گران قدر چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں اور وہ ہیں اللہ کی کتاب اور میری عترت اہل بیت(ع) یہ ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ روز قیامت میرے پاس حوض کوثر پر پہنچ جائیں دیکھنا یہ ہے کہ میرے بعد تم ان دونوں سے کیا سلوک کرتے ہو تم انہیں تعلیم مت دینا وہ تم سے زیادہ عالم ہیں"۔

علماء نے کہا : ابوالحسن(ع) آپ ہمیں یہ بتائیں کہ عترت(ع) سے مراد آل ہے یا آل کے علاوہ کچھ اور ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا : عترت(ع) سے مراد آل ہے"

علماء نے کہا ؛ رسول خدا(ص) سے مروی ہے کہ آپ(ص) نے فرمایا : میری امت میری آل ہے اور اصحاب رسول(ص) نے روایت کی ہے کہ آل محمد(ص) سے مراد امتِ محمد(ص) ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے رفما یا : مجھے بتاؤ کہ کیا آل پر صدقہ حرام ہے؟

تمام علماء نے کہا : بے شک آل پر صدقہ حرام ہے۔

امام علی رضاعلیہ السلام نے رفما یا : تو کیا امت پر ن صدقہ حرام ہے؟"

علماء نے کہا : نہیں! امت پر صدقہ حرام نہیں ہے۔

آپ(ع) نے رفما یا " یہ آل اور امت کا پہلا فرق ہے ۔ تم پر انسوس ہے تم کہاں جا رہے ہو اور جان بوجھ کر بحث سے اعراض کررہے ہو اور کیا تم مسرفین تو نہیں ہو۔ کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ وراثت و طہارت، صرف نبی(ص) اور ہدایت یافتہ افراد کے لیے مخصوص ہے دوسروں کے لیے نہیں ہے"۔

علماء نے کہا : آپ(ع) کے اس قول کی بنیاد کیا ہے؟

آپ(ع) نے رفما یا: قرآن مجید میں اللہ تعالی کا فرمان اس دعوی کی دلیل ہے۔

" وَ لَقَدْأَرْسَلْنانُوحاًوَإِبْراهِيمَ وَجَعَلْنافِي ذُرِّيَّتِهِمَاالنُّبُوَّةَوَالْكِتابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍوَكَثِيرٌمِنْهُمْ فاسِقُونَ" (الحدید، ۲۶)

" اور یقینا ہم نے نوح(ع) اور ابراہیم(ع) کو رسول بناکر بھیجا اورہم نے ان دونوں کی ذریت میں نبوت وکتاب کو رکھا ان میں کچھ ہدایت یافتہ ہیں اور ان میں سے زیادہ تعداد فاسقین کی ہے"

اللہ تعالی نے وراثت و نبوت کے لیے ہدایت یافتہ افراد کا انتخاب کیا اور فاسقین کو اس سے محروم رکھا۔

(اسی لیے وراثت قرآن بھی ن ہدایت یافتہ افراد کے لیے مخصوص ہے بدکار افراد قرآن کے وراث نہیں ہوسکتے)

اور کیا تمہیں یہ علم نہیں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کا نافرمان بیٹا غرق ہونے لگا تو انہوں نے اس کی نجات کے لیے اللہ تعالی سے دعا کرتے ہوئے عرض کی تھی۔

" رَبِّ إِنَّ ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقّ ُوَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحاكِمِينَ(ہود، ۴۵)

" پروردگار! بیشک میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تو احکم الحاکمین ہے"۔

یہ الفاظ حضرت نوح علیہ السلام نے اس وجہ سے کہے تھے کہ اللہ تعالی نے ان سے وعدہ

کیا تھا کہ وہ انہیں اور ان کے ال و طوفان سے ح ٰبات دے گا اسی لیے انہوں نے ٰرا و وہ ۔ یاد دلاتے ہوئے رض کیا تھا

کہ ۔میرا بیٹا۔میرے ال میں سے ہے اور۔ تیرا و رہ حق ہے۔

اللہ ت الی نے نوح علیہ السلام وو جب د۔ یا۔

" قالَ یانُوحُ إِنَّهُ لَیْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُصالِحٍ فَلاتَسْئَلْنِ ما لَیْسَلَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجاهِلِینَ(ہود، ۴۶)

" ارشاد ہوا کہ نوح(ع) یہ تمہارے ال میں سے نہیں ہے یہ مل ۔ٰیر صالح ہے لہذا مجھ سے اس۔چیز کے بارے م۔یں سوال ۔ ٰ کرو جس کا تمہیں ع م نہیں ہے میں تمہیں ٰ یحت کرتا ہوں کہ تمہارا شم ار ۔اہلوں میں سے ٰ ہو ۔ائے۔

مامون نے کہا : ابوالحسن(ع) ! کیا اللہ ت الی نے ترت و دوسرے لوگوں پر ٰضیلت دی ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے رفما یا " اللہ ت الی نے دوسرے لوگوں پر ترت(ع) کی ٰضیلت و اپنی محم کت اب میں بیان کیا ہے"

مامون نے کہا : وہ اللہ کی کت اب میں کہاں ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے رفما یا : ترت(ع) کی ٰضیلت ان آ۔ یات سے ثا۔بت ہوتی ہے۔

" إِنَّ اللَّهَ اصْطَفى آدَمَ وَنُوحاًوَآلَ إِبْراهِیم َوَآلَ عِمْرانَ عَلَى الْعالَمِینَ ذُرِّیَّةً بَعْضُها مِنْ بَعْضٍ وَ اللَّهُ سَمِیعٌ عَلِیمٌ"

(آل مران ، ۳۳، ۳۴)

" بے شک اللہ نے آدم(ع)، نوح(ع)، آل ابراہیم(ع)، اور آل مران(ع) و ت ام جہانوں سے منتخب کیا ہے یہ۔ ایک نس۔ل ہے کہ جس ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سننے والا ۔اننے والا ہے"علاوہ ازیں اللہ ت الی نے دوسرے مقام پر ارشاد رفما یا :

" أَمْ یَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلى ماآتاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْآتَیْناآلَ إِبْراهِیمَ الْكِتابَ وَالْحِكْمَةَوَآتَیْناهُمْ مُلْكاًعَظِیماً" (نساء، ۵۴)

"ٰ یا وہ ان لوگوں سے ح ر کرتے یں ٰنہیں ٰرا نے اپنے ٰضل و کرم سے ۔ ت کچھ عطا کیا ہے۔یقیناً ہم نے آل ابراہیم(ع) و کت اب حکمت اور مک ع ٰیم سب کچھ عطا کیا ہے"

پھر ان چند آیات کے بعد اللہ نے اہل ایمان کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا أَطيعُوا اللَّهَ وَأَطيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ " (نساء، ۵۹)

"اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ص) اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں"

یعنی اللہ نے انہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے اور اسی لیے باقی دنیا نے ان سے حسد کیا اور اللہ نے انہیں ملک عظیم عطا کیا اور یہاں "ملک" سے مراد ان کی اطاعت ہے۔

علماء نے کہا: ابوالحسن(ع)! آپ یہ بتائیں کہ عترت(ع) کے انتخاب کا تذکرہ قرآن مجید میں کہیں موجود ہے؟ امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: "باطنِ قرآن سے قطع نظر اللہ تعالیٰ نے ظاہر قرآن میں بارہ مقامات پر عترت اہل بیت(ع) کے اصطفاء و انتخاب کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اسی سلسلے کی پہلی آیت یہ ہے۔

" وَ أَنْذِرْ عَشيرَتَكَ الْأَقْرَبينَ (و رهطك منهم المخلصين) " (الشعراء، ۲۱۴)

" اور اے پیغمبر(ص) آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیے (اور اپنے مخلص گروہ کو ڈرائیے) "

(یاد رکھیں! " و رهطك منهم المخلصين" کے الفاظ ابی بن کعب کی قرآئت میں ہیں اور عبداللہ بن مسعود کے مصحف میں بھی یہ الفاظ موجود ہیں لہذا دعوت اسلامیہ کے آغاز کے لیے قریبی رشتہ داروں کا انتخاب عترت(ع) کے لیے ایک عظیم اعزاز ہے چنانچہ یہ عترت(ع) کی پہلی فضیلت ہے)۔

اس سلسلے کی دوسری آیت کا تعلق اہل بیت(ع) کے اصطفاء سے ہے چنانچہ رب العزت کا ارشاد ہے۔

" إِنَّما يُريدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهيراً" (الاحزاب، ۳۳)

اے اہل بیت(ع) اللہ کا ارادہ بس یہی ہے کہ وہ تم سے ہر برائی کو دور رکھے اور تمہیں اس طرح پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے"۔

اہل بیت(ع) کی اس فضیلت سے کوئی ضد کرنے والا جاہل ہی انکار کرسکتا ہے کیونکہ اہل بیت(ع) کی طہارت قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اور یہ آنحضرت(ص) کی عترت طاہرہ(ع) کی دوسری فضیلت ہے

ترت طاہرہ(ع) کی تیسری فضیلت یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے مخلوق میں سے پاک و پاکیزہ افراد کا انتخاب کر لیا اور ان کے حق میں آیت تطہیر نازل کردی تو اس نے اپنے نبی(ص) کو حکم دیا کہ وہ ان افراد کو لے کر نصاری سے مباہلہ کریں چنانچہ ارشاد ہوا :

" فَمَنْ حَاجَّكَ فيهِ مِنْ بَعْدِماجاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعالَوْانَدْعُ أَبْناءَناوَأَبْناءَكُمْ وَنِساءَنا و نِساءَكُمْ وَأَنْفُسَناوَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكاذِبينَ " (آل عمران، ٦١)

پھر جو شخص آپ(ص) کے پاس علم آنے کے بعد آپ(ص) سے جھگڑا کرے تو آپ(ص) کہہ دیں کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ اور ہم اپنی جانوں کو بلائیں اور تم اپنی جانوں کو بلاؤ، پھر ہم مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت قرار دیں" اس آیت کے بعد آنحضرت(ص) نے علی(ع) او حسن(ع) و حسین(ع) اور فاطمہ صلوات اللہ علیہم کو بلایا اور خود کو ان کے ساتھ شامل کیا اور مباہلہ کے لیے چل دیئے۔

امام علیہ السلام نے العلماء دربار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

جانتے ہو "أَنْفُسَناوَأَنْفُسَكُمْ" سے کون مراد ہیں؟

علماء نے کہا اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی ذات مراد ہے۔

امام علیہ السلام نے فرمایا : نہیں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے اس سے مراد علی بن ابی طالب(ع) ہیں علی(ع) ہی نفس رسول(ص) ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث اسی پر دلالت کرتی ہے آپ(ص) نے فرمایا:

" لينتبه بنو وليعه اولابعثن اليهم رجلا كنفسی يعنى على ابن ابى طالب"

بنو ولیعہ باز آجائیں ورنہ میں ان کی طرف اسے روانہ کروں گا جو میرے نفس کی مانند ہوگا اس سے مراد علی بن ابی طالب(ع) ہیں" اور"ابناء"سے امام حسن(ع) اور امام حسین علیہما السلام مراد ہیں اور" نساء" سے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا مراد ہیں۔ اور یہ عترت طاہرہ(ع) کی وہ خصوصیت ہے کہ کوئی ان کے آگے نہیں بڑھ سکتا ہے اور یہ وہ فضیلت ہے جس میں کوئی بشر ان کا شریک نہیں ہوسکتا

اور اس شرف میں کوئی ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس لیے کہ اللہ تعالی نے نفس علی(ع) کو نفس محمد(ص) قرار دیا ہے یہ تیسری فضیلت ہے۔اور چوتھی فضیلت یہ ہے کہ مسجد نبوی(ص) میں صحابہ کے دروازے کھلتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عترت طاہرہ(ع) کے علاوہ سب دروازے بند کرادیئے اس پر لوگوں نے باتیں بنائیں اور آنحضرت(ص) کے چچا عباس بن عبدالمطلب(ع) نے آنحضرت(ص) سے اس سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یا رسول اللہ(ص) ! آپ(ص) نے علی (ع) کا دروازہ کھلا رہنے دیا اور ہمیں آپ(ص) نے باہر نکال دیا؟

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" ما انا ترکته و اخرجتکم ولکن الله عزوجل ترکه و اخرجکم"

" میں نے اپنی مرضی سے علی(ع) کو نہیں رہنے دیا اور تمہیں اپنی مرضی سے نہیں نکالا، اللہ نے اسے رہنے دیا اور تمہیں نکال دیا۔"در اصل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس عمل سے اپنی حدیث کا عملی ثبوت فراہم کیا۔

" یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسی ۔"

" علی(ع) ! تمہیں مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون(ع) کو موسی(ع) سے تھی"

علماء نے کہا : ابو الحسن(ع) ! اس کا قرآن مجید میں بھی کوئی حوالہ ہے؟

آپ(ع) نے فرمایا : جی ہاں! اس کے لیے میں تمہیں قرآن مجید کی آیت پڑھ کر سناتا ہوں"۔

علماء نے کہا : آپ(ع) ہمیں سنائیں۔ پھر آپ(ع) نے یہ آیت پڑھی۔

" وَ أَوْحَيْنا إِلى‏ مُوسى‏ وَأَخيهِ أَنْ تَبَوَّءا لِقَوْمِكُما بِمِصْرَ بُيُوتاً وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قِبْلَةً " (یونس، ۸۷)

" اور ہم نے موسی(ع) اور ان کے بھائی کی طرف وحی کی کہ اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بناؤ اور اپنے گھروں کو قبلہ قرار دو"۔

اس آیت سے حضرت ہارون (ع) کی منزلت ظاہر ہوتی ہے اور رسول خدا(ص) نے تمام دروازوں کو بند کرکے علی(ع) کا دروازہ کھول کر ہارون محمدی(ص) یعنی علی(ع) کی فضیلت ظاہر کی، اور رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

یہ مسجد کسی جنابت والے کے لیے حلال نہیں ہے سوائے محمد(ص) اور آل محمد(ص) کے" علماء نے حضرت کا استدلال سن کر کہا: ابو الحسن(ع)! یہ شرح اور یہ بیان صرف اہل بیت رسول(ص) کے پاس سے مل سکتا ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اس کا انکار کون کرسکتا ہے، کیونکہ آنحضرت(ص) نے فرمایا۔

" انا مدینة العلم وعلی بابها فمن اراد العلم فلیات من بابها"

" میں علم کا شہر ہوں اور علی(ع) اس کا دروازہ ہے جسے علم کی ضرورت ہو وہ دروازے پر آئے۔ اور ہم نے عترت طاہرہ(ع) کی فضیلت و شرف و بزرگی " واصطفا و طہارت" کے لیے جو وضاحت کی ہے اس کا انکار صرف بدبخت دشمن ہی کرسکتا ہے۔ " والحمد علی ذالک" پھر امام(ع) نے فرمایا کہ عترت طاہرہ(ع) کی پانچویں فضیلت میں یہ آیت نازل ہوئی کہ خدائے عزیز و حکیم نے اہل بیت پیغمبر(ص) کو مخصوص ٹھہراتے ہوئے اور امت میں سے ان کا انتخاب کرتے ہوئے فرمایا

" وَ آتِ ذَا الْقُرْبى‏ حَقَّهُ " (بنی اسرائیل، ۲۶)

" اور آپ(ص) قرابت دار کو اس کا حق دیں"۔

جب یہ آیت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی تو آپ(ص) نے فرمایا۔

فاطمہ(س) کو بلاؤ چنانچہ سیدہ(س) کو بلایا گیا،

تو آپ(ص) نے فرمایا: فاطمہ(س)!"

انہوں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ(ص)"۔

آنحضرت(ص) نے فرمایا: یہ فدک ہے اس کے حصول کے لیے مسلمانوں نے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے یہ میری ذاتی جاگیر ہے اس میں مسلمانوں کا کوئی حق نہیں ہے اور میں یہ جاگیر حکم خدا کے تحت تمہیں دے رہا ہوں تم اسے لے لو۔ یہ جاگیر تیرے اور تیری اولاد کے لیے ہے"۔لہذا یہ آنحضرت(ص) کی عترت طاہرہ(ع) کی پانچویں فضیلت ہے۔

پانچویں فضیلت کے بعد امام(ع) نے فرمایا کہ اب چھٹی بیان ہوتی ہے۔

"ِ قُلْ لاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراًإِلاَّالْمَوَدَّةَفِي الْقُرْبى وَ مَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةًنَزِدْلَهُ فيهاحُسْناًإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌشَكُورٌ" (شوری، ۲۳)

" آپ(ص) کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے اقرباء سے محبت کرو اور جو شخص بھی کوئی نیکی حاصل کرے گا تو ہم اس کی نیکی میں اضافہ کردیں گے بے شک اللہ بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے"۔

یہ خصوصیت صرف آل(ع) کو حاصل ہے کہ ان کی مودت اجر رسالت ہے انبیائے سابقین(ع) نے اپنی رسالت کی اجرت طلب نہیں کی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا یہ فرمان قرآن مجید میں موجود ہے۔

" ياقَوْمِلاأَسْئَلُكُمْعَلَيْهِمالاًإِنْأَجرِيَإِلاَّعَلَىاللَّهِوَماأَنَابِطارِدِ الَّذينَآمَنُواإِنَّهُمْمُلاقُوارَبِّهِمْوَلكِنِّيأَراكُمْقَوْماًتَجْهَلُونَ" (ھود، ۲۹)

" اے میری قوم! میں تم سے کوئی مال تو نہیں چاہتا ہوں میرا اجر تو اللہ کے ذمے ہے اور میں صاحبان ایمان کو نکال بھی نہیں سکتا کہ وہ لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات کرنے والے ہیں البتہ میں تم کو ایک جاہل قوم تصور کررہا ہوں"

حضرت ہود علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔

" ياقَوْمِلاأَسْئَلُكُمْعَلَيْهِأَجْراًإِنْأَجْرِيَإِلاَّعَلَىالَّذيفَطَرَني أَفَلاتَعْقِلُونَ" (ھود،۵۱)

اے میری قوم میں تم سے کسی اجرت کا سوال نہیں کرتا میرا اجر تو اس پروردگار کے ذمہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے کیا تم عقل نہیں رکھتے"۔

الغرض انبیائے سابقین(ع) میں سے کسی نے بھی اجرت طلب نہیں کی مگر اللہ تعالی نے اپنے حبیب(ص) کو حکم دیا کہ وہ اجرت طلب کریں۔

" قُلْ لاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراًإِلاَّالْمَوَدَّةَفِي الْقُرْبى(شوری، ۲۳)

" آپ(ص) کہہ دیں میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر یہ میرے اقرباء سے محبت کرو"۔

اللہ تعالی نے عترت طاہرہ(ع) کی مودت و اس لیے اجر رسالت(ص) قرار دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ دین سے کبھی منحرف نہیں ہوں گے اور کبھی بھی گمراہی و اختیار نہیں کریں گے۔

علاوہ ازیں یہ اصول فطرت ہے کہ اگر کوئی کسی شخص سے محبت کرتا ہو لیکن اس کے افراد خانہ میں سے کسی سے دشمنی رکھتا ہو تو محبوب یہ سمجھ لیتا ہے کہ اسے مجھ سے کوئی محبت نہیں ہے کیونکہ اگر اسے مجھ سے محبت ہوتی تو پھر میرے پیاروں سے بھی محبت کرتا اس لیے اللہ تعالی نے عترت طاہرہ(س) کی مودت فرض کی تاکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یقین کر لیں کہ میرے کلمہ پڑھنے والوں کو مجھ سے حقیقی محبت ہے اسی لیے جو شخص عترت(ع) سے محبت کرے گا رسول خدا(ص) اس سے کبھی نفرت نہیں کریں گے اور جو شخص حضور(ص) کے افراد خانہ سے نفرت کرے گا تو یقینا حضور اکرم(ص) بھی اسے اپنا محب تصور نہیں کریں گے اور اس سے نفرت کریں گے اس سے بڑھ کر فضیلت و شرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ عترت طاہرہ(ع) کی محبت کو اللہ نے اجر رسالت قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

" قُلْ لاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراًإِلاَّالْمَوَدَّةَفِي الْقُرْبى(شوری، ۲۳)

" آپ(ص) کہہ دیں میں تم سے تبلیغ رسالت کی کوئی اجرت طلب نہیں کرتا مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے محبت رکھو"۔ جب یہ آیت مجیدہ نازل ہوئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب کے درمیان خطبہ دیا، حمد وثناء کے بعد ارشاد فرمایا۔لوگو اللہ نے تم پر میرا ایک حق واجب کیا ہے تم وہ حق ادا کروگے ؟ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر آنحضرت(ص) نے فرمایا : لوگو! میرا حق سونے چاندی اور کھانے پینے کی شکل میں نہیں ہے۔

لوگوں نے کہا: پھر آپ(ص) بیان فرمائیں اللہ نے آپ(ص) کا کونسا حق ہم پر فرض کیا ہے؟اس وقت آپ(ص) نے یہ آیت تلاوت کی تو لوگوں نے یہ آیت سن کر کہا کہ یہ ٹھیک ہے ، لیکن اس کے باوجود اکثریت نے اس وعدے کو پورا نہیں کیا۔ حضور اکرم(ص) سے پہلے جتنے بھی نبی آئے اللہ نے ان سب کو وحی فرمائی کہ تم قوم سے اجر رسالت طلب نہ کرنا میں تمہیں اس کا اجر عطا کروں گا۔ جب محمد(ص) رسول اللہ(ص)کی باری آئی تو اللہ تعالی نے ان کی اطاعت اور ان کے قرابت داروں کی مودت کو واجب کر دیا اور اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اجر رسالت کو مودت اہل بیت(ع) کی صورت میں طلب

کریں اور یہ قا رہ ہے کہ محبت، ایسے نہیں ہوتی محبت کسی کی ضیلت و کا ال و دیکھ کر ن کی باتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے ال بیت(ع) کی محبت اس لیے فرض کی کہ اللہ بتانا تھا کہ خاندان محمد(ص) صاحب فضیلت ہیں ہے اور صاحب کمال ہیں۔ جب اللہ تعالی نے آل محمد(ص) کی مودت و فرض کیا تو کئی لوگوں پر یہ بات گراں گزری کیونکہ انہوں نے بان لیا تھا کہ جس سے مودت کی بائے اس کے فرمان پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اس کے بعد جن لوگوں نے خدا سے وفا کا ہد وپیمان کیا ہوا تھا بس وہی اس پر ثابت قدم رہے اور بغض و نفاق رکھنے والوں نے اس کی نا جائز تاویلات شروع کردیں اور حکم خدا و اس کی روں سے باہر لے جانے کی مذموم کوششیں کیں۔ انہوں نے یہاں تک کہا کہ۔ قرابت سے مراد سارا عرب ہے اور تمام مسلمان ہیں۔ بہر نوع اگر ان کی یہ بات مان لی بائے تو عرب سے محبت اس لیے ضروری قرار پائی کہ وہ حضور اکرم(ص) سے عجم کی نسبت زیادہ قریب ہیں اسی طرح سے ال مکہ و مدینہ سے محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ ان دو شہروں کے افراد آنحضرت(ص) کے اور زیادہ قریب ہیں اور قریش سے محبت کی وجہ یہ ہوگی کہ یہ قبیلہ دوسرے قبیوں کی نسبت آپ(ص) سے زیادہ قریب ہے تو جو جتنا قریب ہوتا بائے گا محبت کے قابل بنتا بائے گا۔ جب عرب صرف ان کی بنیاد پر اور ال مکہ و مدینہ صرف ہم شہر ہونے کی بنیاد پر اور قریش قبیلہ ہونے کی بنا پر لائق مودت بن سکتے ہیں تو جو افراد حضور(ص) کا خون اور گوشت پوست ہوں تو ان کے ساتھ مودت تو اور زیادہ ضروری قرار پائے گی۔ اسی لیے اہل ایمان کا فرض ہے کہ وہ عترت طاہرہ(ع) سے مودت کریں اور اسی مودت کے صلے میں اللہ سے جنت حاصل کریں کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے

" وَالَّذينَ آمَنُواوَعَمِلُواالصَّالِحاتِ فِي رَوْضاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مايَشاؤُنَ عِنْدَرَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَالْفَضْلُ الْكَبيرُذٰلِكَ الَّذي يُبَشِّرُاللَّهُ عِبادَهُ الَّذينَ آمَنُواوَعَمِلُواالصَّالِحاتِ قُلْ لاأَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْراًإِلاَّالْمَوَدَّةَفِي الْقُرْبىٰ"۔ (شوری، ۲۲،۲۳)

" وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیئے وہ جنت کے باغات میں رہیں گے اور ان کے لیے

پروردگار کی بارگاہ میں وہ تمام چیزیں ہیں جن کے وہ خواہشمند ہوں گے یہ بہت بڑا فضل پروردگار ہے یہی وہ فضل عظیم ہے جس کی بشارت پروردگار اپنے بندوں کو دیتا ہے جنہوں نے ایمان اختیار کیا ہے اور نیک اعمال کیے ہیں تو آپ(ص) کہہ دیجئے میں تم سے تبلیغ رسالت کا کوئی اجر نہیں چاہتا علاوہ اس کے کہ میرے قرابت داروں سے محبت کرو۔"

پھر امام علیہ السلام نے اس آیت کے شان نزول کے متعلق فرمایا کہ۔

مجھ سے میرے والد(ع) نے اپنے آبائے طاہرین(ع) کی سند سے بیان کیا ہے کہ۔

مہاجرین او انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔

یا رسول اللہ(ص) ! آپ کو کافی خرچ کی ضرورت ہے اور آپ(ص) کے پاس وفود آتے رہتے ہیں ہم اپنے مال اور جانیں آپ(ص) کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کرتے ہیں آپ(ص) جو حکم کرینگے اس کی تعمیل ہوگی اور جسے چاہیں عطا کریں اور جس سے چاہیں روک لیں اور آپ(ص) ہمارے اموال کے مالک و مختار ہیں۔

اس وقت اللہ تعالی نے روح الامین(ع) کو آپ(ص) پر نازل کیا جنہوں نے آپ(ص) کو یہ آیت پڑھ کر سنائی۔" کہہ دیجئے میری رسالت کا اجر یہی ہے کہ تم میرے بعد میرے قرابت داروں سے محبت کرو"۔

اللہ کا یہ حکم سن کر مہاجرین و انصار چلے گئے اور اس آیت کے نزول کے بعد منافقین نے یہ کہا کہ آنحضرت(ص) نے ہماری پیش کش کو اس لیے ٹھکرایا ہے کہ وہ ہمیں اپنے قرابت داروں کی مودت کی ترغیب دے سکیں اور انہوں نے یہ بات اپنی طرف سے گھڑ لی ہے۔ اس پر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔

" أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَى‌عَلَى اللَّهِ كَذِباًفَإِنْ يَشَإِاللَّهُ يَخْتِمْ عَلى‌قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْباطِلَ وَ يُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِماتِهِإ ِنَّهُ عَليمٌ بِذاتِ الصُّدُورِ"۔ (شوری، ۲۴)

"کیا ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ رسول(ص) نے اللہ پر جھوٹا بہتان تراش لیا ہے جب کہ خدا چاہے تو تمہارے قلب پر مہر بھی لگا سکتا ہے اور خدا تو باطل کو مٹا دیتا ہے اور حق کو اپنے کلمات کے ذریعے سے ثابت اور پائیدار بنا دیتا ہے یقینا وہ دلوں کے رازوں کو جاننے والا ہے"۔

ر ول ٰرا(ص) نے قاصدَ ٰبج کر ان لوگوں و اپنے ہاں طلب کیا اورفرماٰ یا کیا اس رح کی ٰ باتیں ہوئی ہیں لوگوں نے کہا: ہاں ! ہم میں سے کچھ لوگوں نے اس رح کی ٰ باتیں کی ہیں اور وہ ہمیں ناگوار گزاری ہیں۔ آنحضرت(ص) نے انہیں یہ آیت پڑھ کر سنائی الٰ ی ان یہ آیت سن کر رونے لگے اور ان کے رونے کی آوازیں کافی بلند ہوئیں تو اللہ و ان پر رحم آ یا اور یہ آیت ٰ نازل فرمائی۔

" وَ هُوَالَّذي يَقْبَل ُالتَّوْبَةَعَنْ عِبادِهِ وَيَعْفُواعَنِ السَّيِّئاتِ وَيَعْلَمُ ماتَفْعَلُونَ" (شوری، ۲۵)

اور وہی وہ ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیوں و معاف کرتا ہے اور وہ تمہارے ا ال سے وخب ٰ باخبر ہے" ۔ چنانچہ یہ اہل بیت(ع) کی چ ٹی خصوصیت ہے۔

َپھر امام(ع) نے اہل بیت(ع) کی ساتویں فضیلت کے بیان میں ارشادفرماٰ یا کہ۔

اللہ تعالی کا فرمان ہے

" إِنَّ اللَّهَ وَمَلائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ياأَيُّهَاالَّذينَ آمَنُواصَلُّواعَلَيْه وَسَلِّمُواتَسْليماً" (احزاب، ۵۶)

" بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی(ص) پر درودَ بھیجتے ہیں ا ے ایمان والو تم َبھی ان پر درودَ بھیجو اور سلام کرو جیسا کہ سلام کرنے کا حق ہے"۔ جب یہ آیت مجید نازل ہوئی تو صحابہ نے آنحضرت(ص) سے عرض کی ٰ یا ر ول اللہ (ص) ہمیں آپ(ص) پر سلام کرنے کا علم ہے آپ(ص) پر صلوات کیسے پڑھی جائے؟

آپ(ص) نےفرماٰ یا یہ کہو:۔

" اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت و بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید"

امام(ع) نےفرماٰ یا" لوگو! کیا تمہیں اس مسئلے میں کوئی اختلاف ہے؟ تمام حاضرین نے کہا:

نہیں ! ہمیں اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے پوری امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے"۔

مامون نے کہا:

ابوالحسن(ع)! کیا آل(ع) کے متعلق قرآن مجید میں اس سے زیادہ واضح آیتَ بھی موجود ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے رفماد یا : لوگو! مجھے قرآن مجید کی اس آیت مجیدہ کے تعق بتلاؤ۔

" یس وَ الْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَى صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ" (یس، ا-۴)

لفظ یاسین سے ون مراد یں؟ علما ء نے کہا:۔

ابوالحسن(ع)! سیدھی ی بات ہے کہ "یاسین" سے مراد حضرت محمد لی اللہ علیہ وآلہ وسلم یں اور اس کے تعق وئی یک نہیں ہے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے رفماد یا:

" سنو ! اللہ تعالی نے محمد(ص) و آل محمد علیہم السلام و وہ ضیلت عطا کی ہے جس کی حقیقت یک لوگوں کی عقل پرواز نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالی نے انبیاء پر لام بھیجا ہے لیکن کسی نبی کی آل پر لام نہیں بھیجا چنانچہ فرمان الہی ہے۔

" سَلامٌ عَلى نُوحٍ فِي الْعالَمِين(صافات، ۷۹)" یعنی " عالمین میں نوح(ع) پر لام ہو"۔

اللہ تعالی نے رفماد یا

" سَلامٌ عَلى إِبْراهِيمَ" (الصافات، ۱۰۹) " ابراہیم(ع) پر لام ہو" اور رفماد یا:۔

" سَلامٌ عَلى مُوسى وَهارُونَ" (صافات، ۱۲۰)

" موسی(ع) وہارون(ع) پر لام ہو" اس کے برعکس پورے قرآن میں اللہ نے یہ نہیں کہا:۔کہ آل نوح(ع) پر لام ہو آل ابراہیم(ع) پر لام ہو آلِ موسی(ع) و ہارون(ع) پر لام ہو۔ لیکن جب آلِ محمد(ص) کی باری آئی تو اللہ تعالی نے رفماد یا۔

" سَلامٌ عَلى إِلْ ياسِينَ" (صافات، ۱۳۰) " آل یاسین(ع) پر لام ہو" یعنی آل محمد(ص) پر لام ہو"۔

امام علیہ السلام کا یہ بیان سن کر مامون نے کہا :۔ میں مان یا ہوں کہ معدن نبوت(ع) ہی ایسی تشریح کر سکتے یں۔

اس کے بعد امام(ع) قرآن میں موجود عترت طاہرہ(ع) کی آٹھویں ضیلت کا ذکر کرتے ہوئے رفماد یا کہ۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

" وَ اعْلَمُوا أَنَّما غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبى (انفال، ۴۱)

" اور جان لو جو کچھ تمہیں غنیمت حاصل ہو اس میں پانچواں حصہ اللہ اور رسول(ص) اور ان(ص) کے قرابت داروں کا ہے"۔ اس آیت میں اللہ تعالی نے عترت طاہرہ(ع) کا حصہ اپنے اور اپنے رسول(ص) کے ساتھ شامل کیا ہے۔ آل(ع) کا عظیم شرف ہے اور اللہ تعالی نے عترت طاہرہ(ع) کے حصے کو اپنے اور رسول(ص) کے حصے سے متصل کیا ور باقی خمس کے حقداروں کو جدا اور علیحدہ رکھا اللہ نے اپنی ذات سے ابتدا کی اور دوسرے نمبر پر اپنے رسول (ص) کا تذکرہ کیا اور تیسرے درجے پر عترت طاہرہ(ع) کا تذکرہ کیا۔

یہ اس کتاب کا فرمان ہے جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور یہ وہ کتاب ہے کہ جس کے آگے اور پیچھے باطل نہیں آسکتا جو صاحب حکمت اور لائق حمد کی طرف نازل کردہ ہے۔

خمس کے تین مذکورہ طبقات کے بعد اللہ تعالی نے دوسرے مستحقین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا

" وَالْيَتامىوَالْمَساكينِ وَابْنِ السَّبيلِ" (انفال، ۴۱)

" خمس یتیموں اور مساکین اور مسافرین کے لیے ہے"۔

اب قابل توجہ بات ہے کہ یتیم خمس کا حقدار ہے لیکن جب یتیم بالغ ہوجائے تو وہ خمس کا حق دار نہیں رہے گا اور اس طرح سے جب مسکین آسودہ حال ہوجائے تو اسے خمس غنیمت میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا اور جب مسافر اپنے گھر پہنچ جائے تو وہ خمس غنیمت میں سے حصہ نہیں لے گا۔اور ان تینوں طبقات کے برعکس " ذی القربی" کا حصہ قیامت تک قائم رہے گا چاہے وہ امیر ہوں یا غریب ہوں پھر خمس میں ان کا حصہ موجود رہے گا کیونکہ ان کے حصے کا تذکرہ اللہ اور رسول کے حصے کے ساتھ کیا گیا ہے اور اللہ اور رسول(ص) ہرگز غریب نہیں ہیں۔ جس طرح سے خدا نے خمس وغنیمت میں پہلے اپنا تذکرہ کیا پھر اپنے رسول(ص) کا تذکرہ کیا پھر عترت طاہرہ(ع) یعنی " ذی القربی" کا تذکرہ کیا اسی طرح سے اللہ تعالی نے وجوب اطاعت کے لیے پہلے اپنا ذکر کیا پھر اپنے رسول(ص) کا ذکر کیا پھر اہل بیت(ع) کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" ياأَيُّهَاالَّذينَ آمَنُواأَطيعُوااللَّهَ وَأَطيعُواالرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِمِنْكُمْ" (نساء، ۵۹)

"ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (ص) اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تم میں سے ہوں"۔

اور آیت ولایت میں َ ن اللہ نے َ پہلے اپنی ولایت َ پھر اپنے نبی(ص) کی ولایت َ پھر ترت(ع) کی ولایت کا تذکرہ کیا چنانچہ ارشاد ہوا:۔

" إِنَّمَاوَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذينَ آمَنُواالَّذينَ يُقيمُونَ الصَّلاةَوَيُؤْتُونَ الزَّكاةَوَهُمْ راكِعُونَ " (مائدہ ، ۵۵)

" (ال َ ی ان) تمہارا ولی بس اللہ ہے اور اس کا ر ول(ص) ہے اور مومن تمہارے ولی یں جو ٔ از قائم کرتے یں اور الت ِ ر وع میں ز واۃ دیتے یں " اللہ ت الی نے غنیمت اور "فے" ،نیز ج غنیم سے ہاتھ آیا ہوا مال کے خمس میں انہیں ، ا پنے اور ر ول(ص) کے ساتھ شامل کیا اور اطا ت میں َ ن انہیں اپنے اور اپنے ر ول(ص) کے ساتھ شامل کیا اور ولایت میں َ ن اللہ نے پنی اور اپنے ر ول(ص) کی ولایت کے ساتھ ترت طاہرہ(ع) کی ولایت و شامل کیا۔ اس سے خود اندازہ کریں کہ اللہ ت الی نے ال بیت(ع) پر کتنی نعمتیں نازل کی یں اور جب ز واۃ صلقہ کی ۔ اری آئی تو اللہ ت الی نے رفمای ا

" إِنَّمَاالصَّدَقاتُ لِلْفُقَراءِوَالْمَساكينِ وَالْعامِلينَ عَلَيْهاوَالْمُؤَلَّفَةِقُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقابِ وَ الْغارِمينَ وَفي سَبيلاللَّهِ وَابْنِ السَّبيلِ فَريضَةًمِنَ اللَّهِ" (توبہ ، ۶۰)

" صدقات ، فقراء اور مساکین اور اس کے عالمین اور جن کی تالیف قلب م وب ہو اور غلاموں و آزاد کرانے اور قرض اتارنے اور ُدا کی راہ میں اور مسافروں کے لیے یں یہ اللہ کی رف سے فرض ہے"۔

صدقات میں اللہ نے اپنا وئی ح ہ نہیں رکھا اور اپنے ر ول(ص) کا َ ن وئی ح ہ مقرر نہیں کیا اسی رح سے ترت طاہرہ(ع) کا َ ن صدقات میں وئی ح ہ نہیں رکھا۔ اللہ ت الی نے اپنے حبیب(ص) اور ان کے ال بیت(ع) پر صدقہ حرام کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صدقہ لوگوں کے ہاتھ کا یل کچیل ہے اور اللہ ت الی نے انہیں ہر رح کے یل کچیل سے پاک و پاکیزہ رکھا ہے۔ اللہ ت الی نے ال بیت(ع) کا طاہر نای ا اور انہیں پنی رضا کے لیے چن لیا اورذات ا ریت نے جو کچھ اپنے لیے پسند کیا و ی کچھ ال بیت(ع) کے لیے پسند کیا اور جس چیز و اپنے لیے ناپسند کیا اسے ال بیت(ع) کے لیے َ ن ۔ ناپسند کیا َ پھر امام(ع) نے ال بیت(ع) کی نویں فضیلت بیان فرمانے کے لیے قرآن کی یہ آیت پڑھی۔

کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

" فَسْئَلُواأَهْلَ ▯الذِّكْرِإِنْكُنْتُمْ لاتَعْلَمُونَ" (نحل، ۴۳)

" اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو " لوگو! ہم اہل ذکر(ع) ہیں اور اگر تم لاعلم ہو تو ہم سے پوچھو"

علماء نے کہا : ابوالحسن(ع) ! اہل ذکر(ع)" سے تو یہود و نصاری مراد ہیں۔امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا :۔ سبحان اللہ! اگر اس سے مراد یہود و نصاری ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب ان سے سوال کرے گی تو وہ اپنے دین کی دعوت دیںگے اور کہیں گے کہ ہمارا دین تمہارے دین سے بہتر ہے۔ . لا اس صورت میں تم کیا کرو گے؟"

مامون نے کہا : ابوالحسن(ع) پھر اس آیت کی تفسیر کیا ہوسکتی ہے؟

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا " ذکر" سے رسول خدا(ص) مراد ہیں اور ہم اہل ذکر(ع) ہیں اللہ تعالی نے سورہ طلاق میں ارشاد فرمایا ۔

" قَدْأَنْزَلَ ▯اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرارَسُولاً" (طلاق، ۱۱،۱۰)

" اللہ نے تمہارے پاس رسول(ص) و ذکر بناکر نازل کیا"۔لہذا " ذکر" رسول اکرم(ص) ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں لہذا ہم ہی " اہل الذکر" ہیں۔ یہ ہماری نویں خصوصیت ہے۔ اور ہماری دسویں فضیلت یہ ہے کہ اللہ کا فرمان ہے۔

" حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهاتُكُمْ وَبَناتُكُمْ وَأَخَواتُكُمْ" (نساء، ۲۳)

" تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں حرام کی گئیں"اب آپ حضرات مجھے یہ جواب دیں کہ کیا میری بیٹی یا میری نواسی یا میرے صلب سے پیدا ہونے والی کوئی لڑکی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حلال ہے اگر آپ(ص) زندہ ہوں؟"

حاضرین نے کہا : نہیں

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

" اچھا یہ بتاؤ اگر بالفرض رسول خدا(ص) زندہ ہوں تو کیا تمہاری بیٹیاں ان کے لیے حلال ہوں گی یا حرام

ہوں گی:''

اضرین نے کہا : ہ اری بیٹیاں حلال ہوں گی۔

اضرین نے کہا ۔ ہ اری بیٹیاں حلال ہوں گی۔

امام رضا علیہ السلام نے رفما یا '' بس اس سے ثابت ہو یا کہ میں اور ہوں اور تم اور ہو میں آل(ع) م-یں سے ہ-وں اور تم آل(ع) میں سے نہیں ہو اگر تم ر ول ‌نرا لی اللہ علیہ و آلہ و س‌م کی آل(ع) ہوتے تو تمہاری بیٹیاں ‌ن م-ی-ری بیٹ-یوں کی رح آنحضرت(ص) کے لیے حرام ہوتیں۔

اس سے ثابت ہوا کہ میں آنحضرت(ص) کی آل(ع) ہوں اور تم ان(ص) کی ا -ت ہ-و ی-۔ آل(ع) اور ا -ت کا ف-رق ہے آل(ع) آنحضرت(ص) کا جزو یں اور ا ت آپ(ص) کا جزو نہیں ہے۔''پھر امام(ع) نے آل محمد(ص) کی ی-ارہویں ض-یلت بیان فرمائی کہ اللہ ت الی نے مومن آل فرعون کے قول و نقل کرتے ہوئے ارشاد رفما یا ہے۔

'' وَ قالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ إِیمانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلاًأَنْ یَقُولَ رَبِّیَ اللَّهُ وَقَدْجاءَکُمْ بِالْبَیِّناتِ مِنْ رَبِّکُم (مومن، ۲۸)

'' اور مرد مومن نے کہا جس کا تعلق آل فرعون سے تھا جو اپنے ی ان و چ اپتا تھا کیا تم اس شخص و قتل کروگے ج-و ی-ہ کہتا ہے کہ اللہ میرا رب ہے اور وہ تمہارے پروردگار کی رف سے تمہارے پاس واضح نشانیاں ‌ن لے رکر آ یا ہے۔''

مومن آل فرعون رشتے میں فرعون کے ماموں کا بیٹا تھا وہ اگر چہ فرعون کے مسک مخاف تھا، اللہ ت الی نے نسب کی وج-ہ سے اسے آل فرعون رقد د یا جب ایک شخص رظہ یاتی مخاف ہونے کے باوجود صرف نسب کی وجہ سے کسی کی آل راقو ‌پاتا ہے ت-و ہم حضور اکرم(ص) کے نسب میں ‌ن شریک یں اور دین میں ‌ن شریک یں تو ہ ارے آل ہونے کا کتنا بلند مقام ہوگا؟ یہ آل اور ا ت کا یارہواں فرق ہے۔پھر امام(ع) نے رفما یا کہ اللہ ت الی نے اپنے حبیب لی اللہ علیہ و آلہ و س‌م و ح‌م د یا۔

'' وَ أْمُرْأَهْلَكَ بِالصَّلاةِوَاصْطَبِرْعَلَیْها '' (طہ ، ۱۳۲)

'' اور اپنے ال و ن از کا ح‌م دو اور خود ‌ن اس کی پابندی کرو'' اللہ ت الی نے اس ضیلت کے لیے

ہمیں مخصوص رفما یا کیونکہ تمام ات کے ساتھ ہمیں ماز قائم کرنے کا حکم دیا اور پھر ا ت سے علیحدہ کر کے اپنے حبیب(ص) و کہا کہ وہ ہمیں ماز کا حکم دیں۔

چنانچہ اس آیت مجیدہ کے نزول کے بعد ر ول ا(ص) پورے نو مہینے تک ہر ماز کے وقت علی(ع) و بتول علیہم السلام کے دروازے پر روزانہ پانچ بار آتے تھے اور دروازے پر کھ ے ہو کر فرماتے تھے۔

"الصلوة رحمکم اللہ" "ا تم پر رحم کرے، ماز کا وقت ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کی اولاد و وہ زت و عظمت عطا نہیں کی جو زت و عظمت ال بیت مصطفی(ص) و عطا کی۔ مامون اور دوسرے علماء نے کہا اے ال بیت پیغمبر(ص) ! ا تمہیں اس ات کی رف سے بہترین جزا عطاف فرمائے جو حقائق ہماری فہم و فراست سے بلند ہوتے یں ان کی تشریح اور بیان آپ(ع) کی رف سے ی ہمیں نصیب ہوتے یں۔

مجلس نمبر ۸۰

(۴ رجب سنہ ۳۶۸ھ)

فضائل ماہ رجب

۱۔ ابو سعید خدری (رح) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا (ص) نے فرمایا رجب خدا کے نزدیک محبوب اور بزرگ مہینہ ہے خدا کے نزدیک ماہ رجب کی فضیلت بہت زیادہ ہے زمانہ جاہلیت میں بھی اس مہینے کو محترم جانا جاتا تھا اسلام نے بھی اس مہینے میں سوائے بزرگی اور فضیلت کے کسی اور شئی کا اضافہ نہیں کیا آگاہ رہو کہ شعبان اور رجب دونوں میرے مہینے ہیں جب کہ رمضان میری امت کا مہینہ ہے آگاہ رہو کہ جو کوئی تم میں سے عقیدہ و قربت کی غرض سے ماہ رجب کا روزہ رکھے گا تو وہ خدا کی خوشنودی کا حقدار ہوگا اور روز قیامت اس کا یہ روزہ خدا کے غضب کو ٹھنڈا کرے گا اس کے لیے دوزخ کا دروازہ بند کر دیا جائیگا، اگر تمام زمین و سونے سے پر کر دیا جائے تب بھی اس مہینے کے ایک دن کے روزے سے بہتر نہیں اور اس کا اجر نیکی کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور یہ اس صورت میں ہے کہ اسے خالص خدا کی رضا کے لیے رکھا جائے ماہ رجب کے روزے کے افطار کے بعد اس شب میں خدا اس شخص کی دس دعائیں مستجاب کرے گا اور اگر وہ بندہ دنیا کے نقد سے اس کا اجر چاہے گا تو خدا اسے عطا کرے گا ورنہ آخرت کے لیے یہ اس کا بہترین ذخیرہ ہے اور یہ کہ خدا ایسے بندے کو اولیاء اللہ، اصفیاء اور اپنے دوستوں کی مانند بناتا ہے اور ان کی دعائیں مستجاب فرماتا ہے۔

جو کوئی رجب کے دوران روزے میں گزارتا ہے تو زمین و آسمان کے برگزیدہ بندے اس کی کرامت کا حساب لگانے سے قاصر ہیں خدا اس بندے کی عمر دراز کرتا ہے اور دس صادقین کی عمر بھر کی نیکیوں کے برابر ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے اور روزِ قیامت وہ صادقین کے ساتھ لوگوں کی شفاعت کرے گا اور ان کے ساتھ محشور ہوگا یہاں تک کہ بہشت میں جائے گا اور صالحین و صادقین کے رفیقوں میں شمار ہوگا۔

جو وئی ماہ رجب کے تین دن روزے میں گذارتا ہے تو ںرا اس کے اور دوزخ کے در یان خندق کھودے گا یا پھر ستر سال کی مسافت کے برابر ایک پردہ ائل کردے گا۔ با تحقیق اس کے انطار کے وقت اس سے فرمائے گا کہ مجھ پر تیری ولایت کی محبت کا حق لازم ہے اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اس کے گذشتہ۔ ناہوں و م اف رکدیا ہے اور آیندہ۔ ناہوں وَ ۔ س م اف رکرتا ہوں۔ جو وئی ماہ رجب کے پار دن روزے میں گذارتا ہے تو وہ تمام بلاؤں اور بیماریوں جزام و برص اور تتنہ د جال اور ںزاب قبر سے پناہ میں رہے گا۔ اور اس کے نامہ ا ال میں "اولی الباب توابین و اوابین" کی مانند اجر لکھا جائے گا اور اس کا نامہ ا ال اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا بالکل اس رح کہ جس رح عابدین کے دائیں ہاتھ میں نامہء ا ال ہوگا۔

جو وئی ماہ رجب کے پانچ دن روزے میں گزارے گا تو ںرا پر لازم ہے کہ وہ ا سے روزِ قیامت خوشنود کرے اس کا چہرہ چودھویں کے پاند کی مانند چمکتا ہوگا ںرا اس کے حساب میں عالج (وہ عالج) کے زرات کے برابر ثواب لکھے گا اور ا سے بے حساب ٘بہشت میں دا ل کیا جائے گا اور کہا جائے گا جو کچھ پاہتے ہو اپنے پروردگار سے طلب کرو۔ جو وئی ماہ رجب کے چھ دن روزے میں گزارے گا تو جب اپنی قبر سے برآمد ہوگا تو نورانی چہرہ لیےہوئے ہوگا اور آفتاب اس کے نور کے سامنے ماند ہوگا اس کے علاوہ اسے ایسا نور عطا کیا جائے گا کہ اضرین قیامت اس نور سے استفادہ کریں گے ایک ایسی امان اسے عطا کی جائے گی کہ پل صراط سے بے حساب گزر جائے گا اس کی ماں باپ سے قطع رحم اور نافرمانی م اف کی جائے گی۔ جو وئی ماہ رجب کے سات دن روزہ رکھے ہوئے گذارے گا اس کے ہر روزے کے بدلے جہنم کا ایک دروازہ بند کیا جائے گا اور ںرا اس کے بدن پر دوزخ کی آگ و حرام کردے گا۔ جو وئی ماہ رجب کے آٹھ دن روزے میں گزارے گا تو ںرا اس کے ہر روزے کے بدلے ٘بہشت کے آٹھ دروازے اس کے سامنے کھول دے گا اور فرمائے گا جہاں سے پاہو دا ل ہو جاؤ جو وئی ماہ رجب کے نویں دن مسلسل روزہ رکھے گا تو اپنی قبر سے باہر آتے ہوئے " لا الہ الا اللہ ہے گا۔ اور ٘بہشت میں دا ل ہونے میں وئی چیز رکاوٹ نہیں بنے گی اس کا چہرہ ایسے نور سے تاباں ہوگا کہ اہل محشر کہیں گے کہ کیا یہ وئی پیغمبر ہے

اس کے لیے ان روزوں کی کم تر جزا جو عطا کی گئی ہے وہ یہ ہے وہ بے حساب بہشت میں دا ل ہوگا۔ جو وئی ماہ رجب کے دس دن روزہ رکھے ہوئے گذارے گا تو ا اسے دو سبز پر، جن کا حلقہ یاقوت کا ہوگا عطا کرے گا کہ وہ ان پروں کے ساتھ پل صراط پر سے جلی کی رح گزر ائے گا ا اس کے اہوں و نیکیوں میں بدل دے گا اور اس کا شار مقربین میں کرے گا اور اس و مقربین و قوامین بالقسط کے زمرے میں رکھے گا وگ یا اس نے ا کی ایک ہزار سال تک بر و استقامت اور سر قربت سے عبادت کی ہو۔ جو وئی ماہ رجب کے یارہویں دن و روزے کی الت میں گزارے گا تو روزِ قیامت اس سے یادہ ثواب ونیکیاں رکنے والا وئی ہوگا مگر وہ کہ جو اس کی مانند ہو یا جس نے اس سے یادہ روزے رکھے ہوں۔ جو وئی ماہ رجب کے بارہ(۱۲) دن روزہ رکھے ہوئے گزارے تو روز قیامت اسے سندس و استبراق کے دو لباس پہنائے ائیں گے اور اسے آراستہ کیا ائے گا اگر ان لباوں میں سے کسی ایک و دنیا میں آیزاں کیا ائے تو مشرق سے مغرب تک روشن ہو ائیں گے اور تمام دنیا مشک کی خوشبو سے مہک اٹھے گی۔ جو وئی ماہ رجب کے تیرہ(۱۳) دن روزے میں گزارے گا تو قیامت میں اس کے لیے سایہ رش میں سبز یاقوت کا ایک ایسا خوان بچھایا ائے گا کہ جس کے پائے در سے بنے ہوئے ہوں گے اور اس کا پھیلاؤ دنیا کے برابر ہوگا اس خوان پر ستر(۷۰) ہزار م کی خوراک اس کے لیے چنی ائے گی کہ جس کی خوشبو باہم ملی ہوئی ہوگی اور جب لوگ سختی و گرفتاری میں مبتلا ہوں گے یہ اس خوان سے نوش کررہا ہوگا جو وئی ماہ رجب کے چودہ(۱۴) دن روزے میں گزارے گا تو ا اسے ایسا اجر عطا کرے گا جو کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا ہوگا ا اس کے لیے بہشت کے تصور (تصر کی جمع) وجہ یاقوت و در کے بنے ہوں گے عطا کرے گا۔ جو وئی ماہ رجب کے پندرہویں (۱۵) دن روزہ رکھے، روزِ قیامت امان والوں کے ہمراہ ہوگا اور ہرگز وئی مقرب فرشتہ اورپیغمبر مرسل ایسا نہ ہوگا کہ جو اس کے پاس سے گزرے اور نہ ہے کہ یا کہ تیرا مقرب و شرافت اور محترم ساکنِ بہشت ہے۔ جو وئی ماہ رجب کے ولہ(۱۶) دن روزہ رکھے ہوئے گزارے تو فِ اول والوں کے ہمراہ نور کے گھوڑے پر وار ہوگا اسے بہشت میں پر عطا کیے ائیں گے۔

جو وئی ماه رجب کے سترھویں(۱۷) دن کا روزہ رکھے تو قیا ت کے دن ستر ہزار چراغ اپنے ہمراہ لیےہوئے پل صراط سے گزرے گا یہاں تک کہ بہشت میں پہنچے اور فرشتے اسے درود لام کہیں گے جو وئی ماہ رجب کے اٹھارویں (۱۸) دن و روزہ رکھے ہوئے گزارے گا تو وہ نبد ابراہیم(ع) جو کہ بہشت میں ہے۔ اور جس کے تختوں کے ارے دریا وت کے ہیں ، میں ساکن ہوگا جو وئی ماہ رجب کے انیس(۱۹) دن روزے میں گزارے گا تو ا اس کے لیے لولو سے اس کے لیے تصر ابراہیم(ع) و آدم(ع) کے برابر تصر بنائے گا تاکہ پیدوزا انہیں اور وہ اسے اس کے حق واجب اور احترام کے ساتھ لام کہتے رہیں اور اس کے ہر روز کے روزے کا ثواب ہزار سال کے روزوں کے برابر ہوگا۔ جو وئی ماہ رجب کے بیس(۲۰) دن روزے میں گزارے گا تو یہ اس کے لیے ایسا ہوگا جیسے اس نے بیس ہزار سال ا کی عبادت کی ہو۔ ج وئی ماہ رجب کے اکیس (۲۱) دن روزے میں گزارے تو اسے تبیلہ ربیع و مضر کی تعداد کے برابر خطا کار و اہ گار لوگوں کی شفا ت کا حق عطا کیا ائے گا۔ جو وئی بائیسویں (۲۲) دن ماہ رجب کا روزہ رکھے تو اس کےلیے ادی آ ان سے ندا دے گا کہ اے ولی ا تمہیں ا کی رف سے کرا ت و بزرگی کی خوشخبری ہو۔ ا اسے پیغمبروں، صدیقوں اور شہداء و صالحین کی رفاقت کی نعمت عطا کرے گا اور یہ کیا بہتر رفیق یں۔ جو وئی ماہ رجب کے تئیس (۲۳) دن روزہ رکھے ہوئے گزارے گا اس کے لیے آ ان سے ندا آئے گی کہ اے بندہ ا تیرا کیا کہنا کہ تو ا کی رحمت اور نعمت طولانی کا حقدار ہوا۔ اور تجھے جو بہشت عطا کی گئی ہے اس کا کیا کہنا۔ جو وئی ماہ رجب کے چوبیسویں(۲۴) دن و روزے میں گزارے گا تو ک الموت اس کے سامنے ایک نوجوان کی صورت میں سبز دیبا کا لباس پہن کر اور بہشت کے گھوڑے پر وار آئیں گے اور اسے سبز حریر جو کہ مشک اذفر سے معطر ہوگا ہاتھ میں لیے ہوئے ایسا ام پلائیں گے جو کہ اس پر سکرات موت و آسان کردے گا ۔ اس کی روح و بہشت میلے ا یا ائے گا اور اس سے ایسی خوشبو بر آمد ہوگی کہ ساتھ آ انوں کے رہنے والے اسے و یں گے اور اس کی قبر سیراب ہوگی یہاں تک کہ وہ حوض وثر پر پہنچے گا۔ جو وئی ماہ رجب کے پچیس دن (۲۵) روزہ رکھے ہوئے گزارے تو جب وہ قبر سے باہر آئے گا تو ستر ہزار فرشتے اپنے ہاتھوں میں

در ۔ یاقوت کے پرچم اور لباس و زیور لیے اس کا استقبال کریں گے اور اس سے کہیں گے اے دوست خود و جلد از جلد رہا کـر لو اور اپنے رب سے ملاقات کرو۔ وہ ایسا بندہ ہوگا جو مقربین کے ہمراہ بہشت رن میں آئے گااور اس پر نرا خوشنود ہـوگا اور یـہ نرا کی رف سے اس کے لیے وز یم ہے۔ جو وئی ماہ رجب کے چھبیسویں(۲۶) روز و روزہ کی الت میں گزارے گا تـو نـرا اس کے لیے سایہء رش میں ایک و ترصدر ۔ یاقوت کے بنائے گا کہ ہر تصر کے باہر بہشت کی سرخ حریر کا نیمہ نصـب ہـوگا جس میں نعمتیں مہیا کی بائیں گی جب کہ لوگ اس وقت سختی میں گرفتار ہونگے۔ جو وئی ماہ رجـب کـے ستـائیس (۲۷) دن روزہ رکھے ہوئے گزارے تو نرا اس کی قبر کی پار و سال کی مسافت کے برابر وسعت دے گا اور مشک اذفر سے پر کردے گا، جو وئی ماہ رجب کے اٹھائیس (۲۸) دن الت روزہ میں گزارے تو نرا اس کے اور جہنم کے در یان سات خنـدتین کھـودے گا کہ ہـر خندق کی چوڑائی زمین سے آسمان تک کے فاصلے کے برابر ہوگی اور یہ پانچ و برس کی مسافت کے برابر ہے۔ جو ـوئی مـاہ رجـب کے انتیس (۲۹) دن روزے میں گزارے تو اپے زنا زادہ وہ یا زانی اور وہ ں ایسا کہ رتہ بار اس کا مرتکب ہوا ہو اور مستحق دوزخ ہو پھر ں نرا اسے م اف کردے گا۔ اور جو وئی ماہ رجب کے تیس (۳۰) دن الت روزہ میں گزارے گا تو آسمان سے اس کے لیے ندادی بائے گی کہ نرا نے تیرے گذشتہ تمام ۔ناہ م اف فرمادیئے یں اب یہ تم پر ہے کہ اپنے آیندہ ا ال و درست رکھـو نرا اسے بہشت میں پالیس ہزار طلائی شہر عطا کرے گا کہ ہر شہر میں پالیس ہزار تصر ہوں گے ہر تصر میں پالیس ہـزار گھـر اور ہر گھر میں پالیس ہزار طلائی خوان بچھے ہوں گے۔ ہرخوان پر پالیس ہزار کاسے اور ہر کاسے میں پالیس ہزار تم کی خـوراک ہوگی جس کا رنـ دوسری خوراک سے مختلف ہوگا پھر ہر گھر میں پالیس ہزار طلائی تخت ہونگے اور ہر تخـت کا طـول و ـرض ہزار اور دو ہزار زراع ہوگا۔ ہر تخت پر ایک حور براجمان ہوگی کہ جس کے بالوں کی تین ونورانی لٹیں ہوں گی اور ہـر لـ ـو ایک ہزار کنیزیں اٹھائے ہوئے ہوں گی اور یہ کنیزیں مشک و عنبر اس روزے دار و مہیا کریں گی۔ اور یہ ثواب ماہ رجب کے تمام روزے رکنے والے کے لیے ہے۔

جناب ر ول نرا(ص) سے رض کیا یا کہ اگر وئی اپنے صعف کی وجہ سے روزہ رکنے سے قاصر وہ یا وہ

عورتیں چنانچہ پاکی کی بناپرروزہ نہ رکھ سکیں یا تمام ماہ رجب کے روزے رکھنے سے ناچار ہوں تو ان کے لیے کیا حکم ہے جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایسا ہو اور چاہے کہ ماہِ رجب کے روزوں کی مانند ثواب لے تو اسے چاہیے کہ وہ صدقہ کرے اور گروہ فقراء و روٹی تقسیم کرے ان لوگو کہ جس کے قبضے میں میری جان ہے جو روزانہ صدقہ دے تو جو کچھ میں نے ماہ رجب کے روزوں کے ثواب کے بارے میں بیان کیا ہے اس سے زیادہ حاصل کرے گا اور اگر تمام اہل زمین وآسمان اور تمام خلائق مل کر اس کے ثواب کا اندازہ لگانے کی کوشش کریں تو نہ کرسکیں گے اور وہ تمام ثوابِ بہشت کے لیے رکھتا ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ(ص) اگر کوئی صدقہ دینے کی طاقت نہ رکھتا ہو اور ایسے ثواب کا خواہشمند ہوتو کیا کرے آپ(ص) نے فرمایا جو صدقہ نہ دے سکے اور ایسا ثواب حاصل کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ وہ رجب کے پورے مہینے میں روزانہ سو مرتبہ "سبحان الا لھالجلیل من لا ینبغی التسبیح الا له سبحان الاعز الاکرم سبحان من لیس العز و ھو له اھل" کی تسبیح کرتا رہے۔

۲- جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا مومن کو بشارت قبر وہ نا اس کے نعمتوں و ضائع کرنے کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۳- امام باقر(ع) نے فرمایا جب کوئی مومن کسی مومن کی میت کو غسل دیتا ہے تو خدا اس مومن کے بدن کو دوسرے مومن کا بدن بنا دیتا ہے اور سوائے کبائر(گناہان کبیرہ) کے اس کے ایک سال کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

۴- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی مومن کی میت کو غسل دے اور امانت داری کرے معاف کردیا جائے گا عرض کیا گیا کہ اس میں امانت داری کیا ہے آپ(ص) نے فرمایا جو کچھ اس (میت) میں دیکھو کسی سے بیان نہ کرو۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اپنے مردوں کو " لا اله الا الله" کی تلقین کرو کیونکہ جس کسی کا آخری کلام " لا اله الا الله " ہوگا بہشت میں جائے گا۔

۶- حضرت ابوذر غفاری(رح) بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں اصحاب کے ہمراہ مسجد قباء میں

جناب ر ول خدا(ص) کی خدمت میں اضر تھا۔ تو جناب ر ول خدا(ص) نے فرمایا اے گروہ اصحاب اب جو شخص تمہارے سامنے آئے گا وہ امیرالمومنین(ع) اور مسلمانوں کا امام ہے تم دیکھو کہ وہ ون ہے اصحاب نے دیکھنا شروع کیا۔ میں نے بھی ان کے ہمراہ نظر دوڑانی شروع کی کہ دیکھوں اب مسجد میں ون آتا ہے دیکھا تو جناب علی بن ابی طالب(ع) تشریف لائے جناب ر ول خدا(ص) انہیں دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھے اور ان کا استقبال کیا۔ انہیں سینے سے لگایا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا۔ پھر آپ(ص) نے اپنا رخ ہماری رف کیا اور فرمایا یہ علی(ع) میرے بعد تمہارا امام ہے اس کی اطاعت میری اطاعت ہے اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اس کی نافرمانی میری نافرمانی ہے، اور میری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

مجلس نمبر ۸۱

(۷ رجب سنہ۳۶۸ھ)

۱۔ جناب علی ابن ابی طالب(ع) نے فرمایا جو کوئی ماہ رجب میں اول عشرے یا وسط یا پھر آخری عشرے کا روزہ رکھے گا تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کیئے جائیں گے اور جو کوئی رجب کے اول، وسط یا آخری عشرے میں سے تین روزہ رکھے، اس کے گذشتہ و آیندہ گناہ معاف کیے جائیں گے جو کوئی ماہ رجب کی ایک شب خدا کی عبادت کرتے ہوئے گذارے گا خدا اسے دوزخ سے آزادی دے گا اور ستر ہزار گناہ گاروں کے لیے اس کی شفاعت قبول ہوگی جو کوئی اس ماہ خدا کی راہ میں صدقہ دے گا تو خدا روزِ قیامت اسے ایسے ثواب سے سرفراز کرے گا جو نہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور نہ ہی کسی کے دل نے درک کیا ہوگا۔

مالک بن انس اور امام صادق(ع)

۲۔ فقیہ مدینہ مالک بن انس روایت کرتے ہیں کہ خدا کی قسم میری نظر سے جناب جعفر بن محمد(ع) سے زیادہ افضل و زاہد اور عبادت گذار کوئی نہیں گذرا، وہ میری تعظیم کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ابن رسول اللہ(ص) جو کوئی رجب کا ایک روزہ عقیدہ و تقرب کی خاطر رکھے۔ اس بارے کے لیے اس کا اجر کیا ہے(مالک کہتے ہیں کہ خدا امام(ع) نے اس سلسلے میں جو کچھ بیان فرمایا سچ ہے) امام(ع) نے فرمایا میرے والد(ع) نے اپنے اجداد(ع) سے اور انہوں نے جناب رسول خدا(ص) سے روایت کیاہے کہ کوئی رجب کے ایک دن کا روزہ عقیدت و تقرب کی خاطر رکھے گا معاف کیا جائے گا۔ میں نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ(ص) جو ماہ شعبان کا روزہ رکھے اس کے لیے کیا ثواب ہے۔ امام(ع) نے اسی سلسلہء سند کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شعبان کا ایک دن کا روزہ عقیدت و تقرب کے لیے رکھے معاف کردیا جائے گا۔

۳۔ امام صادق(ع) نے فرمایا مذاق اور بیہودہ گوئی ترک کرو کے روشنی حاصل کرو جھوٹ مت بولو

اور اس وجہ سے خرم رہو دو خ لتوں سے دور رہو اول تنگ خلقی اور دوئم سستی آپ(ع) نے فرمایا اگر تنگ خلق ہوگا تو حق پر صبر کرنے میں نا طاقت ہوگا اگر سستی غالب ہوگی تو ادائیگی حق نہ ہوسکے گی عیسی(ع) بن مریم(ع) نے فرمایا کہ جو بہت زیادہ سست ہے اس کا بدن بیمار ہے جو کوئی بد خلق ہے خود کو شکنجے میں کیے ہوئے ہے وجہ باتونی ہے غلطی پر ہے جو کہ زیادہ زیادہ رکرتا ہے اس بندے کی کوئی قدر ومنزلت نہیں ہوتی اور جو لوگوں کے ساتھ اخلاق سے گرا ہوا ہے اس کی مروت چلی جاتی ہے۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا پیسار خور کی بسیار خوری اسے برص کے مرض کی طرف لے جاتی ہے۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) سے روایت ہے کہ جب جناب آدم(ع) نے خدا سے دل کے وسواس اور اندوہ نفس کی شکایت کی تو خدا نے جبرائیل(ع) و ان(ع) پر نازل کیا اور کہا آدم(ع) کہو" لا حول و لا قوۃ الا باللہ" جب جناب آدم(ع) نے یہ کہا تو ان کے دل سے وسوسہ اور اندوہ نفس ختم ہو گیا۔

۶- زید بن علی بن حسین(ع) نے فرمایا کہ ہر زمانے میں خدا ہمارے خاندان کے ایک فرد کو اپنی مخلوق پر حجت بنائے گا اور ہمارے زمانے مین حجت خدا میرا برادر زادہ جعفر بن محمد(ع) ہے کوئی اس کی پیروی کرے گا گمراہ نہ ہوگا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا ہدایت نہ پائے گا۔

۷- جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ جبرائیل(ع) نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی کہ میری خلق پر علی بن ابی طالب(ع) میری (خدا کی) حجت ہے اور میرے دین میں جزا و بخشش ہے اس کے صلب ایسے امام آئیں گے جو میرے امر سے قیام کریں گے اور میرے راستے کی دعوت دیں گے اور وہ میرے بندوں اور میری کنیزوں کے بدنوں سے عذاب و رفع کریں گے میں ان(ائمہ(ع)) پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا تین چیزیں مومن کے لیے باعث افتخار ہیں اور دنیا و آخرت میں اس کا زیور ہیں۔

اول : آخر شب میں نماز

دوئم : لوگ اپنے ہاتھ میں جو کچھ اس دنیا سے رکھتے ہیں سے بے رغبتی

وئم : ائمہء آل محمد(ص) کی ولایت

۹- قوم جہینہ کے کچھ افراد امام صادق(ع) کے ہاں مہمان کے طور پر ٹہرے جب ان کا وقت رخصت آیا تو امام(ع) نے انہیں زاد راہ اور تحائف عطا کیے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ تم ایک طرف کھڑے ہو جاؤ اور انہیں اپنا سامان خود باندھنے دو جب وہ اپنا سامان باندھ چکے تو امام(ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ(ع) نے ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور ہمیں تحائف سے بھی سرفراز کیا اور ہمیں تعظیم دی مگر اب جب ہمارے رخصت ہونے کا وقت ہے تو آپ(ع) نے اپنے غلام کو ہماری مدد سے منع فرمایا ہے امام(ع) نے فرمایا ہم اس خاندان سے تعلق رکھتے جو مہمان کے رخصت ہونے میں اس کی مدد نہیں کرتے(یعنی چاہتے ہیں کہ مہمان زیادہ سے زیادہ دن ٹہرا یا جائے اور اس کی مہمان نوازی اور تواضع کی جائے)

۱۰- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) کے پاس جوانان انصار حاضر ہوئے تو جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میں تمہارے سامنے قرآن کی آیت پڑھتا ہوں تم میں جو بھی انہیں سن کر گریہ کرے گا وہ بہشت میں داخل ہوگا پھر جناب رسول خدا(ص) نے ان کے سامنے" سورہ زمر"کی آیت " و سیق الذین کفروا الی جھنم زمرا---تا آخر" یعنی رگید دیا جائے گا کافروں کو جہنم میں گروہ در گروہ---تا آخر" تلاوت فرمائیں یہ آیت سن کر تمام رونے لگے سوائے ایک جوان کے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میرے دل پر اس کا بہت اثر ہوا ہے مگر میری آنکھ اشکبار نہیں ہوئی جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا میں دوبارہ پڑھتا ہوں جو کوئی گریہ کرے خود کو بہشت میں لے جائے گا جناب رسول خدا(ص) نے جب یہ آیت دوبارہ پڑھی تو ان تمام نے گریہ کیا اور خود کو داخل بہشت کیا۔

۱۱- علی بن سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ یا ابن رسول اللہ(ع) آپ(ع) قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہیں امام(ع) نے فرمایا وہ کلام ہے، گفتار خدا ہے وحی خدا ہے، وہ خدا کی وحی کی تنزیل ہے وہ کتاب عزیز ہے کہ اس کے آگے اور پیچھے سے باطل، راہ

نہیں پاتا یہ حکیم و حمید کا نازل کردہ ہے۔

۱۲۔ حسین بن خالد کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) سے پوچھا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) قرآن خالق ہے یا مخلوق امام(ع) نے فرمایا نہ خالق ہے نہ مخلوق یہ کلام خدا ہے۔

۱۳۔ ریان بن صلت کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) سے پوچھا کہ قرآن خالق ہے یا مخلوق تو امام(ع) نے فرمایا قرآن کلام خدا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت طلب مت کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔

۱۴۔ علی بن محمد(ع) امام دہم(ع) نے بغداد کے ایک شیعہ کو خط لکھا کہ ہمارا اللہ کے نام کا جو سبب ہو فیض پہنچانے والا نہایت مہربان ہے خدا نے ہمیں اور تمہیں فتنے سے محفوظ رکھا اس کا شکر ادا کرو کہ یہ بڑی نعمت ہے ہماری نظر میں قرآن سے بڑائی بدعت ہے کہ اس کے بارے میں پوچھنے والا اور جواب دینے والا دونوں شریک ہیں، پوچھنے والے نے اس چیز کا پوچھا کہ جس کے بارے میں وہ حق نہیں رکھتا اور جواب دینے والے نے اس چیز کا تذکرہ کیا کہ جس کا وہ متحمل نہیں ہے خالق سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے جو مخلوق کا خالق ہے یہ قرآن کلام خدا ہے گمراہوں نے اسے اس بحث میں شامل کر لیا ہے خدا نے مجھے اور تجھے اس سے محفوظ رکھا کہ خدا سے ڈرتے رہیں اور قیامت سے ہراساں ہوں۔

۱۵۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا میں نے جناب رسول خدا(ص) سے مومن کے اوصاف کے بارے میں دریافت کیا تو جناب رسول خدا(ص) نے اپنا سر مبارک جھکایا اور پھر بلند کر کے فرمایا مومنین کی بیس صفات ہیں جس کسی میں یہ نہ ہوں گی اس کا ایمان کامل نہ ہوگا۔

۱۔ نماز میں حاضری ہو۔ ۲۔ زکواۃ دینے میں جلدی۔ ۳۔ خانہ خدا کا حج۔ ۴۔ ماہ رمضان کا روزہ رکھنا۔ ۵۔ مسکین کو کھانا کھلانا۔ ۶۔ یتیموں کے سر پر دست شفقت رکھنا۔ ۷۔ اپنا ستر چھپانا۔ ۸۔ جب بیان کرے تو سچ بیان کرے۔ ۹۔ وعدہ کرے تو پورا کرنا۔ ۱۰۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔ ۱۱۔ سچ بولنا۔ ۱۲۔ راتوں کو عبادت کرنا۔ ۱۳۔ دن کو شیر کی مانند رہنا۔ ۱۴۔ دن کو روزہ رکھنا۔ ۱۵۔ راتوں کو جاگنا۔ ۱۶۔ ہمسایہ اسے آزار نہ پہنچائے۔ (یعنی اس کو اپنی حاجت روائی کے

ہے پا ہے۔ ۱۷- آ ستہ چلنا۔ ۱۹- بیوہ عورتوں کی اجت پوری رکہ نا۔ ۲۰- جنازے کے ہمراہ ا. نا ٰ ا ہمیں اور تمہیں تقلین میں سے بنائے۔

۱۷- سعید بن جبیر نے ابن عباس(رض) سے روایت کی ہے کہ جناب ر ول ٰ ا(ص) نے رفما یا بے شک ٰ ا نے مجھے و ی کی کہ میں اپنی ا ت پر اپنا خلیفہ، وصی اور وارث مقرر کردوں میں نے رض کیا پروردگار وہ ون ہے تو و ی کی کہ اے محمد(ص) وہ تیری ا ت کا امام(ع) اور تیرے بعد ان پر میری حجت ہے میں نے رض کیا پروردگار وہ ون ہے تو و ی کی کہ اے محمد(ص) وہ، وہ ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں اور وہ مجھے دوست رکھتا ہے اور وہ میری راہ کا مجاہد ہے وہ میرے ہمسر کے بارے میں ناکثین کے ساتھ، میرے حکم کے بارے میں قاسطین کے ساتھ اور میرے دین کے بارے میں مارقین کے ساتھ جنگ کرنے والا ہے اور وہ بیشک میرا ولی اور تمہاری بیٹی کا شوہر اور تیرے فرزندوں (ع) کا والد علی(ع) بن ابی طالب(ع) ہے۔

۱۸- ابوامامہ کہتے یں جو کچھ میں نے علی(ع) کی ز بانی سنا میں اس بارے میں وئی شک نہیں رکھتا کیونکہ میں نے پیغمبر ٰ ا(ص) و کہتے سنا کہ میرے بعد علی(ع) میرے اسرار کا خزینہ یں۔

۱۹- زرین حبش نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب(ع) جناب ر ول ٰ ا(ص) کے او پر وار گزرے سلمان(رح) نے انہیں دیکھ اور پاس بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا تم کھڑے ہوکر ان سے وئی وال کیوں نہیں کرتے باتے ان لو کہ جس نے دانے و شگافتہ کیا اور انسان و پیدا یہ جز سرارِ پیغمبر(ص) کے تمہیں کچھ نہیں بتائیں گے یہ تمام روئے زمین پر دانشمند ترین فرد یں اگر تم ان کی رف ہاتھ بڑھاؤ گے تو دانش کی رف ہاتھ بڑھاؤ گے، تو دانش کی رف ہاتھ بڑھاؤ گے، ایسی دانش کہ لوگ جس سے ناشناس یں۔

۲۰- جناب ر ول ٰ ا(ص) نے رفما یا میرے بعد میری ا ت میں میرے دین کے مطابق فیصلے کرنے والا علی بن ابی طالب(ع) ہے۔

۲۱- عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی(ع) کہتے یں کہ جب ٰ ی پیغمبر(ص) پر و ی ہوتی تو شب ہونے سے پہلے وہ اسے علی(ع) تک پہنچاتے اور اگر شب میں و ی ہوتی تو صبح ہونے سے پہلے وہ اسے علی(ع) تک پہنچا دیتے۔

۲۲- امام باقر(ع) فرماتے ہیں کہ ایک دن جناب ر ول ٰ را(ع) نے اپنے اصحاب کے ساتھ ٔ از ظہر ادا کی اور اصحاب جناب ر ول ٰ را(ص) کی صحبت میں تشریف فرمائے ہوئے اور پھر جب ظہور آفتاب و ۂ ا شروع ہوا تو اصحاب ایک ایک کر کے رخصت ہونے لگے یہاں تک کہ آپ(ع) کی ٰ ر ت میں صرف دو اصحاب ایک انصار میں سے اور ایک بنی ثقیف میں سے رہ گیا جناب ر ول ٰ را(ص) نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم مجھ سے وال کرنا چاہتے ہو اگر تم کہو تو میں بیان کروں کہ تم ارا وال کیا ہے انہوں نے عرض کیا اندھے و روشنی کے علاوہ کیا چاہتے آپ(ص) ہم سے شک دور فرمائیں اور ہمارے یقین کو مضبوط کریں۔

جناب ر ول ٰ را(ص) نے فرمایا اے برادر انصاری تم ال شہر ہو اور دوسروں و خود پر مقدم رکھتے ہوں یہ ثقفی ایک دیہاتی ہے لہذا اسے پہلے وال کرنے اور جواب لینے دو انصاری نے کہا جو آپ(ص) کا حکم یا ر ول اللہ(ص) جناب ر ول ٰ را(ص) نے فرمایا اے برادر ثقفی تم اس لیے آئے ہو کہ وضو اور ٔ از کے ثواب و جان سکو لہذا جان لو کہ جب تم پانی میں ہاتھ ڈالو تو تمام ٰ را لو تمہارے ہاتھوں سے جو گناہ سرزد ہوئے ہیں جھڑ جائیں گے، جب تم اپنا چہرہ دھوگے تو جو گناہ تمہاری آنکھوں سے سرزد ہوئے ہیں وہ جھڑ جائیں گے اور جو گناہ تیرے دہن نے کیے ہوں گے وہ ختم ہو جائیں گے جب تم اپنے دائیں اور بائیں ہاتھ کہنیوں تک دھوگے تو جو گناہ تمہارے ہاتھوں نے کیے ہوں گے وہ جھڑ جائیں گے جب تم اپنے سر اور پاؤں کا مسح کرو گے تو وہ گناہ جن کی طرف تم اپنے قدموں پر چل کر گئے تھے وہ جھڑ جائیں گے یہ تیرے وضو کا ثواب ہے۔ جب تم ٔ از کے لیے کھڑے ہو اور قبلہ رخ ہو جاؤ تو سورہ حمد یا جو کوئی سورہ تمہیں یاد ہو پڑھو اور صحیح رکوع اور کامل سجدہ کرو پھر تشہد و سلام کہو(پڑھو) تو تمہارے تمام گناہ جو تم نے پچھلی ٔ ازوں میں کیے ہوں گے معاف کردیئے جائیں گے یہ تمہاری ٔ از کا ثواب ہے۔

پھر آپ(ص) نے انصاری مرد سے فرمایا اے برادر انصاری تم چاہتے ہو کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تمہارے حج اور عمرے کی جزا کیا ہے تو تم جان لو کہ جب تم حج پر جانے کا قصد کرو پھر اپنی سواری پر سوار ہو "بسم اللہ" کہہ کر اپنی سواری و آگے بڑھاؤ تو تمہاری سواری جو قدم اٹھائے اس کے ہر ہر

ترم پر تمہارے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک گناہ مٹا دیا جائے گا جب تم احرام باندھ کر تلبیہ کہو گے تو خدا تمہارے لیے دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ مٹائے گا جب تم خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرو گے تو خدا کے پاس تمہارے لیے ایک عہد ہوگا جو اس کے عذاب میں مانع ہوگا جب تم مقام ابراہیم(ع) پر دو رکعت نماز پڑھو گے تو خدا تمہارے لیے دو ہزار قبول شدہ رکعات و ثواب لکھے گا جب تم صفا ومروہ کے درمیان سعی کرو گے تو اس کے بدلے خدا تمہیں اس بندے کے برابر اجر عطا کرے گا جو اپنے ملک سے پا پیادہ حج کرنے آیا ہو اور اس شخص کے برابر ثواب دے گا جس نے ستر ایسے غلام آزاد کیے ہوں جو صاحبان ایمان ہوں جب تم عرفات میں غروب آفتاب تک طواف کرو گے تو تمہارے گناہ چاہے وہ عالج اور صحراء عالج یا سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں معاف فرما دیئے جائینگے جب تم رمی جمار کرو گے تو خدا تمہاری ہر کنکری کے بدلے دس نیکیاں تمہاری آیندہ عمر کے لیے لکھ دے گا جب تم سر منڈاؤ گے تو خدا تمہارے ہر بال کے بدلے تمہری آیندہ عمر کے لیے نیکیاں لکھے گا جب تم قربانی کا جانور ذبح کرو گے تو اس کے خون کے ایک ایک قطرے کے بدلے نیکیاں لکھے گا۔ جب تم خانہ کعبہ کا طواف کرو گے اور مقام ابراہیم(ع) پر دو رکعت نماز پرھو گے تو ایک مکرم فرشتہ تمہارے شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہے گا تیرے گذشتہ گناہ معاف کردیئے گئے ہیں اب تم تین ماہ کے اندر اندر نیک اعمال شروع کر دو تمہیں یہ مہلت عطا کی گئی ہے۔

حسبنا اللہ و نعم الوکیل و صلواۃ علی محمد (ص) و آل محمد(ص)

مجلس نمبر ۸۲

(۱۱ رجب سنہ ۳۶۸ھ)

۱۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا روزہ دار عبادت میں ہے بیشک وہ اپنے بستر پر سویا ہوا ہی کیوں نہ ہو مگر جب تک کسی مسلمان کی غیبت نہ کرے۔

۲۔ جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ جو کوئی طلب ثواب کی خاطر ایک مستحب روزہ رکھے گا تو خدا اسے ضرور معاف فرمائے گا۔

سخاوت و جوانمردی

۳۔ کچھ لوگ امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سخاوت و جوانمردی کے بارے میں پوچھنے لگے تو آپ(ع) نے فرمایا تمہارا نظریہ ہے کہ سخاوت و جوانمردی فسق و ہرزگی سے متعلق ہے، ایسا ہرگز نہیں ہے سخاوت کا تعلق بخشش، نیک اعمال اور دسترخوان کے وسیع کرنے اور آزار کے دفع کرنے سے ہے لیکن تم جس جوانمردی کا ذکر رہے ہو وہ عیاری و فسق ہے۔ پھر امام(ع) نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت و جوانمردی کیا ہے لوگوں نے کہا ہمیں علم نہیں ہے امام(ع) نے فرمایا سخاوت یہ ہے کہ اس(بندے) کے گھر میں دستر خوان بچھا رہے اور جوانمردی کے دو پہلو ہیں ایک قیام میں اور دوسرا سفر میں قیام میں یہ ہے کہ قرآن کی تلاوت کی جائے مساجد کی دیکھ بھال اور خدمت کی جائے اور حاجتمند برادران و تلاش کیا جائے، دوست کی خیر خواہی اور دشمنوں کی سرکوبی کی جائے، جبکہ سفر میں یہ ہے کہ بہترین توشہ ہمراہ ہو اور بخشش کے ذریعے اپنے دوست و خوشنود کیا جائے اور رفیق کی غیر موجودگی میں اس کے عیوب کی پردہ پوشی کی جائے ، بے باکی کا نام خدا کا غیض و غضب ہے(یعنی بے باکی کا نام جوانمردی نہیں ہے) پھر امام(ع) نے فرمایا جان لو کہ جس نے میرے جد(ص) و حق کے ساتھ بعوث فرمایا، بے شک خدا کسی بندے و اس کی سخاوت و جوانمردی کے مطابق رزق دیتا ہے اس کے خرچ اور نفقہ کے مطابق آسمانی امداد روانہ کی

.اتی ہے اور بلا کی سختی کے مطابق ۔ بر کیا اہتا ہے۔

۴- امام صادق(ع) نے رفاد یا جو وئی اپنے ہمسائے و آزار نہیں دیتا ۔زا روزِ قیا ت اس کے ۔ اہ م اف فرما دے گا جو وئی اپنے شم و فرج کی حفا ت رکیتا ہےَ ہشت میں خرم و معظم ہو گا اور جو وئی کسی بندہ مومن و آزاد کروائے تو ۔زا ایسے وَ ہشت میں گھر عطا کرے گا۔

۵- سا ان جعفری کہتے یں کہ میں نے امام موسی بن جعفر(ع) سے درہ یافت کیا کہ یا ابن ر سول اللہ(ص) آپ(ع) کا قرآن کے بارے میں کیا خیال ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ مخلوق ہے جبکہ دوسرا کہتا ہے ۔اق ہے کہ امام(ع) نے رفاد یا جو کچھ وہ کہتے یں میں اس سے تفق نہیں ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کلام ۔زا ہے۔

۶- جناب ر ول ۔زا(ص) نے ارشاد رفاد یا بندگان ۔زا وہ یں جو ۔زا وَ پہچانتے یں اور ا سے عظیم ۔انتے یں وہ فضول بات سے زبان و روکے رکتے یں اپنے شم سے خوراک و دور رکتے یں اور روزہ و عبادت شبینہ کے غم میں مبتلا رہتے یں لوگوں نے پوچھا ہ ارے ماں باپ آپ(ص) پر رقو بان یا ر ول اللہ(ص) کیا ایسے لوگ اولیاء اللہ یں آپ(ص) نے رفاد یا اولیاء اللہ تو ۔اموشی اختیار کرتے یں اور ۔اموشی میں ذکر الہی میں مشغول رہتے یں دنیا پر گریہ نہیں کرتے اور ۔ برت اصل کرتے یں اور جو کچھ کہتے یں وہ حکمت ہے وہ لوگوں کے در یان راہ چلتے ہوئےَ ن برت سمیٹتے ۔اتے یں اگر ان کے مقرر میں ۔ جلیں ۔ ہوتا تو خوف زاب اور شوق ثواب سے ان کے بدنوں میں ۔ان ۔ ہوتی۔

۷- جناب ر ول ۔زا(ص) نے ارشاد رفاد یا، میرےَ بھائی علی(ع) مجھے تمام بھائیوں میں محبوب ترین ہے اور میرے چچا حمزہ(رض) میرے تمام چچاؤں میں مجھے محبوب ترین یں۔

۸- جناب ر ول ۔زا(ص) نے جناب امیر(ع) سے رفاد یا اے علی(ع) جو وئی تم سے ۔برا ہو گا وہ مجھ سے ۔برا ہے اور جو مجھ سے ۔برا ہے وہ ۔زا سے ۔برا ہے۔

۹- عبداللہ بن عباس(رض) روایت کرتے یں کہ جناب ر ول ۔زا(ص) و ایک مرتبہ سختَ بھوک لگی تو آپ(ص) ان ۔ کعبہ میں تشریف لائے اور پردہ کعبہ و پکڑ کر دعا فرمائی کہ پروردگار تو اس دعا کا اختتام

ہونے تک محمد(ص) کو دکھا نہ رکھ آپ(ص) کا یہ فرمانا تھا کہ جبرائیل(ع) نازل ہوئے اور بہشت کے ایک سیب لے کر جناب

رسول خدا(ص) کو دے کر فرمایا اے محمد(ص) خدا آپ(ص) کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ اس سیب کو توڑیں۔

جناب رسول خدا(ص) نے اس سیب کو توڑا تو اس کے اندر لکھا پایا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی و نصرتہ"

جبرائیل(ع) نے فرمایا خدا کے ہاں انصاف ہے جو کوئی خدا کے بارے میں تہمت نہیں باندھتا خدا اسے رزق دینے میں تساہلی

نہیں برتتا۔

۱۰- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا غفلت کے وقت نافلہ پڑھ لو بیشک اس کی دونوں رکعات چھوٹی ہی کیوں نہ ہوں کہ یہ

بہشت دار کرامات ہوں گی، عرض کیا گیا یا رسول اللہ(ص) غفلت کی ساعت کونسی ہے آپ(ص) نے فرمایا مغرب اور عشاء کے

درمیان ہے۔

جناب امیر(ع) کا وضو

۱۱- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ ایک دن امیرالمومنین(ع) نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ سے فرمایا اے محمد بن حنفیہ(رح)

میرے لیے پانی کا ایک برتن لے آؤ تاکہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں محمد بن حنفیہ(رح) ان کے لیے پانی کا ایک برتن لے آئے

آپ(ع) نے اس برتن میں سے دائیں ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر بائیں ہاتھ پر گرایا اور فرمایا حمد اس خدا کی جس نے پانی کو

پاک کیا اور نجس نہ بنایا پھر آپ(ع) نے استنجا کیا اور فرمایا خدایا میری شرمگاہ کو پارسا رکھ میرے ستر کو چھپا اور دوزخ کو مجھ پر

حرام کر، پھر کلی کرتے وقت فرمایا خدایا اپنی حجت کو میری تلقین کے واسطے ہدایت دے اور میری زبان کو اپنے ذکر میں لگا پھر

ناک میں پانی ڈالا اور فرمایا خدایا بہشت کو خوشبو کو مجھ پر حرام نہ کر اور پاک و طیب خوشبو عطا فرما پھر آپ(ع) نے اپنا چہرہ

دھویا اور فرمایا خدایا جس دن چہرے سیاہ ہوں گے تو میرے چہرے کو سفید رکھ اور میرے چہرے کو سفید چہرے والوں کے

سامنے سیاہ مت کر، پھر آپ(ع) نے اپنا دایاں ہاتھ دھویا اور فرمایا خداوندا میرے نامہ اعمال کو میرے دائیں ہاتھ میں دینا اور خلد

بہشت کو مجھ سے مت ہٹانا اور مجھے آسانی سے حساب کے عمل سے گزار، پھر آپ(ع) نے اپنا بایاں ہاتھ دھویا

اور رفماہ یا یزما ۔ ۔امہء ا ال ۔میرے بائیں ہاتھ میں ت ۂیہا اور اسے ۔میری گردن کا بوجھ ت۔اۂ ۔ا میں آگ کے شعلوں سے۔تیری ۔پ۔اہ مانہتا ہوں۔َ پھر آپ(ع) نے سر کا مسح کیا اور رفماہ یارہ۔ یا مجھے اپنی رحمت وبرکات و عفو میں رکھ َ پھر جب آپ(ع) نے دونـوں ۔پیروں کا مسح کیا تو رفماہ یارہ۔ یا۔میرے دونوں پاؤں صراط پر قائم رکھ اس دن کہ جس دن لوگوں کے پاؤں لغـزش مـیں ہـوں گـے اور۔میری تلاش و ایک ایسا مل قرار دے کہ میں تجھے خوشنود کروں۔َ پھر آپ(ع) نے اپنے فرزند محمد بن حنفیہ(رح) کی ـرف دیکھا اور رفماہ یا جو وئی ۔میری مانند وضو کرے اور جیسا میں نے کہا ویسے ہے تو ۔زرا اس کے وضو کے پانی کے ہر قطرے سے ایـک فرشتہ پیدا کرہتا ہے جو تقدیس و تسبیح و تکبیر کہہتا ہے اور زرا ہتا قیا ت اس فرشتے کے ثواب و اس(بندے) کے لیے لکہتا ہے۔

حضرت عیسی(ع) کی اپنے اصحاب کو ۔ ُیـت

۔۱۲ امام جعفر صادق(ع) نے رفماہ یا کہ عیسی بن مریم(ع) نے اپنے اصحاب و ُیحت کرتے ہوئے رفماہ یا اے فرزنـدان آدم(ع) اپنے دلوں سے دنیا کی محبت رخصت کر دو اور دنیا سے ۔زرا کی ـرفَ بھاگو یہ دنیا تمہارے لیے ۔ ۔اسـب اور شائسـتہ نہـیں ہے ۔ ۔ن تم دنیا کے لائق ہو۔اور ۔ ۔ن یہ دانیو باقی رہےں گی اور ۔ ۔ن تم اس دنیا کے لیے باقی رہـو گے دنیـا فریـب دیـنے اور مصائب میں مبتلا کرنے والی ہے فریب خوردہ وہ ہے جو اس دنیا کےدھوکے میں آ۔ائے اور نقصان میں وہ شخص ہے جو اس دنیا سے مطمئن ہو۔ائے جس نے دنیا و دوست رکھا اور اور اس کے اصل کرنے کی خواش کی وہ لاک ہوا ل۔ـزا ا پـنے پیـرا کـرنے وا لـے (۔زرا) سے مغفرت طلب کرتے رہو اور اپنے پالنے والے کے ۔زاب سے پو یز کرو کہ اس دن باپ بیٹے کا اور بیٹا ۔ ۔ـاپ کا ۔زیـہ نہیں ہوسکہتا غور کرو کہ تمہارے آ۔ باؤ و ا ۔راد کہاں یں تمہاری مائیں ، تمہارے بھائی اورَ ۔ہنیں کہاں یں تمہاری اولاد کہـاں ہے کار کہ ۔ان تضاء و تـرر نے انہیں اپنے پاس بلالیا اور انہوں(تمہارے راقو ۔اء) نے ان کی دعوت قبول کر لی اور چلے ـئے اور اس و ـن ـو الوداع ۔ک دہ۔ یا وہ مردوں کےساتھ مٹی تلے چلے ـئے اور۔ یہاں سیمہ ـئے اور دوستوں سے ۔ـدا ہوئے اور جو کچھ وہ اس سےَ پہلے آخرت کے لیےَ ۔بیج چکے تھے اس کے محتاج ہوئے اور جو کچھ وہ دنیا چھوڑ ـئے تھے اس سے لا پرواہ ہوئے تمہیں ہر چـ۔ر ُ ـیحت کی ۔اتی ہے مگر تم

بھولے ہوئے اور غفلت کا شکار اور لہو لعب میں مشغول ہو دنیا میں تمہاری مثال حیوانوں کی سی ہے تمہاری وشش شکم پروری اور نفس کی تابعداری کے لیے ہے کیا تمہیں خدا سے شرم نہیں آتی جس نے تمہیں پیدا کیا حالانکہ اس نے گناہ گاروں و جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے تم جہنم کی آگ کی تاب و طاقت نہیں رکھتے اس نے اطاعت کرنے والوں کے لیے بہشت اور اپنی ہمسائگی کا وعدہ فرمایا ہے لہذا خدا کے وعدے کی طرف رغبت اختیار کرو اور خود و اس کی رحمت کے لائق بناؤ اپنے ساتھ انصاف کرو اور دوسروں پر ظلم مت کرو اپنے سے کمزوروں پر رحم کرو محتاجوں کی دستگیری کرو خدا سے اپنے گناہوں کی توبہ کرو اور نصیحت پکڑو کہ پھر گناہوں کی طرف رجوع نہیں کرو گے تم نیکوکار بندے بن جاؤ بادشاہ یا جبار مت بنو اور نہ فرعون کی طرح ظالم و سرکش بنو جنہوں نے اس پروردگار سے سرکشی کی تو اس (خدا) نے موت کے ذریعے ان پر قہر نازل فرمایا وہ جباروں کا جبار آسمانوں اور زمینوں کا پروردگار گذشتہ و آیندہ کے لوگوں کا خدا اور روز قیامت کا بادشاہ ہے جس کا عذاب شدید اور دردناک ہے اس کے عذاب سے کوئی ظالم نجات نہیں پاسکتا اور اس کے قبضہ قدرت سے کوئی شئے باہر نہیں جاسکتی اس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہوسکتی اس سے کوئی امر ڈھکا ہوا نہیں رہ سکتا اس کا علم ہر چیز کا احاطہ کیے ہوئے ہے اس نے ہر شخص و اس کی منزل میں جگہ دے رکھی ہے یعنی بہشت یا دوزخ میں۔ اے فرزندِ آدم (ع) تو ناتواں ہے اور اس (خدا) سے بھاگ نہیں سکتا وہ شب کی تاریکی اور دن کی روشنی میں تجھے بلا لیتا ہے اور تم جس حال میں ہوتے ہو تمہیں گرفت کر لیتا ہے تم ہر آن اس کے قبضہ قدرت میں ہو جس نے نصیحت کی اور جس نے اسے سنا (قبول کیا) وہ دونوں رستگار ہیں۔

۱۳- جناب رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا، جس کسی و نعمتوں کا حصول ہو اسے چاہیے کہ وہ بہ زیادہ "الحمد للہ رب العالمین" کا ورد کرے اور جسے فقر نے گھیر رکھا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ بہ زیادہ "لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" کا ورد کرتا رہے اور بہشت کے خزانوں میں سے ایک ہے یہ بہتر (۷۲) غم کی بلائیں دور کرتا ہے اور اس کا سب سے کم اصل یہ ہے کہ اندوہ ہٹاتا ہے۔

۱۴- امام باقر (ع) نے راوی سے مرو سے فرمایا اے مرو یہ دوزخی لوگ کیسے ہیں، کیا یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ موت نہیں رکھتے یہاں تک کہ یہ برہنہ ہو جاتے ہیں اور ان کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی یہ تشنہ و بھوکے، معیوب چشم اور اندھے، گونگے اور سیاہ چہروں والے، دوزخ میں

گرائے ئے اور پشیمان و مغضوب ہوتے یں ان کے زاب کے سلسلے میں ان پر رحم نہیں کیا اہتا انہیں چلایا اہتا ہے حمیم پلایا اہتا ہے اور زقوم کھلایا اہتا ہے آتشین لاحیں ان کے بدنوں میں داخل کی اتی یں انہیں گرزوں سے مارا اہتا ہے فرشتے ان پر سختی کرتے یں اور رحم نہیں کھاتے دوزخ میں ان و چہروں کے بل کھینچا اہتا ہے ان کا درجہ شیا ین کے برابر رکھا اہتا ہے یہ سختیوں میں گرفتار رہتے ین اگر یہ رفو یاد کریں تو سنی نہیں اتی اگر درخواست کریں تو پوری نہیں ہوتی اے مرو دوزخیوں کا یہ ال ہے۔

۱۵۔ سعید بن جبیر کہتے یں کہ میں عبداللہ بن عباس(رض) کے پاس یا اور ان سے کہا اے رسول خدا(ص) کے چچازاد میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ علی بن ابی طالب(ع) کے بارے میں لوگوں کے اختلاف رائے کے تعلق دریافت کروں ابن عباس(رض) نے کہا اے جبیر تم نے مجھ سے ان کی بابت دریافت کیا ہے جو پیغمبر(ص) کی امت میں ان(ص) کے بعد خدا کی بہترین خلق یں تم نے مجھ سے اس بندے کے بارے میں پوچھا ہے جو پیغمبر(ص) سے شب قربت اور ایک رات میں تین ہزار منقبت رکھتے یں اے ابن جبیر تم نے مجھ سے اس بندے کے بارے میں دریافت کیا ہے جو وصی رسول(ص) وزیر رسول(ص)۔ خلیفہء رسول(ص) ، ان(ص) کے صاحب حوض، ان(ص) کے لوائے کے اٹھانے والے اور ان(ص) کی شفاعت کے تقسیم کنندہ یں اور قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں ابن عباس(رض) کی جان ہے اگر یہ تمام جہان سیاہی بن جائے تمام درختوں سے قلمیں بنائی جائیں اور خدا کی تمام خلق لکھنے پر مامور کر کے علی(ع) بن ابی طالب(ع) کے مناقب لکھنے کا کہا جائے تو جس دن سے خدا نے جہان پیدا کیا تب سے وہ قیامت تک لکھتے ریں تو علی بن ابی طالب(ع) کے مناقب کا دسواں حصہ بھی نہ لکھ سکیں گے۔

۱۶۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میں پیغمبروں (ع) کا سردار ہوں اور علی بن ابی طالب(ع) اوصیاء کا سردار ہے اور حسن(ع) و حسین(ع) جوانان اہل بہشت کے سردار یں اور ان (علی(ع)) کے بعد متقیوں کے امام و سردار یں۔ ہم خدا کے اولیاء یں۔ ہمارا دشمن خدا کا دشمن ہے ہماری اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ہماری نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔

۱۷۔ امام رضا(ع) نے فرمایا ہم دنیا میں بھی سردار یں اور آخرت میں بھی سردار یں۔

مجلس نمبر ۸۳

(۱۴ رجب سنہ ۱۳۶۸ھ)

جناب امیر(ع) اور بی بی فاطمہ(س) کی تزویج

۱- امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ جناب امیر(ع) نے فرمایا۔ میرے دل میں یہ خواہش تھی کہ میری شادی فاطمہ(س) سے ہو جائے مگر مجھ میں یہ ہمت نہ تھی کہ جناب رسول خدا(ص) سے اس بات کا اظہار کروں تاہم شب وروز یہی خیال مجھے گرفت کیے رکھتا تھا، ایک دن میں جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ(ص) نے فرمایا۔ اے علی(ع) میں نے کہا۔ "لبیک یا رسول اللہ" آپ(ص) نے فرمایا تمہارا اپنی شادی کے بارے میں کیا ارادہ ہے میں نے کہا۔ آپ(ص) اس بارے میں بہتر جانتے ہیں۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ(ص) میری شادی قریش کی کسی دوسری خاتون سے کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں اور میں فاطمہ(س) سے محروم ہو جاؤں۔ ناگاہ ایک شخص نے آکر مجھے رسول خدا(ص) کا پیغام دیا کہ انہوں نے مجھے بلایا ہے اس شخص نے مجھے بتایا کہ اس نے جتنا مسرور جناب رسول خدا(ص) کو آج دیکھا ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا یہ سن کر میں تیزی سے چلا اور جناب رسول خدا(ص) کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس وقت جناب بی بی ام سلمہ(ع) کے حجرے میں تشریف فرما تھے اور خوشی کی وجہ سے آپ(ص) کا چہرہ پر نور مزید ضیاء بار ہورہا تھا مجھے دیکھ کر آپ(ص) یوں مسکرائے کہ آپ(ص) کے دندان مبارک قمر کی مانند چمکتے ہوئے نظر آئے۔ مجھے دیکھ کر آپ(ص) نے فرمایا۔ اے علی(ع) تمہیں مبارک ہو خدا نے میری ساری پریشانی دور فرمادی مجھے تمہاری شادی کی فکر دامن گیر تھی میں نے عرض کیا وہ کیسے آپ(ص) نے فرمایا ۔ جبرائیل(ع)امین جنت سے سنبل و قرنفل (پھول اور لونگ) لے کر آئے تھے میں نے انہیں سونگھا اور جبرائیل(ع) سے پوچھا یہ سنبل و قرنفل کیسے ہیں انہوں نے کہا اللہ نے جنت میں مامور فرشتوں اور وہاں کے مکینوں کو حکم دیا کہ جنت کے پودوں درختوں پھلوں اور وہاں کے محلات و قصور کو پوری طرح آراستہ کریں پھر وہاں کی ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ فضا میں طرح طرح کی

خوشبوئیں بکھیریں اور وہاں کی حوروں و حکم دیا کہ وہ سورہ طہٰ" طور سینین" "یس" اور "حمعسق" کی تلاوت کریں۔ اس کے بعد ایک منادی نے زیر عرش ندا دی کی آگاہ ہو جاؤ آج علی بن ابی طالب(ع) کی شادی کا ولیمہ ہے۔ پھر خدا نے فرمایا تم سب گواہ رہنا میں فاطمہ(س) بنت محمد(ص) کا عقد علی(ع) ابن ابی طالب(ع) سے کر دیا ہے۔

اور یہ دونوں بھی آپس میں شادی کرنے پر راضی و خوش ہیں۔ پھر خدا نے ایک سفید ابر بھیجا اس نے آکر جنت کے مکینوں پر موتی، زبرجد اور یاقوت کی بارش کر دی جبکہ جنت کے مکینوں اور فرشتوں نے یہ سنبل و قرنفل لٹائے اور یہ وہی سنبل و قرنفل ہیں۔

پھر خدا نے بہشت کے ایک فرشتے کو حکم دیا جس کا نام راحیل ہے اور ملائکہ میں اس کی فصاحت و بلاغت کا ثانی کوئی نہیں ہے کو حکم دیا کہ خطبہ پڑھے اس نے ایسا فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا کہ اہل آسمان و زمین نے آج تک نہیں سنا پھر باری حق نے ندا دی کہ اے میرے فرشتو اور جنت کے مکینو، محمد(ص) کے محبوب علی بن ابی طالب(ع) اور فاطمہ زہرا(س) تک میری برکتیں پہنچا دو کیونکہ میں نے اپنی کنیز کی شادی اس شخص سے کردی ہے جو میرے نبی(ص) کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے راحیل(ع) نے خدا سے عرض کیا بار الہا ان دونوں کے لیے جو برکتیں تو نے بہشت میں رکھی ہیں وہ ہم دیکھ چکے ہیں اب اس سے زیادہ تو انہیں کیا دینا چاہتا ہے، ارشاد ہوا اے راحیل(ع) ان دونوں کے لیے میری مزید برکت یہ ہے کہ میں ان دونوں کو اپنی محبت پر یکجا کردوں اور اپنی مخلوق پر انہیں حجت قرار دوں مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں ان دونوں سے ایسی ہستیاں پیدا کروں گا جنہیں میں اپنی زمین خزینہ دار، اپنے علم کا معدن، اپنے دین کا داعی اور انبیاء مرسلین(ع) کے بعد مخلوق پر حجت بناؤں گا۔

اس کے بعد آنحضرت(ص) نے فرمایا اے علی(ع) مبارک ہو تمہیں خدا نے وہ شرف و بزرگی عطا کی ہے اس نے عالمین میں سے کسی اور کو عطا نہیں کی اور میں اپنی دختر کا عقد تم سے اسی بنا پر کر رہا ہوں جس بنا پر خدا نے اسے تمہاری زوجیت میں دیا ہے لہذا جو خدا کی مرضی ہے وہی میری مرضی ہے اب یہ تیری زوجہ ہے آج سے اس پر تمہارا حق مجھ سے زیادہ ہے مجھے جبرائیل(ع) نے خبر دی ہے کہ بہشت تم دونوں کی نہایت مشتاق ہے اگر خدا و یہ نہ چاہتا کہ تم دونوں سے ایک ذریت

یبہ(ع) پیدا کرے جو اس کی خلق پر اس کی رف سے حجت ہوتو وہ جنت اور ال جنت کی یہ خواش پوری کردیتا کہ۔ تم

ان سے بہشت میں سکونت پذیر ہو ؤ پس اے علی(ع) تم میرے کتنے اچھے داماد اور صحابی ہو تمہارے لیے اس کے تعلق صرف

را کی رضا کافی ہے، میں (جناب امیر(ع)) نے رض کیا یا ر ول اللہ(ص) کیا را کی نظر میں میری رر و منزلت اس رر

ہے کہ میرا ذکر جنت میں وتا ہے اور فرشتے اور جنت کے مکین میرے مشتاق یں اور یہ کہ فرشتوں کی محفل میں میرے عقد

کی تقریب نعقد کی گئی ہے آپ(ص) نے رفام یا اے علی(ع) سنو جب را اپنے کسی ولی وواز ا پاہتا ہے اور اس سے محبت رکا

پاہتا ہے تو اس کی زت اس رر بڑھاتا ہے کہ کسی آنکھ نے دیکی اور نہ کسی کان نے سنی اے علی(ع) را کی رف سے یہ

زت و مرتبہ تمہیں بارک ہو۔ میں (علی(ع)) نے کہا اے رب یا تو مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر ادا رکتا

رہوں آنحضرت(ص) نے یہ سن کر رفام یا آمین۔

فضائل علی(ع) و شیعیان علی(ع)

۲- امام صادق(ع) بیان فرماتے یں کہ ایک مرتبہ جناب ر ولِ را(ص) منبر پر تشریف لے ئے اور رفام یا اے

علی(ع) را نے تمہیں مساکین اور فیض پانے والوں کی محبت سے سرفراز کیا ہے تم ان کی برادری سے خوشنود ہو اور یہ تمہاری

اما ت سے خوشنود یں کیا کہنا اس بندے کا جو تجھے دوست رکتا اور تیری ت ریق کرتا ہے اور برا ہے اس بندے کا جو تجھے دشمن

رکتا ہے اور جھوٹ کہتا ہے اے علی(ع) تم اس ا ت کے عالم ہو جو وئی تجھے دوست رکتا ہے کا یاب ہے اور جو تجھ سے

دشمنی کرتا ہے وہ لا ت میں ہے اے علی(ع) میں علم کا شہر ہوں اور تم اس کا دروازہ ہو جو وئی شہر میں آنا پاہے وہ دروازے

کے علاوہ نہیں آسکتا اے علی(ع)۔ تیرے دوست ہدایت یافتہ رستگار اور م اف کیے ئے یں کہ اگر را کی قسم کھائیں تو را ان کی

بات و قسم و پورا کرے اے علی(ع)۔ تیرا ہر دوست پاک وزکی ہے کہ حق کے لیے وشاں ہے اور تیری ا ر دوستی و دشمنی رکتا

ہے، وہ خلق کے در یان حقیر مگر را کے سامنے بڑے مقام میں یں اور جو کچھ وہ دنیا سے ترک کرتے یں اس بارے میں اظہار

تاسف نہیں کرتے۔اے علی(ع) میں تمہارے دوستوں کا دوست اور دشمنوں کا دشمن ہوں اے علی(ع) جو تمہیں دوست

رکھتا ہے مجھے دوست رکھتا ہے اور جو کوئی تمہیں دشمن رکھتا ہے مجھے دشمن رکھتا ہے اے علی(ع) تیرے دوست تشنہ لب اور بکھرے ہوئے ہیں، اے علی(ع) تیرے بھائی تین جگہوں پر شاد ہیں جان دینے کے وقت میں ان کے سرہانے کھڑا ہوں گا اور سوال وجواب کے وقت تم ان کے ہمراہ ان کی قبر میں موجود ہوگے اور صراط پر جب قطار لگی ہوگی اور پوچھ گچھ ہورہی ہوگی اور خلق جواب دینے سے قاصر ہوگی تم ان کے ساتھ ہوگے اے علی(ع) تیرے ساتھ جنگ میرے ساتھ جنگ ہے اور میرے ساتھ جنگ خدا کے ساتھ جنگ ہے اور جو تیرے ساتھ روا رکھا جائے وہ مجھ سے روا ہے اور جو کچھ میرے ساتھ روا رکھا گیا وہ خدا کے ساتھ روا رکھا گیا اے علی(ع) تیرے برادران کو مبارک ہو کہ انہیں خدا نے اس لیے پسند کیا کہ تمہیں ان کے پیش رو کے طور پر پسند کیا اور انہوں نے تیری ولایت کو پسند کیا اے علی(ع) تم امیرالمومنین(ع) اور سفید چہروں والوں کے قائد ہو اے علی(ع) تیرے شیعہ نجات یافتہ ہیں اگر تم اور تمہارے شیعہ نہ ہوتے تو خدا کا دین نہ ہوتا اگر تم زمین میں نہ ہوتے تو خدا آسمان سے قطرہ بھی زمین پر نہ بھیجتا اے علی(ع) تم بہشت میں خزانہ رکھتے ہو اور میری امت کے ذوالقرنین(ع) ہو تمہارے شیعہ حزب اللہ المعروف ہیں اے علی(ع) تم اور تمہارے شیعہ عدل قائم کرنے والے اور بہترین خلق ہیں اے علی(ع) میں وہ اول بندہ ہوں جو زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا اور تم میرے ہمراہ ہوگے اس کے بعد دوسرے ہوں گے اے علی(ع) تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر کے کنارے پر جمع ہوگے اور جسے چاہو پیاس بجھانے دوگے اور جسے چاہوگے ہٹا دوگے جس وقت لوگ خوف و ہراس میں ہوں گے اس وقت تم بے غم اور عرش کے سائے میں بزرگ ترین مقام پر ہوگے تمہارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔" بیشک وہ کہ جو سابقہ خوبی ہماری طرف سے رکھتے ہیں ہم وہ ہیں جو دوزخ سے دور ہیں" (انبیاء ، ۱۰۱) اور پھر تمہارے بارے میں ارشاد ہوا ہے کہ " اندوہناک نہ کرے گا ان کو ہراس اور بزرگ تر اور فرشتے ان کے ساتھ لے ہوں گے کہ یہ ہے وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔" (انبیاء)

اے علی(ع) تم اور تمہارے شیعہ موقف میں بلائے جائیں گے اور تم بہشت میں نعمت پاؤ گے اے علی(ع) فرشتے اور خازن تیرے مشتاق ہیں۔ حاملان عرش اور مقرب فرشتے تمہارے لیے دعا کریں گے

اور تیرے دوستوں کے لیے ٰرا سے خواش کریں گے اور اس مسافر ٰاندان کی مانند جس کا سفر طویل ہوتا ہے تمہارے پاس آکر خوشی محسوس کرینگے اے علی(ع) تیرے دوست خلوت میں ٰرا سے ڈرتے یں اور ظاہر میں خیر کرتے یں اے علی(ع) تیرے شیہ آپس میں در ات کی بلندی پر ایک دوسرے سے رقابت ر یں گے کیونکہ وہ ٰرا کے نزدیک ہونگے اور اہ نہیں ر تے اے علی(ع) تیرے شیعوں کے ا ال ہر ہ میرے سامنے پیش کیے اتے یں اور میں ان کے نیک ا ال سے شاد ہوتا ہوں اور ان کے برے کردار کی مغفرت طلب کرتا ہوں اے علی(ع) تیرا ذکر توریت میں کیا یا ہے اورنیک شیعوں کا ان کے خلق ہونے سے پہلے تذکرہ کیا یا ہے انجیل میں ال کتاب نے تجھے ایلیا پکارا ہے تم خود توریت اور انجیل سے واقف ہو ان کے ہاں ایلیا(ع) کا ت بلند مقام ہے یہ پنج کتاب میں تمہیں اور تمہارے شیعوں و انتے یں اے علی(ع) تیرے شیعوں کا ام آسمان میں معظم کیا یا ہے ان لو کہ وہ شاد ہونگے اور ان کی وشش عظیم ہوگی اے علی(ع) تیرے شیہ الت ارواح میں ثواب ر تے یں جب انہیں موت آتی ہے تو وہ آسمان پر چلے اتے یں اور وہاں فرشتے اپنے اشتیاق کی وجہ سے انہیں پہچان لیتے یں اور ٰرا کے ہاں ان کے مقام سے آگاہ یں اے علی(ع) تمہارے شیہ رفان کی طاقت سے بریز یں ان کے دشمن ان سے اس (طاقت کی) وجہ سے کنارہ کرتے یں، وہ منزہ ہوں گے کیونکہ وئی دن اور رات ایسا نہ ہوگا کہ ٰرا کی رحمت انہیں گیرے ہوئے نہ ہو وہ عذاب سے دور ہوں گے۔اے علی(ع) ٰرا کا غضب اس بندے کے لیے ت عظیم ہے جو ان سے اور تم سے دشمنی رکھے اور اس پر کہ جو تیرے دشمن کی رف جھکاؤ رکھے تجھے چھوڑ دے اور گمراہی اختیار کرے تجھ سے جنگ چاہے اور تیرے شیہ و دشمن رکھے اے علی(ع) اپنے شیعوں و میرا لام پہنچا دو کہ میں انہیں دیکھتا ہوں مگر وہ مجھے نہیں دیکھتے انہیں اطلاع دیں کہ وہ میرے بھائی یں، میں ان کا مشتاق ہوں انہیں میرے علم سے آراستہ کیا یا ہے ان کا رشتہ ٰرا سے جڑا ہوا ہے یہ اپنے برادران کی حفاظت کرتے اور نیک مل میں وشش کرتے یں انہیں جو ہدایت ملی ہے وہ انہیں گمراہی میں نہیں لے اتی ، اے علی(ع) انہیں خبر دو کہ ٰرا ان سے راضی ہے اور فرشتوں و حکم دیتا ہے کہ ان کے لیے مغفرت طلب کریں اے علی(ع) تم لوگوں کی مدد سے روگردان ت ہوتا کہ انہیں

ہدایت لے میں تجھے دوست رکھتا ہوں اور میری اولاد بھی۔ بیشک تیرے یہ دوست رکھتے ہیں اور خدا کی خاطر دین داری کرتے ہیں اور تمہاری دوستی کی وجہ سے دل پاک و صاف رکھ کر تمہارا احترام کرتے ہیں اور تمہیں اپنے ماں باپ اور اولاد سے زیادہ مقدم جانتے ہیں یہ تحمل سے تمہارے راستے پر چلتے ہیں ہمارے واسطے کسی کی مدد نہیں کرتے اور ہمارے راستے میں جانبازی دکھاتے ہیں اور ہمارے بارے میں کچھ بھی برا نہیں سنتے۔ یہ سختیوں میں صبر کرتے ہیں کیونکہ خدا نے اپنی خلق کے درمیان انہیں ہمارے علم کے واسطے چنا ہے اور ہماری طینت سے انہیں پیدا کیا ہے اور ہمارے سر(علم) و ان کے حوالے کیا ہے ان کے دل میں ہمارے حق کی معرفت ڈالی گئی ہے ان کے سینوں کو کھلا کیا گیا ہے اور انہیں ہمارے رشتے کے ساتھ متمسک کیا گیا ہے یہ ہم پر ہمارے مخالفین کو مقدم نہیں رکھتے یہ دنیا میں نقصان اٹھاتے ہیں مگر خدا ان کی تائید کرتا ہے اور انہیں راہ حق پر لے آتا ہے یہ حق کے ساتھ متمسک ہیں، لوگ اندھے پن میں گمراہی اختیار کیے ہوئے ہوائے نفس میں سرگرداں ہیں اور اس حجت سے جو خدا کی طرف سے آئی ہے منکر ہیں اور صبح و شام خدا کے غضب میں ہیں مگر تیرے شیعہ راہ حق پر ہیں یہ اپنے مخالفین سے محبت نہیں کرتے دنیا ان سے نہیں اور یہ دنیا سے نہیں یہ اندھیری رات کے چراغ ہیں۔

۳۔ ابوسعید خدری(رض) کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا(ص) سے اس قرآنی آیت کہ " قالَ الَّذي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتاب " (نمل، ۴۰) ترجمہ: "کہا وہ کہ جس کے پاس کتاب سے کچھ علم تھا" کے بارے میں دریافت کیا تو جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا یہ میرے بھائی سلیمان ابن داؤد(ع) کے وصی(آصف بن برخیا(ع)) کے بارے میں کہا گیا ہے پھر میں نے جناب رسول خدا(ص) سے اس آیت قرآنی کہ " قُلْ كَفى‏ بِاللَّهِ شَهيداً بَيْني وَ بَيْنَكُمْ وَ مَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتاب " (رعد، ۴۳) ۔ ترجمہ : کہہ دو کہ تمہارے اور میرے درمیان اللہ کافی ہے گواہی کے لیے وہ بندہ کہ جس کے پاس علم کتاب ہے" کے بارے میں دریافت کیا تو آنحضرت(ص) نے فرمایا اس سے مراد میرا بھائی علی بن ابی طالب(ع) ہے۔

آسمان سے ستارے کا نزول

۴- ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ ایک رات ہم نے جناب رسول خدا(ص) کے ہمراہ نماز عشاء ادا کی جب آنحضرت(ص) سلام سے فارغ ہوئے تو فرمایا آج طلوع فجر کے وقت آسمان سے ایک ستارہ تم میں سے کسی کے گھر اترے گا جس گھر میں وہ ستارہ اترے وہی میرا خلیفہ و وصی اور میرے بعد تمہارا امام(ع) ہے۔ جیسے ہی فجر کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے دیکھنا شروع کیا اور دل میں یہ خواہش موجزن ہوگئی کہ یہ ستارہ اسی کے گھر میں اترے تمام لوگوں سے زیادہ یہ خواہش میرے والد عباس ابن عبدالمطلب(ع) کے دل میں تھی جب فجر کا وقت ہوا تو آسمان سے ایک ستارہ اترا جناب امیر(ع) کے گھر پر اترا تو جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا اے علی(ع) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میرے بعد وصائیت و خلافت اور امامت تمہارے لیے واجب و لازم ہوگئی ہے یہ دیکھ کر منافقوں نے جن میں عبداللہ بن ابی منافق بھی شامل تھا کہنا شروع کیا کہ محمد(ص) اپنے چچازاد بھائی کی محبت میں بہک گئے ہیں اور معاذ اللہ گمراہ ہوگئے ہیں اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی کی بنیاد پر کہتے ہیں جب منافقین نے اس طرح کہنا شروع کیا تو خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔'' قسم ہے ستارے کی جب کہ وہ اترا کہ تمہارا صاحب (یعنی محبت علی بن ابی طالب(ع) میں) نہ گمراہ ہوا اور نہ بہکا اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا مگر یہ کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے(نجم، ۱-۴)

۵- ایک دوسری روایت میں ستارے کے ظاہر ہونے کو طلوع خورشید کے قریب بیان کیا گیا ہے ایک اور روایت میں اس موضوع کے متعلق ربیعہ سعدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس(رض) سے اس آیت '' والنجم اذا هوىٰ'' کے بارے میں پوچھا تو ابن عباس(رض) نے کہا کہ اس سے مراد وہ ستارہ ہے جو طلوع فجر کے وقت اترا اور علی بن ابی طالب(ع) کے گھر پر ٹھہرا۔ میرے والد عباس بن عبدالمطلب(ع) کی یہ شدید خواہش تھی کہ یہ ستارہ ان کے گھر پر اترے تاکہ وصایت و خلافت و امامت ان کے خاندان سے جاری ہو جائے لیکن یہ خدا کی مرضی نہ تھی کہ علی بن ابی طالب(ع) کے علاوہ کوئی اور اس کے فضل کو حاصل کرے اور یہ خدا کا فضل ہے وہ جسے چاہے عطا کرے۔

مجلس نمبر ۸۴

(۱۸ رجب سنہ ۳۶۸ھ)

جناب امیر(ع) کو عورت کے بارے میں نصائح

۱۔ ابو سعید خدری(رض) بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے جناب امیر(ع) کو عورت کے بارے میں چند نصیحتیں بیان فرمائیں۔

آپ(ص) نے فرمایا اے علی(ع) جب تم دلہن کے پاس جاکر بیٹھو تو اس کے جوتے اتروا اور اس کے دونوں پاؤں دھو کر اس پانی کو اپنے مکان کی دیواروں اور چھت پر چھڑکاؤ جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالی تمہارے گھر سے ستر ہزار قسم کا فقر دور کرے گا۔ ستر ہزار قسم کی برکتیں اس گھر پر نازل کرے گا اور ستر ہزار رحمتیں اس میں داخل کرے گا جو دلہن کے سر پر منڈلاتی رہیں گی اور تم گھر کے گوشے گوشے میں انہیں دیکھ پاؤگے جب تک دلہن اس گھر میں موجود رہے گی جنون و جذام اور برص سے محفوظ رہے گی۔

تم اپنی دلہن کو نصیحت کرنا کہ وہ اس ہفتے ان چار چیزوں دودھ، دھنیا، سرکہ اور کھٹے سیب سے پرہیز کرے جناب علی(ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) ان چار چیزوں سے پرہیز کیوں آنحضرت(ص) نے فرمایا اس لیے کہ رحم ان چار چیزوں سے عقیم و بانجھ ہو جاتا ہے اور ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور بچہ پیدا نہیں ہوتا، گھر کے کسی گوشے میں پڑی چٹائی بانجھ عورت سے بہتر ہے، جناب علی(ع) نے دریافت کیا، یا رسول اللہ(ص) آپ(ص) نے سرکہ استعمال کرنے کی ممانعت کیوں کی ہے ارشاد ہوا اگر سرکہ استعمال کرنے پر حیض آئے تو عورت مکمل طور پر حیض سے پاک نہیں ہوگی، دھنیا حیض و اس کے پیٹ میں بکھیر دے گا اور اسے بچہ جننے میں سختی ہوگی کھٹا سیب اس کے حیض کو قطع کردے گا اور یہ مرض میں تبدیل ہو جائے گا۔ پھر فرمایا اے علی(ع) اپنی عورت سے مہینے کی پہلی، درمیانی اور آخری تاریخ کو مجامعت ترک کرنا کیونکہ اس طرح سرعت کے ساتھ جنون و جذام اور خبط الحواس عورت اور بچے کی طرف

َ پہنچتی ہے، اے علی(ع) ظہر کے بعد ج اع نہ کرنا کیونکہ اس کے نتیجے میں جو بچہ ہوگا وہ احول (. ینگا) ہوگا انسانوں میں احول و دیکھ کر شیطان خوش ہوتا ہے، اے علی(ع) بوقت ج اع باتیں نہ کرنا کیونکہ اس رح جو بچہ پیدا ہوگا خطرہ ہے کہ گونگا ہوگا اور ج اع کرتے وقت اپنی نظریں عورت کی شرمگاہ پر ت ڈالنا کیونکہ خطرہ ہے کہ اس رح جو بچہ پیدا ہو اندھا ہو اے علی(ع) کسی ۔نیر عورت و تصور میں لیے ہوئے اپنی عورت سے ج اع ت کرنا مجھے ڈر ہے کہ اس رح کے ج اع سے جو بچہ پیدا ہو وہ مخنث ۔ یا فاترالعقل نہ ہو۔ اے علی(ع) جب وئی شخص اپنی عورت سے ہم بستری کے بعد جنب ہو جائے تو اسے پاہیے کہ وہ قرآن کی تلاوت ۔ نہ کرے مجھے ڈر ہے کہ کہیں ان دونوں پر آسمان سے آگ نہ برسے جو انہیں جلا کر ناکستر کردے۔ اے علی(ع) جب ج اع کے بعد مادے کی صفائی کرنے لگو تو عورت اور مرد کے پاس صفائی کے لیے علیحدہ علیحدہ کپڑا ہونا نہ ایک ہی کپڑے سے شہوت پر شہوت واقع ہوگی جو دونوں میں باث راوت ہوگی اور .رائی اور طلاق پر منتج ہوگی۔ اے علی(ع) اپنی عورت سے کھڑے ہوکر ج اع ت کرنا کیونکہ یہ گدھوں کا کام ہے اور اس رح کے ج اع سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ بستر پر پیشاب کرے گا جس رح گدھا جس جگہ ہوتا ہے وہیں پیشاب کردیتا ہے اے علی(ع) اپنی عورت سے عیدقربان کی شب ج اع ت کرنا کیونکہ اس سے جو بچہ پیدا ہوگا اس کی چھ انگلیاں ہوں گی اے علی(ع) پھلدار درخت کے نیچے اپنی زوجہ سے ج اع ت کرنا کیونکہ اس سے جو اولاد پیدا ہوگی وہ جلاد یا ظلم و قتال میں مشہور ہوگی اے علی(ع) اپنی زوجہ سے سورج کے سامنے اس کی روشنی میں ج اع نہ کرنا مگر یہ کہ اپنے اوپر پردہ ڈال لو جو تم دونوں کو چھپائے رکھے ورنہ اگر اس رح کے ج اع سے وئی بچہ تولد ہوا تو وہ ہمیشہ سختی اور فقر و فاقہ میں رہے گا یہاں تک کہ اس کی موت واقع ہو جائے اے علی(ع) اپنی زوجہ سے اذان و اقامت کے درمیان ج اع ت کرنا ورنہ تم دونوں سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ خون بہانے کا بہت شوقین ہوگا اے علی(ع) جب تمہاری عورت حاملہ ہوتو جب تک تم وضو نہ کر لو اس سے ج اع نہ کرو ورنہ اس رح جو بچہ پیدا ہوگا وہ دل کا اندھا اور ہاتھ کا کنجوس ہوگا اے علی(ع) اپنی زوجہ سے نصف ماہ شعبان میں ج اع ت کرنا کیونکہ جو اولاد پیدا ہوگی وہ منحوس ہوگی اور اس کے چہرے پر نوست ہوگی اے علی(ع) اپنی زوجہ سے شعبان کے آخری

دو روز جماع نہ کیا کرو ورنہ جو لڑکا ہوگا وہ عشر وصول کرنے والا اور ظالموں کی مدد کرنے والا ہوگا اور اس کے ہاتھوں لوگوں کا ایک گروہ ہلاک ہوگا۔

اے علی(ع) اپنی زوجہ سے چھتوں پر جماع نہ کرنا کیونکہ اس طرح سے جو بچہ متولد ہوگا وہ ریا کار اور بد عتی ہوگا

اے علی(ع) جب تم کسی سفر پر جانے لگو تو اس شب اپنی زوجہ سے جماع نہ کرنا کیونکہ اس طرح کے جماع سے جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ اپنا مال ناحق کاموں میں خرچ کرے گا۔

پھر جناب رسول خدا(ص) نے اس آیت کو پڑھا " إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كانُوا إِخْوانَ الشَّياطِينِ وَ كانَ الشَّيْطانُ لِرَبِّهِ كَفُوراً" (بنی اسرائیل، ۲۷) ترجمہ : " فضول خرچ لوگ شیاطین کے بھائی بند ہوتے ہیں " اے علی(ع)جب تم کسی ایسے سفر پر نکلو جس کی مسافت تین دن اور تین رات ہوتو اپنی زوجہ سے جماع نہ کیا کرو ورنہ جو بچہ پیدا ہوگا وہ تم پر ظلم کرنے والے کی مدد کرے گا۔

اے علی(ع) اگر تم مہینے کی دوسری تاریخ کی شب میں اپنی زوجہ سے جماع کرو گے تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ قرآن کا حافظ ہوگا

اے علی(ع) اگر تم مہینے کی تیسری تاریخ کی شب اپنی زوجہ سے مقاربت کرو گے تو تم دونوں کے مقدر مین جو بچہ ہوگا تو اسے " لا الہ الا اللہ" کی شہادت اور " محمد رسول اللہ" کی شہادت کے بعد شہادت کا رزق نصیب ہوگا خدا اسے مشرکین کے ساتھ معذب نہیں کرے گاوہ پاک منہ والا پاک دہن ہوگا وہ رحم دل اور ہاتھ کا سخی ہوگا اس کی زبان غیبت و کذب و بہتان سے پاک ہوگی اے علی(ع) اگر تم اپنی زوجہ سے جمعرات کی شب جماع کرو گے تو جو بچہ تمہارے مقدر میں ہوگا وہ حاکمین میں سے ایک حاکم ہوگا یا عالمون میں سے ایک عالم ہوگا نیزیوں بیچ ہو جماع کرو گے تو جو بچہ ہوگا اس کے بڑھاپے تک شیطان اس کے قریب نہیں بھٹکے گا اور وہ لوگوں کے امور کا نگران ہوگا اور اللہ اسے دین و دنیا کی سلامتی عطا کرے گا۔ اے علی(ع) اگر تم اپنی زوجہ سے شب جمعہ جماع کرو اور اس سے جو بچہ ہو وہ بے لاگ خطیب اور بے دھڑک بولنے والا ہوگا ۔ اے علی(ع) اگر تم اپنی زوجہ سے جمعہ کے روز عصر کے بعد جماع کرو تو جو بچہ پیدا ہوگا وہ ایک معروف عالم ہوگا اور اگر تم شب جمعہ عشاء کے بعد اپنی زوجہ سے جماع کرو گے تو انشاء اللہ امید

ہے کہ جو بچہ ہوگا وہ ابدال میں سے ہوگا۔

اے علی(ع) اپنی زوجہ سے شب کی اول ساعت میں جماع مت کرنا کیونکہ خطرہ ہے کہ اس طرح جو بچہ پیدا ہو وہ ساحر یا جادوگر ہو اور دنیا و دین پر ترجیح دے۔ اے علی(ع) میری ان نصیحتوں کو یاد رکھو جس طرح میں نے انہیں جبرائیل(ع) سے سن کر یاد کیا ہے۔

مومن کے اوصاف

۲۔ امام باقر(ع) فرماتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین(ع) کے اصحاب میں ایک مرد عابد تھے جن کا نام ھمام(رح) تھا ایک مرتبہ وہ جناب امیر(ع) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا امیر المومنین(ع) آپ(ع) مجھے متقی لوگوں کی صفات اس طرح بیان فرمائیں کہ جیسے میں انہیں اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔ جناب امیر(ع) نے جواب دینے میں کچھ توقف کیا اور پھر مختصراً فرمایا اے ھمام ! اللہ سے ڈرو اور نیک عمل کرو کیونکہ خدا ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پرہیز گار ہیں اور نیک کردار ہیں۔

ھمام(رح) نے کہا ! یا امیرالمومنین(ع) میں آپ(ع) کو اس حق کی قسم دیتا ہوں جو آپ سے مخصوص کیا گیا اور گرامی رکھا گیا مجھے آپ(ع) اس بارے میں تفصیل سے وضاحت فرمائیں۔ جناب امیر(ع) یہ سن کر کھڑے ہوئے۔ اور خدا کی حمد اور اوصاف حمیدہ بیان فرمانے کے بعد جناب رسول خدا(ص) پر درود بھیجا اور فرمایا بے شک جب خدا نے مخلوق کو خلق فرمایا تو ان کی اطاعت سے بے نیاز اور ان کی نافرمانی سے بے پرواہ ہو کر لباس وجود پہنایا اس لیے فرمانبرداروں کی نافرمانی اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی پھر خدا نے مخلوق کی معیشت کا سامان ان میں تقسیم کیا اور دنیا میں ہر ایک کو اس کے مقرر کردہ مقام پر رکھا اور آدم(ع) اور حوا(ع) نے جب حکم عدولی کی اور اس کے امر کی مخالفت کی تو انہیں ملایا پس اس میں متقی اور پرہیزگار ہی صاحب فضیلت ہیں ان کی گفتگو اور لباس درمیانہ اور ان کی رفتار عجز وانکسار ہے وہ خدا کی فرمانبرداری کے لیے خشوع کرتے ہیں خدا کی حرام قرار دی ہوئی چیزوں سے انہوں نے آنکھیں بند کرلیں ہیں اور نفع بخش علم کے حصول کے لیے کوشاں ہیں ان کے نفس مصیبت میں

[illegible]

ویسے ں رہتے ین جیسے کہ آرام و راحت میں اور اگر زندگی کی مدت معین ۔ر کردی گئی ہوتی تو ان کی روحیں ثواب کے

شوق اور زاب کے خوف سے پک جھپکنے کے رصے کے لیے ں ان کے بدنوں میں ۔ر رہتیں ان کی نگاہوں میں ۔اق کی

عظمت اس ربیٹھ گئی ہے۔ کہ ان کی نگاہوں میں اس کے وا ہر چیز حقیر نظر آتی ہے انہیں جنت کا اس رح یقین ہے جیسے

اسے دیکھا ہو۔ اور دوزخ کے دل مین، لوگ ان کے شر سے محفوظ، ان کے بدن لاغر، ان کی ضرورتیں کم ان کے نفس پاک اور

خواہشات نفسانی سے مبرا یں وہ اس دنیا سے آخرت کا توشہ لیتے یں اور چند روزہ چھوٹی تکلیفوں پر ۔بر کرتے یں جس کے بدلے

آخرت کی دائمی راحت اصل کرلیتے یں یہ ایک نفع بخش تجارت ہے جو ۔ا نے ان کے لیے مہیا کی ہے دنیا نے انہیں پاہا مگر

انہوں نے اس کی خواش ۔ر کی اور وہ انہیں طلب کرتے کرتے عاجز آگئی، جب رات ہوتی ہے تو یہ اپنے پیروں پر کھ ے ہو کر

قرآن کی آیتوں کی رک رک کر تلاوت کرتے یں اور اپنے دلوں و غم سے تازہ کرتے اور اپنی بیماری کا علاج تلاش کرتے یں۔

یہ اپنے غم سے اپنے ۔اہوں پر گریہ کرتے یں یہ اپنے دل کے زخموں سے درد ۔ر ہوتے یں جب کبھی یہ وئی ایسی آیت پڑھتے

یں جس میں خوف دلایا یا ہوتو اس کی رف اپنے دل کے کان گا دیتے یں اور خیال کرتے ین کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور

چیخ وپکار انہیں سنائی دے رں ہے اور جب یہ وئی اسی آیت پڑھتے یں جس میں جنت کی رغبت دلائی گئی ہو تو وہ اس کی طمع

کے آگے جھک جاتے یں اور اس شوق میں ان کے دل بے اختیار چیخ اٹھتے یں اور یہ خیال کرتے یں جیسے وہ منظر ان کی

نظروں کے سامنے ہو وہ اپنے جبار بزرگوار کے سامنے پیشانیاں ۔ ہتھیلیاں ، نواز اور ۔ پاؤں ۔اک پر رکھے ہوئے گریہ کرتے یں ۔ا

یہ اپنی آزادی کے لیے آرزو ند یں جب دن ہوتا ہے تو یہ حلیم عالم بن کر نیک کردار اور پرہیزگار دکھائی دیتے یں خوف ۔ا نے

انہیں تیزوں کی رح پتلا اور لاغر کردیا ہے انہیں جو وئی دیکھتا ہے گمان کرتا ہے کہ یہ بیمار یں مگر یہ بیماری نہیں رکھتے جب

لوگ انہیں دیکھتے یں تو کہتے یں کہ یہ دیوانے یں مگر ان کے ذہنوں میں قیامت کا خوف، ۔ا کی سلطنت کا خیال

اور زاب کا ہراس جو کیے ہوئے ہے۔ یہ خدا کے لیے تھوڑے عمل سے خوش نہیں ہوتے، زیادہ کو کم شمار کرتے ہیں اور اپنے ہی نفس پر ہمیشہ ان کا الزام رکھتے ہیں یہ اپنے اعمال سے خوف میں رہتے ہیں جب کوئی ان کے تقوی اور پرہیزگاری کی تعریف کے سلسلے میں کچھ کہتا ہے تو یہ کانپ جاتے ہیں اور مغفرت طلب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اپنی نسبت بہتر جانتا ہوں۔ اور میرا رب مجھ سے زیادہ میرے نفس کو جانتا ہے۔ خدایا جو کچھ یہ لوگ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں تو اس بارے میں میرا مواخذہ مت کرنا جو کچھ یہ میرے بارے میں کہہ رہے ہیں اس میں میرے لیے جو بہتر ہو وہی میرے بارے میں کرنا خدایا میرے وہ گناہ بخش دے جو یہ لوگ نہیں جانتے کیونکہ تو علام الغیوب اور ساتر عیوب ہے۔ ان(مومنین) میں سے ہر ایک کی علامت یہ ہے کہ تم ان میں یہ باتیں دیکھو گے، نرمی کے ساتھ دین میں مضبوطی، ان میں دور اندیشی، یقین علم کی حرص، بردباری کے ساتھ دانائی، حصول کسب سکون کے ساتھ ہر نیک (نان نفقہ) دینے میں مہربان۔ توانگری میں میانہ روی، عبادت میں خشوع، ناداری میں تحمل، مصیبت میں صبر، رنج میں مہربانی، حق عطا میں بخشش، حلال کی طلب، ہدایت میں کیف و سرور، طمع سے نفرت، راست روی و پاکیزگی ، شہوت سے چشم پوشی، بے جا ستائش سے پرہیز کہ نادان اس سے فریب کھاتے ہیں ، وہ جو کچھ جانتے ہیں اسے جانے نہیں دیتے۔

وہ (مومن) نیک اعمال بجا لاتا ہے پھر بھی خدا سے ڈرتا ہے اپنی شام خدا کے شکر میں دن یاد الٰہی میں اور رات خوف خدا میں گزارتا ہے وہ صبح خوش اٹھتا ہے مگر یہ خطرہ دامنگیر رہتا ہے کہ کہیں رات غفلت میں نہ گزر جائے اسے اس فضل اور رحمت پر خوشی ہوتی ہے جو اسے حاصل ہوئی ہے اگر اس کا نفس کسی عمل سے کراہت کر کے اسے برداشت نہیں کرنا چاہتا تو وہ اس کی خواہش پوری نہیں کرتا جو کچھ اس کے پاس ہے وہ اس پر خوشی ہے جو کچھ اس کے پاس ہے وہ قائم ہے اس کی آنکھ میں روشن ہیں جو زوال نہیں رکھتیں جو موجود ہو ان کا شوق اسی میں ہے اور وجہ یہ ہے کہ جو نہ رہے وہ ان کے لیے بے رغبت ہے یہ علم کو بردباری سے حاصل کرتے ہیں اور بردباری کو عقل سے تم جب بھی انہیں دیکھو گے سستی ان سے دور ہوگی یہ ہر لمحہ نشاط میں ہیں ان کی آرزوئیں مختصر

لغزشیں کم اور موت کی متۃ ا لیےہوئے یں ان کے دل تواضع کرنے والے اور پروردگار کی یاد میں یں ان کے نفس قانع ان کے مل سہل دیتے ادانی رپر ادم اور ۔ اہوں پر ترساں یں یہ اپنے دین کے محافظ اپنی شہوت کے قاتل اور اپنے نے و پس جانے والے یں ان کے اخلاق بلند اور ان کے ہمسائے ان سے راضی اور امن میں یں ان میں زور نہیں ہے ان کا بر استوار اور ذکر را کی جہالت ہے ان کا مل محرم ہے ان کا دوست جو کچھ ان کے حوالے کرے یہ اس میں خیانت نہیں کرتے یں یہ اپنی گواہی و اپنے خلاف دینے سے ن گریز نہیں کرتے۔ یہ چھو مل و ر یا سے نہیں کرتے اور شرم محسوس کرتے یں۔ ان کا خیر مورد انتظار ہے، ان کے شر سے امن ہے (یعنی شر نہیں پھیلاتے) یہ اگر ذکر ا سے غفلت کرنے والوں میں بیٹھ جائیں تو اسے ن ذکر را میں لکھا جاتا ہے اور اگر ذکر را کرنے والوں میں بیٹھ جائے تو اسے غافلوں میں شمار نہیں کیا جاتا جو ان پر ظلم کرتا ہے یہ اسے معاف کردیتے یں جو انہیں ان کے حق سے محروم رکھے یہ اس پر بخشش کرتے یں جو ان سے قطع تعلق کرے یہ اس سے ملنے کی وشش کرتے یں۔ بری و ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جلدی شک کا شکار نہیں ہوتے جو کچھ ان پر ظلم ہو اس سے چشم پوشی کرتے یں۔ ادانی ان سے دور رہے ان کی گفتار میں نرمی ہے ان کا نیرنگ (دھوکا، فریب) معدوم اور احسان معروف ہے ان کا قول سچا، ان کا مل نیک ان کا خیر ظاہر اور اپنے شر سے گریزاں ہے یہ زلزلوں میں باوقار اور مصیبتوں میں صابر یں یہ خوشحالی میں شکر ادا کرنے والے یں اور اپنے دشمن پر ن بے جا زیادتی نہیں کرتے ۔ یہ س سے محبت کرتے یں اس کی ا ر ن اہ نہیں کرتے اور جو کچھ ان کی ملکیت نہیں ہوتا اس کا دعوی نہیں کرتے ان پر جو حق ہوتا ہے اس سے منکر نہیں ہوتے اور اعتراف حق کرتے یں اس سے پہلے کہ ان پر گواہ پیش ہوں، جس کی پاسداری حفاظت کرتے یں اور گم نہیں ہونے دیتے کسی و برے لقب سے نہیں پکارتے کسی پر ظلم نہیں کرتے ر نہیں کرتے اپنے ہمسائے و آزار نہیں پہنچاتے۔ کسی کی مصیبت پر اسے طعنہ نہیں دیتے ادانی سے کسی کے معاملے میں دخل نہیں دیتے حق سے باہر نہیں جاتے تاکہ درماندہ ہوں اموشی اختیار کرتے یں اور اس اموشی پر شرمندہ نہیں ہوتے، بات کرتے یں تو خطا نہیں کرتے خوش ہوتے

یں تو مسکراتے یں قہقہ بلند نہیں کرتے جو کچھ مقدر میں ہے اس پر راضی ہوتے یں غ ہ آئے تو سر نہیں اٹھاتے، ہوائے نفس ان پر غلبہ نہیں پاتے بخل ان پر غالب نہیں آتا، جس سے واہ ہ نہیں ہے اس کی طمع نہیں کرتے ، لوگوں سے کچھ جاننے کے لیے ملتے یں، خاموش رہتے یں تاکہ سلا ت ریں پوچھتے یں تاکہ سمجھ یں۔ مل کرتے یں تاکہ خیر لیں اگر کوئی ہے کہ اسے فلاں ضرورت ہے (یعنی خواش نفسانی کا اظہار کرے) تو توجہ نہیں کرتے جابروں سے بات نہیں کرتے اگر ان کے ہاتھوں پر زیادتی کی جائے تو صبر کرتے یں یہاں تک کہ خدا ان اس کا انتقام لے ان کا نفس ان کے ہاتھوں مشقت میں ہے اور لوگ اس سے راحت میں یں اس نے اپنی آخرت سنوارنے کے لیے اپنے نفس و تکلیف میں جبکہ لوگوں نے آرام میں رکھا ہوا ہے اگر کسی سے دوری اختیار کرتے یں۔ تو زہد و پاکیزگی کی وجہ سے اور جن سے قریب ہوتے ہں تو نرم مزاجی اور نرم دلی کی وجہ سے ان کی کسی سے دوری رور ہ یا تکبر کی وجہ سے نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کا قریب ہونا کسی مکر و فریب کی وجہ سے ہے بلکہ یہ اپنے سے پہلے والے اہل خیر کی اقتدار کرتے یں یہ آنے والوں کے لیے نیکو کاری میں رہبر یں۔

جناب امیر(ع) نے یہاں تک فرمایا تو یہ سن کر ھمام(رح) نے چیخ بلند کی اور وفات پا گئے ۔ امیرالمومنین(ع) نے فرمایا میں اسی خوف سے تردد کر رہا تھا پھر آپ(ع) نے حکم دیا کہ ھمام(رح) کی تجہیز و تکفین کریں اور نماز جنازہ ادا کریں۔ جناب امیر(ع) نے ارشاد فرمایا کہ نصیحتیں اپنے اہل پر ایسا ہی اثر کرتی یں، ایک شخص نے یہ سن کر کہا کہ آپ(ع) پر خود ایسا اثر کیوں نہیں ہوتا آپ(ع) نے فرمایا، وائے ہو تم پر موت کا ایک دن معین ہے اور وہ اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا اور اس کا ایک سبب ہوتا ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کرسکتا۔ یہ بات جو تمہاری زبان پر شیطان نے جاری کی ہے دوبارہ بات نہ کہنا۔

زہد میں آنحضرت(ص) کا فرمان

۳- ابو سعید خدری(رح) کہتے یں کہ جناب رسول خدا(ص) نے زہد کے روز منادی کو حکم دیا کہ وہ با جماعت نماز کے لیے ندا دے جب لوگ اکٹھے ہوئے تو آنحضرت(ص) نے جناب امیر(ع) کا ہاتھ تھاما

اور فرمایا جس کسی کا میں آقا ہوں یہ علی(ع) بھی اس کے آقا و مولا ہیں۔ یا دوست رکھ اسے جو اسے دوست رکھے اور دشمن رکھ اسے جو اسے دشمن رکھے۔

حسان بن ثابت(رض) نے کہا ۔ یا رسول اللہ(ص) میں چاہتا ہوں کہ علی(ع) کے بارے میں اشعار کہوں آپ(ص) نے فرمایا کہو۔ حسان(رض) نے شعر کہا۔

" غدیر کے دن خم کے مقام پر ان کا نبی(ص) انہیں پکار رہا تھا۔

سنو کہ رسول(ص) منادی کرتے ہوئے کیا فرمارہے ہیں۔

وہ فرمارہے ہیں کہ کون ہے تمہارا ولی و حاکم و مولا۔

پس انہوں نے وہاں کسی دشمنی کا ظاہر نہیں کیا۔

آج ہم میں سے کوئی بھی آپ(ص) کا نافرمان نہیں لے گا۔

تو حضور(ص) نے کہا کھڑے ہو جاؤ اے علی(ع)

بیشک میں نے اپنے بعد تمہیں امام و ہادی ہونے کے لیے پسند کیا۔

علی(ع) کو آشوب چشم تھا اور وہ علاج کی تلاش میں تھے۔

جب انہیں کوئی معالج نہ مل سکا تو اللہ کے رسول (ص) نے انہیں لعاب دہن سے شفا بخشی پس کیا ہی بابرکت علاج تھا اور بابرکت ہے علاج کرنے والا۔

مجلس نمبر ۸۵

(۲۲ رجب سنہ۳۶۸ھ)

استجابت دعا

۱۔ امام باقر(ع) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جب زوال ظہر ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بہشت کے دروازے بھی کھول دیئے جاتے ہیں اس وقت دعائیں مستجاب ہوتی ہیں کیا کہنا اس بندے کا جو اس وقت عمل صالح کرے کہ یہ سب اوپر جائیں گے۔

۲۔ امام باقر(ع) نے فرمایا ہمارے شیعوں میں سے کوئی بندہ ہرگز نماز کے لیے کھڑا نہیں ہوتا مگر یہ کہ اس کے مخالفین کی تعداد کے برابر فرشتے آتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور اس کے لیے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہوجاتا ہے۔

۳۔ عمیر بن مامون عطاردی کہتے ہیں کہ میں جناب حسن(ع) بن علی(ع) کو دیکھتا ہوں کہ جب بھی صبح کی نماز پڑھتے ہیں تو مجلس میں بیٹھ جاتے ہیں یہاں تک کہ سورج ظاہر ہوجاتا ہے جناب حسن(ع) بن علی(ع) سے میں نے سنا کہ انہوں نے جناب رسول خدا(ص) کی حدیث بیان فرمائی کہ کوئی صبح کی نماز پڑھے اور پھر سورج کی طلوع ہونے تک تعقیبات میں رہے تو خدا اسے دوزخ سے بچاتا ہے جناب حسن(ع) بن علی(ع) نے تین بار اس حدیث کو دہرایا۔

۴۔ امام صادق(ع) فرماتے ہیں کہ جبرائیل(ع) جناب یوسف(ع) کے پاس زندان میں تشریف لائے اور فرمایا اے یوسف(ع) ہر واجب نماز کے بعد تین مرتبہ اسطرح کہیے کہ خدایا میرے لیے وسعت پیدا کر اور مجھے محفوظ رکھ اور اس وقت کوئی گمان کرسکتا ہے نہ کرے مجھے رزق عطا فرما۔

۵۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی نماز شب میں ساٹھ بار "قل ہو اللہ احد" تیس بار پہلی رکعت میں اور تیس بار دوسری رکعت میں پڑھے تو خدا اور اس کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہے گا۔

۶- ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو شخص بازار سے اپنے اہل و عیال کے لیے تحفہ لائے تو یہ صدقہ دینے کے ثواب کے برابر فضیلت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ یہ تحفہ وہ سب سے پہلے اپنی دختر کو دے کیونکہ جو اپنی دختر کو خوش کرے گا تو گویا اس نے فرزندان اسماعیل(ع) میں کسی مومن کو راہ خدا میں آزاد کیا اور جو کوئی اپنے فرزند کی آنکھیں روشن کرے گا تو یہ ایسا ہے کہ جیسے وہ خوف خدا سے رونے کے برابر ثواب لے اور جو کوئی خوف خدا سے گریہ کرے بہشت میں پر نعمت ہوگا۔

۷- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا، بان لو کہ مجھے جبرائیل(ع) نے ایک ایسے امر کی خبر دی کہ میری آنکھیں روشن اور دل شاد ہو گیا ہے۔ جبرائیل(ع) نے کہا کہ اے محمد(ص) تیری امت میں سے جو کوئی خدا کی راہ میں جہاد کرے گا تو خدا اسے کوئی ایسی چیز عطا کرے گا جو روزِ قیامت اس کے بارے میں گواہی دے حتیٰ کہ بارش کے قطرے بھی اس کے حق میں شہادت (گواہی) دیں گے۔

باب مجاہد

۸- جناب رسول خدا(ص) سے مروی ہے کہ بہشت کے دروازوں میں سے ایک باب مجاہد ہے اور یہ مجاہدین کے لیے کھلا ہے مجاہدین شمشیریں لٹکائے اس کی طرف اس وقت جاتے ہیں جب کہ بقیہ خلق کا حساب ہو رہا ہوتا ہے، فرشتے مجاہدین کو خوش آمدید کہیں گے اور جو جہاد سے کنارہ کش ہوگا خوار ہوگا اور تنگی رزق رکھے گا اور بے دین ہوگا، جو شخص مجاہدین کو ان کے خط (خطوط) پہنچائے گا وہ اس طرح ہوگا کہ جیسے اس نے ایک غلام آزاد کیا ہو اور جہاد میں شریک ہوگا۔

۹- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو شخص مجاہد کا پیغام یا خط پہنچائے وہ اس کے ساتھ جہاد میں شریک ہے۔

۱۰- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا مجاہدین کو بہشت میں وہی گھوڑے دیئے جائیں گے جو ان کے ہمراہ جہاد میں ہوں گے (یا الفاظ دیگر مجاہدین کے گھوڑے بھی ان کے ہمراہ بہشت میں جائیں گے۔)

۱۱۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا تمام خوبیاں ہمراہ شمشیر اور زیرِ سایہء شمشیر ہیں اور لوگ اطاعت نہ ہوں گے مگر شمشیر سے اور شمشیریں بہشت کی کلیدیں ہیں۔

۱۲۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی خدا کی آرزو و پسند کرے وہ دنیا سے اس وقت تک نہ جائے گا جب تک کہ اسے عطا نہ کیا جائے۔

۱۳۔ امام صادق(ع) نے فرمایا ایمان کا محکم ترین درجہ یہ ہے کہ خدا کی راہ میں دوستی اور دشمنی رکھے اور خدا کی راہ میں دے اور دریغ کرے۔

۱۴۔ جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا کہ جو کوئی شام کے وقت تین بار "فَسُبْحانَ اللَّهِ حينَ تُمْسُونَ وَ حينَ تُصْبِحُونَوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي السَّماواتِ وَ الْأَرْضِ وَ عَشِيًّا وَ حينَ تُظْهِرُونَ" پڑھے گا تو جو کچھ اس شب کا خیر ہوگا حاصل کرے گا اور اس شب کے تمام شر سے محفوظ رہے گا اور جو کوئی صبح تین بار اسے دہرائے گا تو تمام دن کا خیر سمیٹ لے گا اور تمام دن کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۱۵۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا دن کے شروع اور آخر میں اور شب کے شروع میں فرشتے دفترِ حساب لاتے ہیں اور آدمی کے عمل و اس میں درج کرتے ہیں اول اور آخر دفتر میں بندے کے اعمال خیر لکھے جاتے ہیں اور جو کچھ ان(دفاتر حساب) کے درمیان ہے وہ (خدا) تمہارے لیے معاف فرمادے گا انشاء اللہ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ تم مجھے یاد رکھو تاکہ میں تمہیں یاد کروں اور خدا فرماتا ہے کہ ذکر خدا نہایت عظیم ہے۔

۱۶۔ امام صادق(ع) نے ابو ہارون سے فرمایا ، اے ابو ہارون میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہ(س) کی تلقین کرو جس طرح تم انہیں نماز واجب کی تلقین و نصیحت کرتے ہو تمہیں چاہئے کہ خدا کے ملازم رہو اور جو بندہ اس کی ملازمت نہیں کرتا وہ بدبخت ہوتا ہے۔

۱۷۔ آنحضرت(ص) نے ارشادفرمایا جب کوئی گھر سے باہر نکلو تو "بسم اللہ" کہو کہ دو فرشتے اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ ہدایت پا گیا اگر کہو" لا حول ولا قوۃ الا باللہ" تو کہتے ہیں یہ

محفوظ ہو یا اور اگر کہو'' تو لت علی اللہ'' تو کہتے ہیں۔تیرے لیے کافی ہے ایسے میں شیطان لعین کہتا ہے اب میرا اس بندے سے کیا واسطہ ہے یہ تو محفوظ ہو یا، ہدایت پا یا اور کفالت کا حقدار ٹھہرا۔

۱۸- امام صادق(ع) نے فرمایا کہ ایک دن آنحضرت(ص) نے جناب امیر(ع) سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں جناب امیر(ع) نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ(ص) میرے ماں باپ آپ(ص) پر قربان آپ(ص) ہمیشہ مجھے خوش خبری ہی سناتے ہیں آنحضرت(ص) نے فرمایا جبرائیل(ع) نے مجھے ایک عجیب امر کی خبر دی ہے کہ جو کوئی میری امت میں سے مجھ پر اور میری آل(ع) پر صلوات بھیجے اس کے لیے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس پر فرشتے صلوات بھیجتے ہیں چاہے وہ گناہ گار و خطا کار ہی کیوں نہ ہو اس کے گناہ جلدی جھڑ جاتے ہیں جس طرح درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں جب وہ صلوات بھیجتا ہے تو خدا اس کے جواب میں فرماتا ہے '' لبیک عبدی وسعدیک'' اور پھر اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے اے فرشتو تم نے اس پر ستر بار صلوات بھیجی ہے مگر میں اس پر سات سو مرتبہ صلوات بھیجتا ہوں پھر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو بندہ مجھ پر صلوات بھیجے گا مگر میری آل(ع) پر نہ بھیجے تو اس کے اور آسمان کے درمیان ستر پردے حائل ہوں گے اور خدا فرمائے گا'' لا لبیک ولا سعدیک'' اور اسکے اور خدا کے درمیان ستر حجاب حائل ہوں گے اور فرشتے اس کی دعا آسمان پر نہیں لائیں گے جب تک وہ اپنے نبی(ص) و ان کی عترت(ع) سے ملحق نہ کرے اور ان(ص) کے اہل بیت(ع) و اس میں شامل نہ کرے۔

۱۹- امام صادق(ع) نے فرمایا جو بندہ نماز ادا کرتے ہوئے اپنے پیغمبر(ص) کا نام (درود و صلوات) لے وہ راہ بہشت لے گا جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جس بندے کے سامنے میرا نام لیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو دوزخ میں جائے گا اور خدا اس سے اپنی رحمت و دور کردے گا۔

چار آدمیوں سے اہل دوزخ کو آزار

۲۰- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا چار آدمیوں کی وجہ سے اہل دوزخ بھی آزار محسوس کریں گے وہ حمیم سے پئیں گے اور جہنم میں شور کریں گے اہل دوزخ ایک دوسرے سے کہیں گے انہیں کیا

ہو یا ہے کہ سب و تکلیف دے رہے یں، ان کے لیے آگ کے ؑ ھ کتے ہوئے انگاروں کا ایک صندوق ملایا ائے گا اور انہیں اس میں بند رکھ یا ائے گا یہ اس میں بند اپنا گوشت کھاتے ہوں گے ال جہنم انہیں پوچھ یں گے کہ تمہارا کیا جرم ہے جس کی بدولت تم خود ن تکلیف میں ہو اور ہمیں ن آزار دے رہے ہو ان میں سے ایک ہے گا کہ مرتے وقت میرے ذے لوگوں کا مال تھا جو میں نے ادا کیا دوسرا ہے گا میرا جرم یہ ہے کہ میں بول و براز (پیشاب) میں احتیاط نہ برتتا تھا، تیسرا جس کے نہ سے خون و پیپ اری ہوگا ہے گا کہ میں بری باتوں کی تقلید کرتا تھا اور محفلوں میں یہی ملتا تھا چوتھا ہے گا میں جو اپنا گوشت کھا رہا ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ غیبت کرتا تھا اور لوگوں کا گوشت کھاتا تھا۔

۲۱- جناب ر ول را(ص) نے رمایا جو وئی اپنے برادر مومن کی اس کے نہ پر تعریف کرے مگر پیٹھ پیچھے برائی کرے تو ان کے در یان سے عصمت قطع ہو ائے گی۔

۲۲- امام صادق(ع) نے رمایا کہ جناب ر ول را(ص) سے وال کیا یا کہ ل کے لیے نجات کس میں ہے تو جناب ر ول را(ص) نے ارشاد رمایا نجات اس میں ہے کہ را و فریب نہ دو تاکہ وہ تمہیں فریب نہ دے جو وئی را و فریب دیتا ہے را اسے فریب دیتا ہے اور اس کا ای ان رخصت ہوتا ہے اور اگر سمجھے تو اس نے خود و فریب دیا ہے رض کیا یا را و کیسے فریب دیا اتا ہے۔ آنحضرت(ص) نے رمایا جو بندہ اپنی مرضی پر مل کرتا ہے تو یہ مل کسی اور مقصد کے لیے ہوتا ہے تم را سے ڈرو اور ریا سے رہیز کرو کہ یہ را کے ساتھ شرک کرنا ہے ریا کار روز قیامت چار ناموں سے پکارا ائے گا۔ اسے آواز دی ائے گی اے کافر، اے فاجر، اے غادر، اے اسر تیرے ا ال بے کار یں تیرا اجر باطل ہوا ہے آج تم وئی عزت نہیں رکھتے آج تم اس بندے سے اپنا اجر طلب کرو جس کے لیے تم یہ ا ال کرتے تھے۔

۲۳- جناب ر ول را(ص) ارشاد فرماتے یں، جب را کسی ا ت پر غضب کرے اور انب نازل نہ کرے تو اس ا ت میں گرانی نرخ ہوگی ان کی زندگیاں مختصر ان کی تجارت بے نفع ان کا وقت نابود ان کا پانی کم ور بارش ان کے لیے ممنوع ہوگی اور برے لوگ ان پر مسلط ہوں گے۔

۲۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا علی بن ابی طالب(ع) اور ان کی اولاد میں سے امام(ع) میرے بعد اہل زمین کے سردار اور قیامت میں سفید چہروں اور ہاتھوں والوں کے پیشوا ہوں گے۔

۲۵- ام المومنین عائشہ بیان کرتی ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) سے میں نے سنا کہ میں سید اولین و آخرین ہوں اور علی بن ابی طالب(ع) سید الاوصیاء ہیں وہ میرے بھائی میرے وارث اور میری امت پر میرے خلیفہ ہیں، ان کی ولایت فریضہ اور ان کی محبت وسیلہ ہے خدا ان کا حزب خدا کا حزب اور ان کے شیعہ انصارانِ خدا اور اولیاء اللہ ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن ہیں وہ میرے بعد مسلمانوں کے امام ہیں اور مومنین کے مولا و امیر ہیں۔

۲۶- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی قضیب احمر و دیکھنا چاہے اور یہ چاہے کہ اس سے متمسک ہو اسے چاہیے کہ وہ علی(ع) اور اس کے فرزندان، ائمہ(ع) کو دوست رکھے کہ وہ بہترین خلق ہیں اور ہر گناہ و خطا سے معصوم ہیں، وہ خدا کے منتخب شدہ ہیں۔

۲۷- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی علی(ع) کو اس کی زندگی اور بعد میں دوست رکھتا ہے تو خدا اس کے لیے امن و ایمان لکھے گا۔ جس کی وسعت آفتاب کے طوع و غروب کے مقام جتنی ہوگی اور جو کوئی علی(ع) کو اس کی زندگی یا بعد میں دشمن رکھتا ہے وہ جاہلیت کی موت پر مرے گا اور جو عمل کرے گا اس کا محاسبہ ہوگا۔

۲۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) تیری دوستی مرد مومن کے دل میں قائم ہوگی اس کے قدم پل صراط پر لغزش نہ کھائیں گے ثابت قدم رہے گا یہاں تک کہ تیری دوستی کے صلے میں خدا اسے داخلِ بہشت کردے گا۔

مجلس نمبر ۸۶

(۲۵ رجب سنہ۳۶۸ھ)

آنحضرت(ص) کا ستارے کی خبر دینا

۱۔ امام صادق(ع) اپنے والد(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ جب آنحضرت(ص) مرض الموت میں گرفتار ہوئے تو آپ(ص) کے خاندان کے افراد اور اصحاب آپ(ص) کے گرد جمع ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ(ص) اگر آپ(ص) کو حادثہ پیش آ یا تو آپ(ص) کے بعد ہمارا سرپرست کون ہوگا اور آپ(ص) کے امر کو ہمارے درمیان کون قائم کرے گا آنحضرت(ص) نے سکوت اختیار کیا اور کوئی جواب نہ دیا دوسرے دن ان سب نے پھر یہی سوال دہرایا مگر آپ(ص) پھر سکوت اختیار کیے رہے تیسرے دن پھر وہ سب جمع ہوئے اور یہی بات پوچھی تو آنحضرت(ص) نے فرمایا تم میں سے کسی کے گھر آج ایک ستارہ اترے گا تم دیکھنا کہ وہ کون ہے وہی میرے بعد تمہارا خلیفہ اور میرا امر قائم کرنے والا ہوگا۔

ہر کوئی انتظار کرنے اور خواہش رکھنے لگا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ ناگاہ آسمان سے ایک ایسا ستارہ نمودار ہوا جس کا نور تمام دنیا پر غالب تھا وہ ستارہ جناب علی بن ابی طالب(ع) کے گھر اترا۔ یہ دیکھنا تھا کہ اس بات میں ہیجان پیدا ہو اور وہ گمان کرنے لگے کہ یہ مرد (معاذ اللہ) گمراہ ہو گیا ہے اور راستے میں ہٹ گیا ہے اپنے چچا زاد بھائی کے بارے میں ہوائے نفس سے بات کرتا ہے اس پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی "قسم ہے ستارے کی جس وقت وہ نیچے آیا گمراہ نہیں ہے تمہارا صاحب اور راہ سے بھٹکا ہوا نہیں ہے بیشک یہ جو کہتا ہے وحی سے کہتا ہے۔" (نجم، ۱-۴)

۲۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی ہمارے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے خدا روزِ قیامت اسے یہودی محشور کرے گا عرض ہوا۔ یا رسول اللہ(ص) اگر چہ وہ شہادتین کہتا ہو آنحضرت(ص) نے فرمایا ہاں یہ دو کلمات کہنے سے اس کا خون محفوظ ہوا اور جزیہ کی خواری سے معاف ہوا پھر آپ(ص) نے دوبارہ فرمایا جو کوئی ہمارے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے خدا اسے روزِ قیامت یہودی محشور کرے گا عرض ہوا۔ یا رسول اللہ(ص)

کیسے، آپ(ص) نے فرمایا ہمارے خاندان کا دشمن ایسا ہے کہ اگر دجال کو پائے تو اس پر ایمان لائے گا۔

۳- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو مسلمان اپنی جائے نماز پر بیٹھے اور صبح کی نماز کے بعد ذکر خدا کرتا رہے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے تو وہ حج بیت اللہ کا ثواب لے گا اور معاف کیا جائے گا اور اگر دو یا چار رکعت نماز پڑھ لے (نافلہ) تو اس کے تمام گذشتہ گناہ معاف ہوں گے اور حج بیت اللہ کا اجر پائے گا۔

۴- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی نماز مغرب کے بعد گفتگو نہ کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو دفتر علیین اس کے لیے ثبت ہوگا اور اگر چار رکعات نماز پڑھ لے تو حج مقبول کا ثواب لے گا۔

۵- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی کسی حاجی سے ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے وہ اس بندے کی طرح ہے کہ جس نے حجر اسود کو مس کیا ہو۔

۶- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی ستائیس (۲۷) رجب کو روزہ رکھے گا خدا اسے ستر سال کے روزوں کا ثواب عطا کرے گا۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی گرمی کا روزہ رکھے اور پیاسا ہوتو خدا اس کے گھر فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کے چہرے کو مس کرینگے اور خوشخبری دیں گے یہاں تک کہ افطار کرے خدا فرماتا ہے کیا خوشی ہے تیری خوشبو اور کیا خوب ہے تیری نسیم، اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے معاف کیا۔

۸- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو شخص کسی ایسی قوم کے درمیان روزہ رکھے جو کھاتی پیتی ہو تو اس (روزہ دار) کے اعضاء اس کے لیے تسبیح کرتے ہیں اور فرشتے اس کے لیے رحمت طلب کرتے ہیں اور اس کی مغفرت ہوتی ہے۔

۹- حلبی کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے کون سے دن میں روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا وہ ہر ماہ میں تین (۳) دن ہیں پہلے ہفتے سے جمعرات دوسرے سے بدھ اور تیسرے اور آخری ہفتے سے جمعرات حلبی کہتے ہیں میں نے پوچھا یعنی ہر دس روز میں سے ایک

دن امام (ع) نے فرمایا ہاں پھر فرمایا جناب امیرالمومنین(ع) کا ارشاد ہے کہ ماہ رمضان کے روزے اور ہر مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا سینوں میں سے وسواس کے لیے کافی ہے بے شک ہر ماہ میں تین دن کا روزہ دہر کے روزے کے برابر ہے اور خدا فرماتا ہے جو کوئی ایک نیکی لائے گا اسے دس عطا کی جائیں گی۔

ثواب زیارت جناب ابو عبداللہ (ع) (امام حسین(ع))

۱۰۔ مقام طوس سے ایک شخص امام صادق(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ جو بندہ تربت ابوعبداللہ(ص) کی زیارت کرے کیا اجر رکھتا ہے ، امام(ع) نے فرمایا اے طوسی جو کوئی جناب ابو عبداللہ(ع) کی تربت کی زیارت کرے اور معتقد ہو کہ وہ خدا کی طرف سے امام(ع) ہیں اور واجب اطاعت ہیں تو خدا اس کے گذشتہ و آیندہ گناہ معاف فرمائے گا اور ستر گناہ گاروں کے لیے اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ اسی اثناء میں جناب موسی بن جعفر(ع) تشریف لائے تو انہیں اپنے زانو پر بٹھایا اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا پھر طوسی کی طرف رخ کیا اور فرمایا اے طوسی یہ میرے بعد امام اور حجت ہے اور اس کے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو آسمان و زمین میں اس (خدا) کے بندوں کے لیے اس کی رضا ہوگا وہ تمہاری زمین پر زہر سے قتل ہوگا اس پر ظلم وستم کیا جائے اور تمہاری زمین میں غربت کے عالم میں دفن ہوگا آگاہ ہو جاؤ کہ جو کوئی اس کی غربت کے عالم میں اس کی زیارت کرے گا یہ اعتقاد لیے ہوئے کہ وہ اپنے باپ(ع) کے بعد امام(ع) ہے اور اس کی اطاعت فرض ہے تو گویا اس بندے نے جناب رسول خدا(ص) کی زیارت کی۔

۱۱۔ صقر بن دلف کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا علی بن محمد(ع) (امام علی نقی(ع)) سے سنا کہ جو شخص خدا سے کوئی حاجت رکھتا ہے اسے چاہیے کہ طوس میں غسل کے ساتھ میرے جد امام رضا(ع) کی تربت کی زیارت کرے اور دو رکعت نماز ان کے سر مبارک کی سمت ادا کرے اور اپنی حاجت خدا سے بیان کرے قنوت کے دوران، تو اس کی دعا مستجاب ہوگی مگر گناہ اور قطع رحم کے لیے قبول نہ ہوگی اور بیشک اس کی قبر کی جگہ ایک بقعہ بہشت سے ہے اور مومن اس کی زیارت نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اسے دوزخ سے آزاد کرے اور بہشت میں داخل کرے۔

۱۲- آنحضرت(ص) نے ارشاد فرمایا بیشک حلقۂ بہشت سونے کے صفحے پر یاقوت سرخ سے ہے جب اس حلقے کو دروازۂ بہشت پر آویزاں کیا جائے گا، "یا علی" کا نعرہ بلند کرے گا۔

۱۳- ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا(ص) نے مکہ فتح کیا تو اس دن ہم آٹھ ہزار لوگ مسلمان ہوئے اور رات ہونے تک یہ تعداد اسی (۸۰) ہزار تک پہنچی آنحضرت(ص) نے قانون ہجرت کو ختم کرتے ہوئے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے پھر جناب علی بن ابی طالب(ع) سے فرمایا اے علی(ع) اٹھو اور انہیں کرامات خدا سے معجزہ دکھاؤ۔ جب آفتاب طلوع ہوا تو جناب امیر(ع) نے آفتاب سے گفتگو کی اور خدا اس دن جناب امیر(ع) کے علاوہ لوگوں نے کسی اور پر رشک نہ کیا میں نے دیکھا کہ علی بن ابی طالب(ع) اٹھے اور آفتاب سے فرمایا سلام ہو تم پر اے عبد صالح اور اپنے پروردگار کے مطیع، آفتاب نے ان کے جواب میں کہا آپ(ع) پر بھی سلام ہو اے برادر رسول خدا(ص)۔ وصی رسول(ص) اور خلق خدا پر اس کی حجت، یہ سن کر جناب امیر(ع) سجدے میں چلے گئے اور خدا کا شکر ادا کیا آنحضرت(ص) آگے بڑھے اور جناب امیر(ع) کو اٹھایا ان کے چہرے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا اے میرے حبیب اٹھو تمہارے گریہ سے اہل آسمان بھی گریہ میں ہیں، خدا تمہارے وجود سے اہل آسمان پر مباہات کرتا ہے۔

ہشام اور عمرو بن عبید کے درمیان مناظرہ

۱۴- امام صادق(ع) نے اپنے اصحاب میں موجود ایک صحابی ہشام سے فرمایا اے ہشام اس نے کہا " لبیک یا ابن رسول اللہ(ص) آپ(ع) نے فرمایا تمہاری جو گفتگو عمرو بن عبید سے ہوئی ہے بیان کرو ہشام نے کہا میں آپ(ع) پر قربان میں ہمت نہیں رکھتا اور شرم محسوس کرتا ہوں کہ آپ(ع) کے سامنے لب کشائی کروں امام(ع) نے فرمایا جب میں نے تجھے اس کا حکم دیا ہے تو بیان کر۔ ہشام نے کہا جب مجھے خبر ملی کہ عمرو بن عبید عالم فاضل بنا ہوا مسجد بصرہ میں مجالس منعقد کرتا ہے تو یہ مجھ پر گراں گزرا میں بصرہ گیا اور بروز جمعہ مسجد میں چلا گیا وہاں دیکھا کہ عمرو بن عبید سیاہ پٹکا کمر سے باندھے سیاہ لباس پہنے اور علماء کی روش اختیار کیے ہوئے لوگوں کا جمگھٹا لگائے ان کے سوالوں

کے جواب دے رہا ہے میں نے لوگوں کو ہٹا کر راستہ بنایا اور اس کے سامنے جا کر دو زانو بیٹھ گیا جب موقع ملا تو میں نے اس سے کہا اے عالم میں ایک غریب آدمی ہوں اگر تم اجازت دو تو میں ایک مسئلہ تم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں اس نے کہا ہاں بیان کرو میں نے کہا کیا تم آنکھیں رکھتے ہو۔ اس نے کہا ہاں رکھتا ہوں۔ میں نے کہا ان سے کیا دیکھتے ہو اس نے کہا میں ان سے رنگوں میں تمیز کرتا ہوں پھر میں نے پوچھا ناک سے کیا کرتے ہو اس نے کہا بو اور خوشبو سونگھتا ہوں، میں نے کہا دہن رکھتے ہو کہا ہاں میں نے کہا اس سے کیا کرتے ہو کہنے لگا اس سے چیزوں کا مزہ چکھتا ہوں میں نے کہا کیا تم زبان رکھتے ہو کہنے لگا ہاں تو پوچھا اس سے کیا کرتے ہو کہا اس سے گفتگو کرتا ہوں میں نے پوچھا کان رکھتے ہو کہا ہاں۔ میں نے پوچھا ان سے کیا کرتے ہو کہنے لگا آواز سنتا ہوں میں نے پوچھا ہاتھ رکھتے ہو کہنے لگا ہاں۔ میں نے کہا ان سے کیا کرتے ہو کہا ان سے چیزوں کو اٹھاتا ہوں پھر میں نے کہا کیا تم دل رکھتے ہو کہنے لگا ہاں میں نے کہا یہ کیا کام کرتا ہے تو کہا جو کچھ اعضاء کرتے ہیں یہ اس میں تمیز کرتا ہے میں نے کہا اعضاء جو کچھ انجام دیتے ہیں۔ اس کی دل کے بغیر تم تمیز کرسکتے ہو اس نے کہا میرے فرزند میری جان جب اعضاء کسی چیز کو پہچاننے میں غلطی کرتے ہیں یا دیکھنے، سننے یا چکھنے میں شک پڑ جاتے ہیں تو میں اسے استعمال کرتا ہوں اور دل سے گواہی طلب کرتا ہوں تاکہ شک زائل ہو جائے۔ میں نے کہا خدا نے اسے (دل کو) اعضاء کے شک کو رفع کرنے کی خاطر بنایا ہے اس نے کہا ہاں میں نے کہا اے ابو عبید خدا نے جسم کے لیے تو دل بنا دیا جو شک کی صورت میں حق کو پہچانتا ہے اور یقین تک لے جاتا ہے مگر اس (خدا) نے اپنی مخلوق کو شک و حیرت اور اختلاف میں چھوڑ دیا ہے اور ان کے لیے کوئی امام مقرر نہیں کیا کہ مورد شک میں وہ اس کی طرف رجوع کریں جب کہ تیرے بدن کا امام (دل) بنا دیا تاکہ شک و اختلاف کی صورت میں اس کی طرف رجوع کیا جائے عمرو بن عبید یہ سن کر خاموش ہو گیا اور کوئی بات نہیں کی پھر کچھ دیر بعد اس نے میری طرف رخ کیا اور کہا تم شامی ہو میں نے کہا نہیں کہا۔ کہاں کے ہو۔ میں نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا ہوں اس نے کہا پس تم وہی ہو پھر اس نے مجھے آغوش میں لیا اور اپنے پہلو میں بٹھایا اور اس کے بعد کسی سے بات نہیں کی یہاں تک کہ ہم رخصت ہوئے۔

امام صادق(ع) مسکرائے اور فرمایا اے ہشام تجھے یہ تعلیم کس نے دی میں نے کہا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) یہ میری فطرت ہے۔ ان پر بے اختیار آ یا تھا امام(ع) نے فرمایا اے ہشام خدا کی قسم صحف ابراہیم(ع) اور صحف موسیٰ(ع) میں یہ اسی طرح رقم ہے۔

۱۵- امام صادق(ع) نے فرمایا آنحضرت(ص) جب معراج پر گئے اور اس جگہ تک پہنچے جہاں تک خدا کی مرضی تھی تو آپ(ص) نے ادب کے ساتھ خدا سے مناجات کی اور واپس پلٹے جب چوتھے آسمان پر آئے تو خدا کی طرف سے انہیں ندا آئی، " اے محمد(ص)" آپ(ص) نے عرض کیا" لبیک ربی" ارشاد ہوا تیرے بعد تیری امت سے سے برگزیدہ کروں۔ عرض کیا خدایا تو بہتر جانتا ہے ارشاد ہوا۔ تیرے لیے علی(ع) بن ابی طالب(ع) وہ چنتا ہے کہ وہ تیرے مختار ہے۔

۱۶- امام صادق(ع) نے فرمایا، مومن کے لیے شائستہ ہے کہ وہ مندرجہ ذیل خصلتیں رکھتا ہو

۱ - سختوں اور آزمائشوں میں با وقار بن کر رہے۔ ۲ - بلاؤں اور مصیبتوں میں صبر کرے ۔ ۳ - راحت و آرام میں شکر کرے۔ ۴ - اللہ کے دیے ہوئے رزق پر قناعت کرئے ۔ ۵ - دوستوں سے عرض نہ اور طلبی محبت نہ کرے۔ ۷ - اپنے بدن و رنج دے تاکہ لوگ اس سے امان میں رہیں پھر فرمایا علم مومن کا دوست ہے حلم اس کا وزیر ہے صبر اس کا سردار لشکر ہے رفیق اس کا بھائی اور نرمی اس کا باپ ہے۔

۱۷- امام صادق(ع) نے فرمایا بی بی فاطمہ(س) کے لیے خدا کے ہاں نو(۹) نام ہیں

۱) فاطمہ(س) ۔ ۲) صدیقہ(س)۔ ۳) بارکہ(س) ۴) طاہرہ(س) ۵) زکیہ(س) ۶) رضیہ(س) ۷) مرضیہ(س) ۸) محدثہ(س) ۹) زہرا (س)۔

پھر امام(ع) نے فرمایا جانتے ہو ان کا نام فاطمہ(س) کیوں ہے راوی کہتا ہے میں نے کہا میرے آقا آپ(ع) مجھے بتائیں، فرمایا اس لیے کہ دوزخ ان سے شرم کھاتی ہے پھر فرمایا اگر علی(ع) سے سیدہ(س) کی تزویج نہ ہوتی تو قیامت تک زمین پر ان کا کوئی ہمسر نہ ہوتا نہ آدم(ع) اور نہ وہ جو آدم(ع) کے بعد پیدا ہوئے۔

خدا کا فرشتہ "محمود"

۱۸- جناب موسی بن جعفر(ع) نے بیان فرمایا جناب رسول خدا(ص) ایک مرتبہ تشریف فرما تھے کہ ایک فرشتہ ان(ص) پر نازل ہوا جس کے چوبیس ہزار چہرے تھے آنحضرت(ص) نے فرمایا میرے حبیب جبرائیل(ع) میں نے آپ کو پہلے کبھی اس صورت میں نہیں دیکھا فرشتے نے عرض کیا اے محمد(ص) میں جبرائیل(ع) نہیں ہوں میرا نام محمود ہے مجھے خدا نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ نور کی تزویج نور سے کردیجئے فرمایا کس کی تزویج کس سے کروں فرشتے نے کہا فاطمہ(س) کو علی(ع) سے رشتہ ازدواج منسلک کردیں۔ یہ پیغام دے کر جب یہ فرشتہ واپس ہوا تو اس کے شانوں کے درمیان لکھا تھا۔ "محمد رسول اللہ علی وصی رسول اللہ" آنحضرت(ص) نے اس سے فرمایا تیرے شانوں کے درمیان یہ کب سے لکھا ہوا ہے اس نے کہا آدم(ع) کی خلقت سے بائیس (۲۲) ہزار سال پہلے سے یہ میرے شانوں کے درمیان ثبت ہے۔

مجلس نمبر۸۷

(۲۸ رجب سنہ۳۶۸ھ)

بی بی فاطمہ(س) کی پیدائش

۱- مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے درخواست کی کہ مجھے بی بی فاطمہ(س) کی پیدائش کا حال بتائیں۔ امام(ع) نے فرمایا جب بی بی خدیجہ(س) کی تزویج جناب رسول خدا(ص) سے ہوئی تو قریش کی عورتیں ان کے پاس نہ آتی تھیں نہ ان سے سلام لیتیں اور نہ کسی دوسری عورت کو ان سے ملنے دیتیں اس صورت حال سے بی بی خدیجہ(س) کو وحشت ہونے لگی تنہائی و بے تابی اور غم کے بادل بی بی(ع) پر سایہ فگن ہوئے۔

جب آپ(ع) بی بی فاطمہ(س) کے نور عصمت سے حاملہ ہوئیں تو باعجاز آپ(ع) شکم مادر میں موجود جنین سے گفتگو فرماتیں اور اس طرح اپنی تنہائی دور کرتیں بی بی خدیجہ(ع) نے اس راز کو جناب رسول خدا(ص) سے پوشیدہ رکھا۔ ایک دن اچانک جناب رسول خدا(ص) تشریف لائے اور بی بی خدیجہ(ع) کو کسی سے باتیں کرتے ہوئے پایا تو فرمایا اے خدیجہ(ع) تم کس سے باتیں کر رہی تھیں بی بی(ع) نے جواب دیا اس بچے سے جو میرے شکم میں موجود ہے یہ مجھ سے باتیں کرتا ہے اور انسیت رکھتا ہے جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے خدیجہ(ع) مجھے جبرائیل(ع) نے خبر دی ہے کہ یہ جنین دختر ہے اور نسل طاہرہ(س) سے ہے اور با برکت ہے خدا نے میری ذریت کو اسی میں سے مقرر فرمایا ہے اور اس کی اولاد سے ائمہ(ع) آئیں گے خدا انہیں اپنی زمین میں خلیفہ مقرر فرمائے گا۔

مدت حمل پوری ہونے تک بی بی خدیجہ(ع) اسی طرح رہیں جب وقت ولادت آیا تو قریش اور بنو ہاشم کی عورتوں کو پیغام بھیجا کہ وہ آئیں اور خدیجہ(ع) کی پذیرائی کریں مگر انہوں نے جواب دیا کہ تم نے محمد(ص) سے شادی کی جو یتیم اور ابوطالب(ع) کا پروردہ ہے اس لیے ہم تمہیں قبول نہیں کرتیں، بی بی خدیجہ(ع) یہ جواب سن کر رنجیدہ ہوئیں۔ ناگاہ چار بلند قامت گندم گوں خواتین جو کہ قریش اور

بنو ہاشم کی عورتوں کی مانند معلوم ہوتی تھیں تشریف لائیں۔ انہیں دیکھ کر بی بی خدیجہ(ع) و خوف محسوس ہوا تو ان میں سے ایک نے بی بی(ع) سے کہا اے خدیجہ(ع) غم نہ کرو اور مت ڈرو ہم تیرے پاس خدا کی طرف سے آئیں ہیں اور تیری بہنیں ہیں، میں سارہ ہوں اور یہ آسیہ بنت مزاحم ہیں جو کہ جنت میں تیری رفیقہ ہیں یہ مریم بنت عمران(ع) ہیں اور یہ موسیٰ بن عمران(ع) کی بہن کلثوم(س) ہیں ہمیں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تیری پذیرائی کریں پھر وہ عام عورتوں کی مانند آپ(ع) کے دائیں ، بائیں آگے اور پیچھے بیٹھ گئیں اور فاطمہ(س) متولد ہوئیں اور وہ جب دنیا میں تشریف لائیں تو ان سے اس قدر نور پھوٹا کہ مکہ کے دیوار روشن ہوئے آپ(ع) اس دنیا میں پاک و پاکیزہ تشریف لائیں آپ(ع) کے نور سے مشرق تا مغرب کوئی گھر ایسا نہ تھا جو روشن نہ ہو یا ہو پھر حجرہ مبارک میں دس حوریں داخل ہوئیں ان میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں بہشت کی صراحیاں اور طشت تھے وہ اپنے ساتھ کوثر سے پانی لائی تھیں انہوں نے وہ پانی کے برتن ان خاتون کے حوالے کیے جو بی بی فاطمہ(س) کے سامنے بیٹھی تھیں ان خاتون نے فاطمہ(س) و کوثر کے پانی سے غسل دیا اور حوروں کے لائے ہوئے کپڑوں میں سے ایک کپڑے میں آپ(س) و لپیٹ دیا اور دوسرا سر اور چہرے پر باندھا گیا ان کپڑوں سے مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو آتی تھی پھر ان خاتون نے زبان فاطمہ(س) کے دہن میں ڈال دی فاطمہ(س) گویا ہوئیں اور کہا '' اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان ابی رسول اللّٰہ سید الانبیاء و ان بعلی سید الاوصاء و ولدی سادۃ الاسباط '' میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ میرے والد رسول اللّٰہ(ص) سید انبیاء ہیں اور میرا شوہر سید اوصیاء اور میرے فرزند فرزندان پیغمبر(ص) اور پھر اس کے بعد بی بی فاطمہ(س) نے ان تمام عورتوں و ان کے ناموں سے مخاطب کر کے انہیں سلام کیا وہ تمام خواتین مسکرائیں اور خوش ہوئیں بہشت سے آئی حوروں نے ایک دوسرے کو بشارت دی ولادت فاطمہ(س) کے وقت آسمان پر ایک ایسا نور چمکا کہ فرشتوں نے اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا پھر ان خواتین نے کہا اے خدیجہ(ع) اس پاک و پاکیزہ دختر و لے لو یہ ذکیہ، میمنہ اور مبارک ہے خدا نے اسے اور اس کی نسل و برکت دی ہے یہ سن کر خدیجہ(ع) خوش ہوئیں اور فاطمہ(س) و گود میں لے کر دودھ

پلانا شروع کیا۔ بی بی فاطمہ(س)وزانہ تین ماہ کی نشو و نما کے برابر بڑھتی ہیں اور ایک ماہ میں آپ(س) ایک سال کے برابر نشو ونما پا جاتیں۔

آنحضرت(ص) کے سیدہ(س) سے راز و نیاز

۲۔ ام المومنین عائشہ بیان کرتیں ہیں کہ ایک مرتبہ فاطمہ(س) میرے ہاں تشریف لائیں تو جناب رسول خدا(ص) نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا اورفرمایا مرحبا میری بیٹی فاطمہ(س) پھر آپ(ص) نے انہیں اپنے دائیں پہلو میں بٹھایا اور ان کے کان میں راز کی بات کہی جسے سن کر فاطمہ(س) رونے لگیں پھر آنحضرت(ص) نے دوبارہ فاطمہ(س) کے کان پر کچھ کہا تو وہ مسکرانے لگیں یہ دیکھ کر میں نے فاطمہ(س) سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ جناب رسول خدا(ص) نے مجھ سے فرمایا تھا کہ ہر سال جبرائیل(ع) ایک مرتبہ مجھے قرآن پیش کیا تھے اس مرتبہ جبرائیل(ع) دو مرتبہ تشریف لائے تھے لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت رحلت آ گیا ہے اور میرے خاندان میں سے تم وہ پہلی فرد ہو جو مجھے بہشت میں آکر لے گی یہ خبر سن کر میں نے گریہ کیا تو جناب رسول خدا(ص) نے دوبارہ فرمایا کیا تمہیں پسند نہیں کہ تم مومنین کی عورتوں کی بہشت میں سرداری کرو تو میں مسکرا دی۔

۳۔ ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں آنحضرت(ص) کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور علی بن ابی طالب(ع) اور فاطمہ(س) وحسن(ع) و حسین(ع) بھی موجود تھے کہ جبرائیل(ع) تشریف لائے اور ایک سیب آنحضرت(ص) کو پیش کیا آنحضرت(ص) نے اس سیب کو لیا اور اسے اپنا تازہ رکھا پھر وہ سیب علی(ع) بن ابی طالب(ع) کو دیا اور ان کا تازہ اس سیب سے رکھا پھر جناب علی(ع) نے وہ سیب آنحضرت(ص)و دیا انہوں نے اسے جناب حسن(ع)و دیا جناب حسن(ع) نے اسے لیا اور بوسہ دے کر اپنا تازہ اس سے رکھا اور واپس آنحضرت(ص) کو دیدیا آنحضرت(ص) کو دیدیا آنحضرت(ص) نے وہ سیب لے کر پھر اسے اپنا تازہ فرمایا اور دوبارہ علی(ع) کو دیدیا اس کے بعد جب علی(ع) نے چاہا کہ اسے آنحضرت(ص) کو پیش کریں تو وہ ہاتھ سے گر گیا اور دو ٹکڑے ہو گیا اس کے دو ٹکڑے ہوتے ہی اس سے ایک ایسا

نور خارج ہوکہ زمین و آسمان منور ہوئے اور اس سیب کے اندر دو سطریں لکھی ہوئی تھیں کہ۔ "بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ تحفہ ہے محمد مصطفی(ص) وعلی مرتضی(ع) اور فاطمہ زہرا(س) و حسن(ع) و حسین(ع) ، سبطین رسول خدا(ص) کے لیے خدا کی طرف سے۔ اور ان کے دوستوں کے لیے قیامت میں دوزخ سے امان ہے۔

۴- حذیفہ بن یمان(رض) بیان کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ جناب رسول خدا(ص) نے حسین بن علی(ع) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو اسے پہچان لو یہ حسین بن علی(ع) ہے جان لو، جس کے ہاتھ میں اس کی جان ہے یہ بہشت میں ہے اور اس کے ساتھ اس کا دوست بھی بہشت میں ہوگا۔

ارضِ نینوا

۵- ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں میں صفین کے سفر میں جناب امیرالمومنین(ع) کے ہمراہ تھا جب ہم مقام نینوا میں دریائے فرات کے کنارے پہنچے تو جناب امیر(ع) نے با آواز بلند پکارا۔ اے ابن عباس(رض) کیا تم اس جگہ کو پہچانتے ہو میں نے کہا نہیں یا امیرالمومنین(ع)۔ فرمایا ۔ اے ابنِ عباس(رض) اگر تم اس جگہ کو اس طرح پہچانتے جس طرح میں جانتا ہوں تو یہاں سے ہرگز نہ گذرتے جب تک کہ اس طرح گریہ نہ کرلیتے جس طرح میں گریہ کرتا ہوں یہ فرما کر آپ(ع) نے گریہ فرمایا یہاں تک کہ آپ(ع) کی ریش مبارک آنسوں سے تر ہوگئی اور آپ(ع) کے سینے پر بہنے لگے یہ دیکھ کر میں نے بھی ان کے ہمراہ گریہ کیا پھر آپ(ع) نے فرمایا آہ مجھے آل ابوسفیان سے کیا کام۔ آہ مجھے آل حرب سے جو لشکر شیطان و والیان کفر و روان ہیں سے کیا کام۔ اے ابو عبداللہ(ع) صبر کرو جو تم دیکھتے ہو وہ تمہارے باپ(ع) بھی نظر آتا ہے۔پھر جناب امیر(ع) نے پانی طلب کر کے وضو کیا اور بہت طویل نماز پڑھی پھر نماز کے بعد گریہ کیا پھر آپ(ع) نے ایک ساعت کے لیے آرام فرمایا جب آپ(ع) نینوا سے بیدار ہوئے تو فرمایا اے ابن عباس(رض) میں نے کہا میں حاضر ہوں، فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے تم سے بیان کروں میں نے عرض کیا خدا کرے جو کچھ آپ(ع) نے خواب میں دیکھا ہے وہ آپ(ع) کے لیے خیر و سعادت ہو انشاء اللہ، آپ(ع) نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ چند مرد آسمان سے نیچے آئے

جو سفید رنگ کا علم ہاتھ میں لیے ہوئے تلواریں حمائل کیے ہوئے تھے وہ نور کی سفیدی کی وجہ سے چمک رہے تھے انہوں نے اس زمین کے گرد خط کھینچا پھر نے دیکھا کہ درختوں کی شاخیں جھک گئیں اور تازہ خون اس صحرا میں موج زن ہو گیا پھر نے اپنے فرزند حسین(ع) کو دیکھا جو خون میں تڑپ رہا ہے اور استغاثہ کی آواز بلند کر رہا ہے مگر کوئی اس کی مدد کو نہیں آتا اور سفید پوش مرد جو آسمان سے زمین پر آئے تھے حسین(ع) سے کہہ رہے تھے ۔ صبر کرو تم بدترین امت کے ہاتھوں سے قتل ہوگے اور اس وقت بہشت تمہاری مشتاق ہے پھر وہ مرد میرے پاس آئے اور مجھ سے تعزیت کی اور کہا اے ابوالحسن(ع) شاد و خوش رہیے خدا آپ(ع) کی آنکھیں قیامت کے دن ان مصائب کی وجہ سے روشن رکھے گا یہ دیکھ کر میں بیدار ہو گیا میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے بتایا بانو کیونکہ جناب رسول خدا(ص) نے مجھے خبر دی تھی کہ جب میں باغیوں سے لڑنے جاؤں گا اور سر کشی کریں گے تو میں اس سر زمین کو دیکھوں گا اور یہ زمین کرب وبلا ہے میرا فرزند حسین(ع) اور اس کے ساتھ اولاد فاطمہ(ع) میں سے سترہ آدمی اس سر زمین میں دفن ہوں گے یہ زمین آسمانوں میں معروف ہے جس طرح کعبہ و حرم مدینہ اور بیت المقدس ہیں پھر جناب امیر(ع) نے فرمایا اے ابن عباس(رض) اس صحرا میں سرگین آہو ڈھونڈو خدا کی قسم میں ہرگز جھوٹ نہیں بولتا اور نہ ہی جناب رسول خدا(ص) نے جھوٹ بتایا کہ میں اس صحرا میں سرگین کا ڈھیر دیکھوں گا جو زعفران کی طرح زرد ہوگا(سرگین آہو سے مراد ہرن کی مینگنیاں ہیں) ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ میں نے سرگین آہو کو تلاش کرنا شروع کیا اور ایک جگہ میں نے ان سرگین کا ڈھیر دیکھا جناب امیر(ع) نے فرمایا خدا اور اس کا رسول(ص) سچ فرماتے ہیں پھر آپ(ع) تیزی سے ان سرگین کی طرف بڑھے اور اٹھا کر انہیں سونگھا اور فرمایا اے ابن عباس(رض) یہ وہی سرگین ہیں جس کی مجھے خبر دی گئی ہے اے ابن عباس(رض) کیا تم جانتے ہو یہ سرگین کونسی ہیں، یہ وہ ہیں کہ جب عیسی(ع) بن مریم(ع) اس صحرا سے گزرے اور ان کے حواری اور مصاحب ان کے ہمراہ تھے تو ان کی نظر ان سرگین پر پڑی انہوں نے دیکھا کہ ایک گلہ آہو یہاں جمع ہے اور تمام آہو رو رہے ہیں حضرت عیسی(ع) نے یہ سرگین اٹھا کر سونگھے اور بیٹھ کر رونا شروع کر دیا ان کے مصاحبین نے بھی ان کے ہمراہ گریہ کرنا شروع کر دیا پھر کچھ دیر بعد حضرت عیسی(ع) سے

دریافت کیا کہ کیا وجہ سے آپ(ع) یہاں بیٹھ کر گریہ کر رہے ہیں تو حضرت(ع) نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو یہ کون سی سرزمین ہے انہوں نے کہا نہیں تو فرمایا یہ وہ سرزمین ہے جس میں نبی آخر الزمان کا فرزند اور ان کی دختر فاطمہ(س) کا فرزند(ع) شہید ہوگا اور دفن ہوگا اس زمین کی خاک کی خوشبو مشک سے زیادہ ہے میرے گریہ کرنے کا سبب یہی ہے ان شہیدوں کی طینت انبیاء(ع) و اولیاء(ع) جیسی ہے یہ آہو مجھ سے باتیں کررہے ہیں اور بتا رہے ہیں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں دوسرے درندوں کے شر سے محفوظ ہیں یہ فرماکر حضرت عیسی(ع) نے ان سرگین کو سونگھا اور فرمایا اس سرگین کی خوشبو میں اس گھاس کی خوشبو ہے جو اس سرزمین (کربلا) میں اگتی ہے خدایا اس (سرگین و آہو) و اپنے حال پر اس وقت تک قائم رکھنا جب تک اس (حسین(ع))کا باپ یہاں آکر اسے نہ سونگھ لے اور یہ اس کے لیے موجب تسلی ہو۔

اے ابن عباس(رض) یاد رکھو عیسی(ع) کی یہ دعا اب تک باقی رہی ہے اور مدت دراز کے باوجود انہیں (سرگین)محفوظ رکھا گیا ہے اور یہ زمین، زمین کرب و بلا ہے اس کے بعد جناب امیر(ع) نے با آواز بلند فرمایا اے پروردگار عیسی بن مریم(ع)۔ میرے بیٹے کے قاتلوں کو اور وہ اشقیاء جو ان کی مدد کریں اپنی رحمت و برکت نہ دینا۔ یہ کہہ کر جناب امیر(ع) کثرت گریہ کی وجہ سے منہ کے بل گر گئے اور ایک ساعت بے ہوش رہے جب آپ(ع) ہوش میں آئے تو تھوڑی سی سرگین اٹھا کر اپنی رداء مبارک میں باندھ لیں اور مجھے حکم دیا کہ میں بھی تھوڑی سی اپنی رداء میں باندھ لوں پھر جناب امیر(ع) نے فرمایا اے ابن عباس(رض) جب تم دیکھو کہ یہ سرگین تازہ خون میں تبدیل ہو گئیں ہیں تو سمجھ لینا کہ میرا فرزند حسین(ع) اسی زمین میں شہید کردیا گیا ہے۔

ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ میں ان سرگین کو ہمیشہ اپنی آستین کے ساتھ باندھ کر رکھتا تھا اور ان کی حفاظت کیا کرتا تھا اور اپنی نماز واجب سے زیادہ ان کی حفاظت کرتا تھا ایک دن میں اپنے گھر میں آرام کررہا تھا اور جب میں نیند سے بیدار ہوا تو کیا دیکھتا کہ میری آستین خون آلودہ ہوچکی ہے اور ان سرگین سے خون جاری ہے یہ دیکھ کر میں رونے پیٹنے لگا اور واویلا کرنے لگا کہ خدا کی قسم حسین بن علی(ع) شہید ہوئے ہیں میں نے ہرگز علی بن ابی طالب(ع) سے جھوٹ نہیں سنا مجھے جو خبر دی گئی

تں وہ وقوع پذیر ہوگئی ہے جب میں گھر سے باہر آیا تو دیکھا کہ ایک غبار مدینہ کو گھیرے ہوئے ہے اور لوگ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے آفتاب خون سے بھرے ہوئے طشت کی مانند سرخ ہوچکا ہے مدینے کے دیوار اس طرح سرخ ہوئے ہیں جیسے ان پر خون ملا ہو۔ یا یا ہو اس کے بعد میں گھر واپس آیا اور گریہ کی حالت میں کہا خدا کی قسم حسین بن علی(ع) شہید ہوئے ہیں ناگاہ گھر کے اطراف سے ایک آواز میرے کان میں پڑی مگر آواز دینے والا نظر نہ آیا اور وہ آواز یہ تھی کہ اے آل رسول(ص) صبر کرو فرزند رسول(ص) شہید ہوئے ہیں۔ اور جبرائیل(ع) روتے ہوئے نازل ہوئے ہیں جب یہ آواز میں نے سنی تو میری گریہ و زاری زیادہ ہوگئی اور میں نے جان لیا کہ حسین(ع) اسی وقت شہید کیے گئے تھے اس دن محرم کی دس (۱۰) تاریخ تھی اس کے بعد جب کربلا سے شہادت حسین(ع) کی خبر مدینہ پہنچی تو معلوم ہوا کہ امام حسین(ع) کو اسی دن (دس محرم کو) شہید کیا گیا تھا اور وہ جماعت جو کربلا میں موجود تھی انہوں نے بیان کیا کہ شہادت حسین(ع) کے بعد ویسی آواز کربلا میں سنائی دی تھی جیسی مدینہ میں سنی گئی تھی مگر آواز دینے والا نظر نہیں آیا ہمارا خیال ہے یہ آواز حضرت خضر(ع) کی تھی۔

۲۔ زرارہ بیان کرتے ہیں کہ امام باقر(ع) نے فرمایا جب جناب رسول خدا(ص) معراج پر گئے تو جس مخلوق کے پاس سے گذرے اسے خوش وخرم دیکھا مگر ایک فرشتہ ایسا دیکھا جو خوش نہ تھا آپ(ص) نے جبرائیل(ع) سے دریافت کیا کہ میں نے ان تمام میں سے جسے دیکھا خوش وخرم دیکھا مگر اس فرشتے کو شاد نہیں دیکھا یہ کون ہے کیا خدا نے اسے اس طرح پیدا کیا ہے جبرائیل(ع) نے فرمایا یہ خازن دوزخ ہے اور خدا نے اسے اسی طرح خلق فرمایا ہے میں چاہتا ہوں آپ(ص) اس سے دوزخ کے بارے میں پوچھیں پھر جبرائیل(ع) نے خازن جہنم سے کہا کہ محمد رسول خدا(ص) ہیں انہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ تم سے دوزخ کے بارے میں پوچھوں۔ اس نے کہا میرے سامنے خدا تعالی نے ایک شخص کو حاضر کرنے کا حکم دیا جب وہ حاضر کیا گیا تو اس کو گردن سے پکڑ کر اس کی جان نکالنے کا حکم دیا جب اس کی جان نکلتے میں نے دیکھی تو تب سے آج تک میں نہیں مسکرایا۔

"وصلی اللہ علی رسولہ و آلہ الطاہرین۔"

مجلس مۂ بر۸۸

(سلخ رجب سنہ ۳۶۸ھ)

آنحضرت(ص) کی ولادت با سعادت

۱- لیث بن سعد کہتے یں کہ میں نے ایک مرتبہ معاویہ کے پاس بیٹھا تھا اور کعب الاحبار ٰن ویں موجود تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تم نے پچ کتابوں میں آنحضرت(ص) کے ولادت کے متعلق کیا پیش گوئیاں پڑھیں اور ان(ص) کے کیا فضائل و صفات تم نے مرقوم دیکھے۔ میرا وال سن کر کعب نے معاویہ کی رف دیکھا کہ اس کے کیا تاثرات یں کہیں وہ اس کے بولنے پر روض ہے یا نہیں۔ اس وقت ذرا کی تررت سے معاویہ کی زبان پر جاری ہوا کہ اے ابو اسحاق جو کچھ تم نے دیکھا اور جو کچھ تم جانتے ہو بیان کرو۔

کعب نے کہا میں نے بہتر(۷۲) آسمانی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور دانیال(ع) کے صحائف ٰن پڑھے یں ان تمام کتابوں میں ان کا نام ت واضح طور پر موجود ہے۔ اور ان(ص) کی عترت(ع) و ولادت کا تذکرہ ہے سوائے حضرت عیسیٰ(ع) اور حضرت محمد(ص) کی ولادت کے کسی نبی یا پیغمبر(ع) کی ولادت کے وقت فرشتے نازل نہیں ہوئے اور سوائے جناب مریم(ع) اور جناب آمنہ(ع) کے کسی کے واسطے آسمانوں کے پردے نہیں ہٹائے ئے اور حضرت عیسیٰ(ع) اور حضرت محمد(ص) کی ولادت کے سوا کسی اور عورت پر فرشتے موکل نہیں کیے ئے حضرت محمد(ص) کے حمل کی علامات یہ تی کہ جس رات جناب آمنہ(ع) حمل سے ہوئیں ساتوں آسمانوں پر ایک منادی نے ندار دی کہ آپ(ع) و خوشخبری ہو، در شہوار نطفہ خاتم الانبیاء(ص) قرار پا یا اس خوشخبری کی منادی تمام زمینوں میں ٰن کی گئی اور وئی چلنے اور پرواز کرنے والا ایسا نہیں تھا جس و آنحضرت(ص) کی ولادت کی خبر نہ ہوئی ہو۔ آنحضرت(ص) کی ولادت کی رات ستر ہزار قصر یاقوتِ سرخ اور ستر ہزار قصر مروارید کے بنائے ئے جن کے نام قصور ولادت رکھے ئے اور تمام بہشتوں و آراستہ کیا یا اور ان سے رفادیا یا کہ خوشی مناؤ اور اپنے مقام پر بالیدہ

ہوتی رہو آج تمہارا دوست اور دوستوں کا پیغمبر(ص) پیدا ہوا ہے یہ سن کر ہر بہشت خوش ہوکر ہنسی اور وہ قیامت تک ہنستی رہیں گی اور میں نے سنا ہے کہ دریا کی مچھلیوں میں سے ایک اسی نام کی مچھلی ہے جو سب سے بڑی ہے جس کی ہزار دمیں ہیں اس کی پیٹھ پر ہر وقت سات لاکھ گائیں ایسی چلتی ہیں کہ ہر گائے دنیا سے بڑی ہے ہر گائے کے سر پر ستر ہزار زمرد کے سینگ ہیں اس مچھلی کی پشت پر جب یہ گائیں چلتی ہیں تو اسے پتا بھی نہیں چلتا وہ مچھلی حضرت(ص) کی ولادت سے خوش و مسرور ہو کر حرکت میں آئی اگر خدا اسے ساکن ہونے کا حکم نہ دے دیتا تو تمام دنیا پلٹ جاتی۔ میں نے سنا کہ اس روز کوئی پہاڑ ایسا نہ تھا جس نے دوسرے پہاڑ کو خوشخبری نہ دی ہو سب پہاڑ "لا الہ الا اللہ" کا ورد کررہے تھے اور تمام پہاڑ آنحضرت(ص) کی ولادت کی خوشی میں وہ ابو قبیس کے سامنے جھکے ہوئے تھے تمام درخت اور ان کی شاخیں اپنے پتوں اور پھلوں سمیت پروردگار عالم کی تقدیس و تسبیح کررہے تھے اس روز آسمان و زمین کے درمیان مختلف انوار کے ستر ستون نصب کیے گئے جس میں سے کوئی ایک، دوسرے سے متشابہ نہ تھا جب حضرت آدم(ع) و آنحضرت(ص) کی ولادت کی خوشخبری دی گئی تو فرطِ مسرت سے ان کا حسن ستر گنا بڑھ گیا اور موت کی تلخی ان کے حلق سے زائل ہوگئی او حوض کوثر میں خوشی سے تلاطم پیدا ہوا اور اس نے در یاقوت کے ستر ہزار قصر آنحضرت(ص) پر نثار کرنے کے واسطے اپنی تہ میں سے نکال کر باہر ڈال دیئے شیطان و زنجیروں سے چالیس روز کے لیے جکڑ دیا گیا اور اس کا تخت چالیس روز کے لیے پانی میں غرق کردیا گیا تمام بت سرنگوں ہوئے اور ان کی زبانوں سے فریاد واویلا کی آوازیں بلند ہونے لگیں ان کعبہ سے آواز بلند ہوئی کہ اے آل قریش تمہاری طرف ثواب کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا آیا ہے اور اس کا ساتھ دینے میں عزت ابدی اور بے انتہا فائدہ ہے اور وہی خاتم النبیین(ص) ہے پھر کعب نے کہا ہم نے کتابوں میں پایا ہے کہ ان(ص) کی عترت(ع) ان کے بعد تمام دنیا کی مخلوق سے افضل ہے اور جب تک ان میں سے ایک بھی اس زمین پر رہے گا۔ دنیا والے خدا کے عذاب سے امان میں رہیں گے۔

معاویہ نے پوچھا اے ابو اسحاق اس(ص) کی عترت(ع) کون لوگ ہیں کعب نے کہا ان(ص) کی عترت(ع) اولاد فاطمہ(س) ہیں یہ سن کر معاویہ کے چہرے کے تاثرات بدل گئے وہ اپنے ہونٹ کاٹنے لگا اور اپنی ڈارھی پر

ہاتھ پھیرنے لگا پھر کعب نے کہا ہم نے ان(ص) کے دونوں فرزندوں کے اوصاف کے بارے میں کتابوں میں پڑھا اور دیکھا ہے کہ وہ دونوں فرزندان فاطمہ(س) ہیں اور انہیں بدترین خلق شہید کردیں گے معاویہ نے پوچھا انہیں کون لوگ قتل کریں گے تو اس نے کہا انہیں قریش میں سے ایک شہید کرے گا یہ سن کر معاویہ غضب میں بے تاب ہو کر بولا اگر تم خیریت چاہتے ہو تو میرے پاس سے چلے جاؤ تو ہم لوگ اٹھ کر وہاں سے چلے آئے۔

۲- نویر بن سعید اپنے والد سعید سے اور وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ جناب امیرالمومنین(ع) مسجد بصرہ کے منبر پر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو میرا حسب ونسب بیان کرو جو کوئی مجھے پہچانتا ہے وہ لوگوں کے سامنے میرا نسب بیان کرے پھر میں اپنا نسب خود ہی بیان کرتا ہوں۔ میں زید(رح) بن عبد مناف(رح) بن عامر(رح) بن عمرو(رح) بن مغیرہ(رح) بن زید(رح) بن کلاب(رح) ہوں یہ سن کر ابن کوا کھڑا ہوا اور کہا اے میرے آقا ہم آپ(ع) کا نسب اس کے سوا نہیں جانتے کہ آپ علی(ع) بن ابی طالب(ع) بن عبدالمطلب(ع) بن ہاشم(رح) بن عبد مناف(رح) بن قصی(رح) بن کلاب(رح) ہیں جناب امیر(ع) نے فرمایا اے یزید باپ کی اولاد یزید نام میرے والد(ع) نے اپنے جد کے نام پر زید رکھا اور میرے والد(ع) کا نام عبد مناف(ع) ہے مگر ان کی کنیت ابوطالب(ع) زبان زد عام ہوگئی میرے دادا کا نام عبدالمطلب(ع) عامر ہے مگر ان کی کنیت عبدالمطلب(ع) ہی حرف عام میں مستعمل ہوگئی ان کے والد کا نام ہاشم عمرو(رح) ہے مگر وہ لقب سے شہرت پائے ان کے والد کا نام عبدو مناف مغیرہ(رح) ہے لیکن وہ اپنے لقب سے پکارے جانے لگے ان کے والد کا نام قصی زید ہے مگر عرب کے لوگ ان کی کنیت کے نام سے انہیں پکارنے لگے یہ لوگ دور کے شہروں سے مکہ میں آئے اور ان کے لقب ان کے ناموں پر غالب ہوئے۔

۳- ابوعبد اللہ امام صادق(ع) نے فرمایا خدا نے داؤد(ع) کو وحی کی کہ میرے بندوں میں سے جب کوئی میری خوشنودی کے لیے ایک نیک عمل کرتا ہے تو میں نے اس کے لیئے بہشت کو مباح کرتا ہوں داؤد(ع) نے عرض کیا خدایا وہ نیک کام کیا ہے تو ارشاد ہوا وہ نیک کام یہ ہے کہ کوئی بندہ میری خوشنودی کی خاطر کسی مومن کو خوش کرے یہ سن کر داؤد(ع) نے عرض کیا بار الہا یہ (بہشت) اس کے لیئے کافی ہے تو تجھے پہچانتا ہو(تیری معرفت رکھتا ہو) اور تجھ سے امید قطع نہ کرے۔

۴- امام صادق(ع) نے رفماہ یا ہم وہ اول ناندان ہیں کہ نرا نے ہ ارے نام و بلند کیا جب نرا نے زمیین و آسم ان و خلق کیا تو ۔ادی و حکم یا کہ وہ تیج ۔ بار آواز بلند کرے " اشهد ان لا اله الا الله محمد رسول الله اشهد ان عليا اميرالمومنين حقا "

۵- امام باقر(ع) نے رفماہ یا نرا نے آنحضرت(ص) و وی کی کہ " اے محمد(ص) میں نے تجھے پیدا کیا اور اس وقت وئی چیز نہ تی پھر میں نے اپنی روح و تجھ میں پھونکا اور تجھے گرامی کیا کہ تیری اطاعت تمام خلق پر لازم قرار دی جو وئی تیری اطاعت کرے اس نے میری اطاعت کی اور جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی اور اس امر و علی(ع) اور اس کی نسل کے لیے مخصوص یا ہے۔"

۶- امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا ہے کہ جناب ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا ہر صبح دو فرشتے ندا دیتے ہیں کہ اے طالب خیر سامنے آ اور اے طالب شر پیچھے ہٹ، کیا وئی دعا کرنے والا ہے کہ اس کی دعا قبول کی جائے کیا وئی ہے جو مغفرت طلب کرتا ہو کہ اسے معاف کیا جائے ، وئی ہے جو تائب ہو اور اس کی توبہ قبول کی جائے کیا وئی ایسا ہے جو مغموم ہو کہ اس کا غم ختم کیا جائے رہا یا جو وئی اپنا مال تیری راہ میں خرچ کرتا ہے اسے اس کا بدلہ دے اور جو وئی بخیل ہے اسے تلف کر جناب ر ول نرا(ص) نے رفماہ یا کہ ان کی یہ دعا تمام دن جاری رہتی ہے یہاں تک کہ ورج غروب ہوجاتا ہے۔

۷- ابو بصیر کہتے ہیں کہ امام صادق(ع) نے رفماہ یا نرا نے عیسی بن مریم(ع) و وی کی کہ اے عیسی(ع) میرے دین کے علاوہ کسی و گرامی ت رکھو اور جو اسے گرامی نہ رکھے گا میں اپنی رحمت سے اسے نعمت عطہ نہ کروں گا اے عیسی(ع) اپنے اندرون و بیرون و پانی سے دھوکے (پاکیزہ) رکھو جنات و نوخیرہ کرو میرے حضور توبہ کے لیے تیار رہو اپنی حزین آواز مجھ سناتے رہو اور جو کچھ ں ہے وہ میرے ہی پاس ہے۔

۸- امام صادق(ع) کا فرمان ہے کہ جو وئی کسی کافر و دوست رکھتا ہے وہ نرا و دشمن رکھے ہوئے ہے اور جو وئی کسی کافر و دشمن رکھے ہوئے ہے وہ نرا کا دوست ہے پھر آپ(ع) نے رفماہ یا ، دشمن نرا کا دوست نرا کا دشمن ہے۔

۹- اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین(ع) نے اپنی تقریر میں ارشاد فرمایا ، اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور سمجھو کہ خدا کے نزدیک ہے میں خلق پر امام(ع) ہوں اور بہترین لوگوں میں سے وصی ہوں میں حضرت طاہرہ(ع) اور ائمہ(ع) کا باپ ہوں جو برحق ہیں، جناب رسول خدا(ص) کا برادر ان کا وصی ولی اور وزیر ہوں میں ان(ص) کا صاحب، صفی اور ان کا حبیب وخلیل ہوں میں امیرالمومنین(ع) اور سفید چہروں و ہاتھوں والوں کا پیشوا اور سید الاوصیاء ہوں میرے ساتھ جنگ خدا کے ساتھ جنگ ہے میرے خلاف سازش خدا کے خلاف سازش ہے میری اطاعت خدا کی اطاعت اور مجھ سے دوستی خدا کے ساتھ دوستی ہے میرے شیعہ اولیاء اللہ ہیں اور میرے انصار انصاران خدا ہیں خدا نے جب مجھے پیدا کیا یا تو کسی چیز کا وجود نہ تھا جناب رسول خدا(ص) کے اصحاب نے اپنے پیغمبر(ص) کی زبانی [illegible] اور یاد کیا ہے کہ ناکثین ، مارقین و قاسطین ملعون ہیں اور جو افتراء باندھتے ہیں وہ [illegible] ہیں۔

۱۰- جناب موسی بن جعفر(ع) فرماتے ہیں میں نے اپنے والد(ع) سے سنا کہ بندہ جب سورہ حمد پڑھتا ہے تو وہ شکر ادا کرتا ہے اور اس کی جزا معین کرتا ہے پھر میرے والد(ع) نے فرمایا جو کوئی سورۃ حمد پڑھے وہ امن میں ہوگا پھر انہوں نے فرمایا " وجرانا انزلناہ" پڑھتا ہے اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے کہ تو نے سچ کہا اور معاف کر دیا پھر میرے والد(ع) نے فرمایا، جو کوئی " آیت الکرسی" پڑھتا ہے اس کے لیے مبارک ہے اور اس کے لیے دوزخ سے بیزاری نازل کی گئی ہے۔

۱۱- ابو الحسن موسی بن جعفر(ع) نے فرمایا خدا بروز جمعہ ہزار نفحات رکھتا ہے اور جس کسی کا چاہتا ہے عطا کرتا ہے ، جو کوئی عصر کے بعد بروز جمعہ سو مرتبہ "انا انزلناہ" پڑھے خدا اسے وہ ہزار نفحات اور ان کی مانند مزید عطا کرتا ہے۔

۱۲- امام صادق(ع) نے فرمایا جبرائیل(ع) جناب رسول خدا(ص) پر نازل ہوئے اور فرمایا اے محمد(ص) خدا تجھے سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے تیرے باپ پر کہ جس میں سے تجھے ملایا اس و کھ پر کہ جس نے تجھے اٹھایا اور اس دامن پر کہ جس نے تجھے پرورش کیا پر آگ و حرام قرار دی یا جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے جبرائیل(ع) اس کی وضاحت کریں جبرائیل(ع) نے فرمایا باپ جو آپ(ص) کو ملایا وہ عبداللہ بن عبدالمطلب(ع) ہیں وہ جو کچھ جس نے آپ(ص) کو اٹھایا سے مراد آپ کی والدہ آمنہ(ع) بنت وہب ہیں

اور دامن کہ جس نے آپ و پرورش کیا وہ جناب ابوطالب(ع) بن عبدا لب(ع) اور فاطمہ(ع) بن اسد یں۔

۱۳- جناب ابو عبداللہ امام صادق(ع) نے ارشاد رفما یا ایک زمانے میں بنی اسرائیل و حب نے گیر لیا الت یہاں تک بات پہنچی کہ انہوں نے۔قبروں سے مردے نکال کر کھانا شروع کردیے ایک۔قبر انہوں نے ایسی کھودی کہ اس سے ایک لوح بر آمد ہوئی جس پر تحریر تھا کہ میں نلاں پیغمبر ہوں ایک حبشی ۔میری۔قبر کھولے گا، میں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے اسے اصل کیا جو کچھ کھایا اس سے فائدہ اصل کیا اور جو کچھ چھوڑا اس سے نقصان اٹھایا۔

۱۴- پیغمبر خدا(ص) نے رفما یا جو وئی اپنے دل میں تعصب رکھتا ہوگا تو خدا روزِ قیامت اسے عرب کے جہلا کے ساتھ محشور کرے گا۔

۱۵- امام صادق(ع) نے رفما یا کہ جناب ر ول خدا(ص) سے روایت ہے، جو وئی " سبحان اللہ" ہے تو خدا اسکے لیۓ بہشت میں درخت گائے گا جو وئی " الحمد للہ" ہے خدا اس کے لیۓ بہشت میں درخت گائے گا جو وئی " لا الہ الا اللہ " ہے خدا اس کے لیۓ بہشت میں درخت گائے گا ایک صحابی نے کہا یا ر ول اللہ(ص) کیا ہم بہشت میں بہت زیادہ درخت رکھتے یں آنحضرت(ص) نے رفما یا ہاں مگر کہیں ایسا نہ ہو کہ آگ نازل ہو اور انہیں جلادے اور خدا تعالی ارشاد فرماتا ہے

"اے ایمان والو" یا وہ بندے یں رکھا یہ ان لائے اور خدا اور اس کے ر ول (ص) پر اور فرمانبردار یں اور اپنے عمل سے اس و باطل کرتے یں۔ " (محمد(ص)، ۳۳)

۱۶- امام صادق(ع) نے رفما یا جو وئی بازار میں (روز مرہ معمولات کے دوران) اشہد ان لا الہ الا اللہ و رہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و ر ولہ " ہے تو خدا اس کے لیے ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب لکھتا ہے۔

مجلس نمبر۸۹

(غرہ شعبان سنہ۳۶۸ھ)

۱۔ امام باقر(ع) نے فرمایا ۔ خدا نے آدم(ع) کو وحی کی کہ اے آدم(ع) میں نے تیرے لیے تمام خیر کو چار کلمات میں جمع کر دیا ہے جن میں سے ایک مجھ سے ہے ایک تیرے لیے ایک تیرے اور میرے درمیان اور ایک تیرے اور لوگوں کے درمیان ہے۔

جو تیرے لیے ہے وہ تیرا عمل ہے جس کی جزا کے تم محتاج ہو وہ میں تمہیں دوں گا جو تیرے اور میرے درمیان ہے وہ تیرا مجھ سے دعا کرنا ہے اور جو میرے لیے ہے وہ تیری دعاؤں کو قبول کرنا ہے اور جو تیرے اور خلق کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ تو ان کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے کرتا ہے۔

۲۔ جناب علی بن موسیٰ (ع) (امام رضا(ع)) نے ارشاد فرمایا اے میرے اللہ تیری ذات نمایاں اور تیری کیفیت پنہاں ہے خدایا جو تجھے نہیں جانتے وہ تجھے اجسام سے تشبیہ دیتے ہیں اور یہ درست نہیں ہے اے معبود میں ان سے بیزار ہوں جو تیری تشبیہ بناتے ہیں اور تجھے درک نہیں کرتے تو نے جو کچھ نعمت سے انہیں نوازا ہے تو یہ تیری راہنمائی کی وجہ سے ہے ورنہ وہ اس قابل نہیں ، جبکہ ان پر حق تو یہ تھا کہ ان نعمتوں کے حصول کے بعد وہ تجھے پہچانتے اور تجھ تک رسائی اختیار کرتے جب کہ وہ تجھے نہیں پہچانتے اور تیرے لیے علامات بیان کرتے اور بدن سے توصیف کرتے ہیں اے میرے پروردگار جس چیز سے یہ تجھے تشبیہ دیتے ہیں تو اس سے کہیں برتر ہے۔

۳۔ مفضل بن عمر امام صادق(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علی بن حسین(ع) (امام زین العابدین(ع)) سے سوال ہوا کہ صحبت سے کیا مراد ہے آپ(ع) نے فرمایا صحبت یہ ہے کہ پروردگار مرے سر پر موجود ہے دوزخ میرے سامنے ہے موت میرے پیچھے اور حساب میرے گرد ہے اور میں خود حساب میں جکڑا ہوا ہوں جس چیز کو پسند نہیں کرتا اپنے پاس نہیں رکھتا اور جو کچھ برا جانتا ہوں وہ آگے ہے اور میں ناطاقت ہوں۔ (عاجز ہوں) کہ عمل دوسرے کے ہاتھ میں ہے اگر وہ چاہے تو

مجھے گرفت میں کرے اور پاہے تو مجھے چھوڑ دے وں ہے جو مجھ سے احتیاج رکھتا ہے۔

۴۔ امام صادق(ع) ارشاد فرماتے یں لوگوں کی گرفتاری بڑی ہے کہ اگر انہیں دعوت دوں تو یہ ہمیں قبول نہیں کرتے اور اگر انہیں چھوڑدوں تو ان کی رہا بری کرنے والا وئی نہیں ہے۔

۵۔ امام صادق(ع) نے رفاد یا جس کسی کا دل ہماری دوستی سے ٹھنڈا ہے تو اسے پاہیے کہ وہ ہنس ماں کے لیے بہت زیادہ دعا کیا کرے کہ اس کی ماں نے اس کے باپ کے ساتھ خیانت نہیں کی۔

۶۔ ابراہیم کرنی کہتے یں میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ اگر وئی بندہ اپنے خواب میں خدا و دیکھے تو یہ کیسا ہے۔ امام(ع) نے رفاد یا یہ وہ شخص ہے کہ دین نہیں رکھتا کیونکہ خدا بیداری، خواب، دنیا اور آخرت میں نہیں دیکھا اتا۔

۷۔ اد ابن بن شان احمر کہتے یں میں نے امام صادق(ع) سے پوچھا کہ مجھے بتائیے کیا خدا ہمیشہ سے سن سننے اور دیکھنے والا اوروانا ہے امام(ع) نے رفاد یا ہاں پھر میں نے کہا جو لوگ آپ(ع) کے ذریعے جاننے والا اور سے میں تصورت کے ذریعے سےوانا ہوا ہے امام(ع) نے رفاد یا جو وئی اس عقیدے کا رکھنے والا ہے جان لوکہ وہ مشرک ہے اور ہرگز ہمارا پیرو کار نہیں خدا تعالی ذات ہے مگر دانش ند دیکھنے والا سننے والا اوروانا۔

۸۔ امام صادق(ع) نے اپنے والد(ع) سے اور انہوں نے اپنے آبائے طاہرین(ع) سے روایت کیا ہے کہ سلمان فارسی(رح) اور ایک بندے کے در یان نزاع ہوا اور گفتگو کے دوران اس شخص نے جناب سلمان فارسی(رح) سے کہا " تم ون ہو" سلمان نے کہا تیرا اور میرا آغاز خون کے ایک لوتھڑے سے ہوا اورتیرا اور میرا انجام ایک بد بودار مردار ہے ہمیں روز قیامت میزان سے گزرنا ہے اور اس وقت جس کی میزان وزنی ہوگی وہ بلند ہوگا اور جس کی میزان ہلکی ہوگی وہ پست ہوگا۔

۹۔ امام رضا (ع) نے اپنے متعلق رفاد یا میں زہر سے قتل کیا جاؤں گا اور ایک سرزمین میں غربت کے عالم میں دفن کیا جاؤں گا کیا تم جانتے ہو وہ زمین ونسی ہے، میرے والد(ع) نے اپنے آبائے طاہرین(ع) سے اور انہوں نے جناب رسول خدا(ص) سے میرے متعلق رفاد یا ہے کہ جو وئی ،

میرے عالم غربت میں میری زیارت کرے گا۔ میں اور میرے والد(ع) روزِ قیامت اس کے شفیع ہوں گے اور جس کسی کے ہم شفیع ہونگے وہ جنت پائے گا چاہے اس کے گناہ ستاروں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

ربیع حاجب کا بیان

۱۰۔ داؤد شعیری کہتے ہیں کہ ربیع حاجب منصور نے بیان کیا کہ جب منصور دوانیقی تک کسی نے امام صادق(ع) کے متعلق ایک بات پہنچائی جو اس (منصور دوانیقی) سے متعلق تھی تو اس نے امام(ع) کو طلب کرلیا جب امام(ع) اس کے دروازے پر پہنچے تو اندر سے میں (ربیع حاجب) باہر آیا اور امام(ع) سے کہا اس ظالم و جابر کے عتاب سے ذرا آپ(ع) وہ بچائے اس وقت وہ آپ(ع) سے سخت ناراض اور غصے کی حالت میں ہے آپ(ع) نے فرمایا خدا میرا محافظ و مددگار ہے وہ میری مدد فرمائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ تم جاؤ اور میرے لیے اس سے ملنے کی اجازت لے آؤ۔ وہ اندر گیا اور اجازت لے آیا۔ آپ(ع) اندر تشریف لے گئے اور اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور کہنے لگا اے جعفر(ع) تمہیں معلوم ہے کہ جناب رسول خدا(ص) نے تمہارے پدر علی(ع) کے بارے مین فرمایا ہے کہ اے علی(ع) اگر مجھے اس کا ڈر نہ ہوتا کہ میری امت کا ایک گروہ تمہارے بارے میں وہ گمان کرے گا جس طرح نصاری عیسی بن مریم(ع) کے بارے میں گمان کرتے ہیں تو میں تمہاری وہ فضیلت بیان کرتا کہ لوگ تمہارے قدموں کی خاک برکت و شفا کے لیے اٹھالے جاتے۔ اور علی(ع) نے اپنے متعلق خود فرمایا ہے کہ میرے بارے میں دو قسم لوگ ہلاکت کا شکار ہون گے ایک وہ جو میری محبت میں حد سے تجاوز کر جائے اور دوسرا وہ جو میری دشمنی میں حد سے تجاوز کر جائے اور اس میں میرا کوئی قصور نہیں خدا کی قسم اگر حضرت عیسی(ع) نصاری کے قول پر خاموش رہتے تو خدا انہیں معذب کردیتا۔ اے جعفر(ع) تمہیں یہ بھی معلوم ہے کہ تمہارے بارے میں کیا کیا جھوٹ اور بہتان کہا جاتا ہے مگر ان سب پر تمہاری خاموشی اور رضا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے حجاز کے احمق اور کمینے لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ تم عالم زمانہ ہو اور معبود کی ناموس وحجت ہو اس کے ترجمان اور اس کے علم کے خزینہ دار اس کے عدل کی میزان ہو اس

کے وہ روشن چراغ ہو جس سے طلب حق کے لیے تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں اور راستہ واضح ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تمہارے رودو ب نہ چاہنے والے کسی عامل کا عمل نہ دنیا میں اللہ قبول کرے گا اور نہ قیامت میں اس کے عمل کا کوئی وزن ہو گا ان لوگوں نے تمہیں ر سے بڑھا دیا ہے اور وہ باتیں تیرے بارے میں کہتے ہیں جو تم میں نہیں ہیں بہتر یہ ہے کہ تم اپنے بارے میں غلط فہمی نہ پیدا ہونے دو اور چ چ ک دو اس لیے کہ سب سے پہلے تیرے بر محمد مصطفی(ص) چ بولنے والے تھے اور سب سے پہلے تیرے بر حضرت علی(ع) نے ان(ص) کی تصدیق کی تمہیں یہی چاہیے کہ ان حضرات(ع) کے نقش قدم پر چلو اور انہیں کا راستہ اختیار کرو۔

امام صادق(ع) نے فرمایا سنو میں پاسی شجرہ زیتون کی شاخوں سے ایک شاخ ہوں اور نبوت(ص) کی قندیلوں سے ایک قندیل ہوں اور ادب آموز کاتبان قضا ہوں پروردہ آغوش صاحبان کرامت و خوبی ہوں میں اس مشکواۃ کے چراغوں میں سے ایک چراغ ہوں جس میں سارے انوار کا نچوڑ ہے میں کلمہء باقیہ کا خلاصہ ہوں جو برگزیدہ منتخب ہستیوں کے بعد تا قیامت رہے گا یہ سن کر منصور اپنے حاضرین اور ہم نشینوں کی طرف متوجہ ہوا اور بولا انہوں نے مجھے ایک ایسے سمندر میں ڈال دیا جس کا نہ کنارہ نظر آتا ہے اور نہ اس کی گہرائی کا پتہ چلتا ہے کہ اس کے سامنے بڑے بڑے غوطہ خور غوطہ لگا کر ناکام واپس ہو جائیں گے یہی تو خلفائے اسلام کے گلے کی پھانسی ہے جس و نہ اٹھایا جائے اور نہ قتل کیا جا سکتا ہے اگر ہم اس ایک شجرہ سے نہ ہوتے جس کی جڑ طیب و طاہر ہے جس کی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں جس کے پھل شیریں ہیں جس کی ذریت بابرکت جس کی عقل و حکمت پاک و مقدس ہے تو میں ان کے ساتھ بہت برا سلوک کرتا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ یہ ہماری عیب جوئی کرتے اور ہمیں برا کہتے ہیں۔

امام صادق(ع) نے فرمایا آپ اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے افراد کے متعلق ان لوگوں کی بات نہ مانیں جن کے لیے جنت حرام اور جن کا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ چغل خور ایک دھوکہ باز گواہ ہے اور لوگوں کو بہکانے میں ابلیس کا شریک کار ہے اللہ فرماتا ہے۔

" يا أَيُّهَا الَّذينَ آمَنُوا إِنْ جاءَكُمْ فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصيبُوا قَوْماً بِجَهالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلى‏ ما فَعَلْتُمْ نادِمينَ " (حجرات، ٦)

ترجمہ " اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اسکی تحقیق کر لیا کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنی جہالت کے سبب سے لوگوں کو صدمہ پہنچاؤ پھر اپنے کیے پر خود ہی نادم ہوتے پھرو۔" ہم لوگ آپ کے انصار و مدد کرنے والے اور آپ کی سلطنت کے ستون و ارکان بنے رہیں گے اور شیطان کی ناک رگڑتے رہیں گے۔ آپ کے پاس تو وسعت فہم اور کثرت علم ہے آپ آداب الہی کی معرفت رکھتے ہیں آپ پر واجب ہے کہ جو شخص آپ سے قطع رحم کرے جو آپ کو محروم رکھے اسے عطا کریں جو آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کریں اس لیے کہ صلہ رحم کے بدلے میں صلہ رحم کرنے والا در حقیقت صلہ رحم کرنے والا نہیں کہا جائے گا بلکہ در اصل صلہ رحم کرنے والا وہ ہے کہ جو اس کے ساتھ قطع رحم کرے یہ اس کے ساتھ صلہ رحم کرے لہذا اللہ آپ کی عمر زیادہ کرے آپ صلہ رحم لے کر قیامت کے دن حساب و اپنے لیے ہلکا کرلیں منصور نے کہا جائیے آپ(ع) کی قدر و منزلت و دیکھتے ہوئے میں نے آپ(ع) و چھوڑدیا اور آپ(ع) کی حق پسندی و سچائی کی بنا پر میں نے آپ(ع) سے درگزر کیا اب آپ(ع) مجھے کوئی ایسی نصیحت کریں جو مجھے برائیوں سے بچائے امام صادق(ع) نے فرمایا آپ بردباری رہیں اور برداشت سے کام لیں کیونکہ یہ علم و ستون ہے آپ قدرت و طاقت کے باوجود اپنے نفس پر قابو رکھیں کیونکہ اگر آپ نے اپنی قدرت و طاقت کا استعمال کیا تو گویا آپ نے اپنے غیظ کی تشفی کی یا اپنی ضرورت کا مداوا کیا یا خود ہی صولت و شوکت جاری ہونے کی خواہش کی اور یہ یاد رکھیں اگر آپ نے کسی مستحق سزا و سزا دی تو زیادہ سے زیادہ لوگ یہی کہیں گے کہ آپ نے عدل و انصاف سے کام لیا مگر مستحق سزا آپ کے عدل پر صبر کرے ، اس سے بہتر ہے کہ وہ آپ کا شکریہ ادا کرے منصور نے کہا آپ(ع) نے بڑی نصیحت کی اور مختصر سی اب آپ(ع) اپنے جد علی بن ابی طالب(ع) کی فضیلت میں کوئی ایسی حدیث بیان کریں جس سے عوام واقف نہ ہوں۔

امام صادق(ع) نے فرمایا میرے والد(ع) نے مجھ سے بیان کیا اور ان سے ان کے والد(ع) نے کہ رسول خدا(ص)

نے رفمایا کہ جب شب معراج میں آسمان پر پہنچا تو میرے رب نے مجھ سے علی(ع) کے بارے میں تین باتیں کہیں اور رفمایا اے محمد(ص) میں نے عرض کیا " لبیک وسعدیک " تو میرے رب اللہ نے رفمایا سنو علی(ع) امام المتقین قائد الغرالمحجلین اور یعسوب المومنین ہیں علی(ع) کو جاکر اس کی خوشخبری سنا دینا۔ جب نبی(ص) نے یہ خوشخبری سنائی تو حضرت علی(ع) اپنے پروردگار کے شکر کے لیے سجدہ میں گر گئے اور پھر سجدے سے سر اٹھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ(ص) کیا میری قدر و منزلت اس حد تک ہے کہ وہاں بھی میرا ذکر ہوا ہے رسول خدا(ص) نے رفمایا ہاں اے علی(ع) اللہ تم کو خوب جانتا ہے اور رفقاء اعلی میں تمہارا تذکرہ رہتا ہے منصور نے کہا " ذاک فضل اللہ یوتیہ من یشاء " (مائدہ ، ۵۴) ترجمہ " یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔"

۱۰- عبداللہ بن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ ابو طالب (ع) نے جناب رسول خدا(ص) سے کہا اے برادر زادے آپ(ص) کو خدا نے بھیجا ہے آنحضرت(ص) نے رفمایا ہاں ابوطالب(ع) نے کہا کوئی نشانی پیش کریں اور اس درخت کو میری طرف بلائیں جناب رسول خدا(ص) نے درخت کو اپنے پاس آنے کا حکم دیا وہ درخت اپنی جگہ سے متحرک ہوا اور جناب ابوطالب(ع) کے سامنے آکر خاک پر گر گیا اور پھر واپس ہوا اور اپنی جگہ پر چلا گیا ابوطالب(ع) نے یہ دیکھ کر رفمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سچ کہتے ہو پھر جناب امیر(ع) سے رفمایا اے علی(ع) تم اپنے چچازاد بھائی کے پہلو سے پیوست ہو جاؤ۔

۱۱- سعید بن حبیب کہتے ہیں ایک شخص نے عبداللہ ابن عباس(رض) سے کہا اے رسول خدا(ص) کے چچا کے بیٹے مجھے بتائیں کہ ابو طالب(ع) مسلمان تھے یا نہیں ابن عباس نے کہا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ وہ مسلمان نہ تھے اس لیے کہ ابو طالب(ع) نے رفمایا تھا " وقد علموا ان ابننا لا مکذب لدینا ولا یعبا بقول الاباطیل " یعنی جانتے ہو کہ ہمارا فرزند(محمد(ص)) ہمارے ہاں مورد تکذیب نہیں ہے اور باطل بات سے اعتنا نہیں رکھتا۔ " ابو طالب(ع) کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے کہ وہ دل سے مومن ہوئے مگر ظاہر نہ کیا ان کا اعلان نہ رفمایا اور خدا نے انہیں دوہرا ثواب عطارفمایا۔

۱۲- امام صادق(ع) فرماتے ہیں ابوطالب (ع) کی مثال اصحاب کہف کی سی ہے کہ دل سے مومن ہوئے اور بظاہر مشرک اور خدا نے انہیں دو ثواب عطا فرمائیے۔

مجلس نمبر ۹۰

(۲شعبان سنہ۳۶۸ھ)

علم کیا ہے؟

۱۔ اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین(ع) نے فرمایا علم حاصل کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا نیکی ہے اس کا ذکر کرنا تسبیح اس میں بحث جہاد اور اس کا حاصل کرنا نادانی میں صدقہ ہے یہ اپنے طالب کو بہشت میں لے جاتا ہے اور انیس و حشت ورفیق تنہائی ہے یہ دشمن کے خلاف اسلحہ اور دوست کے لیے زیور ہے جان لو کہ خدا اس کی وجہ سے بندے کے درجات بلند کرتا ہے اور اسے خیر کا موجب بناتا ہے کہ اس (بندے) کا کردار توجہ کے قابل ہوتے ہیں اور نماز میں اس کا تذکرہ ہوتا ہے اور کیونکہ علم دلوں کی زندگی اور آنکھوں کا نور ہے یہ اندھے پن سے بچاتا ہے اور ضعف میں بدن کی طاقت ہے۔ خدا، عالم و نیکیوں کے ساتھ جگہ دیتا ہے اور آخرت میں اچھوں کی ہم نشین عطا کرتا ہے دنیا و آخرت میں علم حاصل کرنے والا قیمت رکھتا ہے علم ہی سے خدا کی اطاعت کی جاتی ہے اور توحید کی معرفت ہوتی ہے علم ہی سے صلہ رحم ہوتا ہے اور حلال و حرام کی تمیز ہوتی ہے علم عقل کا رہبر ہے اور عقل اس کی پیرو کار، خدا نے اسے سعادت مندوں کو عطا کیا اور اشقیاء سے دور رکھا ہے۔

۲۔ حفص بن غیاث قاضی کہتے ہیں میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ اس دنیا میں زہد کیا ہے امام(ع) نے جواب دیا کہ خدا نے اسے اپنی ایک آیت میں بیان فرمایا ہے اور وہ یہ ہے۔ ’’یہ اس لیے ہے کہ تم افسوس نہ کرو اس پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تمہاری طرف آئے اور اللہ ہر اترانے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔(حدید، ۲۳)

۳۔ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میں خدا کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں عرض کیا گیا کہ

۔ یا ر ول اللہ(ص) اس سلسلے میں کیا کیا ۔ائے (ی یعنی کیسے حۃ پا ۔ائے) آپ(ص) نے رفاہ یا اگر تم اس سے محفوظ وۃ ۔ا پاہو تو تم میں سے ہر ایک اس وقت تک ۔ ۔ وئے جب تک پنی موت۔ یاد ۔ ۔ کرے تم اپنے حواس پر خودسری طاری ہونے ۔ ۔ دو اور دل میں۔ قبر اور بوسیدگی و ۔ یاد رکھو اور جو وئی آخرت پاہے اسے پاہے کہ وہ دنیا کی زندگی چھوڑدے۔

امام صادق(ع) اور ابنِ وجا

۴۔ فضل بن یونس کہتے یں کہ ابن عو ۔ا جو حسن ۔بصری کا شاگرد تھا توحید سے منحرف ہو یا اس سے کہا یا کہ تم نے اپنے ساتھ کے مذہب و ترک رکھ یا اور اس مسئلہ میں داخل ہوئے جس کی وئی بنیاد و حقیقت نہیں ابن عو ۔ا کہنے ۔گا ۔میرا استاد فتوو میں قیاس سے کام لینے والا تھا وہ خلط ملط باتیں بیان کیا کرتا ۔کبی وہ ۔قدر کا قائل ہوا ا اور ۔کبی۔ جبر کا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کس نتیجے پر تھا پھر جب وہ (ابن عو ۔ا) حج سے ۔اوت و انکار کرتے ہوئے مکہ آ۔ یا تو علماء اس کے مسائل پر بحث کرتے تھے اور اس کے ساتھ نشت و بر ۔است و اس کی ز۔ان درازی اور ۔ضمیر کی خرابی کی وجہ سے برا سمجھتے تھے اس کے بعد ابن عو ۔ا امام صادق(ع) کے ۔ ۔ت میں اضر ہوا اس کے مسلک کے لوگ ۔ ۔ی اس کے ہمراہ تھے وہ امام صادق(ع) کے پاس کچھ دریافت کرنے آ۔ یا تھا وہ کہنے گا اے ابوعبداللہ(ع) انجم ۔الس میں امانت کا خیال رکھ ۔ا پاہیے اور جس کسی و کھانسی آئے ا سے کھانسنے کی اجازت ہونی پاہیے یعنی جو شخص والات رکھ ۔ا پاہے اسے والات کرنے کی اجازت ہونی پاہیے ۔ کیا آپ(ع) مجھے اجازت دیتے یں کہ میں آپ(ع) سے والات کروں امام(ع) نے رفاہ یا جو کچھ پوچھ ۔ا پاہو تو پوچھو اس نے کہا آپ لوگ ب تک اس کھلیان (انہ ۔ کعبہ) و ۔ پاؤں سے روندتے ریں گے جو پکی اینٹوں اور مٹی سے لیپائی کر کے بلند کیا یا ہے آپ ب تک او ۔ کس طرح اس کے گرد چکر لگاتے ریں گے اور تیزی سے چلتے ریں گے بے شک جس نے اس کے بارے میں غور کیا اور اندازہ لگایا وہ اس حقیقت سے واقف ہو یا کہ اس فعل کی بنیاد کسی ۔یر حکیم نے رکی ہے ۔ ۔ کسی صاحب نظر نے ۔پس آپ(ع) اس کی وضاحت فرمائیے کیونکہ آپ(ع) اس امر کے سردار و بلند مرتبہ آدمی یں اور آپ(ع) کے

والد(ع) اس نظام کی اساس ہیں۔ امام صادق(ع) نے فرمایا جسے اللہ نے گمراہ کیا ہو اور جس کا قلب اندھا ہو یا جس نے حق کو کڑوا بنا دیا ہو اور اسے خوشگوار بنا دیا ہو اور شیطان اس کا سرپرست بن بیٹھا ہو جو اسے ہلاکت کے چشموں پر وارد کرتا ہو اور اسے واپس نہ جانے دیتا ہو اے ابن عوجا یہ وہ گھر ہے کہ جس کے ذریعے سے اللہ نے اپنی مخلوق کو اس کا فرمانبردار بنایا ہے تاکہ اپنے اثبات کے بارے میں اس کا امتحان لے پھر اس (گھر) نے انہیں (مخلوق کو) اس کی زیارت و تعظیم پر ابھارا اور اسے انبیاء کی جائے ورود اور نماز گذاروں کا قبلہ قرار دیا اسے پیغمبروں کا مرکز قرار دیا یہ اس کی خوشنودی کا ایک حصہ اور ایک ایسا راستہ ہے جو بندوں کو اس کی بخشش کی طرف لے جاتا ہے۔

جس کی بنیاد نقطۂ کمال اور عظمت وجلال کے اجتماع پر رکھی گئی ہے اللہ نے اس زمین کو بچھانے سے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا اور جس کے بارے میں حکم دیا اور جس سے روکا اور دھتکارا وہ زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور اللہ ہی روح اور صورت کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہ سن کر ابن عوجا نے کہا اے ابو عبداللہ(ع) آپ(ع) نے اس (انتہائی غائب) کا ذکر کیا پھر غائب کا حوالہ دیا۔ تذکرہ کیا امام صادق(ع) نے فرمایا اے ابن عوجا تجھ پر وائے ہو وہ کیونکر غائب ہوسکتا ہے جو اپنی مخلوق کا شاہد اور انکی شہ رگ سے زیادہ قریب ہے وہ انکی بات سنتا ہے اور ان کے افراد کو دیکھتا ہے اور وہ ان کے راز جانتا ہے۔ ابن عوجا نے کہا وہ ہر جگہ ہے اور کیا ایسا نہیں ہے کہ جب وہ آسمان میں ہوتو زمین میں کیونکر ہوسکتا ہے اور جب کہ وہ زمین میں ہوتو آسمان میں کس طرح ہوسکتا ہے امام(ع) نے فرمایا یہ تونے اس مخلوق کے وصف کو بیان کیا ہے وہ جب کسی جگہ سے منتقل ہوتی ہے اور کسی جگہ مصروف و مشغول ہوتی ہے تو یہ درک نہیں کرسکتی کہ کسی دوسری جگہ کیا امر واقع ہوا ہے مگر وہ عظیم شان کا مالک ہے کوئی جگہ اس سے پوشیدہ نہیں ہے حساب لینے والے سے کوئی خالی نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی جگہ مصروف رہتا ہے اور نہ کوئی ایک جگہ دوسری جگہ سے قریب تر ہوتی ہے اور وہ شخص جس کو اللہ نے محکم آیات اور واضح دلائل و براہین کے ساتھ مبعوث فرمایا اور جس کی تائید اپنی مدد سے ساتھ فرمائی اور جسے اپنی رسالت کی تبلیغ کے لیے منتخب کیا اس کے قول کی تصدیق ہم نے کی جو یہ ہے کہ اس کے رب نے اسے مبعوث کیا اور اس سے کلام کیا۔ یہ سن کر ابن عوجا کھڑا ہوا

اور اپنے ساتھیوں سے کہا یہ تم نے مجھے کس سمندر میں ڈالہ۔ یا ہے میں نے تم سے بوشابہ (آب حیات۔ یشیریں ۔ پانی) طلب کیا مگر تم نے مجھے انگاروں میں ڈالہ۔ یا اس کے ساتھیوں نے کہا تو ان(ع) کی مجلس میں حقیر نظر آرہا تھا اس نے کہا وہ اس شخص کے فرزند یں جنہوں نے لوگوں کے سر(حج کے لیے) منڈوا دیئے۔

علا بن حضرمی کے اشعار

۶- علا بن حضرمی جناب ر ول خدا(ص) کے پاس آئے اور عرض کیا یا ر ول اللہ(ص) میں اپنے خاندان والوں سے احسان کرتا ہوں مگر وہ اس کے بدلے میں مجھ سے برا سلوک روا رکھتے یں میں ان سے صلہء رحمی کرتا ہوں اور مگر وہ مجھ سے قطع رحمی سے گریزاں یں ر ول خدا(ص) نے فرمایا تم اس کا احسن دفاع کرو تاکہ جو تمہارا دشمن ہے وہ تمہارا دوست ہو جائے۔ جو صبر کرتے ین وہ غیر نہیں کرتے اور جو غیر نہیں کرتے ان لوکہ وہ بڑا غیر رکھنے والے صاحبان یں علا بن حضرمی نے کہا یا ر ول اللہ(ص) اگر حکم ہو تو میں اس بارے میں اشعار کہوں آپ(ص) نے فرمایا کہو کیا کہتے ہو۔

تو حضرمی نے یہ شعر بیان کیا۔

اگر کینہ غالب ہو تو دل کو قابو میں رکھو۔

(اسے) بلند کلام دو تاکہ وہ شکست کھائے

اگر خوش آمدید کہا جائے تو سب کے ساتھ خوشی سے پیش آؤ۔

وگر نہ اگر تم سے کچھ (ناروا) سرزد ہو تو دوسرے سے پوچھو (یعنی اس کا مداوا کرو)

جو کچھ تم سنتے ہو اس سے تمہارے آزار میں اضافہ ہوتا ہے۔

جو کچھ پوشیدہ کہا جاتا ہے وہ کسی اور کے لیے ہے۔

جناب ر ول خدا(ص) نے فرمایا بعض دفعہ ایسا سحر آمیز شعر ہوتا ہے کہ اس میں حکمت ہوتی ہے تیرے اشعار بہتر یں مگر خدا کی کتاب اس سے کہیں بہتر ہے۔

دنیا جناب امیر(ع) کی نظر میں

۷- امام صادق(ع) نے اپنے آباء(ع) سے روایت کیا ہے کہ جناب امیر(ع) نے اس خطبے میں دنیا کے متعلق فرمایا کہ خدا کی قسم تمہاری یہ دنیا میرے نزدیک یک مسافروں کی منزل گاہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی کہ مسافر یہاں آتے ہیں اور اس کے کنارے سے پانی بھرتے ہیں اور جب قافلہ سالار انہیں آواز دیتا ہے تو کوچ کر جاتے ہیں اس دنیا کی لذتیں میرے سامنے حمیم دوزخ کی مانند ہیں جو پینے والے کو داغ لگاتی ہیں یہ تلخ شربت ہے جو حلق سے نیچے لے جانے میں ناگواری محسوس ہوتی ہے یہ ہلاک کرنے والا زہر ہے جو بدن میں سرایت کر جاتا ہے اور ایک ایسی گردن بند آگ ہے جو میرے گلو میں ہے میں نے اپنے اس پالتو کو اتنے پیوند لگائے ہیں کہ مزید پیوند لگانے میں مجھے شرم آتی ہے اور آخر اس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں اسے جلے ہوئے کتے کی طرح دور پھینک دوں کہ اسے پسند نہیں کہ میں اسے مزید پیوند لگاؤں لہذا اسے کہتا ہوں کہ مجھ سے دور رہ اگر میں چاہوں تو اس میں سے عمدہ لباس اپنے لیے منتخب کرلوں اور عمدہ خوراک نوش جان کروں اور اس کے لذائذ سے بہرہ مند ہوؤں مگر میں اللہ جل جلالہ عظمتہ کی تصدیق کرتا ہوں کہ وہ فرماتا ہے " جو کوئی اس دنیا کی خوبصورتی چاہتا ہے تو اس کے کردار کو بدل دیتا ہے اور دنیا کم وکاست نہیں رکھتی " (ھود، ۱۵) پھر فرمان الہی ہے " اور وہ ہیں کہ جو سوائے آگ کے کچھ نہیں رکھتے " (ھود، ۱۶) آگ کو برداشت کرنے کی طاقت کس میں سے اس کا ایک انگارہ زمین کے جنگلات کو خاکستر کر سکتا ہے اور اگر اس سے بچنے کے لیے کوئی کسی قلعے میں پناہ لے لے تو یہ اس قلعے کو بھی جلا ڈالے علی(ع) کے لیے کیا بہتر ہے، کیا یہ کہ خدا کے نزدیک مقرب کہلائے یا یہ کہ دوزخ کی آگ اسے آلے اور اس کے جرم کی سزا دے یا یہ کہ مورد تکذیب ہو، خدا کی قسم میرے لیے خواری اور زنجیروں میں جکڑا جانا اور درختوں کی راکھ کی مانند خاکستر ہو جانا اور کندلو ہے کو میرے سر میں مارا جانا اس سے کہیں بہتر ہے کہ میں محمد(ص) کے سامنے اس خیانت کے ساتھ پیش ہوں کہ کسی یتیم پر ستم کیا ہوا ہو میں اپنے نفس کی خاطر یتیموں پر ستم نہیں کرتا کہ بوسیدگی جلد ہی آنے والی ہے اور زیر خاک جانا ہے جہاں مدتوں رہنا ہے۔ خدا میں نے اپنے بھائی عقیل (رح) کو سخت فقر و فاقہ کی حالت میں دیکھا وہ تمہارے حصے کے

غلے میں سے ایک صاع گیہوں مجھ سے مانتے تھے میں نے ان کے بچوں وَ بن دیکھا جو فاقہ کشی کی وجہ سے پریشان تھے ان کے بال بکھرے ہوئے اور چہرےَ بھوک کی زیادتی کی وجہ سے زرد و سیاہ ہوئے تھے جیسے کسی نے ان کے چہرون پر تیل چھڑک کر سیاہ رکھ دیا ہو وہ میرے پاس آئے اور اصرار کرنے لگے (گیہوں کے بارے میں) میں نے کان لگا کر ان کی بات وسنا تو انہوں نے گمان کیا کہ میں ان کے ہاتھ اپنا دین بیچ ڈالوں گا اور اپنی راہ (حق) چھوڑ کر ان کے پیچھے چل پڑوں گا مگر میں نے لوہے کی ایک سلاخ وتپایا اور عقیل(رح) کے بدن کے قریب لے یا وہ اس طرح چیخے جس طرح وئی بیمار درد و کرب سے چیختا ہے اور نزدیک تھا کہ ان کا بدن لوہے کی حرارت سے جل جائے تو میں نے ان سے کہا اے عقیل(رح) رونے والیاں تم روئیں کیا تم اس لوہے کے ٹکڑے کی حرارت سے چیخ اٹھے ہو جسے ایک انسان نے تپایا ہے جبکہ مجھے ایسی آگ کی طرف کھینچ رہے ہو جسے خدائے قہار نے اپنے غضب سےَ بھڑکایا ہے تم خود تو اس لوہے کی حرارت سے چیخو میں جہنم کے شعلوں سے نہ چلاؤں اس سےَ بھی عجیب تر واقعہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص رات کے وقت شہد میں گندھا ہوا حلوا ایک برتن میں لیے ہمارے گھر آیا مجھے حلوئے سے ایسی نفرت ہوئی جیسے وہ سانپ کے تھوک یا قے میں گوندھا یا ہو میں نے اس آدمی سے پوچھا کیا یہ کسی بات کا انعام ہے یا زکواۃ یا صدقہ ہے جو ہم اہل بیت(ع) پر حرام ہے تو اس نے کہا یہ ان میں سے کچھَ بھی نہیں ہے بلکہ یہ آپ(ع) کے لیے ایک تحفہ ہے میں نے کہا اے پسر مردہ، عورتیں تجھ پر روئیں کیا تو مجھے دین کے راستے سے فریب دینے آیا ہے کیا تو بہکا ہے یا پاگل ہوا یا یونہی ہذیان بک رہا ہے خدا کی قسم اگر ہفت اقلیم ان چیزوں سمیت جو آسمانوں کے نیچے ہیں مجھے دیدی جائیں اور میں خدا کی معصیت صرف اس حد تک کروں کہ میں کسی چیونٹی سے جو کا چھلکا چھین لوں تو کبھیَ بھی ایسا نہ کروں گا یہ دنیا تو میرے نزدیک اس پتی سےَ بھی زیادہ بے وقعت ہے جو ٹڈی کے منہ میں ہو اور وہ اسے چبا رہی ہو علی(ع) کو فنا ہو جانے والی نعمتوں اور مٹ جانے والی لذتوں سے کیا واسطہ ہم عقل کے خواب غفلت میں پڑ جانے اور لغزشوں کی برائیوں سے خدا کے دامن میں پناہ مانتے ہیں اور اسی سے مدد کے خواستگار ہیں۔

اللھم صلی اللہ محمد(ص) و آل محمد(ص)

مجلس نمبر ۹۱

(۵ شعبان سنہ ۳۶۸ھ)

آدم(ع) اور محمد(ص)

۱۔ امام صادق(ع) اپنے آباء(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) سے دریافت کیا گیا کہ آپ (ص) آدم(ع) کے ہمراہ بہشت میں کس مقام پر تھے آپ(ص) نے جواب دیا میں ان کی پشت (صلب) میں تھا وہ مجھے نیچے اس زمین پر لائے پھر میں پشت نوح(ع) میں کشتی پر سوار ہوا پھر پشتِ ابراہیم(ع) میں آگ میں ڈالا گیا میرے آباء(ع) کسی زمانے میں ہرگز زنا سے کثیف و آلودہ نہیں ہوئے خدا نے مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کیا ہے ہدایت کے طریقہ کار سے، پھر یہاں تک کہ مجھ سے عہد نبوت لیا اور پیمان اسلام لیا میرے ساتھ منسوب رکھا میری تمام صفات و بیان کیا ہے، توریت و انجیل میں مجھے یاد کیا اور آسمان پر لے گیا میرے نام و خدا نے اپنے ناموں میں سے رکھا میری امت حمد کہنے والی ہے عرش کا پروردگار محمود اور میں محمد(ص) ہوں۔

ذکر علی(ع) اور معاویہ

۲۔ اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ ضرار ابن ضمرہ نہشلی معاویہ بن ابو سفیان کے پاس آیا تو معاویہ نے اس سے کہا میرے سامنے علی(ع) کے اوصاف بیان کرو اس نے کہا مجھے اس سے معاف رکھیں معاویہ نے کہا اے ضرار ڈرو مت بیان کرو۔ ضرار نے کہا خدا علی(ع) پر اپنی رحمت نازل فرمائے وہ ہمارے درمیان ہماری ہی مانند تھے ہم جس وقت بھی ان کی خدمت میں جاتے تو وہ اپنی قربت ہمیں عطا فرماتے جب بھی ہم ان سے کوئی سوال کرتے تو وہ بیان فرماتے ہم جب بھی انہیں دیکھنے جاتے تو ہم سب محبت فرماتے انہوں نے کبھی اپنے دروازے ہمارے لیے بند نہیں کیے اور نہ ہی دروازے پر نگران مقرر کیا اور خدا کی قسم انہوں نے ہر حال میں ہمیں اس طرح اپنے قریب رکھا کہ وہ خود ہم سے زیادہ ہمارے قریب تھے ان کی ہیبت اس قدر تھی کہ ہم ان سے بات

کرکے بیتاب ہو جاتے تھے اور ان کی بزرگی ان کے سامنے آغاز سخن کی وقعت نہ دیتی تھی جب آپ(ع) مسکراتے تو آپ(ع) کے دندان مبارک موتیوں کی لڑی کی مانند دکھائی دیتے۔

معاویہ نے کہا اے ضرار مزید بیان کرو ضرار نے کہا خدا اپنی رحمت علی(ع) پر نازل فرمائے خدا کی قسم وہ بہت زیادہ جاگنے اور بہت کم سونے والے تھے وہ شب و روز کی ہر ساعت قرآن کی تلاوت فرمایا کرتے انہوں نے اپنی جان خدا کی راہ میں دے دی ان کی آنکھوں سے اشک جاری رہتے اور پردہ ان کے لیے نہ گرایا جاتا۔ مال و دولت انہوں نے کبھی ذخیرہ نہ کیا اور نہ کبھی خود اس سے وابستہ رکھا وہ جفا کاروں سے نرمی نہ برتتے مگر بدخوئی نہ کرتے ہم نے انہیں اکثر محراب عبادت میں کھڑے دیکھا اور جب رات ہوتی تو اپنے معبود کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے اور اپنی ڈاڑھی پکڑے اس کے سامنے یوں کانپتے جیسے کوئی سانپ کا مارا ہوا تڑپتا ہے جب آپ(ع) غمزدہ ہوتے گریہ فرماتے اور کہتے اے دنیا تو اپنا رخ میری طرف کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ میں تیرا مشتاق بنوں دور رہ ، دور رہ کہ میں تجھ سے احتیاج نہیں رکھتا میں نے تجھے تین طلاقیں دی ہیں تو رجوع نہیں کرسکتی اور فرمایا کرتے آہ، راستہ طویل ہے اور توشہ کم اور طریقہ سخت ہے۔ معاویہ نے یہ سنا تو گریہ کیا اور کہا اے ضرار خدا کی قسم علی(ع) اسی طرح کے تھے خدا ابوالحسن(ع) پر رحمت کرے۔

شیعیان علی (ع) کے بارے میں

۳- امام باقر(ع) نے جابر سے فرمایا اے جابر جو بندہ شیعہ ہے اور صرف ہماری محبت پر اکتفا کرتا ہے خدا کی قسم وہ ہمارا شیعہ نہیں مگر وہ بندہ جو خدا پر تقوی رکھے اور اس کے حکم پر چلے اور تواضع وخشوع و کثرت ذکر خدا ، روزہ ، نماز، اور اجتماعی، ہمسایوں، فقیروں، قرض داروں، اور یتیموں کی احوال پرسی ، راست گوئی، تلاوت قرآن وحفاظت زبان لوگوں سے خیر اور ہر چیز میں امانت داری کے علاوہ کسی چیز سے پہچانا نہ جائے۔

جابر نے کہا یا ابن(ع) رسول اللہ(ص) میں کسی بندے کو نہیں جانتا جو ایسے اوصاف رکھتا ہو امام(ع) نے فرمایا جابر تم ان کو اپنے درمیان جگہ مت دو جو یہ کہیں کہ میں رسول خدا(ص) اور علی(ع) کے ساتھ مگر ان کا

رکدار ہ۔ پنہائیں اور ان کے ریقے و راستے کے پیروکار ہ۔ ہوں تو یہ محبت انہیں کچھ فائدہ ۔ دے گی لہٰذا ۔زا سے ڈرو اور جو کچھ ۔زا کے پاس ہے اس پر مل کرو ۔زا اور بندے کے در یان وئی رشتہ نہیں ہے اور ان میں سے فرمانبردار اور ۔ باتقوی ۔زا کے نزدیک دوست اور گرامی ترین ہے ۔زا کی تم ۔زا کا تقرب اس کی اطا ت کے ۔ بغیر اصل نہیں ہوگا اور ہم دوزخ سے برائت ا پنے ہمراہ نہیں رکھتے اور وئی ن ۔زا پر حجت نہیں رکھتا جو وئی ۔زا کا مطیع ہے ہمارا دوست ہے اور جو وئی ۔زا کا ۔ افرمان ہے وہ ہمارا دشمن ہے اور بجز پرہیز گاری اور نیک کردار کے ہماری دوستی تک نہیں پہنچا جاسکتا ۔

معصوم(ع) کا شیعوں سے خطاب

۴- امام صادق(ع) نے رفما یا میں اورمیرے والد(ع) باہر تشریف لائے اور ۔ بر تک ئے وہاں ت سے شیعہ حضرات جمع تھے ۔میرے والد(ع) نے انہیں لام کیا انہوں نے جواب دیا ۔میرے والد(ع) نے رفما یا ۔زا کی تم میں تمہاری بو اور تمہاری جان و دوست رکھتا ہوں تم ۔میری مدد اپنی پرہیزگاری اور وشش سے کرو کہ ہماری ولایت صرف وسیلہء عمل اور وشش (نیک اعمال میں) کے ذریعے ن ہاتھ آتی ہے تم میں سے جو وئی ن کسی ایسے و دیکھے جو ۔زا کی اقتداء کرتا ہے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی پیروی کرو تم شیعیان ۔زا، انصارانِ ۔زا اور پیشروانِ بہشت ہو تمہیں ضانت ۔زا اور ضانتِ رسول(ص) کے صلے میں بہشت عطا کی جائے گی (ضانت سے مراد شہادت دینا ہے) اور بہشت کے درجات میں وئی بندہ تم سے زیادہ بڑھ کر نہیں ہوگا تمہیں چاہیے کہ ایک دوسرے سے برتری درجات میں رقابت اختیار کرو تم پاک ہو تمہاری عورتیں پاک ہیں اور ہر زن مومنہ ، حوریہء شوخ چشم ہے اور ہر مرد مومن صدیق ہے اے لوگو جناب امیرالمومنین(ع) نے قنبر(رض) سے رفما یا اے قنبر(رض) خوش خبری لو اور خوش خبری دو اور خوش رہو کہ پیغمبر(ص) وائے شیعہ کے اپنی امت کے ہر شخص پر غضبناک تھے ہر چیز دستگیری رکھتی ہے اور اسلام کی دستگیری شیعہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ ہر چیز کا ستون ہے اور اسلام کا ستون شیعہ ہیں ہر چیز کا کنگرہ (یعنی جو ٹوپی پر لگائی جاتی ہے) اور اسلام کا کنگرہ شیعہ ہیں ہر چیز کے لیے سردار ہے اور مجالس کی سرداری مجالس شیعہ میں ہے آگاہ ہو جاؤ کہ ہر چیز کے لیے امام

ہے اور امام کائینات یہ زمین ہے کہ اس کے اکمہ ان شیر ہیں خدا کی قسم اگر تم اس زمین میں نہ ہوتے تو خدا تمہارے مخالفین و نعمت نہ دیتا اور وہ اس دنیا میں طیبات و نہ پہنچ سکتے مگر ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے مگر یہ کہ عبادت کرے اور کوشش کرے اور جیسا کہ اس آیت میں بیان ہوا ہے اس پر عمل کرو" بیشک تمہارے پاس اس مصیبت کی خبر آئی جو چھا جائے گی کتنے چہرے اس دن ذلیل ہوں گے کام کریں مشقت جھلیں جائیں بھڑکتی آگ میں اور نہایت جلتے ہوئے چشمے کا پانی پلایا جائے اور ان کے لیے کچھ کھانا نہیں مگر آگ کے کانٹے کہ نہ فربہی لائیں اور نہ بھوک میں کام دیں۔ (غاشیہ، ۱-۷) ہر ناصبی کی کوشش و عمل برباد ہے ہمارے شیعہ نور خدا و دیکھتے ہیں اور ان کے مخالفین کے لیے خدا کا غضب ہے خدا کی قسم کوئی بندہ ہمارے شیعوں میں سے نہیں مرتا مگر یہ کہ خدا اس کی روح و آسان پر لے جاتا ہے اور اگر موت سے ہمکنار ہو جائے تو خدا اسے گنجینہ رحمت میں رکھتا ہے اور اگر نہ آسکے تو خدا اس کے پاس ایک امین فرشتہ بھیجتا ہے کہ اس کے جسم تک پہنچے اور اس کی روح کو اپنے تک راہنمائی کرے خدا کی قسم تم حج و عمرہ کرنے والے ہو (تمہارے حج و عمرہ قبول شدہ ہیں) تم خدا کے خاص بندے ہو تمہارے غریب و فقیر بے نیاز اور تمہارے توانگر قانع ہیں تم خدا کی دعوت کے اہل او اس کے نزدیک مقبول ہو۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا رمضان خدا کا مہینہ اور شعبان میرا مہینہ ہے جو کوئی میرے مہینے کا ایک دن کا روزہ رکھے گا میں قیامت میں اس کا شفیع ہوں گا اور جو کوئی ماہ رمضان کا روزہ رکھے گا تو وہ دوزخ سے آزاد ہے۔

۶- امام رضا(ع) نے فرمایا جو کوئی ماہ شعبان میں روزانہ ستر بار "استغفر اللہ واسئلہ التوبہ" کہے تو خدا اسے دوزخ سے برائت عطا فرماتا ہے اور اسے پل صراط سے گزرنے کا پروانہ مہیا کرتا ہے۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا جو کوئی ماہ شعبان میں صدقہ دے تو خدا اسے اس طرح پالے گا جیسے کوئی اس زمین پر شتر پالتا ہے (یعنی جس طرح پالتو اور منفعت بخش جانور کی خدمت کی جاتی ہے اور اسے نت نئی خوراک دی جاتی ہے اور خیال رکھا جاتا ہے) اور روز قیامت اسے وہ کوہ احد کی مانند دے گا۔ (یعنی بہت بڑا اجر عطا فرمائے گا)

۸-　　　اسحاق بن　ار بیان کرتے　یں کہ امام جعفر صادق(ع) نے رفما۔ یا اے اسحاق۔ ۔ا قین　سے ححـث　ـت کـرو اور مومن سے اخلاص (نیک مل) کرو اگر تمہارے ساتھ　وئی یہودی ۔ن بیٹھ　ائے تو خوش اخلاق سے پیش آؤ۔

طالب علم کی اقسام

۹-　　　ابن عباس کہتے　یں کہ میں نے جناب علی بن ابی طالب(ع) سے ینا ہے کہ طالب علموں کی تین اقسام　یں جـن کی صفات ایک دوسرے سے مختلف　یں۔

پہلا گروہ　وہ ہے جو دین کی تعلیم۔ یا کاری اور جھگڑے کے لیے　اصل کرتا ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو مال بٹورنے اور دھوکا دینے کے لیے　م　اصل کرتا ہے۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو　سمجھنے اور　مل کرنے کے لیے تعلیم　اصل کرتا ہے۔

پہلا گروہ جو ایذا دینے والوں اور ر۔ یا کاروں کا ہے عوام کی محفوں میں بلند۔ پایہ خطیب بنتا ہے اور عبـادات　ـو بـڑی روانگی اور ۔ باقارگی سے ادا کرتا ہے مگر تقوی سے ۔الی ہے ۔را ایسے افراد　ومگ ام رکھے اور علما ء کی بزم سے ان کا ۔ ام ونشان　ٹادے۔

دوسرا گروہ کہ جو مال بٹورنے والے اور فریب کار　یں وہ خوشامدی اور اپنے جیسے لوگوں کی ہم نشینی کے خواش　ند ہوتے　ـیں وہ لوگوں کے لذیذ کھانوں کے رسیا اور اپنے دین　و تباہ کرنے والے　یں اے اللہ ان کی ۔ اک زمین پر رگڑ اور ان کی آرزوئیں　کبھی ن پوری ۔ فرما۔

تیسرا گروہ جو صاحبان نقہ و مل پر　مشتمل ہے وہ خوف الہی اور انکسار کرنے والوں کا گروہ ہے اس گروہ کے لوگ خوف الہی کـی وجہ سے رونے والے۔ یادہ تضرع وزاری کرنے والے اپنے دور کے یشناسا اور اس کے علاج کے لیے تیار اپنے انتہـائی قابـل بھروسـہ بھائیوں سے ۔ن وحشت محسوس کرنے والے اور اپنے زہد کے لباس میں خشوع کرنے والے اوررات کی تـاریکی مـیں　ـاز شـب ادا کرنے والے　یں انہیں لوگوں کے ذریعے ۔را اپنے ارکان دین　و　مضبوط کرتا ہے اور انہیں خوف آخرت　سے اـان عـنایـت فرماتـا ہے۔

۱۰ - جناب حسین بن علی(ع) نے اپنے والد(ع) جناب امیر(ع) سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جناب رسول خدا(ص) سے ائمہ(ع) کے متعلق دریافت کیا کہ ان کی تعداد کیا ہے تو جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی (ع) یہ بارہ(۱۲) ہیں ان کے اول تم اور آخری قائم(عج) ہیں۔

اللھم صلی علی محمد(ص) و آل محمد(ص)

مجلس نمبر ۹۲

(۹ شعبان سنہ ۳۶۸ھ)

خدا کی دو قسمیں

۱۔ ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا: خدا نے خلق کی دو قسمیں پیدا کی ہیں جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے جس میں اصحاب یمین اور اصحاب شمال کا ذکر ہوا ہے اور میں اصحاب یمین سے ہوں پھر خالق نے ان دو قسموں کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے اور مجھے بہترین قسم میں رکھا ارشاد رب العزت ہے کہ " پس دائیں طرف والے کیا کہنے دائیں طرف والوں کے اور بائیں طرف والے کیا پوچھنا بائیں ہاتھ والوں کا اور سبقت کرنے والے تو سبقت رکھنے والے ہی ہیں۔ " (واقعہ، ۷-۱۰) اور میں اصحاب السابقوں (سبقت کرنے والوں) میں سے ہوں پھر خدا نے ان تمام تین قسموں کو قبیلوں میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین قبیلے میں رکھا اور ارشاد رب العزت ہے " ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور پھر تم میں شاخیں اور قبیلے قرار دیئے ہیں تاکہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بیشک تم میں سے خدا کے نزدیک زیادہ محترم وہی ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا اور ہر بات سے باخبر ہے " (حجرات، ۱۳) اور میں اولاد آدم(ع) میں تقوی میں سب سے بڑھ کر ہوں اور خدا کے نزدیک ترین ہوں۔ پھر خدا نے ان قبائل کو خاندان میں تقسیم کیا اور مجھے بہترین خاندان میں رکھا ارشاد رب العزت ہے " بیشک خدا کا ارادہ ہے کہ تمہارے خاندان (اہل بیت(ع)) سے ہر برائی پلیدی کو دور رکھے اور تم کو پاک و پاکیزہ کرے " (احزاب، ۳۳)

۲۔ جناب زید بن علی بن حسین(ع) نے اس آیت قرآنی کی تلاوت فرمائی " اور ان کا باپ نیک آدمی تھا تو آپ کے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچیں اور اپنا خزانہ نکال لیں" (کہف، ۸۲) پھر جناب زید(رح) نے فرمایا: خدا نے ان دو بچوں کی ان کے باپ کے بہتر ہونے کی وجہ سے حفاظت فرمائی اور ہم سے زیادہ بہتر حفاظت میں کون ہے کہ جناب رسول خدا(ص) ہمارے بزرگ ہیں

ان کی دختر ہ اری والدہ(ع) ہیں وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں ہ ارے والد(ع) جو سب سے پہلے ایمان لائے اور جناب رسول خدا(ص) کے ہمراہ نماز ادا کی۔

یحی بن یعمر

۳- عبدالملک بن عمیر کہتے ہیں کہ حجاج نے یحی بن یعمر کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ تم معتقد ہو کہ علی (ع) کے دو بیٹے رسول خدا(ص) کے فرزند ہیں اس نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اور اگر مجھے امان ہوتو میں اس کی دلیل قرآن سے پیش کرسکتا ہوں ۔حجاج نے کہا تجھے امان ہے بیان کر۔

یحی نے کہا خدا ارشاد فرماتا ہے "" اور ہم نے انہیں (ابراہیم(ع)) اسحق(ع) و یعقوب(ع) عطا کیے اور ان سب کو ہم نے راہ دکھلائی اور ان سے پہلے نوح(ع) کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد مین سے داؤد(ع) اور سلیمان اور ایوب(ع) اور یوسف(ع) اور موسی(ع) اور ہارون(ع) کو اورہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوکاروں کو" (انعام، ۸۴) پھر یحی بن یعمر نے کہا کہ حضرت زکریا(ع) اور یحی باپ رکھتے تھے کیا عیسی(ع) کے بھی والد تھےحجاج نے کہا نہیں یحی بن یعمر نے کہا خدا نے ان کو کتاب میں ان کی ماں کے وسیلے سے ابراہیم(ع) کا فرزند کہا ہےحجاج نے کہا اے یحی تم نے یہ علم کہاں سے حاصل کیا کہ اس طرح بیان کرتے ہو اور یحی نے کہا میں نےیہ علم خدا کے اس عہد سے حاصل کیا جو اس نے علماء سے لیا ہے کہ وہ اپنے علم نہ چھپائیں۔

سدرۃ المنتہی

۴- عبداللہ بن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے ارشادفرمایا جب مجھے ساتویں آسمان تک لے گیا یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہی پر پہنچا پھر وہاں سےحجاب نور تک گیا تو خدا نے مجھے آواز دی کہ اے محمد(ص) تم میرے بندے ہو لہذا میرے لیے خضوع و تواضع کرو میری عبادت کرو مجھ پر بھروسہ کرو میرے غیر پر اعتماد نہ کرو کیونکہ میں نے تمہیں پسند کیا کہ تم میرے حبیب میرے رسول(ص) اور پیغمبر ہو میں نے تمہارے بھائی علی(ع) کو پسند کیا کہ وہ میرے خلیفہ اور میری بارگاہ کے مقرب ہوں لہذا وہی میرے بندوں پر میری حجت ہیں اور میری خلق کے پیشوا ہیں انہیں

کے ذریعے سے میرے دوست اور میرے دشمن پہچانے جائینگے اور انہیں کے ذریعے سے شیطان کا لشکر میرے لشکر سے جدا ہوگا اور انہیں کے ذریعے سے میرا دین قائم رہے گا میرے حدود محفوظ رہیں گے اور میرے احکام جاری ہوں گے اے میرے حبیب(ص) میں اپنے بندون اور کنیزوں پر ان کے اور ان کی اولاد کے فرزندوں کے سبب سے رحم کروں گا اور تمہارے قائم کے سبب سے زمین کو اپنی تقدیس و تہلیل و تکبیر کے ساتھ آباد کروں گا اور اس کے ذریعے سے زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک کروں گا اور اپنے دوستوں کو میراث دوں گا ان کے ذریعے کافروں کے کلمے کو پست اور اپنے کلمے کو بلند کروں گا اور اسی کے سبب سے اپنے بندوں کو زندہ کروں گا۔ اور شہروں کو آباد کروں گا اور اپنی مشیت کے ساتھ اپنے خزانوں اور ذخیروں کو ظاہر کروں گا اپنے رازوں سے اسے آگاہ کروں گا اور اپنے فرشتوں کے ذریعے ان لوگوں کی مدد کروں گا جو اس کو میرے امر کے جاری کرنے اور میرے احکام بلند کرنے میں قوت دیں گے اور وہی میرا ولی بر حق اور سچائی کے ساتھ میرے بندوں کی ہدایت کرنے والا ہے۔

عصمت امام

۵- علی بن ابراہیم بن ہاشم ۔ محمد بن ابی عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ ہشام بن حکم کی مصاحبت کی مدت میں ان کی بات میں نے اس سے بہتر ان سے حاصل نہیں کی ایک روز میں نے ان سے پوچھا کہ آیا امام معصوم ہوتا ہے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا وہ کیا دلیل ہے جس کی وجہ سے اسے معصوم جانا جائے ہشام نے جواب دیا کہ گناہوں کے ارتکاب کی چار وجوہات ہیں پانچویں کوئی وجہ نہیں ہوسکتی اور وہ چار وجوہات حرص، حسد، غضب، اور شہوت ہیں امام کی ذات میں ان وجوہات میں سے کوئی وجہ بھی نہیں ہوتی جائز نہیں کہ امام دنیا کا حریص ہو کیونکہ تمام دنیا اس کے زیر نگین ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کا خزینہ دار ہوتا ہے لہذا وہ کس چیز میں حرص کرے گا دوئم یہ جائز نہیں کہ وہ حاسد ہو کیونکہ انسان اس پر حسد کرتا ہے جو اس سے بالاتر ہو جب کہ کوئی شخص اس(امام) سے بالاتر نہیں ہوتا تو وہ کس پر حسد کرے گا سوئم یہ جائز نہیں کہ امور دنیا میں سے کسی چیز کے بارے میں

غضب کرے لیکن اس کا غضب خدا کے لیے ہوتا ہے کیونکہ خدا نے اس پر حدود کا قائم رکھنا واجب قرار دیا ہے یعنی کوئی شخص اس کی راہ میں اجرائے حدود الٰہی میں مانع نہیں ہوسکتا اور دین خدا میں ہر جاری کرنے میں کوئی شخص رحم اسے نہیں روکتا اور چہارم یہ جائز نہیں کہ امام دنیا کی شہوت کی پیروی کرے اور دنیا کو آخرت کے عوض اختیار کرے اس لیے کہ خدا نے آخرت کو اس کا محبوب قرار دیا ہے لہٰذا وہ آخرت پر نظر رکھتا ہے اس طرح جس طرح ہماری نظریں دنیا پر لگی ہوئی ہیں کیا تم نے کسی کو دیکھا ہے کہ وہ خوبصورت چہرے کو بد صورت چہرے کی خاطر ترک کردے یا تلخ طعام کی خاطر لذیذ کھانوں کو چھوڑدے یا نرم لباس کو سخت کپڑوں کے بدلے چھوڑدے اور ہمیشہ باقی رہنے والی نعمت کو فانی اور زائل ہونے والی نعمت کے لیے ترک کردے۔

وفات نبی(ص) اور غسل و کفن

۶۔ ابن عباس(رض) کہتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بیمار ہوئے اور آنحضرت(ص) کے اصحاب آپ(ص) کے گرد جمع ہوئے تو عمار یاسر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے یا رسول اللہ(ص) آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں جب آپ(ص) عالم قدس کی طرف تشریف لے جائیں تو ہم میں سے کون آپ کو غسل دے گا آپ(ص) نے فرمایا کہ میرے غسل دینے والے علی بن ابی طالب(ع) ہیں کیونکہ وہ میرے جس عضو کو دھونا چاہیں گے فرشتے اس کے دھونے پر ان کی مدد کریں گے پوچھا یا رسول اللہ آپ(ص) پر میرے باپ ماں فدا ہوں ہم مین کون آپ(ص) کی نماز پڑھائے گا حضرت نے فرمایا خاموش ہو جاؤ خدا تم پر رحمت نازل کرے پھر اپنا رخ علی بن ابی طالب(ع) کی طرف کر کے فرمایا کہ اے علی(ع) جب تم دیکھو کہ میری روح میرے جسم سے مفارقت کرچکی ہے تو مجھے غسل دینا اور اچھی طرح دینا اور مجھے انہیں دونوں کپڑوں کا کفن دینا جو میں پہنے ہوئے ہوں یا مصری جامہء سفید یا یمنی چادر کا کفن دینا اور میرا کفن بہت قیمتی نہ ہو اور مجھے قبر کے کنارے تک اٹھا کر لے جانا اور وہاں مجھے چھوڑ کر الگ ہو جانا تو سب سے پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند عالم ہوگا جو اپنے عظمت وجلال عرش سے مجھ پر صلوات بھیجے گا اس کے بعد جبرائیل(ع) و میکائیل(ع) اور اسرافیل(ع) اپنے لشکروں

اور فرشتوں کی فوجوں کے ساتھ جن کی تعداد سوائے خداوند عالمین کے کوئی نہیں جانتا مجھ پر نماز پڑھیں گے اس کے بعد وہ فرشتے جو عرش الہی کے گرد ہیں اس کے بعد ہر آسمان کے فرشتے یکے بعد دیگرے مجھ پر نماز پڑھین گے پھر میرے تمام اہل بیت(ع) اور میری عورتیں اپنے اپنے قرب و منزلت کے مطابق نماز ادا کریں گے وہ ادا کرنے کا حق ہے اور سلام کرینگے جو سلام کرنے کا حق ہے اور ان کو چاہیے کہ نوحہ و فریاد بلند کر کے مجھے آزار نہ پہنچائیں اس کے بعد فرمایا اے بلال(رض) لوگوں کو میرے پاس بلاؤ کہ مسجد میں جمع ہوں جب لوگ جمع ہوئے تو آنحضرت(ص) عمامہ باندھے ہوئے اور اپنی کمان پر سہارا کرتے ہوئے باہر تشریف لائے اور منبر پر گئے اور حمد و ثناء الہی بجا لائے اور فرمایا اے گروہ اصحاب میں تمہارے لیے کیسا پیغمبر تھا کیا میں نے تمہارے ساتھ رہ کر خود جہاد نہیں کیا، کیا میرے سامنے کے دانت تم نے شہید نہیں کیے، کیا تم نے میری پیشانی کو خاک آلود نہیں کیا کیا میرے چہرے پر تم نے خون جاری نہیں کیا کیا یہاں تک کہ میری ڈاڑھی خون سے رنگین ہوگئی۔ کیا میں نے تکلیفوں اور مصیبتوں کو اپنی قوم کے نادانوں سے برداشت نہیں کیا، کیا میں نے بھوک میں اپنی امت کے ایثار کے لیے شکم پر پتھر نہیں باندھے صحابہ نے کہا یا رسول اللہ(ص) کیوں نہیں بیشک آپ(ص) خدا کی خوشنودی کے لیے صبر کرنے والے تھے اور برائیوں سے منع کرنے والے تھے لہذا آپ(ص) کو ہماری طرف سے بہترین جزا عطا فرمائے حضرت (ص) نے فرمایا خدا تم کو بھی جزائے خیر دے پھر فرمایا کہ خدا نے (مجھے بتادینے کا) حکم دیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ کوئی ظلم کرنے والا اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتا لہذا تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ جس پر محمد(ص) سے کوئی ظلم ہو گیا ہو وہ (بلا تامل) اٹھے اور قصاص لے لے کیونکہ دنیا میں قصاص لے لینا میرے نزدیک عقبی کے قصاص سے زیادہ بہتر ہے جو فرشتوں اور انبیاء کے سامنے ہوگا یہ سنکر آخر سے ایک شخص اٹھا جس کو سوادہ بن قیس کہتے تھے اور کہا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ(ص) جس وقت آپ طائف سے واپس آرہے تھے میں حضور کے استقبال کے لیے گیا اس وقت آپ اپنے ناقہ غضبا پر سوار تھے اور ہاتھ میں عصائے ممشوق تھامے ہوئے تھے اور جب آپ(ص) نے اس کو بلند کیا تاکہ اپنے ناقہ کو ماریں تو وہ میرے شکم پر پڑا تھا مجھے نہیں معلوم کہ یہ آپ(ص) نے جان بوجھکر مارا

۔ یا غلطی سے حضرت(ص) نے فرمایا خدا کی پناہ کہ میں نے دانستہ مارا ہو۔ پھر بلال(رض) سے فرمایا کہ جاؤ فاطمہ(س) کے گھر اور میرے وہ عصا لے آؤ بلال مسجد سے نکلے اور گلیوں اور بازاروں میں آواز دیتے ہوئے چلے کہ اے لوگو تم میں کون ہے جو اپنے نفس و قصاص دینے پر آمادہ کردے دیکھو محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) روز قیامت سے پہلے اپنے تئیں قصاص دینے پر آمادہ ہیں، جناب سیدہ(س) نے فرمایا اے بلال(رض) یہ وقت تو عصا کام میں لانے کا نہیں ہے کس لیے وہ طلب فرما رہے ہیں بلال نے عرض کی آپ(ع) و نہیں معلوم آپ ک پدر بزرگوار منبر پر تشریف فرما ہیں اور دینداروں اور دنیا والوں کو وداع فرما رہے ہیں جب جناب معصومہ(س) نے وداع کی یہ بات سنی فریاد و زاری کی اور کہا ہائے رنج و ملال آپ(ص) کے لیے اے میرے پدر بزرگوار(ص) آپ(ص) کے بعد فقراء ومساکین غریب اور کمزور لوگ کس کی پناہ میں ہوں گے غرض بلال(رض) و عصا دے دیا وہ لے کر آنحضرت(ص) کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت(ص) نے عصا لے کر فرمایا وہ بوڑھا آدمی کہاں ہے اس نے حاضر ہو کر عرض کی میں موجود ہوں یا رسول اللہ(ص) آپ پر میرے باپ ماں فدا ہوں۔ حضرت(ص) نے فرمایا یہ عصاء لے لو اور مجھ سے اپنا قصاص لے لو تاکہ مجھ سے راضی ہو جاؤ۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ(ص) اپنا شکم مبارک کھولیے جب آنحضرت(ص) نے اپنے شکم اطہر سے کپڑا اٹھایا تو اس نے کہا مولا کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا دہن حضرت کے شکم سے مس کروں حضرت(ص) نے اجازت دے دی تو اس نے حضرت(ص) کے شکم مبارک و بوسہ دیا اور کہا میں روز جزا آتش جہنم سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ رسول خدا(ص) کے شکم مبارک سے قصاص لوں حضرت(ص) نے فرمایا اے سوادہ قصاص لے لو یا معاف کردو۔ سوادہ نے کہا میں نے معاف کردیا یا رسول اللہ(ص) حضرت نے فرمایا خداوندا تو بھی سوادہ بن قیس و بخش دے جس طرح اس نے تیرے پیغمبر(ص) سے درگزر کی پھر حضرت منبر سے نیچے تشریف لائے اور اپنے گھر ام سلمہ(رض) میں داخل ہوئے اور فرماتے جاتے تھے کہ خداوند تو امت محمد(ص) و آتش جہنم سے محفوظ رکھ اور اس پر حساب روز قیامت آسان فرما جناب ام سلمہ(رض) نے عرض کی یا رسول اللہ(ص) آپ غمگین کیوں ہیں اور آپ(ص) کا رنگ مبارک کیوں متغیر ہے حضرت(ص) نے فرمایا جبرائیل(ع) نے مجھے اس وقت میری موت کی خبر دی ہے تم پر سلامتی ہو دنیا میں کیونکہ آج کے بعد محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی

آواز نہ سنوگی۔ جناب ام سلمہ(رض) نے جب یہ وحشت اثر خبر آنحضرت(ص) سے سنی۔ نالہ و فریاد کرنے لگیں کہ واحسرتاہ ایسا صدمہ مجھے پہنچا کہ ندامت و حسرت جس کا تدارک نہیں کرسکتے اس کے بعد حضرت(ص) نے فرمایا اے ام سلمہ(رض) میرے دل کی محبوب اور میری آنکھوں کے نور فاطمہ(س) و بلاؤ یہ کہہ کر حضرت(ص) بے ہوش ہوئے غرض جناب فاطمہ(س) زہرا سلام اللہ علیہا آئیں اور اپنے پدر بزرگوار(ص) کی یہ حالت دیکھ کر نالہ و فریاد کرنے لگیں اور کہا اے پدر بزرگوار میری جان آپ کی جان پر فدا ہو اور میری صورت آپ کی صورت پر قربان ہو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ(ص) سفر آخرت پر آمادہ ہیں اور موت کا لشکر ہر طرف سے آپ(ص) کو گھیرے ہوئے ہے کیا اپنی بیٹی سے کچھ بات نہ کیجیے گا اور اس کے آتش حسرت کو اپنے بیان سے ساکن نہ فرمائے گا جب آنحضرت کے کان میں اپنے نور عین کی یہ آواز پہنچی اپنی آنکھیں کھول دیں اور فرمایا اے پارہ جگر میں بہت جلد تم سے جدا ہونے والا ہوں اور تم کو وداع کرتا ہوں لہذا تم پر سلامتی ہو جناب فاطمہ(ص) نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سید البشر سے سنی دل پر درد سے ایک آہ کھینچی اور عرض کی اے بابا جان میں روز قیامت آپ سے کہاں ملاقات کروں گی حضرت(ص) نے فرمایا ایسے مقام پر جہاں مخلوقات عالم کا حساب کیا جائے گا جناب فاطمہ(س) نے عرض کی اگر وہاں آپ(ص) کو نہ پاؤں تو پھر آپ(ص) کو کہاں ڈھونڈوں فرمایا مقام محمود میں جس کا خدا نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے جس جگہ میں امت کے گنہگاروں کی شفاعت کروں گا عرض کی اگر وہاں بھی آپ سے ملاقات نہ ہو تو کہاں تلاش کروں فرمایا صراط کے نزدیک دیکھنا جب کہ میری امت اس پر سے گذر رہی ہوگی اور میں کھڑا ہوں گا۔ جبرائیل(ع) میری داہنی جانب اور میکائیل(ع) بائیں جانب اور خدا کے فرشتے میرے آگے اور پیچھے ہوں گے اور سب درگاہ باری میں تضرع و زاری کے ساتھ دعا کرتے ہوں گے کہ خداوندا امت محمد(ص) کو صراط سے سلامتی کے ساتھ گزار دے اور ان پر حساب آسان فرما پھر جناب سیدہ(س) نے عرض کی میری مادر گرامی جناب خدیجہ(ع) کہاں ملیں گی حضرت نے فرمایا بہشت کے اس قصر میں جس کے گرد چار قصر ہوں گے یہ فرما کر حضرت(ص) پھر بے ہوش ہوئے اور عالم قدس کی جانب متوجہ ہوئے اتنے میں بلال(رض) نے اذان دی اور کہا (الصلوۃ رحمک اللہ) حضرت کو ہوش آیا اور اٹھ کر مسجد میں تشریف لائے

اور مختصر نماز اداکی جب فارغ ہوئے تو جناب امیر(ع) اور اسامہ بن زید(رض) کو بلا کرفرمایا کہ مجھے اٹھا کر فاطمہ(س) کے گھر لے چلو جب وہاں پہنچے تو اپنا سر اقدس جناب سیدہ(س) کی گود میں رکھ کر تکیہ فرمایا ۔ امام حسن(ع) و امام حسین(ع) نے اپنے بزرگوار کا یہ حال دیکھا تو بے تاب ہوئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی بارش برسانے لگے اور فریاد کرنے لگے کہ ہماری جانیں آپ(ص) پر نثار ہوں حضرت(ص) نے پوچھا یہ کون ہیں جو رو رہے ہیں امیرالمومنین(ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) آپ کے فرزند حسن(ع) و حسین(ع) ہیں۔ حضرت(ص) نے ان کو اپنے قریب بلایا اور ان کے گلے میں بانہیں ڈال کر ان کو اپنے سینے سے لپٹالیا چونکہ حضرت امام حسن(ع) بہت زیادہ بے قرار تھے حضرت(ص) نے فرمایا اے حسن(ع) مت روؤ کیونکہ تمہارا رونا مجھ پر دشوار ہے اور میرے دل کو تکلیف پہنچتا ہے اسی اثناء میں ملک الموت نازل ہوئے اور کہا السلام علیک یا رسول اللہ(ص) حضرت نے فرمایا علیک السلام اے ملک الموت تم سے میری ایک حاجت ہے ملک الموت نے عرض کی حضور وہ کیا حاجت ہے فرمایا جب تک جبرائیل(ع) نہ آجائیں اور سلام نہ کرلیں اور میں ان کے سلام کو جواب نہ دے دوں اور میں ان کو وداع نہ کرلوں میری روح قبض نہ کرنا یہ سنکر ملک الموت یا محمداہ(ص) کہتے ہوئے باہر آئے اسی اثناء میں جبرائیل ہوا میں ملک الموت کے پاس پہنچے اور پوچھا کہ محمد(ص) کی روح قبض کر لی؟ کہا نہیں حضرت نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جب تک حضرت سے تمہاری ملاقات نہ ہو جائے اور وہ تم کو وداع نہ کر لیں ان کی روح قبض نہ کروں جبرائیل(ع) نے کہا اے ملک الموت کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آسمانوں کے دروازے محمد(ص) کے لیے کھولے گئے ہیں اور بہشت کی حوروں نے خود کو آراستہ کیا ہے پھر جبرائیل آنحضرت(ص) کے پاس حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا ابا القاسم(ص) ۔ حضرت(ص) نے فرمایا وعلیک السلام یا جبرائیل کیا ایسی حالت میں مجھے تنہا چھوڑ دو گے جبرائیل(ع) نے کہا یا رسول اللہ(ص) آپ کی اجل قریب ہے اور ہر ایک کے لیے موت در پیش ہے اور ہر نفس موت کا مزہ چکھے گا حضرت نے فرمایا اے حبیب میرے قریب آؤ جبرائیل(ع) حضرت(ص) کے نزدیک گئے اور ملک الموت نازل ہوئے جبرائیل آنحضرت(ص) کی داہنی جانب اور میکائیل بائیں جانب کھڑے ہوئے اور ملک الموت حضرت(ص) کے رو برو روح قبض کرنے میں مشغول ہوئے ابن عباس کہتے ہیں کہ اس روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی

۔ بار رفماد یا کہ ۔میرے حبیب قلب و بلاؤ جب وئی بلایا اپنا تو حضرت اس کی رف سے نہ پھیر لیتے تو جناب فاطمہ(س) سے کہا یا کہ ہ ارا گ ان ہے کہ حضرت جناب امیر(ع) و طلب فرمارہے یں فاطمہ(س) امیر المو نین(ع) و بلالائیں جب جناب ر سول ُدا لی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی نگاہ جناب امیرالمو نین(ع) پر پڑی شاد ومسرور ہوئے اور دی گئ۔ بار رفماد یا اے علی ۔میرے پاس آؤ اور ان کے ہاتھ پکڑ کر اپنے سرہانے بٹھایا پھر غشی طاری ہوگئی اور اسی اثناء میں حسنین علیہم السلام ن آئے جب آنحضرت(ص) کے ج ال بارک پر ان کی نگاہیں پڑیں بے چین ہوئے اور و براہ و محمداہ(ص) ک ر کر رفو یاد و زاری کرتے ہوئے آنحضرت(ص) کے سینہ اترس سے لپ ئے۔ جناب امیر(ع) نے پاہا کہ ان و حضرت سے علیحدہ کردیں اسی اثناء میں آنحضرت(ص) و ہوش آ یا رفماد یا اے علی (ع) ان و چھوڑدو تاکہ میں اپنے باغ کے ان دونوں پھولوں و وُ تا رہوں اور یہ ۔میری خوشبو سے معطر ہوتے ریں میں ان و رخصت کروں اور یہ مجھے وداع کر لیں بیشک یہ ۔میرے بعد م وم ہوں گے اور زہر ستم اور تیغ ظلم سے مارے جائینگے پھر تین مرتبہ رفماد یا کہ ُدا کی ل نت ہو اس پر جو ان پر ظلم و ستم کرے پھر اپنا ہاتھ بڑھا کر امیرالمو نین(ع) و اپنے لحاف کے اندر کھینچ لیا اور اپنے نہ و ان کے نہ پر رکھد یا اور دوسری روایت کے مطابق اپنا دہن اترس اس کے کان سے ملاد یا اور ب ت ی راز کی ۔ باتیں کیں اور اسرار الہی اور علوم لاتناہی آپ(ع) و تعلیم فرمائے یہاں تک کہ آپ کا طائر روح آشیانہ رش رحمت کی جانب پرواز کر یا پھر امیرالمو نین(ع)، سید المرسلین لی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لحاف سے باہر آئے اور رفماد یا لوگو تمہارے پیغمبر(ص) کے غم میں ُداوند عالم تمہارا اجر زیادہ کرے کیونکہ حضرت رب العزت نے اس برگزیدہ عالم کی روح اپنے پاس بلائی یہ سنتے ہی ال بیت رسالت میں گریہ و زاری اور نالہ وفریاد کا شور بلند ہوا اور مو نوں کا ایک مختصر گروہ جو خلافت کے غصب کرنے میں مشغول نہیں ہوا تھا ال بیت(ع) کے ساتھ تعزیت اور مصیبت میں شریک ہوا، ابن عباس کہتے یں کہ جناب امیر(ع) سے لوگوں نے پوچھا کہ جناب سرور کائنات لی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے کیا راز بیان کیے جب کہ آپ زیر لحاف داخل کر لیا تھا حضرت نے رفماد یا کہ ہزار باب علم تعلیم فرمائے تھے جن میں رہ باب سے ہزار ہزار باب خود نود نکشف ہوئے۔

۷- امام صادق(ع) بیان فرماتے یں کہ پار ہزار فرشتے حسین(ع) کے ساتھ مل کر جہ رکہ۱۰ پاہتے تھے۔ مگر امام نے اجازت نہ دی اوروہ واپس چلے ئے اور جا کر رب العزت سے اجازت طلب کی اور دوبارہ زمین پر اترے مگر وقت تک حسین(ع) ہوچکے تھے یہ فرشتے خاک آلودہ حالت میں آپ(ع) کی قبر مبارک پر موجود یں اور قیامت تک گریہ کرتے رہیں گے ان فرشتوں کا سردار اور رئیس منصور نامی فرشتہ ہے۔

مجلس نمبر ۹۳

(۱۲ شعبان سنہ ۳۶۸ھ)

شرائع الدین

۱۔ شیخ فقیہ ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی(رح) کے پاس اصحاب جلسہ و مشائخ حاضر ہوئے اور ان سے کہا ہمیں دین امامیہ کے بارے میں مختصرا بتائیں۔

جناب صدوق نے بیان فرمایا ۔ دین امامیہ اقرار توحید ہے اور اس (خدا) کی تشبیہ و تنزیہ سے انکار ہے جو کہ اس کے لائق نہیں ہے خدا کے تمام انبیاء(ع) اور فرشتے ، اس کی تمام کتب و تمام حجج کا اقرار اور یہ کہ محمد(ص) سید الانبیاء والمرسلین ہیں اور ان تمام سے افضل ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں ان کے بعد قیامت تک کوئی پیغمبر نہیں ہے اور تمام انبیاء و ائمہ تمام فرشتوں سے بہتر ہیں ، تمام معصوم ہیں اور ہر آلودگی اور پلیدی سے پاک ہیں اور تمام گناہاں صغیرہ وکبیرہ سے پاک ہیں یہ اہل زمین کے لیے اسی طرح باعث امان ہیں جس طرح فرشتے اہل آسمان کے لیے باعث امان ہیں۔ اسلام کے پانچ ستون ہیں۔ نماز ، روزہ، حج، زکواۃ اور ولایت پیغمبر اور ان کے بعد ائمہ(ع) جو کہ بارہ ہیں جن کے اول علی بن ابی طالب(ع) پھر حسن بن علی(ع) پھر حسین بن علی(ع) پھر علی بن حسین(ع) پھر محمد بن علی(ع) پھر جعفر صادق بن محمد(ع) پھر موسی بن جعفر(ع) (موسی کاظم(ع)) پھر علی رضا بن موسیٰ(ع) پھرجواد محمد تقی(ع) بن علی(ع) پھر ہادی علی نقی(ع) بن محمد(ع) پھر عسکری حسن بن علی (ع) پھر ان کے بعد حضرت حجت بن حسن بن علی(ع) اور اس بات کا اقرار کر یہ سب کے سب اولی الامر ہیں کہ خدا نے ان کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ "پیروی کرو اپنے رسول کی اور اولالامر کی" ان کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور ان کی معصیت خدا کی معصیت ہے ان کے دوست خدا کے دوست ہیں اور ان کے دشمن خدا کے دشمن ہیں اور پیغمبر(ص) کی ذریت سے دوستی کہ وہ اپنے باپ دادا(ع) کے طریقے پر قائم ہیں یہ اس کے بندوں پر ایک فریضہ واجب ہے۔قیامت تک اور یہ اجر نبوت ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے " ان سے کہو کہ

میں تم سے وئی جزا نہیں پاہتا وائے اپنے رشتہ داروں کی محبت کے " (شوری، ۲۳) اور اس بات کا اعتراف کہ اسلام شہادتین کا زبان سے اقرار اور دل سے یان و ارادے اور اعضاء بدن سے مل کا نام ہے اور یہی اصل یان ہے اور جو صرف شہادتین کی رعایت رہے اس کا مال و خون محفوظ ہے وائے احقاق حق کے اور اس کا حساب خدا پر ہے۔

پھر دین اما یہ اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ موت کے بعد قبر میں نکر نیر کے وال وجواب اور قبر کا زاب ہوگا پھر اقرار پیدائش بہشت و دوزخ اور معراج نبوت کا اقرار کہ آپ(ص) سات آسمانوں تک ئے پھر وہاں سے سدرة المنتہی اور یہاں سے حجاب وزر تک لے بائے ئے جہاں آپ(ص) نے خدا سے راز کی باتیں کی اور یہ کہ آپ کو آپ کے جسم و روح کے ساتھ معراج پر لے ایا یا یہ نہ کہ خواب میں اور اسی لیے نہیں کہ خدا مکان رکھتا ہے اور آپ(ص) نے اس سے مکان میں ملاقات کی خدا اس سے کہیں برتر ہے خدا نے جناب رسول خدا(ص) کا احترام اور ترضیع مقام کے لیے معراج پر لے ئے جہاں انہیں ملکوت زمین کی مانند ملکوت آسمان کا مشاہدہ کرایا یا اور جناب رسول خدا(ص) نے عظمت خدا و دیکھا یہ اس لیے تھا کہ وہ وہاں جو کچھ پنی امت کے بارے میں اور علامات عجیبہ دیکھیں اس سے امت و آگاہ کریں۔ پھر حوض وثر کا اقرار اور ناہ گاروں کی شفاعت کا اقرار پھر صراط ، حساب، میزان، لوح وقلم، رش و کرسی کا اقرار اور یہ کہ نماز دین کا ستون ہے اور یہ وہ پہلا مل ہے جس کے بارے میں قیامت میں وال کیا بائے گا اور معرفت کے بعد بندے کا پہلا مل ہے جس کا وہ مسئول ہے اگر یہ قبول ہوگی تو دیگر اعمال بھی قبول ہوں گے اور اگر رد کردی گئی تو پھر باقی مل بھی رد کر دیئے بائینگے ، روز وشب میں واجب نمازیں پانچ ہیں جو کہ (۱۷) سترہ رکعات پر مشتمل ہیں دو رکعات فجر، پار رکعات ظہر، پار عصر، تین مغرب، اور پھر پار عشاء نافلہ (نفلی نماز) چونتیس رکعات ہیں یعنی دو نوافل ایک فرض کے برابر کہ آٹھ (۸) رکعات ظہر سے پہلے آٹھ (۸) رکعات عصر سے پہلے پھر پار(۴) رکعات مغرب کے بعد اور دو رکعات بیٹھ کر عشاء کے بعد کہ یہ ایک رکعت شمار ہوتی ہے اور یہ اس بندے کا وتر شمار کی باتی ہے جو کہ رات و وتر ادا نہیں کرپاتا نماز شب آٹھ (۸) رکعات ہے ہر دو رکعات کے بعد ایک سلام ہے اور نماز شفع دو (۲) رکعات ہے

اور ایک رکعت نماز وتر اور دو رکعت نافلہ صبح ہے جسے فریضہ فجر سے پہلے پڑھا جاتا ہےاور یہ فرائض و نوافل نمازیں دن رات میں (۵۱) اکیاون رکعات پر مشتمل ہیں اور اذان واقامت کے ہمراہ ہیں نماز کے واجبات سات ہیں طہارت ، رو بہ قبلہ ہونا، رکوع، سجود، وقت مقررہ پر ادائیگی ،دعا اور قنوت کہ یہ ہر نماز کی دوسری رکعت میں واجب و مستحب ہے رکوع سے پہلے اور اس میں سورہ حمد اور اس کے ہمراہ کوئی دوسری سورہ اور رب اغفر وارحم وتجاوز عما تعلم انک الا عز الاکرم" اور تین مرتبہ "سبحان اللہ" بھی اس میں کافی ہے اگر نمازی چاہے تو ائمہ(ع) کے اسماء گرامی قنوت کے دوران لے سکتا ہے اور ان پر مختصر صلوات بھیجے تکبیرۃ الاحرام ایک مرتبہ پڑھنا کافی ہے مگر سات مرتبہ بہترین اور مستحب ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم "کو با آواز بلند پڑھنا مستحب ہے کہ یہ قرآن کی آیت ہے اور اسم اعظم ہے اس خدا کا جو ہم سے اس طرح نزدیک ہے جس طرح آنکھ کی سیاہی اس کی سفیدی سے نزدیک ہے نماز کی ہر تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو بلندکرنا نماز کی زینت ہے نماز کی رکعات میں اول فریضہ سورہ حمد پڑھنا ہے بااہم اس کے ہمراہ سورہ بھی پڑھے کہ ان میں سجدہ واجب جیسے اور یہ سورتیں الم تنزیل ، حم سجدہ، والنجم، اور اقراء باسم ربک ہیں، سورہ قریش اور سورہ فیل یا سورہ والضحی اور سورہ الم نشرح میں سے ہر دو سورتین ایک سورہ شمار ہوں گی اور نماز واجب میں ان میں سے ایک پر اکتفا نہیں ہوگا اور اگر کوئی چاہے کہ ان سورتوں کو نماز واجب میں پڑھے تو اس کو چاہیے کہ سورہ لایلاف اور سورہ الم ترکیف کو یا والضحی اور الم نشرح کو ایک رکعت میں اکٹھا پڑے بااہم نافلہ نمازوں میں سورہ عزیمہ میں سے بھی پڑھا جاسکتا ہے کیونکہ اس کی ممانعت صرف فریضہ نمازوں میں ہے۔ جمعے کے روز نماز ظہر میں سورہ جمعہ اور سورہ منافقین کا پڑھنا مستحب اور سنت رسول (ص) ہے رکوع وسجود میں پڑھے جانے والے تسبیحات کی کم از کم تعداد تین مرتبہ ہے جبکہ پانچ مرتبہ احسن ہے اور سات مرتبہ افضل ہے اور اگر اس سے ایک کم کرے گا (یعنی تین سے ایک کم کرے گا) تو نماز کا تیسرا حصہ کم ہوگیا اگر دو تسبیح کم کرے گا تو اپنی نماز کو دو حصے کم کیا اگر رکوع و سجود میں ہرگز تسبیح نہ کہے گا تو اس کی نماز نہیں ہے بااہم اس کی جگہ پر اتنی ہی تعداد میں " لا الہ الا اللہ" یا " اللہ اکبر" یا جناب رسول خدا(ص) پر صلوات بھیجے تو وہ بھی جائز ہے اور تشہد میں بھی یہی ادائے شہادتیں کافی ہیں نماز میں ایک سلام

کافی ہے جو آنکھ کے اشارے سے قبلے کی دائیں جانب کیا جائے۔تاہم اگر جماعت مخالفین میں موجود ہوتو تقیہ کی بنا پر مخالفین کی طرح سلام ادا کرے۔ نماز واجب کے بعد تسبیح فاطمہ زہرا(س) ہے جو کہ چونتیس(۳۴) مرتبہ'' اللہ اکبر'' تینتیس (۳۳) مرتبہ '' الحمد للہ'' اور تینتیس مرتبہ '' سبحان اللہ'' ہے اور جو بندہ نماز واجب کے بعد زانو و اٹھائے بغیر تسبیح فاطمہ(س) پڑھے گا خدا اسے معاف کردے گا پھر چاہیے کہ جناب رسول خدا(ص) اور ائمہ(ع) پر درود بھیجے اور پھر اپنے لیے جو چاہے مانگے اور دعا کے بعد سجدہ شکر کرے سجدہ شکر میں تین بار '' شکرا'' ہے۔ اگر مخالف موجود نہ ہوتو اس عمل و ہرگز ترک نہ کرے اور نہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھے اور نہ آمین کہے۔

ورہ حمد کے بعد سجدہ کرنے میں زانو و ہاتھوں سے پہلے زمین پر نہ رکھے۔ سجدہ زمین اور زمین سے پیدا ہونے والی چیز (کھانے اور پہننے کے علاوہ) پر جائز ہے۔ حلال جانوروں کے بال اور کھال سے بنے ہوئے لباس میں نماز پڑھنا جائز ہے۔ لیکن حرام جانوروں کے بال اور کھال سے بنے ہوئے لباس اور ریشم و زرد دوزی سے بنے ہوئے لباس میں نماز جائز نہیں ہے سوائے مجبوری یا حالت تقیہ میں نماز و قطع کرنے والی چیز نماز گزار کی ریح کا خارج ہونا یا دیگر امور جو وضوو باطل کریں یا اسے یاد آئے کہ قبل از نماز اس نے وضو نہیں کیا۔ یا دوران نماز اسے کوئی ایسی ضرب لگ جائے جس و برداشت کرنے سے قاصر ہو۔ یا سر پر ایسی چوٹ پہنچ جائے جو برداشت سے باہر ہو اور جس سے خون نکل کر چہرے پر آجائے اس کا چہرہ قبلے کی طرف سے پھر جائے یا دیگر امور جو نمازو باطل کردیں۔ نافلہ نمازوں میں شک کی صورت واجب نماز میں شک کی طرح نہیں ہوتی ہے۔ نافلہ میں نماز گزار رکعات میں شک کی صورت میں جسے چاہے اختیار کر لے (چاہے قلیل و اختیار کرے یا چاہے تو کثیر و اختیار کر لے)۔تاہم نماز واجب میں تین یا چار میں شک کی بناء پر کثیر و اختیار کرے یعنی چار رکعات ادا کرے۔ جو کوئی دو رکعات میں سے اول میں شک کرے تو اسے چاہیے کہ اسے دوبارہ پڑھے۔ جو کوئی نماز مغرب میں شک کرے اسے چاہیے کہ اسے دوبارہ پڑھے جب سلام ہے تو جو کچھ کم ہونے کا شک رکھتا ہے اسے دوبارہ پڑھے۔سجدہ سہو نماز گزار پر واجب نہ ہوگا مگر قیام کے لیے حالت قعود یا قعود قیام کی جگہ میں یا ترک تشہد یا شک کثیر

میں یا لام کے بعد نماز میں کمی کی صورت میں لام کے بعد دو سجدے (سجدہ سہو) یں کہ ان میں ہے " بسم اللہ وباللہ السلام علیک ایھا النبی ایمانا و تصدیقا لا الہ الا اللہ عبودیۃ و رقا سجدت لک یا رب تعبدا و رقا لا مستنکف ولا مستکبرا بل انا عبد ذلیل خائف مستجیرا"اور جب سراٹھائے تو " اللہ اکبر" ہے۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نمازی سے ربع یا ثلث یا نصف یا ایک حصہ قبول کیا جاتا ہے مگر نافلہ نماز سے درست کر دے گا۔ امامت نماز کے لیے زیادہ حقدار بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم زیادہ رکھتا ہو۔ اگر قرآن جاننے میں تمام لوگ برابر ہوں تو جس نے پہلے ہجرت کی ہو وہ مقدم کیا جائے۔ اگر تمام ہجرت کرنے میں برابر ہیں تو بزرگی والے کو مقدم رکھا جائے۔ اگر اس میں بھی برابر ہیں تو تمام میں سے زیادہ خوش رو کو مقدم رکھا جائے گا۔ صاحب مسجد اپنی مسجد میں امامت کا زیادہ اہل ہے۔ صاحب امامت کا تمام مسائل سے عالم ہونا بھی ضروری ہے۔ تاہم اس کے اعمال پسندیدہ ہوں۔ جمعے کی نماز کی جماعت واجب مگر دوسرے دنوں میں مستحب ہے۔ جو کوئی بغیر عذر جماعت ترک کرے اور اجماعت مسلمین سے روگردان ہو وہ نماز نہیں رکھتا۔ نماز جمعہ نو(۹) قسم کے لوگوں پر ساقط ہے۔ ۱- نابالغ ۲- ضعیف۔ ۳ - دیوانہ ۴- مسافر۔ ۵- قیدی۔ ۶- عورت۔ ۷- بیمار۔ ۸- اندھا ۹-- اور وہ شخص جو نماز جمعہ کے مقام سے دو فرسخ دور ہے۔ باجماعت نماز فرادی پڑھی جانے والی نماز سے پچیس (۲۵) درجات بلند رکھتی ہے۔ سفر کی حالت میں نماز واجب دو رکعات رکھتی ہے۔ مگر نماز مغرب کہ جناب رسول خدا(ص) نے اسے دوران سفر بھی اپنی حالت پر برقرار رکھا ہے۔ دوران سفر دن کے نوافل ساقط ہیں مگر نافلہ شب ترک نہ ہوں گے۔ نماز شب و اول شب میں پڑھے۔ مگر سفر میں اول شب میں اس کی قضا پڑھے تو بہتر ہے کہ نماز شب میں پڑھے اور وہ سفر جس میں نماز میں کمی ہو جاتی ہے تو ایسے میں روزہ آٹھ فرسخ پر قصر ہو جائے گا۔ اگر چار فرسخ سفر کرے اور اس دن واپس نہ آئے تو چاہے تو قصر پڑھے یا مکمل تاہم اگر خواہش رکھتا ہے کہ اسی دن واپس آئے گا تو قصر پڑھنا واجب ہے۔ اگر اس کا سفر بقصد معصیت (حرام یا گناہ) کے لیے ہے۔ تو پوری نماز پڑھنا واجب ہے اور روزہ بھی پورے وقت تک کا ہو گا۔ اگر کوئی بندہ سفر میں نماز

کی مکمل ادائیگی کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ دو ن میں (اتنی ن ۃ ازیں) قصر کردے۔ وہ بندہ جو کثیر الفر ہو مثلاً نڈی ۔ انے والا تاجر ۔ ڈاکیا، گڈ یا و کشتی ران وغیرہ کہ جن کا پیشہ سفر سے وابستہ ہو اور وہ شکاری جو کہ تفریح و مسرت کی ۔ ا ر شکار سو ائے تو چاہیے کہ پوری ۃ از پڑھے اور روزہ رکھے۔ لیکن اگر اس کے عیال کے گذر اوقات کا انحصار اسی شکار پر ہو تو چاہیے کہ ۃ از اور روزے و قصر کردے اور وہ مسافر جو ماہ رمضان کے روزے کے بوجہ سفر قصر کردے حق ج اع نہیں رکھتا۔ ۃ از تین حصوں پر مشتمل ہے ایک ثلث طہارت ایک ثلث ر وع اور ایک ثلث سجود ہے۔ بغیر طہارت ۃ از درست نہیں وضو، اعضاء کتے (کم از کم)کلیۃ ۔ بار دھونے سے ہوتا ہے اور اگر دو مرتبہ دھوئے تو جائز ہے مگر اجر نہیں رکھتا ہے۔ پانی اس وقت تک ۔ پانی ہے جب تک اس کے نجس ہونے کا علم نہ ہو جائے ایسا جانور جس کا خون جاری ہو۔ پانی و نجس کرتا ہے وضو و غسل جنابت عرق گلاب کے ساتھ جائز ہے رگ وہ ۔ پانی جو آفتاب کی گرمی و روشنی سے گرم ہوا ہے وضو غسل اور کپڑے دھونے کے لیے جائز ہے اہم ا ت برص ہے اندازہ ایک کر پانی جو کہ ۱۲۰۰ ر ل مدنی کے برابر ہے و وئی شے نجس نہیں کرتی کر۔ پانی والے برتن کی ۔ ائش تین ۔ بالشت لمبائی ، چوڑائی اور اونچائی ہے کنوئیں کا ۔ پانی اس وقت تک ۔ پاک ہے جب تک اس میں وئی نجس کرنے والے چیز نہ گر جائے درہ یا کا ت ام پانی ۔ پاک ہے وضوو ۔ با ل کرنے والی چیزیں، بول و براز، ریح، منی، اور نیند جو ہوش ختم کردتے یں، مسح امہ یا ٹوپی پر جائز نہیں اور اسی رح جوتے اور جوراب پر ۔ ں جائز نہیں ہا ہم دشمن کے خوف یا برف سے گزند پہنچنے کے خیال سے کہ اس سے پاؤں و نقصان ہوگا جائز ہے اسی رح جبیرہ شکستہ پر ۔ ں جائز ہے جیسا کہ ام المو نین عائشہ نے جناب ر سول ۔ ا(ص) سے روایت کیا ہے کہ روز قیامت وہ بندہ شدید غم میں مبتلا ہوگا جو اپنا مسح کسی دوسرے کے چمڑے پر کرے عائشہ روایت کرتی یں کہ کسی بیابان میں جانور کی پشت پر مسح کرنا جوتے ۔ یا جوراب پر مسح کرنے سے بہتر ہے جس کسی و ۔ پانی میسر نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ تیمم کرے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے ""تیمم کرو ۔ پاک و طیب مٹی سے "" اور طیب مٹی وہ ہے جس سے پانی نکلا ہو بندہ جب تیمم کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ ہاتھوں و مٹی ۔ یا زمین پر مارے اور انہیں لے پھر چہرے پر پھیرے پھر بایاں ہاتھ زمین پر مارے اور دائیں ہاتھ پر انگلیوں کے

سروں تک پھیرے پھر دائیں ہاتھ زمین پر یا مٹی پر مارے اور بائیں ہاتھ کی پشت پر انگلیوں کے سرے تک پھیرے روایت میں ہے کہ پیشانی و ابرو اور دونوں ہاتھوں کی پشت کا مسح کرے ہمارے مشائخ کا عقیدہ ہے کہ جو امور وضوو باطل کرتے ہیں وہی تیمم کو باطل کرتے ہیں اور جو شخص تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پھر پانی میسر ہو جائے تو ضروری نہیں کہ وہ اس نماز کو دوبارہ دہرائی جائے کہ تیمم بھی طہارت کی اقسام میں سے ایک ہے تاہم پانی میسر ہونے پر دوسری نماز وضو سے پڑھے اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ کوئی بندہ ایک ہی وضو سے نماز شب اور تمام دن کی نمازیں ادا کرے یہاں تک کہ اس کا وضو باطل نہ ہو یہی احکام تیمم کے واسطے بھی ہیں یہاں تک کہ باطل ہو۔

غسل سترہ(۱۷) مواقع پر واجب اور مستحب ہے۔

سترہ(۱۷) انیس(۱۹) اکیس(۲۱) اور تئیس(۲۳) رمضان کی شب دخول حرمین کے وقت۔ احرام باندھنے کے وقت زیارت کے وقت، دخول خانہ کعبہ کے وقت، روز ترویہ، روز عرفہ، غسل مس میت جو کہ میت کو غسل دینے کے بعد، کفن پہنانے کے بعد، اور میت کے سرد ہونے کے بعد مس کرنے سے واجب ہوجاتا ہے، غسل بروز جمعہ، غسل حیض، و غسل جنابت، امام صادق(ع) نے فرمایا کہ غسل حیض و نفاس و غسل جنابت اس شرط سے مبرا ہیں کیونکہ غسل حیض و غسل جنابت فرض ہے او دو فرائض کی ادائیگی لازم ہوتو بڑا چھوٹے سے کافی ہے، غسل جنابت سے پہلے چاہیے کہ پیشاب کرے تاکہ منی وغیرہ میں سے جو کچھ جمع ہو خارج ہو جائے پانی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے چاہیے کہ تین مرتبہ دھوئے پھر استنجا کرے اور اپنی شرمگاہ و دھوئے پھر تین مرتبہ چلو بھر پانی لے کر اپنے بالوں میں خلال کرے تاکہ پانی بالوں و جڑوں تک پہنچ جائے پھر برتن سے پانی لے کر اپنے سر اور بدن پر دو مرتبہ گرائے اور اپنے ہاتھ سے بدن ملتا رہے اور دونوں کانوں میں اپنی انگلی سے خلال کرے بدن پر جہاں تک پانی پہنچ سکے پہنچائے اور پاک کرے اگر کسی ایسی جگہ پر ہو جہاں ندی یا دریا ہو تو خود و مکمل طور پر زیر آب لے جائے (ارتماسی غسل) تو اس کا غسل ہو جائے گا۔ لیکن اگر بارش میں اپنے سر تا پاؤں تک گیلا کرے تو اس کا یہ غسل محسوب (جس کا حساب

لیا جائے گا) ہے غسل جنابت میں لی۔ یا ناک میں پانی ڈالنا جائز ہے لیکن واجب نہیں کیونکہ غسل بیرون بدن کا ہے نہ کہ اندرون بدن کا لیکن غسل جنابت سے پہلے کھانے پینے کے لیے لی، ناک میں پانی ڈالنا اور ہاتھوں و دھونا چاہیے ورنہ محاسبہ ہوگا اور اس کا یہ عمل پیش کیا جائے گا حلال جنابت سے خارج ہونے والا پسینہ اگر لباس میں جذب ہو جائے تو نماز اس میں جائز ہے مگر حرام جماع سے خارج ہونے والا پسینہ اگر لباس میں ہو تو نماز باطل ہے کم ترخیص تین(۳) دن اور زیادہ سے زیادہ دس(۱۰) دن کا ہے اسی طرح کم از کم طہر(۱۰) دس دن اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں نفاس کی زیادہ سے زیادہ حد کہ اس میں عبادت سے باز رہے اٹھارہ(۱۸) دن ہے جب کہ کلینی یا دو دن میں اگر استظہار کرے تو چاہیے کہ عبادت سے پہلے پاک ہو جائے۔ زکواۃ نو(۹) چیزوں پر واجب ہے جو کہ گندم، جو، خرما، مویز(کشمش) اونٹ، گائے، گوسفند(بھیڑ بکری) اور سونا اور چاندی ہیں، جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد ہے کہ ان کے علاوہ زکواۃ معاف ہے اور چاہیے کہ زکواۃ شیعہ اثناء عشری کو ادا کرے، ماں باپ فرزند، شوہر، مملوک اور زوجہ و واجب نفقہ و نہ دے خمس، سونے کے ایک دینار دفینے، معدنیات، غوطہ لگا کر اصل کیے ہیے موتی و جواہرات اور جنگ میں اصل شدہ مال غنیمت پر ہے تمام سال کے روزوں میں سے ہر ماہ کے تین دن کا روزہ (مستحب روزوں کی طرف اشارہ ہے) یعنی ہر ماہ کی اول جمعرات، درمانی بدھ جو پہلے دس دن کے بعد آئے اور آخری دس دنوں میں آخری جمعرات و رکھے جبکہ ماہ رمضان کے روزے واجب ہیں جو کہ رؤیت ہلال سے ثابت ہوں نہ کہ رائے گمان (قیاس) سے جو کوئی بغیر رویت (چاند دیکھے بغیر) روزہ رکھے اور افطار کرے اس کا دین اما یہ سے کوئی تعلق نہیں رؤیت یا طلاق میں عورتوں کی گواہی قابل قبول نہیں ماہ رمضان میں نماز کی ادائیگی دیگر مہینوں کی طرح ہے جو کوئی اس میں اضافہ کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ بیس رکعت نافلہ ہر شب ادا کرے جس میں سے آٹھ رکعات مغرب و عشاء کے درمیان یہاں تک کہ ماہ رمضان کی بیس(۲۰) تاریخ ہو پھر ہر رات تیس(۳۰) رکعت نافلہ ادا کرے کہ آٹھ رکعات مغرب و عشاء کے درمیان ہوں گی اور بائیس (۲۲) رکعات عشاء

کے بعد اور ہر رکعت میں وره حمد پڑھے اور اس کے ہمراہ جو کچھ وہ قرآن میں سے ہتا ہے پڑھے۔ وائے اکیس (۲۱)
اورتئیس(۲۳) کی شب کہ اس میں مستحب ہے کہ احیاء کرے اور و (۱۰۰) رکعات نافلہ ادا کرے اور اس میں سورہ حمد کے
ہمراہ دس(۱۰) مرتبہ " قل ہو اللہ " پڑھے جو وئی ان دو راتوں میں ذکر و علم و زندہ کرے یہ اس کے لیے بہتر ہے اور حقدار
(ذالجلال والاکرام کا) ہے پھر عید الفطر کی شب نماز مغرب کے بعد سجدے میں جائے اور کہے " یا ذالطول یا ذالحول یا
مصطفی محمد و ناصره صلی علی محمد وآل محمد اغفرلی کل ذنب اذنبته و نسیته وهو عندک فی کتاب مبین"
پھر و مرتبہ کہے۔

" اتوب الی اللہ عزوجل " اور چاہیے کہ مغرب وعشاء کے بعد اور نماز صبح و نماز عید اور روز عید کی ظہر و عصر کی نماز کے
بعد " تکبیرات ایام تشریق " و ادا کرے اور اس کے وا کچھ اور نہ کہے جو کہ یہ ہیں۔ " اللَّهُ أَكْبَرُاللَّهُ أَكْبَرُلَا إِلَه إِلَّااللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُاللَّهُ أَكْبَرُوَالْحَمْدُلِلَّه عَلَى مَاأَبْلَانَا." یہ تکبیرات ایام تشریق سے مخصوص ہیں۔ زکوۃ فطرہ ادا کرنا واجب ہے بہتر ہے
و چاہیے کہ وہ اپنا اپنے ال و عیال ، آزاد و غلام اور اپنے ہاں کھانا کھانے والوں کا فطرہ ادا کرے فطرہ فی کس ایک صاع کے
حساب سے ادا کرنا چاہیے۔ ایک صاع خرما، کشمش ، گندم یا جو ادا کرنا چاہیے یہی ہے کہ ایک صاع فی کس کے حساب سے خرما . سور
فطرہ دے ایک صاع ۴ مد کا ہوتا ہے اور مد ۲۹۰-۲-۱ درہم یا ۲۱۷۰ عراقی درہم کے برابر ہے اگر طاقت رکھتا ہے تو اس کی قیمت
روپے یا سونے چاندی کی صورت میں ادا کرے (رقم کا یہ تناسب جناب صدوق(رح) کے ہاں زمانہ قدیم کے مطابق ہے فی زمانہ
بعید میں اس کی شکل مختلف ہوسکتی ہے۔ محقق) اگر اپنے تمام ال و عیال کا فطرہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو ایک تن
کا فطرہ اپنی بیوی یا اپنے عیال میں سے کسی ایک و دے دے اور وہ ن اسی نیت سے دوسرے و دے دے اور وہ اسے ترتیب
وار اسی طرح اپنے گھر کے دیگر افراد و دیتے رہیں حتی کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے پھر وہ کسی ایسے شخص و
دے دی جائے جو ان سے نہ ہو لیکن ایک فطرہ دو فقراء میں تقسیم نہ کیا جائے بلکہ ہر ضرورتمند و ایک تن کا فطرہ دے ، فطرہ
ماہ رمضان سے قبل اور دوران ماہ رمضان دینا جائز نہیں شوال کا چاند دیکھنے کے بعد عید الفطر کی نماز سے پہلے ادا کرے اور اگر ماہ
رمضان میں دے تو یہ صدقہ ہو گا جو کہ

ثوال کا پاند دیکھنے کے بعد دو بارہ نطرہ کی مد میں ادا کرنا پڑے گا جو شخص مموک (غلام) رکھتا ہو اس پر غلام کا نطرہ واجب الادا ہے خواہ وہ مموک کافر ہو۔ یا کافر ذمی جب کہ ظہر کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نطرہ دینا واجب ہے اور اگر ظہر سے بعد وئی دشمن مسلمان ہو جائے تو اس کا نطرہ دینا واجب نہیں ہے حج کی تین اقسام ہے قران، افراد، اور حج تمتع، حج قرِان اور حج افراد ان پر واجب ہے جو مکہ کے رہائشی ہوں اور حج تمتع ان پر واجب ہے جو مکہ سے ولہ (۱۶) فرسخ یعنی اڑتالیس (۴۸) میل دور رہتے ہوں، ایسا شخص حج تمتع احرام دے گا اور اس کا دوسرا حج قابل قبول نہیں ہے حج کرنے والے و پاہیے کہ وہ مسلخ سے احرام باندے اگر وہاں سے نہیں باندھا ہے تو پھر نمرہ سے احرام باندے تاہم مسلخ سے احرام باندھنا افضل ہے جناب رسول خدا (ص) نے اہل راق کے لیے مقام عقیق و میقات مقرر دیا ہے، اہل طائف کے لیے قرن منازل، اور اہل یمن کے لیے یلملم، اہل شام کے لیے مہیمہ جو کہ جہفہ ہے اور اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ جو کہ مسجد شجرہ ہے، میقات سے پہلے احرام جائز نہیں مگر نذر یا تقیہ اختیار کیے ہوئے کے لیے، واجبات حج سات (۷) ہیں (تفصیل میں جائیں تو تیرہ (۱۳) بنتے ہیں، محقق) اول احرام۔

دوئم: تلبیہ جو کہ چار ہیں۔ "لبیک اللهم لبیک ان الحمد وانعمة لک والملک لا شریک لک" اس کے علاوہ باقی مستحب ہیں اور محرم کے لیے جائز ہے کہ زیادہ لبیک ہے۔ جناب رسول خدا (ص) یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے "لبیک ذوالمعارج لبیک"

سوئم: طواف کعبہ، مقام ابراہیم (ع) میں " رکعت نماز کے ساتھ۔

چہارم: صفا و مروہ کے درمیان سعی۔

پنجم: وقوف عرفہ۔

ششم: وقوف مشعر یعنی دونوں وقوف۔

ہفتم: قربانی تمتع جو کہ واجب ہے۔

اس کے علاوہ باقی امور مستحب ہیں، جو وئی زوال روز ترویہ یعنی آٹھ (۸) ذوالحجہ سے حج تمتع کی رات یعنی نو (۹) ذوالحجہ تک وقوف عرفہ میں حاصل کر لے تو اس کا حج صحیح ہے اس طرح روزِ مشعر یعنی دس ذوالحجہ و مشعر کا وقوف حاصل کر لے جبکہ پانچ نفر وہاں موجود ہوں تو اس کا حج درست

ہے (یہ شرط کہ پانچ نفر مقام مشعر میں موجود ہوں مرحوم شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے پاس ہے اور کسی کے پاس یہ شرط نہیں ہے)قربانی اگر اونٹ کی ہو تو وہ اپنی عمر کے پانچ سال مکمل کیے ہوئے ہو اگر گائے اور بکری ہو تو اپنی عمر کے سال دوئم میں داخل ہو اور گوسفند جس نے اپنی عمر کے چھ ماہ پورے کیے ہوں کافی ہے قربانی کا جانور معیوب نہیں ہونا چاہیے ایک گائے پانچ آدمیوں اور ایک خاندان کے لیے کافی ہے اگر بیل ہو تو ایک فرد کے لیے اور اگر اونٹنی ہو تو سات افراد اور اونٹ (نر) دس افراد کے لیے کافی ہے۔ اگر قربانی نایاب ہو تو ایک گوسفند ستر(۷۰) افراد کے لیے کافی ہے (یہ مسئلہ فقط شیخ صدوق علیہ الرحمہ کے پاس ہے۔ جبکہ دیگر فقہاء کے نزدیک اگر حج کرنے والا فرد قربانی دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو نہ دے سکے تو اس کے بدلے تین دن مکہ میں سات دن اپنے وطن میں روزہ رکھے ، محقق)قربانی کے تین حصے ہیں ایک حصہ اپنے کھانے کے لیے دوسرا حصہ فقراء اور تیسرا حصہ ہدیے کے لیے ہے ایام تشریق یعنی ۱۱-۱۲-۱۳ ذوالحجہ کو اگر کوئی روزہ رکھے تو اس کے لیے کھانا پینا اور ہمبستری جائز نہیں ہے عید قربان کے روز عید کی نماز کے بعد اور عیدالفطر میں نماز عید سے پہلے کچھ کھانا پینا سنت ہے ایام تشریق کی تکبیرات منی میں پندرہ نمازوں کے بعد یعنی عید کے دن ظہر کی نماز سے لے کر عید کے چوتھے روز نماز صبح تک جب کہ دیگر شہروں میں دس(۱۰) نمازوں کے بعد یعنی روز عید نماز ظہر سے لے کر عید کے تیسرے روز نماز صبح تک ہیں۔

عورتوں سے ہمبستری تین وجوہات سے حلال ہوتی ہے۔

اول : نکاح دائم جو کہ میراث رکھتا ہے۔

دوئم : نکاح منقطع (نکاح موقت ، متعہ) جو کہ میراث نہیں رکھتا ۔

سوئم : ملک یمین (لونڈی کنیز)۔

کنیز جب باکرہ ہو تو اس پر کوئی ولایت نہیں رکھتا سوائے باپ کے اگر بیوہ ہو تو کوئی اس پر حق تصرف نہیں رکھتا نہ باپ نہ کوئی دوسرا اور نہ باپ کے علاوہ کوئی اس کی تزویج نہیں کرسکتا مگر یہ کہ وہ خود کسی کے ساتھ مہر پر راضی ہو اور طلاق جو کتاب و سنت کے مطابق ہوگی لہذا یہاں طلاق نہیں کیونکہ طلاق کے لیے نکاح کا ہونا لازمی ہے اور یہ دونوں یہاں پر نہیں ہیں کیونکہ عتق کے لیے

ملکیت لازمی ہے اور یہ دونوں یہاں پر نہیں ہیں۔ نکا اور ن ملکیت البتہ عتق ر قربت سے ہو یعنی اس رح کہلائے کہ میں تمہیں آزاد کرتا ہوں " قربتا الی اللہ"۔

وصیت ثلث مال میں ہوتی ہے (ق عنوان کے علاوہ کسی و کچھ وصیت کرے تو ثلث مال سے زائد میں ائز نہیں) اگر وئی تیسرے حے سے زائد و کسی کے لیے وصیت کرے تو یہ ہو ائے گی مگر تحب یہ ہے کہ تیسرے حے سے وصیت کرے پتاہے زیادہ کے لیے وہ یا کم کے لیے خصوصا ان ن بھائیوں کے لیے ہو جو حق وراثت نہیں رکتے اس سے مر دراز ہوتی ہے اور اگر وئی ایسا نہ کرے تو اس سے اس کی مر مختصر ہو اتی ہے۔ میراث کے تین طبقات ہیں پہلے طبقے میں چھ حے میراث سے زیادہ ہوگا والدین اور اولاد کے ہوتے ہوئے وئی ارث نہیں لے سکتا اور بیوی شوہر سے ارث لے گی، مسلمان کافر سے ارث لے سکتا ہے مگر کافر مسلمان سے ارث نہ لے گا اگر چہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو عورت کا بیٹا ان شدہ باپ سے ارث نہ لے گا (ان سے مراد یہ ہے کہ باپ یہ ہے کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے) اسی رح باپ کے رشتوں یعنی دادا چچا وغیرہ سے بھی ارث نہ لے گا لیکن اس کی ماں ان شدہ شوہر سے ارث لے گی اور بیٹا ماں کے رشتے داروں سے ارث لے گا، اگر باپ ان کے بعد اعتراف کرے کہ بیٹا اسی کا ہے تو بیٹا باپ سے ارث لے گا مگر باپ بیٹے سے ارث نہ لے گا اور ن بیٹے کے قرابتداروں سے ارث لے گا اور اگر باپ مر ائے تو بیٹا باپ سے ارث لے گا مگر باپ بیٹے سے ارث نہ لے گا۔

شرائط دین اما یہ ہیں یقین، اخلاص، تو ل، رضا، تسلیم، ورع، اجتہاد، زہد و عبادت، صدق، وفا، ادائے امانت اگر چہ قاتل حسین(ع) ہی کیوں نہ ہو۔ والدین سے اچھا سلوک میراث، شبہات، اجتناب محرمات۔ دنیا کی طمع سے دوری، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، خدا کی راہ میں ان ومال سے جہاد۔ برادران سے نیک سلوک اور انکا احسان سے بدلہ چکانا۔ شکر نعمت، نیک کام کی ستائش کرنا۔ صلہء رحم ماں باپ کے ساتھ، ہمسائیوں سے مدد سلوک، انصاف ایثار۔ نیک لوگوں کی ہم نشینی، لوگوں کے ساتھ اچھی معاشرت۔ سب لوگوں و اس اعتقاد کے ساتھ سلام کرنا کہ خدا کا سلام ظالمین تک نہیں پہنچتا۔ مسلمانوں کا احترام، بزرگوں کا احترام۔ چھوٹوں سے مہربانی، کسی بھی قوم کے بزرگ کی تعظیم، تواضع و خشوع، کثرت سے ذکر خدا، کثرت سے قرآن خوانی

کثرت دعا، دوسروں کے عیوب سے چشم پوشی، تحمل۔ غ ہ پینا نقر اور مساکین کی اجت روائی اور ان کے دکھ درد میں شریک وہ نا، عورتوں اور غلام سے خوش اخلاقی اور وائے بہتر کے ان و کسی کام کے لیے مجبور نہ کرنا۔ زرا سے خوش گ انی، اپنے ہ ںاہوں پر پشیمان وہ نا بہتر مل رکنا اور ہ ںاہوں پر استغفار رکنا، تمام مکارم اخلاق اور دین و دنیا کے بہتر امور و اختیار رکنا، اور غ ہ، بہ خلقی، غصب، حمیت، تعصب، تکبر، طاقت کا ہ نا ائز استع ال ، بیہودہ گوئی، بے شرمی نہ ا قطع رحم، ح رہ نا ائز آرزوئیں، شکم پری، طمع، نادانی، سفاہت، جھوٹ، خیانت، فسق، ہ نا بکاری جھوٹی قسم، گواہی و چھپانا، نا ائز و جھوٹی گواہی دینا، غیبت، بہتان، دشنام طرازی، لعن و طعن گوئی، نیز (بادووٹ، و غیرہ) سے اجتناب۔ فریب، پیہ ان شانی، بدتولی او قتلِ ناحق اور ظلم و ستم سخت دلی، ناشکری، نفاقی، یا و زنا و لواطت سے دوری راہ جہاد سے فرار جرت کرنے سے تعرب، ماں باپ کی ہ ناشکری ہ نافرمانی، برادر (حقیقی و دینی) سے دغا رکنا اور اس سے نا روا سلوک ، یتیم کا مال کھانا اور ہ پارسا عورتوں و ہ ناحق رب ام رکنا ان تمام امور سے دوری اختیار رکنا اور کنارہ کش رہنا کا ہ نام دین اما یہ ہے۔

اس کے بعد جناب صدوق علیہ الرحمہ نے رفمایا برادران یہ دین اما یہ کا خلا ہ ہے جو میں نے جلدی میں بیان کیا اور اس کی تفسیر ن مختصرا بیان کی اگر خداوند نے توفیق عطا فرمائی تو میں اس سے مزید نیشاپور میں بیان کروں گا انشاء اللہ۔ " ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی محمد و آلہ و سلم"

پھر جناب صدوق(رح) نے رفمایا " بسم اللہ الرحمن الرحیم" امام صادق(ع) بیان فرماتے یں کہ ماہ رمضان کی ہر شب میں ایک ہزار مرتبہ "انا انزلناہ فی لیلۃ القدر" پڑھو اور ۲۳ رمضان کی رات اپنے دل و محکم کرو اپنے کان کھلے رکھو اور عجائبات و سنو اور دیکھو۔ ایک شخص نے اکہا یا ابن ر ول اللہ(ص) یہ علم کیسے ہو کہ شب قدر ہر سال میں ہے امام(ع) نے ارشاد رفمایا اول ماہ رمضان سے ہر شب میں سورہ دخان و پڑھو اور ۲۳ رمضان کی شب جو کچھ تم نے پوچھا ہے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھو اور ہ باور کرو۔ امام ہشتم(ع) سے روایت ہے کہ شب قدر کی صبح ن اس جیسی ن ہے لہذا عبادت کرو اور وشش کرو۔

مجلس مۂ بر۹۴

(۱۷ ترہ شعبان سنہ۱۳۶۸ھ)

۱۔ سید عبدالعظیم(رح) بیان کرتے یں، میں نے امام تقی(ع) سے سنا کہ جو وئی میرے والد(ع) کی (تر۔ت کس (زیارت کرنے ائے اور اس سلسلے میں گرمی اور سردی کی تکالیف اٹھائے تو ۔را اس پر دوزخ کی آگ حرام کردے گا۔

۲۔ اسماعیل بن فضل ہاشمی بیان کرتے یں میں نے امام صادق(ع) سے دریافت کیا کہ جب موسی بن عمران(ع) نے جادوگروں کی رسیوں اورلاٹھیوں و دیکھا تو وہ خوف زدہ ہوئے مگر ابراہیم(ع) و جب منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈالا یا تو انہوں نے وئی خوف محسوس نہ کیا اس کی کیا وجہ تی۔ امام(ع) نے رفمایا ابراہیم(ع) و جب آگ میں رکھا یا تو وہ اپنی پشت (صلب) میں موجود حجج الہی کا اعتماد رکتے تھے اس لیے خوفزدہ نہ ہوئے مگر موسی(ع) اس رح نہ تھے اس لیے انہوں نے خوف محسوس کیا۔

حدیث طیر

۳۔ ابوہدیہ بیان کرتے یں کہ میں نے انس بن ماک و دیکھا جو رومال سے اپنا سر ڈھانپے ہوئے تھا میں نے اس سے کا سبب پوچھا تو کہنے گا کہ یہ علی بن ابی طالب(ع) کی مجھ پر نفرین کا اثر ہے میں نے کہا وہ کس رح تو اس نے کہا، ایک مرتبہ میں جناب ر ول خدا(ص) کی خدمت میں اضر تھا تو ایک بھنا ہوا پرندہ آنحضرت(ص) کی خدمت میں پیش کیا یا۔ آنحضرت(ص) نے اس بھنے ہوئے پرندے و وصول کر کے رفمایا۔ اے رب! لوگوں میں سے جو تیرا سب سے زیادہ دوست ہے اسے میرے پاس بھیج دے تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے اسی اثناء میں علی(ع) آئے تو میں نے ان سے (جھوٹ) کہہ دیا کہ جناب ر ول خدا(ص) کام سے باہر ئے ہوئے یں اور انہیں اندر آنے کا راستہ نہ دیا۔ میں (انس) اس انتظار میں تھا کہ میری ی قوم کا وئی فرد آجائے اور آنحضرت(ص) کے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے پھر جناب ر ول خدا(ص) نے دوبارہ دعا فرمائی تو دوسری مرتبہ بھی علی(ع) ی

تشریف لائے میں نے انہیں پہلے والا جواب دے کر دوسری مرتبہ بھی رخصت کر دیا۔ اسی اثناء میں جناب رسول خدا(ص) نے تیسری مرتبہ دعا فرمائی اور تیسری بار بھی علی(ع) ہی تشریف لائے جب میں نے انہیں پہلے والا جواب دیا تو علی(ع) نے با آواز بلند فرمایا کہ جناب رسول خدا(ص) کو ایسا کیا کام ہے کہ وہ مجھ سے نہیں ملنا چاہتے۔ ان کی یہ آواز جناب رسول خدا(ص) کے کانوں میں پڑی تو آنحضرت(ص) نے ارشاد فرمایا اے انس یہ کون ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) یہ علی بن ابی طالب(ع) ہیں آپ(ص) نے فرمایا انہیں اندر آنے دو جب علی(ع) اندر داخل ہوئے تو آنحضرت(ص) نے فرمایا اے علی(ع) میں نے تین مرتبہ بارگاہ خدا میں یہ دعا کی کہ تیری خلق سے جو محبوب ترین ہے اسے بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ یہ پرندہ تناول فرمائے اگر تم اس دفعہ بھی نہ آتے تو میں تمہارا نام لے کر تمہیں طلب کرتا علی(ع) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) یہ تیسری بار ہے کہ میں آپ(ص) کے دروازے پر آیا ہوں میں جب بھی آتا انس مجھے یہ کہتا کہ رسول خدا(ص) کسی کام میں مشغول ہیں اور انہیں مل سکتے اور مجھے واپس لوٹا دیتا اور یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے انس کیا میں نے تجھے اس لیے اپنے پاس رکھا ہے، میں (انس) نے عرض کیا یا رسول اللہ(ص) میں نے جب آپ(ص) کی دعا سنی تو میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ آپ(ص) کی دعوت میں میری قوم کا کوئی فرد شریک ہو جائے اس لیے میں نے ایسا کیا۔ پھر انس نے بتایا کہ جس روز جناب علی بن ابی طالب(ع) نے احتجاج خلافت بلند کیا تو علی(ع) نے اپنی خلافت پر میری گواہی چاہی جسے میں نے چھپایا اور یہ کہا کہ میں (خلافت کے بارے میں جناب رسول خدا(ص) کا ارشاد) بھول گیا تو علی(ع) نے اپنے ہاتھ بلند کیے اور دعا فرمائی کہ اے خدا یا انس کو برص کے ایسے مرض میں مبتلا کردے جسے وہ چھپانا چاہے تو نہ چھپا سکے اور لوگ اسے دیکھیں یہ کہہ کر کہ انس نے اپنے سر سے رومال ہٹایا اور برص کا نشان دکھا کر کہا یہ نفرین علی(ع)۔

۴- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی دوسرے اصحاب کو علی(ع) پر فضیلت دے وہ کافر ہے۔

۵- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا میرے بعد جو کوئی علی(ع) کی امامت کا منکر ہوگا وہ اس شخص کی مانند ہے کہ جو میری زندگی میں میری رسالت کا منکر ہے اور جو کوئی میری رسالت کا منکر ہے وہ پروردگار کی ربوبیت کا منکر ہے۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا اے علی(ع) تم میری زندگی میں اور میری زندگی کے بعد بھی میرے برادر، میرے وارث ووصی اور خلیفہ ہو میرے خاندان و میری امت کے لیے۔ اور جو کوئی تیرا دوست ہے وہ میرا دوست ہے تیرا دشمن میرا دشمن ہے۔ اے علی(ع) تم اور میں دونوں اس امت کے باپ ہیں۔ تیرے فرزندوں میں سے امام(ع) دنیا و آخرت کے سردار وپیشوا ہیں جو کوئی ہمیں پہچانتا ہے وہ خدا کو پہچانتا ہے اور جو کوئی ہمارا منکر ہے وہ خدا کا منکر ہے۔

۷- جناب رسول خدا(ص) ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا نے فرمایا اگر تمام لوگ ولایتِ علی(ع) پر متفق ہو جاتے تو میں دوزخ کو پیدا ہی نہ کرتا۔

۸- امام صادق(ع) نے فرمایا اگر دشمن علی(ع) فرات کے کنارے پر آکر پانی پیئے اور پینے سے پہلے بسم اللہ اور بعد میں الحمد اللہ بھی کہے تو بیشک یہ اس کے لیے مردار، جاری شدہ خون اور سور کھانے کے مترادف ہے۔

۹- اصبغ بن نباتہ کہتے ہیں کہ جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا کہ فاطمہ(س) کو رات کو دفن کرنے کا سبب یہ تھا کہ وہ قوم پر غضبناک تھیں اور چاہتی تھیں کہ ان کے جنازے میں ایسے لوگ اور ان لوگوں کی اولاد شریک نہ ہوں اور نہ ہی وہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔

۱۰- جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل(ع) میرے پاس مسرور و شاد تشریف لائے میں نے ان سے پوچھا کیا آپ میرے بھائی علی بن ابی طالب(ع) کا مقام خدا کے نزدیک جانتے ہیں۔ جبرائیل(ع) نے فرمایا اے محمد(ص) جان لو کہ جس نے تمہیں پیغمبر(ص) مبعوث کیا ہے اور رسالت سے برگزیدہ کیا میں اس وقت اسی عنوان سے پہنچا ہوں اے محمد(ص) خداوند اعلیٰ تجھے سلام دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ محمد(ص) میرا پیغمبر رحمت(ص) ہے اور علی(ع) میرا مقیم الحجت ہے میں اس کے محب کو عذاب نہ دوں گا چاہے وہ گناہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اور اس کے دشمن پر رحم نہ کروں گا چاہے میرا فرمانبردار ہی کیوں نہ ہو، ابن عباس(رض) بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر(ص) نے اس کے بعد فرمایا کہ روز قیامت جبرائیل(ع) میرے پاس آئیں گے اور لواء حمد ہاتھ میں لیے ہوں گے جس کے ستر پھریرے ہوں گے اس کے ہر پھریرے کی وسعت چاند و سورج سے زیادہ ہوگی وہ یہ میرے حوالے کردیں گے میں یہ لواء لے کر علی بن ابی طالب(ع) کو دیدوں گا۔

ایک شخص نے یہ سن کر کہا یا رسول اللہ(ص)، علی(ع) میں اسے اٹھانے کی تاب کیونکر ہوگی جب کہ آپ(ص) فرما رہے ہیں کہ اس کے ستر پھریرے ہوں گے اور ہر پھریرے کی وسعت خورشید قمر سے زیادہ ہے یہ سن کر جناب رسول خدا(ص) نے غور کیا اور فرمایا اے مرد، خدا روز قیامت علی(ع) و جبرائیل(ع) کی مانند طاقت عطا کرے گا۔ انہیں حسنِ یوسف(ع)، حلم رضوان(ع) اور لحن داؤد(ع) عطا فرمائے گا اور داؤد(ع) بہشت کے خطیب ہیں علی(ع) وہ اول بندہ ہے جو سلسبیل اور زنجبیل سے پیئے گا اس کے شیعہ خدا کے نزدیک اولین و آخرین میں ایک مقام رکھتے ہیں جس پر رشک کیا جائے گا۔

۱۱- جناب علی بن حسین(ع) اپنے آباء طاہرین(ع) سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن جناب رسول خدا(ص) کے اصحاب بڑی تعداد میں آپ(ص) کے پاس جمع تھے اور جناب علی بن ابی طالب(ع) آنحضرت(ص) کے قریب تھے، آنحضرت(ص) نے فرمایا جو کوئی چاہے کہ وہ جمال یوسف(ع)، سخاوت ابراہیم(ع)، سلیمان(ع) کی حجت اور داؤد(ع) کی حکمت دیکھے تو اسے چاہیے کہ اسے (علی (ع) و) دیکھے۔

۱۲- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا علی(ع) مجھ سے ہے اور میں علی(ع) سے ہوں علی(ع) سے جنگ کرنا خدا کے ساتھ جنگ کرنا ہے اور جو علی(ع) کی مخالفت کرتا ہے خدا اس پر لعنت کرتا ہے علی(ع) میرے بعد خلق کا امام ہے جو کوئی علی(ع) کی عظمت گھٹاتا ہے وہ میری عظمت گھٹاتا ہے جو کوئی اس سے برا ہوگا وہ مجھ سے برا ہے جو کوئی اس کے غم میں شریک ہے میں اس کے غم میں شریک ہوں جو کوئی اس کی مدد کرے اس نے میری مدد کی اور جو اس سے جنگ کرے میں اس کے خلاف جنگ میں ہوں جو اس کا دوست ہے میں اس کا دوست ہوں اور جو اس کا دشمن ہے میں اس کا دشمن ہوں۔

۱۳- یاسر کہتے ہیں کہ جب امام رضا(ع) کو مامون نے اپنا ولی عہد بنایا تو میں نے دیکھا کہ امام رضا(ع) نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے اور بارگاہ احدیت میں عرض کیا، ''خدایا تو جانتا ہے کہ میں بے بس اور مجبور ہوں اس لیے مجھ سے اس کا مواخذہ نہ کرنا جس طرح تو نے یوسف(ع) سے والی مصر ہونے پر مواخذہ نہیں کیا تھا۔''

۱۴- ابراہیم بن عباس بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا(ع) کی مانند کسی دوسرے کو نہیں دیکھا

کہ ان سے جو َ ن وال کیا اہتا ہے تو جواب میں فرماتے یں کہ مجھے معوم ہے، زمانے میں ان سے بڑا عالم اور متقی ئ ۔ تھا

مامون ان سے ہر تیسرے دن مختلف چیزوں کا وال کر کے ان کا امتحان لیتا تھا اور وہ تمام جوابات قرآن سے دیا کرتے اور قرآنی

آیات ۔ مثالیں پیش کیا کرتے تھے اور آپ(ع) قرآن و تین دن میں ختم کرلیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر چاہوں تو اس سے پہلے

ن ختم کرلوں مگر میں ہر قرآنی آیت پر غور و فکر کرتا ہوں کہ یہ کس لیے نازل ہوئی اور کس وقت نال ہوئی۔

۱۵- حسین بن ہیثم اپنے والد سے نقل کرتے یں کہ مامون منبر پر لیا کہ امام علی بن موسی رضا (ع(کی

بیعت کرے اس نے لوگوں سے کہا اے لوگو تمہاری بیعت علی(ع) بن موسی(ع) بن جعفر(ع) بن محمد(ع) بن علی(ع)

بن حسین(ع) بن علی(ع) ابن ابی طالب(ع) کے ساتھ ہے۔ خدا کی قسم اگر ان ناموں و بیمار پر پڑھ کر دم کیا جائے تو وہ

اذن خدا سے تندرست ہو جائے۔

دعبل خزاعی کا مرثیہ

۱۶- دعبل خزاعی بیان کرتے یں کہ جب قم میں مجھے امام رضا(ع) کی وفات کی خبر پہنچی تو میں نے وہیں یہ مرثیہ

کہا " اگر بنی امیہ نے آل محمد(ص) و قتل کیا تو ان کے پاس یہ عذر تھا کہ ان کے اسلاف ان(علی(ع)) کے ہاتھوں قتل

ہوئے " مگر بنی عباس کے پاس تو ان کے قتل کا وئی عذر نظر نہیں آتا، طوس میں دو قبریں یں ایک بہترین خلق کی اور دوسری

بدترین خلق کی، یہ انتہائی عبرت کا مقام ہے کہ ایک ناپاک کو پاک کی قربت سے وئی فائدہ نہیں اٹھا سکا اور نہ ہی کسی پاک و

طاہر کو ایک ناپاک کی قبر کی قربت سے وئی ضرر پہنچ سکتا ہے۔

روایت ابوصلت اور وفات امام رضا(ع)

۱۷- ابو صلت ہروی کہتے یں کہ میں ایک دن امام رضا(ع) کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ(ع) نے فرمایا اے

ابو صلت اس قبہ کے اندر جاؤ جس میں ہارون رشید کی قبر کے ہر چہار طرف کی تھوڑی سی مٹی لے آؤ لہذا میں گیا اور چاروں

طرف کی مٹی لایا آپ(ع) نے دروازے کے

سامنے والی مٹی کے لیے یہ فرمایا مٹی مجھے دینا میں نے وہ مٹی دی تو آپ نے اسے سونگھا اور پھینک دیا اور کہا میری قبر یہاں

کھودنے کی کوشش کی جائے گی مگر یہاں ایک ایسی چٹان ہے۔ کہ اگر خراسان کے سارے کدال چلانے والے مل کر کدال چلائیں تو

بھی اس کو نہیں کھود سکتے پھر پاؤں کی طرف اور سر کی طرف کی مٹی کے لیے بھی آپ(ع) نے یہی فرمایا اس کے بعد فرمایا اب

وہ چوتھی طرف کی مٹی دو وہی میری قبر کی مٹی ہے پھر آپ(ع) نے فرمایا لوگ میری قبر یہاں کھودیں گے تو ان سے کہہ دینا

کہ سات زینے نیچے تک کھودیں وہاں ایک ضریح تیار لے گی اگر وہ لوگ لحد رکھنا چاہیں تو کہہ دینا کہ لحد کو دو ہاتھ کی اور ایک بالشت چوڑی

بنائیں اور اللہ اس کو جس قدر چاہے گا وسیع کر دے گا اور جب وہ (گورکن) ایسا کریں تو تمہیں میرے سر کی طرف کچھ نمی اور

تری نظر آئے گی۔ وہاں وہ کچھ پڑھ کر دم کرنا جو میں تمہیں چھوٹی چھوٹی مچھلیاں نظر آئیں گی میں تمہیں روٹی دوں گا تم اس

کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بنا کر اس میں ڈال دینا وہ مچھلیاں اس کو کھائیں گی جب وہ سارے روٹی ٹکڑے کھا کر ختم کر لیں گی تو

ایک بڑی مچھلی نمودار ہوگی جو ان تمام چھوٹی چھوٹی مچھلیوں کو نگل جائے گی اس کے بعد وہ غائب ہو جائے گی جب وہ بڑی مچھلی

غائب ہو جائے تو پھر تم پانی پر ہاتھ رکھ کر وہ چیز دم کرنا جو میں تمہیں بتاؤں گا اس طرح پانی زمین کے اندر واپس چلا جائے گا اور

پھر کچھ نہ رہے گا اور یہ سارا کام تم مامون کی نظروں کے سامنے کرنا پھر فرمایا اے ابو صلت یہ مرد فاجر کل مجھ کو اپنے پاس

بلائے گا اگر میں اس کے پاس سے اس طرح نکلوں کہ میرا سر کھلا ہوا تو مجھ سے مخاطب ہونا میں تمہیں جواب دوں گا اور اگر میں

اس طرح نکلوں کہ سر ڈھکا ہو تو پھر مجھ سے بات نہ کرنا۔

ابو صلت کہتے ہیں کہ جب دوسرے دن صبح ہوئی تو آپ(ع) نے لباس پہنا اور اپنی محراب عبادت میں بیٹھ کر انتظار کرنے لگے

تھوڑی دیر میں مامون کا غلام آیا اور اس نے کہا امیرالمومنین آپ(ع) کو یاد کرتے ہیں یہ سن کر آپ(ع) نے اپنی جوتی پاؤں میں

پہنی، اپنی ردا کندھوں پر ڈالی اور کھڑے ہوئے پھر روانہ ہوئے میں بھی آپ(ع) کے پیچھے پیچھے ہو لیا آپ(ع) مامون کے پاس

پہنچے اس کے سامنے ایک طبق رکھا ہوا تھا جس میں انگور کا ایک گچھا موجود تھا اس میں سے وہ بعض دانوں کو توڑ کر کھاتا

اور بعض دانوں و چھوڑ دیا تھا جب اس نے امام رضا(ع) و آتے دیکھا تو اٹھ کر کھ ا ہوا آگے بڑھ کر لے لگایا، پیشانی و بوسہ

دیا اور اپنے ساتھ بٹھالیا اورکہنے لگا فرزند ر ول(ص) میں نے اس سے بہتر انور آج تک نہیں دیکھا، آپ(ع) نے رفمایا ہاں بعض

انور ایسے اچھے ہوتے یں کہ ویسے شاید جنت ں میں ہوں مامون نے کہا لیجیئے آپ(ع) ن کھائیں آپ(ع) نے رفمایا نہیں مجھے

م اف ر یں مامون نے کہا نہیں یہ تو آپ(ع) و کھان ں پڑیں گے آپ(ع) شاید اس لیے پرہیز کر رہے یں کہ آپ(ع) و

میری رف سے بدگمانی ہے یہ کہ کر اس نے وہ انور کا گچھا لیا اور اس میں سے چند دانے خود کھائے باقی گچھے میں وہ دانے رہ

ئے جن میں زہر دالا یا تھا اس نے وہ گچھا امام رضا(ع) کی رف بڑھایا آپ(ع) نے اس میں سے صرف تین دانے کھائے بقیہ

پھینک دیئے اور اٹھ کھ ے ہوئے مامون نے پوچھا آپ(ع) کہاں جارہے یں کہ جب میں نے یہ صورت دیکھی ں تو پھر ہوئے بات

کی آپ(ع) سیدے گھر میں دا ل ہوئے اور مجھ سے رفمایا کہ دروازہ بند کر دو پھر آپ(ع) اپنے بستر پر لیٹ ئے اور میں

صحن میں مہموم و مغموم بیٹھ یا ں مجھے بیٹھے ہوئے تھوڑی دیر ہوئی تی کہ ایک حسین و جمیل نوجوان جس کی پر پیچ و خم

زلفین تی یں اور وہ شکل و صورت میں امام رضا(ع) کے بالکل مشابہ تھا مکان میں دا ل ہوا میں فورا اسکی رف بڑھا اور کہا تم بند

دروازے سے کس رح اندر آئے ہو۔ اس نے مجھے جواب دیا جو مجھے مدینہ سے اس وقت یہاں لایا اسی نے مجھے گھر کے اندر کیا

دروازہ بند ہے تو ہوا کرے میں نے پوچھا تم ون ہو کہا ابو لت میں تم پر حجت را ہوں میرا ام محمد بن علی(ع) ہے یہ کہ کر

آپ(ع) اپنے والد(ع) کی رف بڑے، اندر دا ل ہوئے اور مجھے ں داخلے کی اجازت دی جب امام رضا(ع) نے ان و دیکھا تو

فورا انہیں سینے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور انہیں اپنے بستر پر لٹا لیا پھر محمد بن علی(ع) ان پر جھک ئے اور ان کے بو سے

لیے اور راز دار نہ انداز سے آپس میں کچھ باتیں کرنے لگے جن و میں نہیں سمجھ سکا پھر میں نے دیکھا کہ امام رضا(ع) کے

لب بارک پر برف کی مانند وئی سفید سی شئ تی جسے اور وئی چیز جو عصفور (چڑیا) سے مشابہ تی نکالی اور ابو جعفر(ع) نے

اسے ں اپنے دہن بارک میں رکھ لیا اس کے بعد امام رضا(ع) نے رحلت فرمائی تو ابو جعفر(ع) نے رفمایا اے ابو لت اٹھو اور

توشہ انہ سے غسل

کا برتن اور پانی لے آؤ۔ میں نے عرض کیا کہ توشہ خانہ میں غسل کا برتن اور پانی تو نہیں ہے آپ(ع) نے فرمایا تم جاؤ تو سہی آپ(ع) کے فرمانے پر میں گیا تو دیکھا کہ توشہ خانہ میں غسل کا برتن اور پانی رکھا ہوا ہے میں اسے نکال لایا اس کے بعد آپ(ع) نے اپنا لباس سمیٹا تاکہ غسل دینے میں میں آپ(ع) کا ہاتھ بٹاؤں تو آپ(ع) نے فرمایا اے ابو صلت تم ہٹ جاؤ غسل میں میری مدد کرنے والا موجود ہے میں ہٹ گیا اور آپ(ع) نے غسل دیا اس کے بعد فرمایا اے ابو صلت توشہ خانہ میں جاؤ وہاں ایک ٹوکری ہے جس میں کفن اور حنوط رکھا ہوا ہے وہ اٹھا لاؤ میں اندر گیا تو دیکھا کہ ایک ٹوکری رکھی ہوئی تھی جسے میں نے اس توشہ خانہ میں پہلے نہ دیکھا تھا میں وہ اٹھا لایا آپ(ع) نے خود اپنے ہاتھوں امام رضا(ع) کو کفن پہنایا اور نماز جنازہ پڑھی پھر مجھ سے فرمایا تابوت لاؤ میں نے عرض کیا بہتر میں ابھی کسی نجار (بڑھئی) کے پاس جاکر بنوا لاتا ہوں آپ(ع) نے فرمایا اس توشہ خانہ میں تابوت بھی رکھا ہے میں گیا تو دیکھا کہ اس میں ایک تابوت بھی رکھا ہوا ہے، جس کو میں نے وہاں نہیں دیکھا تھا بہر حال میں اسے بھی اٹھا لایا آپ(ع) نے نماز جنازہ پڑھنے کے لیے میت کو تابوت میں رکھ دیا اور میت کے پاؤں وغیرہ برابر کردیئے پھر دو رکعت نماز پڑھی ابھی نماز سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ وہ تابوت خود بخود بلند ہوا چھت شگافتہ ہوئی اور تابوت روانہ ہو گیا میں نے عرض کیا فرزند رسول(ص) ابھی مامون آئے گا اور مجھ سے امام رضا(ع) کی میت کا مطالبہ کرے گا تو میں کیا جواب دوں گا آپ(ع) نے فرمایا خاموش رہو تابوت واپس آئے گا، اے ابو صلت اگر کوئی نبی مشرق میں وفات پائے اور اس کا وصی مغرب میں تو اللہ ان کے اجساد ارواح کو لازما جمع کردیتا ہے(یہ مدینہ میں روضہ رسول (ص) پر حاضری کے لیے گئے ہیں) ابھی یہ گفتگو ختم نہیں ہوئی تھی کہ چھت دوبارہ شق ہوئی اور تابوت اتر کر آگیا پھر آپ(ع) اٹھے اور امام رضا(ع) کی میت کو تابوت سے نکالا اور ان کے بستر پر اس طرح لٹا دیا جیسے غسل و کفن کچھ نہیں دیا گیا پھر اس کے بعد آپ(ع) نے فرمایا اچھا اے ابو صلت اب دروازہ کھول دو میں نے دروازہ کھولا تو مامون اپنے غلاموں کے ساتھ گریبان چاک، روتا، سر پیٹتا اندر داخل ہوا اور یہ کہہ رہا تھا کہ فرزند رسول خدا(ص) تمہارے مرنے کا مجھے بے حد افسوس ہے پھر آکر میت کے سرہانے بیٹھ گیا اور حکم دیا کہ تجہیز و تکفین کا سامان کیا جائے اور قبر کھودی جائے پھر اس کی کھدائی ہوئی جب قبر کھودی گئی اور تو امام رضا(ع) کے بتائے ہوئے قول کے مطابق برقرار نہ کھد سکی مجبور اس نے کہا کہ

باب کھو دو ابو لت کہتے یں میں نے اس سے کہا کہ امام رضا(ع) نے مجھے سے رفاہ یا کہ سات زینہ نیچے تک کھودو تو ایک ضریح بر آمد ہوگی مامون نے کھودنے والوں سے کہا ابو لت جس رح کہتا ہے اس رح کھودو مگر ضریح تک نہیں ملکہ اس میں بغلی لحد بنا دو جب لحد کھودی گئی تو مامون نے اس میں دئم اور ۔ پانی کا چشمہ پھر مچھلیاں وغیرہ دیکھی یں تو کہنے گا امام رضا(ع) اپنی زندگی میں توعجائبات دکھاتے رہے تھے مرنے کے بعد ن ون دکھا رہے یں یہ دیکھ کر اس کے ایک وزیر نے اس سے کہا معصوم ہے ان مچھلیوں وغیرہ سے امام رضا(ع) آپ و کیا بتانا چاہتے یں مامون نے کہا نہیں اس نے کہا وہ آپ و یہ بتارہے یں کہ اے بنو عباس، تمہاری سلطنت باوجود تمہاری کثرت اور طول مدت کے ان مچھلیوں کی مانند ہے۔ جب اس کا وقت پورا ہو جائے گا اور تمہاری سلطنت ختم ہونے والی ہوگی تو اللہ ہم ال بیت(ع) میں سے ایک فرد و تم لوگوں پر مسلط کردے گا اور وہ تم لوگوں میں سے ایک ن ۔ باقی نہیں چھوڑے گا(جس رح بڑی مچھلی نے ساری مچھلیوں و ختم کردیا ہے) مامون نے کہا چ کہتے ہو واقعی اس کا مطلب یہی ہے اس کے بعد مامون نے مجھے یہ کہا اے ابو لت مجھے وہ تمام باتیں بتاؤ جو تم سے امام رضا(ع) نے کہی یں میں نے کہا خدا کی قسم میں وہ تمام باتیں بھول یا ہوں اور واقعی میں نے چ کہا تھا مامون نے حکم دیا کہ اس و لے جاؤ اور قید میں ڈال دو اس کے بعد اس نے امام رضا(ع) و دفن کیا، میں ایک سال تک قید میں پڑا رہا جب قید سے تنگ آ یا تو ایک رات جاگ کر حضرت محمد(ص) اور آل(ع) محمد(ص) کا واسطہ دے کر اپنی رہائی کے لیے اللہ سے دعا مانگی ابھی میری دعا ختم نہ ہوئی تھی تو دیکھا کہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی(ع) قید خانہ میں تشریف لائے اور رفاہ یا اے ابو لت تم اس قید سے تنگ آچکے ہو میں نے رض کیا جی ہاں خدا کی قسم، آپ(ع) نے رفاہ یا اچھا تو پھر اٹھو پھر آپ(ع) نے ہتھکڑیوں اور بیڑیوں پر اپنا دست مبارک پھیرا تو وہ سب جدا ہو ئیں پھر میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے قید سے نکال لے ئے میں گھر کے مرکزی دروازے سے نکلا سارے پہرے دار اور غلام دیکھتے رہ ئے اور مجھ سے کچھ نہ کہہ سکے اور اس کے بعد آپ(ع) نے مجھ سے کہا جاؤ میں نے تمہیں خدا کے سپرد کیا اب وہ ابو تک تمہیں گرفتار نہیں کرسکتا چنانچہ میں آج تک اس کی گرفت سے باہر ہوں۔

مجلس نمبر ۹۵

(بروز بدھ، جبکہ ماہ شعبان ختم ہو میں ۱۲ دن باقی تھے سنہ ۳۶۸ھ)

۱۔ محمد بن زافر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام باقر(ع) سے دریافت کیا گیا کہ خدا نے مردار کے خون اور گوشت کو کیوں حرام قرار دیا۔

امام(ع) نے فرمایا اللہ نے اپنے بندوں کے لیئے بعض چیزوں کو حلال قرار دیا ہے اور بعض کو حرام تو یہ اس لیے نہیں کہ اس نے جس چیز کو حلال قرار دیا وہ اسے پسند تھی اور جسے حرام قرار دیا وہ اسے ناپسند تھی بلکہ یہ اس لیے تھا کہ اللہ تعالی نے مخلوق کو پیدا کیا اور وہ بہتر جانتا ہے کہ مخلوق کے بدن کا قیام کس چیز سے رہے گا اس کے لیے کونسی چیز بہتر و مناسب ہے لہذا مخلوق کے لیئے بہتر و اس نے حلال قرار دیا اور جو مناسب نہیں اسے حرام قرار دیا مگر اضطرار اور شدید ضرورت میں اس نے حکم دیا کہ یہ چیزوں صرف اتنی مقدار میں استعمال کرلے جس سے کہ اس(آدمی) کا بدن (زندگی) باقی رہے اس کے علاوہ اسے حرام قرار دیا۔

پھر امام(ع) نے فرمایا جو کوئی بھی مردار کھائے گا اس کے بدن میں ضعف و سستی عود کر آئے گی اور اس کی نسل منقطع ہو جائے گی، مردار کھانے والے کی موت ناگہانی ہوگی اس کا خون انسان کے بدن میں آپ صفرا پیدا کرے گا اور امراض قلب اور قساوت قلب پیدا کرے گا اس انسان میں رحم و مہربانی اتنی کم ہوگی کہ اس کے مخلص دوست اور اس کی صحبت میں رہنے والے بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکیں گے۔

اور سور کے گوشت کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایک قوم پر عذاب نازل کیا تو اس کے افراد کو مختلف شکلوں میں مسخ کردیا اور انہیں سور، بندر اور ریچھ کی شکل میں تبدیل کردیا پھر حکم دیا کہ ان جانوروں کے گوشت کو نہ کھایا جائے تاکہ ان کے عذاب کو خفیف نہ جانے۔ اور شراب کے بارے میں یہ ہے کہ اس کے عمل اور اس کے فساد کی وجہ سے اسے حرام قرار دیا گیا

پھر امام(ع) نے فرمایا کہ شراب کا عادی ایسا ہی ہے جیسا کہ بت پرست ، شراب جسم میں رعشہ پیدا کرتی ہے شرابی میں

مروت ختم ہو جاتی ہے اور وہ حرام کی جسارت کرنے لگتا ہے جیسے کہ قتل اور زنا یہاں تک کہ نشے کی حالت میں وہ اپنی محرم عورتوں پر بھی حملہ کر گزرتا ہے اور اسے اس کا احساس تک نہیں ہوتا ۔ شراب اپنے پینے والے میں بدی کے علاوہ کسی اور چیز کا اضافہ نہیں کر سکتی۔

حضرت موسی(ع) اور شیطان

۲- امام صادق(ع) نے فرمایا ایک مرتبہ حضرت موسی(ع) خدا سے مناجات میں مشغول تھے کہ شیطان ان کے پاس آیا تو ایک فرشتے نے شیطان سے کہا ایسی حالت میں تو ان سے کیا امید رکھتا ہے شیطان نے کہامیں وہی امید رکھتا ہوں جو اس کے باپ آدم(ع) سے رکھتا تھا جس وقت وہ بہشت میں تھے۔

امام نے فرمایا کہ موسی(ع) کی مناجات کے جواب میں جو مواعظ خدا نے ان سے بیان فرمائے وہ یہ ہیں کہ اے موسی(ع) میں اس کی نماز قبول کرتا ہوں جو فروتنی اور تواضع اختیار کرتا ہے اور میری عظمت کے لیے اپنے دل پر میرا خوف طاری کر لیتا ہے اپنا دن میری یاد میں بسر کرتا ہے اپنی رات اپنے گناہوں کے اقرار میں گذرتا ہے اور میرے اولیاء اور دوستوں کے حق کو پہچانتا ہے موسی(ع) نے عرض کیا پروردگارا ، اولیاء اور محبوں سے تیری کیا مراد ہے کیا یہ ابراہیم(ع) اسحاق(ع)، اور یعقوب(ع) ہیں ارشاد رب العزت ہوا اے موسی(ع) وہ لوگ ایسے ہی ہیں اور میرے دوست ہیں مگر میری مراد وہ ہیں جن کے لیے میں نے آدم(ع) حوا(ع) کو پیدا کیا اور بہشت و دوزخ کو خلق کیا موسی(ع) نے عرض کیا پروردگار وہ کون ہیں ارشاد ہوا وہ محمد(ص) کہ جن کا نام احمد(ص) ہے اس کے نام کو میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس لیے کہ میرا نام محمود ہے ، موسی(ع) نے کہا پروردگارا تو مجھے ان(ع) کی امت میں قرار دے ارشاد ہوا اے موسی(ع) جب تم انہیں پہچان لوگے اور میرے نزدیک ان کے اہل بیت(ع) کی منزلت سمجھ لوگے تو تم ان(ع) کی امت میں شامل ہو جاؤ گے یقینا میری تمام امت میں ان کی مثال ایسی ہے جیسے تمام باغوں میں فردوس کی کہ جس کی پتیاں کبھی خشک نہیں ہوتیں اور جس کا مزہ کبھی تبدیل نہیں ہوتا جو شخص ان کے اور ان کے اہل بیت(ع) کے حق کو پہچان لے تو میں انہیں اس کی نادانی اور اسکی تاریکی میں روشنی

بنادوں گا اور اس سے پہلے کہ وہ مجھ سے دعا کرے میں اسکی دعا قبول کروں گا اور عطا کروں گا اے موسیٰ(ع) جب تمہاری طرف کوئی پریشانی آئے تو اسے مرحبا کہو اور کہ کہ کہیہ کہ یہ میری نیکیوں کی جزا میں عطا کی گئی اور جب تونگری تمہارا رخ کرے تو کہو کہ اس کا سبب کوئی گناہ ہے جس کا عذاب مجھے دیا گیا ہے اس لیے کہ دنیا عذاب کا مقام ہے آدم(ع) نے جب خطا کی تو میں نے سزا کے طور پر انہیں اس دنیا میں بھیجا اور یہ دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس پر میں لعنت کی سوائے اس چیز کے جو میرے لیے ہو اور جس سے میری خوشنودی حاصل ہو، اے موسیٰ(ع) یقیناً میرے نیک بندوں نے اپنے اس علم کی وجہ سے جو میرے متعلق رکھتے ہیں ترک دنیا اور زہد اختیار کیا ہے اور میری بہت سی مخلوق نے اپنی نادانی اور مجھے نہ پہچاننے کی وجہ سے دنیا کی رغبت اختیار کی ہے اور جس نے بھی دنیا کی تعظیم کی اور اسے بزرگ سمجھا تو دنیا نے اس کی آنکھیں روشن نہیں کیں اور بھی اسے فائدہ دیا اور جس نے دنیا کو حقیر سمجھا وہ فائدے میں رہا۔

پھر امام صادق(ع) نے فرمایا اگر تم طاقت رکھتے ہو تو دنیا سے ناشناس رہو اگر ایسا ہو تو تم کچھ نقصان میں نہیں ہو بیشک لوگ تیری مذمت کریں مگر تجھے خدا کا قرب حاصل ہو گا جناب امیر(ع) نے فرمایا کہ دنیا دو آدمیوں میں سے ایک کے لیے خیر نہیں رکھتی اور وہ وہ ہے کہ وجروزانہ اپنے احسان میں اضافہ کرتا ہے اور توبہ کے ذریعے اپنے گناہوں کو تحلیل کرتا ہے خدا کی قسم اگر انسان اس وقت تک سجدہ میں رہے جب تک اس کی گردن قطع نہ کردی جائے تو خدا اسے ہرگز معاف نہ کرے گا جب تک کہ وہ ہمارے خاندان کی ولایت کا معترف نہ ہوگا۔

۳- مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے امام صادق(ع) سے عشق کے متعلق سوال کیا تو فرمایا عشق یہ ہے کہ دل یاد خدا کے علاوہ ہر چیز سے خالی ہو جائے اور خدا اس کی دوستی و محبت کا مزہ دوسروں کو چکھادے۔

۴- امام صادق(ع) نے فرمایا جس کسی کا گذرا ہوا دن اور آنے والا دن برابر ہیں وہ شخص مغبون (وہ آدمی جس کا غبن ہوا ہو، نقصان میں) ہے، جو ترقی نہیں کرتا وہ نقصان میں ہے اس کی موت اس کی زندگی سے بہتر ہے۔

لقمان کی نصیحت

۵- امام صادق(ع) بیان فرماتے ہیں لقمان نے اپنے فرزند کو نصیحت کی کہ اے فرزند تجھے چاہیے کہ اپنے دشمن کے لیے کوئی حربہ تیار رکھ جو اسے زمین پر گرادے اور وہ حربہ یہ ہے کہ تو اس سے مصافحہ کرے اور اس سے نیک برتاؤ کرتا رہے تو اس سے علیحدگی اختیار مت کر اور اپنی دشمنی کا اظہار مت کرتا کہ جو کچھ وہ اپنے دل میں تیرے خلاف رکھتا ہے وہ تجھ پر ظاہر کردے اور اے میرے فرزند خدا سے اس طرح ڈر جس طرح ڈرنے کا حق ہے اگر جن وانس کی نیکیوں کے برابر نیکیاں رکھتا ہو تو تب بھی حساب سے خوفزدہ رہ اور خدا سے امیدوار رہ کہ اگر تیرے گناہ جن و انس کے گناہوں کے برابر بھی کیوں نہ ہوں وہ تجھے معاف فرمائے گا۔ اے میرے فرزند میں نے لوہا پتھر اور ہر وزنی چیز کو اٹھایا اور اسے برداشت کیا ہے مگر میں نے کوئی بوجھ بد ہمسائے سے زیادہ گراں نہیں پایا میں نے تلخ ترین چیزوں کا مزہ چکھا ہے مگر کسی شے کو پریشانی اور دنیا والوں کے سامنے محتاجی سے زیادہ تلخ نہیں پایا۔

۶- لقمان(ع) اپنے فرزند سے کہا اے فرزند تو اپنے لیے ہزار لوگوں کو دوست بنا کیوں کہ ہزار دوست بھی کم ہیں مگر تو اپنے لیے کسی ایک کو بھی دشمن نہ بنا کیوں کہ ایک دشمن بھی بہت ہے اور اسی سلسلے میں جناب امیرالمومنین(ع) نے فرمایا اگر تجھ میں طاقت ہے تو بہت زیادہ دوست بنا کیوں کہ وہ تیری پشت پناہی کریں گے اور تیرے لیے ستون و مددگار ثابت ہوں گے تیرے جتنے بھی دوست ہوں کم ہیں چاہے ہزار ہی کیوں نہ ہوں جب کہ دشمن ایک بھی بہت ہے۔

۷- امام صادق(ع) نے فرمایا دوستی کی کچھ حدود معین ہیں سب سے پہلے یہ ہے کہ اس (دوست) کا ظاہر و باطن تمہارے لیے ایک ہو، دوئم یہ کہ وہ جس چیز کو اپنے لیے باعث ننگ و عار جانے اسے تمہارے لیے بھی ایسا ہی سمجھے اور دولت و منصب اسے بدل نہ سکے اس کے پایہ ثبات میں لغزش نہ آسکے چہارم یہ کہ جو کچھ اس کے اختیار اور قدرت میں ہو اس سے تمہیں فائدہ پہنچانے میں کوتاہی نہ کرے اور پنجم یہ کہ وہ پریشانی و مصیبت میں تمہیں تنہا نہ چھوڑے پھر امام(ع)

نے رفماہ یا جو وئی تم پر تین مرتبہ غ ۔ کرے مگر رہ۔ ہے اسے پنا دوست بنالو اور تم اپنے دوست سے پوشیدہ گ ۔ رکھو جو مصیبت تم پر آئے اس سے بیان کرو پھر آپ(ع) نے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص سے رفماہ یا کہ وہ راز جو تیرے دوست اور تیرے در یان ہے سے دوسروں و آگاہ نہیں رکھنا پاہیے لیکن اگر یہ دشمن و پتا پل جائے تو ن وہ ن گزند نہیں پہنچا ا مگر بعض د ۔ ایسا ہوتا ہے کہ دوست دشمن بن اپتا ہے میرے ۔ر(ع) نے امیرالمو نین(ع) سے روایت ہے کہ وئی مہذب مرد ایسا ہے کہ جو تیرا ایک دن کے لیے ن دوست ہو(یعنی اگر مہذب انسان کی ایک دن کی دوستی ن میسر آ جائے تو بہتر ہے)۔

۸- امام صادق(ع) نے رفماہ یا جو وئی ماہ شعبان کے آخری تین دن کا روزہ رکھے اور اسے ماہ رمضان سے ملا دے تو ۔را اس کے لیے لگاتار دو ماہ کے روزوں کا اجر لکھے گا۔

۹- امام صادق(ع) نے رفماہ یا کہ ماہ رمضان اور ماہ رمضان کا روزہ ۔را سے بندے کے ۔ناہ م اف کرواتا ہے پاہے وہ خونِ حرام کا مرتکب ن کیوں نہ ہو۔

۱۰- جناب ر ول ۔را(ص) نے رفماہ یا اے علی(ع) قیامت کے روز تجھے نور کی واری ''شکہ'' پر وار کیا جائے گا اور تیرے سر پر ایک ایسا تاج ہوگا جس کے پار(۴) رکن ہوں گے ، ہر رکن پر تین(۳) سطروں میں لکھا ہوگا'' لا الہ الا اللہ محمد ر ول اللہ علی ولی اللہ'' میں بہشت کی کنجیاں تیرے حوالے کروں گا اور تجھے ایک تخت کرامت پر بٹھایا جائے گا اور تم اعلان کروگے کہ تمہارے شیعہ بہشت میں داخل ہو جائیں پھر تم اپنے دشمنوں کے دوزخ میں جانے کا اعلان کرو گے اے علی(ع) تم قسیم نار و قسیم جنت ہو جو تجھے دوست رکھتا ہے وہ کامیاب ہے اور نقصان میں ہے وہ جو تجھے دشمن رکھے تم س اس دن امین ۔را اور اس کی واضح حجت ہوگے۔

مجلس نمبر ۹۶

(یہ مجلس جناب صدوق(رح) اسی روز یعنی بدھ سنہ ۳۶۸ھ جب ماہ شعبان ختم ہو میں بارہ دن باقی تھے پڑھی)

خدا کب سے ہے

۱- امام صادق(ع) بیان فرماتے ہیں کہ ایک دانشمند یہودی امیرالمومنین(ع) کے پاس آیا اور کہنے لگا اے امیرالمومنین(ع) آپ(ع) کا پروردگار کب سے ہے۔ جناب امیر(ع) نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں گریہ کرے وہ کب نہ تھا کہ میں تجھے بتاؤں وہ کب سے ہے۔ میرا پروردگار پہلے سے بن پہلے کہ اس سے پہلے کوئی نہیں ہے ابد تک اور وہ بعد بن نہیں رکھتا، اس مقام کی کوئی ابتداء اور کوئی انتہا نہیں ہے وہ وہ ہے کہ نہایت کا دخول اس میں نہیں وہ ہر نہایت کی نہایت ہے۔

آدم(ع) اور عقل

۲- جناب علی بن ابی طالب(ع) نے فرمایا جبرائیل(ع) آدم(ع) پر نازل ہوئے اور فرمایا اے آدم(ع) مجھے حکم ہوا ہے کہ تین چیزیں لے کر تمہارے پاس جاؤں تاکہ تم ان میں سے ایک کو اختیار کرو اور باقی دو کو چھوڑ دو یہ تین چیزیں عقل، شرم اور دیانت ہیں آدم(ع) نے کہا میں نے عقل کو اختیار کیا۔ جبرائیل(ع) نے شرم اور دیانت سے کہا کہ وہ واپس چلی جائیں پھر آدم(ع) سے سوال کیا کہ آپ(ع) نے عقل کو کیوں اختیار کیا آدم(ع) نے جواب دیا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم (انبیاء(ع)) عقل اختیار کریں۔ جبرائیل(ع) نے کہا آپ(ع) مختار ہیں جو پائیں اختیار کریں پھر جبرائیل(ع) واپس تشریف لے گئے۔

۳- امام باقر(ع) نے فرمایا بے شک بندہ ستر(۷۰) خریف جہنم میں رکھا جائے گا اور ایک خریف ستر سال کی مسافت کے برابر ہے پھر وہ خدا سے محمد(ص) و آل(ع) محمد(ص) کا واسطہ دے کر فریاد کرے گا کہ اس پر رحم کیا جائے پس خدا جبرائیل(ع) کو حکم کرے گا کہ میرے بندے کے پاس جاؤ اور اسے

آگ سے باہر نکالو۔جبرائیل(ع) کہیں گے اے پروردگار میں آتش جہنم میں کیسے جاؤں تو ارشاد ہوگا میں نے آگ کو حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے لیے سرد ہو جائے اور نقصان نہ پہنچائے۔ پھر جبرائیل(ع) کہیں گے اے پروردگار مجھے اس جگہ کا پتہ کیسے ہوگا جہاں وہ ہے تو ارشاد وہ سجین کے ایک گڑھے میں ہے۔

امام فرماتے ہیں کہ جبرائیل(ع) اس حال میں جہنم میں آئیں گے کہ اپنے پر سمیٹے ہوں گے اور اس بندے کو جہنم سے باہر نکالیں گے۔ تو اللہ اس سے فرمائے گا اے میرے بندے تو کتنے دن جہنم میں جلتا رہا وہ کہے گا اے میرے معبود میں شمار نہیں کرسکتا تو اللہ فرمائے گا میری عزت کی قسم اگر تونے ان ہستیوں کا واسطہ نہ دے کر سوال نہ کیا ہوتا تو میں دوزخ میں تیرے قیام و طول دے دیتا لیکن میں نے اسے اپنے لیے لازم قرار دیا ہے کہ جو کوئی مجھ محمد(ص) و آل(ع) محمد(ص) کے واسطے سے فریاد کرے گا میں اس کے اور اپنے درمیان تمام گناہ بخش دوں گا بے شک میں نے تجھے آج معاف فرما دیا۔

۵- جابر ابن عبداللہ انصاری(ع) بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا(ص) نے ارشاد فرمایا جو بندہ علی(ع) پر دوسرے اصحاب کو فضیلت و فوقیت دے وہ یقیناً کافر ہے۔

۶- جناب رسول خدا(ص) نے فرمایا جو کوئی علی (ع) سے دشمنی رکھے وہ خدا سے جنگ میں ہے اور جو علی(ع) کے بارے میں شک کرے وہ کافر ہے۔

۷- امام صادق(ع) اپنے آباء (ع) سے قولِ خدا" اور تم سے پوچھتے ہیں کیا وہ حق ہے تم فرماؤ ہاں میرے رب کی قسم بیشک وہ ضرور حق ہے اور تم کچھ تھکا نہ سکو گے" (یونس ، ۵۳) کی تفسیر روایت کرتے ہیں کہ ارشاد ہوا اے محمد(ص) اہل مکہ تم سے خبر لیتے ہیں کہ کیا علی(ع) امام ہے تو تم کہو ہاں خدا کی قسم وہ حق کے ساتھ امام(ع) ہے۔

۸- جناب رسول خدا(ص) نے علی بن ابی طالب(ع) کے بارے میں ارشاد فرمایا اس مرد کا ہاتھ تھام لو کہ یہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہے یہ حق و باطل کو جدا کرنے والا ہے جو کوئی اسے دوست رکھتا ہے اس کی راہنمائی خدا فرماتا ہے جو کوئی اسے دشمن رکھتا ہے خدا اسے دشمن رکھتا ہے جو کوئی اس کی

مخالفت کرے گا خدا اسے نابود کردے گا اس میں سے میرے دو فرزند حسن(ع) و حسین(ع) ہیں وہ امام برحق اور برتر ہیں خدا نے انہیں میرا علم و فہم عطا کیا ہے انہیں دوست رکھو کہ ان کے بعد ... دی جائے گی یہاں تک کہ میرا غ ... اسے (دوست رکھنے والے ہو) گیرے اور جس کسی و میرا غ ... گیرے وہ زوال میں ہوگا اور دنیا فریب اور دھوکے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

و لی اللہ علی محمد(ص) وآلہ الطاہرین(ع)۔

مجلس نمبر ۹۷

(بروز جمعرات جبکہ ماہ شعبان سنہ ۳۶۸ھ ختم ہو میں ۱۱ روز باقی تھے۔)

امامت کی وضاحت

۱۔ عبدالعزیز بن مسلم کہتے ہیں کہ ہم امام رضا(ع) کے ساتھ مقام مرو میں تھے اور ہر جمعہ جامع مسجد جاتے تو وہاں لوگ امر امامت پر اپنی اپنی رائے مطابق فتوی کر رہے تھے اور اپنی آراء کا اظہار کرتے تھے کوئی کچھ کہتا کوئی کچھ جب میں امام رضا(ع) کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان لوگوں کے نظریات و بیان کیا تو امام (ع) نے مسکرا کر فرمایا اے عبدالعزیز یہ لوگ ناواقف ہیں ان کی رائے نے ان کو دھوکا دیا ہے۔ خدائے بزرگ و برتر نے جب تک دین اسلام و کامل نہ کر لیا اپنے نبی(ص) کو اس وقت تک دنیا سے نہیں بلایا۔ ان پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز حلال و حرام، حدود و احکام اور انسانی ضروریات کا مفصل ذکر کیا خدا فرماتا ہے "ہم نے اس کتاب میں کوئی ایسی چیز باقی نہیں رکھی" (انعام، ۳۹) اور حجت الوداع میں جو حضور(ص) کی عمر کا آخری حج تھا یہ آیت نازل کی "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينا" (مائدہ، ۳) آج مین نے تمہارے لیے دین و کامل کر دیا اور اپنی نعمت و تم پر تمام کر دیا اور تمہارے لیے میں نے دین و اسلام کے نام سے پسند کیا۔"

امر امامت کا تعلق تمام دین سے ہے اور نبی(ص) نے عقبی و اس وقت تک اختیار نہ کیا جب تک انہوں نے معالم دین بیان نہ کردیئے اور نبی(ص) ان (امت) کا راستہ واضح کر کے انہیں راہ حق پر ڈال کر گئے اور ان کے لیے علی(ع) و علم اور امام مقرر کر کے گئے آپ نے ہر اس چیز و جس کی امت و احتیاج تھی بیان کردی لہذا جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے دین و مکمل نہیں کیا وہ در اصل کتاب خدا و رد کرتا ہے اور جو کتاب خدا و رد کرے وہ کافر ہے۔ اے عبدالعزیز جانتے ہو کہ قدر امامت کیا ہے اور کیا امت کے لیے امامت میں تصرف کرنا جائز ہے۔ یا نہیں امامت کی

ترر ومنزلت اس کی شان اور اس کامقام، اس کے ا راف وجواب اور اس کی گہرائی اس بات سے کہیں جلیل ، عظیم ، اعلیٰ محفوظ اور . ید ہے کہ لوگ اپنی عقلوں سے اس تک پہنچیں یا اپنی آراء سے اس و اصل کریں یا امام کو اپنے اختیار سے قائم کریں، اما ت ایک ایسا جوہر ہے جو اللہ نے ابراہیم(ع) و نبوت وخلافت کے بعد عطا کیا پس اما ت نبوت و خلافت کے بعد کا تیسرا درجہ ہے، اما ت وہ فضیلت ہے کہ اس سے ان(ا براہیم(ع)) و شرف بخشا یا اور اسی سے ان کے ذکر کو محکم فرمایا ۔ ارشاد فرماتا ہے "إِنِّي جاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِماماً"(بقرہ، ۱۲۴) " بے شک میں تمہیں لوگوں و امام بنانے والا ہوں" یہ سن ابراہیم(ع) نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا" وَ مِنْ ذُرِّيَّتِي" (بقرہ، ۱۲۴) ترجمہ: میری ذریت میں بھی ن ہوگا۔ ارشاد ہوا " لا يَنالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ"(بقرہ، ۱۲۴) ترجمہ : ہاں مگر ظالمین ویہ نہیں ملے گا۔ " اس آیت سے ہر ظالم کی اما ت وقیا ت تک کے لیے باطل کر دیا اور صرف معصوم(ع)و باقی رکھا پھر خدانے ابراہیم(ع) کی تعظیم و تکریم کے لیے ان کی ذریت میں معصوم و مطہر کو خلق فرمایا اور فرمایا "وَ وَهَبْنالَهُ إِسْحاقَ وَيَعْقُوبَ نافِلَةًوَكُلاًّجَعَلْناصالِحِينَ وَ جَعَلْناهُمْ أَئِمَّةًيَهْدُونَ بِأَمْرِناوَأَوْحَيْناإِلَيْهِمْ فِعْلَالْخَيْراتِ وَإِقامَ الصَّلاةِوَإِيتاءَالزَّكاةِوَكانُوالَناعابِدِينَ " انبیاء، ۷۲-۷۳)ترجمہ : ہم نے ابراہیم(ع) و اسحاق(ع) یعقوب(ع) عطا کیے اور ان و صالح بنایا اور ہم نے ان و امام بنایا کہ ہمارے حکم سے لوگوں و ہدایت کریں اور ہم نے ان و وحی کی کہ سب اچھے کاموں وبجالائیں اور مخلوقات میں نماز قائم کریں اور زکوۃ ادا کریں اور وہ سب اللہ کی ہی عبادت کرنے والے تھے۔" پس یہ عہدہ اما ت ابراہیم(ع) کی ذریت میں ور وراثت جاری ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اس کا وارث ہوتا رہا یہاں تک کہ خدا نے اپنے حبیب محمد(ص) و وارث بنایا اور فرمایا "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْراهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهذَاالنَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُواوَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ" (آل عمران، ۶۸) ترجمہ : " بے شک وراثت ابراہیم(ع) کے سب سے زیادہ مستحق وہ لوگ ہیں جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے اور یہ نبی اور وہ لوگ وجو ان لائے ہیں اور اللہ مومنین کا ولی ہے" پس یہ عہدہ اما ت خاص نبی(ص) کے لیے تھا اور جو انہوں نے طریقہ خدا کے مطابق اپنے بھائی علی بن ابی طالب(ع)

کے حوالے کیا پس علی بن ابی طالب(ع) کی ذریت میں اصفیاء و اتقیاء پیدا ہوئے جنہیں خدا نے علم و حکمت اور ایمان لدنی عنایت فرمایا جس کا بیان اس آیت میں مذکور ہے "وَ قالَ الَّذينَ أُوتُواالْعِلْم َوَالْإيمانَ لَقَدْلَبِثْتُمْ في‏ كِتابِ اللَّهِ إِلى‏ يَوْمِ الْبَعْثِ فَهذايَوْمُ الْبَعْثِ" (روم، ۵۶) " جن لوگوں کو علم اور ایمان خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم لوگ کتاب خدا کے مطابق قیامت کے دن تک ٹھہرے رہے تو یہ قیامت کا دن ہے" پس وہ امامت اب اولاد علی(ع) میں قیامت تک کے لیے مخصوص ہے کیونکہ نبی(ص) کے بعد کوئی نبی نہیں ہے یہ جاہل لوگ کہاں سے امامت کو اختیار کرتے ہیں کیونکہ امامت مقام انبیاء(ع) اور میراث انبیاء(ع) ہے اور امامت خلافت الٰہی اور خلافت رسول (ص) ہے اور مقام امیرالمومنین(ع) اور میراث حسن(ع) و حسین(ع) ہے۔ امامت مسلک دین ہے امامت نظام مسلمین ہے، امام صلاح دنیا، مومنین کی عزت، اسلام کا اصول اور اس کی بلند ترین شاخ ہے اور امام کی وجہ سے نماز، زکوۃ، حج اور جہاد غنیمت و صدقات کامل ہوتے ہیں اور امام حدود الٰہی اور احکام خدا کو جاری کرتے ہیں اور سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں امام حلال خدا کو حلال اور حرام خدا کو حرام کرتے ہیں اور حدود الٰہیہ کا قائم کرتے ہیں، دین خدا کی حفاظت کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے رب کے راستے کی حکمت موعظہ حسنہ اور حجت بالغہ سے دعوت دیتے ہیں ، امام سورج کی طرح ہے جو اپنی روشنی سے دنیاء عالم کو روشن کرتا ہے خود عالی قدر بلند مقام پر ہوتا ہے کہ نہ تو وہاں تک کوئی ہاتھ پہنچ سکتا ہے اور نہ نظر کرسکتی ہے اور امام بدر منیر، روشن چراغ، نور ساطع ، تاریک راتوں، شہروں کے چوراہوں ، بیابانوں اور ریت ہوئے سمندروں میں راہنمائی کرنے والا ستارہ ہے، امام پیاسوں کے لیے آب شیرین اور ہدایت کا رہبر ہے ، ضلالت سے نجات دینے والا ہے اور امام آگ سے بلند نور کی گرمی کی شدت ہے (اسخیائے عرب قحط سالی میں بلند مقام پر آگ روشن کردیتے تھے تاکہ بھولا بھٹکا شخص اسے دیکھ کر ان کے پاس آجائے) امام سرماء خوردہ کے لیے حرارت ہے خوفناک مقامات پر رہبر ہے جو امام کو چھوڑ دے گا وہ ہلاک ہوجائے گا، امام برسنے والا بادل ہے، جھڑی والی گھٹا، ضیاء بار سورج ، سایہ دار آسمان ہے، امام پر فضا زمین پر بہتا ہوا چشمہ پانی سے لبریز تالاب ، پربہار سبزہ زار ہے، امام رفیق ، ساتھی ، شفیق والد، اور مہربان بھائی، شفیق ماں

اور آفتوں اور بلاؤں میں ائے پناہ ہے مخلوق میں اللہ کا امین اور بندوں پر اللہ کی حجت ہے وہ اللہ کی سلطنت میں اس کا خلیفہ ہے۔ امام اللہ کی رف سے بلانے والا ہے اللہ کے حرم کا محافظ، ہوں سے پاک ، عیوب سے بری م سے مخصوص اور م سے مو وم ہے امام دین کا نظام، مسلمانوں کی زت اور نقین کے لیے ث غیظ و غضب ہے امام کفار کے لیے پیغام لا ت ہے، امام اپنے زمانے میں یکتا ہوتا ہے وئی اس کے رتبے تک نہیں پہنچ سکتا اور وئی عالم اس کے برابر ہو سکتا ہے تو امام کا بدل مل سکتا ہے اور یہ ں وئی اس کا ثل و نظیر ہوتا ہے اس کے تمام فضائل بغیر طلب و اکتساب کے ساتھ مخصوص ہوتے ین اور یہ اس و فضل عطا کرنے والے را کی رف سے خصوصیت ملی ہے پس ون ہے جو معرفت امام اصل کرے اور کس کی محال ہے کہ اپنی مرضی سے امام بنا لے اور یہ ت دور ہے عقل گمراہ ہے، دانش پریشان ، رخ حیران ہے آنکھیں چندھیا گئی ہیں، بڑے بڑے حقیر ہوئے یں ، حکماء متحیر یں۔ صاحبان دانش قاصر، خطباء وا ال ہوئے شعر اتھک ور اد اء عاجز ہوئے ، بلغاء رہ ئے اور یہ تمام طبقے امام کی شان یا فضیلت بیان کرنے سے عاجز یں انہوں نے عاجزی اور تقصیر کا اعتراف کر لیا اور یہ لوگ امام کے اوصاف یا نعمت و کنہ بیان کریں تو کیسے کریں جب کہ امام کا وئی امر ان کی سمجھ میں نہیں آسکتا کسی کی محال کہ اپنی انب سے امام کا قائم مقام ہوسکے یا اس سے مستثنی کرسکے، ہرگز کس رح اور کہاں ، وہ تو ثریا کی رح لوگوں کے ہاتھوں اور تعریف کرنے والوں کی ز بانوں سے بلند اور دور ہے اور پس وہ ایسے صفات کے امل و کہاں سے اختیار کرسکتے یں اور اس تک عقلیں ب اور کیسے پہنچ سکتی یں اور ایسا کہاں مل سکتا ہے کیا تم خیال کرسکتے ہو کہ ایسا شخص آل رسول(ص) کے علاوہ کہیں مل سکتا ہے اللہ کی م ان کے نفسوں نے انہیں دھوکا دیا ہے اور ان کے ا ل خیالات نے انہیں جھوٹی آرزو میں مبتلا کیا ہے یہ ایک دشوار اور مہلک مقام پر چڑھ ئے یں جہاں سے پھسل کر تحت اثری میں گریں گے اور انہوں نے اپنی متحیر و اقص عقلوں اور گمراہ آراء سے امام کا ر کر لیا ہے اور یہ لوگ اسی وجہ سے امام برحق سے ت دور چلے ئے " قاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ(توبہ، ۳۰) ترجمہ : "انہیں را مارے یہ کہاں ٹک رہے یں" ا تحقیق انہوں نے بڑی جرات کی

اور جھوٹ کہا ہے کہ سخت گمراہی میں پڑ گئے ہیں اور دیدہ دانستہ امام برحق کو چھوڑ کر حیران ہوئے شیطان نے ان کے غلط اعمال کو ان کے لیے مزین کر دیا (عنکبوت، ۲۸) اور راہ حق سے ان کو روک دیا اور انہوں نے جان بوجھ کر امام کو چھوڑ دیا انہوں نے خدا اور رسول(ص) کے اختیارات کا انکار کر کے اپنے اختیار کو ترجیح دی ہے حالانکہ قرآن ان کو پکار پکار کر کہہ رہا ہے " وَ رَبُّكَ يَخْلُقُ مايَشاءُوَيَخْتارُماكانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُسُبْحانَ اللَّهِ وَتَعالى عَمَّا يُشْرِكُون" (قصص، ۶۸) ترجمہ : " اور تیرا رب جو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے مختار بناتا ہے " ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ جس کو چاہیں اپنا مختار بنالیں اور اللہ ان کے شرک سے پاک ہے اور فرماتا ہے " وَ ما كانَ لِمُؤْمِنٍ وَلامُؤْمِنَةٍإِذاقَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراًأَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُمِنْ أَمْرِهِمْ " (احزاب، ۳۶) ترجمہ : " کسی مومن اور مومنہ کو اختیار نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول(ص) کسی امر کا فیصلہ کردیں تو وہ اپنی مرضی سے اس میں تغییر و تبدیل کریں" دوسرا فرماتا ہے " ما لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ أَمْ لَكُمْ كِتابٌ فيهِ تَدْرُسُونَ إِنَّ لَكُمْ فيهِ لَماتَخَيَّرُونَ أَمْلَكُمْ أَيْمانٌ عَلَيْنابالِغَةٌإِلى يَوْمِالْقِيامَةِإِنَّ لَكُمْ لَماتَحْكُمُونَ سَلْهُمْ أَيُّهُمْ بِذلِكَ زَعيمٌ أَمْ لَهُمْ شُرَكاءُفَلْيَأْتُوابِشُرَكائِهِمْ إِنْ كانُواصادِقينَ" (القلم، ۳۶-۴۱) ترجمہ : " تمہیں کیا ہو گیا ہے تم کیسے فیصلے کرتے ہو آیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں پڑھتے ہو اور تمہارے واسطے اس میں جو کچھ موجود ہے آیا تمہارا کامل عہد ہے ان قیامت تک ہم سے یہ ہے کہ جو کچھ تم حکم لگاؤ ہمیں منظور ہے اے پیغمبر(ص) ذرا ان سے پوچھیے تو سہی کہ اس بات کا ان میں سے کون ذمہدار ہے آیا ان کے شرکاء ہیں اگر وہ اپنے دعوی میں سچے ہیں تو وہ اپنے شرکاء کو بلائیں" اللہ فرماتا ہے " أَفَلايَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلى قُلُوبٍ أَقْفالُها" (محمد، ۲۴) ترجمہ : یہ لوگ قرآن میں تدبر کیوں نہیں کرتے آیا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں آیا اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے پس وہ کچھ سمجھ سکتے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا حالانکہ نہیں سنتے " " إِنَّ شَرَّالدَّوَابِّ عِنْدَاللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذينَ لايَعْقِلُونَ وَ لَوْعَلِمَ اللَّهُ فيهِمْ خَيْراًلَأَسْمَعَهُمْ وَلَوْأَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْاوَهُمْ

مُعْرِضُونَ" (انفال، ۲۲-۲۳) ترجمہ :" بے شک اللہ کے نزدیک سب سے برا چلنے پھرنے والا وہ ہے جو کچھ نہیں سنتا اور نہیں سمجھتا ہے اور اگر اللہ و ان میں کچھ . لائی نظر آتی تو وہ ضرور ان و سننے والا بناتا اور اگر سننے والا بناتا تو . س وہ حق سے ا راض کر کے بھاگتے یا وہ کہتے کہ ہم نے سنا لیکن ہم مخالفت ن کریں گے۔ " (خیر جو کچھ ہو) اما ت فضل . را ہے اور فضل . را کا و ف یہ ہے " لِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتيهِ مَنْ يَشاءُوَاللَّهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظيمِ" (ج ، ۴) ترجمہ :" یہ . را کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل کا ماک ہے" پس کس رح وہ امام و خود اختیار کرسکتے یں الانکہ امام ایسا عالم ہے کہ وئی اس سے پوشیدہ نہیں ہے اور ایسا داعی ہے کہ تن نہیں ہوتا اور وہ تقدس ، طہارت ، ز ک، زہد اور عم وعبادت و منبع و سرچشمہ ہوتا ہے امام دعوت ر ول (ص) سے مخصوص ہوتا ہے اور وہ نسل بتول(ع)کا . پاک . پاکیزہ فرد ہوتا ہے اس کے نسب میں وئی شبہ نہیں ہوتا اور حسب میں وئی اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا امام . اندان میں قریشی اور ہاشمی الاصل ہوتا ہے عترت ر ول(ص) ہوتا ہے امام اللہ کی خوشنودی کا ذریہ ہے ، اشراف کے لیے مایہ شرافت اور عبد . اف کی شاخ ہے عم میں نامی اور حم میں کامل ہوتا ہے امام امل بار امات عالم سیاست، واجب الاطا ت ، قائم بامر اللہ، خیر خواہ عباد اور محافظ دین . را ہے۔ بے شک انبیاء (ع) وائمہ(ع) و . را توفیق دیتا ہے کہ مخزن عم و حکمت خود ان و عنایت کرتا ہے جو کسی دوسرے و نہیں دیتا اور ان کا عم الزماہ . سنے . یادہ ہوتا ہے جیسا کہ . را فرماتا ہے " أَفَمَنْ يَهْدي إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمَّنْ لايَهِدِّي إِلاَّأَنْ يُهْدىفَمالَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ" (یونس، ۳۵) ترجمہ : "کیا وہ شخص جو حق کی ہدایت کرتا ہے وہ ز . یادہ مستحق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے یا وہ شخص جس میں ہدایت کی صلاحیت ن نہیں اور دوسرے کی ہدایت کا محتاج ہے پس تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کیسے فیصلے کرتے ہو" اور فرمایا ہے "وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَفَقَدْأُوتِيَ خَيْراًكَثيراً" (بقرہ، ۲۶۹) ترجمہ : "جس و اللہ کی رف سے حکمت ملی اس کی خیر کثیر عطا ہوئی۔" اور طالوت کے بارے میں فرمایا ہے " إِنَّ اللَّهَ اصْطَفاهُ عَلَيْكُمْ وَزادَهُ بَسْطَةًفِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ يُؤْتيمُلْكَهُ مَنْ يَشاءُوَاللَّهُ واسِعٌ عَليمٌ" (بقرہ، ۲۴۷) ترجمہ : " بے شک اللہ نے اس و تم پر مختار بنایا ہے اور اسے عم اور جسم میں تم پر

زیادتی عطا فرمائی ہے اور اللہ جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا کرتا ہے اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے۔" اور اپنے پیغمبر(ص) کے بارے میں فرماتا ہے اور " وَ كانَ فَضْلُ ‌اللَّهِ عَلَيْكَ عَظيماً" (نساء، ۱۱۳) ترجمہ :" اور ہمیشہ سے تم پر اللہ کا عظیم فضل رہا ہے " اور ان(ع) کے خاندان کے بارے میں جو آل ابراہیم(ع) سے ہیں فرماتا ہے " أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلى‌ماآتاهُم ‌اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْآتَيْناآلَ إِبْراهيمَ الْكِتابَ وَالْحِكْمَةَوَآتَيْناهُمْ مُلْكاًعَظيماًفَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ بِهِ وَ مِنْهُمْ مَنْ صَدَّ عَنْهُ وَ كَفى‌ بِجَهَنَّمَ سَعيراً" (نساء، ۵۴-۵۵) ترجمہ : "کیا ان فضائل پر جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں لوگ حسد کرتے ہیں پس اس سے پہلے بھی ہم نے آل ابراہیم(ع) کو کتاب حکمت اور ملک عظیم عطا فرمایا تھا پس بعض ان میں سے ایمان لائے اور بعض رک گئے اور جہنم ان کے عذاب کے لیے کافی ہے" لہذا جب اللہ اپنے بندوں کے امور کے لیے کسی کا انتخاب کرتا ہے تو اس کے سینے کو کشادہ کر دیتا ہے اور اس کے دل میں حکمت کے چشمے جاری کر دیتا ہے اور اس کو ہر طرح کا علم الہام کر دیتا ہے پس وہ کسی سوال کے جواب سے عاجز نہیں ہوتا اور وہ حق سے کبھی منحرف نہیں ہوتا وہ معصوم ہوتا ہے مؤید ہوتا ہے موفق ہے، مسدد ہے ہر طرح کی خطا ولغزش سے محفوظ ہے اور اللہ اس کو ان امور سے مخصوص فرماتا ہے تاکہ وہ اس کے بندوں پر حجت ہو اور اس کی مخلوقات پر اس کا شاہد ہو" یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے " (جمعہ، ۴) پس کیا یہ لوگ ایسے شخص کے انتخاب پر قدرت رکھتے ہیں جو ان صفات حسنہ کا حامل ہو اور کیا ان کا اپنی مرضی سے چنا ہوا شخص مذکورہ صفات سے موصوف ہوسکتا ہے کہ اس کو مقتدا بنائیں انہیں خدا کی قسم یہ لوگ حق سے تجاوز کر گئے ہیں اور کتاب خدا کو انہوں نے پس پشت ڈال دیا ہے گویا کہ کچھ جانتے نہیں حالانکہ کتاب خدا میں ہدایت اور شفا ہے پس اس کو تو انہوں نے چھوڑ دیا ہے اور اپنی خواہشوں کی پیروی کر لی ہے، پس خدا نے ان کی مذمت کی ہے اور ان کو مورد عذاب و لائق عتاب قرار دیا ہے فرمایا ہے " وَ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَواهُ بِغَيْرِهُدىً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لايَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمينَ" (قصص، ۵۰) ترجمہ : " اور اس سے بڑھ کر کون زیادہ گمراہ ہے جس نے اپنی خواہشات کی پیروی کی ہو حالانکہ اللہ نے اس کو امر کی ہدایت

نہیں کی اور اللہ ظالموں و ہرگز ہدایت نہیں کرتا" اور فرماتا ہے " فَتَعْساً لَهُمْ وَ أَضَلَّ أَعْمالَهُمْ" (محمد،۸) " پس لا ـت ہے ان کے لیے اور ان کے سارے ا ال بے کار یں۔" اور رفما یا " كَبُرَمَقْتاًعِنْدَاللَّهِ وَعِنْدَالَّذينَ آمَنُواكَذلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍجَبَّارٍ" (مومن، ۳۵) " اللہ اور الـ ـ ان کے ہاں یہ سخت ناراگی کا سبب ہے اور اسی ـرح اللہ ہـر یتـبر اور جبار کے دل پر مہر گا دیتا ہے"

" و صلى الله على محمدالمصطفى وعلى المرتضى و فاطمه الزهرا ولائمة من ولدها المصطفين الاخيار آل ياسين الابرار و سلم تسليما كثيرا "

فہرست

پیش لفظ 2

مجلس نمبر ۱ 9

(۱۸ رجب ۳۶۷ھ) 9

صلصال بن دلہمس 9

حضرت یوسف(ع) و زلیخا 11

مجلس نمبر ۲ 13

(۷ رجب ۳۶۷ھ) 13

فضیلت رجب 13

فضائل علی(ع) 15

مجلس نمبر ۳ 18

(۵ رجب سنہ۳۶۷ھ) 18

حبِ علی(ع) کا فائدہ 18

مجلس نمبر۴ 21

(سلخ رجب سنہ۳۶۷ھ) 21

وصی پیغمبر(ص) کون ہے 21

مجلس نمبر۵ 24

(۲ شعبان سنہ۳۶۷ھ) 24

قیامت میں فاطمہ(س) کی سواری 25

مجلس نمبر۶ 27

(سات شعبان سنہ۳۶۷ھ) 27

مجلس نمبر۷ 31

(دس شعبان سنہ۳۶۷ھ) 31

فضائل شعبان... 31

مجلس نمبر ۸... 35

(۱۴ شعبان سنہ۳۶۷ھ)... 35

زہد یحییٰ(ع)... 35

مجلس نمبر۹... 40

(سولہ شعبان سنہ۳۶۷ھ)... 40

جناب سلمان(رض) کا زندگی بھر کا روزہ... 41

جناب علی(ع) کی فضیلت... 43

مجلس نمبر۱۰... 44

(بیس شعبان سنہ۳۶۷ھ)... 44

مجلس نمبر۱۱... 48

(ماہ رمضان سے ایک ہفتہ قبل سنہ۳۶۷ھ)... 48

استقبال رمضان 48

بہلول نباش کا قصہ 49

مجلس نمبر۱۲ 54

(ماہ رمضان سے ۳ روز قبل سنہ۳۶۷ھ) 54

ماہ رمضان 54

ثوابِ ماہِ رمضان 55

مجلس نمبر ۱۳ 61

(اول ماہ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 61

ماہ رمضان کا اجر 61

جنابِ رسول خدا(ص) اور شیبہ ہذلی 62

مجلس نمبر۱۴ 65

(پانچ رمضان سنہ۳۶۷ ھ) 65

ماہ رمضان کی فضیلت 65

فضائل قاری قرآن 66

مجلس نمبر ۱۵ 68

(آٹھ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 68

مذمتِ شیطان 68

جنابِ علی(ع) کی شہادت کی پیشگوئی 70

مجلس نمبر ۱۶ 72

(بارہ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 72

صبر کا ثواب 72

سخائیل فرشتہ 73

ولی عہدی امام علی رضا(ع) 74

مجلس نمبر ۱۷ 76

(پندرہ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 76

اسم محمد(ص) 76

معاویہ اور عمرو العاص 79

مجلس نمبر ۱۸ 81

(۱۹ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 81

علی (ع) ۔خیرالبشر 81

علی(ع) کی عبادت 82

مغرب کا وقت 84

مجلس نمبر۱۹ 86

(۲۲ رمضان سنہ ۳۶۷ھ) 86

ام ایمن کا خواب 86

فرزندان مسلم بن عقیل(ع) 87

مجلس نمبر۲۰ 92

(۲۶ ماہ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 92

عصمتِ انبیاء(ع) 92

ثواب افطار اور فضیلت علی(ع) 95

مجلس نمبر۲۱ 99

(سلخ ماہ رمضان سنہ۳۶۷ھ) 99

فتح خیبر کے بعد فضیلتِ علی(ع) 99

مجلس نمبر۲۲ 104

(یوم عیدالفطر،یکم شوال سنہ۳۶۷ھ) 104

اعرابی اور طلبِ قیمتِ اونٹ 104

امام صادق(ع) اور عصمتِ انبیاء(ع) 105

آنحضرت(ص) کے قتل کا منصوبہ 107

مجلس نمبر۲۳ 110

(۳ شوال کی شب سنہ۳۶۷ھ) 110

مجلس نمبر۲۴ 113

(۴ شوال سنہ۳۶۷ھ) 113

شہادت حسین(ع) کی خبر 113

توضیح وسیلہ 117

مجلس نمبر ۲۵ 119

(۱۷ ذالحجہ سنہ۳۶۷ھ) 119

(یہ مجلس وس میں زیارت ہِ حضرت رضا(ع) پر پ ں ئی) 119

ثواب زیارت 119

مجلس نمبر۲۶ 122

(. تام مشہدِ رضا(ع) روز زیر نم ۱۸ ذالحجہ سنہ۳۶۷ھ) 122

جنابِ ا یر(ع) کا خ بہء زید پر شہادت طلبہ ا 122

عیدِ زید 125

مجلس نمبر ۲۷ 126

(اول محرم سنہ۳٦۷ھ مشہد سے واپس آ کے بعد) 126

ولادتِ علی(ع) 130

مجلس نمبر۲۸ 132

(پانچ محرم سنہ۳٦۷ھ) 132

شہادت حسین(ع) و مقتلِ حسین(ع) کی خبر 132

واقعہ فطرس 135

مجلس نمبر۲۹ 137

(۸ محرم سنہ۳٦۸ھ) 137

مزیاتِ حسین(ع) 137

فضل بن ربیع.. 143

مجلس نمبر۳۰... 147

(دس محرم الحرام سنہ۳۶۸ھ).. 147

(یہ مجلس جنابِ صدوق مقتلِ حسین(ع) میں ہے)... 147

مجلس عاشور... 147

مجلس نمبر ۳۱(بقیہ مجلس ۳۰).. 161

(روز عاشورا محرم سنہ۳۶۸ھ) 161

شام غریباں.. 161

مجلس نمبر۳۲... 165

(شب بارہ محرم سنہ۳۶۸ھ)... 165

سفرِ ذوالقرنین(ع) 166

نمبر 169

مجلس نمبر۳۳ 171

(۱۵ محرم سنہ۳۶۸ھ) 171

فاتحہ ا تاب 171

مجلس نمبر۳۴ 176

(۱۹ محرم سنہ۳۶۸ھ) 176

صفین میں چشمے کا پھوٹنا 179

مجلس نمبر۳۵ 182

(۲۲ محرم سنہ۳۶۸ھ) 182

یہودی کے سوالات اور رسولِ خدا(ص) کے جوابات 182

مجلس نمبر۳۶ 192

(۲۹ محرم سنہ۳۶۸ھ) 192

خدا اور داؤد(ع) 192

مجلس نمبر۳۷ 198

(سلخ محرم سنہ۳۶۸ھ) 198

بعثتِ عیسیٰ(ع) 198

جنابِ موسیٰ(ع) کی خدا سے گفتگو 201

مجلس نمبر۳۸ 204

(چار صفر سنہ۳۶۸ھ) 204

فضائل اذان اور بلال(رح) 204

مجلس نمبر ۳۹ 211

(بروز جمعہ سات صفر سنہ۳۶۸ھ) 211

عبادتِ حضرت سجاد(ع) 212

مجلس نمبر۴۰ 216

(سب ۱۱ صفر سنہ۳۶۸ھ) 216

زہر سے قتلِ محمد(ص) کا منصوبہ 216

آوازِ ناقوس 217

مجلس نمبر ۴۱ 222

(چودہ صفر سنہ ۳۶۸ھ) 222

حجابات نگاہِ رسول(ص) میں 222

وفاتِ حضرت موسیٰ بن عمران(ع) 224

مجلس نمبر ۴۲ 228

(شب ۱۸ صفر سنہ ۳۶۸ ھ) 228

بارہ درہم 228

شہادتِ جنابِ علی(ع) کے بعد 231

مجلس نمبر ۴۳ 234

(۲۱ صفر سنہ ۳۶۸ھ) 234

قحط اور اولادِ یعقوب(ع) 235

مجلس نمبر۴۴ 243

(۲۵ صفر سنہ۳۶۸ھ) 243

نزول سورہ دہر 246

مجلس نمبر۴۵ 250

(۲۸ صفر سنہ۳۶۸ھ) 250

جنابِ عبدالمطلب(ع) کا خواب 250

مجلس نمبر۴۶ 257

(یہ مجلس ماہ صفر سنہ۳۶۸ھ ختم ہونے سے دو شب پہلے پڑھی گئی) 257

حضرت عیسی(ع) کے لیے خدا کی ہدایت 258

جناب رسول خدا(ص) کی رحلت 261

مجلس نمبر۴۷ 263

۔(پانچ ربیع اول سنہ۳۶۸ھ) 263

جنابِ رسول خدا(ص) کا دنیا سے خطاب........ 265

جنابِ امیر(ع) کا غلاموں سے برتاؤ........ 266

مجلس نمبر۴۸ 270

(۹ ۔ ربیع اول سنہ۳۶۷ھ)) 270

ظہور محمدی(ص) اور ابلیس کی آسمان میں داخلہ بندی 270

وفاتِ انس پر فرشتوں کی حاضری 274

قیامِ شب........ 275

مجلس نمبر۴۹........ 278

(ماہ ربیع الاول سنہ ۳۶۸ھ)........ 278

(۹) امام صادق(ع) فرمایا اہل توحید........ 279

حضرت ابراہیم(ع) اور مرد عابد........ 280

مجلس نمبر۵۰ 284

(۱۶ ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ) 284

مجلس نمبر ۵۱........ 288

(۱۹ ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ) 288

قاضی شریح (قاضی کوفہ، شریح ابنِ حارث) 290

وفات فاطمہ بنت اسد(ع) 292

مجلس نمبر ۵۲........ 295

(۲۴ ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ)........ 295

حروف جُمل(حروف ابجد)........ 295

رسول خدا(ص) کی رحلت کے بعد علی(ع) کا خطبہ 298

مواخات........ 301

مجلس نمبر۵۳ 303

(۲۶ ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ) 303

حروف معجم(حروف تہجی) 303

کفن چور اور اسکا ہمسایہ 305

نیک یا بد 307

مجلس نمبر ۵۴ 309

(سلخ ربیع الاول سنہ۳۶۸ ھ بموقع رئیت ہلال) 309

امام علی نقی(ع) اور توحید 313

مجلس نمبر۵۵ 315

(چار ربیع الاول سنہ۳۶۸ھ) 315

ظاہری خلافت اور خطبہء علی(ع) 315

جناب علی(ع) کو برا کہنے والوں سے ابلیس کی گفتگو 320

مجلس نمبر۵۶ 323

(آٹھ ربیع الثانی سنہ۳۶۸ھ) 323

خروج زید(رح) 323

ابوشا رادیصانی 325

رسول خدا(ص) اور معراج 327

مجلس نمبر۵۷ 331

(یارہ ربیع الثانی سنہ۳۶۸ھ) 331

جناب موسیٰ(ع) کو خدا کا ارشاد 331

مجلس نمبر۵۸ 335

(۱۵ ربیع الثانی سنہ۳۶۸ھ) 335

ایک تاجر 335

آداب حمام 336

جناب رسول خدا(ص) کا جناب امیر (ع) سے کلام 339

مجلس نمبر۵۹ 341

(۱۸ ربیع الثانی سنہ۱۳۶۸ھ) 341

سید الساجدین(ع) کا رسالہء حقوق 341

مجلس نمبر۶۰ 350

(۲۲ ربیع الثانی سنہ۱۳۶۸ھ) 350

مامون الرشید 350

جناب موسی بن جعفر(ع) اور قید زندان 352

بی بی ام سلمہ(رض) اور جناب امیر(ع) کا ایک غلام 354

شیخ ثمالہ 356

مجلس نمبر۶۱ 358

(۲۵ربیع الثانی سنہ۱۳۶۸ھ) 358

سعد بن معاذ(رض) کی وفات 358

د ا قنوت........ 363

مجلس مۂ بر۶۲........ 365

(سلخ ربیع الثانی سنہ۱۳۶۸ھ)........ 365

وفات جناب زید(رح)........ 365

دنیا یا ہے........ 366

جنابِ رسول خدا(ص) اور ایکٔ ی وی نوجوان........ 369

مجلس مۂ بر۶۳........ 372

(۳ جمادی الاول سنہ۱۳۶۸ھ)........ 372

آنحضرت(ص) کی وصیت........ 372

لیلۃ الہریر سے پہلے جناب ا یر(ع) کا خ بہ........ 376

مجلس مۂ بر۶۴........ 380

(۷ جمادی الاول سنہ۱۳۶۸ھ)........ 380

معرفت خدا 380

طریقہ نماز 383

جناب امیر(ع) اور ایک منجم 384

مجلس نمبر۶۵ 386

(۹جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ) 386

حرمت کے بارے میں 386

ثوابِ طالبِ عقل 387

مجلس نمبر۶۶ 391

(۱۳ جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ) 391

جناب رسول خدا(ص) کے نصائح 391

مجلس نمبر۶۷ 402

(۱۶ جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ) 402

حسن بصری کا بیان 402

منصور دوانیقی اور فضائلِ علی(ع) 403

مجلس نمبر ۶۸ 410

(۲۰ جمادی الاول سنہ ۳۶۸ھ) 410

سلمان(رض) کا ابوذر(رض) کی ضیافت کرنا 410

محافظ حسین(ع) 411

امام تقی(ع) کی بزبانی جنابِ امیر(ع) کے چند نصائح 414

مجلس نمبر ۶۹ 417

(۲۳ جمادی الاول سنہ ۳۶۸ ھ) 417

واقعہء معراج اور کفار 417

معراج 418

مجلس نمبر ۷۰ 420

(۲۷ جمادی الاول سنہ۳۶۸ھ) 420

انگوٹھیوں کے نقوش 421

امت محمدی(ص) اور پچاس (۵۰) نمازیں 423

دیدار خدا اور امام رضا(ع) 425

مجلس نمبر۷۱ 428

(غرہ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 428

آنحضرت(ص) اور ایک مالدار یہودی 429

عرب بیابانی اور پردہ کعبہ 431

مجلس نمبر۷۲ 436

(۵ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 436

فضائل اہل بیت(ع) 436

مجلس نمبر۷۳ 441

(۸ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 441

ابوذر(رح) کے اسلام لا   کا سبب 441

فضائل اہل بیت(ع) 445

مجلس نمبر۴۷ 447

(۱۲جمادی الثانی سنہ۳۶۷ھ) 447

بہترین کون ہے 447

آنحضرت(ص) اور نزول ابر 450

جناب رسول خدا(ص) کی علی(ع) کو یت 452

مجلس نمبر۷۵ 454

(۱۵ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 454

گرامی کون ہے 454

جنابِ علی (ع) اور بازارِ کوفہ 455

جنابِ عیسی(ع) اور صدقہ 457

ابو جرول کا بیان 458

مجلس نمبر۷۶ 460

(۱۹جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 460

جناب سجاد(ع) کا خطبہ 460

مجلس نمبر۷۷ 466

(۲۲ جمادی الثانی سنہ۳۶۸ھ) 466

موت کا خاتمہ 466

حضرت نوح(ع) کی عمر 467

حضرت عیسی(ع) کا ایک قبر کے پاس سے گزر 468

روزِ خیبر علی(ع) کو علم عطا کیا جانا 468

مجلس نمبر۷۸ 470

(۲۶ جمادی الثانی سنہ۱۳۶۸ھ) 470

مواعظِ عیسیٰ(ع) 470

مجلس نمبر۷۹ 479

(سلخ جمادی الثانی سنہ۱۳۶۸ھ) 479

تفسیر اصطفاء(ع) 479

مجلس نمبر ۸۰ 498

(۴ رجب سنہ۱۳۶۸ھ) 498

فضائل ماہ رجب 498

مجلس نمبر۸۱ 505

(۷ رجب سنہ۱۳۶۸ھ) 505

مالک بن انس اور امام صادق(ع) 505

مجلس نمبر ۸۲ 512

(۱۱ رجب سنہ۳۶۸ھ) 512

سخاوت و جوانمردی 512

جناب ، یر(ع) کا وضو 514

حضرت عیسی(ع) کی اپنے اصحاب کو ز یۃت 515

مجلس مۂ بر۸۳ 518

(۱۴ رجب سنہ۳۶۸ھ) 518

جناب ، یر(ع) اور بی بی فاطمہ(س) کی تزویج 518

فضائل علی(ع) و شیعیان علی(ع) 520

آسمان سے ستارے کا نزول 524

مجلس مۂ بر۸۴ 525

(۱۸ رجب سنہ۳۶۸ھ) 525

جناب ، یر(ع) کو ورت کے بارے میں نصائح 525

مومن کے اوصاف 528

زیر نم میں آنحضرت(ص) کا فرمان 532

مجلس نمبر۸۵ 534

(۲۲ رجب سنہ۳۶۸ھ) 534

استجابت دعا 534

ثواب مجاہد 535

چار آدمیوں سے اہل دوزخ کو آزار 537

مجلس نمبر۸۶ 540

(۲۵ رجب سنہ۳۶۸ھ) 540

آنحضرت(ص) کا ستارے کی خبر دینا 540

ثواب زیارت جناب ابو عبداللہ (ع) (امام حسین(ع)) 542

ہشام اور عمرو بن عبید کے درمیان مناظرہ 543

خدا کا فرشتہ "محمود" 546

مجلس نمبر۸۷ 547

(۲۸ رجب سنہ۳۶۸ھ) 547

بی بی فاطمہ(س) کی پیدائش 547

آنحضرت(ص) کے سیدہ(س) سے راز و نیاز 549

ارضِ نینوا 550

مجلس نمبر۸۸ 554

(سلخ رجب سنہ۳۶۸ھ) 554

آنحضرت(ص) کی ولادت با سعادت 554

مجلس نمبر۸۹ 560

(غرہ شعبان سنہ۳۶۸ھ) 560

ربیع حاجب کا بیان 562

مجلس مۂ بر ۹۰ 566

(۲شعبان سنہ۳۶۸ھ) 566

علم یا ہے؟ 566

امام صادق(ع) اور ابنِ وجا 567

علا بن حضرمی کے اشعار 569

دنیا جناب ا یر(ع) کی نظر میں 570

مجلس مۂ بر۹۱ 572

(۵ شعبان سنہ۳۶۸ھ) 572

آدم(ع) اور محمد(ص) 572

ذ ر علی(ع) اور معاویہ 572

شیعیان علی (ع) کے بارے میں 573

معصوم(ع) کا شیعوں سے خطاب 574

طالب علم کی اقسام 576

مجلس نمبر۹۲ 578

(۹ شعبان سنہ۳٦۸ھ) 578

خ کی دو قسمیں 578

یحی بن یعمر 579

سدرۃ المنتہی 579

عصمت امام 580

وفات نبی(ص) اور غسل و کفن 581

مجلس نمبر۹۳ 588

(۱۲ شعبان سنہ۳٦۸ھ) 588

شرائع الدین 588

مجلس نمبر۹۴ 601

(۱۷ تره شعبان سنه۳۶۸ھ) 601

حدیث طیر 601

دعبل خزاں کا مرثیہ 605

روایت اباصلت اور وفات امام رضا(ع) 605

مجلس نمبر۹۵ 610

(بروز بدھ، جبکہ ماہ شعبان ختم ہونے میں ۱۲ دن باقی تھے سنہ۳۶۸ھ) 610

حضرت موسیٰ(ع) اور شیطان 611

لقمان کی وصیت 613

مجلس نمبر۹۶ 615

(یہ مجلس جناب صدوق(رح) اسی روز یعنی بدھ سنہ۳۶۸ھ جب ماہ شعبان ختم ہونے میں بارہ دن باقی تھے پڑھی) 615

خدا کب سے ہے 615

آدم(ع) اور عقل 615

مجلس نمبر ۹۷ 618

(بروز جمعرات جبکہ ماہ شعبان سنہ ۳۶۸ھ ختم ہو میں ۱۱ روز باقی تھے۔) 618

امامت کی وضاحت 618